

# روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

⑨

ISLAM  
INTERNATIONAL  
PUBLICATIONS LTD

## روحانی خزائن

مجموعہ کتب حضرت مرزا غلام احمد قادیانی  
مسیح موعود و مہدی معبود علیہ السلام  
(جلد نہم)

### Ruhaani Khazaa'in

(Volume 9)

Collection of the books of Hazrat Mirza Ghulam Ahmad of Qadian,  
The Promised Messiah and Mahdi (1835-1908), peace be upon him.  
Volumes 1-23

© Islam International Publications Ltd.

First Published in Rabwah, Pakistan in the 1960s

Reprinted in the UK in 1984

Reprinted in 1989

Second edition (with computerized typesetting) published in 2008

Reprinted in the UK in 2009

Published in Qadian, India in 2008 (Vol. 1-10)

Present edition published in the UK in 2021

Published by:

Islam International Publications Ltd

Unit 3, Bourne Mill Business Park,

Guildford Road, Farnham, Surrey, GU9 9PS UK

Printed in Turkey at:

Levent Offset

ISBN: 978-1-84880-134-9 (Set Vol. 1-23)

10 9 8 7 6 5 4 3 2 1



حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب  
کے مطالعہ کے متعلق

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس  
ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کا

احبابِ جماعت کے نام

پیغام

روحانی خزائن کے کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن ۲۰۰۸ء

کی اشاعت کے موقع پر



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ  
وَعَلٰی عِبْدِهِ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْدِ  
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ  
هوالتاصر



لندن

10-8-2008

## پیغام

وہ خزان جو ہزاروں سال سے مدفون تھے اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار اللہ تعالیٰ نے وَآخِرِينَ مِنْهُمْ کے مصداق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس زمانے کے امام اور مہدی کے طور پر مبعوث فرمایا کہ تا اس کی توحید کا دنیا میں بول بالا ہو اور ہمارے پیارے نبی اکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور قرآن کریم کی صداقت دنیا پر زور و روشن کی طرح عیاں ہو جائے۔

قرآن کریم اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارکہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہی وہ زمانہ تھا کہ جب اسلام کی اشاعت اور تبلیغ ساری دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے سامان اس خدائے قادر مطلق نے پہلے سے مقرر کر رکھے تھے۔ اسی لئے اس زمانے میں سائنسی ایجادات اتنی تیزی اور کثرت سے ہوئی ہیں کہ انسانی عقل وَقَالَ الْإِنْسَانُ مَا لَهَا کے مصداق حیران ہو جاتی ہے۔ یہی وہ زمانہ ہے کہ جس کے بارے میں وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ کی پیشگوئی فرما کر یہ بتلا دیا کہ اس زمانے میں ایسی ایسی ایجادات ہوں گی کہ کتابوں اور رسالوں کی نشر و اشاعت عام ہو جائے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”اور نشر و اشاعت سے اس کے وسائل یعنی پریس وغیرہ کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو کہ اللہ نے ایسی قوم کو پیدا کیا جس نے آلات طبع ایجاد کئے۔ دیکھو کس قدر

پر لیس ہیں جو ہندوستان اور دوسرے ملکوں میں پائے جاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا نعل ہے تا وہ ہمارے کام میں ہماری مدد کرے اور ہمارے دین اور ہماری کتابوں کو پھیلانے اور ہمارے معارف کو ہر قوم تک پہنچانے تا وہ ان کی طرف کان دھریں اور ہدایت پائیں۔ (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۴۷۳)

ایک اور کتاب میں آپ فرماتے ہیں:

”کامل اشاعت اس پر موقوف تھی کہ تمام ممالک مختلفہ یعنی ایشیا اور یورپ اور افریقہ اور امریکہ اور آبادی دنیا کے انتہائی گوشوں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی تبلیغ قرآن ہو جاتی اور یہ اس وقت غیر ممکن تھا بلکہ اس وقت تک تو دنیا کی کئی آبادیوں کا ابھی پتا بھی نہیں لگا تھا اور دور دراز سفروں کے ذرائع ایسے مشکل تھے کہ گویا معدوم تھے..... ایسا ہی آیت **وَآخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلِدُ حَقُّوا بِهِمْ** اس بات کو ظاہر کر رہی تھی کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات اور ہدایت کا ذخیرہ کامل ہو گیا مگر ابھی اشاعت ناقص ہے اور اس آیت میں جو **مِنْهُمْ** کا لفظ ہے وہ ظاہر کر رہا تھا کہ ایک شخص اس زمانہ میں جو تکمیل اشاعت کے لئے موزوں ہے مبعوث ہوگا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں ہوگا..... اس لئے خدا تعالیٰ نے تکمیل اشاعت کو ایک ایسے زمانہ پر ملتوی کر دیا جس میں قوموں کے باہم تعلقات پیدا ہو گئے اور بڑی اور بحری مرکب ایسے نکل آئے جن سے بڑھ کر سہولت سواری کی ممکن نہیں۔ اور کثرت مطالع نے تالیفات کو ایک شیرینی کی طرح بنا دیا جو دنیا کے تمام مجمع میں تقسیم ہو سکے۔ سو اس وقت حسب منطوق آیت **وَآخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلِدُ حَقُّوا بِهِمْ** اور حسب منطوق آیت **قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے بعثت کی ضرورت ہوئی اور ان تمام خادموں نے جو ریل اور تار اور آگن بوٹ اور

مطالع اور احسن انتظام ڈاک اور باہمی زبانوں کا علم اور خاص کر ملک ہند میں اردو نے جو ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایک زبان مشترک ہو گئی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بزبان حال درخواست کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم تمام خدام حاضر ہیں اور فرض اشاعت پورا کرنے کے لئے بدل و جان سرگرم ہیں۔ آپ تشریف لائیے اور اس اپنے فرض کو پورا کیجئے کیونکہ آپ کا دعویٰ ہے کہ میں تمام کافرانس کے لئے آیا ہوں اور اب یہ وہ وقت ہے کہ آپ ان تمام قوموں کو جو زمین پر رہتی ہیں قرآنی تبلیغ کر سکتے ہیں اور اشاعت کو کمال تک پہنچا سکتے ہیں اور اتمام حجت کے لئے تمام لوگوں میں دلائل حقانیت قرآن پھیلا سکتے ہیں تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے جواب دیا کہ دیکھو میں بروز کے طور پر آتا ہوں۔ مگر میں ملک ہند میں آؤں گا۔ کیونکہ جوش مذاہب و اجتماع جمیع ادیان اور مقابلہ جمع ملل و نحل اور امن اور آزادی اسی جگہ ہے۔“

(تختہ گوڑویہ، روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۲۶۰-۲۶۳)

سو اس زمانے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام ساری دنیا تک پہنچانے اور اسلام کی سچائی کو ساری دنیا پر ثابت کرنے اور خدائے واحد و یگانہ کی توحید کا پرچار کرنے کے لئے اسلام کا یہ بطل جلیل، جری اللہ، سیف کا کام قلم سے لیتے ہوئے قلمی اسلحہ پہن کر سائنس اور علمی ترقی کے میدان کارزار میں اتر اور اسلام کی روحانی شجاعت اور باطنی قوت کا ایسا کرشمہ دکھایا کہ ہر مخالف کے پر نچے اڑادیے اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کا پرچم پھر سے ایسا بلند کیا کہ آج بھی اس کے پھریرے آسمان کی رفعتوں پر بلند سے بلند تر ہو رہے ہیں اور ساری دنیا پر اسلام کا یہ پیغام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کے ذریعہ پھیل رہا ہے اور پھیلتا رہے گا۔ مسیح محمدی کی زندگی بخش تحریرات کی ہی یہ برکت ہے کہ ایک جہان روحانی اور جسمانی احواء کی نوید سے مستفیض ہو رہا ہے اور صدیوں کے مردے ایک دفعہ پھر زندہ ہو رہے ہیں اور ایسا کیوں

نہ ہوتا کہ اسلام کی گزشتہ تیرہ صدیوں میں صرف آپ کا ہی کلام ایسا تھا جسے کبھی خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے ”مضمون بالا رہا“ کی سند نصیب ہوئی تو کبھی الہاماً یہ نوید عطا ہوئی کہ:

”در کلام تو چیزے است کہ شعراء را در اں دخل نیست۔ کلام اُفصحَتْ مِنْ لَدُنْ رَبِّ

کَرِيمِ“۔ (کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۶۲۔ تذکرہ صفحہ ۵۰۸)

ترجمہ: ”تیرے کلام میں ایک چیز ہے جس میں شاعروں کو دخل نہیں ہے۔ تیرا کلام خدا کی

طرف سے فصیح کیا گیا ہے۔“ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۰۶)

چنانچہ ایسی ہی عظیم الہی تائیدات سے طاقت پا کر آپ فرماتے ہیں:

”میں بڑے دعویٰ اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل

سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے۔ اور جہاں تک میں دور بین نظر سے کام لیتا ہوں

تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح

پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی

تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔

میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی

بخشتی ہے۔“ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۰۳)

ایک اور جگہ آپ فرماتے ہیں:

”میں خاص طور پر خدا تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشاء پر دازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا

ہوں کیونکہ جب میں عربی یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ

کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے۔“ (نزول المسیح، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۳۴)

پس یہ آپ کی دلی خواہش تھی کہ وہ آب حیات جو آپ کے مبارک قلم سے آپ کی کتابوں

کی شکل میں دنیا کی روحانی اور علمی پیاس بجھانے کے لئے نکلا ہے اس سے سارا عالم فیضیاب ہو۔



چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

”میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے مگر جو شخص میرے ہاتھ سے جام پئے گا جو مجھے دیا گیا ہے وہ ہرگز نہیں مرے گا۔ وہ زندگی بخش باتیں جو میں کہتا ہوں اور وہ حکمت جو میرے منہ سے نکلتی ہے اگر کوئی اور بھی اس کی مانند کہہ سکتا ہے تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں آیا۔ لیکن اگر یہ حکمت اور معرفت جو مردہ دلوں کے لئے آب حیات کا حکم رکھتی ہے دوسری جگہ سے نہیں مل سکتی تو تمہارے پاس اس جرم کا کوئی عذر نہیں کہ تم نے اس سرچشمہ سے انکار کیا جو آسمان پر کھولا گیا زمین پر اس کو کوئی بند نہیں کر سکتا۔“

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۰۴)

عزیزو! یہی وہ چشمہ رواں ہے کہ جو اس سے پئے گا وہ ہمیشہ کی زندگی پائے گا اور ہمارے سید و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی یفیض المال حتی لا یقبلہ احد (ابن ماجہ) کے مطابق یہی وہ مہدی ہے جس نے حقائق و معارف کے ایسے خزانے لٹائے ہیں کہ انہیں پانے والا کبھی ناداری اور بے کسی کا منہ نہ دیکھے گا۔ یہی وہ روحانی خزائن ہیں جن کی بدولت خدا جیسے قیمتی خزانے پر اطلاع ملتی ہے اور اس کا عرفان نصیب ہوتا ہے۔ ہر قسم کی علمی اور اخلاقی، روحانی اور جسمانی شفا اور ترقی کا زینہ آپ کی یہی تحریرات ہیں۔ اس خزانے سے منہ موڑنے والا دین و دنیا، دونوں جہانوں سے محروم اٹھنے والا قرار پاتا ہے اور خدا کی بارگاہ میں متکبر شمار کیا جاتا ہے، جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”جو شخص ہماری کتابوں کو کم از کم تین دفعہ نہیں پڑھتا۔ اس میں ایک قسم کا کبر پایا جاتا ہے۔“

(سیرت المہدی جلد اول حصہ دوم صفحہ ۳۶۵)

اسی طرح آپ نے فرمایا کہ:

”وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے

نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو تاکہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ۔“

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۰۳)

پھر آپ نے ایک جگہ یہ بھی تحریر فرمایا کہ:

”سب دوستوں کے واسطے ضروری ہے کہ ہماری کتب کم از کم ایک دفعہ ضرور پڑھ لیا کریں، کیونکہ علم ایک طاقت ہے اور طاقت سے شجاعت پیدا ہوتی ہے۔“

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۳۶۱)

یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہمیں اس امام مہدی اور مسیح محمدی کو ماننے کی توفیق ملی اور ان روحانی خزائن کا ہمیں وارث ٹھہرایا گیا۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہم ان بابرکت تحریروں کا مطالعہ کریں تاکہ ہمارے دل اور ہمارے سینے اور ہمارے ذہن اس روشنی سے منور ہو جائیں کہ جس کے سامنے دجال کی تمام تاریکیاں کا فور ہو جائیں گی۔ اللہ کرے کہ ہم اپنی اور اپنی نسلوں کی زندگیوں ان بابرکت تحریرات کے ذریعہ سنوار سکیں اور اپنے دلوں اور اپنے گھروں اور اپنے معاشرہ میں امن و سلامتی کے دئے جلانے والے بن سکیں اور خدا اور اس کے رسول کی محبت اس طرح ہمارے دلوں میں موجزن ہو کہ اس کے طفیل ہم کل عالم میں بنی نوع انسان کی محبت اور ہمدردی کی شمعیں فروزاں کرتے چلے جائیں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

خزائن

خليفة المسيح الخامس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## عرض ناشر

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خصوصی ہدایات اور راہنمائی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جملہ تصانیف کا سیٹ ”روحانی خزائن“ پہلی بار کمپیوٹرائزڈ شکل میں پیش کیا جا رہا ہے۔ اس سیٹ کی خصوصیات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تاکیدی ارشاد کی تعمیل میں ہر کتاب فیسٹ ایڈیشن کے عین مطابق رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ایک سے زائد ایڈیشن چھپے ہیں تو آخری ایڈیشن کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

۲۔ پورے سیٹ میں یہ التزام کیا گیا ہے کہ صفحہ کی سائیڈ پر ایڈیشن اول کا صفحہ نمبر دیا گیا ہے۔

۳۔ ایڈیشن اول میں اگر سہو کتابت واقع ہوا ہے تو متن میں اس لفظ کو اسی طرح کمپوز کیا گیا ہے۔ البتہ حاشیہ میں یہ نوٹ دیا گیا ہے کہ متن میں سہو کتابت معلوم ہوتا ہے اور غالباً صحیح لفظ یوں ہے۔

۴۔ یہ ایڈیشن روحانی خزائن کے سابقہ ایڈیشن کے صفحات کے عین مطابق ہے تاکہ جماعتی لٹریچر میں گزشتہ نصف صدی سے آنے والے حوالہ جات کی تلاش میں سہولت رہے۔

۵۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے اس سیٹ میں مندرجہ ذیل اضافے کئے گئے ہیں۔

(ا) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک مضمون جو آپ نے منشی گردیال صاحب مدرس ٹل اسکول چنیوٹ کے استفسار کے جواب میں تحریر فرمایا تھا اور روحانی خزائن میں شامل نہیں ہو سکا تھا۔ اسے روحانی خزائن کے نئے ایڈیشن میں جلد نمبر ۲ میں شامل اشاعت کر دیا گیا ہے۔

(ب) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اہم مضمون ”ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کے جوابات“ جو پہلے ”تصدیق النبی“ کے نام سے سلسلہ کے لٹریچر میں موجود ہے اسے روحانی خزائن جلد نمبر ۴ کے آخر میں شامل اشاعت کر لیا گیا ہے۔

(ج) روحانی خزائن جلد ۴ میں الحق مباحثہ دہلی کے عنوان سے ایک کتاب شامل ہے۔ اس کے صفحہ ۲۲۱ پر مراسلت نمبر ۱ ماہین مولوی محمد بشیر صاحب اور مولوی سید محمد احسن صاحب ہے۔ اس کے بعد مراسلت نمبر ۲ ماہین منشی بوبہ صاحب و منشی محمد اسحاق و مولوی سید محمد احسن صاحب کسی وجہ سے روحانی خزائن میں شامل

ہونے سے رہ گئی ہے۔ اسے روحانی خزائن جلد نمبر ۴ کے نئے ایڈیشن میں شامل کر لیا گیا ہے۔

(د) روحانی خزائن جلد نمبر ۵ آئینہ کمالات اسلام کے آخر میں ”التبلیغ“ کے نام سے جو عربی خط شامل ہے اس کے آخر میں عربی قصیدہ درج ہے۔ ایڈیشن اول میں اس قصیدہ کے بعد ایک عربی نظم شائع شدہ ہے جو کسی وجہ سے روحانی خزائن جلد ۵ میں شامل نہیں ہو سکی تھی۔ نئے ایڈیشن میں یہ نظم شامل کر دی گئی ہے۔

(ہ) جلسہ اعظم مذاہب ۱۸۹۶ء کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تحریر فرمودہ بے مثال مضمون جو ”اسلامی اصول کی فلاسفی“ کے نام سے اردو اور دوسری زبانوں میں چھپ چکا ہے اس کے اصل مسودہ کے کچھ صفحات کسی وجہ سے شامل اشاعت نہیں ہو سکے تھے انہیں اصل مسودہ سے جو خلافت لائبریری میں موجود ہے نقل کر کے جلد نمبر ۱۰ میں شامل کیا گیا ہے۔

(و) ریویو آف ریلیجنز اردو کا پہلا شمارہ ۹ جنوری ۱۹۰۲ء کو شائع ہوا۔ اس میں صفحہ ۳۳ تا ۳۴ پر مشتمل ”گناہ کی غلامی سے رہائی پانے کی تدابیر کیا ہیں؟“ کے عنوان سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک بصیرت افروز مضمون شائع ہوا تھا۔ اس مضمون کو روحانی خزائن جلد نمبر ۱۸ کے آخر میں کتاب نزول المسیح کے بعد شامل کیا جا رہا ہے۔

(ز) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک سے لکھا ہوا ”عصمت انبیاء“ کے عنوان سے ایک اور مضمون بھی ریویو آف ریلیجنز اردو مئی ۱۹۰۲ء صفحہ ۷۵ تا ۷۹ میں شائع ہوا تھا۔ یہ مضمون اب تک کتابی شکل میں شائع نہیں ہوا۔ اسے بھی روحانی خزائن جلد ۱۸ کے آخر میں شامل اشاعت کیا جا رہا ہے۔

والسلام  
سید عبدالحی  
ناظر اشاعت

اکتوبر ۲۰۰۸ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کے فرستادہ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے اپنی ساری زندگی اشاعت و تبلیغ اسلام کے جہاد میں صرف کی اور اس مقصد کے لئے آپ نے نہ صرف کثیر تعداد میں کتب تصنیف فرمائیں بلکہ اشتہارات و تقاریر کے ذریعہ بھی خدمت اسلام کے اس فریضہ کا حق ادا فرمایا۔ حضور علیہ السلام کی جملہ تصانیف کو روحانی خزائن کی تین جلدوں کے سیٹ میں طبع کیا جا چکا ہے۔ اسی طرح آپ کے پُر معارف کلمات و تقاریر و مجالس علم و عرفان کو ملفوظات کی دس جلدوں میں، جبکہ آپ کے تحریر فرمودہ اشتہارات کو مجموعہ اشتہارات کے عنوان سے تین جلدوں میں تیار کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات کی روشنی میں علوم و فیوض روحانی سے لبریز اس لٹریچر (روحانی خزائن، ملفوظات اور مجموعہ اشتہارات) کے نئے ایڈیشن تیار کئے گئے ہیں جن کی اب سیدنا حضور اقدس کی منظوری سے یہاں انگلستان سے طباعت کی جا رہی ہے تاکہ بیرون ممالک میں قائم جماعتوں کی بھی علمی و روحانی ترقی دور ہو۔

حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جملہ تصانیف منیفہ جو روحانی خزائن کے نام سے ۲۳ جلدوں میں شائع شدہ ہیں، اس کے کمپیوٹر ایڈیشن میں بعض مقامات پر کتابت کے سہو اور اغلاط کی نشاندہی ہوئی تھی۔

امامنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کے نئے ایڈیشن کی تیاری کا ارشاد فرماتے ہوئے بعض درج ذیل ہدایات سے نوازا:

”حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کی صحت کو قائم اور برقرار رکھنے کے لئے لازم ہے کہ ان کو اول ایڈیشن کے عین مطابق اور اسی حال میں برقرار رکھا جائے۔ اگر اول ایڈیشن میں کہیں سہو کتابت ہے تو اس کو بعینہ

قائم رکھا جائے۔ البتہ واضح سہو اور غلطی کی ناشر کی طرف سے حاشیہ میں وضاحت دی جائے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیات مبارکہ میں اس کے ایک سے زیادہ ایڈیشنز شائع ہوئے تھے تو آپ کی زندگی میں مطبوعہ آخری ایڈیشن کو پیش نظر رکھا جائے۔

غرضیکہ اول ایڈیشن سے تقابل کر کے اگر مابعد کسی سہو یا کتابت کی غلطی کی درستگی کی گئی ہے تو اسے نظر انداز کر کے اول ایڈیشن کے بالکل مطابق کر دیا جائے اور متن میں کوئی تبدیلی نہ کی جائے۔“

اول ایڈیشن کے وقت اس زمانہ کی طرز کتابت کے مطابق ”ے“ اور ”ی“ کو اکثر و بیشتر ”ی“ لکھا گیا ہے۔ پہلے قارئین خود سمجھ جاتے تھے کہ فقرہ کی ترتیب کے لحاظ سے یہاں یائے معروف ہے یا یائے مجهول۔ لیکن اب اس تفریق کو سمجھنے میں قاری کو دقت اور مشکل درپیش ہوتی ہے۔ اس لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا ہے کہ فقرہ کی مناسبت سے یائے معروف اور یائے مجهول کو ظاہر کر دیا جائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ”روحانی خزائن کے پہلے ایڈیشن کے مطابق صفحات نمبر اور عبارات رکھی جائیں۔“ چنانچہ اس ہدایت کی پابندی کی گئی ہے۔ اس لئے ناشر کی طرف سے اگر کوئی وضاحت ضروری سمجھی گئی تو اس کو بارڈر سے باہر رکھا گیا ہے۔

ایسے انگریزی الفاظ، اسماء وغیرہ جو اردو رسم الخط میں تحریر شدہ ہیں اور جن کو صحیح تلفظ سے پڑھنا مشکل ہے سہولت کی غرض سے ان کو انگریزی طرز میں بھی حاشیہ میں دے دیا گیا ہے۔

الحق مباحثہ دہلی کا ایک حصہ ”مراسلت نمبر ۲“ جو روحانی خزائن کی تدوین کے وقت دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے شامل نہ ہو سکا۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن کے وقت یہ مراسلت مل گئی اور اسے جلد ۴ کے آخر پر صفحہ ۴۸۳ پر دے دیا گیا۔ اس ایڈیشن میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر اسے الحق مباحثہ دہلی کے آخر پر مراسلت نمبر ۱ کے بعد شامل اشاعت کیا جا رہا ہے۔

محمود کی آئین تو جلد ۱۲ میں آچکی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب، حضرت مرزا شریف احمد صاحب اور حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی آئین بھی لکھی تھی۔ یہ نظم ۱۹۰۱ء میں شائع ہوئی جو روحانی خزائن کی کسی جلد میں شامل نہیں۔

اب روحانی خزائن کی نظر ثانی کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر اسے اپنے زمانی اعتبار سے روحانی خزائن جلد ۱ میں شامل کیا گیا ہے، مگر جلد کے آخر پر تاکہ صفحات کی ترتیب میں فرق نہ آئے۔

روحانی خزائن میں جو فارسی اشعار، عبارات اور رقوم بیان ہوئی ہیں ان کا ترجمہ اس ایڈیشن میں متن کے اختتام پر دے دیا گیا ہے تاکہ قارئین کو مفہوم سمجھنے میں سہولت ہو۔ یہاں انگلستان میں متعدد مرتبہ خاکسار نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہو کر مختلف امور میں راہنمائی حاصل کرنے کی سعادت حاصل کی اور ان ہدایات کی تعمیل کروائی۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے کرام نے بارہا ان بیش بہا علوم کو پڑھنے اور پھیلانے کی نصیحت فرمائی ہے۔ اللہ کرے کہ ہم سب ان سے کما حقہ فائدہ اٹھانے والے ہوں۔ آمین

خاکسار  
مینیر الدین شمس  
ایڈیشنل وکیل التصنیف

فروری ۲۰۲۱ء





# ترتیب

روحانی خزائن جلد ۹

۱	.....	انوار الاسلام
۱۲۷	.....	منن الرحمن
۲۴۹	.....	ضیاء الحق
۳۲۴	.....	نور القرآن نمبر ۱
۳۷۳	.....	نور القرآن نمبر ۲
۴۵۹	.....	معیار المذہب



## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

### تعارف

(از حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس)

روحانی خزائن کی یہ جلد نمبر ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب انوار الاسلام۔ من الرحمن۔ ضیاء الحق۔ رسالہ نور القرآن نمبر ۱ اور رسالہ معیار المذہب پر مشتمل ہے۔ ان کتب اور رسائل کی تاریخ تالیف و اشاعت ۱۸۹۵ء ہے۔

### انوار الاسلام و ضیاء الحق

مسٹر عبداللہ آتھم عیسائی مناظر سے متعلق مباحثہ ”جنگ مقدس“ کے اختتام پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں ہاویہ میں گرایا جائے گا بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔ جب پیشگوئی کی میعاد پندرہ ماہ گذر گئی اور آتھم نہ مرا اور اللہ تعالیٰ نے حسب پیشگوئی رجوع الی الحق کی وجہ سے اُسے مہلت عطا فرمائی تو عیسائیوں نے اس پر بڑی خوشیاں منائیں اور اُسے عیسائیت کی فتح سمجھ کر ۶ دسمبر ۱۸۹۴ء کو امرتسر میں آتھم کا جلوس بھی نکالا۔ یہ مقابلہ درحقیقت اسلام اور عیسائیت کا تھا جیسا کہ خود مسیحی اخبار نور افشاں نے بھی لکھا:-

”مرزا صاحب نے مسیحیوں کے ساتھ مباحثہ اپنے ملہم اور مثیل مسیح ہونے کے بارے میں نہیں کیا بلکہ محمدیت کو مذہب حق اور قرآن کو کتاب اللہ ثابت کرنے اور مسیحیت کو رد کرنے کے لئے کیا تھا اور وہ پیشگوئی اختتام مباحثہ پر انہوں نے محمدیت ہی کے مذہب حق اور منجانب اللہ ہونے کے ثبوت میں کی تھی۔“

(نور افشاں ۲۰ دسمبر ۱۸۹۴ء)

لیکن باوجود اس کے بعض بے غیرت ملاؤں اور اُن کے تبعین نے عیسائیوں کے ساتھ مل کر شور و غل

اور استہزاء میں برابر کا حصہ لیا اور پیشگوئی کے پورا نہ ہونے کا شور مچایا اور اس پر اعتراضات کئے۔ گندے اور گالیوں سے پردل آزار اشتہارات نکالے اور حد درجہ بدزبانی سے کام لیا تب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان ملگزملاؤں کو ترکی بہ ترکی جواب دیا اور ان کی اسلام دشمنی کا ان الفاظ میں تذکرہ فرمایا:-

”بعض نام کے مسلمان جن کو نیم عیسائی کہنا چاہیے اس بات پر بہت خوش ہوئے کہ عبداللہ آتھم پندرہ ماہ تک نہیں مر سکا اور مارے خوشی کے صبر نہ کر سکے آخر اشتہار نکالے اور اپنی عادت کے موافق بہت کچھ ان میں گند بکا اور اس ذاتی بخل کی وجہ سے جو میرے ساتھ تھا اسلام پر بھی حملہ کیا کیونکہ میرے مباحثات اسلام کی تائید میں تھے نہ میرے مسیح موعود ہونے کی بحث میں۔ غایت درجہ میں ان کے خیال میں کافر تھا یا شیطان تھا یا دجال تھا لیکن بحث تو جناب رسول اللہ صلعم کی صداقت اور قرآن کریم کی فضیلت کے بارہ میں تھی۔“

(انوار الاسلام۔ روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۲۴)

الغرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پندرہ ماہ کی میعاد گزرتے ہی ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کو رسالہ انوار الاسلام تحریر فرمایا اور مئی ۱۸۹۵ء میں اسی موضوع پر رسالہ ضیاء الحق تالیف فرمایا جن میں اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا تفصیل سے ذکر فرمایا اور لکھا:-

”خدا تعالیٰ کے الہام نے مجھے بتلادیا کہ ڈپٹی عبداللہ آتھم نے اسلام کی عظمت اور اُس کے رعب کو تسلیم کر کے حق کی طرف رجوع کرنے کا کسی قدر حصہ لے لیا جس حصہ نے اُس کے وعدہ موت اور کامل طور کے ہاویہ میں تاخیر ڈال دی اور ہاویہ میں تو گرا لیکن اس بڑے ہاویہ سے تھوڑے دنوں کے لئے بچ گیا جس کا نام موت ہے“

(انوار الاسلام۔ روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۲)

اور آتھم کے رجوع سے متعلق جو الہامات ہوئے تھے وہ اس رسالہ میں تحریر فرمائے اور قرآن قویہ سے آتھم کے رجوع بقی ہونے کو ثابت کیا۔ پھر آپ نے چار اشتہار پے در پے شائع کئے جن میں آپ نے اس شرط پر کہ اگر آتھم مندرجہ ذیل الفاظ میں قسم کھا جائے تو اُس کو ایک ہزار روپیہ دیا جائے گا۔ پھر دوسرے اشتہار میں اس انعامی رقم کو دو ہزار اور تیسرے اشتہار میں تین ہزار اور چوتھے اشتہار میں چار ہزار روپیہ کر دیا۔ اور قسم کے الفاظ یہ تھے کہ:-

”پیشگوئی کے دنوں میں ہرگز میں نے اسلام کی طرف رجوع نہیں کیا اور ہرگز

اسلام کی عظمت میرے دل پر موثر نہیں ہوئی اور اگر میں جھوٹ کہتا ہوں تو اسے  
 قادر خدا ایک سال تک مجھ کو موت دے کر میرا جھوٹ لوگوں پر ظاہر کرے۔“  
 (ضیاء الحق۔ روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۳۱۱، ۳۱۲)

نیز فرمایا:-

”اب اگر آتھم صاحب قسم کھالیوں تو وعدہ ایک سال قطع اور یقینی ہے جس کے  
 ساتھ کوئی بھی شرط نہیں اور تقدیر مبرم ہے اور اگر قسم نہ کھاویں تو پھر بھی خدا تعالیٰ ایسے  
 مجرم کو بے سزا نہیں چھوڑے گا جس نے حق کا انخفا کر کے دنیا کو دھوکا دینا چاہا۔“  
 (انوار الاسلام۔ روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۱۱۴)

مزید براں آپ نے یہ بھی تحریر فرمایا:-

”اگر تاریخ قسم سے ایک سال تک زندہ سالم رہا تو وہ اُس کا روپیہ ہوگا اور پھر اس  
 کے بعد یہ تمام تو میں مجھ کو جو سزا چاہیں دیں۔ اگر مجھ کو تلوار سے نکلے نکلے کریں  
 تو میں عذر نہیں کروں گا اور اگر دنیا کی سزاؤں میں سے مجھ کو وہ سزا دیں جو سخت تر  
 سزا ہے تو میں انکار نہیں کروں گا اور خود میرے لئے اس سے زیادہ کوئی رسوائی نہیں  
 ہوگی کہ میں اُن کی قسم کے بعد جس کی میرے ہی الہام پر بنا ہے جھوٹا نکلوں۔“  
 (ضیاء الحق۔ روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۳۱۶، ۳۱۷)

مگر آتھم نے قسم کھانے سے گریز کی راہ اختیار کی اور قسم نہ اُٹھائی جس سے اُس کا جھوٹا ہونا اور  
 اللہ تعالیٰ کے الہام کی صداقت کہ آتھم نے رجوع بحق کیا اور اسی وجہ سے وہ موت کے ہاویہ سے بچ گیا دنیا  
 پر ظاہر ہوگی۔ اس طرح آتھم سے متعلق پیشگوئی بڑی آب و تاب سے پوری ہوئی۔ اس پیشگوئی کو تفصیل  
 سے ہم روحانی خزائن جلد گیارہ کے پیش لفظ میں ذکر کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

## منن الرحمن

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”علماء اسلام کو غفلت میں سوئے ہوئے اور اُن  
 کی ہمدردی دین اور اس کی خدمت سے عدم توجہی اور دنیا طلبی اور مخالفین کی دین اسلام کے مٹانے کے لئے

مساعی اور ان کے حملوں کو دیکھ کر میرا دل بے قرار ہوا اور قریب تھا کہ جان نکل جاتی تب میں نے اللہ تعالیٰ سے نہایت عاجزی اور تضرع سے دعا کی کہ وہ میری نصرت فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے میری دعا کو قبول فرمایا۔ سو ایک دن جبکہ میں نہایت بے قراری کی حالت میں قرآن مجید کی آیات نہایت تدریجاً اور فکر اور غور سے پڑھ رہا تھا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا تھا کہ مجھے معرفت کی راہ دکھاوے اور ظالموں پر میری حجت پوری کرے تو قرآن شریف کی ایک آیت میری آنکھوں کے سامنے چمکی اور غور کے بعد میں نے اُسے علوم کا خزانہ اور اسرار کا دہینہ پایا۔ میں خوش ہوا اور الحمد للہ کہا اور اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کیا اور وہ آیت یہ تھی۔

وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِتُنذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا..... الخ

اس آیت کے متعلق مجھ پر کھولا گیا کہ یہ آیت عربی زبان کے فضائل پر دلالت کرتی ہے اور اشارہ کرتی ہے کہ عربی زبان تمام زبانوں کی اور قرآن مجید تمام پہلی کتابوں کی ماں ہے اور یہ کہ مکہ مکرمہ اُمّ الارضین ہے۔“  
(من الرحمن۔ روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۱۷۹ تا ۱۸۳ ملخصاً)

اللہ تعالیٰ کی اس راہنمائی کے بعد آپ نے کتاب من الرحمن لکھی اور اس کے متعلق آپ نے ایک اشتہار دیا جس میں آپ نے اس کتاب کے متعلق لکھا:-

”یہ ایک نہایت عجیب و غریب کتاب ہے جس کی طرف قرآن شریف کی بعض پُر حکمت آیات نے ہمیں توجہ دلائی سو قرآنِ عظیم نے یہ بھی دنیا پر ایک بھاری احسان کیا ہے جو اختلاف لغات کا اصل فلسفہ بیان کر دیا اور ہمیں اس دقیق حکمت پر مطلع فرمایا کہ انسانی بولیاں کس منبع اور معدن سے نکلی ہیں اور کیسے وہ لوگ دھوکے میں رہے جنہوں نے اس بات کو قبول نہ کیا جو انسانی بولی کی جڑھ خدا تعالیٰ کی تعلیم ہے اور واضح ہو کہ اس کتاب میں تحقیق الالسنہ کی رو سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ دنیا میں صرف قرآن شریف ایک ایسی کتاب ہے جو اس زبان میں نازل ہوا ہے جو اُمّ الالسنہ اور الہامی اور تمام بولیوں کا منبع اور سرچشمہ ہے۔“

(ضیاء الحق۔ روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۲۵۰)

دوسرے لوگوں کی کوششوں کی ناکامی کا جو انہوں نے اپنی زبانوں کو اُمّ الالسنہ ثابت کرنے کے

لئے کہیں ذکر کر کے فرماتے ہیں:-

”اب ہمیں خدا تعالیٰ کے مقدس اور پاک کلام قرآن شریف سے اس بات کی ہدایت ہوئی کہ وہ الہامی زبان اور اُمّ اللسنہ جس کے لئے پارسیوں نے اپنی جگہ اور عبرانی دانوں نے اپنی جگہ اور آریہ قوم نے اپنی جگہ دعوے کئے کہ انہیں کی وہ زبان ہے وہ عربی میں ہے اور دوسرے تمام دعوے دار غلطی پر اور خطا پر ہیں۔“

(ضیاء الحق۔ روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۳۲۰)

پھر اپنی تحقیق اور عربی زبان کے مقابل پر دوسری زبانوں کا ناقص ہونا بیان کر کے فرماتے ہیں:-

”ہم نے زبان عربی کی فضیلت اور کمال اور فوق اللسنہ ہونے کے دلائل اپنی اس کتاب میں مبسوط طور پر لکھ دیئے ہیں جو تفصیل ذیل ہیں۔

(۱) عربی کی مفردات کا نظام کامل ہے (۲) عربی اعلیٰ درجہ کی وجوہ تسمیہ پر مشتمل ہے جو فوق العادت ہیں۔ (۳) عربی کا سلسلہ اطرا مواد اتم اور اکمل ہے (۴) عربی تراکیب میں الفاظ کم اور معانی زیادہ ہیں۔ (۵) عربی زبان انسانی ضمائر کا پورا نقشہ کھینچنے کے لئے پوری پوری طاقت اپنے اندر رکھتی ہے۔

اب ہر ایک کو اختیار ہے کہ ہماری کتاب کے چھپنے کے بعد اگر ممکن ہو تو یہ کمالات سنسکرت یا کسی اور زبان میں ثابت کرے..... ہم نے اس کتاب کے ساتھ پانچ ہزار روپے کا انعامی اشتہار شائع کر دیا ہے..... فتیابی کی حالت میں بغیر حرج کے وہ روپیہ ان کو وصول ہو جائے گا۔“ (ضیاء الحق۔ روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۳۲۱، ۳۲۲)

اس تحقیق سے کہ عربی زبان اُمّ اللسنہ ہے آپ نے اسلام کی عالمگیر فتح کی بنیاد رکھ دی کیونکہ عربی زبان کے اُمّ اللسنہ اور الہامی زبان ثابت ہونے سے یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ تمام کتابوں میں سے جو مختلف زبانوں میں مخصوص قوموں کی اصلاح کے لئے انبیاء پر نازل ہوئیں۔ اعلیٰ اور ارفع، اتم اور اکمل اور خاتم الکتب اور اُمّ الکتب قرآن مجید ہے اور رسولوں میں سے خاتم النبیین اور خاتم الرسل حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ خیال تھا کہ یہ کتاب دسمبر ۱۸۹۵ء میں شائع ہو جائے گی

اور رسالہ ضیاء الحق کو جو مئی ۱۸۹۵ء میں لکھا جا چکا تھا اس کا ایک حصہ بنایا جائے گا لیکن اخبار ”نور افشاں“ میں عبداللہ آتھم کی پیشگوئی سے متعلق بعض مضامین کی اشاعت کی وجہ سے ضیاء الحق کے چند نسخوں کا شائع کرنا آپ نے مناسب سمجھا لیکن افسوس ہے کہ کتاب من الرحمن نامی تمام حالت میں رہ گئی اور اُس کی اشاعت بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایده اللہ بنصرہ العزیز کے عہد میں جون ۱۹۱۵ء میں ہوئی اور جس حالت میں یہ کتاب آپ کی موجودگی میں تھی اسی صورت میں شائع کر دی گئی۔ مگر اس تحقیق کے متعلق آپ کے بعض خدام نے اپنی کوششیں جاری رکھیں۔ چنانچہ خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم نے ایک مختصر کتاب ”ام الالسنہ“ لکھی۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قائم کردہ اصولوں پر مفصل ریسرچ کی سعادت مکرم شیخ محمد احمد صاحب مظہر ایڈووکیٹ لائپورخلف الرشید حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی کے حصہ میں آئی جنہوں نے برسوں کی محنت و کاوش سے دنیا کی مشہور زبانوں سنسکرت، انگریزی، لاطینی، جرمنی، فرانسیسی، چینی، فارسی اور ہندی کے گہرے اشتراک اور عربی کے ام الالسنہ ہونے کا نظریہ پوری شرح و بسط سے نمایاں کیا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ اصول کی روشنی میں ان زبانوں کے بیس ہزار الفاظ کے حل کرنے میں بھاری کامیابی حاصل کر لی ہے۔

## نور القرآن نمبر ۱ و نور القرآن نمبر ۲

قرآن کریم کے روحانی کمالات کے اظہار اور ان باتوں کے شائع کرنے کے لئے جو راہ راست کے جاننے اور سمجھنے اور شناخت کرنے کا ذریعہ ہوں اور جن سے وہ سچا فلسفہ معلوم ہو جو دلوں کو تسلی دیتا اور روح کو سکینت اور آرام بخشتا اور ایمان کو عرفان کے رنگ میں لے آتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک ماہوار رسالہ جاری کرنے کا ارادہ فرمایا اور بالفعل ایک رسالہ بنام نور القرآن جاری فرمایا مگر افسوس کہ کثرت مشاغل و مصروفیات کے باعث اس کے صرف دو نمبر ہی نکل سکے۔ پہلا نمبر تین ماہ یعنی بابت ماہ جون، جولائی، اگست ۱۸۹۵ء شائع ہوا۔ اور دوسرا نمبر بابت ماہ ستمبر و اکتوبر و نومبر و دسمبر ۱۸۹۵ء اور جنوری و فروری و مارچ و اپریل ۱۸۹۶ء شائع ہوا۔

نور القرآن نمبر ۱ میں آپ نے قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر دلائل



قاطعہ وبراہین ساطعہ تحریر فرمائے اور نور القرآن نمبر ۲ میں پادری فتح مسیح سکنہ فتح گڑھ ضلع گورداسپور کے دو خطوط کا جواب تحریر فرمایا۔ جن میں اس کو باطن پادری نے سرور کائنات فخر موجودات خاتم النبیین امام الطیبین و سید المعصومین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے اور بے جا اعتراضات کرتے ہوئے نعوذ باللہ آپ پرزنا کی تہمت لگائی تھی۔

## معیار المذہب

اس چھوٹے سے رسالہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فطرتی معیار کے لحاظ سے مختلف مذاہب کا مقابلہ کیا ہے۔ خصوصاً آریہ مذہب اور عیسائی مذہب اور اسلام کی خدا تعالیٰ کے متعلق تعلیم کا موازنہ کر کے بتایا ہے کہ صحیح اور فطرت کے مطابق عقیدہ وہی ہے جو اسلام نے پیش کیا۔ اور اس رنگ میں دوسرے مذاہب پر آپ نے اسلام کی تعلیم کی برتری اور فوقیت ثابت کی ہے۔

خاکسار

جلال الدین شمس

ربوہ۔ نومبر ۱۹۶۱ء





وہ خزانے جو ہزاروں سال سے مدفون تھے  
اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار





حضرت مرزا غلام احمد دایانی  
سیح موعود و مهدی موعود علیہ السلام



جَلَّ الْخَبْرُ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا



# انوار الاسلام



پنج ایڈیشن، لکڑیوں میں خاکسار غلام قادر فصیح کی اہتمام سے چھپا

قداد اشاعت (۲۰۰۰ء)





## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

محمد عربی کا بروی ہر دوسراست  
کسی کہ خاک درش نیست خاک بر سر او

## فتح اسلام

لَنْ يُجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا

واضح ہو کہ وہ پیشگوئی جو امت سر کے عیسائیوں کے ساتھ مباحثہ ہو کر ۵ جون ۱۸۹۳ء میں کی گئی تھی جس کی آخری تاریخ ۵ ستمبر ۱۸۹۳ء تھی۔ وہ خدا تعالیٰ کے ارادہ اور حکم کے موافق ایسے طور سے اور ایسی صفائی سے میعاد کے اندر پوری ہو گئی کہ ایک منصف اور دانا کو بجز اس کے ماننے اور قبول کرنے کے کچھ بن نہیں پڑتا۔ ہاں ایک متعصب اور احمق یا جلد باز جوان واقعات اور حوادث کو یکجائی نظر سے دیکھنا نہیں چاہتا جو پیشگوئی کے بعد فریق مخالف میں ظہور میں آئے اور الہامی الفاظ کی پیروی نہیں کرتا بلکہ اپنے دل کی آرزوؤں کی پیروی کرتا ہے اس کی مرض نادانی لا علاج ہے اور اگر وہ ٹھوکر کھائے تو اس کی پست فطرتی اور حقیق اور سادہ لوجی اس کا موجب ہوگی ورنہ کچھ شک نہیں کہ فتح اسلام ہوئی اور عیسائیوں کو ذلت اور ہاویہ نصیب ہو گیا۔ پیشگوئی کے الفاظ یہ تھے کہ دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے۔ وہ انہیں دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لے کر یعنی ۱۵ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جاوے گا اور اس کو سخت ذلت پہنچے گی بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے اس کی اس سے عزت ظاہر ہوگی اور اس وقت جب پیشگوئی ظہور میں آئے گی۔ بعض اندھے سو جا کھ کئے جاویں گے اور بعض لنگڑے چلنے لگیں گے اور بعض بہرے سننے لگیں گے۔

اب یاد رہے کہ ”پیشگوئی میں فریق مخالف کے لفظ سے جس کے لئے ہاویہ یا ذلت کا وعدہ تھا ایک گروہ مراد ہے۔ جو اس بحث سے تعلق رکھتا تھا خواہ خود بحث کرنے والا تھا یا معاون یا حامی یا سرگروہ تھا۔ ہاں مقدم سب سے ڈپٹی عبداللہ آتھم تھا کیونکہ وہی دوسرے عیسائیوں کی طرف سے منتخب ہو کر پندرہ دن جھگڑتا رہا مگر درحقیقت اس لفظ کے حصہ دار دوسرے معاون اور محرک اور ان کے سرگروہ بھی تھے کیونکہ عرفاً فریق اس تمام گروہ کا نام ہے جو ایک کام بالمقابل کرنے والا یا اس کام کا معاون یا اس کام کا بانی یا مجوز یا حامی ہو اور پیشگوئی کی کسی عبارت میں یہ نہیں لکھا گیا کہ فریق سے مراد صرف عبداللہ آتھم ہے۔ ہاں میں نے جہاں تک الہام کے معنی سمجھے وہ یہ تھے کہ جو شخص اس فریق میں سے بالمقابل باطل کی تائید میں بنفس خود بحث کرنے والا ہے اس کے لئے ہاویہ سے مراد سزائے موت ہے لیکن الہامی لفظ صرف ہاویہ ہے اور ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ حق کی طرف رجوع کرنے والا نہ ہو۔ اور حق کی طرف رجوع نہ کرنے کی قید ایک الہامی شرط ہے جیسا کہ میں نے الہامی عبارت میں صاف لفظوں میں اس شرط کو لکھا تھا اور یہ بات بالکل سچ اور یقینی اور الہام کے مطابق ہے کہ اگر مسٹر عبداللہ کا دل جیسا کہ پہلے تھا ویسا ہی تو ہیں اور تحقیر اسلام پر قائم رہتا اور اسلامی عظمت کو قبول کر کے حق کی طرف رجوع کرنے کا کوئی حصہ نہ لیتا تو اسی میعاد کے اندر اس کی زندگی کا خاتمہ ہو جاتا لیکن خدا تعالیٰ کے الہام نے مجھے بتلادیا کہ ڈپٹی عبداللہ آتھم نے اسلام کی عظمت اور اس کے رعب کو تسلیم کر کے حق کی طرف رجوع کرنے کا کسی قدر حصہ لے لیا جس حصہ نے اس کے وعدہ موت اور کامل طور کے ہاویہ میں تاخیر ڈال دی اور ہاویہ میں تو گر لیکن اُس بڑے ہاویہ سے تھوڑے دنوں کے لئے بچ گیا جس کا نام موت ہے اور یہ ظاہر ہے کہ الہامی لفظوں اور شرطوں میں سے کوئی ایسا لفظ یا شرط نہیں ہے جو بے تاثیر ہو یا جس کا کسی قدر موجود ہو جانا اپنی تاثیر پیدا نہ کرے۔ لہذا ضرور تھا کہ جس قدر مسٹر عبداللہ آتھم کے دل نے حق کی عظمت کو قبول کیا اس کا فائدہ اس کو پہنچ جائے سو خدا تعالیٰ نے ایسا ہی کیا اور مجھے فرمایا اطلع اللہ علی ہمہ و غمہ۔ ولن تجد لسنة اللہ تبديلا و لا تعجبوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان كنتم مؤمنين و بعزتي و جلالتي انك انت الاعلى. و نمزق الاعداء كل ممزق و مكر اولئك هو يسور. انا نكشف السر عن ساقه يومئذ يفرح المؤمنون. ثلثة من الاولين و ثلثة من الآخريين و هذه تذكرة فمن شاء اتخذ الى ربه سبيلا۔ ترجمہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس کے ہم و غم پر اطلاع پائی اور اس کو مہلت دی جب تک کہ وہ پیمانہ کی اور سخت گوئی اور

﴿ ۳ ﴾

تکذیب کی طرف میل کرے اور خدا تعالیٰ کے احسان کو بھلا دے (یہ معنی فقرہ مذکورہ کے تفہیم الہی سے ہیں) اور پھر فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی یہی سنت ہے اور تو ربانی سنتوں میں تغیر اور تبدل نہیں پائے گا۔ اس فقرہ کے متعلق یہ تفہیم ہوئی کہ عادت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ وہ کسی پر عذاب نازل نہیں کرتا جب تک ایسے کامل اسباب پیدا نہ ہو جائیں جو غضب الہی کو مشتعل کریں اور اگر دل کے کسی گوشہ میں بھی کچھ خوف الہی مخفی ہو اور کچھ دھڑک شروع ہو جائے تو عذاب نازل نہیں ہوتا اور دوسرے وقت پر جا پڑتا ہے اور پھر فرمایا کہ کچھ تعجب مت کرو اور غمناک مت ہو اور غلبہ تمہیں کو ہے اگر تم ایمان پر قائم رہو۔ یہ اس عاجز کی جماعت کو خطاب ہے اور پھر فرمایا کہ مجھے میری عزت اور جلال کی قسم ہے کہ تو ہی غالب ہے (یہ اس عاجز کو خطاب ہے) اور پھر فرمایا کہ ہم دشمنوں کو پارہ پارہ کر دیں گے یعنی ان کو ذلت پہنچے گی اور ان کا مکر ہلاک ہو جائے گا۔ اس میں یہ تفہیم ہوئی کہ تم ہی فتح یاب ہونے دشمن اور خدا تعالیٰ بس نہیں کرے گا اور نہ باز آئے گا جب تک دشمنوں کے تمام مکروں کی پردہ درہی نہ کرے اور ان کے مکر کو ہلاک نہ کر دے یعنی جو مکر بنایا گیا اور مجسم کیا گیا اس کو توڑ ڈالے گا اور اس کو مردہ کر کے پھینک دے گا اور اس کی لاش لوگوں کو دکھا دے گا اور پھر فرمایا کہ ہم اصل بھید کو اس کی پنڈلیوں میں سے نکال کر کے دکھادیں گے یعنی حقیقت کو کھول دیں گے اور فتح کے دلائل بینہ ظاہر کریں گے اور اس دن مومن خوش ہوں گے پہلے مومن بھی اور پچھلے مومن بھی۔ اور پھر فرمایا کہ وجہ مذکورہ سے عذاب موت کی تاخیر ہماری سنت ہے جس کو ہم نے ذکر کر دیا اب جو چاہے وہ راہ اختیار کر لے جو اس کے رب کی طرف جاتی ہے۔ اس میں بدظنی کرنے والوں پر زجر اور ملامت ہے اور نیز اس میں یہ بھی تفہیم ہوئی ہے کہ جو سعادت مند لوگ ہیں اور جو خدا ہی کو چاہتے ہیں اور کسی بخل اور تعصب یا جلد بازی یا سوء فہم کے اندھیرے میں مبتلا نہیں وہ اس بیان کو قبول کریں گے اور تعلیم الہی کے موافق اس کو پائیں گے لیکن جو اپنے نفس اور اپنی نفسانی ضد کے پیرو یا حقیقت شناس نہیں وہ بیباکی اور نفسانی ظلمت کی وجہ سے اس کو قبول نہیں کریں گے۔

الہام الہی کا ترجمہ معہ تفہیمات الہیہ کے کیا گیا جس کا ما حاصل یہی ہے کہ قدیم سے الہی سنت اسی طرح پر ہے کہ جب تک کوئی کافر اور منکر نہایت درجہ کا بے باک اور شوخ ہو کر اپنے ہاتھ سے اپنے لئے اسباب ہلاکت پیدا نہ کرے۔ تب تک خدا تعالیٰ تعذیب کے طور پر اس کو ہلاک نہیں کرتا اور جب کسی منکر پر عذاب نازل ہونے کا وقت آتا ہے تو اس میں وہ اسباب پیدا ہو جاتے ہیں جن کی وجہ سے اس پر حکم ہلاکت لکھا جاتا ہے عذاب الہی کے لئے یہی قانون قدیم ہے اور یہی سنت مستمرہ اور یہی غیر تبدل قاعدہ کتاب الہی نے بیان کیا ہے اور غور کرنے سے ظاہر ہوگا

کہ جو مسٹر عبداللہ آتھم کے بارہ میں یعنی سزائے ہاویہ کے بارہ میں الہامی شرط تھی وہ درحقیقت اسی سنت اللہ کے مطابق ہے۔ کیونکہ اس کے الفاظ یہ ہیں کہ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے لیکن مسٹر عبداللہ آتھم نے اپنی مضطر بنانے حرکات سے ثابت کر دیا کہ اس نے اس پیشگوئی کو تعظیم کی نظر سے دیکھا جو الہامی طور پر اسلامی صداقت کی بنیاد پر کی گئی تھی۔ اور خدا تعالیٰ کے الہام نے بھی مجھ کو یہی خبر دی کہ ہم نے اس کے ہم اور غم پر اطلاع پائی یعنی وہ اسلامی پیشگوئی سے خوفناک حالت میں پڑا اور اس پر رعب غالب ہوا۔ اس نے اپنے افعال سے دکھا دیا کہ اسلامی پیشگوئی کا کیسا ہولناک اثر اس کے دل پر ہوا اور کیسی اس پر گھبراہٹ اور دیوانہ پن اور دل کی حیرت غالب آگئی اور کیسے الہامی پیشگوئی کے رعب نے اس کے دل کو ایک کچلا ہوا دل بنا دیا یہاں تک کہ وہ سخت بے تاب ہوا اور شہر بشہر اور ہر ایک جگہ ہر اسماں اور ترساں پھرتا رہا اور اس مصنوعی خدا پر اس کا توکل نہ رہا جس کو خیالات کی کچی اور ضلالت کی تاریکی نے الوہیت کی جگہ دے رکھی ہے وہ کتوں سے ڈرا اور سانپوں کا اس کو اندیشہ ہوا اور اندر کے مکانوں سے بھی اس کو خوف آیا۔ اس پر خوف اور وہم اور دلی سوزش کا غلبہ ہوا اور پیشگوئی کی پوری ہیبت اس پر طاری ہوئی اور وقوع سے پہلے ہی اس کا اثر اس کو محسوس ہوا اور بغیر اس کے کہ کوئی امرت سر سے اس کو نکالے آپ ہی ہر اسماں اور ترساں اور پریشان اور بیتاب ہو کر شہر بشہر بھاگتا پھرا اور خدا نے اس کے دل کا آرام چھین لیا اور پیشگوئی سے سخت متاثر ہو کر سراسیموں اور خوف زدوں کی طرح جا بجا بھٹکتا پھرا اور الہام الہی کا رعب اور اثر اس کے دل پر ایسا مستولی ہوا کہ اس کی راتیں ہولناک اور دن بے قراری سے بھر گئے اور حق کی مخالفت کی حالت میں جو جو ڈھشتیں اور قلق اس شخص پر وارد ہوتا ہے جو یقین رکھتا ہے یا ظن رکھتا ہے کہ شاید عذاب الہی نازل ہو جائے۔ یہ سب علامتیں اس میں پائی گئیں اور وہ عجیب طور پر اپنی بے چینی اور بے آرامی جا بجا ظاہر کرتا رہا اور خدا تعالیٰ نے ایک حیرت ناک خوف اور اندیشہ اس کے دل میں ڈال دیا کہ ایک پات کا کھڑکا بھی اس کے دل کو صدمہ پہنچاتا رہا اور ایک کتے کے سامنے آنے سے بھی اس کو ملک الموت یاد آیا اور کسی جگہ اس کو چھین نہ پڑا اور ایک سخت ویرانے میں اس کے دن گزرے اور سراسیمگی اور پریشانی اور بیتابی اور بے قراری نے اس کے دل کو گھیر لیا اور ڈرانے والے خیال رات دن اس پر غالب رہے اور اس کے دل کے تصوروں نے عظمت اسلامی کو رد نہ کیا بلکہ قبول کیا اس لئے وہ خدا جو رحیم و کریم اور سزا دینے میں دھیما ہے اور انسان کے دل کے خیالات کو جانچتا اور اس کے تصورات کے موافق اس سے عمل کرتا ہے اس نے اس کو اس صورت پر نہ پایا جس صورت میں فی الفور کامل ہاویہ کی سزا یعنی موت بلا توقف اس پر نازل ہوتی

اور ضرورت تھا کہ وہ کامل عذاب اس وقت تک تمہارے جب تک کہ وہ بے باکی اور شوخی سے اپنے ہاتھ سے اپنے لئے ہلاکت کے اسباب پیدا کرے اور الہام الہی نے بھی اسی طرف اشارہ کیا تھا کیونکہ الہامی عبارت میں شرطی طور پر عذاب موت کے آنے کا وعدہ تھا نہ مطلق بلا شرط وعدہ لیکن خدا تعالیٰ نے دیکھا کہ مسٹر عبداللہ آتھم نے اپنے دل کے تصورات سے اور اپنے افعال سے اور اپنی حرکات سے اور اپنے خوف شدید سے اور اپنے ہولناک اور ہراساں دل سے عظمت اسلامی کو قبول کیا اور یہ حالت ایک رجوع کرنے کی قسم ہے جو الہام کے استثنائی فقرہ سے کسی قدر تعلق رکھتی ہے کیونکہ جو شخص عظمت اسلامی کو رد نہیں کرتا بلکہ اس کا خوف اس پر غالب ہوتا ہے وہ ایک طور سے اسلام کی طرف رجوع کرتا ہے اور اگرچہ ایسا رجوع عذاب آخرت سے بچا نہیں سکتا مگر عذاب دنیوی میں بے باکی کے دنوں تک ضرورتاً خیر ڈال دیتا ہے یہی وعدہ قرآن کریم اور بائبل میں موجود ہے اور جو کچھ ہم نے مسٹر عبداللہ آتھم کی نسبت اور اس کے دل کی حالت کے بارہ میں بیان کیا یہ باتیں بے ثبوت نہیں بلکہ مسٹر عبداللہ آتھم نے اپنے تئیں سخت مصیبت زدہ بنا کر اور اپنے تئیں شدید غربت میں ڈال کر اور اپنی زندگی کو ایک ماتمی پیرایہ پہنا کر اور ہر روز خوف اور ہراس کی حرکات صادر کر کے اور ایک دنیا کو اپنی پریشانی اور دیوانہ پن دکھلا کر نہایت صفائی سے اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ اس کے دل نے اسلامی عظمت اور صداقت کو قبول کر لیا۔ کیا یہ بات جھوٹ ہے کہ اس نے پیشگوئی کے رعب ناک مضمون کو پورے طور پر اپنے پر ڈال لیا اور جس قدر ایک انسان ایک سچی اور واقعی بلا سے ڈر سکتا ہے اسی قدر وہ اس پیشگوئی سے ڈرا۔ اس کا دل ظاہری حفاظتوں سے مطمئن نہ ہو سکا اور حق کے رعب نے اس کو دیوانہ سا بنا دیا سو خدا تعالیٰ نے نہ چاہا کہ اس کو ایسی حالت میں ہلاک کرے کیونکہ یہ اس کے قانون قدیم اور سنت قدیمہ کے مخالف ہے اور نیز یہ الہامی شرط سے مغائر اور برعکس ہے اور اگر الہام اپنی شرائط کو چھوڑ کر اور طور پر ظہور کرے تو گو جاہل لوگ اس سے خوش ہوں مگر ایسا الہام الہامی نہیں ہو سکتا اور یہ غیر ممکن ہے کہ خدا اپنی قرار دادہ شرطوں کو بھول جائے کیونکہ شرائط کا لحاظ رکھنا صادق کے لئے ضروری ہے اور خدا اصدق الصادقین ہے۔ ہاں جس وقت مسٹر عبداللہ آتھم اس شرط کے نیچے سے اپنے تئیں باہر کرے اور اپنے لئے اپنی شوخی اور بے باکی سے ہلاکت کے سامان پیدا کرے تو وہ دن نزدیک آجائیں گے اور سزائے ہاویہ کامل طور پر نمودار ہوگی اور پیشگوئی عجیب طور پر اپنا اثر دکھائے گی۔

اور توجہ سے یاد رکھنا چاہیے کہ ہاویہ میں گرائے جانا جو اصل الفاظ الہام ہیں وہ عبداللہ آتھم نے اپنے ہاتھ سے پورے کئے اور جن مصائب میں اس نے اپنے تئیں ڈال لیا اور جس طرز سے مسلسل گھبراہٹوں کا سلسلہ اس کے دامن گیر ہو گیا اور ہول اور خوف نے اس کے دل کو پکڑ لیا یہی

اصل ہاویہ تھا اور سزائے موت اس کے کمال کے لئے ہے جس کا ذکر الہامی عبارت میں موجود بھی نہیں بے شک یہ مصیبت ایک ہاویہ تھا جس کو عبداللہ آتھم نے اپنی حالت کے موافق بھگت لیا لیکن وہ بڑا ہاویہ جو موت سے تعبیر کیا گیا ہے اس میں کسی قدر مہلت دی گئی کیونکہ حق کا رعب اس نے اپنے سر پر لے لیا۔ اس لئے وہ خدا تعالیٰ کی نظر میں اس شرط سے کسی قدر فائدہ اٹھانے کا مستحق ہو گیا جو الہامی عبارت میں درج ہے اور ضرور ہے کہ ہر ایک امر کا ظہور اسی طور سے ہو جس طور سے خدا تعالیٰ کے الہام میں وعدہ ہوا اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اس ہمارے بیان میں وہی شخص مخالفت کرے گا جس کو مسٹر عبداللہ آتھم کے ان تمام واقعات پر پوری اطلاع نہ ہوگی اور یا جو تعصب اور بغل اور سیدہ دلی سے حق پوشی کرنا چاہتا ہے۔

اور اگر عیسائی صاحبان اب بھی جھگڑیں اور اپنی مکارانہ کارروائیوں کو کچھ چیز سمجھیں یا کوئی اور شخص اس میں شک کرے تو اس بات کے تصفیہ کے لئے کہ فریخ کس کو ہوئی آیا اہل اسلام کو جیسا کہ درحقیقت ہے یا عیسائیوں کو جیسا کہ وہ ظلم کی راہ سے خیال کرتے ہیں تو میں ان کی پردہ دری کے لئے مبالغہ کے لئے تیار ہوں اگر وہ دروغ گوئی اور چالاکی سے باز نہ آئیں تو مبالغہ اس طور پر ہوگا کہ ایک تاریخ مقرر ہو کر ہم فریقین ایک میدان میں حاضر ہوں اور مسٹر عبداللہ آتھم صاحب کھڑے ہو کر تین مرتبہ ان الفاظ کا اقرار کریں کہ اس پیشگوئی کے عرصہ میں اسلامی رعب ایک طرفۃ العین کے لئے

بھی میرے دل پر نہیں آیا اور میں اسلام اور نبی اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ناحق پر سمجھتا رہا اور سمجھتا ہوں اور صداقت کا خیال تک نہیں آیا اور حضرت عیسیٰ کی ابنیت اور الوہیت پر یقین رکھتا رہا اور رکھتا ہوں اور ایسا ہی یقین جو فرقہ پروٹسٹنٹ کے عیسائی رکھتے ہیں اور اگر میں نے خلاف واقعہ کہا ہے اور حقیقت کو چھپایا ہے تو اے خدائے قادر مجھ پر ایک برس میں عذاب موت نازل کر۔

اس دعا پر ہم آمین کہیں گے اور اگر دعا کا ایک سال تک اثر نہ ہو اور وہ عذاب نازل نہ ہو جو جھوٹوں پر نازل ہوتا ہے تو ہم ہزار روپیہ <sup>☆</sup> مسٹر عبداللہ آتھم صاحب کو بطور تاوان کے دیں گے چاہیں تو پہلے کسی جگہ جمع کرالیں اور اگر وہ ایسی درخواست <sup>✽</sup> نہ کریں تو یقیناً سمجھو کہ وہ کاذب ہیں اور غلو کے وقت اپنی سزا پائیں گے۔ ہمیں صاف طور پر الہاماً معلوم ہو گیا ہے کہ اس وقت تک

☆ نوٹ۔ ہم اقرار کرتے ہیں کہ یہ ہزار روپیہ باضابطہ تحریر لینے کے بعد پہلے دے دیں گے۔ یہ قطعی اقرار ہے۔ منہ

✽ نوٹ۔ درخواست کے لئے روز اشاعت سے یعنی بذریعہ اشتہار پہنچنے کے بعد ایک ہفتہ کی میعاد ہے۔

﴿۷﴾

عذاب موت ٹلنے کا یہی باعث ہے کہ عبد اللہ آتھم نے حق کی عظمت کو اپنی خوف ناک حالت کی وجہ سے قبول کر کے ان لوگوں سے کسی درجہ پر مشابہت پیدا کر لی ہے جو حق کی طرف رجوع کرتے ہیں اس لئے ضرور تھا کہ ان کو کسی قدر اس شرط کا فائدہ ملتا اور اس امر کو وہ لوگ خوب سمجھ سکتے ہیں کہ جو ان کے حالات پر غور کریں اور ان کی تمام بے قرار یوں کو ایک جگہ میزان دے کر دیکھیں کہ کہاں تک پہنچ گئی تھیں کیا وہ ہاویہ تھا یا کچھ اور تھا اور اگر کوئی ناحق انکار کرے تو اس کے سمجھانے کے لئے وہ قطعی فیصلہ ہے جو میں نے لکھ دیا ہے تا سیرہ روئے شود ہر کہ دروغش باشد۔ ہم اپنے مخالفین کو یقین دلاتے ہیں کہ یہی سچ ہے ہاں یہی سچ ہے۔ اور ہم پھر مکر رکھتے ہیں کہ ضرور مسٹر عبد اللہ آتھم نے کسی قدر ہاویہ کی سزا بھگت لی ہے اور نہ صرف اسی قدر بلکہ قطرب اور مانیا کے مقدمات بھی ان کے دماغ کو نصیب ہو گئے ہیں جن کی طرف الہام الہی کا ہم اشارہ پاتے ہیں اور جس کے نتائج عنقریب کھلیں گے کسی کے چھپانے سے چھپ نہیں سکتے پس اے حق کے طالبو یقیناً سمجھو کہ ہاویہ میں گرنے کی پیشگوئی پوری ہو گئی اور اسلام کی فتح ہوئی اور عیسائیوں کو ذلت پہنچی۔ ہاں اگر مسٹر عبد اللہ آتھم اپنے پر جزع فزع کا اثر نہ ہونے دیتا اور اپنے افعال سے اپنی استقامت دکھاتا اور اپنے مرکز سے جگہ بجگہ بھٹکتا نہ پھرتا اور اپنے دل پر وہم اور خوف اور پریشانی غالب نہ کرتا بلکہ اپنی معمولی خوشی اور استقلال میں ان تمام دنوں کو گزارتا تو بے شک کہہ سکتے تھے کہ وہ ہاویہ میں گرنے سے دور رہا مگر اب تو اس کی یہ مثال ہوئی کہ قیامت دیدہ ام پیش از قیامت اس پر وہ غم کے پہاڑ پڑے جو اس نے اپنی تمام زندگی میں ان کی نظیر نہیں دیکھی تھی۔ پس کیا یہ سچ نہیں کہ وہ ان تمام دنوں میں درحقیقت ہاویہ میں رہا اگر تم ایک طرف ہماری پیشگوئی کے الہامی الفاظ پڑھو اور ایک طرف اس کے ان مصائب کو جانچو جو اس پر وارد ہوئے تو تمہیں کچھ بھی اس بات میں شک نہیں رہے گا کہ وہ بے شک ہاویہ میں گرا ضرور گرا اور اس کے دل پر وہ رنج اور غم اور بدحواسی وارد ہوئی جس کو ہم آگ کے عذاب سے کچھ کم نہیں کہہ سکتے۔ ہاں اعلیٰ نتیجہ ہاویہ کا جو ہم نے سمجھا اور جو ہماری تشریحی عبارت میں درج ہے یعنی موت وہ ابھی تک حقیقی طور پر وارد نہیں ہوا کیونکہ اس نے عظمت اسلام کی ہیبت کو اپنے دل میں دھنسا کر الہی قانون کے موافق الہامی شرط سے فائدہ اٹھا لیا مگر موت کے قریب قریب اس کی حالت پہنچ گئی اور وہ درد اور دکھ کے ہاویہ میں ضرور گرا اور ہاویہ میں گرنے کا لفظ اس پر صادق آ گیا پس یقیناً سمجھو کہ اسلام کو فتح حاصل ہوئی اور خدا تعالیٰ کا ہاتھ بالا ہوا اور کلمہ اسلام اونچا ہوا اور

عیسائیت نیچے گری۔ فالحمد لله علی ذالک

یہ تو مسٹر عبداللہ آتھم کا حال ہوا مگر اس کے باقی رفیق بھی جو رفیق بحث کے لفظ میں داخل تھے اور جنگ مقدس کے مباحثہ سے تعلق رکھتے تھے خواہ وہ تعلق اعانت کا تھا یا بانی کار ہونے کا یا مجوز بحث یا حامی ہونے کا یا سرگروہ ہونے کا ان میں سے کوئی بھی اثر ہاویہ سے خالی نہ رہا اور ان سب نے میعاد کے اندر اپنی اپنی حالت کے موافق ہاویہ کا مزہ دیکھ لیا۔ چنانچہ اول خدا تعالیٰ نے پادری رائٹ کو لیا جو دراصل اپنے رتبہ اور منصب کے لحاظ سے اس جماعت کا سرگروہ تھا اور وہ عین جوانی میں ایک ناگہانی موت سے اس جہان سے گذر گیا اور خدا تعالیٰ نے اس کی بے وقت موت سے ڈاکٹر ماٹین کلا راک اور ایسا ہی اس کے دوسرے تمام دوستوں اور عزیزوں اور ماتحتوں کو سخت صدمہ پہنچایا ☆ اور ماتمی کپڑے پہنادیئے اور اس کی بے وقت موت نے ان کو ایسے دکھ اور درد میں ڈالا جو ہاویہ سے کم نہ تھا اور ایسا ہی پادری ہاول بھی ایسی سخت بیماری میں پڑا کہ ایک مدت کے بعد مر کے بچا اور پادری عبداللہ بھی سخت بیمار یوں کے ہاویہ میں گرا اور معلوم نہیں کہ بچا یا گذر گیا اور جہاں تک ہمیں علم ہے ان میں سے کوئی بھی ماتم اور مصیبت یا ذلت اور رسوائی سے خالی نہ رہا اور نہ صرف یہی بلکہ انہیں دنوں میں خدا تعالیٰ نے ایک خاص طور پر سخت ذلت اور رسوائی ان کو پہنچائی جس سے تمام ناک کٹ گئی اور وہ لوگ مسلمانوں کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہے کیونکہ میں نے خدا تعالیٰ سے توفیق پا کر عیسائی پادریوں کی علمی قلعی کھولنے کے لئے اور اس بات کے ظاہر کرنے کے لئے کہ قرآن اور اسلام پر حملہ کرنے کے لئے زبان دانی کی ضرورت ہے اور یہ لوگ زبان عربی سے بے بہرہ ہیں۔ ایک کتاب جس کا نام نور الحق ہے عربی فصیح میں تالیف کی اور عماد الدین اور دوسرے تمام باقی پادریوں کو رجسٹری کر کر خط بھیجے گئے کہ اگر عربی دانی کا دعویٰ ہے جو اسلامی مسائل میں خوض کرنے اور قرآنی فصاحت پر حملہ کرنے کے لئے ضروری ہے تو اس کتاب کے مقابل پر ایسا ہی عربی میں کتاب بناویں اور پانچ ہزار روپیہ انعام پادریوں اور اگر انعام کے بارہ میں شک ہو تو پانچ ہزار روپیہ پہلے جمع کرادیں اور یہ بھی لکھا گیا کہ اسلامی صداقت کا یہ خدا تعالیٰ

☆ فٹ نوٹ۔ پادری رائٹ صاحب کی وفات پر جو افسوس گرجا میں ظاہر کیا گیا اس میں عیسائیوں کی مضطربانہ اور خوف زدہ حالت کا نظارہ مفصلہ ذیل الفاظ سے آئینہ دل میں منقش ہو سکتا ہے جو اس وقت پر پچر کے مرعوب اور مغضوب دل سے نکلے اور وہ یہ ہیں۔ آج رات خدا کے غضب کی لاٹھی بے وقت ہم پر چلی اور اس کی خفیہ تلوار نے بے خبری میں ہم کو قتل کیا و بس۔ رائٹ صاحب امرتسر کے آنریری مشنری تھے اور علاوہ ازیں پادری فور مین لاہور میں مرے۔



کی طرف سے ایک نشان ہے اگر اس کو توڑ دیں اور عربی میں ایسی کتاب بلیغ فصیح بناویں تو انعام مذکور بلا تامل ان کو ملے گا جس جگہ چاہیں اپنی تسلی کے لئے روپیہ جمع کرالیں اور بالمقابل کتاب بنانے کی حالت میں نہ صرف انعام بلکہ آئندہ تسلیم کیا جائے گا کہ درحقیقت وہ اپنے دعوے کے موافق مولوی ہیں اور ان کو حق پہنچتا ہے کہ قرآن شریف کی فصاحت بلاغت پر اعتراض کریں اور نیز وہ بالمقابل کتاب بنانے سے ہمارے الہام کا کذب بھی بڑے سہل طریق سے ثابت کر دیں گے اور اگر وہ ایسا نہ کر سکیں تو پھر ثابت ہوگا کہ وہ جھوٹ اور افتراء سے اپنے تئیں مولوی نام رکھتے ہیں اور درحقیقت جاہل اور نادان ہیں اور نیز اس صورت میں وہ ہزار لعنت بھی ان پر پڑے گی جو رسالہ نور الحق کے چار صفحات میں بلکہ کچھ زیادہ میں صرف اس غرض سے لکھی گئی ہے کہ اگر یہ پادری لوگ بالمقابل رسالہ نہ بنا سکیں اور نہ اپنے تئیں مولوی اور عربی دان کہلانے سے باز آویں اور نہ قرآن کی اعجازی فصاحت پر حملہ کرنے سے رکیں تو یہ ہزار لعنت ان پر قیامت تک ہے لیکن باوجود ان سخت لعنتوں کے جو مرنے سے کروڑ ہا درجہ بدتر ہیں پادری عماد الدین اور دوسرے تمام پنجاب اور ہندوستان کے عیسائی جو مولوی کہلاتے اور عربی دان ہونے کا دم مارتے تھے جواب لکھنے سے عاجز رہ گئے اور باوجود اس کے اپنے ناجائز حملوں سے باز نہ آئے بلکہ انہیں دنوں میں پادری عماد الدین نے شرم اور حیا کو علیحدہ رکھ کر قرآن شریف کا ترجمہ چھاپا اور اپنی طرف سے اس پر نوٹ لکھے اور اس ہزار لعنت کا پہلا وارث اپنے تئیں بنایا اور جیسا کہ مباحثہ کی پیشگوئی میں درج تھا کہ اس فریق کو سخت ذلت پہنچے گی جو عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے ویسا ہی وہ تمام ذلت اور رسوائی ان نادان پادریوں کے حصہ میں آئی اور آئندہ کسی کے آگے منہ دکھانے کے قابل نہ رہے اور ہم لکھ چکے ہیں کہ یہ سب لوگ فریق بحث میں داخل اور مسٹر عبداللہ آتھم کے معین اور حامی تھے بلکہ بحث کے بعد بھی یہ لوگ خیانت کے طور پر اخباروں کے کالم سیاہ کرتے رہے۔ اب دانا سوچ لے کہ ہریک کو ہاویہ ان میں سے نصیب ہو یا کچھ کسر رہ گئی اور ہم اس جگہ ہریک دانا اور روشن دل کو انصاف کے لئے منصف بناتے ہیں کہ کیا اس قدر ذلت اور رسوائی ہاویہ کا نمونہ ہے یا نہیں اور کیا وہ ذلت جس کا الہامی عبارت میں وعدہ تھا اس سے یہ لوگ بچ سکے یا پورا پورا حصہ لیا۔ یہ خدا کا فعل ہے کہ اس نے بعد پیشگوئی کے ہریک پہلو سے ان لوگوں کو ملزم کیا اور سب پر پیشگوئی کو جال کی طرح ڈال دیا بعض کو اسرائیلی قوم کے نافرمانوں کی طرح دن رات کے دھڑکے اور خوف اور ہول کے گڑھے میں دھکیل دیا جیسے مسٹر عبداللہ آتھم

کہ خدا تعالیٰ نے اس کے دل پر وہم کو مستولی کر دیا اور وہ قوم یہود کی طرح جان کے ڈر سے جا بجا بھٹکتا پھرا اور دیوانہ پن کے حالات ان میں پیدا ہو گئے اور اس کے حواس اڑ گئے اور قطرب اور مانیا کی بیماری کا بہت سا حصہ اس کو دیا گیا اور اس کے دماغ کی صحت جاتی رہی اور ہوش میں فرق آیا اور ہر وقت موت سامنے دکھائی دی اور اس نے اس قدر خوف اور ڈر اور ہول کو اپنے دل میں جگہ دی کہ عظمت اسلام پر مہر لگا دی اور اپنے اس خوف اور دھڑکے کو شہر بشہر لئے پھرا اور ہزاروں کو اس بات پر گواہ بنا دیا کہ اس کے دل نے اسلام کی بزرگی اور صداقت کو قبول کر لیا ہے۔ یہ کہنا درست نہیں ہوگا کہ وہ اس لئے شہر بشہر بھاگتا پھرا کہ مسلمانوں کے قتل کرنے سے ڈرتا تھا کیونکہ امرت سر کی پولیس کا کچھ ناقص اور ادھورا انتظام نہ تھا تا وہ لدھانہ کی پولیس کی پناہ لیتا اور پھر لدھانہ میں کسی نے اس پر کوئی حملہ نہیں کیا تھا تا وہ فیروز پور کی طرف بھاگتا۔

پس اصل حقیقت یہ ہے کہ وہ اسلامی بیہیت کی وجہ سے اس شخص کی طرح ہو گیا جو قطرب کی بیماری میں مبتلا ہوا اور حقانی عظمت نے اس کے دماغ پر بہت کچھ کام کیا جس کی وہ برداشت نہ کر سکا اور خدا تعالیٰ نے اس کو اس غم میں ایک سودائی کی طرح پایا پس اُس نے اپنے الہامی وعدوں کے موافق اس وقت تک اس کو تاخیر دی جب تک وہ اپنی بے باکی کی طرف رجوع کر کے بدزبانی اور توہین اور گستاخی کی طرف میل کرے اور شوخی اور بے باکی کے کاموں کی طرف قدم آگے رکھ کر اپنے لئے ہلاکت کے اسباب پیدا کرے اور خدا تعالیٰ کی غیرت کا محرک ہو اور اگر کوئی انکار کرے کہ ایسا نہیں اور وہ اسلامی عظمت سے نہیں ڈرتا تو اس پر واجب ہوگا کہ اس ثبوت کے لئے مسٹر عبداللہ آتھم کو اس اقرار اور حلف کے لئے آمادہ کرے جس سے ایک ہزار روپیہ بھی اس کو ملے گا ورنہ ایسے شخص کا نام بجز نادان متعصب کے اور کیا رکھ سکتے ہیں۔ کیا یہ بات سچائی کے کھولنے کے لئے کافی نہیں کہ ہم نے صرف عبداللہ آتھم کے حالات پیش نہیں کئے مگر ہزار روپیہ کا اشتہار بھی دے دیا اور یاد رکھو کہ وہ اس اشتہار کی طرف رخ نہیں کرے گا کیونکہ کاذب ہے اور اپنے دل میں خوب جانتا ہے کہ وہ اس خوف سے مرنے تک پہنچ چکا تھا اور یاد رہے کہ مسٹر عبداللہ آتھم میں کامل عذاب کی بنیادی اینٹ رکھ دی گئی ہے اور

نوٹ۔ یہ ثابت ہے کہ یہ عاجز کسی جگہ کا بادشاہ نہ تھا بلکہ قوم کا متروک اور مسلمانوں کی نظر میں کافر اور اپنے چال چلن کے رو سے کوئی خونریز اور ڈاکو نہیں تھا۔ پھر اس قدر دہشت کہاں سے پڑ گئی۔ اگر یہ خوف حق نہیں تھا تو اور کیا تھا۔

وہ عنقریب بعض تحریکات سے ظہور میں آجائے گی۔ خدا تعالیٰ کے تمام کام اعتدال اور رحم سے ہیں اور کینہ و انسان کی طرح خواہ نخواہ جلد باز نہیں اور اس کی تلوار ڈرنے والے دل پر نہیں چلتی بلکہ سخت اور بے باک پر اور وہ اپنے لفظ لفظ کا پاس کرتا ہے۔ پس جس حالت میں الہامی عبارت میں مدعا یہ تھا کہ حق کی طرف کسی قدر جھکنے کی حالت میں موت وارد نہیں ہو سکتی بلکہ موت اسی حالت میں ہوگی کہ جب کہ بے باکی اور شوخی میں زیادتی کرے تو پھر کیونکر ممکن تھا کہ مسٹر عبداللہ آتھم پر ایسے دنوں میں موت آجاتی جبکہ اس نے اپنے مضطربانہ افعال سے ایک جہان کو دکھا دیا کہ عظمت اسلام اس کے دل پر سخت اثر کر رہی ہے اس بات میں کچھ بھی شک نہیں کہ جس دل پر اسلامی پیشگوئی کی عظمت بہت ہی غالب ہوگئی گو اس نے اپنی نفسانی تعلقات کی وجہ سے اپنے مذہب کو چھوڑنا نہ چاہا مگر بے شک اس کے دل نے حق کی تعظیم کر کے رجوع کرنے والوں میں اپنے تئیں شامل کر لیا بلکہ ایسا ڈرا کہ بہت سے عام مسلمان بھی ایسا نہیں ڈرتے غلبہ خوف نے اس کو سودائی سانباندا یا سو خدا تعالیٰ کے کمال رحم نے یہ ادنیٰ فائدہ اس سے دریغ نہ کیا کہ ہاویہ کی کامل سزا میں الہامی شرط کے موافق تاخیر ڈال دی گویا ہاویہ کی سزا سے بچ نہ سکا مگر کامل سزا سے بچ گیا۔ جس قدر خدا تعالیٰ نے اس پر رعب ڈال دیا یہ وہ امر ہے جو اس زمانہ کے صفحہ تاریخ میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔

اور ہم مکر لکھتے ہیں کہ اس کا ثبوت اس نے اپنی خوف زدہ حالت سے آپ دے دیا اور اگر کوئی متعصب اب بھی شک کرے تو پھر دوسرا معیار وہی ہے جو کہ ہم لکھ چکے ہیں اور ہم زور سے کہتے ہیں کہ مسٹر عبداللہ آتھم اس مقابلہ کی طرف رجوع نہیں کرے گا کیونکہ وہ اپنے دل کے حالات سے بے خبر نہیں اور اس کا دل گواہی دے گا کہ ہمارا الہام سچا ہے گو وہ اس بات کو ظاہر نہ کرے مگر اس کا دل اس بیان کا مصدق ہوگا لیکن اگر دنیا کی ریاکاری سے اس مقابلہ پر آئے گا تو پھر الہی عذاب کامل طور سے رجوع کرے گا اور ہم حق پر ہیں اور دنیا دیکھے گی کہ ہماری یہ باتیں صحیح ہیں یا نہیں اور ہم لکھ چکے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے یہ بھی دکھا دیا کہ فریق مخالف جو بحث کرنے والے یا ان کے حامی یا بانی کا ریا مجوز تھے کوئی بھی ان میں سے مس عذاب سے نہیں بچا جیسا کہ ہم ابھی تفصیل کر چکے ہیں یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے مبارک وہ جو اس کے تمام پہلوؤں کو سوچیں اور اپنے نفسوں پر ظلم نہ کریں۔ ہم بے ثبوت کسی پر جبر کرنا نہیں چاہتے بلکہ یہ واقعات آفتاب کی طرح روشن ہیں اور ہم غور کرنے کے لئے سب کے آگے رکھتے ہیں اور اگر کوئی ایسا ہی اندھا ہو جو کچھ سمجھ نہ سکے تو ہم نے اس اشتہار میں اس کے لئے ایک ایسا معیار جدید مقرر کر دیا ہے جو بڑی صفائی سے اس کو مطمئن کر سکتا ہے

بشرطیکہ فطرتی فہم اور انصاف سے حصہ رکھتا ہو اور تعصب کی تاریکی کے نیچے دبا ہوا نہ ہو اور نہ عقل سے بے بہرہ ہو۔

اور مسلمان مخالفوں کو چاہیے جو خدا تعالیٰ سے ڈریں اور تعصب اور انکار میں دوسری قوموں کے شریک نہ بن جائیں کیونکہ دوسری قومیں خدا تعالیٰ کی سنتوں اور عادتوں سے ناواقف ہیں اور اس کے ابتلاؤں اور آزمائشوں سے بے خبر مگر اسلامی تعلیم پانے والے اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ کیونکر خدا تعالیٰ پیشگوئیوں میں اپنی شرائط کی رعایت رکھتا ہے بلکہ بعض وقت خدا تعالیٰ ایسی شرائط کا بھی پابند ہوتا ہے جو پیشگوئیوں میں بتصریح بیان نہیں کی گئی تاکہ اپنے بندوں کی آزمائش کرے اور بعض وقت یہ آزمائش بہت ہی دقیق ہوتی ہے جو بظاہر عدم ایفاء وعدہ سے مشابہت رکھتی ہے۔ جیسا کہ اس بحث کو سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب فتوح الغیب کے انیسویں مقالہ صفحہ ۱۱۵ء اور نیز دوسرے مقامات میں بیان کیا ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنی کتاب فیوض الحرمین کے صفحہ ۷۲ء میں اسی بحث کو بہت بسط سے لکھا ہے۔ تحقیق کرنے والے ان مقامات کو دیکھیں اور غور کریں لیکن یہ پیشگوئی تو صریح فتح کے آثار اپنے ساتھ رکھتی ہے چاہے کہ لوگ تعصب کو الگ کر کے سوچیں کہ کیا کیا آثار نمایاں اس پیشگوئی کے ظاہر ہو گئے کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ فریق مخالف پر یعنی اس سارے گروہ پر جو جو حادثے پڑے وہ اتفاقی ہیں اور خدا تعالیٰ کے ارادے کے بغیر ظاہر ہو گئے ہیں۔

اے مسلمانو! برائے خدا اس میں غور کرو اور ان میں حصہ نہ لو جن کی آنکھیں تعصب سے جاتی رہیں جن کے دل مارے بخل کے موٹے ہو گئے۔ ہماری پیشگوئی خدا تعالیٰ نے جہاں تک الہامی الفاظ اور شرائط اس کے ذمہ دار تھے بہت صفائی سے پوری کر دی۔ اب وہ رسہ جو ہم نے دروغ گو نکلنے کی حالت میں اپنے لئے تجویز کیا تھا ان عیسائیوں کے گلے میں پڑ گیا جن پر یہ قضا و قدر نازل ہوئی اور اس رسہ کے وہ نادان بھی شریک ہیں جو سمجھنے والا دل نہیں رکھتے اور تعصب نے ان کو اندھا کر دیا۔ بے شک فتح اسلام ہوئی اور نصاریٰ کو ہر طرف سے ذلت اور رسوائی پہنچی۔ خدا تعالیٰ کی آواز نے اس فتح کو روشن کر کے دکھا دیا اور آئندہ اور بھی اپنے فضل و کرم سے دکھائے گا مگر عیسائی لوگ شیطانی منصوبہ اور شیطانی آواز سے چاہتے ہیں کہ فتح کا دعویٰ کریں لیکن خدا ان کے مکر کو پاش پاش کر دے گا ضرور تھا کہ وہ ایسا دعویٰ کرتے کیونکہ آج سے تیرہ سو برس پہلے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے جس کا ما حاصل اور مدعا یہ ہے کہ اس مہدی موعود

کے وقت جو آخری زمانہ میں آنے والا ہے مہدی کے گروہ اور عیسائیوں کا ایک مباحثہ واقعہ ہوگا اور آسمانی آواز یعنی آسمانی نشانوں اور علامتوں اور قرآن سے یہ ثابت ہوگا کہ الحق مع آل محمد یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لوگ جو آل کی طرح اور اس کے وارث ہیں حق پر ہیں اور شیطانی مکائد سے جا بجا یہ آواز آئے گی کہ الحق مع آل عیسیٰ یعنی جو عیسیٰ کے لوگ کہلاتے ہیں وہ حق پر ہیں۔ مگر آخر خدا تعالیٰ کھول کر دکھلا دے گا کہ آل محمد ہی حق پر ہے اور دین اسلام ہی کی فتح ہے۔ سو اے مخالف لوگو دانستہ اپنے تئیں ہلاک مت کرو حق اسلام کے ساتھ ہے اور ہوگا مبارک وہ دل جو باریک سمجھ رکھتے ہیں اور تعصب اور بخل کے گڑھے میں نہیں گرتے۔

والسلام علی من اتبع الهدی

المشتہ

خاکسار غلام احمد از قادیان۔ گورداسپور۔ مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۸۹۴ء

## حاشیہ نمبر ۱

﴿۱۳﴾

جو لوگ خدا تعالیٰ کی قدیم عادات اور سنتوں پر اطلاع رکھتے ہیں اور ربانی کتابوں کے منشا اور مغز سے واقف ہیں وہ اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ خدا تعالیٰ اپنی پیشگوئیوں میں ان تمام امور کی پابندی رکھتا ہے جو اس کی غیر متبدل عادتوں اور سنتوں میں داخل ہیں خواہ وہ کسی پیشگوئی میں تصریح و ذکر کی جائیں یا صرف بطور اجمال یا محض اشارہ کے طور پر پائی جائیں یا بالکل ذکر نہ کی جائیں کیونکہ جو امور سنن غیر متبدلہ میں داخل ہو چکے ہیں وہ کسی طرح بدل نہیں سکتے اور اگر فرض کریں کہ کسی پیشگوئی میں ان امور کا ذکر نہیں تاہم یہ غیر ممکن ہوگا کہ کوئی پیشگوئی بغیر ان کے ظاہر ہو سکے کیونکہ سنت اللہ میں فرق نہیں آ سکتا مثلاً قرآن کریم اور دوسری الہی کتابوں میں معلوم ہوتا ہے کہ جس قدر لوگوں پر اسی دنیا میں عذاب کے طور پر موت اور ہلاکت وارد ہوئی وہ صرف اس لئے نہیں وارد ہوئی کہ وہ لوگ حیثیت مذہبی کی وجہ سے ناحق پر تھے مثلاً بت پرست تھے یا ستارہ پرست یا آتش پرست یا کسی اور مخلوق کی پرستش کرتے تھے کیونکہ مذہبی ضلالت کا محاسبہ قیامت پر ڈالا گیا ہے اور صرف ناحق پر ہونے کا اور کافر ٹھہرانے سے اس دنیا میں کسی پر عذاب وارد نہیں ہو سکتا اس عذاب کے لئے جہنم اور دار آخرت بنایا گیا ہے بلکہ کافروں کے لئے یہ دنیا بطور بہشت کے ہے اور مومن ہی اکثر اس میں دکھ اور درد اٹھاتے ہیں **الدنيا جنة الكافر و سجن المؤمن** پس اس جگہ بالطبع یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جس حالت میں دنیا جنت الکافر ہے اور مشاہدہ بھی اسی پر شہادت دے رہا ہے کہ کفار ہر ایک دنیوی نعمت اور دولت میں سبقت لے گئے ہیں اور قرآن کریم میں جا بجا اسی بات کا اظہار ہے کہ کافروں پر ہر ایک دنیوی نعمت کے دروازے کھولے جاتے ہیں تو پھر بعض کافر قوموں پر عذاب کیوں نازل ہوئے اور خدا تعالیٰ نے ان کو پتھر اور آندھی اور طوفان اور وبائے کیوں ہلاک کیا۔

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ یہ تمام عذاب محض کفر کی وجہ سے نہیں ہوئے بلکہ جن پر یہ عذاب نازل ہوئے وہ تکذیب مرسل اور استہزاء اور ٹھٹھے اور ایذاء میں حد سے بڑھ گئے تھے اور خدا تعالیٰ کی نظر میں ان کا فساد اور فسق اور ظلم اور آزار نہایت کو پہنچ گیا تھا اور انہوں نے اپنی ہلاکت کے لئے

﴿۱۴﴾

آپ سامان پیدا کئے تب غضب الہی جوش میں آیا اور طرح طرح کے عذابوں سے ان کو ہلاک کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیوی عذاب کا موجب کفر نہیں ہے بلکہ شرارت ہے اور تکبر میں حد سے زیادہ بڑھ جانا موجب ہے اور ایسا آدمی خواہ مومن ہی کیوں نہ ہو جب ظلم اور ایذاء اور تکبر میں حد سے بڑھے گا اور عظمت الہی کو بھلا دے گا تو عذاب الہی ضرور اس کی طرف متوجہ ہوگا۔ اور جب ایک کافر مسکین صورت رہے گا اور اس کو خوف دامن گیر ہوگا تو گو وہ اپنی مذہبی ضلالت کی وجہ سے جہنم کے لائق ہے مگر عذاب دنیوی اس پر نازل نہیں ہوگا۔ پس دنیوی عذاب کے لئے یہی ایک قدیم اور مستحکم فلاسفی ہے اور یہی وہ سنت اللہ ہے جس کا ثبوت خدا کی تمام کتابوں سے ملتا ہے جیسا کہ اللہ جل شانہ قرآن کریم میں فرماتا ہے

وَإِذَا آرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنَاهَا تَدْمِيرًا<sup>۱</sup> یعنی جب ہمارا ارادہ اس بات کی طرف متعلق ہوتا ہے کہ کسی بستی کے لوگوں کو ہلاک کریں تو ہم بستی کے منعم اور عیاش لوگوں کو اس طرف متوجہ کرتے ہیں کہ وہ اپنی بدکاریوں میں حد اعتدال سے نکل جاتے ہیں۔ پس ان پر سنت اللہ کا قول ثابت ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے ظلموں میں انتہا تک پہنچ جاتے ہیں۔ تب ہم ان کو ایک سخت ہلاکت کے ساتھ ہلاک کر دیتے ہیں اور پھر ایک دوسری آیت میں فرماتا ہے وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرَىٰ إِلَّا وَأَهْلُهَا ظَالِمُونَ<sup>۲</sup> یعنی ہم نے کبھی کسی بستی کو ہلاک نہیں کیا مگر صرف ایسی حالت میں کہ جب اس کے رہنے والے ظلم پر کمر بستہ ہوں۔

یاد رہے کہ اگرچہ شرک بھی ایک ظلم بلکہ ظلم عظیم ہے مگر اس جگہ ظلم سے مراد وہ سرکشی ہے جو حد سے گذر جائے اور مفسدانہ حرکات انتہا تک پہنچ جائیں ورنہ اگر مجرد شرک ہو جس کے ساتھ ایذا اور تکبر اور فساد مضمّن نہ ہو اور ایسا تجاواز از حد نہ ہو جو واعظوں پر حملہ کریں اور ان کے قتل کرنے پر آمادہ ہوں یا معصیت پر پورے طور پر سرنگوں ہو کر بالکل خوف خدا دل سے اٹھادیں تو ایسے شرک یا کسی اور گناہ کے لئے وعدہ عذاب آخرت ہے اور دنیوی عذاب صرف اعتداء اور سرکشی اور حد سے زیادہ بڑھنے کے وقت نازل ہوتا ہے۔ جیسا کہ دوسری آیت میں فرماتا ہے وَلَقَدْ اسْتَهْزَيْتُمْ بِرُسُلِنَا مِنْ قَبْلِكَ فَأَمَلَيْتُمْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ نُؤْتِيَهُمْ أَجْرًا فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ<sup>۳</sup> یعنی پہلے بھی رسولوں پر ٹھٹھا کیا گیا پس ہم نے ان کافروں کو جو ٹھٹھا کرتے ہیں مہلت دی۔ پھر جب وہ اپنے ٹھٹھے میں کمال تک پہنچ گئے تب ہم نے ان کو پکڑ لیا اور لوگوں نے دیکھ لیا کہ کیونکر ہمارا عقاب ان پر وارد ہوا اور پھر فرماتا ہے۔ وَمَكْرُوهًا مَكْرًا أَوْ مَكْرًا مَكْرًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ<sup>۴</sup> یعنی کافروں نے اسلام کے مٹانے کے لئے ایک مکر کیا اور ہم نے بھی ایک مکر کیا یعنی یہ کہ ان کو اپنی مکاریوں میں بڑھنے دیا تا وہ ایسے درجہ شرارت پر

پہنچ جائیں کہ جو سنت اللہ کے موافق عذاب نازل ہونے کا درجہ ہے اس مقام میں شاہ عبدالقادر صاحب کی طرف سے موصح القرآن میں سے ایک نوٹ ہے جس کی عبارت ہم بلفظ درج کرتے ہیں اور وہ یہ ہے یعنی ان کے ہلاک ہونے کے اسباب پورے ہوتے تھے۔ جب تک شرارت حد کو نہ پہنچی تب تک ہلاک نہیں ہوئے۔ تم عبارتہ دیکھو صفحہ ۵۲۸ قرآن مطبوع فتح الکریم۔ ان تمام آیات سے ثابت ہوا کہ عذاب الہی جو دنیا میں نازل ہوتا ہے وہ تبھی کسی پر نازل ہوتا ہے کہ جب وہ شرارت اور ظلم اور تکبر اور غلو اور غلو میں نہایت کو پہنچ جاتا ہے یہ نہیں کہ ایک کافر خوف سے مرا جاتا ہے اور پھر بھی عذاب الہی کے لئے اس پر صاعقہ پڑے اور ایک مشرک اندیشہ عذاب سے جان بلب ہو اور پھر بھی اس پر پتھر برسیں۔ خداوند تعالیٰ نہایت درجہ کارحیم اور حلیم ہے عذاب کے طور پر صرف اسی کو اس دنیا میں پکڑتا ہے جو اپنے ہاتھ سے عذاب کا سامان تیار کرے اور جب کہ یہی سنت اللہ ہے اور یہی قانون الہی تو پھر عبداللہ آتھم کے حالات اس میزان میں رکھ کر خوب احتیاط سے تولنا چاہیے اور بہت ہوشیاری سے وزن کرنا چاہیے کہ ان پندرہ مہینوں میں اس کی حالت کیسی رہی کیا کسی نے سنا کہ اس مدت میں وہ کسی قسم کی بے باکی اور گستاخی اور بدزبانی اسلام کی نسبت ظاہر کرتا رہا۔ یا تکبر اور شرک کی حرکات اس سے صادر ہوئیں یا اس نے بے ادبی اور توہین کی کتابیں تالیف کیں اور تحقیر اور توہین کے ساتھ زبان کھولی ہرگز نہیں۔ اس عرصہ میں اسلامی توہین کے بارہ میں ایک سطر تک اس نے شائع نہیں کی بلکہ برعکس اس کے اپنی جان کے خوف میں سخت بتلا ہو گیا اور اسلامی عظمت کو ایسا قبول کیا کہ دوسرے عیسائیوں کی نسبت ہمارے پاس کوئی ایسی نظیر نہیں۔ اس نے خوف دکھایا اور ڈرا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے اپنی سنت اللہ کے موافق اس سے وہ معاملہ کیا جو کہ ڈرنے والے دل سے ہونا چاہیے یہی شرط الہام میں بھی درج تھی کیونکہ حق کی طرف جھکنا اور اسلامی عظمت کو اپنی خوفناک حالت کے ساتھ قبول کرنا درحقیقت ایک ہی بات ہے۔ جو لوگ صداقت کا خون کرنے کو تیار ہوتے ہیں اور اپنے مخلو کی وجہ سے حق پوشی کی طرف قدم چلاتے ہیں ان کی زبان بند نہیں ہو سکتی اور نہ کبھی بند ہوئی لیکن جو لوگ حیا اور شرم کو استعمال کر کے اس پیشگوئی کی طرف ایک غور کن دل کے ساتھ نظر ڈالیں گے اور تمام واقعات کو آگے رکھ کر پاک اور بے لگاؤ دل کے ساتھ ایک رائے ظاہر کریں گے ان کو ماننا پڑے گا کہ پیشگوئی اپنے مضمون کے لحاظ سے پوری ہو گئی اس نے بلاشبہ وہ آثار دکھائے جو پہلے موجود نہیں تھے۔ اور اس ہماری تحریر سے کوئی یہ خیال نہ کرے کہ جو ہونا تھا وہ سب ہو چکا اور آگے کچھ



نہیں کیونکہ آئندہ کے لئے الہام میں یہ بشارتیں ہیں و نمزق الاعداء کل ممزق یومئذ یفرح المؤمنون ثلثہ من الاولین و ثلثہ من الآخرین یعنی مخالف فاش شکستوں سے پارہ پارہ ہو جائیں گے اور اس دن مومن خوش ہوں گے پہلا گروہ بھی اور پچھلا بھی۔ پس یقیناً سمجھو کہ وہ دن آنے والے ہیں کہ وہ سب باتیں پوری ہوں گی جو الہی الہام میں آچکیں۔ دشمن شرمندہ ہوگا اور مخالف ذلت اٹھائے گا اور ہر ایک پہلو سے فتح ظاہر ہو جائے گی۔ اور یقیناً سمجھئے کہ یہ بھی ایک فتح ہے اور آنے والی فتح کا ایک مقدمہ ہے کیا عیسائی اپنی جہالت کھلنے کی وجہ سے ذلیل نہیں ہوئے۔ کیا بعض لوگ مباحثہ کے حامیوں اور سرگروہوں میں سے اسی میعاد کے اندر موت کے پنجہ میں گرفتار نہیں ہوئے۔ کیا بعض اسی میعاد کے اندر سخت بیماریوں سے موت تک نہیں پہنچے۔ کیا ان میں سے مسٹر عبداللہ آتھم ایسی بلا میں پندرہ ماہ تک گرفتار نہیں رہا جو ہر وقت اس کی جان کھاتی تھی جس کی وجہ سے وہ سخت سراسیمہ اور مسلسل غموں اور اندوہوں میں غرق رہا اور اپنی خوفناک حالت کا ایک عجیب نقشہ اس نے دنیا پر ظاہر کیا اور اب بھی رعب حق نے اس کو میت کی طرح کر رکھا ہے پس کیا اتنے عجیب واقعات کے ساتھ ابھی پیشین گوئی پوری نہ ہوئی۔ کیا اس قدر خوف اور دہشت کے قبضہ میں کسی کو کر دینا یہ انسان کا کام ہے کیا کسی کو سخت بیمار کرنا اور کسی کو ہلاک کرنا انسانی افعال میں سے ہے۔ کاش ہمارے مخالف خاص کر ڈاکٹر مارٹین کلارک صاحب اس بات کو غور سے سمجھیں اور اپنی تار کو جو ہماری طرف بھیجی واپس لیں اور ذرہ ایک منٹ کیلئے عقلمندی کو کام میں لا کر سوچیں کہ پیشگوئی کے بعد کس فریق پر میعاد کے اندر عام مصیبتیں اور ذلتیں پڑیں۔ کیا وہ انجیل اٹھا کر قسم کھا سکتے ہیں کہ عیسائیوں پر وہ مصیبتیں نہیں پڑیں جن کا پہلے اس سے نام و نشان نہ تھا۔ کیا خدا نے ہزار لعنت کی ذلت۔ موت۔ بیماری۔ خوف۔ سراسیمگی یہ سب ان پر مسلط کر دیا یا ابھی اس میں کچھ شک ہے۔ کیا وہ لاعلاج ذلت جس نے تمام دنیا کو دکھا دیا کہ پادریوں کا قرآن کریم پر حملہ کرنا محض حماقت کی وجہ تھا نہ کسی بصیرت علمی سے۔ وہ ایسی ذلت نہیں ہے جس سے ہمیشہ کے لئے منہ کالا رہے۔ کیا کوئی پادریوں میں سے نور الحق کے جواب پر قادر ہو سکا اور اگر نہیں قادر ہو سکا تو یہ ہزار لعنت کی ذلت کا رسہ کس کے گلے میں پڑا۔ ہمارے گلے میں یا ڈاکٹر مارٹن صاحب کے گروہ کے گلے میں۔ ہم کچھ نہیں کہتے آپ ہی فیصلہ کریں کہ یہ ذلت ہے یا نہیں کیا پادری رائٹ صاحب کی بے وقت موت نے جو پیشگوئی کی میعاد کے اندر تھی آپ نے آنسو جاری نہ کئے۔ کیا

مستر عبداللہ آتھم کی مصیبتوں اور خوف زدہ ہو کر شہر بشہر پھرنے پر آپ کا دل پگھلتا نہ رہا کیا اس حالت میں مسٹر آتھم صاحب جلتے ہوئے تنور میں رہے یا بہشت میں۔ کوئی کسی مخالف کو جھوٹا سمجھ کر تو اس قدر رعب اس کی بات کا دل پر غالب نہیں کر سکتا جب تک خدا ورعب دل میں نہ ڈالے۔ سو خدا تعالیٰ نے اس خوف کو موت کا قائم مقام بنا کر اپنے قدیم قانون کے موافق جسمانی موت کو دوسرے وقت پر ڈال دیا کیونکہ مسٹر عبداللہ آتھم نے زہرہ گداز خوف کے ساتھ اس شرط کو پورا کیا جو الہام میں درج تھی اور موت سے مانع تھی اور اس جگہ یہ بھی بخوبی یاد رہے کہ ہاویہ میں گرنے کی جو پندرہ ماہ کی میعاد تھی اسی میعاد کے اندر عیسائی فریق کے ہر ایک فرد نے ہاویہ میں سے حصہ لیا ہاں مسٹر عبداللہ آتھم نے اگرچہ ایک ہاویہ تو دیکھ لیا مگر اپنے خیالات کو حق کی عظمت کے نیچے لا کر اور حق کی طرف رجوع دے کر وہ بڑا حصہ ہاویہ کا جو موت ہے نہیں لیا اور الہامی شرط اس کے لینے سے مانع آگئی جیسا کہ پندرہ مہینوں کی میعاد الہام میں درج تھی ویسا ہی یہ شرط بھی جو میعاد کو غیر مؤثر کرتی ہے الہام میں ہی داخل تھی۔

بالآخر ہم یہ بھی لکھنا چاہتے ہیں کہ اس وقت جو ہم اس حاشیہ کو لکھ رہے تھے۔ امرتسر کے عیسائیوں اور ڈاکٹر کلارک مارٹن کی طرف سے ایک اشتہار پہنچا جو محمد سعید مرتد کی طرف سے شائع کیا گیا ہے۔ اس اشتہار کا دندان شکن جواب ہمارے اس اشتہار میں آ گیا ہے لیکن اس وقت ناظرین کو پادری صاحبوں کی ایک بڑی خباثت اور خیانت پر مطلع کرتے ہیں جس کے بغیر یہ لوگ اس اشتہار کو لکھ نہیں سکتے تھے اور وہ خیانت یہ ہے کہ ہاویہ اور موت سے بچنے کے لئے جو شرط ہم نے اپنی الہامی عبارت میں لکھی تھی یعنی یہ کہ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے اس شرط کو عہد انہوں نے خیانت اور تحریف کی راہ سے الہامی عبارت میں سے گرا دیا کیونکہ یہ دھڑکا دل میں شروع ہوا کہ یہ شرط تمام منصوبہ ان کا برباد کرتی ہے اور خوب جانتے تھے کہ مسٹر عبداللہ آتھم نے اپنے افعال کے ساتھ اس شرط کی پناہ لے لی ہے اور افعال کی قید تو صرف ہم نے ظاہر بینوں کے لحاظ سے کی ہے ورنہ جو کچھ باطنی رجوع اور صلاحیت کی طرف قدم اٹھانا پوشیدہ طور پر ظہور میں آیا ہوگا اس حالت کو مسٹر عبداللہ آتھم صاحب کا جی جانتا ہوگا۔ غرض انہوں نے جو ہماری الہامی شرط کو عہد اپنے اشتہار سے گرایا تو اس مجرمانہ خیانت کے اختیار کرنے سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ عیسائی گروہ اس بات کا قائل ہے کہ مسٹر عبداللہ آتھم نے اپنی حالت کو ایک مصیبت زدہ حالت بنانے سے اور اسلامی عظمت کا ایک سخت خوف اپنے دل پر ڈالنے سے اس شرط

سے فائدہ اٹھایا اور گواہی دے کر ہاویہ دیکھ لیا اور الہامی الفاظ کو پورا کر دکھایا لیکن اسی شرط کی طفیل سے موت کے دنوں کے لئے مہلت لے لی۔ ہم اس دعویٰ میں مسٹر عبداللہ آتھم صاحب کے دل کو گواہ قرار دیتے ہیں نہ اور کسی کو۔ پس اگر کوئی ان کے حالات پر نظر ڈالنے سے مطمئن نہ ہو سکے اور انہوں کی طرح ان کے واقعات سے آنکھیں بند کرے تو ہم اس کو اللہ تعالیٰ کی قسم دیتے ہیں کہ اگر وہ ایسی رائے شرات اور خیانت کی راہ سے نہیں بلکہ نیک دلی سے رکھتا ہے تو مسٹر عبداللہ آتھم صاحب کو اس معاملے کے لئے مستعد کرے جس کا ہم ذکر کر چکے ہیں جس میں ان کا کچھ خرچ نہیں آتا بلکہ ایک ہزار روپیہ مفت ہاتھ آتا ہے جس حالت میں وہ اس عاجز کو جھوٹا یقین کر چکے ہیں تو دو حرف کا اقرار کرنے میں کون سا ان کا خرچ آتا ہے بلکہ ہم خود اطلاع یابی پر امرت سر آنے پر تیار ہیں ورنہ بغیر اس تصفیہ کے جو شخص ہماری تکذیب کرے وہ خود کاذب اور لعنت اللہ علی الکاذبین کا مستحق ہے۔ ہم اسی شخص کے ہاتھ میں روپیہ دیتے ہیں وہ باضابطہ تحریر ہم کو دے کر جہاں چاہے جمع کر اوے اور ہم اگر درخواست کے بعد تین ہفتہ تک روپیہ جمع نہ کر اوں تو بے شک کاذب ہیں مگر درخواست اس اشتہار کے شائع ہونے کے بعد ایک ہفتہ تک ہمارے پاس آنی چاہیے تا جو جھوٹا ہو وہ ہلاک ہو ہم بار بار کہتے ہیں اور بخدا ہم سچ کہتے ہیں کہ مسٹر عبداللہ آتھم عظمت اسلامی کو قبول کر کے اور حق کی طرف رجوع کر کے بچا ہے۔ اب سارا جہان دیکھ رہا ہے کہ اگر مسٹر عبداللہ آتھم کے نزدیک ہمارا یہ بیان صحیح نہیں ہے تو وہ اس دوسری جنگ کو بھی قبول کریں گے جبکہ سانچ کو آنچ نہیں تو ان کو مقابلہ سے کیا اندیشہ ہے اور پادری صاحبوں نے جو الہامی فقرہ اپنے اشتہار میں سے خباث کی راہ سے حذف کر دیا ہے اس کا ہمیں اس وجہ سے افسوس نہیں کہ جب کہ ان کے باپ دادا قدیم سے تحریف کرتے آئے ہیں تو وہ بھی فطرتاً تحریف کے لئے مجبور تھے اور ضرور چاہیے تھا کہ تحریف کریں تا ان کے نقش قدم پر چلیں۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔

## حاشیہ نمبر ۲

### نکتہ لطیفہ

یہ بھی ایک سنت اللہ ہے کہ وہ اپنی پیشگوئیوں اور نشانوں کو اس طور سے ظہور میں لاتا ہے کہ وہ ایک خاص ایسے طائفہ کے لئے مفید ہوں جو اس کے کاموں میں تدبر کرنے والے اور سوچنے والے اور اس کی حکمتوں اور مصالح کی تہ تک پہنچنے والے اور عقلمند اور پاکیزہ طبع اور لطیف الفہم اور زیرک اور متقی اور اپنی فطرت سے سعید اور شریف اور نجیب ہوں اور اس طائفہ کو وہ باہر رکھتا ہے جو سفلہ مزاج اور جلد باز اور سطحی خیالات والے اور حق شناسی سے عاجز اور سوء ظن کی طرف جلد جھکنے والے اور فطرتی شقاوت کا اپنے پرداغ رکھتے ہیں وہ نافرہوں کے دلوں پر رجس ڈال دیتا ہے یعنی کچھ پردہ رکھ دیتا ہے۔ تب ان کو نور ایک تاریکی دکھائی دیتا ہے۔ اور اپنی آرزوؤں کی پیروی کرتے ہیں اور ان کو چاہتے ہیں اور سوچنے کا مادہ نہیں رکھتے اور خدا تعالیٰ کے اس فعل سے غرض یہ ہوتی ہے کہ تاخبیث کو طیب کے ساتھ شامل نہ ہونے دے اور اپنے نشانوں پر ایسے پردے ڈال دے جو ناپاک طبع کو پاکوں کے ساتھ شامل ہونے سے روک دیں اور پاک طبع لوگوں کا ایمان زیادہ کریں اور علم زیادہ کریں اور معرفت زیادہ کریں۔ اور صدق اور ثبات میں ترقی دیں اور ان کی زیرکی اور حقائق شناسی دنیا پر ظاہر کریں اور ان کو اس کسر شان اور بے عزتی سے محفوظ رکھیں جو اس حالت میں متصور ہے کہ جب ایک کج طبع اور سفلہ خیال اور نفس پرست اور نادان ان کی جماعت میں شامل ہو جائے اور ان کے ہم پہلو جگہ لے اور چونکہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہوتا ہے جو اس کی جماعت کے آب زلال کے ساتھ کوئی پلید مادہ نہ مل جائے اس لئے وہ ایسی خصوصیت کے ساتھ اپنے نشانوں کو ظاہر کرتا ہے کہ جس خصوصیت سے غبی اور ناپاک طبع لوگ حصہ نہیں لے سکتے اور صرف اس رفیع الشان نشان کو رفیع الشان لوگ دریافت کرتے ہیں اور اپنے ایمان کو اس سے زیادہ کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ قادر تھا کہ کوئی ایسا نشان دکھاتا کہ تمام موٹی عقل کے آدمی اور پست فطرت انسان جو صداہا نفسانی زنجیروں میں مبتلا ہیں

بدیہی طور پر اپنی نفسانی خواہشوں کے مطابق اس کو مشاہدہ کر لیتے مگر درحقیقت نہ کبھی ایسا ہوا اور نہ ہوگا۔ اور اگر کبھی ایسا ہوتا اور ہر ایک کج فطرت اپنی خواہشوں کے مطابق نشان دیکھ کر تسلی پا لیتے تو گو خدا تعالیٰ تو ایسا نشان دکھلانے پر قادر تھا اور اس بات پر قدرت رکھتا تھا کہ تمام گردنیں اس نشان کی طرف جھک جائیں اور ہر ایک نوع کی فطرت اس کو دیکھ کر سجدہ کرے مگر اس دنیا میں جو ایمان بالغیب پر اپنی بنا رکھتی ہے اور تمام مدارنجات پانے کا ایمان بالغیب پر ہے وہ نشان حامی ایمان نہیں ہو سکتا تھا بلکہ ربانی وجود کا سارا پردہ کھول کر ایمانی انتظام کو بکلی برباد کر دیتا اور کسی کو اس لائق نہ رکھتا کہ وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لاکر ثواب پانے کا مستحق رہے کیونکہ بدیہیات کا ماننا ثواب کا موجب نہیں ہو سکتا اور جب ایک ایسا کھوکھلا نشان دیکھ کر تمام نالائق اور پست فطرت اور سفلی خیال کے آدمی اور بدچلن انسان ایک ہا ہو کر کے جماعت میں داخل ہو جاتے تو ان کا داخل ہونا پاک جماعت کے لئے ننگ اور عار ہو جاتا اور نیز خلق اللہ کا ایک دفعہ رجوع کرنا اور کئی قسم کے فتنے پیدا کرتا انسانی گورنمنٹوں میں بھی ایک تہلکہ مچاتا۔ اس لئے خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت نے ابتدا سے نہیں چاہا کہ نشان نمائی میں عوام کا شور و غوغا ہونے دے اس کی باتیں ٹل نہیں سکتیں اور سب پوری ہوتی ہیں اور ہوں گی مگر ایسے طور سے جو قدیم سے سنت اللہ ہے۔

### تنبیہ

ہم محض نصیحت اللہ تمام مسلمانوں کو مطلع کرتے ہیں کہ اللہ جلّ شانہ کے فضل اور کرم سے عیسائیوں کے گروہ کے مقابلہ میں ہم کو فتح نمایاں حاصل ہوئی ہے چنانچہ عیسائیوں کے فریق میں سے مسٹر عبد اللہ آتھم جو بحث کے لئے منتخب کئے گئے تھے۔ انہوں نے اپنے کئی مہینوں کی سرگردانی اور غلبہ، خوف و ہم سے ثابت کر دیا کہ حق کی عظمت کو انہوں نے قبول کر لیا اور جو کچھ ان کے حال کے آئینہ سے ظاہر ہے یہ قائم مقام اقرار کے ہے بلکہ ایک صورت میں اقرار سے بھی واضح تر اور زیادہ تر تسلی کے لائق ہے کیونکہ بعض اوقات اقرار نفاق کی وجہ سے بھی ہوا کرتا ہے کئی یورپ کے عیسائی

نوٹ۔ خاص جنڈیالہ میں بھی جہاں سے مباحثہ شروع ہوا تھا ڈاکٹر یوحنا جس کو عین مباحثہ میں اہتمام طبع مباحثہ کا سپرد ہوا تھا اور جو بلحاظ اپنی خدمات کے عیسائیوں میں ایک اعلیٰ رکن متصور ہوتا تھا اس پر ہیبت نشان کے پورا کرنے کے واسطے میعاد مقررہ کے اندر اس جہان سے رخصت ہوا۔

لوگ اسلامی ممالک میں نفاق سے اظہار اسلام کر دیتے ہیں یا جیسے بعض دنیا پرست اپنی اغراض دنیوی کے پورا کرنے کے لئے محض نفاق سے ہتھمہ پا کر ربنا المسیح کہنے لگتے ہیں اور عیسیٰ کے بندے کہلاتے ہیں۔ لیکن مصیبت زدہ اور خوفناک حالت کے آئینہ سے جو ظاہر ہو اس میں نفاق کی گنجائش نہیں بلکہ وہ فعلی اور حالی اقرار ہے۔ پس اس میں کچھ شک نہیں کہ مسٹر عبداللہ آتھم نے مصیبت زدہ حالت اور خوفناک صورت کا وہ نمونہ دکھلایا جس سے بڑھ کر گنجائش نہیں۔ پھر بعد اس کے ہمارا ایک ہزار روپیہ کا اشتہار ان کے اقرار پر ایک دوسرا گواہ ناطق ہے اور اب بھی اگر کسی کو اقرار میں شک ہو تو بجز دیوانگی اور تاریکی خیال کے اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ پھر ماسوا اس کے یہ بھی نہایت درجہ کی غلطی ہے کہ فریق مخالف میں سے بار بار صرف اس شخص کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جو ان میں سے ان کے مشورہ اور اتفاق رائے سے بحث کیلئے منتخب کیا گیا تھا اور جو باقی اس فریق کے اشخاص ہیں۔ ان لوگوں کا کوئی نام بھی نہیں لیتا۔ ہم ایسے لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ کیا ہمارے الہام میں ہاویہ اور ذلت کے وعدہ پر صرف مسٹر عبداللہ آتھم کا نام تھا یا وہ الہام عام طور پر فریق کے لفظ سے ذکر کیا گیا تھا اگر الہامی الفاظ میں فریق کا لفظ ہے تو کیوں فریق کا لفظ صرف عبداللہ آتھم کے وجود پر محدود کیا جاتا ہے اور کیوں تمام واقعات کو یکجائی نظر سے دیکھا نہیں جاتا۔ کیا مسٹر عبداللہ آتھم نے مستقل طور پر بغیر کسی فریق قائم ہونے کے آپ ہی بحث کی تھی اور کوئی اس کا معاون اور سرگروہ نہ تھا اور اگر ایک فریق مخالف قائم ہو کر اس فریق کے انتخاب سے مسٹر عبداللہ آتھم بحث کیلئے چنے گئے تھے تو پھر اس فریق کو باوجودیکہ الہامی عبارت میں داخل ہے کیوں باہر رکھا جاتا ہے ہر ایک منصف پر لازم ہے کہ الہام کے اصل الفاظ کی پیروی کرے نہ کہ اپنے خیال کے موافق کوئی نیا الہام بناوے سو ہم کو ایسے لوگوں پر بڑا ہی تعجب آتا ہے کہ جو ناطق بے وجہ صرف مسٹر عبداللہ آتھم تک الہامی پیشگوئی کو محدود رکھتے ہیں اور فریق کے لفظ کو غور سے نہیں دیکھتے اور ایک کامل فتح کو اپنی قلت تدبر اور غفلت کی وجہ سے کامل فتح خیال نہیں کرتے لیکن صداقت رد نہیں ہو سکتی بلکہ ہر ایک لڑائی اور سخت درجہ کے جھگڑے کے بعد بھی اس کو قبول کرنا ہی پڑے گا۔ اور کاغذات بحث کے مطالعہ کے بعد بہر حال ماننا پڑے گا کہ عبداللہ آتھم فریق مخالف میں سے ایک جزو تھا جس کو بحث کے لئے فریق مخالف کے دوسرے ممبروں نے منتخب کیا کیونکہ اس فریق نے اپنے کام ہانٹ لئے تھے اور بحث کیلئے مسٹر عبداللہ آتھم اسی وجہ سے منتخب ہوا تھا کہ اس کو اکثر اسسٹنٹی کے زمانہ سے عبارت نویسی اور سخن سازی کی مشق بہت ہے۔

اب آنکھیں کھولو اور اندھے مت بن جاؤ اور غور سے دیکھو کہ کیا ان تمام فریق نے ہاویہ

نوٹ۔ اب بھی پندرہ ماہ کے بعد جو عیسائیوں کی طرف سے اشتہار نکلا اسکی عبارت یہ ہے۔ مسیحیوں اور مجریوں کے جنگ مقدس کا نتیجہ۔ منہ

اور ذلت کا کچھ مزہ چکھا یا اب تک بے لوث اور بالکل محفوظ ہے اور اگر اس فریق میں سے افراد کثیرہ نے باویہ کا مزہ چکھ لیا ہے تو کیوں اس پیشگوئی کی عظمت کے قائل نہیں ہوتے۔ بھلا بتاؤ کہ مزہ چکھنے سے باہر کون رہا۔ جلدی مت کرو ایک عمیق فکر کے ساتھ سوچو اور زیادہ تر افسوس ان بعض لوگوں پر ہے کہ اس فتح نمایاں پر انہوں نے پوری بشارت ظاہر نہیں کی۔ میں ایسے لوگوں کو مطلع کرتا ہوں کہ یہ تو فتح ہے اور کامل فتح اور اس سے کوئی انکار نہیں کرے گا مگر خبیث القلب لیکن صادق تو ابتلاؤں کے وقت بھی ثابت قدم رہتے ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ آخر خدا ہمارا ہی حامی ہوگا۔ اور یہ عاجز اگرچہ ایسے کامل دوستوں کے وجود سے خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہے لیکن باوجود اس کے یہ بھی ایمان ہے کہ اگرچہ ایک فرد بھی ساتھ نہ رہے اور سب چھوڑ چھاڑ کر اپنا اپنا راہ لیں تب بھی مجھے کچھ خوف نہیں۔ میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے اگر میں پیسا جاؤں اور پکلا جاؤں اور ایک ذرے سے بھی حقیر تر ہو جاؤں اور ہر ایک طرف سے ایذا اور گالی اور لعنت دیکھوں تب بھی میں آخر فتح یاب ہوں گا مجھ کو کوئی نہیں جانتا مگر وہ جو میرے ساتھ ہے میں ہرگز ضائع نہیں ہو سکتا دشمنوں کی کوششیں عبث ہیں اور حاسدوں کے منصوبے لاجواب ہیں۔

اے نادانو اور اندھو مجھ سے پہلے کون صادق ضائع ہوا جو میں ضائع ہو جاؤں گا۔ کس سچے وفادار کو خدا نے ذلت کے ساتھ ہلاک کر دیا جو مجھے ہلاک کرے گا۔ یقیناً یاد رکھو اور کان کھول کر سنو کہ میری روح ہلاک ہونے والی روح نہیں اور میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں مجھے وہ ہمت اور صدق بخشا گیا ہے جس کے آگے پہاڑ ہیچ ہیں۔ میں کسی کی پرواہ نہیں رکھتا۔ میں اکیلا تھا اور اکیلا رہنے پر ناراض نہیں کیا خدا مجھے چھوڑ دے گا کبھی نہیں چھوڑے گا کیا وہ مجھے ضائع کر دے گا کبھی نہیں ضائع کرے گا۔ دشمن ذلیل ہوں گے اور حاسد شرمندہ اور خدا اپنے بندہ کو ہر میدان میں فتح دے گا۔ میں اس کے ساتھ وہ میرے ساتھ ہے کوئی چیز ہمارا بیوند توڑ نہیں سکتی اور مجھے اس کی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ مجھے دنیا اور آخرت میں اس سے زیادہ کوئی چیز بھی پیاری نہیں کہ اس کے دین کی عظمت ظاہر ہو اس کا جلال چمکے اور اس کا بول بالا ہو۔ کسی ابتلا سے اس کے فضل کے ساتھ مجھے خوف نہیں اگرچہ ایک ابتلا نہیں کروڑا ابتلا ہو۔ ابتلاؤں کے میدان میں اور دکھوں کے جنگل میں مجھے طاقت دی گئی ہے۔

من نہ آنستم کہ روز جنگ بینی پشت من آں منم کاندرمیان خاک و خون بینی سرے پس اگر کوئی میرے قدم پر چلنا نہیں چاہتا تو مجھ سے الگ ہو جائے مجھے کیا معلوم ہے کہ ابھی کون کون سے ہولناک جنگل اور پر خار باد یہ درپیش ہیں جن کو میں نے طے کرنا ہے پس جن لوگوں کے

نازک پیر ہیں وہ کیوں میرے ساتھ مصیبت اٹھاتے ہیں جو میرے ہیں وہ مجھ سے جدا نہیں ہو سکتے نہ مصیبت سے نہ لوگوں کے سب و شتم سے نہ آسمانی ابتلاؤں اور آزماتوں سے اور جو میرے نہیں وہ عبث دوستی کا دم مارتے ہیں کیونکہ وہ عنقریب الگ کئے جائیں گے اور ان کا پچھلا حال ان کے پہلے سے بدتر ہوگا۔ کیا ہم زلزلوں سے ڈر سکتے ہیں۔ کیا ہم خدا تعالیٰ کی راہ میں ابتلاؤں سے خوفناک ہو جائیں گے۔ کیا ہم اپنے پیارے خدا کی کسی آزمائش سے جدا ہو سکتے ہیں ہرگز نہیں ہو سکتے مگر محض اس کے فضل اور رحمت سے۔ پس جو جدا ہونے والے ہیں جدا ہو جائیں ان کو وداع کا سلام۔ لیکن یاد رکھیں کہ بدظنی اور قطع تعلق کے بعد اگر پھر کسی وقت جھکیں تو اس جھکنے کی عند اللہ ایسی عزت نہیں ہوگی جو وفادار لوگ عزت پاتے ہیں۔ کیونکہ بدظنی اور غداری کا داغ بہت ہی بڑا داغ ہے۔

اکنون ہزار عذر بیاری گناہ را  
مرشوعے کردہ را نبود زیب دختری

## نیم عیسائیوں کا ذکر

بعض نام کے مسلمان جن کو نیم عیسائی کہنا چاہیے اس بات پر بہت خوش ہوئے کہ عبد اللہ آہ قہم پندرہ ماہ تک نہیں مر سکا اور مارے خوشی کے صبر نہ کر سکے آخر اشتہار نکالے اور اپنی عادت کے موافق بہت کچھ ان میں گنبد بکا اور اس ذاتی بجل کی وجہ سے جو میرے ساتھ تھا اسلام پر بھی حملہ کیا کیونکہ میرے مباحثات اسلام کی تائید میں تھے نہ میرے مسیح موعود ہونے کی بحث میں غایت درجہ میں ان کے خیال میں کافر تھا یا شیطان تھا یا دجال تھا۔ لیکن بحث تو جناب رسول اللہ صلعم کی صداقت اور قرآن کریم کی فضیلت کے بارہ میں تھی اور صادق کاذب کی یہ تشریح کھلی گئی ہے کہ جو شخص سچے دل سے حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہے اور قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ کا کلام سمجھتا ہے وہ صادق ہے اور جو حضرت مسیح کو خدا جانتا ہے اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے انکاری ہے وہ کاذب ہے۔ اسی فیصلہ کے لئے الہام پیش کیا گیا تھا لیکن ہمیں آہ کھینچ کر کہنا پڑا کہ مخالف مولویوں نے مجھے دروغ گو ثابت کرنے کیلئے اللہ اور رسول کی عزت کا ذرہ خیال نہ کیا اور میرا مغلوب ہونا اس بحث میں



تسلیم کر لیا اور اس صریح نتیجے سے کچھ بھی نہ ڈرے جو مغلوب ہونے کی حالت میں فریق مخالف کے ہاتھ میں آتا ہے اور جب میاں ثناء اللہ وسعد اللہ و عبدالحق وغیرہ نے عیسائیوں کا غالب ہونا مان لیا تو پھر کیوں یہ لوگ اپنے اشتہاروں میں عیسائیوں کے حال پر افسوس کرتے ہیں کہ انہوں نے اسلام کی تکذیب کے لئے یہ حجت قرار دی جبکہ بحث اسلام اور عیسائیت کے صدق و کذب کی تھی نہ میرے کسی خاص عقیدہ کی تو نعوذ باللہ اگر میں مغلوب ہوں تو پھر دشمن کے لئے حق پیدا ہو گیا کہ اپنی عیسائیت کے صدق کا دعویٰ کرے۔ امور بحث پر نظر چاہیے نہ مباحث پر مثلاً اگر ہماری طرف سے ایک بھنگی یا چمار جو دین سے بالکل الگ ہے اسلامی حمایت میں عیسائیوں کے ساتھ مبالغہ کرے تو پھر بھی یہ ممکن نہ ہوگا کہ عیسائی فتح یاب ہوں اور خدا تعالیٰ اس کا بھنگی یا چمار ہونا نہیں دیکھے گا بلکہ اپنے دین کی عزت محفوظ رکھ لے گا اور کبھی اسلام کو سبکی نہیں دکھلائے گا۔

تمہیں معلوم ہوگا کہ بعض کافر اور بت پرست آحضرت صلعم سے عہد صلح کر کے دوسرے کافروں کے ساتھ لڑتے تھے اور چونکہ اس حالت میں مؤید اسلام تھے تو دشمنوں پر فتح پاتے تھے سو فرض کرو کہ میں تمہاری نظر میں سب کافروں سے بدتر ہوں اور دوسرے کافر تو خالدین فیہا ابداء کے جہنم میں سزا پائیں گے اور میری سزا تمہاری نظر میں اس سے بھی بڑھ کر ہے کیونکہ تم نے میرا نام نہ صرف کافر بلکہ اکفر رکھا مگر تاہم سوچنے کا مقام تھا کہ امور بحث میں ان باتوں کا کچھ بھی دخل نہ تھا جن کی وجہ سے مجھ کو آپ لوگ کافر اور اکفر اور دجال کہتے ہیں بلکہ زیر بحث وہی باتیں تھیں جن کیلئے ہر ایک مسلمان کو غیرت کرنی چاہیے اور پھر طرفہ تریہ کہ مجھ کو مغلوب اور عیسائیوں کو غالب بتلاتے ہیں یہ ایسا سفید جھوٹ ہے کہ کسی طرح چھپ نہیں سکتا۔ پیشگوئی کے مسٹر عبد اللہ آتھم کی نسبت دو پہلو تھے نہ صرف ایک اور خدا تعالیٰ نے اس پہلو کو جو مشکوک کیا گیا تھا یعنی موت کو چھوڑ دیا کیونکہ عبد اللہ آتھم کی موت کو کچھ ایک معمولی بات اور قریب قیاس سمجھا گیا تھا اور دوسرا پہلو حق کی طرف رجوع کرنا تھا اس پہلو کو خدا تعالیٰ نے عبد اللہ آتھم کے افعال سے ثابت کر دیا۔ اگر کوئی مولویوں میں سے کہے کہ ثابت نہیں تو اگر وہ اس بات میں سچا اور حلال زادہ ہے تو عبد اللہ آتھم کو اس حلف پر آمادہ کرے جو ہم لکھ چکے ہیں اگر عبد اللہ آتھم قسم کھا لے تو ہم بلا توفیق ہزار روپیہ بلکہ اب تو دو ہزار روپیہ باضابطہ تحریر لے کر دے دیں گے۔ پھر اگر وہ ایک سال تک فوت نہ ہوا تو جو مولوی لوگ ہمارا نام رکھیں سب سچ ہوگا ورنہ اس تصفیہ سے پہلے جو شخص اس فتح نمایاں کو قبول نہیں کرتا خواہ وہ امرت سری ہے یا غزنوی یا لدھیانوی یا دہلوی یا بٹالوی وہ سراسر ظلم کرتا ہے اور

خبردار رہے کہ خدا تعالیٰ کی ظالموں اور کاذبوں پر لعنت ہے۔ جب تک عبد اللہ آتھم دو ہزار روپیہ لے کر ایسا دشمن اسلام نہ ہو لے اور حضرت مسیح کو خدا سمجھنے کا اقرار نہ کر لے اور پھر اس پر ایک برس بخیر نہ گزر جائے ہم کسی طرح کاذب نہیں ٹھہر سکتے۔ ہمیں اپنے الہام سے خدا تعالیٰ نے جتلا دیا ہے کہ اس نے عظمت اسلام قبول کر کے اور اسلامی پیشگوئی کی وجہ سے اپنے پرہم و غم لے کر شرط الہامی سے فائدہ اٹھا لیا۔ اب اگر بغیر اس امتحان کے کوئی شخص ہمارا نام کاذب رکھے اور ہمیں مغلوب خیال کرے تو وہ کاذب اور مورد لعنت اللہ علی الکاذبین ہے اور پاک فطرت سے بے نصیب اس کو چاہیے کہ عبد اللہ آتھم کے پاس جا کر ہاتھ پیر جوڑے اور بہت خوشامد کرے کہ وہ شرط مذکورہ کی پابندی سے ہزار روپیہ مجھ سے لے لے اور اس قطعی فیصلہ کے بالمقابل کھڑا ہو جائے ورنہ میاں عبد الحق غزنوی ہو یا میاں ثناء اللہ یا سعد اللہ یا غلام رسول یا کوئی اور ہو خوب یاد رکھیں کہ مسلمان کہلا کر بے وجہ عیسائیوں کو غالب قرار دینا اور سراسر ظلم کی راہ سے ان کا نام فتح کس یا رکھنا یہ حلال زادوں کا کام نہیں چاہیے کہ اب بھی سمجھ جائیں اور یقیناً اور غور کر کے دیکھ لیں کہ اس بحث میں عیسائی مغلوب ہوئے ہیں۔ ان کے فریق پر خدا تعالیٰ نے ہر طرح سے آفت اور ذلت ڈالی چنانچہ اس فریق میں سے ایک پادری صاحب تو فوت ہو گئے اور دوسرے کے بچے اور بعضوں کے گلے میں ہزار لعنت کی ذلت کا رسہ پڑ گیا جس رسہ سے وہ اپنی گردنوں کو چھوڑا نہ سکے۔ اب ایماناً کہو فتح کس کی ہوئی اور مباہلہ کا بد اثر کس پر پڑا خدا تعالیٰ سے ڈرو اور بڑھتے نہ جاؤ وہ تجاوز کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ توبہ کرو تا توبہ کا پھل پاؤ۔ غضب کی بات ہے کہ خدا تعالیٰ نے تو اس پیشگوئی کے بعد فریق مخالف کے ہر ایک فرد پر قہر نازل کیا، موت نازل کی، ذلت نازل کی، بیماری نازل کی، خوف نازل کیا اور پھر بھی کہا جاتا ہے کہ عیسائی غالب رہے ہیں۔ لوگو! ایک دن مرنا ہے یا نہیں، بیشک عیسائیوں کی حمایت کرو اور سچ کو چھوڑ دو۔ رب العرش دیکھ رہا ہے کہ تم کیا کر رہے ہو جو شخص درحقیقت عزت پا گیا تم اُس کو ذلیل کر سکتے ہو۔ اے غزنوی گروہ کے لوگو! اے امرت سر کے مسلمانو مگر اسلام کے دشمنو اور اے لدھیانہ کے سخت دل مولویو اور منشیو!!! خوب سوچ لو کہ تم کیا کام کر رہے ہو اور اے غزنویو تم ذرا آنکھ کھول کر دیکھ لو کہ تمہارا مباہلہ تم پر ہی پڑا۔ جھوٹے اشتہاروں سے شرم کرو اور یہ میرا تمام رسالہ غور سے پڑھو تا تمہیں معلوم ہو۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔

## میاں عبدالحق صاحب غزنوی اور دوسرے غزنوی صاحبوں کی جھوٹی خوشی اور ان کو اللہ نصیحت اور ان کے مباہلہ کا آخری نتیجہ

ہم نے سنا ہے کہ میاں عبدالحق اور میاں عبدالجبار اور ان کے گروہ کے آدمی اس بات پر اپنے جوشِ تعصب اور قلتِ تدبر کی وجہ سے بہت ہی خوش ہو رہے ہیں کہ عبداللہ آتھم پندرہ مہینہ میں نہیں مرا اور وہ زندہ امرتسر میں آ گیا۔ اور ان لوگوں نے عبداللہ آتھم کی زندگی پر نہ صرف خوشی ہی کی بلکہ انہوں نے اس کو میاں عبدالحق کے مباہلہ کا ایک اثر تصور کیا گویا ان خوش فہموں کے خیال میں اس مباہلہ کا یہ ہم پر زوال پڑا ہے۔ سواؤل تو ہم اس جھوٹی خوشی اور اثر مباہلہ کی نسبت ان بزرگواروں کو جواب تک خوابِ غفلت میں ہیں اور ہنس رہے ہیں یہ دشمن گداز خبر سناتے ہیں کہ ایسا سمجھنا کہ الہامِ غلط نکلا اور عیسائیوں کو فتح ہوئی۔ اس سے زیادہ کوئی بھی حتم نہیں☆ اگر آپ لوگ پہلے تحقیق کر لیتے

﴿۲۵﴾  
﴿۲۶﴾

☆نوٹ: ایک نادان ہندو زادہ نام کا نو مسلم سعد اللہ نام جو عیسائیوں کی فتح یابی ثابت کرنے کیلئے اس قدر اپنی فطرتی شیطنت سے ہاتھ پیر مار رہا ہے کہ گویا اسی غم میں مر رہا ہے لدھیانہ سے اپنے ایک اشتہار میں لکھتا ہے کہ اگر اس بحث کے بعد جو عیسائیت اور اسلام کے صدق و کذب کی تحقیق میں کی گئی تھی۔ عیسائی فریق پر مصیبتیں پڑیں تو کیا تمہارے بیعت کنندوں میں سے مولوی حکیم نور الدین صاحب کا ایک شیر خوار بچہ فوت ❁ نہیں ہو گیا لیکن اس نادان عدو الدین نے نہیں

﴿۲۶﴾

اس تحریر کے لکھنے کے بعد مجھ پر نیند غالب ہو گئی اور میں سو گیا اور خواب میں دیکھا کہ اخوِ موم مولوی حکیم نور الدین صاحب ایک جگہ لیٹے ہوئے ہیں اور ان کی گود میں ایک بچہ کھلتا ہے جو انہیں کا ہے اور وہ بچہ خوش رنگ خوبصورت ہے اور آنکھیں بڑی بڑی ہیں۔ میں نے مولوی صاحب سے کہا کہ خدا نے بعض محمد احمد آپ کو وہ لڑکا دیا کہ رنگ میں شکل میں طاقت میں اس سے بدرجہا بہتر ہے اور میں دل میں کہتا ہوں کہ یہ تو اور بیوی کا لڑکا معلوم ہوتا ہے کیونکہ پہلا لڑکا تو ضعیف الخلقیت بہار سا اور نیم جان سا تھا اور یہ تو قوی ہیکل اور خوش رنگ ہے اور پھر میرے دل میں یہ آیت گذری جس کا زبان سے سنانا

حیاتِ مبارک

تو آپ کو شرمندگی اور خجالت اب اٹھانی نہ پڑتی۔ اب اے تمام حضرات آپ پر واضح رہے کہ دراصل اسلام کی فتح ہوئی اور عیسائیوں کو بڑی بھاری شکست آئی اور اس بالمقابل فریق پر طرح طرح کی آفات نازل ہوئیں کوئی موت کے پتھر میں پھنسا کوئی اس کا ماتم دار بنا۔ کسی نے بیماری کا سخت دکھ

سمجھا کہ اول تو وہ شیرخوارہ بچہ جو روز ولادت سے ہی بیمار اور ضعیف الخلق تھا فریق کے لفظ میں داخل نہیں ہو سکتا کیا وہ بھی عیسائیوں کے ساتھ بحث کرنے گیا تھا کہ تا اس کا فوت ہونا عیسائی مذہب کی صداقت پر دلیل ہو سکے اور دوسرے یہ الہام ہماری طرف سے تھا جو عیسائیوں پر یہ یہ آفتیں پڑیں گی۔ اور ہم برابر اور متواتر شرح کر چکے ہیں کہ اس الہام کا مصداق وہ عیسائی ہیں جو بحث کے وقت مباحث یا حامی بحث تھے اور عیسائیوں کو تو کوئی الہام نہیں ہوا تھا کہ ہمارے بیعت کنندوں میں سے کسی کا کوئی شیرخوارہ بچہ فوت ہو جائے گا۔ پس جبکہ تفہیم الہی کی رو سے الہام صرف فریق مخالف کے نفوس سے خاص تھا اور عیسائیوں کی طرف سے کوئی الہام نہ تھا اور نہ مبالغہ کے طور پر ہماری طرف سے اپنے لئے بددعا تھی اور نہ عیسائیوں کی طرف سے کوئی بددعا تھی صرف عیسائیوں کے بارے میں ایک الہام تھا پس کسی شیرخوارہ بچہ کا فوت ہو جانا کیا اس بات کی دلیل ہو سکتی ہے کہ عیسائی مذہب کی سچائی ثابت ہوئی۔ کیا عیسائیوں نے بھی کوئی الہام بتلایا تھا یا بددعا کی تھی بلکہ وہ صرف ہمارا الہام تھا جس کے بارے میں ہم نے بتلایا تھا کہ یہ عیسائیوں کی نسبت ہے اور یہ کہنا کہ بعض مسلمان اس الہام کے بعد عیسائی ہو گئے اس سے بھی عیسائیوں کی صداقت پر ایک دلیل سمجھنا صرف ایک خباثت ہے اس سے زیادہ نہیں۔

اے نادان عدو اللہ اگر اس عرصہ میں دو چار فاسق نام کے مسلمانوں میں سے جن کو ہم نے بدعاش پاکر اپنی جماعت سے پہلے ہی خارج کر دیا تھا۔ مردار دنیا کے لئے عیسائی ہو گئے تو ہم تجھے ثبوت دیتے ہیں کہ اس پندرہ مہینہ میں صد ہا عیسائی خالصاً اللہ مسلمان ہوئے پھر آخری الزام اس ہندو زادہ کا یہ ہے کہ اگر مباحثہ کے بعد دو پادری سخت بیمار ہو گئے تو یہ بھی کچھ دلیل نہیں کیونکہ تم بھی تو اکثر بیمار رہتے ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر میں اس پندرہ مہینہ میں بیمار ہا تھا تو تمہارے کس بزرگ

یاد نہیں اور وہ یہ ہے مَا نَسُخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا أَوْ مِثْلَهَا أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ اور میں جانتا ہوں کہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اس عدو الدین کا جواب ہے کیونکہ اس نے عیسائیوں کا حامی بن کر اسلام پر حملہ کیا اور وہ بھی بے جا اور بے ایمانی سے بھرا ہوا حملہ۔ اور ایک جزو اس خواب کی رہ گئی میں نے دیکھا کہ اس بچہ کے بدن پر کچھ پھنسی یا ٹولول کی مشابہ بخارات نکل رہے ہیں۔ اور کوئی کہتا ہے کہ اس کا علاج ہلدی اور ایک اور چیز ہے۔ واللہ اعلم۔ منہ

اٹھایا۔ کوئی ذلیل اور خوار ہوا اور کوئی ہزار لعنت کا نشانہ بنا اور کوئی خوف اور دیوانگی اور سراسیمگی میں مبتلا ہوا اور نہ مردوں میں رہا اور نہ زندوں میں اور ایک بھی ہاویہ سے بچ نہ سکا۔ پس افسوس ہے کہ جن لوگوں کو مسٹر عبداللہ آتھم کی زندگی سے خوشی ہوئی وہ کیسے بے وقوف ہیں۔ انہوں نے کہاں سے اور کس سے سن لیا کہ الہامی عبارت نے صرف عبداللہ آتھم کے مرنے کی ہی خبر دی تھی اور کوئی شرط نہ تھی اور صرف موت پر ہی حصر تھا دوسری کوئی بھی بات نہیں تھی۔ یہ جمل اور تعصب اور شتاب کاری کی سزا ہے جو اب ہمارے مخالفوں کو ان جھوٹی خوشیوں کی ایسی ندامت اٹھانی پڑے گی جو مرنے سے بدتر ہے۔

اے حضرات الہام میں تو موت کا ذکر بھی نہیں ہاں ہماری تشریحی عبارت میں ہاویہ کے لفظ سے جو ہم نے عبداللہ آتھم کی نسبت سمجھا ضرور موت کا لفظ موجود ہے مگر الہام میں یہ شرط بھی تو تھی کہ اس حالت میں ہاویہ میں گرے گا کہ جب حق کی طرف رجوع نہ کرے۔ خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کر دیا کہ اس نے حق کی طرف رجوع کیا۔ اور وہ ڈرا اور اسلامی عظمت اس کے دل میں سما گئی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت قدیم کے موافق عذاب موت اس سے بے باکی کے دنوں تک اٹھایا کیا کبھی قرآن کریم آپ لوگوں نے غور سے پڑھا یا کھانے پینے پر ہی کمر باندھ رکھی ہے۔ کیا یاد نہیں کہ کئی مقام میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ڈرنے والوں پر دنیوی عذاب نازل نہیں ہوتا۔ دنیوی عذاب کے لئے صرف کفر ہی کافی نہیں بلکہ شوخی، شرارت، تکبر، استعلاء اور مومنوں کو آزار دینا اور حد سے بڑھنا ضروری ہے لیکن عبداللہ آتھم نے ان پندرہ مہینوں میں کوئی شوخی اور تکبر

نے وہ تمام عربی کتابیں ان پندرہ مہینوں میں تالیف کیں جن کے ساتھ عیسائیوں کے لئے پانچ ہزار روپیہ

کا انعام تھا اور جن کے مقابل پر اگر تمام پادری کوشش کرتے کرتے مر بھی جائیں تب بھی ان کی نظیر نہیں

بنا سکتے۔ اے عدو اللہ جھوٹ اور افترا سے باز آ جا۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ ان پندرہ مہینوں میں کیا کیا عجیب

عربی کتابیں میری طرف سے نکلیں اور اس تھوڑے عرصہ میں دس کے قریب تائید اسلام میں میں نے

کتابیں لکھیں جو شائع بھی ہو گئیں کیا یہ بیمار کا کام ہے کسر امات الصادقین کس زمانہ میں لکھی گئی۔

سر النخلافہ کب تالیف ہوئی نور الحق کی دونوں جلدیں کس نے اور کب بنائیں۔ تحفہ بغداد

کب شائع ہوا کیا یہ کتابیں وہی کتابیں نہیں ہیں جو اس پندرہ مہینہ میعاد پیشگوئی کے اندر لکھی گئیں اگر کوئی

مولوی مخالف و مکفر بنا لوی وغیرہ پندرہ برسوں میں بھی ایسی کتابیں بنا کر دکھلاوے تو ہم مان لیں گے کہ ہم اس

پندرہ مہینہ میں بیمار ہے ورنہ اب تو بجز اس کے کچھ نہیں کہہ سکتے کہ لعنة اللہ علی الکاذبین۔ منہ

﴿۲۷﴾

﴿۲۸﴾

﴿۲۸﴾

نہیں دکھلایا۔ اسلام کی کوئی توہین نہیں کی۔ اور کوئی تحقیر اور استہزاء کا رسالہ نہیں نکالا بلکہ اپنی مصیبت میں پڑا رہا اور اپنے افعال سے دکھادیا کہ وہ سخت ڈرا اور اسلامی عظمت ایک چمکتی ہوئی تلوار کی طرح اس کو نظر آئی۔ اس لئے حق کی طرف رجوع کرنے کی جو شرط تھی اس نے اس سے اس قدر حصہ لیا جس نے اس کا دل عذاب میں تاخیر ڈال دی اور یہ تو ظاہر کے خیال سے ہے اور جس قدر اس نے اپنی اندرونی حالت درست کی ہوگی اور تضرع کیا ہوگا وَهُمْ يَسْتَعْجِلُونَ<sup>۱</sup> کا مصداق بنا ہوگا۔ یہ علم اس کو ہے یا خدا تعالیٰ کو۔ وہ خدائے رحیم و کریم کسی کا ایک ذرہ عمل بھی ضائع نہیں کرتا اور جب کہ موت سے بچنے کیلئے عبد اللہ آتھم کیلئے یہ ایک راہ موجود تھی اور اس کی پُر خوف حالتیں جن حالتوں میں اس نے یہ زمانہ گزارا صاف ظاہر کر رہی ہیں کہ اس نے کسی قدر اس راہ کی طرف قدم رکھا۔ اگرچہ وہ قدم کامل ہو یا ناقص اس کا علم اس کو ہوگا۔ تو پھر کیوں وہ اس قدم کے رکھنے سے اور کسی قدر اصلاح سے فائدہ نہ اٹھاتا اور خواہ وہ رجوع ایک ذرہ کے موافق تھا لیکن تب بھی اس کا کم سے کم یہ فائدہ ہونا چاہیے تھا کہ موت کے عذاب میں تاخیر ڈال دے کیونکہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ<sup>۲</sup>۔ سو اس نے حسب سنت اللہ اور شرط الہام کے اس رجوع کا فائدہ دیکھ لیا اب الہام کا کیا قصور ہے کیا الہام میں یہ نہیں لکھا تھا کہ ہاویہ میں گرے گا لیکن بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے یہ بھی یاد رہے کہ رجوع ایک فعل قلب ہے خلق اللہ کی اطلاع اس میں ضروری نہیں۔ ہاں اس کی حالت شوریدہ پر نظر ڈالنے والے حقیقت تک پہنچ سکتے ہیں الغرض خدا تعالیٰ نے اس کو ہم و غم میں پایا اور اس کو رجوع میں داخل سمجھ کر شرط قرار دادہ کو پورا کیا اور یہ بات تمام انبیاء کے اتفاق سے مسلم ہے کہ ڈرنے والے پر عذاب دنیا نازل نہیں ہوتا بلکہ بے باک اور حد سے بڑھنے والے پر ہوتا ہے اور ہم نے تو تمام کتابیں دیکھیں اور قرآن کریم کو اول سے آخر تک پڑھا مگر یہ واقعہ کسی کتاب میں نہ دیکھا کہ کبھی کسی ڈرنے والے کا فر پر پتھر بر سے یا کسی ہراساں اور ترسان منکر پر اس کے انکار کی وجہ سے بجلی پڑی بلکہ کفر کی سزا کے لئے دوسرا گھر موجود ہے اس دنیا میں تو شوخوں اور منکروں اور موزیوں اور ظالموں پر جب وہ حد سے بڑھ جاتے ہیں عذاب نازل ہوتا ہے اب آنکھیں کھول کر سوچنا چاہیے کہ باوجود اس سنت قدیمہ اور موجودگی شرط کے کیوں عبد اللہ آتھم پر عذاب موت نازل ہو ہاں اگر یہ دعویٰ کرے کہ عبد اللہ آتھم نے ایک ذرہ حق کی طرف رجوع نہیں کیا اور نہ ڈرا تو اس وہم کی بیخ کنی کے لئے یہ سیدھا اور صاف معیار ہے کہ ہم عبد اللہ آتھم کو دو ہزار روپیہ نقد دیتے ہیں۔ وہ تین مرتبہ قسم کھا کر یہ اقرار کر دے کہ میں نے ایک ذرہ بھی اسلام کی طرف رجوع نہیں کیا اور نہ اسلامی پیشگوئی کی عظمت میرے دل میں سائی

بلکہ برابر سخت دل اور دشمن اسلام رہا اور مسیح کو برابر خدا ہی کہتا رہا۔ پھر اگر ہم اسی وقت بلا توقف دو ہزار روپیہ نہ دیں تو ہم پر لعنت اور ہم جھوٹے اور ہمارا الہام جھوٹا۔ اور اگر عبد اللہ آتھم قسم نہ کھائے یا قسم کی سزا میعاد کے اندر نہ دیکھ لے تو ہم سچے اور ہمارا الہام سچا۔ پھر بھی اگر کوئی تحکم سے ہماری تکذیب کرے اور اس معیار کی طرف متوجہ نہ ہو اور ناحق سچائی پر پردہ ڈالنا چاہے تو بے شک وہ ولد الحلال اور نیک ذات نہیں ہوگا کہ خواہ مخواہ حق سے روگردان ہوتا ہے اور اپنی شیطنت سے کوشش کرتا ہے کہ سچے جھوٹے ہو جائیں۔

اب اس سے زیادہ صاف اور کون فیصلہ ہوگا کہ ہم دو کلموں کے مول میں خود امرت سر میں جا کر دو ہزار روپیہ دیتے ہیں۔ مسٹر عبد اللہ آتھم اگر درحقیقت مجھے کاذب سمجھتا ہے اور جانتا ہے کہ ایک ذرہ بھی اس نے اسلامی عظمت کی طرف رجوع نہیں کی تو وہ ضرور بلا توقف عبارت مذکورہ بالا کے موافق اقرار کر دے گا کیونکہ اب تو وہ اپنے تجربہ سے جان چکا کہ میں جھوٹا ہوں اور مسیح کی حفاظت کو اس نے مشاہدہ کر لیا پھر اس مقابلہ سے اس کو کیا خوف ہے کیا پہلے پندرہ مہینوں میں مسیح زندہ تھا اور مسٹر عبد اللہ آتھم کی حفاظت کر سکتا تھا اور اب مر گیا ہے اس لئے نہیں کر سکتا جبکہ عیسائیوں نے اپنے اشتہار میں یہ کہہ کے اعلان دیا ہے کہ خداوند مسیح نے مسٹر عبد اللہ آتھم کی جان بچائی تو پھر اب بھی خداوند مسیح جان بچائے گا۔ کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ اب مسیح کے خداوند قادر ہونے کی نسبت مسٹر عبد اللہ آتھم کو کچھ شک اور تردد پیدا ہو جائے اور پہلے وہ شک نہ ہو بلکہ اب تو بہت یقین چاہیے کیونکہ اس کی خداوندی اور قدرت کا تجربہ ہو چکا اور نیز ہمارے جھوٹ کا تجربہ لیکن یاد رکھو کہ مسٹر عبد اللہ آتھم اپنے دل میں خوب جانتا ہے کہ یہ باتیں سب جھوٹ ہیں کہ اس کو مسیح نے بچایا جو خود مر چکا وہ کس کو بچا سکتا ہے اور جو مر گیا وہ قادر کیونکر اور خداوند کیسا بلکہ سچ تو یہ ہے کہ سچے اور کامل خدا کے خوف نے اس کو بچایا۔ اگر اب نادان عیسائیوں کی تحریک سے بے باک ہو جائے گا تو پھر اس کامل خدا کی طرف سے بے باکی کا مزہ چکھے گا۔ غرض اب ہم نے فیصلہ کی صاف صاف راہ بتا دی اور جھوٹے سچے کیلئے ایک معیار پیش کر دیا۔ اب جو شخص اس صاف فیصلہ کے برخلاف شرارت اور عناد کی راہ سے بکواس کرے گا اور اپنی شرارت سے بار بار کہے گا کہ عیسائیوں کی فتح ہوئی اور کچھ شرم اور حیا کو کام نہیں لائے گا اور بغیر اس کے جو ہمارے اس فیصلہ کا انصاف کی رو سے جواب دے سکے انکار اور زبان درازی سے باز نہیں آئے گا اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جاوے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔ پس حلال زادہ بننے کیلئے واجب یہ تھا کہ اگر وہ مجھے جھوٹا جانتا ہے اور

عیسائیوں کو غالب اور فتح یاب قرار دیتا ہے تو میری اس حجت کو واقعی طور پر رفع کرے جو میں نے پیش کی ہے پس اس پر کھانا پینا حرام ہے اگر وہ اس اشتہار کو پڑھے اور مسٹر عبداللہ آتھم کے پاس نہ جائے اور اگر خداوند تعالیٰ کے خوف سے نہیں تو اس گندے لقب کے خوف سے بہت زور لگاوے کہ تا وہ کلمات مذکورہ کا اقرار کر دے اور تین ہزار روپیہ لے لے اور یہ کاروائی کر دکھاوے پھر اگر عبداللہ آتھم میعاد قرار دادہ سے بچ جائے تو بے شک تمام دنیا میں مشہور کر دے کہ عیسائیوں کی فتح ہوئی ورنہ حرام زادہ کی یہی نشانی ہے کہ سیدھی راہ اختیار نہ کرے اور ظلم اور نا انصافی کی راہوں سے پیار کرتا رہے۔ اگر کسی کو ایسا ہی اسلام سے بغض اور عیسائیت کی طرف میل ہے اور بہر صورت عیسائیوں کو فتح یاب بنانا چاہتا ہے تو اب اس راہ کے سوا اور تمام راہیں بند ہیں نہ ہم کسی کو ولد الحرام کہتے نہ حرام زادہ نام رکھتے بلکہ جو شخص ایسے سیدھے اور صاف فیصلہ کو چھوڑ کر زبان درازی سے باز نہیں رہے گا وہ آپ یہ تمام نام اپنے لئے اختیار کرے گا خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ بے شک اسلام کی فتح ہوئی اور دین محمدی ہی غالب رہا اور عیسائی ذلیل ہوئے اور جو شخص اس فتح کو نہیں مانتا چاہیے کہ وہ اس طریق اور فیصلہ کی راہ سے ہم کو ملزم کرے اور اس فیصلہ کی راہ سے ہم کو جھوٹا اور مغلوب قرار دے ورنہ بجز اس کے کیا کہیں کہ یک خطا دو خطا سویم مادر مخطا۔

اور ان مخالفوں کی عقل پر تعجب ہے کہ عبداللہ آتھم کے ساتھ دوسرے لوگ جو فریق مخالف میں داخل تھے اور فریق کے اس لفظ میں شامل تھے جو پیشین گوئی میں تھا ان کے حالات پر کچھ بھی نظر نہیں کرتے کہ ان پر بھی کوئی ذلت آئی یا نہیں کیا پادری رائٹ نہیں مرا۔ کیا دو معاون مرمہ کے نہیں بچے کیا پادری عماد الدین کے گلے میں ہزار لعنت کا رسہ نہیں پڑا جس کو کوئی جھوٹا منجی اتار نہیں سکتا کیا اس کا علم عربی سے بے بہرہ اور جاہل ہونا ثابت نہیں ہوا۔ کیا اس ثبوت سے اس کی مصنوعی عزت خاک میں نہ مل گئی بیشک وہ نہایت ذلیل ہوا اور اس کا کچھ باقی نہ رہا اور اس کی علمی آبرو نجاست کے بودار گڑھے میں جا پڑی۔ اگر وہ باغیرت آدمی ہوتا تو اس ذلت کی وجہ سے کچھ کھاپی کر مر جاتا حیف ہے تمہارے ایمان اور سمجھ اور دینداری پر کہ ایسی سچی پیشگوئی کی تم نے تکذیب کی کیا ایک دن مروگے یا نہیں یا ہمیشہ کے جینے کی خبر آگئی ہے۔ یہ تو اس پیشگوئی کے متعلق بیان ہے جو عیسائیوں کے مقابل پر کی گئی تھی جس کو خدا تعالیٰ نے حسب المراد پورا کیا لیکن اکثر لوگ دریافت کیا کرتے ہیں کہ جو عبدالحق غزنوی کے ساتھ مباہلہ ہوا تھا اس کا کیا اثر ہوا اور کس فریق کو ذلت ہوئی تو اس کے جواب میں ہم بدیہی وجوہات کے ساتھ



ہر ایک پر ظاہر کرتے ہیں کہ عبدالحق اور اس کے گروہ کی ذلت ہوئی کیونکہ اس مباہلہ کے بعد ہر ایک ایسا امر پیدا ہوا کہ جو ہماری عزت کا موجب اور ان کی ذلت کا موجب تھا۔

(۱) ایک ان میں سے یہ کہ ہمارے لئے کسوف خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور صد ہا آدمی اس کو دیکھ کر ہماری جماعت میں داخل ہوئے اور اس کسوف خسوف سے ہم کو خوشی پہنچی اور مخالفوں کو ذلت۔ کیا وہ قسم کھا کر کہہ سکتے ہیں کہ ان کا دل چاہتا تھا کہ ایسے موقع پر جو ہم مہدی موعود کا دعویٰ کر رہے ہیں کسوف خسوف ہو جائے اور بلا و عرب میں اس کا نام و نشان نہ ہو اور پھر جبکہ خلاف مرضی ظاہر ہو گیا تو بے شک ان کے دل دکھے ہوں گے اور اس میں اپنی ذلت دیکھتے ہوں گے۔

(۲) دوئم۔ جب ہم مباہلہ کے لئے گئے تو ہمارا بڑا بیٹا سخت بیمار تھا اور ایک سخت بیماری دامن گیر تھی ہم نے کچھ بھی اس کی پروا نہ کی اور اسی حالت میں سفر کیا مگر خدا تعالیٰ نے مباہلہ کے بعد ہی اس کو شفا بخش دی۔ کیا وہ قسم کھا کر کہہ سکتے ہیں کہ یہ شفا ان کی مراد کے موافق ہوئی۔

(۳) سوئم۔ یہ بات بھی ظاہر ہے کہ ہم نے اسی پندرہ مہینہ کے اندر تمام مکلف مولویوں کو ان کی مولویت پر کھنے کی غرض سے بالمقابل عربی رسائل بنانے کے لئے مخاطب کیا تھا تا وہ ذلیل ہوں پس خدا تعالیٰ نے آپ مدد دے کر اس میں ہمیں کامیاب کیا اور پادریوں کی طرح رسالہ نور الحق اور کرامات الصادقین اور سر الخلافہ کے مقابلہ سے وہ عاجز رہ گئے اور ایسی ذلت ان کو پہنچی کہ کچھ بھی مولویت کا نام و نشان باقی نہ رہا۔ ہم نے صاف طور پر لکھا تھا کہ اگر ان رسائل کا مقابلہ کر دکھائیں تو چھ ہزار ستائیس روپیہ کا انعام پادریوں اور الہام کو جھوٹا ثابت کریں اور ہزار لعنت سے بچیں۔ اب اے مولوی عبدالحق مکلف المسلمین سچ بتا کہ آپ نے کون سا بالمقابل رسالہ بنایا اور اگر نہیں لکھا تو سچ کہو کہ یہ ذلت کس کو پہنچی ہم کو یا تم کو۔

(۴) چوتھی۔ یہ بڑی بھاری ذلت ہے جو اب آپ کو نصیب ہوئی اور یہ پیشگوئی سچی نکلی۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ ان چار ذلتوں اور رسوائیوں اور ان باتوں کو جو اخیر میں ہم نے اپنی نسبت لکھی ہیں۔ کسی منصف کے سامنے پیش کرو۔ اگر وہ قسم کھا کر کہہ دے کہ اس سے تمہاری عزت قائم ہوئی ہے اور کوئی داغ نہیں لگا تو ہم قسمًا کہتے ہیں کہ ہم پانسو روپیہ تم کو انعام دیں گے۔ چنانچہ ہم شیخ محمد حسین بٹالوی کو ہی منصف قرار دیتے ہیں اور اس کے پاس ہی یہ روپیہ باضابطہ تحریر لے کر جمع کرا سکتے ہیں صرف اتنا ہوگا کہ وہ کھڑا ہو کر تین مرتبہ یہ تقریر کرے کہ یہ تمام وجوہ جو ذلت کی بیان کی گئی ہیں یہ بالکل صحیح نہیں ہیں اور ان باتوں سے جو بعد مباہلہ ظاہر ہوئیں عبدالحق اور

اس کے گروہ کی ذلت نہیں بلکہ عزت ہوئی اور اگر میں جھوٹ کہتا ہوں تو اے قادر خدا اس کا عذاب میرے پر میری آنکھوں پر میرے جسم پر میری عزت پر میری اولاد پر بہت جلد سال☆ کے اندر وارد کر اور ہم لوگ ہریک اقرار پر آمین کہیں گے۔ تب اسی وقت پانچ سو روپیہ شیخ محمد حسین کی ضمانت پر ان کو دے دیا جائے گا اگر سال کے اندر شیخ محمد حسین بٹالوی ان بلاؤں سے بچ گئے تو وہ روپیہ ان کی ملک ہو جائے گا۔ اگر آپ لوگ اس طریق کو اختیار نہ کریں اور بدگوئی سے باز نہ آویں تو جائے شرم ہے اور یاد رہے کہ مباہلہ کے ایک سال کے اندر ہی خدا تعالیٰ نے برکت پر برکت ہم پر نازل کی۔ اس کی خاص توفیق اور تائید پر عمدہ عمدہ کتابیں تالیف ہوئیں۔ صدہا معارف و دقائق قرآنی کھلے اور کتابوں کے چھپنے اور ہمارے سلسلہ کی کارروائیوں کے لئے ہزار ہا روپیہ آیا اور ہزار ہائے لوگ جان و مال فدا کرنے والے ہماری جماعت میں داخل ہوئے۔ پس لازم ہوگا کہ شیخ محمد حسین اپنی قسم کے وقت ان سب باتوں کو جمع کر کے ان کا انکار کریں۔

اے غزنوی لوگو بہتر تو یہ ہے کہ باز آ جاؤ اور خدا تعالیٰ سے ڈرو اور اس سے لڑائی مت کرو جس چراغ کو وہ آپ ہی روشن کرے تم اس کو بجھا نہیں سکتے۔ پس فولادی قلعہ کے ساتھ ٹکریں مت مارو کہ تمہاری ٹکروں سے قلعہ ہرگز نہیں ٹوٹے گا۔ آخر نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہارے ہی سر پاش پاش ہو جائیں گے کیا تمہیں ذرا خوف نہیں کہ مسلمانوں کو کافر بنا تے اور کلمہ گوؤں کا بے ایمان نام رکھتے ہو۔ بتلاؤ کہ عملی حالت میں ہم اور تم میں کیا فرق ہے کیا ہم کوئی شرک کا کام کرتے ہیں۔ کیا نمازوں کو چھوڑ دیا یا روزہ اور دیگر ارکان اسلام سے منکر ہو گئے ہیں یا حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنا دیا ہے اور کچھ تو بتلاؤ کہ عملی حالت اور اسلام کے ضروری عقائد ہم میں اور تم میں کیا فرق ہے۔ ہاں اگر مسیح کی وفات کے عقیدہ کی وجہ سے ہمیں کافر کہا جاتا ہے تو امام مالک کو بھی کافر بناؤ کہ ان کا عقیدہ بھی یہی تھا جس سے رجوع ثابت ❁ نہیں۔ اور امام بخاری کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ اگر یہ عقیدہ نہ ہوتا تو کیوں وہ آیت فلما توفیتنی کی شرح کے وقت تائید حدیث کیلئے ابن عباس کا یہ قول لاتا متوفیک مسمیتک پس اس حساب سے امام بخاری بھی کافر ہوئے اور یہی عقیدہ ابن قیم نے مدارج السالکین میں ظاہر کیا ہے پس بقول تمہارے ابن قیم بھی کافر ہے اور معتزلہ کا یہی عقیدہ ہے پس وہ تمام لوگ

☆ صلحاء کی سنت قدیمہ سے ثابت ہے کہ مباہلہ کی غایت میعاد ایک سال تک ہوتی ہے سو ہم بدیہی ثبوت اپنے پاس رکھتے ہیں کہ جن برکات کو ہم نے اپنی نسبت لکھا ہے وہ ایک سال کے اندر ہی ہم پر وارد ہوئیں اور میاں عبدالحق کا جب سارا سال نحوستوں اور گردشوں میں گذرا تو سال کے بعد پندرہویں مہینہ پر مرتے مرتے یہ بات بنانا چاہا کہ آٹھم ۱۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کو نہیں مرا۔ یہی مباہلہ کا اثر ہے مگر بد قسمتی سے اس میں بھی جھوٹا نکلا۔ منہ

❁ نوٹ: مجمع البحار میں جو ایک معتبر اہل حدیث کی کتاب ہے لکھا ہے وقال مالک ان عیسی مات مالک نے کہا ہے کہ عیسیٰ مر گیا ہے اور بیان مفصل اس کا ہمارے رسالہ اتمام الحجۃ میں درج ہے۔ منہ

کافر ٹھہرے لیکن اگر اس وجہ سے کافر کہا جاتا ہے کہ ہم ملائک کا ایسا نزول نہیں مانتے جس سے آسمان خالی ہو جائیں بلکہ قدرت قادر سے ایک وجود ان کا آسمان میں بنا رہتا ہے اور ایک وجود خلق جدید کی طرح زمین میں ظاہر ہوتا ہے انسان کی شکل پر یا کسی اور کی شکل پر سواں بنا پر آپ کو بہت سے اکابر علماء کو کافر بنا نا پڑے گا اور یہی مذہب مدارج النبوت میں شیخ عبدالحق صاحب دہلوی نے بیان کیا ہے اور آسمانوں کے خالی ہونے کا آپ لوگوں کے پاس کوئی ثبوت نہیں صرف افغانی تحکم ہے اور بڑے بڑے مفاسد اس سے پیش آتے ہیں اور بہت سی حدیثوں اور آیتوں سے انکار کرنا پڑتا ہے۔ پس یہ کیوں نہ کہیں کہ وہ بطور خارق عادت زمین پر بھی نازل ہو جاتے ہیں اور نزول بھی ہوتا ہے اور صعود بھی اور بایں ہمہ آسمان پر بھی موجود رہتے ہیں واللہ علی کل شیء قدير اور اگر یہ اعتراض ہے کہ نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور وہ کلمہ کفر ہے تو بجز اس کے کیا کہیں کہ لعنت اللہ علی الکاذبین المفتین۔ اور اگر یہ اعتراض ہے کہ کسی نبی کی توہین کی ہے اور وہ کلمہ کفر ہے تو اس کا جواب بھی یہی ہے کہ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ اور ہم سب نبیوں پر ایمان لاتے ہیں اور تعظیم سے دیکھتے ہیں بعض عبارات جو اپنے محل پر چسپاں ہیں وہ بہ نیت توہین نہیں بلکہ بتائید تو حید ہیں وانما الاعمال بالنیات۔ اور تمہارے جیسے عقل والوں نے صاحب تقویت الایمان کو بھی اسی خیال سے کافر کہا تھا کہ بعض کلمات ان کو اس کتاب میں ایسے معلوم ہوئے کہ گویا وہ انبیاء کی توہین کرتا ہے اور چوروں چماروں کو ان کے برابر جانتا ہے۔ ہماری طرح ان کا بھی یہی جواب تھا کہ انما الاعمال بالنیات۔ یہی بخاری کی پہلی حدیث ہے اگر یہی آپ لوگوں کو یاد نہ رہی تو کیا یاد ہوگا اور اگر وجہ کفر یہ سمجھی گئی ہے کہ ہم نے نجوم کو عالم ارضی میں باذنہ تعالیٰ مؤثر سمجھا ہے تو حیف ہے آپ کے ایسے خیال پر۔ ہم ہر ایک چیز کی خاصیت کے قابل ہیں یہاں تک کہ کبھی کے بھی لیکن باذن اللہ تعالیٰ اور بغیر اس کے اذن کے ہم کسی چیز کو کچھ چیز نہیں سمجھتے اور تاثیر نجوم کا شاہ ولی اللہ صاحب کو بھی اقرار ہے۔ دیکھو حجۃ اللہ البالغہ اور فیوض الحرمین پھر تعجب کہ اب تک ان کو کیوں کافر نہیں ٹھہرایا گیا۔ درحقیقت افغان بڑے ہی بہادر ہوتے ہیں خدا تعالیٰ کے ساتھ بھی لڑنے سے نہیں ڈرتے۔ عجب بات ہے کہ خدا تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ جو اسلام علیکم کہے اس کو کافر مت سمجھو اور پھر افغان ان لوگوں کو کافر ٹھہرا رہے ہیں جو دن رات اسلام کے لئے جان دینے کو تیار ہیں۔ خیر مرنے کے بعد یہ سب فیصلے ہو جائیں گے۔ خدا تعالیٰ ہمارے دلوں کو دیکھ رہا ہے بجز اس کے کیا کہیں کہ ہم وہ لوگ ہیں جن کا مقولہ ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ امنا باللہ و ملتکنہ و رسلہ و کتبہ و الجنة و النار و البعث بعد الموت و آثرنا القرآن کتابا و محمدًا صلی اللہ علیہ وسلم نبیًا و لا ندعی النبوة

و لا ندعی نسخ القرآن بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم و نشہد انه خاتم النبیین و خیر المرسلین و شفیع المذنبین و نشہد ان الحق کلہ فی القرآن و حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم و کل بدعة فی النار و انا مسلمون و اللہ یعلم ما فی قلوبنا علیہ توکلنا و الیہ انیب۔ و الحمد للہ اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً ربنا و رب العالمین۔

## تمتہ متعلقہ اثر مباہلہ میاں عبدالحق غزنوی

امرت سری

اس وقت مناسب معلوم ہوا کہ عبدالحق غزنوی کے اشتہار اثر مباہلہ کے بعض اقوال کا بطور  
قال و اقول جواب دیا جاوے۔ قولہ کیوں مرزا جی مباہلہ کی لعنت اچھی طرح پر پڑ گئی یا کچھ فرق ہے منہ  
کالا ہوا یا کچھ فرق ہے الخ اقول۔ اے حضرت اب تو ہم نے اپنے اشتہار میں بہت ہی صفائی سے اور  
کھول کر لکھ دیا کہ لعنت کس پر پڑی اور منہ کس کا کالا ہوا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ جھوٹے پر ہی ہمیشہ لعنت ہوتی  
ہے۔ اب آنکھ کھول کر دیکھیں کہ جھوٹا کون ہے؟ آپ کا اب تک خیال ہے کہ عیسائی فتح یاب ہوئے  
لیکن ہم ثابت کر چکے ہیں کہ فتح اسلام کی رہی۔ اس قدر تو آپ نے پچشم خود دیکھ لیا کہ ہمارے مخالف  
عیسائیوں کا جو فریق شریک بحث تھا یعنی معاون تھا یا مشورہ میں داخل تھا یا سرگروہ تھا ان پر طرح طرح  
کے وبال آئے وہ سب اس جنگ مقدس میں اپنی اپنی سزا کو پہنچے بعض اس جنگ میں مارے گئے بعض  
زخمی ہوئے اور بعض ہزار لعنت کے رسہ میں گرفتار ہوئے اور بعض بھاگ کر اسلامی عظمت کے  
جھنڈے میں پناہ گزین ہو گئے یہ سب کچھ پندرہ مہینہ میں ہی ہوا یہ وہ لوگ ہیں جو عیسائیوں کے  
تحریری اور تقریری اقرار سے فریق مخالف میں داخل ہیں اور جو لوگ ان میں سے مر گئے یا مر مر کے  
بچے یا ہزار لعنت کے رسہ میں گرفتار ہوئے یہ سب وہی ہیں جنہوں نے آتھم صاحب کو اپنے گروہ میں  
سے بحث کے لئے منتخب کیا تھا اور اس کے معاون اور فریق کے لفظ میں داخل تھے اور اگر یہ خیال ہے  
کہ اگر چہ اور معاون کا ر اور حامی بحث موت اور دکھ اور ذلت میں مبتلا ہوئے مگر آتھم صاحب کیوں

نہ مرے۔ تو اس کا یہی جواب ہے کہ الہامی شرط کی وجہ سے اس کی موت میں تاخیر ہوگئی اس کے دل نے عظمت اسلام کو اس خوف کے وقت میں قبول کر لیا۔ اس لئے الہامی شرط سے فائدہ لینا ان کا حق ہو گیا کیا کسی عبارت میں یہ لکھا ہے کہ الہامی شرط منسوخ ہوگئی یا وہ قابل اعتبار نہ رہی۔ جب ایک مرتبہ شرط قائم ہو چکی تو اس کا عام عبارتوں میں لحاظ نہ رکھنا ایک گدھے کا کام ہے نہ انسان کا۔ ہم نے حق کی طرف رجوع دلانے کے لئے اور حق کی فتح ظاہر کرنے کی غرض سے اور پوشیدہ حقیقت کو کھولنے کے ارادہ سے ایک نہایت صاف بات کہہ دی کہ اگر آتھم صاحب نے ان خوف کے دنوں میں عظمت اسلام کو قبول نہیں کیا اور ہمارا یہ کہنا جھوٹ ہے کہ قبول کر لیا ہے تو وہ ہم سے دو ہزار روپیہ بلکہ تین ہزار روپیہ لیں اور یہی اقرار کر دیں کہ میں ان خوف کے دنوں میں عیسیٰ کو خدا جاننے میں پکارا ہا اور عظمت اسلام کو قبول نہ کیا اور نہ اسلامی پیشگوئی کو ایک دن بھی سچا سمجھا لیکن اگر اقرار نہ کریں یا اقرار کے بعد مدت مقررہ میں اس دنیا سے گزر جائیں تو ہماری کامل فتح ہے۔

﴿۳۶﴾

☆ اگر اس جگہ کوئی نادان عیسائی سوال کرے کہ اب یہ مباحثہ درست نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ اب کی دفعہ مسٹر عبد اللہ آتھم اتفاقی طور پر مر ہی جائے تو اس کے جواب میں ہم اس سے پوچھتے ہیں کہ مارنے والا کون ہوگا کیا ان کا خداوند مسیح یا کوئی اور یا خود بخود بغیر کسی کے مارنے کے مر جائے گا پس اگر درحقیقت ان کے مصنوعی خداوند مسیح کے ہاتھ میں ہی موت اور حیات ہے تو وہ ایسا کیوں کرنے لگا کہ عبد اللہ آتھم کو مار کر اپنے تمام پرستاروں کا جھوٹا ہونا ثابت کرے کیا وہ جو اپنے اختیار اور اقتدار سے مردوں کو زندہ کرتا تھا اور بقول تمہارے زمین و آسمان کا خالق ہے۔ وہ ایک اور برس مسٹر عبد اللہ آتھم کو زندہ نہیں رکھ سکتا۔ بہتیرے سو سو برس زندہ رہتے ہیں مگر عبد اللہ آتھم کے جیسا کہ نور افشاں میں لکھا گیا ہے صرف اب تک ۶۴ برس کی عمر ہے جو میری عمر سے صرف چھ سات برس ہی زیادہ ہے۔ ہاں اگر مسیح کی قدرت پر اب بھروسہ نہیں رہا اور پہلے بھروسہ تھا اور یا اب وہ مر گیا ہے اور پہلے زندہ تھا تو اس کا صاف اقرار کرنا چاہیے تاہم سال کی مدت میں کچھ تخفیف کر دیں کیا اشتہار میں نہیں لکھا کہ مسٹر آتھم خداوند مسیح کے فضل اور قدرت سے بچ گیا تو اب عین موقع پر جو جھوٹے اور سچے کے لئے آخری فیصلہ ہے وہ خداوند مسیح کیوں فضل نہیں کرے گا اور اب اس کی قدرت اور فضل کو کون چھین لے جائے گا۔ اور جس حالت میں ہم اپنے سچے اور کامل خدا پر توکل کر کے کہتے ہیں کہ ہم بغیر الہی کام پورا کرنے کے مر ہی نہیں سکتے اور اگرچہ عمر ساٹھ تک پہنچ گئی لیکن ہم اس

آپ خوب غور کر کے دیکھو کہ مہابلہ کی لعنت کس پر پڑی منہ کالا کس کا ہوا آپ کا یا کسی اور کا۔ اور اگر یہ کہو کہ اگرچہ آتھم صاحب کے باقی فریق پر موت، ذلت دکھ نازل ہو گئے مگر آتھم کی نسبت ابھی پورا فیصلہ نہیں ہوا تو خیر اسی قدر بالفعل مان لو کہ لعنت کے چار حصوں میں سے تین حصے تو آپ پر پڑ گئے اور ایک حصہ ابھی کامل طور پر ظہور میں نہیں آیا آتھم اگرچہ پندرہ مہینہ تک ہم اور غم کے ہادیہ میں تو رہا مگر ابھی چونکہ پورا ہادیہ نہیں دیکھا اس لئے اس کے حساب میں سے صرف آدھی لعنت آپ پر پڑی لیکن غور سے دیکھو تو یہ بھی ساری ہی پڑ گئی کیونکہ اس فیصلہ کے بعد جو اول ہم نے ایک ہزار روپیہ اور پھر دو ہزار بلا توقف دینا قبول کیا مگر آتھم صاحب نے اس طرف رخ نہ کیا تو صاف طور پر کھل گیا کہ آتھم صاحب اپنے بیان میں جھوٹے ہیں اور ظاہر ہو گیا کہ درحقیقت آتھم صاحب نے خوف کے دنوں میں درپردہ اسلام کی طرف رجوع کیا تھا پس اس سے تمام تر صفائی ثابت ہے کہ ہماری فتح ہوئی اور دین اسلام غالب رہا پھر بھی اگر کوئی عیسائیوں کی فتح کا گیت گاتا رہے تو اسے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ آتھم کو قسم کھانے پر مستعد کرے اور ہم سے تین ہزار روپیہ دلاوے اور میعاد گزرنے کے بعد ہم کو بے شک لعنتی منہ کالا دجال کہے۔ اگر ہم نے اس میں افترا کیا ہے تو بے شک ہمارے آگے آجائے گا اور ہماری ذلت ظاہر ہوگی لیکن اے میاں عبدالحق اگر اس تقریر کو سن کر چپ ہو جاؤ تو بتلا کہ سچی لعنت کس پر پڑی اور واقعی طور پر منہ کس کا کالا ہوا اور یہ بھی یاد رکھو کہ ہمیں ان کے لئے جو عیسائیوں کو غالب قرار دیتے ہیں اور اس پیشگوئی کو جھوٹی سمجھتے ہیں دل کی آہ سے یہ کہنا پڑا کہ اگر وہ ولد الحرام نہیں ہیں اور حلال زادہ ہیں تو اس مضمون کو پڑھتے ہی اس فیصلہ کیلئے اٹھ کھڑے ہوں پس اگر ان کے کہنے سے آتھم نے قسم کھالی اور میعاد مقررہ تک بچ گیا تو بے شک ہمارا ہی منہ کالا ہوا اور ہم ہی لعنتی ٹھہرے اور سارے

بقیہ حاشیہ: کے فضل سے جین گئے جب تک دینی خدمت کا کام پورا نہ کر لیں تو پھر اگر عبداللہ آتھم موت سے ڈر کر قسم کھانے سے گریز کرے تو صاف طور پر ثابت ہوگا کہ اس کو اس مصنوعی خدا پر ایمان نہیں جس کے فضل کا ذکر اشتہار میں کیا ہے مرنے کا قانون قدرت ہر ایک کے لئے مساوی ہے جیسا آتھم صاحب اس کے نیچے ہیں ہم بھی اس سے باہر نہیں اور جیسا کہ اس عالم کون و فساد کے اسباب ان کی زندگی پر اثر کر رہے ہیں ویسا ہی ہماری زندگی پر بھی مؤثر ہیں اور ہم حلفاً کہتے ہیں اور زور سے کہتے ہیں کہ اگر آتھم صاحب قسم کھالیں تو ہمارا سچا خدا ایک سال تک ان کو موت دے گا اور ہمیں موت سے بچائے گا اگر اس مصنوعی خدا پر بھروسہ ہے جو مریم کے پیٹ سے نکلا تو سب مل کر اس سے دعا کرو تا اس مہابلہ کے بعد مسٹر آتھم صاحب ایک سال تک جیتے رہیں اور اگر قسم کھانے سے انہوں نے اعراض کیا تو ہماری فتح یابی پر مہر لگا دیں گے زیادہ کیا لکھیں۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔ منہ

﴿۳۸﴾

الہام ہمارے جھوٹے ہوئے لیکن اگر اس نے قسم کھانے سے گریز کی تو بتلاؤ آپ کا منہ پورے طور پر کالا ہوگا یا نہیں اگرچہ باقی فریق کے لحاظ سے تین حصے آپ کے منہ کے تو ابھی کالے ہو چکے لیکن اب یہ تھوڑا سا ٹکڑہ منہ کا بھی ضرور کالا ہوگا۔ دیکھو ہم نے بلا توقف دو ہزار تک دینا کیا اس سے زیادہ ہم کیا کریں اب ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے مخالفوں میں سے کون بلا توقف اس فیصلہ کے لئے سعی کرتا ہے اور کون ولد الحرام بننے پر راضی ہوتا ہے۔ افسوس کہ ان لوگوں کو یہ بھی خیال نہ آیا کہ اگر خدا تعالیٰ نے ہمارا منہ کالا کرنا تھا تو کیا یہی طریق تھا کہ ایسی بحث میں منہ کالا کیا جاتا جو ہمارے ذاتی دعاوی سے کچھ بھی تعلق نہیں رکھتی تھی بلکہ صرف یہ بحث تھی کہ اسلام سچا ہے یا عیسائیت۔ اور قرآن کریم اور آنحضرت صلعم حق پر ہیں یا عیسائیوں کی تعلیم اور عیسیٰ کو خدا بنانا۔ افسوس کہ ان لوگوں کو یہ بھی خیال نہ آیا کہ ایسا مغلوب ہونے میں تو دین کی سبکی ہوتی ہے اور امور بحث طلب کی طرف خیال جا کر خود اسلام پر بھاری زد ہوتی ہے۔ مگر انہوں نے میرے بچل سے اسلام کی بھی پرواہ نہ رکھی۔ اب آپ لوگ سمجھ جائیں گے کہ یہ لعنت کس پر پڑی بلاشبہ آپ پر پڑی اے میاں عبدالحق۔ اس کے سوا اور لعنتیں بھی جو ہم ذکر کر چکے ہیں کچھ تھوڑی نہیں سچ تو یہ ہے کہ آپ کا منہ تو ایک مرتبہ نہیں بلکہ کئی مرتبہ کالا ہو چکا۔ جب پندرہ مہینہ کے اندر سرگروہ فریق مباحث کا مراتب منہ کالا ہوا پھر طامس ہاول کی جانکاہ بیماری سے لعنت کی سیاہی آپ کے منہ پر پھر گئی۔ پھر خسوف کسوف نے منہ پر تھوکا پھر عبداللہ پادری کی جانکاہ بیماری سے تہ بتہ سیاہی جمی۔ پھر ہزار لعنت کی ذلت سے جس میں تمام پادری اور سب مکفر شریک تھے۔ یہ رو سیاہی کمال کو پہنچ گئی آتھم نے بھی منہ کالا کیا اور آئندہ بھی کرے گا اور مہالہ کے بعد میاں عبدالحق پر کیا برکات نازل ہوئے اس کا تو کوئی بھی ثبوت نہ دیا ہاں میاں عبدالحق نے نزول برکات کے ثبوت میں یہ تو خوب ہی سنائی کہ حقیقی بھائی فوت ہوا اور اس کی رائڈ عورت کو نکاح میں لایا گیا یہ برکات ہیں اور یہ مہالہ کا اثر جائے شرم۔ سوچنے والے سوچ لیں اور اگر دینی معارف سے اس عرصہ میں کچھ حصہ ملا تھا تو کیوں کرامات الصادقین کا جواب نہ لکھا اور کیوں ہزار لعنت کو اپنے پر وارد ہونے دیا۔ دنیوی برکات بھی وہ ہوتی ہیں جن کی دنیا میں کم نظیر ملے نہ یہ کہ رائڈ اور عمر فرسودہ عورت کو فریب سے گھر میں ڈالا جائے اور پھر یہ کہہ دیں کہ برکات نازل ہو گئیں۔ بھائی کا مرنا بے حساب گیا اور بیوہ کو پیش کر دیا۔ اگر حقیقی برکات کو دیکھنا ہو تو اس جگہ آ کر دیکھ لو دیکھو کیونکر خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایک اُمی کی عربی دانی میں زبان کھولی اور قرآنی نکات اس کی زبان پر جاری کئے اور وہ بلاغت اور فصاحت عنایت کی جس سے

تمہارا اور تمہارے جیسے مخالفوں کا منہ کالا ہو گیا اور وہ مقابلہ سے عاجز آ گئے۔

خدا تعالیٰ نے ہزاروں آدمیوں کو اس طرف رجوع دے دیا چنانچہ وہ لوگ ہزار ہا روپیہ کے ساتھ مدد کرتے ہیں اگر پچاس ہزار روپیہ کی بھی ضرورت ہو تو بلا توقف حاضر ہو جائیں مالوں اور جانوں کو فدا کر رہے ہیں صد ہا لوگ آتے جاتے اور ایک جماعت کثیر جمع رہتی ہے چنانچہ بعض وقت سو سے زیادہ آدمی اور بعض اوقات دو دو سو جمع ہوتے ہیں۔

یہ تائیدات الہی ہیں۔ یا یہ کہ حقیقی بھائی مرا اور اس کی بے چاری بیوہ عورت کو اپنی طرف گھسیٹ لیا اور باکرہ کے ملنے سے ساری عمر ہی نامراد رہے واہ ری برکات اور واہ ری شرم اور ابھی اس بیوہ سے اولاد ہوئی نہیں پہلے سے دعویٰ ہے کہ ضرور ہوگی۔ پھر ابھی سے اس خیالی پلاؤ کو مبالغہ کا اثر بھی سمجھ لیا ہے واہ رے شیخ چلی کے بڑے بھائی۔ ہاں یہ واجب ہے کہ اولاد کے لئے دن رات ہمت کرتے رہو پھر اگر کوئی مردہ لڑکی ہی پیدا ہو تو بے شک کہہ دینا کہ مبالغہ کا اثر ہے افغانی جگہ میں یہ بات سنی جائے گی۔

باقی اعتراضات کا جواب یہ ہے کہ لڑکے کی پیش گوئی کی نسبت خدا تعالیٰ نے دولڑکے عطا کئے جن میں سے ایک قریباً سات برس کا ہے لیکن اگر ہم نے کوئی الہام سنایا تھا کہ پہلی دفعہ ضرور لڑکا ہی پیدا ہوگا تو وہ الہام پیش کرنا چاہیے ورنہ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ یہ سچ ہے کہ ۱۸/۸ اپریل ۱۸۹۴ء ہم نے اطلاع دی تھی کہ ایک لڑکا ہونے والا ہے سو پیدا ہو گیا ہم نے اس لڑکے کا نام مولود موعود نہیں رکھا تھا صرف لڑکے کے بارہ میں پیشگوئی تھی اور اگر ہم نے کسی الہام میں اس کا نام مولود موعود رکھا تھا تو تم پر کھانا حرام ہے جب تک وہ الہام پیش نہ کرو ورنہ لعنت اللہ علی الکاذبین۔

اور یہ کہنا کہ احمد بیگ کے داماد کی میعاد گزر گئی ہے یہ بھی حتم اور جہالت ہے

نوٹ: اولاد کے بارے میں میاں عبدالحق نے کوئی الہام تو پیش نہ کیا صرف طول امل ہے لیکن ہم کو اس بارہ میں بھی الہام ہوا اور اللہ جل شانہ نے بشارت دی اور فرمایا کہ انا نبشرك بغلام یعنی تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں۔ منہ



قرآن کریم کا علم تم لوگوں میں نہیں رہا اس لئے بے ہودہ اعتراض تمہارا شیوہ ہو گیا ذرا شرم کرنی چاہئے جس حالت میں خود احمد بیگ اسی پیشگوئی کے مطابق میعاد کے اندر فوت ہو گیا اور وہ پیشگوئی کے اول نمبر پر تھا تو پھر کیوں اس پیشگوئی کے نفس مفہوم میں شک کیا جاتا ہے جس حالت میں بعض حصے پیشگوئی کے میعاد کے اندر پورے ہو گئے جس سے کسی کو انکار نہیں پھر اگر فرض بھی کر لیں کہ اس کے داماد کی موت میعاد گذرنے کے بعد ہو تو یہ سنت اللہ کی مخالفت کی وجہ سے ہوگا جو خدا تعالیٰ کی کتابوں میں پائی جاتی ہے اور سنت اللہ یہ ہے کہ عذاب کے متعلق جو پیشگوئیاں ہوں ان کی تاریخ اور میعاد تقدیر مبرم نہیں ہوتی بلکہ وہ میعاد ایسی توبہ اور استغفار سے بھی ٹل سکتی ہے جس پر انسان بعد میں قائم نہ رہ سکے اور ہم نے سلطان محمد کے بارے میں اس کی موت کی وجہ تاخیر علیحدہ اشتہار میں ایسے طور سے ثابت کر دی ہے جس کے قبول کرنے سے کسی ایماندار کو عذر نہیں ہوگا۔ اور بے ایمان جو چاہے سو کہے یاد رکھنا چاہیے کہ پیشگوئی اپنی تمام عظمتوں کے ساتھ پوری ہوئی جس سے کوئی دانشمند انکار نہیں کر سکتا۔ غرض یہ تمام اعتراضات

بے دینی اور حماقت کی وجہ سے ہیں۔ اعتراض وہ ہے جو ربانی کتابوں

کے موافق اعتراض ہونہ ایسا اعتراض جس کے نیچے تمام نبی اور

رسول آجائیں ایسے اعتراض کرنا بے ایمانوں اور

لعنتیوں کا کام ہے۔ اب اس تمام بیان

سے میاں محی الدین کے الہامات کی

بھی حقیقت کھل گئی۔ فقط

والسلام علی من اتبع الهدی

## عوام الناس کے بعض اعتراضوں کا جواب اور میاں عبدالحق غزنوی کے لئے ایک ہدیہ

پہلا اعتراض۔ اگر آہم نے حق کی طرف رجوع کیا تھا تو اس کے آثار کیوں اس میں ظاہر نہیں؟  
جواب: درحقیقت یہ رجوع فرعون کی رجوع کے موافق تھا نہ حقیقی رجوع کے موافق۔ فرعون

جب رجوع کرتا تھا تو عذاب دور کیا جاتا تھا اور یہی عادت اللہ ہے اور اس عادت اللہ کی تصدیق میں

یہ آیت بھی گواہ ہے رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ<sup>۱</sup> یعنی اے رب ہم سے عذاب

کھول دے کہ ہم ایمان لائے اور پھر اس کے جواب میں فرماتا ہے إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيلًا

إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيلًا<sup>۲</sup> سورہ دخان یعنی ہم تھوڑی مدت تک عذاب کھول دیتے ہیں اور پھر تم عود کرو

گے اور کافر بن جاؤ گے۔ یہ آیت اس بات پر صریح نص ہے کہ خدا تعالیٰ ایک شخص کی تضرع کو قبول

کر کے عذاب ٹال دیتا ہے اور جانتا ہے کہ پھر یہ کفر اور فسق کی طرف رجوع کرے گا اور تضرع یا

استغفار سے عذاب ٹالنا قدیم عادت اللہ ہے اس سے کون انکار کر سکتا ہے بجز ایسے شخص کے جو کمال

تعصب سے اندھا ہو گیا ہو۔ ماسوا اس کے یہ مسلم اور مشہود امر ہے کہ جب بیعت الہی اپنا جلوہ دکھاتی

ہے تو اس وقت فاسق انسان کی اور صورت ہوتی ہے اور جب بیعت کا وقت نکل جاتا ہے تو پھر اپنی

شقاوت فطرتی سے اصلی صورت کی طرف عود کرتا ہے۔ ایسے لوگ بہتیرے تم نے دیکھے ہوں گے کہ

جب ان پر کوئی مقدمہ دائر ہو جس سے سخت قید یا پھانسی یا سزائے موت کا خطرہ ہو گو یہ بھی گمان ہو کہ

شاید رہا ہو جائیں تو وہ ایسی بیعت کو مشاہدہ کر کے اپنی فاسقانہ چال چلن کو بدلا لیتے ہیں نماز پڑھتے

ہیں اور توبہ کرتے اور لمبی لمبی دعائیں کرتے ہیں اور پھر جب ان کی اس تضرع کی حالت پر خدا تعالیٰ

رحم کر کے ان کو اس بلا سے خلاصی دیتا ہے تو فی الفور ان کے دل میں یہ خیال گذرتا ہے کہ یہ رہائی

خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اتفاقی امر ہے تب وہ اپنے فسق میں پہلے سے بھی بدتر ہو جاتے ہیں

اور چند روز میں ہی اپنی پہلی عادات کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اس کی اور بھی مثالیں ہیں مگر اس

جگہ کلام الہی کافی ہے۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنبِهِ أَوْ قَاعِدًا  
 أَوْ قَائِمًا فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ غُصْرَهُ مَرَّ كَأَن لَّمْ يَدْعُنَا إِلَىٰ ضُرِّ مَسَّهُ كَذَلِكَ زُيِّنَ  
 لِلْمُسْرِفِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ<sup>۱</sup>۔ سورۃ یونس یعنی جب انسان کو کوئی دکھ پہنچتا ہے تو ہماری جناب  
 میں دعائیں کرنے لگتا ہے کروٹ کی حالت میں اور بیٹھ کر اور کھڑے ہو کر اور جب ہم اس دکھ کو اس سے  
 دفع کر دیتے ہیں تو ایسا چلا جاتا ہے کہ گویا نہ کبھی اس کو دکھ پہنچا اور نہ کبھی دعا کی۔ پھر ایک دوسرے مقام  
 میں فرماتا ہے حَتَّىٰ إِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلِكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيحٍ طَيِّبَةٍ وَفَرِحُوا بِهَا  
 جَاءَتْهُمْ رَائِحَةٌ غَائِيبَةٌ وَجَاءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ أُحِيطَ بِهِمْ  
 دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ لَئِنِ أُنجَيْتَنَا مِنْ هَذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ فَلَمَّا  
 أَنْجَاهُمْ إِذَا هُمْ يَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ<sup>۲</sup>۔ سورۃ یونس۔ یعنی جب تم کشتی میں ہوتے ہو  
 اور کشتی کے سواروں کو ایک خوش ہوا کے ساتھ لے کر کشتیاں چلتی ہیں اور وہ ان کشتیوں کے چلنے سے بہت  
 خوش ہوتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک تند ہوا چلنی شروع ہوتی ہے اور ہر طرف سے ان پر موج آتی ہے اور  
 ظن غالب یہ ہو جاتا ہے کہ بس اب ہم گھیرے گئے یعنی مارے گئے تب اس وقت اخلاص سے خدا تعالیٰ  
 کو یاد کرتے ہیں کہ اے خدائے قادر اگر اب ہمیں نجات دے تو ہم شکر گزار ہوں گے۔ پھر جب خدا تعالیٰ  
 ان کو نجات دیتا ہے تو پھر اسی ظلم اور فساد کی طرف رجوع کرتے ہیں جس پر پہلے جتھے ہوئے تھے۔

اعتراض دوم۔ آتھم صاحب پندرہ مہینہ میں نہیں مرے اس سے ثابت ہوا کہ میرزا غلام  
 احمد قادیانی نے خدا پر جھوٹ باندھا۔ الجواب۔ کیا نعوذ باللہ یونس نبی نے بھی خدا پر جھوٹ باندھا تھا کہ اس  
 کا وعدہ مقررہ ٹل گیا بلکہ اس وعدہ میں جو ہمارے الہام میں تھا صریح شرط تھی یعنی یہ کہ بشرطیکہ حق کی طرف  
 رجوع نہ کرے لیکن یونس کے وعدہ عذاب میں کوئی بھی شرط نہیں تھی بلکہ بغیر کسی شرط کے صرف یہ الفاظ تھے  
 کہ چالیس دن تک اس قوم پر عذاب نازل ہوگا اور خدا تعالیٰ نے حضرت یونس کے ابتلا کے لئے اس شرط ایمان  
 کو مخفی رکھ لیا تھا جس کی وجہ سے حضرت یونس پر وہ ابتلا آیا جو قرآن اور احادیث میں درج ہے۔ اگر اس شرط  
 پر حضرت یونس کو علم ہوتا تو وہ اس شرط کی تجسس کرتے۔ اور خدا تعالیٰ نے بھی ان کو بذریعہ الہام مطلع نہیں کیا  
 کیونکہ ابتلا منظور تھا۔ تب وہ اس ملک سے بھاگ گئے اور سمجھا کہ کفار تکذیب کریں گے اور ٹھٹھا کریں  
 گے۔ اس قصہ سے علماء کبار نے بہت کچھ استنباط کیا ہے۔ چنانچہ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اپنی کتاب

فتوح الغیب میں لکھتے ہیں کہ کبھی مردان خدا کو جو اس کے خاص بندے ہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک وعدہ ملتا ہے اور اس کا ایفا نہیں ہوتا۔ اور یہی بحث فیوض الحرمین میں شاہ ولی اللہ صاحب نے کی ہے اور نظیر کے طور پر انبیاء کے بعض واقعات لکھے ہیں۔ آخر تصفیہ یوں کیا ہے کہ خدا تعالیٰ پر فرض نہیں کہ تمام شرائط اپنے وحی اور الہام کے شخص ملہم پر کھول دے بلکہ جہاں کوئی ابتلا منظور ہوتا ہے بعض شرائط کو مخفی رکھ لیتا ہے جس طرح حضرت یونس کے قصہ میں رکھا۔ اس میں کیا شک ہے کہ حضرت یونس کی پیشگوئی ایک معرکہ کی پیشگوئی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے ایمان کی شرط کو حضرت یونس پر ظاہر نہ کیا جس سے ان کو بڑا ابتلا پیش آیا۔ اور اس ابتلا سے حضرت مسیح بھی باہر نہ رہے کیونکہ جس پیشگوئی سابقہ پر ان کی صحت نبوت کا مدار تھا وہ پیشگوئی اپنی ظاہری صورت کے ساتھ پوری نہ ہوئی۔ یعنی ایلیا نبی کا دوبارہ دنیا میں آنا۔ اور آخر حضرت مسیح نے تاویلات سے کام لیا مگر تاویلات میں نہایت مشکل یہ امر تھا کہ وہ تاویلات علماء یہود کی اجماع سے بالکل برخلاف تھیں اور ایک بھی ان کے ساتھ متفق نہیں تھا۔ حضرت مسیح نے کہا تھا کہ ایلیا سے مراد یحییٰ ہے اور ایلیا کے صفات یحییٰ میں آئے ہیں گویا ایلیا ہی نازل ہو گیا۔ مگر یہ تاویل نہایت سختی سے رد کی گئی اور حضرت مسیح کو نعوذ باللہ ملحد قرار دیا گیا کہ پہلی کتابوں اور نصوص صریحہ کے لئے معنی کرتا ہے۔ اسلئے ایک عیسائی یا ایک مسلمان کیلئے ادب سے دور ہے کہ اگر کسی پیشگوئی کو اپنی صورت پر پوری ہوتی نہ دیکھے تو فی الفور ملہم کو کاذب کہہ دے حضرت مسیح کی بعض پیشگوئیاں اپنے وقت پر بھی پوری نہیں ہوئیں یعنی وقت کوئی بتلایا گیا اور ظہور ان کا کسی اور وقت میں ہوا۔ جیسے دن سے مراد سال لیا گیا۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ بعض وقت دن یا ہفتہ یا مہینہ سے خدا تعالیٰ کے نزدیک ایک متناسب حصہ زمانہ کا مراد ہوتا ہے جس کے تمام اجزاء متشابہ اور یکساں ہوتے ہیں پھر جب دوسرا زمانہ آتا ہے۔ جو پہلے زمانہ سے امتیاز اور اختلاف رکھتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ وہ دوسرا دن یا دوسرا ہفتہ یا دوسرا مہینہ ہے مثلاً جیسا کہ دن سے مراد وہ وقت محدود ہے جو دو تغیرات کے بیچ میں ہے یعنی آفتاب کا طلوع اور آفتاب کا غروب۔ ویسا ہی روحانی طور پر اس محدود وقت کا نام دن ہوگا جو دو روحانی تغیرات کے اندر واقع ہے جیسا کہ بدر کی فتح کے لئے ایک دن کا وعدہ دیا گیا اور لکھا گیا کہ صرف ایک دن کی میعاد ہے پھر فتح ہوگی۔ حالانکہ اس دن سے مراد برس تھا اور دن سے مناسبت یہ تھی کہ یہ فتح بھی دو تغیروں کے اندر تھی ایک یہ تغیر عظیم کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

﴿۴۴﴾

اپنے آبائی شہر سے ہجرت کے طور پر نکلے اور اس آفتاب صداقت نے مدینہ کی طرف رجوع کیا دوسرے یہ کہ اس آفتاب کا مدینہ منورہ پر طلوع کرنا مکیوں کے لئے غروب کے حکم میں ہو گیا۔ سو طلوع بھی متحقق ہو گیا اور غروب بھی۔ جیسا کہ امریکہ میں آفتاب کا طلوع کرنا ہمارے لئے غروب کے حکم میں ہے پس جب وہ آفتاب مکہ سے چھپ گیا اور وہ عاشق الہی ان کو چوں سے نکل گیا تو پھر مکہ میں کیا تھا ایک اندھیری رات تھی نہ وہ انوار رہے نہ وہ برکات رہے۔ پہلے تو مکہ کو ملائکہ کی صفوف نے گھیرا ہوا تھا اور پھر شیاطین کی جماعتوں نے گھیر لیا نور جاتا رہا اور ظلمت آگئی۔ اسی کی طرف اشارہ تھا کہ **مَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ**۔<sup>۱</sup> یعنی خدا ایسا نہیں کہ مکہ والوں پر عذاب نازل کرے اور تو ان میں ہو۔ کیونکہ وہ آفتاب تھا اور یہ غیر ممکن ہے کہ آفتاب کے ہوتے عذاب کی ظلمت نازل ہو۔ غرض جب اس آفتاب نے مدینہ میں طلوع کیا تو مدینہ والوں کے لئے دن چڑھ گیا اور مکہ میں علامات غروب پیدا ہوئے اور وہ دو تغیر عظیم ظہور میں آگئے جن میں دن محدود ہوتا ہے۔ لیکن جب مؤکد اور مکڑ رطور پر کسی دن یا تاریخ کا وعدہ ہو جائے تو اس سے انسانی دن اور تاریخیں قطعاً اور یقیناً مراد ہوتی ہیں۔ ورنہ کبھی ابتلا کے طور پر ربانی اصطلاحات درمیان میں آجاتی ہیں۔ مگر با ایں ہمہ نفس پیشگوئی میں فرق نہیں آتا۔ پیشگوئی کے بارے میں یہ کامل تحقیق ہے جس پر تمام انبیاء اور اولیاء کا اتفاق ہے۔ پھر ان لوگوں کے ایمان کا کیا حال ہے جو جلد زبان کو کھولتے ہیں اور حق کے کھلنے تک انتظار نہیں کرتے۔

لعنتوں کی قسمیں جن سے میاں عبدالحق غزنوی

بے خبر ہیں اور ان پر صاف پڑ رہی ہیں

(۱) پہلی لعنت:

یہ کہ عیسائیوں کے حامی بنے اور ایسی بحث میں جو اللہ اور رسول کی سچائی ثابت کرنے کے لئے تھی عیسائیوں کی مدد کی اور ان کے غالب ہونے کا اقرار کیا۔ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ یہ پادری ہی دجال ہیں۔ پھر جن لوگوں نے دجال کی ہاں کے ساتھ ہاں ملا دی۔ یہ وہی

یہودی ہیں جن کی نسبت صحیح مسلم میں حدیث ہے کہ وہ قریب ستر ہزار کے دجال کے ساتھ ہو جائیں گے۔ ساتھ ہونا یہی ہے کہ ان کی بات کا تصدیق کرنا اور حدیث میں اس بات کی تصریح ہے کہ وہ یہودی دراصل مسلمان ہوں گے لیکن یہودیوں کی طرح اپنی غلطیوں پر جمیں گے اور ظاہر پرست ہوں گے۔ اس لئے یہودی کہلائیں گے اور حدیثوں کو بنظر تنبیہ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ یہودی اس وقت دجال کے تابع ہوں گے جب ایک فتنہ ہوگا اور مسلمانوں کا عیسائیوں کے ساتھ کچھ مقابلہ آڑے گا۔ عیسائی اپنی شرارت سے کہیں گے کہ ہمیں فتح ہوئی اور مسلمان کہیں گے کہ ہمیں فتح ہوئی۔ مسلمانوں کے لئے آسمان گواہی دے گا اور آسمانی آواز آئے گی یعنی خدا کا الہام کہ الحق فی ال محمد اور عیسائیوں کے لئے شیطانی آواز آئے گی یعنی وہ لوگ مکر اور فریب سے جو ایک شیطانی طریق ہے لوگوں کو سخت دھوکا دیں گے گویا وہ شیطانی آواز ہوگی جس کا یہ مضمون ہوگا کہ الحق فی ال عیسیٰ یعنی عیسیٰ کے لوگوں کے ساتھ حق ہے۔ تب یہودی طبع کے لوگ شیطانی آواز کی طرف جھک جائیں گے اور ہاں میں ہاں ملا کر دجال کے تابع ہو جائیں گے۔ آخر خدا تعالیٰ فیصلہ کر دے گا اور اسلام کی حقیقت کے لئے نمایاں نشان ظاہر ہوں گے۔ تب بعض دجال کے تابع ذلت کے ساتھ رجوع کریں گے۔ یہ خلاصہ اشارات و عبارات احادیث ہے چاہیے کہ اس میں خوب غور کریں۔

(۲) دوسری لعنت:

یہ لعنت خسوف کسوف ہے۔ یہ بھی ہمارے مخالفوں کے ذلیل کرنے کے لئے کچھ تھوڑی نہیں بشرطیکہ کچھ شرم ہو۔ آسمانی گواہی خدا تعالیٰ کی گواہی ہے۔ حدیث کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ اس سے انکار کیا یہ لعنت ہے یا نہیں۔ اگر یہ لعنت نہیں تو کوئی نظیر بتلاؤ کہ کسی مدعی کے ساتھ کبھی خسوف کسوف ماہ رمضان میں جمع ہو جب سے دنیا کی بنیاد ڈالی گئی ہے۔

(۳) تیسری لعنت:

یہ لعنت ان کتابوں کے مقابلہ سے عاجز آنا ہے جن میں صاف ان لوگوں پر لعنتیں بھیجی گئی تھیں جو مکفر یا منکر دین ہو کر پھر مقابلہ نہ کر سکیں۔ درحقیقت یہ لعنت بھی کچھ تھوڑی نہیں بلکہ ایک ہزار لعنت ہے کہ اگر زنجیروں کی طرح ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ کر ان کی لمبائی دکھائی جاوے تو ایک بڑا رسہ بنتا ہے جو تمام مکفروں کے گلے میں ڈالنے کے لئے کافی ہوگا۔ پھر عجیب شرم ہے کہ اب تک کہتے ہیں کہ ہم پر کوئی لعنت نہیں پڑی۔ کیا عیسائیوں کی اس بحث

میں حمایت کرنا جو خالصاً اللہ اور رسول کے لئے تھی لعنت نہیں۔ کیا یہ ہزار لعنت کا لمبارسہ کچھ بھی چیز نہیں اور اس سے کچھ ذلت نہیں ہوئی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے مکلفوں کی بڑی کچی عزت ہے کہ مار پر مار پڑتی گئی مگر اس عزت میں فرق نہیں آتا۔

### (۴) چوتھی لعنت:

عیسائی فریق پر پیشگوئی کا پورا ہونا ہے جس کو ہم بیان کر چکے ہیں۔ یہ لعنت درحقیقت کئی لعنتوں سے مرکب ہے جس کی تفصیل کی حاجت نہیں۔

### (۵) پانچویں لعنت:

عنقریب پڑنے والی ہے۔ اور وہ یہ کہ اگر باوجود اس فتح نمایاں کے جو ہم کو بفضلہ تعالیٰ عیسائیوں کے فریق مباحث پر حاصل ہوئی یعنی کوئی ان میں سے مرا اور کوئی موت تک پہنچا اور کوئی ماتم دار بنا اور کسی پر ذلت کی لعنت پڑی اور کسی پر اتنا خوف پڑا کہ نہ زندوں میں رہا اور نہ مردوں میں۔ اب بھی اگر ہماری فتح کا یہ غزنوی لوگ اور دوسرے مکلف اقرار نہ کریں اور نہ آتھم کو اس بات پر آمادہ کریں کہ وہ قسم کھاوے اور دو ہزار روپیہ لیوے۔ اور ایک برس گزرنے کے بعد اس کا مالک بن جاوے تو بے شک ان پر خدا تعالیٰ کی لعنت ہے۔ اور یہ مسخ ہو گئے اور خنازیر سے جا ملے اور عمداً وہ پہلوا اختیار کیا جس میں اللہ و رسول کی اہانت ہے۔ اب ہم اس بارے میں زیادہ نہیں لکھیں گے اور اسی پر ختم کرتے ہیں۔ میاں عبدالحق کو اس جواب سے رنجیدہ نہیں ہونا چاہیے کہ ایں ہمان سنگ ست کہ برس من زدی۔ وافوض امری الی اللہ هو نعم المولیٰ و نعم النصیر۔

ایک فیصلہ کرنے والا اشتہار انعامی ہزار روپیہ میاں رشید احمد گنگوہی وغیرہ کی ایمانداری پر کھنے کے لئے جنہوں نے اس عاجز کی نسبت یہ اشتہار شائع کیا ہے کہ یہ شخص کافر اور دجال اور شیطان ہے اور اس پر لعنت اور سب و شتم کرتے رہنا ثواب کی بات ہے اور اس اشتہار کے وہ سب مکلف مخاطب ہیں جو کافر اور کفر کہنے سے باز نہیں آتے خواہ لدھیانوی ہیں یا امرتسری یا غزنوی یا بٹالوی یا گنگوہی یا پنجاب اور ہندوستان کے کسی اور مقام میں الا لعنة الله على الكافرين المسکفون الذین یکفرون المسلمین۔ اب ان سب پر واجب ہے کہ اپنے ہم جنس مولوی محمد حسن صاحب لدھیانوی کو قسم دلو اور ہزار روپیہ ہم سے لے لیں ورنہ یاد رکھیں کہ وہ سب باعث تکفیر مسلم اور انکار حق کے ابدی لعنت میں مبتلا ہو کر تمام شیاطین کے ساتھ جہنم میں پڑیں گے اور نیز یاد رہے کہ قسم اسی مضمون کی ہوگی جو اشتہار ہلذا میں درج ہے۔

اے علمائے مکفرین ان آثار اور اخبار کی نسبت کیا کہتے ☆ ہو جن کو امام عبدالوہاب شحرانی اور دوسرے اکابر متقدمین نے اپنی اپنی کتابوں میں مبسوط طور پر نقل کیا ہے۔ جن میں سے کچھ حصہ مولوی صدیق حسن خان بھوپالوی نے اپنی فارسی کتابوں حج الکرامہ وغیرہ میں بطور اختصار لکھا ہے کہ مہدی موعود کے چار نشان خاص ہیں جن میں اس کا غیر شریک نہیں۔

(۱) یہ کہ علماء اس کی تکفیر کریں گے اور اس کا نام کا فر اور دجال اور بے ایمان رکھیں گے اور تمام مل کر اس کی تکذیب کریں گے اور اس کی تحقیر اور سب و شتم کے لئے کمر باندھیں گے اور اس کی نسبت نہایت سخت کینہ پیدا کریں گے اور اس کو ملحد اور مرتد خیال کریں گے اور اس کی نسبت مشہور کریں گے کہ یہ تو اسلام کی بیخ کنی کر رہا ہے یہ مہدی کیسا ہے۔ اور لعنت اور کافر کا فر کہنے کو موجب ثواب اور اجر سمجھیں گے اور اس کو اس زمانہ کے مولوی ہرگز قبول نہیں کریں گے مگر آخری دنوں میں جب اس کی حقیقت کھل جائے گی محض نفاق سے مان لیں گے دل سے نہیں اور مہدی کو قبول کرنے والے اکثر عوام یا گوشہ گزین یا پاک دل فقرا ہوں گے جو اپنے صحیح مکاشفات سے اس کو شناخت کر لیں گے مگر مولویوں کو بجز اس کے اور کوئی حصہ نہیں ملے گا کہ اس کو بے دین اور کافر اور دجال کہیں گے۔ اور اس وقت کے مولوی ان سب سے بدتر ہوں گے جو زمین پر رہتے ہیں۔ ان کی زیر کی اور فراست جاتی رہے گی وہ عمیق باتوں کو سن کر فی الفور انکار کر دیں گے کہ یہ باتیں تو ہمارے قدیم عقائد کے مخالف ہیں۔

(۲) دوسرا نشان مہدی موعود کا یہ ہے کہ اس کے وقت میں ماہ رمضان میں خسوف کسوف ہوگا اور پہلے اُس سے جیسا کہ منطوق حدیث صاف بتلا رہا ہے کبھی کسی رسول یا نبی یا محدث کے وقت میں خسوف کسوف کا اجتماع رمضان میں نہیں ہوا۔ اور جب سے کہ دنیا پیدا ہوئی ہے۔ کسی مدعی رسالت یا نبوت یا محدثیت کے وقت میں کبھی چاند گرہن اور سورج گرہن اکٹھے نہیں ہوئے۔ اور اگر کوئی کہے کہ اکٹھے ہوئے ہیں تو بار نبوت اس کے ذمہ ہے مگر حدیث کا مفہوم یہ نہیں کہ مہدی کے ظہور سے پہلے چاند گرہن اور سورج گرہن ماہ رمضان میں ہوگا کیونکہ اس صورت میں تو ممکنات میں سے تھا کہ چاند گرہن اور سورج گرہن کو ماہ رمضان میں دیکھ کر

☆ نوٹ: یہ کہنا بے جا ہوگا کہ یہ احادیث ضعیف ہیں یا بعض روایات مجروح ہیں یا حدیث منقطع اور مرسل ہے۔ کیونکہ جس حدیث کی پیشگوئی واقعی طور پر سچی نکلی اس کا درجہ فی الحقیقت صحاح سے بھی بڑھ کر ہے کیونکہ اس کی صداقت بدیہی طور پر ظاہر ہوگئی۔ غرض جب حدیث کی پیشگوئی سچی نکلی تو پھر بھی اس میں شک کرنا صریح بے ایمانی ہے۔



ہر ایک مفتری مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کرے اور امر مشتبہ ہو جائے کیونکہ بعد میں مدعی ہونا سہل ہے اور جب بعد میں کئی مدعی ظاہر ہو گئے تو صاف طور پر کوئی مصداق نہ رہا بلکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مہدی موعود کے دعویٰ کے بعد بلکہ ایک مدت گزرنے کے بعد یہ نشان تا سید دعویٰ کے طور پر ظاہر ہو جیسا کہ اِنَّ لِمَهْدِيْنَا اَيْتِيْنَ اِي لِنَائِيْدِ دَعْوٰى مَهْدِيْنَا اَيْتَانِ صَافِ دَلَالَتِ كَر رَهِيْ هُوَ اِرَاسِ طُوْر سَے كَسِيْ مَفْتَرِيْ كِيْ پِيْش رَفْت نَهِيْں جَاتِيْ اُوْر كُوْنِيْ مَنْصُوْبَه چَل نَهِيْں سَكْتَا كِيُوْنكَه مَهْدِيْ كَا ظَهُوْر بَهْت پَهْلَے هُو كَر پَهْر مَوْءِيْدِ دَعْوٰى كَے طُوْر پَر سُوْر جِ گَر هُنْ بَهِيْ هُوْ گِيَا نَه يِه كَه اِن دُونُوْ كُوْد كِيْ كَر مَهْدِيْ نَے سَر نَكَالَا۔ اِس قِطْم كَے تَا سِيْدِيْ نَشَانِ هَمَارَے سِيْدِ نَبِيْ صَلِيْ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَمَ كَے لَئِے بَهِيْ پَهْلِيْ كِتَابُوْں مِيْن لَكْهَے گَئے تَهْ جُوْ اَخْرَضْتِ صَلِيْ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَمَ كِيْ نَبُوْت كَے بَعْدِ ظَهُوْر مِيْن آئے اُوْر دَعْوٰى كَے مَصْدَقِ اُوْر مَوْءِيْدِ هُوئے۔ غَرَضِ اِيْسَے نَشَانِ قَبْلِ اَز دَعْوٰى مَهْمَلِ اُوْر بَے كَارِ هُوْتَے هِيْن كِيُوْنكَه اِن مِيْن گَنْجَا نَشِ افْتَرَا بَهْت هَے۔ اُوْر اِس پَر اُوْر بَهِيْ قَرِيْنَه هَے اُوْر وَه يِه هَے كَه خَسُوْفُ اُوْر كَسُوْفُ اُوْر مَهْدِيْ كَا رَمَضَانَ كَے مَهِيْنَے مِيْن مَوْجُوْد هُوْنَا خَارِقِ عَادَتِ هَے اُوْر صَرَفِ اِجْتِمَاعِ خَسُوْفِ كَسُوْفِ خَارِقِ عَادَتِ نَهِيْں۔

﴿ ۳۸ ﴾

(۳) تیسرا نشان مہدی موعود کا یہ ہے کہ اس کے وقت میں ایک فتنہ ہوگا۔ اور نصاریٰ اور مہدی کے لوگوں کا ایک جھگڑا پڑ جائے گا۔ نصاریٰ کے لئے شیطان آواز دے گا کہ الحق فی ال عیسیٰ یعنی حق عیسیٰ کے لوگوں میں ہے اور فتح عیسائیوں کی ہے۔ اور مہدی کے لوگوں کیلئے آسمانی آواز آئے گی یعنی نشانوں اور تائیدوں کے ساتھ ربانی گواہی یہ ہوگی کہ الحق فی ال محمد یعنی حق مہدی کے لوگوں میں ہے۔ آخر اس آواز کے بعد شیطانی تاریکی اٹھ جائے گی اور لوگ اپنے امام کو شناخت کر لیں گے۔

(۴) چوتھی مہدی کی یہ نشانی ہے کہ اس کے وقت میں بہت سے مسلمان یہودی طبع دجال سے مل جائیں گے یعنی وہ لوگ بظاہر مسلمان کہلائیں گے اور دجال کی ہاں کے ساتھ ہاں ملاویں گے یعنی نصاریٰ کے دعویٰ فتح کے مُصَدِّق ہوں گے۔ یہ چار نشانیاں ایسی ہیں کہ مہدی کے لئے خاص ہیں اور اگرچہ اس زمانہ سے پہلے بھی بہت سے اہل اللہ اور بزرگوں کو کافر ٹھہرایا گیا مگر نشانی کا لفظ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ مہدی موعود کی اس زور و شور سے تکفیر کی جائے گی کہ اُس سے پہلے کبھی مولویوں نے ایسے زور و شور سے کسی کی تکفیر نہیں کی ہوگی اور نہ کسی کو ایسے زور و شور سے دجال کہا ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس عاجز کو نہ

صرف کافر بلکہ اکفر کہا گیا۔ ایسا ہی ممکن ہے کہ پہلے بھی کسی مہینہ میں چاند گرہن اور سورج گرہن اکٹھے ہو گئے ہوں مگر یہ کبھی نہیں ہوا اور ہرگز نہیں ہوا کہ بجز ہمارے اس زمانہ کے دنیا کی ابتدا سے آج تک کبھی چاند گرہن اور سورج گرہن رمضان کے مہینہ میں ایسے طور سے اکٹھے ہو گئے ہوں کہ اس وقت کوئی مدعی رسالت یا نبوت یا محدثیت بھی موجود ہو۔ ایسا ہی اگرچہ پہلے بھی نصاریٰ سے مباحثات مذہبی ہوتے رہے ہیں لیکن جو نصاریٰ نے اب شوخیاں دکھلائیں اور تمام ملک میں شیطانی آوازیں سنائیں اور گدھوں پر سوار ہوئے اور بہرہ و پ بنائے ایسا استہزا ان کی طرف سے کبھی ظہور میں نہیں آیا اور نہ اس استہزا کا بدل جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہونے والا ہے جو ربانی آواز ہے کبھی ایسا ظاہر ہوا جیسا کہ بعد اس کے ظاہر ہوگا۔ سننے والے یاد رکھیں۔ ایسا ہی اگرچہ بعض مسلمان جو منافق طبع ہیں پادریوں کے ساتھ اس سے پہلے بھی مدافعت کے ساتھ پیش آتے رہے ہیں مگر جو اب مولویوں اور ان کے ناقص العقول چیلوں نے ان پادری دجالوں کی ہاں کے ساتھ ہاں ملائی اور ان کو فتح یاب قرار دیا اور ان کی خوشی کے ساتھ خوشی منائی اور خوشی اور چالاکی سے صد ہا اشتہار لکھے اور اہل حق پر لعنتیں بھیجیں اور ان لعنتوں سے نصاریٰ کو خوش کیا اور نصاریٰ کو غالب قرار دیا اس کی نظیر تیرہ سو برس میں کسی صدی میں نہیں پائی جاتی۔ پس یہ اسی پیشگوئی کا ظہور ہے کہ جو حدیثوں میں آیا ہے کہ ستر ہزار مسلمان کہلانے والے دجال کے ساتھ مل جائیں گے۔ اب علمائے مکفرین بتلاویں کہ یہ باتیں پوری ہو گئیں یا نہیں بلکہ یہ دو علامتیں یعنی مہدی ہونے کے مدعی کو بڑے زور و شور سے کافر اور دجال کہنا اور نصاریٰ کی تائید کرنا اور ان کو فتح یاب قرار دینا اپنے ہاتھ سے مولویوں نے ایسے طور سے پوری کیں جن کی نظیر پہلے زمانوں میں نہیں پائی جاتی۔ نادانی سے پہلے باہم مشورہ کر کے سوچ نہ لیا کہ اس طور سے تو ہم دونوں کا آپ ہی ثبوت دے دیں گے جس شد و مد سے اس عاجز کی تکفیر کی گئی ہے اگر پہلے بھی کسی مہدی ہونے کے مدعی کی اس زور و شور سے تکفیر ہوئی ہے اور یہ لعن و طعن کی بارش اور کافر اور دجال کہنا اور دین کا بیخ کن قرار دینا اور تمام ملک کے علماء کا اس پر اتفاق کرنا اور تمام ممالک میں اس کو شہرت دینا پہلے بھی وقوع میں آیا ہے تو اس کی نظیر پیش کریں جو طابق النعل بالنعل کا مصداق ہو ورنہ مہدی موعود کی ایک خاص نشانی انہوں نے اپنے ہاتھ سے قائم کر دی اور اگر پہلے بھی ایسا اتفاق انہوں نے نصاریٰ سے کیا ہے اور ان کو غالب قرار دیا ہے تو اس کی بھی نظیر بتلاویں۔ اور اگر پہلے بھی کسی ایسے شخص کے

وقت میں جو مہدی ہونے کا دعویٰ کرتا ہو چاند گرہن اور سورج گرہن رمضان میں اکٹھے ہو گئے ہوں تو اس کی نظیر پیش کریں۔ اور اگر پہلے بھی کسی مہدی کے لوگوں اور نصاریٰ کا کچھ جھگڑا پڑا ہو اور نصاریٰ نے اپنی فتح یابی کے لئے ایسی شیطانی آوازیں نکالی ہوں تو اس کی نظیر بھی بتلاویں۔ اور ہم ہر چہار نظیروں کے پیش کرنے والے کے لئے ہزار روپیہ نقد انعام مقرر کرتے ہیں۔ ہم اس روپیہ کے دینے میں کوئی شرط مقرر نہیں کرتے صرف اس قدر ہوگا کہ بعد درخواست یہ ہزار روپیہ مولوی محمد حسن صاحب لدھیانوی کے پاس تین ہفتہ کے اندر جمع کرادیا جاوے گا اور مولوی صاحب موصوف ایک تاریخ پر جوان کی طرف سے مقرر ہو فریقین کو اپنے مکان پر بلا کر بلند آواز سے تین مرتبہ قسم کھائیں گے اور کہیں گے کہ میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ واقعات جو پیش کئے گئے بے نظیر نہیں ہیں اور جو کچھ ان کی نظیریں بتلائی گئی ہیں وہ واقعی طور پر صحیح اور درست اور یقینی اور قطعی ہیں۔ اور بخدا ان نشانیوں کے مصداق ہونے کا مدعی درحقیقت کافر ہے اور میں بصیرت کاملہ سے کہتا ہوں کہ ضرور وہ کافر ہے اور اگر میں جھوٹ بولتا ہوں تو میرے پر وہ عذاب اور قہر الہی نازل ہو جو جھوٹوں پر ہوا کرتا ہے۔ اور ہم ہر ایک مرتبہ کے ساتھ آمین کہیں گے اور واپسی روپیہ کی کوئی شرط نہیں اور نہ عذاب کے لئے کوئی میعاد مقرر ہے۔ ہمارے لئے یہ کافی ہوگا کہ یا تو مولوی صاحب خدا تعالیٰ سے ڈریں اور قسم نہ کھائیں اور یا تمام مکلفوں کے سرگروہ بن کر قسم کھالیں اور اس کے ثمرات دیکھیں۔ اور ہم اس جگہ علمائے وقت کی خدمت میں بہ ادب عرض کرتے ہیں کہ وہ تکفیر اور انکار میں جلدی نہ کریں۔ کیا ممکن نہیں کہ جس کو وہ جھوٹا کہتے ہیں اصل میں سچا وہی ہو۔ پس جلدی کر کے ناحق کی رو سیاہی کیوں لیتے ہیں۔ کیا کسی جھوٹے کے لئے آسمانی نشان ظاہر ہوتے ہیں یا کبھی خدا نے کسی جھوٹے کو ایسی لمبی مہلت دی کہ وہ بارہ برس سے برابر الہام اور مکالمہ الہیہ کا دعویٰ کر کے دن رات خدا تعالیٰ پر افترا کرتا ہو اور خدا تعالیٰ اس کو نہ پکڑے بھلا اگر کوئی نظیر ہے تو ایک تو بیان کریں ورنہ اس قادر منتقم سے ڈریں جس کا غضب انسان کے غضب سے کہیں بڑھ کر ہے۔ اور اس بات پر خوش نہ ہوں کہ بعض مسائل میں اختلاف ہے اور ذرہ دل میں سوچ لیں کہ اگر مہدی موعود تمام مسائل رطب یا بس میں علمائے وقت سے اتفاق کرنے والا ہوتا تو کیوں پہلے سے احادیث میں یہ لکھا جاتا کہ علماء اس کی تکفیر کریں گے اور سمجھیں گے کہ یہ دین کی بیخ کنی کر رہا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ مہدی کی تکفیر کیلئے علماء اپنے اپنے فہم کے

مطابق کچھ وجوہ رکھتے ہوں گے جن کی بنا پر اس کو کافر اور دجال قرار دیں گے۔ فسائقوا اللہ یا اولی الابصار والسلام علی من خشى الرحمن واتقى واتبع الحق واهتدى۔

## ہمارا انجام کیا ہوگا

بجز خدا کے انجام کون بتلا سکتا ہے اور بجز اس غیب دان کے آخری دنوں کی کس کو خبر ہے۔ دشمن کہتا ہے کہ بہتر ہو کہ یہ شخص ذلت کے ساتھ ہلاک ہو جائے اور حاسد کی تمنا ہے کہ اس پر کوئی ایسا عذاب پڑے کہ اس کا کچھ بھی باقی نہ رہے۔ لیکن یہ سب لوگ اندھے ہیں اور عنقریب ہے کہ ان کے بد خیالات اور بد ارادے انہیں پر پڑیں۔ اس میں شک نہیں کہ مغتری بہت جلد تباہ ہو جاتا ہے۔ اور جو شخص کہے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوں اور اس کے الہام اور کلام سے مشرف ہوں حالانکہ نہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے نہ اس کے الہام اور کلام سے مشرف ہے وہ بہت بُری موت سے مرتا ہے اور اس کا انجام نہایت ہی بد اور قابلِ عبرت ہوتا ہے لیکن جو صادق اور اس کی طرف سے ہیں وہ مر کر بھی زندہ ہو جایا کرتے ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کے فضل کا ہاتھ ان پر ہوتا ہے اور سچائی کی روح ان کے اندر ہوتی ہے۔ اگر وہ آزمائشوں سے کچلے جائیں اور پیسے جائیں اور خاک کے ساتھ ملائے جائیں اور چاروں طرفوں سے ان پر لعن و طعن کی بارشیں ہوں اور ان کے تباہ کرنے کے لئے سارا زمانہ منصوبے کرے تب بھی وہ ہلاک نہیں ہوتے۔ کیوں نہیں ہوتے؟ اس سچے پیوند کی برکت سے جو ان کو محبوب حقیقی کے ساتھ ہوتا ہے۔ خدا ان پر سب سے زیادہ مصیبتیں نازل کرتا ہے مگر اس لئے نہیں کہ تباہ ہو جائیں بلکہ اس لئے کہ تا زیادہ سے زیادہ پھل اور پھول میں ترقی کریں۔ ہر ایک جو ہر قابل کے لئے یہی قانون قدرت ہے کہ اولِ صدمات کا تختہ مشق ہوتا ہے۔ مثلاً اس زمین کو دیکھو جب کسان کئی مہینہ تک اپنی قلبہ رانی کا تختہ مشق رکھتا ہے اور ہل چلانے سے اس کا جگر پھاڑتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ زمین جو پتھر کی طرح سخت اور درشت معلوم ہوتی تھی سرمہ کی طرح پس جاتی ہے اور ہوا اس کو ادھر ادھر اڑاتی ہے اور پریشان کرتی رہتی ہے اور وہ بہت ہی خستہ شکستہ اور کمزور معلوم ہوتی ہے اور ایک انجان سمجھتا ہے کہ کسان نے چنگی بھلی زمین کو خراب کر دیا اور بیٹھنے اور لیٹنے کے لائق نہ رہی لیکن

اس دانا کسان کا فعل عبث نہیں ہوتا۔ وہ خوب جانتا ہے کہ اس زمین کا اعلیٰ جو ہر بجز اس درجہ کی کوفت کے نمودار نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح کسان اس زمین میں بہت عمدہ قسم کے دانے تخم ریزی کے وقت بکھیر دیتا ہے اور وہ دانے خاک میں مل کر اپنی شکل اور حالت میں قریب قریب مٹی کے ہو جاتے ہیں اور ان کا وہ رنگ و روپ سب جاتا رہتا ہے لیکن وہ دانا کسان اس لئے ان کو مٹی میں نہیں پھینکتا کہ وہ اس کی نظر میں ذلیل ہیں۔ نہیں بلکہ دانے اس کی نظر میں نہایت ہی بیش قیمت ہیں بلکہ وہ اس لئے ان کو مٹی میں پھینکتا ہے کہ تا ایک ایک دانہ ہزار ہزار دانہ ہو کر نکلے اور وہ بڑھیں اور پھولیں اور ان میں برکت پیدا ہو اور خدا کے بندوں کو نفع پہنچے۔ پس اسی طرح وہ حقیقی کسان کبھی اپنے خاص بندوں کو مٹی میں پھینک دیتا ہے اور لوگ ان کے اوپر چلتے ہیں اور پیروں کے نیچے چلتے ہیں اور ہر ایک طرح سے ان کی ذلت ظاہر ہوتی ہے۔ تب تھوڑے دنوں کے بعد وہ دانے سبزہ کی شکل پر ہو کر نکلتے ہیں اور ایک عجیب رنگ اور آب کے ساتھ نمودار ہوتے ہیں جو ایک دیکھنے والا تعجب کرتا ہے۔ یہی قدیم سے برگزیدہ لوگوں کے ساتھ سنت اللہ ہے کہ وہ ورطہ عظیمہ میں ڈالے جاتے ہیں۔ لیکن غرق کرنے کے لئے نہیں بلکہ اس لئے کہ تا ان موتیوں کے وارث ہوں کہ جو دریائے وحدت کے نیچے ہیں۔ اور وہ آگ میں ڈالے جاتے ہیں۔ لیکن اس لئے نہیں کہ جلانے جائیں بلکہ اس لئے کہ تا خدا تعالیٰ کی قدرتیں ظاہر ہوں۔ اور ان سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے اور لعنت کی جاتی ہے۔ اور وہ ہر طرح سے ستائے جاتے اور دکھ دیئے جاتے اور طرح طرح کی بولیاں ان کی نسبت بولی جاتی ہیں۔ اور بدظنیاں بڑھ جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ بہتوں کے خیال و گمان میں بھی نہیں ہوتا کہ وہ سچے ہیں بلکہ جو شخص ان کو دکھ دیتا اور لعنتیں بھیجتا ہے وہ اپنے دل میں خیال کرتا ہے کہ بہت ہی ثواب کا کام کر رہا ہے۔ پس ایک مدت تک ایسا ہی ہوتا رہتا ہے۔ اور اگر اس برگزیدہ پر بشریت کے تقاضا سے کچھ قبض طاری ہو تو خدا تعالیٰ اس کو ان الفاظ سے تسلی دیتا ہے کہ صبر کر جیسا کہ پہلوں نے صبر کیا اور فرماتا ہے کہ میں تیرے ساتھ ہوں سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں۔ پس وہ صبر کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ امر مقدر اپنی مدت مقررہ تک پہنچ جاتا ہے۔ تب غیرت الہی اس غریب کے لئے جوش مارتی ہے اور ایک ہی تجلی میں اعداء کو پاش پاش کر دیتی ہے سو اول نوبت دشمنوں کی ہوتی ہے اور اخیر میں اس کی نوبت آتی ہے۔ اسی طرح خداوند کریم نے بارہا مجھے سمجھایا کہ ہنسی ہوگی اور ٹھٹھا ہوگا اور لعنتیں کریں گے اور بہت ستائیں گے لیکن آخر نصرت الہی تیرے شامل ہوگی

اور خدا دشمنوں کو مغلوب اور شرمندہ کرے گا۔ چنانچہ براہین احمدیہ میں بھی بہت سا حصہ الہامات کا انہی پیشگوئیوں کو بتلا رہا ہے اور مکاشفات بھی یہی بتلا رہے ہیں۔ چنانچہ ایک کشف میں میں نے دیکھا کہ ایک فرشتہ میرے سامنے آیا اور وہ کہتا ہے کہ لوگ پھرتے جاتے ہیں۔ تب میں نے اس کو کہا کہ تم کہاں سے آئے تو اس نے عربی زبان میں جواب دیا اور کہا کہ جئت من حضرة الوتر یعنی میں اس کی طرف سے آیا ہوں جو اکیلا ہے تب میں اس کو ایک طرف خلوت میں لے گیا۔ اور میں نے کہا کہ لوگ پھرتے جاتے ہیں مگر کیا تم بھی پھر گئے تو اس نے کہا کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں۔ تب میں اس حالت سے منتقل ہو گیا۔ لیکن یہ سب امور درمیانی ہیں اور جو خاتمہ امر پر مقدر ہو چکا ہے وہ یہی ہے کہ بار بار کے الہامات اور مکاشفات سے جو ہزار ہا تک پہنچ گئے ہیں اور آفتاب کی طرح روشن ہیں خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا کہ میں آخر کار تجھے فتح دوں گا اور ہر ایک الزام سے تیری بریت ظاہر کر دوں گا اور تجھے غلبہ ہوگا اور تیری جماعت قیامت تک اپنے مخالفوں پر غالب رہے گی اور فرمایا کہ میں زور آور حملوں سے تیری سچائی ظاہر کروں گا اور یاد رہے کہ یہ الہامات اس واسطے نہیں لکھے گئے کہ ابھی کوئی

ان کو قبول کر لے بلکہ اس واسطے کہ ہر ایک چیز کے لئے ایک

موسم اور وقت ہے۔ پس جب ان الہامات کے ظہور کا

وقت آئے گا۔ تو اس وقت یہ تحریر مستعد لوں

کے لئے زیادہ تر ایمان اور تسلی اور یقین

کا موجب ہوگی۔

والسلام علی من اتبع الهدی

## ضمیمہ انوار الاسلام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

### فتح اسلام کے بارے میں مختصر تقریر

امرت سر کے مباحثہ میں جو عیسائیوں کے ساتھ ہوا تھا۔ اس میں جو ہم نے پیشگوئی کی تھی۔ اس کے دو حصے تھے۔

۱۔ اوّل یہ کہ فریق مخالف جو حق پر نہیں۔ ہاویہ میں گرے گا۔ اور اس کو ذلت پہنچے گی۔

۲۔ دوسری یہ کہ اگر حق کی طرف رجوع کرے گا تو ذلت اور ہاویہ سے بچ جائے گا۔

اب ہم فریق مخالف کی اس جماعت کا پیچھے سے حال بیان کریں گے جنہوں نے بنفس خود بحث نہیں کی بلکہ معاون یا حامی یا سرگروہ ہونے کی حیثیت سے اس فریق میں داخل تھے۔ اور پہلے ہم مختصر الفاظ میں مسٹر عبداللہ آتھم کا حال بیان کرتے ہیں جو فریق مخالف سے خاص مباحثہ کے لئے اس فریق کی طرف سے تجویز کئے گئے تھے ان کی نسبت الہامی فقرہ

یعنی ہاویہ کے لفظ کی تشریح ہم نے یہ کی تھی کہ اس سے موت مراد ہے بشرطیکہ حق کی طرف وہ رجوع نہ کریں۔ اب ہمیں خدا تعالیٰ نے اپنے خاص الہام سے جتلا دیا کہ انہوں نے عظمت اسلام کا خوف اور ہم اور غم اپنے دل میں ڈال کر کسی قدر حق کی طرف رجوع کیا جس سے وعدہ موت میں تاخیر ہوئی کیونکہ ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ اپنے دل میں لحاظ رکھتا اور وہی رحیم اور کریم خدا ہے جس نے اپنی کتاب مقدس میں فرمایا ہے کہ **مَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ**۔ یعنی جو شخص ایک ذرہ بھر بھی نیک کام کرے وہ بھی ضائع نہیں ہوگا۔ اور ضرور اس کا اجر پائے گا۔ سو مسٹر عبداللہ آتھم نے الہامی شرط کے موافق کسی قدر اسلامی سچائی کی طرف جھکنے سے اپنا اجر پالیا۔ ہاں جب پھر بے باکی اور سخت گوئی اور گستاخی کی طرف میل کرے گا۔ تو وہ وعدہ ضرور اپنا کام کرے گا۔ اس ہمارے وعدے کا ثبوت اگر مسٹر عبداللہ آتھم صاحب نے اپنی خوفناک حالت اور وہم اور سراسیمگی اور شہر بشہر بھاگتے پھرنے سے آپ دکھا دیا لیکن ہم اپنی فتح یابی کا قطعی فیصلہ کرنے کے لئے اور تمام دنیا کو دکھانے کے لئے کہ کیونکر ہم کو فتح نمایاں حاصل ہوئی۔ یہ سہل اور آسان طریق تصفیہ پیش کرتے ہیں کہ اگر مسٹر عبداللہ آتھم صاحب کے نزدیک ہمارا یہ بیان بالکل کذب اور دروغ اور افترا ہے تو وہ مرد میدان بن کر اس اشتہار کے شائع ہونے سے ایک ہفتہ تک ہماری مفصلہ

﴿ب﴾

☆ نوٹ: ایک ہفتہ کی میعاد تھوڑی نہیں بلکہ بہت ہے کیونکہ امرتسر سے قادیاں میں دوسرے دن خط پہنچ جاتا ہے اور ہر چند اس قدر میعاد دینا مصلحت کے برخلاف ہے کیونکہ جو فریق درحقیقت شکست یافتہ ہے وہ انہیں چند روز میں سادہ لوحوں کو دھوکہ دے کر ہزاروں کو ورطہ ضلالت میں ڈال سکتا ہے مگر اتماماً للحجة یہ وسیع میعاد دی گئی ہے۔ ۱۲۔



ذیل تجویز کو قبول کر کے ہم کو اطلاع دیں۔ اور تجویز یہ ہے کہ اگر اس پندرہ مہینہ کے عرصہ میں کبھی ان کو سچائی اسلام کے خیال نے دل پر ڈرانے والا اثر نہیں کیا اور نہ عظمت اور صداقت الہام نے گرداب غم میں ڈالا اور نہ خدا تعالیٰ کے حضور میں اسلامی توحید کو انہوں نے اختیار کیا اور نہ ان کو اسلامی پیشگوئی سے دل میں ذرہ بھی خوف آیا اور نہ تثلیث کے اعتقاد سے وہ ایک ذرہ متزلزل ہوئے تو وہ فریقین کی جماعت کے روبرو تین مرتبہ انہیں باتوں کا انکار کریں کہ میں نے ہرگز ایسا نہیں کیا۔ اور عظمت اسلام نے ایک لحظہ کے لئے بھی دل کو نہیں پکڑا اور میں مسیح کی ابنیت اور الوہیت کا زور سے قائل رہا اور قائل ہوں اور دشمن اسلام ہوں۔ اور اگر میں جھوٹ بولتا ہوں۔ تو میرے پر ایک ہی برس کے اندر وہ ذلت کی موت اور تباہی آوے جس سے یہ بات خلق اللہ پر کھل جائے کہ میں نے حق کو چھپایا۔ جب مسٹر آتھم صاحب یہ اقرار کریں تو ہر ایک مرتبہ کے اقرار میں ہماری جماعت آمین کہے گی۔ تب اسی وقت ایک ہزار روپیہ کا بدرہ باضابطہ تمسک لے کر ان کو دیا جائے گا اور وہ تمسک ڈاکٹر مارٹن کلارک اور پادری عماد الدین کی طرف سے بطور ضمانت کے ہوگا جس کا یہ مضمون ہوگا کہ یہ ہزار روپیہ بطور امانت مسٹر عبداللہ آتھم صاحب کے پاس رکھا گیا۔ اور اگر وہ حسب اقرار اپنے کے ایک سال کے اندر فوت ہو گئے تو اس روپیہ کو ہم دونوں ضامن بلا توقف واپس دے دیں گے اور واپس کرنے میں کوئی عذر اور حیلہ نہ ہوگا۔

اور اگر وہ انگریزی مہینوں کے رو سے ایک سال کے اندر فوت نہ ہوئے تو یہ روپیہ ان کا ملک ہو جائے گا۔ اور ان کی فتح یابی کی ایک علامت ہوگی۔ اور اگر ہمارا رجسٹری شدہ اشتہار پا کر جو ان کے نام اور ڈاکٹر مارٹن کلارک صاحب

کے نام ہوگا۔ تاریخ وصول سے ایک ہفتہ تک انہوں نے اس مقابلہ کے لئے درخواست نہ کی تو سمجھا جائے گا کہ فتح اسلام پر انہوں نے مہر لگا دی۔ اور ہمارے الہام کی تصدیق کر لی۔ یہ فیصلہ ہے جو خدا تعالیٰ اپنے سچے بندوں کی سچائی ظاہر کرنے کے لئے کرے گا۔ اور جھوٹ کے منصوبہ کو نابود کر دے گا اور دروغ کے پتلے کو پاش پاش کر دے گا۔ اور اس اقرار کے لئے ہم مسٹر عبد اللہ آتھم صاحب کو یہ تکلیف نہیں دیتے ہیں کہ وہ امرتسر میں ہمارے مکان پر آویں۔ بلکہ ہم ان کے بلانے کے بعد معہ ہزار روپیہ کے ان کے مکان پر آویں گے اور ان کے بلانے کی تاریخ سے ہمیں اختیار ہوگا کہ تین ہفتہ تک کسی تاریخ میں روپیہ لے کر ان کے پاس معہ اپنی جماعت کے حاضر ہو جائیں اور ان پر واجب ہوگا کہ ہمارے بلانے کے لئے رجسٹری شدہ خط بھیجیں پھر ہم اطلاع پا کر تین ہفتہ کے اندر معہ ہزار روپیہ کے حاضر نہ ہوں تو بلاشبہ وعدہ خلاف کرنے والے اور کاذب ٹھہریں گے اور ہم خود ان کے مکان پر آئیں گے اور ان کو کسی قدم رنج کی تکلیف نہ دیں گے ہم ان کو اتنی بھی تکلیف نہیں دیں گے کہ اس اقرار کے لئے کھڑے ہو جائیں یا بیٹھ جائیں بلکہ وہ بخوشی اپنے بستر پر ہی لیٹے رہیں۔ اور تین مرتبہ وہ اقرار کر دیں جو لکھ دیا گیا ہے۔ اور ہم ناظرین کو مکرر یاد دلاتے ہیں کہ مسٹر عبد اللہ آتھم صاحب کی نسبت ہماری پیشگوئی کے دو پہلو تھے یعنی یا تو ان کی موت اور یا ان کا حق کی طرف رجوع کرنا اور رجوع کرنا دل کا فعل ہے جس کو خلقت نہیں جانتی اور خدا تعالیٰ جانتا ہے اور خلقت کے جاننے کے لئے یہ فیصلہ ہے جو ہم نے کر دیا اور خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت نے مسٹر عبد اللہ آتھم صاحب

کو اس بات کی طرف تحریک نہ دی کہ وہ اس اثناء میں بدزبانی اور سخت گوئی کو کمال تک پہنچا کر موت کے اسباب اپنے لئے جمع کرتے بلکہ ان کے دل میں عظمت اسلام کا خوف ڈال دیا تا وہ اس شرط سے فائدہ اٹھالیں جو رجوع کرنے والوں کے لئے الہامی الفاظ میں لکھے گئے تھے اور خدا تعالیٰ کو منظور تھا کہ عیسائیوں کو کچھ عرصہ تک جھوٹی خوشی پہنچا دے اور پھر وہ فیصلہ کرے جس سے درحقیقت اندھے آنکھیں پائیں گے اور بہروں کے کان کھلیں گے اور مردے زندے ہوں گے اور بخیل اور حاسد سمجھیں گے کہ انہوں نے کیسی غلطی کی۔ امرت سر کے عیسائی اپنے اشتہار میں لکھتے ہیں کہ خداوند مسیح نے مسٹر عبداللہ آتھم کو بچا لیا۔ سواب اگر وہ اپنے تئیں سچے خیال کرتے ہیں تو ان پر واجب ہے کہ مقابلہ سے ہمت نہ ہاریں کیونکہ اگر وہ مصنوعی خداؤں کا درحقیقت بچانے والا ہی ہے تو ضرور اس آخری فیصلہ پر بچالے گا کیونکہ اگر موت وارد ہوگئی تو سب عیسائیوں کی روسیاہی ہے چاہے کہ اپنے اس مصنوعی خداوند پر توکل کر کے اپنی پیٹھ نہ دکھلاویں لیکن یاد رکھیں کہ ہرگز ان کو فتح نہیں ہوگی جو شخص آپ فوت ہو گیا ہے وہ دوسرے کو فوت ہونے سے کب روک سکتا ہے۔ روکنے والا ایک ہے جو می قیوم ہے جس کے ہم پرستار ہیں۔ یہ تو ہم نے مسٹر عبداللہ آتھم صاحب کا حال بیان کیا جو فریق مخالف سے بحث کے لئے منتخب کئے گئے تھے لیکن اس جگہ سوال یہ ہے کہ اس فریق مخالف میں سے جو لوگ بطور معاون یا حامی یا سرگروہ تھے ان کا کیا حال ہوا انہوں نے بھی کچھ ہاویہ کا مزہ چکھا ہے یا نہیں تو جواب یہ ہے کہ ضرور چکھا اور میعاد کے اندر ہر ایک نے کامل طور سے چکھا۔ چنانچہ پادری رائٹ صاحب جو بطور

سرگروہ تھے۔ میعاد کے اندر عین جوانی میں اس دنیا سے کوچ کر گئے اور مسٹر عبداللہ آتھم صاحب اپنی مصیبت میں رہے غالباً وہ ان کے جنازہ پر بھی حاضر نہیں ہو سکے۔ ڈاکٹر مارٹن کلارک کے دل کو ان کی بے وقت موت کا ایسا صدمہ پہنچا کہ بس مجروح کر دیا۔ اور فریق مخالف کے گروہ میں سے جو بطور معاونوں کے تھے ان میں سے ایک پادری ٹامس ہاول تھا جس نے بار بار محرف کتابوں کو پڑھ کر اپنا حلق پھاڑا اور لوگوں کا مغز کھایا۔ وہ مباحثہ کے بعد ہی ایسا پکڑا گیا اور ایسی سخت بیماری میں مبتلا ہوا کہ مرم کے بچا اور ایک معاون عبداللہ پادری تھا جو چپکے چپکے قرآن شریف کی آیتیں دکھاتا اور عبرانی کے ٹوٹے پھوٹے حرف پڑھتا تھا۔ اس کو بھی میعاد کے اندر سخت بیماری نے موت تک پہنچایا۔ اور معلوم نہیں کہ بچا یا گذر گیا۔ باقی رہا پادری عماد الدین اس کے گلے میں ہزار لعنت کی ذلت کا لمبارسہ پڑا جو نور الحق کے جواب سے عاجز ہونے سے اس کو اور اس کے تمام بھائیوں کو نصیب ہوا۔ اب فرمائیے اس تمام فریق میں سے ہاویہ سے کون بچا کسی ایک کا تو نشان دیں۔ ہمارے یہ ثبوت ہیں جو ہم نے لکھ دیئے۔ بالآخر ہم یہ بھی لکھتے ہیں کہ اگر اب بھی کوئی مولوی مخالف جو اپنی بدبختی سے عیسائی مذہب کا مددگار ہو یا کوئی عیسائی یا ہندو یا آریہ یا کیسوں والا سکھ ہماری فتح نمایاں کا قائل نہ ہو تو اس کے لئے طریق یہ ہے کہ مسٹر عبداللہ آتھم صاحب کو قسم مقدم الذکر کے کھانے پر آمادہ کرے اور ہزار روپیہ نقد ان کو دلا دے جس کے دینے میں ہم ان کے حلف کے بعد ایک منٹ کے توقف کا بھی وعدہ نہیں کرتے اور اگر ایسا نہ کرے اور محض اوباشوں اور بازاری

بد معاشوں کی طرف ٹھٹھا ہنسی کرتا پھرے تو سمجھا جائے گا کہ وہ شریف نہیں بلکہ اس کی فطرت میں خلل ہے سواگر بجز اس تحقیق کے تکذیب کرے تو وہ کاذب ہے اور لعنة اللہ علی الکاذبین کا مصداق۔ اور اگر مسٹر عبداللہ آتھم صاحب کے پاس جانے کے لئے اس کو کچھ مسافت طے کرنی پڑتی ہے تو ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ہم اپنے خرچ سے اس کے لئے بیکہ یا ٹیویا ڈولی جو کچھ چاہے مہیا کر دیں گے اور اگر وہ ہندو ہے یا کیسوں والا سکھ یا کوئی اور غیر مذہب والا ہے تو اس کی غذا کے لئے بھی ہم نقد دے دیں گے۔ یہ نہایت صفائی کا فیصلہ ہے اور کسی حلال زادہ کا کام نہیں جو بغیر رعایت اس فیصلہ کے ہم کو جھوٹا اور شکست خوردہ قرار دے یا بازاروں میں ٹھٹھا یا ہنسی کرتا پھرے اور بغلیں بجاتا پھرے ہاں جو لوگ ناجائز طور کی عداوت رکھتے ہیں۔ وہ ناجائز تہمتوں کا طومار باندھ کر ناحق اسلام کے دشمن بن جاتے ہیں مگر یاد رکھیں کہ اسلام کا خدا سچا خدا ہے۔ جو نہ کسی عورت کے پیٹ سے نکلا اور نہ کبھی بھوکا اور پیاسا ہوا وہ ان سب تہمتوں سے پاک ہے جو اس کی نسبت کوئی خیال کرے کہ ایک مدت تک اس کی خدائی کا انتظام درست نہ تھا اور نجات دینے کی کوئی راہ اور سبیل اسے نہیں ملتی تھی۔ یہ تو مدت کے بعد گویا ساری عمر بسر کر کے سو جھی کہ مریم سے اپنا بیٹا پیدا کرے اور مریم کی پیدائش سے پہلے یہ کفارہ کی تدبیر اس کے خیال میں نہ گذری اور نہ کامل خدا کی نسبت ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ صرف نام ہی کا پر میشر ہے ورنہ سب کچھ جیو اور پر کرتی وغیرہ آپ ہی آپ قدیم سے ہے۔ نہیں بلکہ وہ قادر مطلق اور کل کا خالق ہے۔

اور اگر کوئی سوال کرے کہ اس میں کیا بھید ہے کہ پیشگوئی کے دو پہلو میں سے موت کے پہلو کی

طرف خدا تعالیٰ نے مسٹر عبداللہ آتھم کے لئے رخ نہ کیا اور دوسرا پہلو لے لیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ موت کا پہلو مجروح اور تختہ مشق اعتراضات کا ہو گیا تھا۔ کوئی کہتا تھا کہ مرنا کیا نئی بات ہے۔ ایک ڈاکٹر صاحب پہلے موت کا فتویٰ دے چکے ہیں کہ چھ مہینہ تک فوت ہو جاوے گا اور کوئی کہتا تھا کہ بڑھا ہے کوئی کہتا تھا کمزور ہے موت کیا تعجب ہے۔ کوئی کہتا تھا کہ جادو سے مار دیں گے یہ شخص بڑا جادوگر ہے سو خدائے حکیم و علیم نے دیکھا کہ معترضوں نے اس پہلو کو بہت کمزور اور مشکوک کر دیا ہے۔ اور خیالات پر سے اس کا اثر اٹھا دیا ہے اس لئے دوسرا پہلو اختیار کیا اور اس پہلو سے جادو کا گمان کرنے والے بھی شرمندہ ہوں گے کیونکہ دلوں کو حق کی طرف پھیرنا جادوگروں کا کام نہیں بلکہ خدا اور اس کے نبیوں اور رسولوں کا کام ہے سو اس وقت تک خدا تعالیٰ نے مسٹر عبداللہ آتھم صاحب کی موت کو ان وجوہات سے ٹال دیا اور مسٹر عبداللہ آتھم کے دل پر عظمت اسلام کا رعب ڈال کر پہلو ثانی سے اس کو حصہ دے دیا لیکن اب عیسائیوں کی رائیں بدل گئیں اور بھولا بسرا خداوند مسیح کہیں سے نکل آیا یہ اس☆ زبانون پر جاری ہو گیا کہ خداوند مسیح بڑا ہی قادر خدا ہے جس نے مسٹر عبداللہ آتھم کو بچا لیا اس لئے ضرور ہوا کہ خدا تعالیٰ اس مصنوعی خدا کی حقیقت دنیا پر ظاہر کرے کہ کیا یہ عاجز انسان جس کا نام ربنا مسیح رکھا گیا کسی کو موت سے بچا سکتا ہے۔ سو اب موت کے پہلو کا وقت آ گیا اب ہم دیکھیں گے کہ عیسائیوں کا خدا کہاں تک طاقت رکھتا ہے اور کہاں تک اس مصنوعی خدا پر ان لوگوں کا توکل ہے اب ہم اس مضمون کو ختم کرتے ہیں اور جواب کے منتظر ہیں۔ والسلام علی من اتبع الهدی

المشتہر

خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

۹ ستمبر ۱۸۹۴ء

فتح اسلام

فتح اسلام

فتح اسلام



## اشتہار انعامی دو ہزار روپیہ مرتبہ دوم

یہ دو ہزار روپیہ ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب کے حلف پر بلا توقف ان کے حوالہ کیا جائے گا  
(دو ہزار کا اشتہار) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (دو ہزار کا اشتہار)

### الحق مع آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ہم نے ۹ ستمبر ۱۸۹۴ء کے اشتہار میں لکھا تھا کہ آتھم صاحب نے ایام پیشگوئی میں ضرور حق کی طرف رجوع کر لیا اور اسلام کی عظمت کا اثر اپنے دل پر ڈال لیا۔ اگر یہ سچ نہیں تو وہ نقد ایک ہزار روپیہ لیں اور قسم کھالیں کہ انہوں نے اس خوف کے زمانہ میں رجوع نہیں کیا۔ چنانچہ اسی حقیقت کو خلق اللہ پر ظاہر کرنے کے لئے تین رجسٹری شدہ خط آتھم صاحب ☆ اور ڈاکٹر مارٹن کلارک اور پادری عماد الدین

☆ مسٹر عبداللہ آتھم صاحب کی طرف خط: مسٹر آتھم صاحب آپ کو معلوم ہے کہ کس قدر جھوٹے، بے ایمانوں، نام کے مسلمان یا مولوی یا عیسائیوں نے یہ خلاف واقعہ خبر اڑادی ہے کہ آپ نے باوجود یہ کہ خدا تعالیٰ کے سچے اور پاک دین اسلام کی طرف کچھ بھی رجوع نہ کیا پھر بھی وعید موت سے بچ گئے اور عیسائی غالب رہے اور پیشگوئی جھوٹی نکلی اور اللہ جلّ شانہ جس کی عظمت اور ہیبت سے زمین اور آسمان کانپتے ہیں اس نے مجھ کو خبر دی ہے کہ آپ نے خوف کے دنوں میں نہایت ہم و غم کی حالت میں درپردہ اسلام کی طرف رجوع کر لیا یعنی اسلامی عظمت کو آپ نے دل

صاحب کی خدمت میں روانہ کئے گئے۔ کل ڈاکٹر مارٹن کلارک صاحب کی طرف سے وکیل کے طور پر انکاری خط آیا جس سے صاف طور پر ثابت ہو گیا کہ آتھم صاحب کسی طور سے قسم کھانا نہیں چاہتے اور باوجودیکہ دس ستمبر ۱۸۹۴ء سے ایک ہفتہ کی میعاد دی گئی تھی مگر وہ میعاد بھی گذر گئی مگر بجز ایک انکاری خط کے اور کوئی خط نہیں آیا۔ پس کیا اب بھی یہ ثابت نہیں ہوا ہے کہ

**بقیہ حاشیہ:** میں بٹھالیا جس کو آپ پوشیدہ رکھتے ہیں اس لئے اس نے جو غیبیوں کا جاننے والا اور انسان کے عمیق اور چھپے ہوئے خیالات کو دیکھنے والا ہے اپنے وعدہ اور شرط کے موافق اس عذاب سے آپ کو بچا لیا جو اس صورت میں نازل ہوتا جبکہ آپ اس شرط کے موافق کچھ بھی اپنی اصلاح نہ کرتے اور نہ اسلامی عظمت سے ہراساں ہوتے اور اگر نعوذ باللہ یہ الہام الہی آپ کے نزدیک صحیح نہیں ہے تو میں آپ کو اس ذات پاک کی قسم دیتا ہوں جس نے آپ کو پیدا کیا اور جس کی طرف آپ کو جانا ہے کہ عام جلسہ میں تین مرتبہ قسم کھا کر میرے روبرو اس کی تکذیب کر دیں اور صاف کہہ دیں کہ یہ الہام جھوٹا ہے۔ اور اگر سچا ہے اور میں نے ہی جھوٹ بولا ہے تو اے قادر غیور خدا مجھ کو سخت عذاب میں مبتلا کر اور اسی میں مجھ کو موت دے تب میں مع اپنے چند عاجز مخلصوں کے جو لعنتوں کا نشانہ ہو رہے ہیں آئین کہوں گا اور رب العرش سے چاہوں گا کہ میرا اور آپ کا قطعی فیصلہ کر دے جو کچھ میں نے الہام سنایا ہے بجز خدا تعالیٰ اور میرے اور آپ کے دل کے اور کسی کو خبر نہیں۔ سو میں اسی مالک کی آپ کو قسم دیتا ہوں کہ اگر آپ میرے الہام کے مکذب ہیں تو میرے روبرو حلفاً اقرار مذکور کر کے آسمانی فیصلہ کا دروازہ کھول دیں ہم ستائے گئے اور دکھ دیئے گئے اور ہم پر لعنتیں ہوں اور ہم جھوٹے سمجھے گئے اس لئے ناچار میں تیسری مرتبہ آپ کو قسم دیتا ہوں کہ آپ کو اس قادر توانا کی قسم ہے جس کے جلال سے ملائک پر بھی لرزہ پڑتا ہے کہ آپ حلفاً عام جلسہ میں میرے روبرو اس طور کی قسم کھا کر جو میں اشتہار میں مبتلا چکا ہوں مجھ سے فیصلہ کر دتا کا ذب ہلاک ہو اور جھوٹا تباہ ہو جائے۔ اور اگر ایسا نہ کر تو آپ نے میری سچائی اور میری صداقت پر مہر لگا دی اور ان شریر مسلمانوں اور عیسائیوں کا جھوٹا اور روسیہ ہونا ثابت کر دیا کہ جو گدھے کی طرح زور زور سے چیخیں مار کر کہہ رہے ہیں عیسائیوں کی فتح ہوئی۔ اب دعا پر ختم کرتا ہوں اے جی قیوم حق ظاہر کر اور اپنے وعدہ کے موافق جھوٹوں کو پامال کر دے (آمین)

☆ نوٹ۔ الہامی پیشگوئی نہ صرف آتھم صاحب کے متعلق تھی بلکہ اس تمام مخالف فریق کے متعلق تھی جو اس جنگ مقدس کے لئے اپنے اپنے طور پر خدمتوں کے لئے مقرر تھے آتھم صاحب کے ہاتھ میں تو وہ نابکار اور شکستہ تلوار پکڑائی گئی تھی جو سچائی کا ایک بال بھی نہیں کاٹ سکتی تھی اور باقی فریق میں سے کوئی بطور معاون اور کوئی مشیر جنگ اور کوئی سرگروہ تھا پس آخر اس جنگ کا یہ نتیجہ ہوا کہ کوئی ان میں سے پندرہ مہینے کے اندر مارا گیا کوئی زخمی ہوا اور کوئی لعنت کی ہزار کڑی والی زنجیر میں گرفتار ہو کر ہمیشہ کی ذلت کے قید خانے میں ڈالا گیا اور آتھم صاحب خوف کھا کر بھاگ گئے اور اسلامی عظمت کے جھنڈے کے نیچے پناہ لی۔ منہ



مسٹر عبداللہ آتھم صاحب نے ضرور پیشگوئی کے زمانے میں اسلامی عظمت کو اپنے دل میں جگہ دے کر حق کی طرف رجوع کر لیا تھا۔ اگر اب بھی بعض متعصب ناقص الفہم لوگ شک رکھتے ہیں تو اب ہم یہ دوسرا اشتہار دو ہزار روپیہ انعام کی شرط سے نکالتے ہیں۔ اگر آتھم صاحب جلسہ عام میں تین مرتبہ قسم کھا کر کہہ دیں کہ میں نے پیشگوئی کی مدت کے اندر عظمت اسلامی کو اپنے دل پر جگہ ہونے نہیں دی اور برابر دشمن اسلام رہا اور حضرت عیسیٰ کی ابنیت اور الوہیت اور کفارہ پر مضبوط ایمان رکھا تو اسی وقت نقد دو ہزار روپیہ ان کو بہ شرائط قرار دادہ اشتہار ۹ ستمبر ۱۸۹۲ء بلا توقف دیا جائے گا اور اگر ہم بعد قسم دو ہزار روپیہ دینے میں ایک منٹ کی بھی توقف کریں تو وہ تمام لعنتیں جو نادان مخالف کر رہے ہیں ہم پر وارد ہوں گی اور ہم بلاشبہ جھوٹے ٹھہریں گے اور قطعاً اس لائق ٹھہریں گے کہ ہمیں سزائے موت دی جائے اور ہماری کتابیں جلادی جائیں اور ملعون وغیرہ ہمارے نام رکھے جائیں اور اگر اب بھی آتھم صاحب باوجود اس قدر انعام کثیر کے قسم کھانے سے منہ پھیر لیں تو تمام دشمن و دوست یاد رکھیں کہ انہوں نے محض عیسائیوں سے خوف کھا کر حق کو چھپایا ہے اور اسلام غالب اور فتح یاب ہے پہلے تو ان کے حق کی طرف رجوع کرنے کا صرف ایک گواہ تھا یعنی ان کی وہ خوف زدہ صورت جس میں انہوں نے پندرہ مہینے بسر کئے اور دوسرا گواہ یہ کھڑا ہوا کہ انہوں نے باوجود ہزار روپیہ نقد ملنے کے قسم کھانے سے انکار کیا ہے اب تیسرا گواہ یہ دو ہزار روپیہ کا اشتہار ہے اگر اب بھی قسم کھانے سے انکار کریں تو رجوع ثابت۔ کیا کوئی سچا موت سے ڈر کر انکار کر سکتا ہے۔ کیا ہر ایک جان خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں نہیں جبکہ عیسائیوں کا مقولہ ہے کہ ان کی جان مسیح نے چنائی اور ہم کہتے ہیں کہ نہیں ہرگز نہیں ہرگز نہیں بلکہ اسلامی عظمت کو اپنے دل میں جگہ دینے سے الہام کی شرط کے موافق جان بچ گئی تو اب اس جھگڑے کا فیصلہ بجز ان کی قسم کے اور کیونکر ہو۔ اگر یہی بات سچی ہے کہ صرف مسیح نے ان پر فضل کیا تو اب اس معرکہ کی لڑائی میں جس کے ساتھ کوئی بھی شرط نہیں ضرور مسیح ان پر فضل کرے گا۔ اور اگر یہ بات سچی ہے کہ انہوں نے درحقیقت خوف کے دنوں میں

اپنے دل میں اسلام کی طرف رجوع کر لیا تھا تو اب منکرانہ قسم کھانے کے بعد ضرور بغیر تحلف اور بغیر استثناء کسی شرط کے ان پر موت آئے گی۔ غرض یہ فیصلہ تو نہایت ضرور ہے۔ اس سے وہ کہاں اور کیونکر گریز کر سکتے ہیں اور اگر اب بھی باوجود اس دو ہزار روپیہ کے جو نقد بلا تکلیف حلائے بے دود کی طرح ان کو ملتا ہے قسم کھانے سے انکار کریں تو سارا جہان گواہ رہے کہ ہم کو فتح کامل ہوئی اور عیسائی کھلے طور پر شکست پا گئے اور ہمارا تو یہ حق تھا کہ اول دفعہ کے اشتہار پر ہی کفایت کرتے کیونکہ جب ہزار روپیہ نقد دینے سے وہ قسم نہ کھا سکے تو صریح ان پر حجت پوری ہو گئی مگر ہم نے نہایت موٹی عقل کے لوگوں اور حاسدوں اور متعصبوں کی حالت پر رحم کر کے مکر یہ دو ہزار روپیہ کا اشتہار بطور تیسرے گواہ اپنی صداقت کے جاری کیا ہے ہمارے مولوی مکفر جو عیسائیوں کی فتح کو بدل و جان چاہتے ہیں سب مل کر ان کو سمجھادیں کہ ضرور قسم کھاویں اور ان کی بھی عزت رکھ لیں اور اپنی بھی۔ قطعی فیصلہ تو یہ ہے جو قسم کے کھانے یا انکار کرنے سے ہونہ وہ یکطرفہ الہام جس کے ساتھ صریح شرط رجوع بحق کرنے کی لگی ہوئی تھی اور جس شرط پر عمل در آمد کا ثبوت آتھم صاحب نے اپنی خوفناک حالت دکھانے سے آپ ہی دے دیا بلکہ نور افشاں ۱۴ ستمبر ۱۸۹۴ء صفحہ ۱۲ پہلے ہی کالم کی پہلی ہی سطر میں ان کا یہ بیان لکھا ہے کہ میرا خیال تھا کہ شاید میں مارا بھی جاؤں گا۔ اسی کالم میں یہ بھی لکھا ہے کہ انہوں نے یہ باتیں کہہ کر رو دیا۔ اور رونے سے جتلا یا کہ میں بڑے دکھ میں رہا پس ان کا رونا بھی ایک گواہی ہے کہ ان پر اسلامی پیشگوئی کا بہت سخت اثر رہا ورنہ اگر مجھ کو کاذب جانتے تھے تو ایسی کیا مصیبت پڑی تھی جس کو یاد کر کے اب تک رونا آتا ہے پھر اب سب سے بڑھ کر گواہ یہ ہے کہ انہوں نے ہزار روپیہ لے کر قسم کھانا منظور نہیں کیا ورنہ جس شخص کو وہ پندرہ مہینے کے متواتر تجربہ سے جھوٹا ثابت کر چکے ہیں اس کے سراسر جھوٹ بیان کی رد کرنے کے لئے خواہ نخواہ غیرت جوش مارنی چاہیے تھی اور چاہیے تھا کہ نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ قسم کھانے کو تیار ہو جاتے کیونکہ اپنے آپ کو سچا سمجھتے تھے اور مجھے صریح کاذب۔

☆ نوٹ: مسٹر عبداللہ آتھم نے بیام انعقاد شرائط مباحثہ اپنے ایک تحریری عہد سے جو ہمارے پاس موجود ہے ہمیں اطلاع دی تھی کہ وہ کسی

خیر اب ہم الزام پر الزام دینے کے لئے ایک اور ہزار روپیہ خرچ کر دیتے ہیں اور یہ دو ہزار روپیہ کا اشتہار جو ہماری صداقت کے لئے بطور گواہ ثالث ہے جاری کرتے ہیں اور ہمارے مخالف یاد رکھیں کہ اب بھی آتھم صاحب ہرگز قسم نہیں کھائیں گے کیوں نہیں کھائیں گے اپنے جھوٹا ہونے کی وجہ سے اور یہ کہنا کہ شاید ان کو یہ دھڑکا ہو کہ ایک برس میں مرنا ممکن ہے۔ پس ہم

﴿۴﴾

بقیہ حاشیہ: نشان کے دیکھنے سے ضرور اپنے عقائد کی اصلاح کر لیں گے یعنی دین اسلام قبول کر لیں گے۔ سو یہ خط بھی ایک گواہ ان کی اندرونی حالت کا ہے کہ وہ سچائی کے قبول کرنے کیلئے پہلے ہی سے مستعد تھے۔ پھر جب یہ الہام اپنے پُر رعب مضمون میں انہیں کے بارہ میں ہوا اور انہیں پر پڑا۔ اور الہام بھی موت کا الہام جو بالطبع ہر ایک پر گراں گزرتی ہے۔ اور ہر ایک اپنی چند روزہ زندگی کو عزیز رکھتا ہے۔ اور یہ اپنے اسلام لانے کا وعدہ انہوں نے اس وقت کیا تھا کہ جب انہیں اس بات کا خیال بھی نہیں تھا کہ وہ نشان مطلوب انہیں کی موت کے بارے میں ہوگا۔ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کریں۔ اور وہ الہام نہایت شد و مد اور تاکید سے اور ایسے پر زور الفاظ میں سنایا گیا جس سے بڑھ کر ممکن نہیں۔ تو کیا یہ نہایت قریب قیاس نہیں کہ ایسے مستعد اور قابل انفعال دل پر ایسی پر زور تقریر نے بہت برا اثر کیا ہوگا۔ اور انہوں نے ایسے مندر الہام کو سن کر ضرور متاثر ہو کر اندر ہی اندر اپنی اصلاح کی ہوگی جیسے ان کے دوسرے مضطر بانہ حالات بھی اس پر شاہد ہیں اور نیز اس خط سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ وہ ہرگز تثلیث اور مسیح کے خون اور کفارہ پر مطمئن نہیں تھے۔ کیونکہ ایک ایسا شخص جو اپنے عقائد پر سچے دل سے مطمئن ہو وہ ہرگز یہ بات زبان پر نہیں لاسکتا کہ بعض نشانوں کے دیکھنے سے ان عقائد کو ترک کر دوں گا۔ اصل خط ان کے ہاتھ سے لکھا ہوا ہمارے پاس موجود ہے۔ جو صاحب شک رکھتے ہیں دیکھ لیں۔ منہ

﴿۲﴾

**حل الاشکال:** بعض مخالف مولوی صاحبوں نے اعتراض کیا ہے کہ یہ ایک دشنام دہی کی قسم ہے کہ مخالف مولویوں اور ان کے پیروؤں کو اس طور سے اور اس شرط سے بداصل اور ولد الحرام قرار دیا ہے

کہتے ہیں کہ کون مارے گا کیا ان کا خداوند مسیح یا اور کوئی پس جبکہ یہ دو خداؤں کی لڑائی ہے ایک سچا خدا جو ہمارا خدا ہے اور ایک مصنوعی خدا جو عیسائیوں نے بنا لیا ہے۔ تو پھر اگر آتھم صاحب حضرت مسیح کی خدائی اور اقتدار پر ایمان رکھتے ہیں بلکہ آزما بھی چکے ہیں تو پھر ان کی خدمت میں عرض کر دیں کہ اب اس قطعی فیصلہ کے وقت میں مجھ کو ضرور زندہ رکھیو۔ یوں تو

**بقیہ حاشیہ:** کہ نہ تو وہ اس خلاف حق کلمہ سے منہ بند کریں کہ اسلام اور عیسائیت کی بحث میں عیسائیوں کی فتح ہوئی۔ اور نہ مسٹر آتھم صاحب کو قسم کھانے پر آمادہ کریں۔ اور وجہ اعتراض یہ بیان کی گئی ہے کہ آتھم صاحب پر ہمارا کچھ زور اور حکم تو نہیں تا خواہ نخواستہ قسم کھانے پر ان کو مستعد کریں۔ تو اس کا جواب یہی ہے کہ اے بے ایمانوں اور دل کے اندھوں اور اسلام کے دشمنوں اگر آتھم صاحب قسم کھانے سے گریز کر رہے ہیں تو اس سے کیا یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ پیشگوئی جھوٹی نکلی یا یہ نتیجہ کہ درحقیقت آتھم صاحب نے دل میں اسلام کی طرف رجوع کر لیا ہے۔ تبھی تو وہ جھوٹی قسم کھانے سے پرہیز کرتے ہیں۔ جبکہ تم نیم عیسائی ہو کر بدل و جان زور لگا رہے ہو کہ آتھم صاحب کسی طرح اقرار کر دیں کہ میں درحقیقت ایام میعاد پیشگوئی میں اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن رہا اور عاجز انسان کو خدا جانتا رہا۔ تو پھر اگر آتھم صاحب درحقیقت پکے عیسائی اور دشمن اسلام ہیں۔ تو ان کو ایسی قسم سے کون روکتا ہے جس کے کھانے کے ساتھ دو ہزار روپیہ نقد ان کو ملے گا اور جس کے نہ کھانے سے یہ ثابت ہوگا کہ عظمت اسلام ضرور ان کے دل میں سماگئی۔ اور عیسائیت کے باطل اصول ان کی نظر میں حقیر اور مکروہ معلوم ہوئے اے نیم عیسائیو ذرہ اور زور لگاؤ۔ اور آتھم صاحب کے پیروں پر سر رکھ دو شاید وہ مان لیں اور یہ پلید لعنت تم سے ٹل جائے۔ ہائے افسوس عیسائی گریز کریں اور تم اصرار کرو عجیب سرشت ہے۔ اے نیم عیسائیو آج تم نے وہ پیشگوئی پوری کر دی۔ جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا جو ستر ہزار میری امت میں سے دجال کے ساتھ مل جائے گا۔ سو آج تم نے دجالوں کی ہاں کے ساتھ ہاں ملا دی تا جو اس پاک زبان پر جاری ہوا تھا وہ پورا ہو جائے۔ تمہیں وہ حدیث بھی

موت کی گرفت سے کوئی بھی باہر نہیں اگر آتھم صاحب چوسٹھ برس کے ہیں تو عاجز قریباً ساٹھ برس کا ہے اور ہم دونوں پر قانون قدرت یکساں موثر ہے لیکن اگر اسی طرح کی قسم کسی راستی کی آزمائش کے لئے ہم کو دی جائے تو ہم ایک برس کیا دس برس تک اپنے زندہ رہنے کی قسم کھا سکتے ہیں کیونکہ جانتے ہیں کہ دینی بحث کے وقت میں ضرور خدا تعالیٰ ہماری مدد کرے گا اور ایسا شخص تو سخت بے ایمان اور دہریہ ہوگا کہ جس کو ایسی بحث میں یہ خیال آوے کہ شاید میں اتفاقاً مر جاؤں کیا زندہ رہنا اور مرنا اس کے خدا کے ہاتھ نہیں۔ کیا بغیر حکم حاکم کے یوں ہی اتفاقی طور پر لوگ مر جاتے ہیں۔ اور نیز اتفاق اور امکان تو دونوں پہلو رکھتا ہے مرنا اور نا مرنا بھی بلکہ نامرنے کا پہلو قوی اور غالب ہے کیونکہ مر جانا تو ایک نیا حادثہ ہے جو ہنوز معدوم ہے اور زندہ رہنا ایک معمولی امر ہے جو موجود بالفعل ہے پھر

**بقیہ حاشیہ:** بھول گئی جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ایک فتنہ ہوگا جس میں عیسائی کہیں گے کہ ہماری فتح ہوئی اور مہدی کے لوگ کہیں گے کہ ہماری فتح ہوئی اور عیسائیوں کیلئے شیطان گواہی دے گا کہ الحق فی آل عیسیٰ اور مہدی کے لوگوں کیلئے رحمان گواہی دے گا کہ الحق فی آل محمد۔ سواب سوچو کہ وہی وقت آ گیا۔ عیسائیوں نے شیطانی مکائد سے پنجاب اور ہندوستان میں کیا کچھ نہ کیا۔ یہی شیطانی آواز ہے اب رحمانی آواز کے منتظر ہو۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔

﴿۴﴾

یقیناً سمجھنا چاہیے کہ ہمارا الہام کی رو سے آتھم صاحب کی پوشیدہ حالت پر اطلاع پانا کہ انہوں نے ضرور اسلامی عظمت اور صداقت کی طرف رجوع کیا ہے آتھم صاحب کے واسطے ایک نشان ہے اور اگرچہ کوئی دوسرا سمجھے یا نہ سمجھے مگر آتھم صاحب کا دل ضرور گواہی دے گا کہ یہ وہ پوشیدہ امر ہے جو ان کے دل میں تھا اور خدا تعالیٰ نے جو علیم و حکیم ہے اپنے بندہ کو اس سے اطلاع دی اور ان کے اس غم و ہم سے مطلع فرمایا جو محض اسلامی شوکت اور صداقت کے قبول کرنے کی وجہ سے تھا نہ کسی اور وجہ سے اور یہی وجہ ہے کہ اب وہ میرے سامنے ہرگز مقابل پر نہیں آئیں گے کیونکہ میں صادق ہوں اور الہام سچا ہے۔ منہ

موت سے غم کرنا صریح اس امر کا ثبوت ہے کہ اپنے خدا کے کامل اقتدار پر ایمان نہیں حضرت یہ تو دو خداؤں کی لڑائی ہے اب وہی غالب ہوگا جو سچا خدا ہے۔ جبکہ ہم کہتے ہیں کہ ہمارے خدا کی ضرور یہ قدرت ظاہر ہوگی کہ اس قسم والے برس میں ہم نہیں مریں گے لیکن اگر آتھم صاحب نے جھوٹی قسم کھالی تو ضرور فوت ہو جائیں گے تو جائے انصاف ہے کہ آتھم صاحب کے خدا پر کیا حادثہ نازل ہوگا کہ وہ ان کو بچا نہیں سکے گا اور منجی ہونے سے استغفیٰ دے دے گا۔ غرض اب گریز کی کوئی وجہ نہیں یا تو مسیح کو قادر خدا کہنا چھوڑیں اور یا قسم کھالیں۔ ہاں اگر عام مجلس میں یہ اقرار کر دیں کہ ان کے مسیح ابن اللہ کو برس تک زندہ رکھنے کی تو قدرت نہیں مگر برس کے تیسرے حصہ یا تین دن تک البتہ قدرت ہے اور اس مدت تک اپنے پرستار کو زندہ رکھ سکتا ہے تو ہم اس اقرار کے بعد چار مہینہ یا تین ہی دن تسلیم کر لیں گے اگر اب بھی یہ دو ہزار روپیہ کا اشتہار پا کر منہ پھیر لیا تو ہر ایک جگہ ہماری کامل فتح کا نقارہ بجے گا اور عیسائی اور نیم عیسائی سب ذلیل اور پست ہو جائیں گے اور ہم اس اشتہار کے روز اشاعت سے بھی ایک ہفتہ کی میعاد آتھم صاحب کو دیتے ہیں اور باقی وہی شرائط ہیں جو اشتہار ۹ ستمبر ۱۸۹۴ء میں بتصریح لکھ چکے ہیں والسلام علی من اتبع الهدی۔

المشتہر

۲۰ ستمبر ۱۸۹۴ء

میرزا غلام احمد قادیانی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ . نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ رَبَّنَا فَتَحْ بَیْنَنا وَبَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَیْرُ الْفَاتِحِیْنَ

## اشتہار

# انعامی تین ہزار روپیہ

## بمرتبہ سوئم

اس تحریر میں آتھم صاحب کے لئے تین ہزار روپیہ کا انعام مقرر کیا گیا ہے اور یہ انعام بعد قسم بلا توقف دو معتبر متمول لوگوں کا تحریری ضمانت نامہ لے کر ان کے حوالہ کیا جاوے گا اور اگر چاہیں تو قسم سے پہلے ہی باضابطہ تحریر لے کر یہ روپیہ ان کے حوالہ ہو سکتا ہے یا ایسے دو شخصوں کے حوالہ ہو سکتا ہے جن کو وہ پسند کریں اور اگر ہم بشرائط مذکورہ بالا روپیہ دینے سے پہلو تہی کریں تو ہم کا ذب ٹھہریں گے مگر چاہئے کہ ایسی درخواست روز اشاعت سے ایک ہفتہ کے اندر آوے اور ہم مجاز ہوں گے کہ تین ہفتہ کے اندر کسی تاریخ پر روپیہ لے کر آتھم صاحب کی خدمت میں حاضر ہو جائیں لیکن اگر آتھم صاحب کی طرف سے رجسٹری شدہ خط آنے کے بعد ہم تین ہفتہ کے اندر تین ہزار روپیہ نقد لے کر امرتسر یا فیروز پور یا جس جگہ پنجاب کے شہروں میں سے آتھم صاحب

فرمادیں ان کے پاس حاضر نہ ہوں تو بلاشبہ ہم جھوٹے ہو گئے اور بعد

میں ہمیں کوئی حق باقی نہیں رہے گا جو انہیں ملزم کریں

بلکہ خود ہم ہمیشہ کے لئے ملزم اور مغلوب اور

جھوٹے متصور ہوں گے۔

ہماری اس تحریر کے دو حصے ہیں پہلا حصہ ان مولویوں اور ناواقف مسلمانوں اور عیسائیوں سے متعلق ہے جو خواہ نخواہ عیسائیوں کو فتح یا بقرار دیتے ہیں اور ہماری فتح کے دلائل قاطعہ کو کمزور خیال کرتے ہیں اور اپنی خبث باطنی اور بخل اور غباوت کی وجہ سے اس سیدھی اور صاف بات کو نہیں سمجھتے جو نہایت بدیہی اور واضح ہے اور دوسرے حصہ میں آتھم صاحب کی خدمت میں ایک خط ہے جس میں ہم نے ان پر حجت اللہ پوری کر دی ہے۔ اب سمجھنا چاہیے کہ بخل مولویوں اور ناواقف مسلمانوں اور عیسائیوں کے اعتراض یہ ہیں جو ہم ذیل میں لکھ کر دفع کرتے ہیں۔

(۱) اعتراض اول۔ پیشگوئی تو جھوٹی نکلی اب تاویل کی جاتی ہیں الجواب منصف بنو اور سوچو اور خدا تعالیٰ سے ڈرو اور آنکھیں کھول کر اس الہام کو پڑھو جو مباحثہ کے اختتام پر لکھا گیا تھا کیا اس کے دو پہلو تھے یا ایک تھا کیا اس میں صریح اور صاف طور پر نہیں لکھا تھا کہ ہاویہ میں گرایا جاوے گا بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔ اب قسماً کہو کیا اس کو تاویل کہہ سکتے ہیں یا صریح شرط موجود ہے کیا خدا تعالیٰ کا اختیار نہ تھا کہ دو پہلو میں سے جس کو چاہتا اسی کو پورے ہونے دیتا کیا ہم نے پیچھے سے تاویل کے طور پر کوئی بات بنائی یا پہلے سے صاف اور کھلی کھلی شرط موجود ہے۔

(۲) اعتراض دویم۔ بے شک شرط موجود تو ہے مگر یہ کہاں سے اور کیونکر ثابت ہوا کہ آتھم صاحب نے خوف کے دنوں میں رجوع اسلام کی طرف کر لیا تھا اور اسلامی عظمت کو دل میں بٹھالیا تھا کیا کسی نے اس کو کلمہ پڑھتے سنایا نماز پڑھتے دیکھا بلکہ وہ تو اب بھی اخباروں میں یہی چھپواتا ہے کہ میں عیسائی ہوں اور عیسائی تھا۔ الجواب آتھم صاحب کا بیان بحیثیت شاہد مطلوب ہے نہ بحیثیت مدعا علیہ پس آتھم صاحب بغیر اس قسم غلیظ کے جس کا ہم مطالبہ کر رہے ہیں اور جس کے لئے اب ہم تین ہزار روپیہ نقد ان کو دیتے ہیں جو کچھ بیان فرما رہے ہیں یا اخباروں میں چھپوار ہے ہیں وہ



سب بیان ایک مدعا علیہ کی حیثیت میں ہے اور ظاہر ہے کہ جب کوئی شخص مدعا علیہ کی حیثیت سے عدالت میں کھڑا ہوتا ہے تو اپنی ذاتی اغراض اور سوسائٹی اور اپنے دوسرے دنیوی مصالح کے لحاظ سے نہ ایک دفعہ بلکہ لاکھ دفعہ جھوٹ بولنے پر آمادہ ہو سکتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ وہ اس وقت حلف دروغ کا مجرم نہیں، اس قانون قدرت کو ہر ایک شخص جانتا ہے کہ خدا تعالیٰ قسم کے وقت دروغ گو کو ضرور پکڑتا ہے اس لئے اگر جھوٹے بے ایمان کو کوئی قسم غلیظ دی جاوے مثلاً بیٹا مر جانے کی، ہی قسم ہو تو ضرور اس وقت وہ ڈرتا ہے اور حق کا رعب اس پر غالب آجاتا ہے پس یہی سبب ہے کہ آتھم صاحب قسم نہیں کھاتے اور صرف بحیثیت مدعا علیہ انکار کئے جاتے ہیں۔ پس اس عجیب تماشا کو لوگ دیکھ لیں کہ ہم تو ان کو بحیثیت گواہ کھڑا کر کے اور گواہوں کی طرح ایک قسم غلیظ دے کر اس الہام کا فیصلہ کرنا چاہتے ہیں جس سے وہ منکر ہیں اور وہ بار بار بحیثیت ایک مدعا علیہ کے اپنا عیسائی ہونا ظاہر کرتے ہیں یہ کس قدر دھوکا ہے جو لوگوں کو دے رہے ہیں۔ اس دجالی فرقے کے مکروں کو دیکھو جو کیسے باریک ہیں ہمارا مدعا تو یہ ہے کہ اگر وہ درحقیقت خوف کے دنوں میں اور ان دنوں میں جو دیوانوں کی طرح وہ بھاگتے پھرتے تھے اور جبکہ ان پر بہت سا اثر دہشت پڑا ہوا تھا درحقیقت اسلامی عظمت اور صداقت سے متاثر نہیں تھے تو کیوں اب بحیثیت ایک گواہ کے کھڑے ہو کر قسم نہیں کھاتے اور کیوں اس طریق فیصلہ سے گریز کر رہے ہیں اور کیا وجہ ہے کہ اس طور سے قسم کھانے <sup>☆</sup> سے ان کی جان نکلتی ہے جس طور کو ہم نے اپنے اشتہار ہزار روپیہ اور پھر اشتہار دو ہزار روپیہ میں بتصریح بیان کیا ہے یعنی یہ کہ وہ عام مجمع میں ہماری حاضری کے وقت ان صاف اور صریح لفظوں میں قسم کھا جاویں کہ میں نے میعاد پیشگوئی میں اسلام کی

☆نوٹ: اس قسم کا نام قسم آ مینی ہے یعنی وہ قسم مؤکد بعد اب موت کھائیں اور ہم آ مین کہیں آخری فیصلہ قسم ہے اس لئے قانون انگریزی نے بھی ہر ایک قوم عیسائی وغیرہ کے لئے عند الضرورت قسم پر حصر رکھا ہے۔ منہ

طرف ایک ذرہ رجوع نہیں کیا اور نہ اسلامی صداقت اور عظمت نے میرے دل پر کوئی ہولناک اثر ڈالا اور نہ اسلامی پیشگوئی کی روحانی ہیبت نے ایک ذرہ بھی میرے دل کو پکڑا بلکہ میں مسیح کی الوہیت اور ابنیت اور کفارہ پر پورا اور کامل یقین رکھتا رہا اور اگر میں خلاف واقعہ کہتا ہوں اور حقیقت کو چھپاتا ہوں تو اے قادر خدا مجھے ایک سال کے اندر ایسے موت کے عذاب سے نابود کر جو جھوٹوں پر نازل ہونا چاہیے یہ قسم ہے جس کا ہم ان سے مطالبہ کرتے ہیں اور جس کے لئے ہم اشتہار شائع کرتے کرتے آج تین ہزار روپیہ تک پہنچے ہیں۔ ہم قسمیہ کہتے ہیں کہ ہم باضابطہ تحریر لے کر یعنی حسب شرائط اشتہار نہم ستمبر ۱۸۹۴ء تمسک لکھوا کر یہ تین ہزار روپیہ قسم کھانے سے پہلے دے دیں گے اور بعد میں قسم لیں گے۔ پھر کیوں آتھم صاحب پر اس بات کے سننے سے غشی پر غشی طاری ہو رہی ہے کیا اب وہ مصنوعی خدافوت ہو گیا جس نے پہلے نجات دی تھی یا اس سے اب منجی ہونے کے اختیار چھین لئے گئے ہیں۔ ہمیں بالکل سمجھ نہیں آتا کہ کیسی شوخی اور دجالیت ہے کہ یوں تو آتھم صاحب بحیثیت ایک مدعا علیہ کے بہت باتیں کریں یہاں تک کہ اسلام کو جھوٹا مذہب بھی قرار دے دیں اور شیخی کی باتیں منہ سے نکالیں مگر جب بحیثیت شاہد ٹھہرا کر بطرز مذکورہ بالا ان سے قسم لینے کا مطالبہ ہو تو ایسی خاموشی کے دریا میں غرق ہو جائیں کہ گویا وہ دنیا میں ہی نہیں رہے۔ کیا اے ناظرین ان کے اس طرز طریق سے ثابت نہیں ہوتا کہ ضرور دال میں کالا ہے۔ غضب کی بات ہے کہ ایک ہزار روپیہ دینا کیا اور رجسٹری کر کے اشتہار بھیجا مگر وہ چپ رہے پھر دو ہزار روپیہ دینا کیا اور رجسٹری کر کے اشتہار بھیجا پھر بھی ان کی طرف سے کوئی آواز نہیں آئی اور دونوں میعادیں گزر گئیں اب یہ تین ہزار روپیہ کا اشتہار جاری کیا جاتا ہے کیا کسی کو امید ہے کہ اب وہ قسم کھانے کیلئے میدان میں آئیں گے ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ وہ تو جھوٹ کی موت سے مر گئے اب قبر سے کیونکر نکلیں۔ ان کو تو یہ باتیں سن کر غش آتا ہے کیونکہ وہ جھوٹے ہیں اور ایک عاجز اور خاکی انسان کو خدا بنا کر اس کی پرستش کر رہے ہیں۔ ابتدا میں جب وہ میعاد کی زندان سے نکلے بولتے بھی نہیں تھے اور سرنگوں رہتے تھے پھر رفتہ رفتہ شیطانی سوسائٹی

سے مل کر اور دجالی ہوا کے لگنے سے دل سخت ہو گیا اور خدا تعالیٰ کے احسان کو بھلا دیا پس ان کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک سخت دل اور دنیا پرست آدمی ایک ایسے مقدمہ میں پھنس جائے جس سے اس کو جان کا اندیشہ یا دائم الحسب ہونے کا خوف ہو تب وہ دل میں خدا تعالیٰ کو پکارتا رہے اور اپنی بد اعمالیوں سے باز رہے اور پھر جب رہائی پا جائے تو اس رہائی کو بخت اور اتفاق پر حمل کرے اور خدا تعالیٰ کے احسانوں کو بھلا دیوے۔ قرآن کو کھول کر دیکھو کہ خدا تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے لئے کہ جو فرعون صفت کا کوئی شعبہ اپنے اندر رکھتے ہیں کس قدر مثالیں دی ہیں چنانچہ منجملہ ان کے ایک کشتی کی بھی مثال ہے جب غرق ہونے لگی۔ پس اب آتھم صاحب اپنی دہریت پر ناز نہ کریں ذرہ قسم کھاویں پھر عنقریب دیکھیں گے کہ خدا ہے اور وہی خدا ہے جس کو اسلام نے پیش کیا ہے نہ وہ کہ کروڑ ہا اور بے شمار برسوں کے بعد مریم عاجزہ کے پیٹ سے نکلا اور پھر حجاب کی طرح ناپید ہو گیا۔

(۳) اعتراض سوم - یہ ہے کہ یہ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ کسی پنڈت یا ہندے یا رنٹال یا جگری کی پیشگوئی پر بھی جب کسی کی موت کی نسبت وہ بیان کرے تو ضرور بوجہ بشریت اس پیشگوئی کا خوف اور دہشت دل میں پیدا ہو جاتا ہے پھر اگر آتھم صاحب کے دل پر بھی اسلامی پیشگوئی کی دہشت طاری ہوئی ہو تو کیوں اس خوف کو بھی بشریت کی طرف منسوب نہ کیا جاوے الجواب بشر تو بشریت سے کبھی منفک نہیں ہوتا لیکن جب بقول آپ کے اسلامی پیشگوئی کی عظمت اور صداقت نے آتھم صاحب کے دل پر اثر کیا اور ان کو ایک شدید خوف میں ڈال دیا تو بموجب تصریح قرآن کریم کے یہ بھی ایک رجوع کی قسم ہے کیونکہ اسلامی پیشگوئی کی تصدیق درحقیقت اسلام کی تصدیق ہے مثلاً منجم کی پیشگوئی سے وہ شخص ڈرتا ہے جو نجوم کو کچھ چیز سمجھتا ہے اور رنٹال کی پیشگوئی سے وہی شخص خائف ہوتا ہے جو رمل کو کچھ حقیقت خیال کرتا ہے اسی طرح اسلامی پیشگوئی سے وہی شخص ہراساں اور لرزاں ہوتا ہے جس کا دل اس وقت اسلام کا مذب نہیں بلکہ مصدق ہے اور ہم بار بار لکھ چکے ہیں کہ اس قدر اسلام کی عظمت اور صداقت کو مان لینا اگرچہ نجات اخروی کیلئے مفید نہیں مگر

عذاب دنیوی سے رہائی پانے کے لئے مفید ہے جیسا کہ قرآن کریم نے اس بارہ میں بار بار مثالیں پیش کی ہیں اور بارہا فرمایا ہے کہ ہم نے خوف اور تضرع کے وقت کفار کو عذاب سے نجات دے دی حالانکہ ہم جانتے تھے کہ وہ پھر کفر کی طرف عود کریں گے پس اسی قرآنی اصول کے موافق آتھم صاحب شدید خوف میں مبتلا ہو کر کچھ دنوں کے لئے موت سے نجات پا گئے کیونکہ انہوں نے اس وقت عظمت اور صداقت اسلامی کو قبول کیا اور رد نہ کیا جیسا کہ علاوہ ہمارے الہام کے ان کا پریشان حال ان کی اس اندرونی حالت پر گواہ رہا اور اگر یہ باتیں صحیح نہیں ہیں اور اسلام کا خدا ان کے نزدیک سچا خدا نہیں تو قسم کھانے سے کیوں وہ بھاگتے ہیں اور کون سا پہاڑ ان پر گرے گا جو انہیں کچل ڈالے گا کیا وہ تجربہ نہیں کر چکے جو ہم جھوٹے ہیں پس جھوٹوں کے مقابل پر تو پہلے سے زیادہ دلیری کے ساتھ میدان میں آنا چاہیے☆ مگر حقیقت یہ ہے کہ وہی جھوٹے اور ان کا مذہب جھوٹا اور ان کی ساری باتیں جھوٹی ہیں اور اس پر یہی دلیل کافی ہے کہ جیسا کہ جھوٹے بزدل اور ہراساں ہوتے ہیں اور ڈرتے ہیں کہ اپنے جھوٹ کی شامت سے بچ سچ مر ہی نہ جائیں یہی حال ان کا ہو رہا ہے اگر آتھم صاحب پندرہ مہینہ کے تجربہ سے مجھے کاذب معلوم کر لیتے تو ان سے زیادہ میرے مقابل پر اور کوئی بھی دلیر نہ ہوتا اور وہ قسم کھانے کے لئے مستعد ہو کر اس طرح میدان میں دوڑ کر آتے کہ جس طرح چڑیا کے شکار کی طرف باز دوڑتا ہے۔ مطالبہ قسم پر ان کو باغ باغ ہو جانا چاہیے تھا کہ اب جھوٹا دشمن قابو میں آ گیا مگر یہ کیا

☆ حاشیہ: بعض مخالف مولوی نام کے مسلمان اور ان کے چیلے کہتے ہیں کہ جب کہ ایک مرتبہ عیسائیوں کی فتح ہو چکی تو پھر بار بار آتھم صاحب کا مقابلہ پر آنا انصافاً ان پر واجب نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اے بے ایمانو، نیم عیسائیو، دجال کے ہمراہیو، اسلام کے دشمنو کیا پیشگوئی کے دو پہلو نہیں تھے پھر کیا آتھم صاحب نے دوسرے پہلو رجوع الی الحق کے احتمال کو اپنے افعال اور اپنے اقوال سے آپ قوی نہیں کیا۔ کیا وہ نہیں ڈرتے رہے کیا انہوں نے اپنی زبان سے ڈرنے کا اقرار نہیں کیا پھر اگر وہ ڈر انسانی تلوار سے تھانہ آسانی تلوار سے تو اس شبہ کے مٹانے کے لئے کیوں قسم نہیں کھاتے پھر جبکہ اس طرف سے ہزار بار و پیہ کے انعام کا وعدہ نقد کی طرح

آفت پڑی کیوں اب تجربہ کے بعد مقابل پر نہیں آتے یہی سبب ہے کہ انہیں میرے الہام کی حقیقت معلوم ہے دوسرے احمق عیسائی اور مسلمان نہیں جانتے مگر وہ خوب جانتے ہیں۔

ناظرین! کیا تم سمجھتے ہو کہ وہ میدان میں قسم کھانے کے لئے آجائیں گے ہرگز نہیں آئیں گے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ کبھی جھوٹے بھی ایسی بہادری دکھلاتے ہیں جو ایمانی قوت پر مبنی ہو ان کے تو ڈر ڈر کے دست نکلنے رہے غشی پر غشی طاری ہوتی رہی سو خدا نے جو سزا دینے میں دھیما اور رحم میں سب سے بڑھ کر ہے اپنی الہامی شرط کے موافق ان سے معاملہ کیا اب چڑیا اپنے پنجرہ سے نکلی ہوئی پھر کیونکر اسی پنجرہ میں داخل ہو جائے۔

پیارے ناظرین! کیا تم ہماری تحریروں کو غور سے نہیں دیکھتے کیا سچائی کی شوکت تمہیں ان کے اندر معلوم نہیں ہوتی کیا نور فرماست تمہارا گواہی نہیں دیتا کہ یہ ایمانی قوت اور شجاعت اور یہ استقلال دروعلو سے کبھی ظاہر نہیں ہو سکتا کیا میں پاگل ہو گیا یا میں دیوانہ ہوں کہ اگر قطعی طور پر مجھے علم نہیں دیا گیا تو یوں ہی تین ہزار روپیہ برباد کرنے کو تیار ہو گیا ہوں۔ ذرہ سوچو اور اپنے صحیح وجدان سے کام لو اور یہ کہنا کہ کوئی ایسی بات نظر نہیں آتی جس کا اثر عبد اللہ آتھم پر ہوا ہو کس قدر صداقت کا خون کرنا ہے اگر اثر نہیں تھا تو کیوں آتھم صاحب چوروں کی طرح بھاگتے پھرے اور کیوں اپنی سچائی کی بنا پر اب قسم کھانے کے لئے میدان میں نہیں آتے خط پر خطر جسٹری کرا کر بھیجے گئے وہ مردے کی طرح بولتے نہیں۔

(۴) چوتھا اعتراض - یہ ہے کہ ایک صاحب اپنے اشتہار میں مجھ کو مخاطب کر کے

لکھتے ہیں کہ تم نے مباحثہ میں آتھم صاحب کو مخاطب کر کے کہا تھا کہ تم عمداً حق کو چھپا رہے ہو پس اس سے ثابت ہوا کہ وہ اس وقت بھی بقول تمہارے اسلام کو حق جانتے تھے پس پیشگوئی کی میعاد میں کون سی نئی بات ان سے ظہور میں آئی الجواب جاننا چاہیے

بقیہ حاشیہ: پا کر پھر بھی قسم سے انکار اور گریز ہے تو عیسائیوں کی فتح کیا ہوئی کیا تمہاری ایسی تیبی سے۔ منہ

کہ امن کی حالت میں اپنے کفر کی حمایت کر کے حق کو چھپانا اور اپنے مخالفانہ دلائل کو کمزور سمجھ کر پھر بھی بحث کے وقت انہیں کو فروغ دینا اور اسلامی دلائل کو بہت قوی پا کر پھر بھی ان سے عمدًا حق پوشی کی راہ سے منہ پھیرنا یہ اور بات ہے لیکن خوف کے دنوں میں درحقیقت اسلامی صداقت کا خوف اپنے دل پر ڈال لینا یہاں تک کہ شدت خوف سے دیوانہ سا ہو جانا یہ اور چیز ہے اور دونوں باتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور موجب التواء عذاب شق دوم ہے نہ شق اوّل۔

(۵) پانچواں اعتراض - یہ ہے کہ ایک سال کی میعاد کی کیا ضرورت ہے خدا ایک دن میں جھوٹے کو مار سکتا ہے۔ الجواب: ہاں بے شک خدائے قادر ذوالجلال ایک دن میں کیا بلکہ ایک طرفۃ العین میں مار سکتا ہے مگر جب اس نے الہامی تفہیم سے اپنا ارادہ ظاہر کر دیا تو اس کی پیروی کرنا لازم ہے کیونکہ وہ حاکم ہے مثلاً وہ اپنی قدرت کے رو سے ایک دن میں انسان کے نطفہ کو بچہ بنا سکتا ہے لیکن جب اس نے اپنے قانون قدرت کے ذریعہ سے ہمیں سمجھا دیا کہ یہی اس کا ارادہ ہے کہ نومہینہ میں بچہ بناوے تو بعد اس کے نہایت چالاک کی اور گستاخی ہوگی کہ ہم ایسا اعتراض کریں کیا ہمیں خدا تعالیٰ کے ارادوں اور حکموں کی پیروی کرنا لازم ہے یا یہ کہ اپنے ارادوں کا اس کو پیرو بناویں اس کی قدرت تو دونوں پہلور کھتی ہے چاہے تو ایک طرفۃ العین میں کسی کو ہلاک کر دے اور چاہے تو کسی اور مدت تک مثلاً ایک سال تک کسی پر موت وارد کرے اور پھر جب اسی کی تفہیم سے معلوم ہوا کہ اپنی قدرت کے وارد کرنے میں اس نے ایک سال کی مدت کو ارادہ کیا ہے تو یہ کہنا سخت بے جا ہے کہ یہ ارادہ اس کی قدرت کے مخالف ہے صدا کا م ہیں جو وہ ایک دم میں کر سکتا ہے مگر نہیں کرتا دنیا کو بھی چھ دن میں بنایا اور کھیتوں کو بھی اس مدت تک پکاتا ہے جو اس نے مقرر کر رکھی ہے اور ہر اک شے کے لئے اس کے قانون قدرت میں اجل مقرر ہے پس قانون الہام بھی اسی قانون قدرت کے مشابہ صفات باری کو ظاہر کرتا ہے لیکن یہ سیاق ایسے لوگ کیوں کر رہے ہیں جو حضرت مسیح کو

قادر مطلق خیال کرتے ہیں کیا ان کا وہ مصنوعی خدا ایک سال تک آتھم صاحب کو بچا نہیں سکتا حالانکہ ان کی عمر بھی کچھ ایسی بڑی نہیں ہے بلکہ میری عمر سے صرف چند سال ہی زیادہ ہیں پھر اس مصنوعی خدا پر کون سی ناتوانی طاری ہو جائے گی کہ ایک سال تک بھی ان کو بچا نہیں سکے گا ایسے خدا پر نجات کا بھروسہ رکھنا بھی سخت خطرناک ہے جو ایک سال کی حفاظت سے بھی عاجز ہے کیا ہم نے عہد نہیں کیا کہ ہمارا خدا اس سال میں ضرور ہمیں مرنے سے بچائے گا اور آتھم صاحب کو اس جہان سے رخصت کر دے گا کیونکہ وہی قادر اور سچا خدا ہے جس سے بد نصیب عیسائی منکر ہیں اور اپنے جیسے انسان کو خدا بنا بیٹھے ہیں تبھی تو بزدل ہیں اور ایک سال کے لئے بھی اس پر بھروسہ نہیں آسکتا اور سچ ہے باطل معبودوں پر بھروسہ کیونکر ہو سکے اور نور فطرت کیونکر گواہی دیوے کہ ایسا عاجز معبود ایک سال تک بچا سکے گا بلکہ ہم نے تو ایشہ ۲۰ ستمبر ۱۸۹۴ء میں یہ بھی لکھ دیا ہے کہ اگر آتھم صاحب اپنے مصنوعی خدا کو ایسا ہی کمزور اور گیا گذر الیقین کر بیٹھے ہیں تو اتنا کہہ دیں کہ وہ ابن اللہ کے نام کا خدا ایک سال تک مجھے بچا نہیں سکتا تو ہم اس اقرار کے بعد تین دن ہی منظور کر لیں گے مگر وہ کسی طرح میدان میں نہیں آویں گے کیونکہ جھوٹے کو اپنے جھوٹ کا دھڑکا شروع ہو جاتا ہے اور سچے کے مقابل پر آنا اس کو ایک موت کا مقابلہ معلوم ہوتا ہے۔

(۶) چھٹا اعتراض - یہ ہے کہ کیا خدا آتھم کے منافقانہ رجوع سے اپنے زبردست وعدہ کو ٹال سکتا تھا حالانکہ وہ خود ہی فرماتا ہے۔ وَكُنْ يَوْمَئِذٍ مِنَ الَّذِينَ نَفْسًا إِذَا جَاءَ أَجْلُهُمْ ۗ یعنی جب وعدہ پہنچ گیا تو کسی جان کو مہلت نہیں دی جاتی۔ الجواب آپ سن چکے ہیں کہ وہ وعدہ خدا تعالیٰ کے الہام میں قطعی وعدہ نہ تھا اور نہ فیصلہ ناطق تھا بلکہ مشروط بشرط تھا اور بصورت پابندی شرط کے وہ شرط قرار دادہ بھی وعدہ میں داخل تھی۔ سو آتھم نے خوف کے دنوں میں بے شک حق کی طرف رجوع کیا اور وہ رجوع منافقانہ نہیں تھا اس لئے خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق موت میں تاخیر ڈال دی۔ افسوس کہ نادان لوگ اس بات





اگر آتھم قسم کھا کر پھر اندر ہی اندر رجوع کر لے تو چاہیے کہ عذاب ٹل جائے تو اس صورت میں ایک شریر انسان کے لئے بڑی گنجائش ہے اور ربانی پیشگوئیوں کا بالکل اعتبار اٹھ جائے گا۔ **الجواب:** قسم کھانے کے بعد خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ فیصلہ قطعی کرے سو قسم کے بعد ایسے مکار کا پوشیدہ رجوع ہرگز قبول نہیں ہوگا کیونکہ اس میں ایک دنیا کی تباہی ہے اور قسم فیصلہ کے لئے ہے اور جب فیصلہ نہ ہو اور کوئی مکار پوشیدہ رجوع کر کے حق پر پردہ ڈال سکے تو دنیا میں گمراہی پھیل جائے گی اس لئے قسم کے بعد خدا تعالیٰ کا عزم مایہ ارادہ ہوتا ہے کہ حق کو باطل سے علیحدہ کر دے تا امر مشتبہ کا فیصلہ ہو جائے۔

**(۸) آٹھواں اعتراض** - یہ ہے کہ اگر صداقت کا صرف اقبال یا اقرار باعث تاخیر موت ہے تو ہم اہل اسلام کو کبھی موت نہیں آنی چاہیے کیونکہ صداقت کے پیرو ہیں۔ جبکہ دشمن خدا ذرا سے منافقانہ رجوع کے باعث جو وہ بھی پوشیدہ ہے موت سے بچ جائے تو ہم جو علی رؤس الاشهاد رجوع کئے بیٹھے ہیں۔ بے شک حیات جاودانی کے مستحق ہیں۔ **الجواب:** عزیز من جو لوگ سچے دل سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور پھر بعد اس کے ایسے کام نہیں کرتے جو اس کلمہ کے مخالف ہیں بلکہ توحید کو اپنے دل پر وارد کر کے رسالت محمدیہ کے جھنڈے کے نیچے ایسی استقامت سے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ کوئی ہولناک آواز بندوق یا توپ کی ان کو اس جگہ سے جنبش نہیں دے سکتی اور نہ تیز تلواروں کی چمکیں ان کی آنکھوں کو خیرہ کر سکتی ہیں اور نہ وہ ٹکڑے ٹکڑے بھی ہو کر اس جھنڈے سے باہر آ سکتے ہیں بیشک وہ لوگ حیات جاودانی پائیں گے کس خبیث نے کہا کہ نہیں پائیں گے اور وہ دائمی زندگی کے ضرور ہی وارث ہوں گے کون ملعون کہتا ہے کہ نہیں وارث ہوں گے لیکن ایک کافر یا فاسق کا خوف کے دنوں میں کچھ مدت تک عذاب سے بچ جانا یہ خدا رحیم کی طرف سے ایک مہلت دینا ہے تا شاید وہ ایمان لاوے یا اس پر حجت پوری ہو جائے اور جب اللہ تعالیٰ ایک کافر کو اپنے غضب کی آگ سے ہلاک کرنا چاہے تو

اس کی یہی سنت قدیم ہے کہ وہ خوف سے بھرے ہوئے رجوع کے وقت خواہ وہ رجوع بعد ایام خوف قائم رہنے والا ہو یا نہ ہو ضرور عذاب کو کسی دوسرے وقت پر ٹال دیتا ہے مگر مومنوں کی موت اگر اس کا وقت پہنچ گیا ہو تو وہ بطور عذاب نہیں ہوتی بلکہ وہ ایک پل ہے جو حبیب کو حبیب کی طرف پہنچاتا ہے اور وہ مرنے کے بعد اس لذت اور راحت کے وارث ہو جاتے ہیں جس کی نظیر اس دنیا میں نہیں مگر کافر کے لئے موت جہنم کا پہلا زینہ ہے جو اس سے گرتے ہی واصل ہاویہ ہوتا ہے۔

(۹) نوان اعتراض یہ ہے کہ اگر پادری رائٹ فریق مخالف میں سے پیشگوئی کی میعاد میں مر گئے تو اس کے مقابلہ میں آپ کے کئی مقرب عیسائی ہو گئے۔ الجواب: اے صاحب آپ متوجہ ہو کر سنیں اور ہم سچ کہتے ہیں اور کاذب پر لعنت اللہ ہے کہ ہمارا کوئی مقرب یا بیعت کا سچا تعلق رکھنے والا عیسائی نہیں ہوا ہاں دو بدچلن اور خراب اندرون آدمی آنکھوں کے اندھے جن کو دین سے کچھ بھی تعلق نہیں تھا منافقانہ طور کے بیعت کرنے والوں میں داخل ہو گئے تھے لیکن ہم نے یہ معلوم کر کے کہ یہ بدچلن اور خراب حالت کے آدمی ہیں ان کو اپنے مکان سے نکال دیا تھا اور ناپاک طبع پا کر بیعت کے سلسلہ سے الگ کر دیا تھا۔ اب فرمائیے کہ ان کا ہم سے کیا تعلق رہا اور ان کے مرتد ہونے سے ہمیں کیا رنج پہنچا۔ پادریوں پر یہ بھی زوال آیا کہ ان کو انہوں نے قبول کیا اور آخر دیکھیں گے کہ نتیجہ کیا نکلتا ہے۔ حرام خور آدمی کسی قوم کیلئے جائے فخر نہیں ہو سکتا اگر آپ کو اس بیان میں شک ہو تو قادیان میں آویں اور ہم سے پورا پورا ثبوت لے لیں لیکن رائٹ تو اپنی اس حیثیت منصبی اور سرگروہی کی عزت سے معطل نہیں کیا گیا تھا اور وہی تھا جس نے مباحثہ کے پہلے انگریزی میں شرائط لکھے تھے پھر آپ کیوں ایسی صریح اور چمکتی ہوئی صداقت پر خاک ڈالتے ہیں یہ بات نہایت صاف ہے کہ اس جنگ میں جس کا نام پادریوں نے خود اپنے منہ سے جنگ مقدس رکھا تھا شکست کی چاروں صورتیں ان بندہ پرست

نصرانیوں کو نصیب ہوئیں کیونکہ کوئی ان میں سے مارا گیا اور کوئی زخمی ہوا یعنی بیمار شدید ہوا اور مرمر کے بچا اور کوئی لعنتوں کے زنجیر میں گرفتار ہوا اور کوئی بھاگ گیا اور اسلامی جھنڈے کے نیچے پناہ لے کر جان بچائی پس اس کھلی کھلی اور فاش شکست سے انکار کرنا نہ صرف حماقت بلکہ پرلے درجہ کی بے ایمانی اور ہٹ دھرمی ہے لیکن اگر مغلوب اور ذلیل پادریوں کو خواہ مخواہ غالب قرار دینا ہے تو ہم آپ کی زبان کو نہیں پکڑ سکتے ورنہ سچ تو یہی ہے کہ اس پیشگوئی کے بعد پادریوں پر بہت ہی ذلت کی مار پڑی ہے عین میعاد پیشگوئی میں پادری رائٹ صاحب عین جوانی میں جہنم کی رونق افروزی کے لئے اس دنیا سے بلائے گئے اور ان کی موت پر اس قدر سیاپے اور دردناک نوچے ہوئے کہ عیسائیوں نے آپ اقرار کیا کہ بے وقت ہم پر قہر نازل ہوا پھر دوسری ذلت دیکھو کہ پچاس برس کی مولویت کا دعویٰ جس کی بناء پر عماد الدین وغیرہ کا اسلامی تعلیم میں دخل دینا جاہلوں کی نظر میں معتبر سمجھا جاتا تھا نجاست کی طرح جھوٹ کی بدبو سے بھرا ہوا نکلا اور یکدفعہ بوسیدہ بنیاد کی طرح گر گیا اور ہزار لعنت کا رسہ ہمیشہ کے لئے تمام ان پادریوں کے گلے میں پڑ گیا جو علم عربی میں دخل رکھنے کا دم مارتے تھے کیا یہ ایسی ذلت اور رسوائی ہے جو کسی کے چھپانے سے چھپ سکے اور کیا یہ وہ پہلی ذلت نہیں ہے جو پادریوں کو ہندوستان میں اور پنجاب میں نصیب ہوئی جس کے اشتہارات یورپ اور امریکہ اور تمام بلاد میں پھیل کر عام طور پر جہالت اور دروغلوئی ان پادریوں کی جو مولوی کہلاتے تھے ثابت ہوئی اور ہمیشہ کیلئے یہ داغ ان کی پیشانی پر لگ گیا جو اب ابدال ہر تک دور نہیں ہو سکتا۔ کیا ایسی ذلت کی کوئی نظیر ہمارے فریق میں پیشگوئی کے بعد آپ نے دیکھی۔ بھلا ذرا کلمہ طیبہ پڑھ کر بیان تو کر دو تا ہم بھی سینیں اور پھر یہ ذلتیں اور رسوائیاں ابھی ختم کہاں ہوں ہمارا اشتہار پر اشتہار نکالنا یہاں تک کہ تین ہزار تک انعام دینا اور آتھم صاحب کی قسم کھانے سے جان نکلنا کیا اس سے اسلام کی ہیبت اور صداقت بدیہی طور پر ثابت نہیں کیا اب بھی عیسائیوں کے ذلیل اور جھوٹے ہونے میں کچھ کسر باقی رہ گئی ہے اور آپ کا یہ کہنا کہ

رات کو آتھم کی موت کے لئے دعائیں مانگنا یہ بھی ایک عذاب تھا۔ سبحان اللہ کس قدر مسلمان کہلا کر بے ہودہ باتیں آپ کے منہ سے نکل رہی ہیں۔ سچے مسلمان ہمیشہ غلبہ اسلام کے لئے دعائیں مانگتے ہیں اور تہجد بھی پڑھتے ہیں اور نماز میں بھی ان کو رقت طاری ہوتی ہے اور آیت **يَبْتَئُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا** کا مصداق ہوتے ہیں اگر یہی عذاب ہے تو ہماری دعا ہے کہ قیامت میں بھی یہ عذاب ہم سے الگ نہ ہو دعا کرنا ہمیشہ نبیوں کا طریق اور صلحاء کی سنت ہے اور عین عبادت ہے اس کا نام عذاب رکھنا انہیں لوگوں کا کام ہے جو دنیا کے کیڑے ہیں اور روحانی جہان سے بے خبر ہیں میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مومن صادق پر اس وقت دکھ اور عذاب کی حالت وارد ہوتی ہے کہ جب نماز کی رقت اور پُر رقت دعا اس سے فوت ہو جاتی ہے۔ اے غافلویہ تو دین داروں اور راستبازوں کا بہشت ہے نہ کہ عذاب ۔

ہر دم براہ جانان سوزیست عاشقان را

ز جہان چہ دید آن کس کہ ندید این جہان را

(۱۰) **دسواں اعتراض** یہ کہ پادری عماد الدین تو ایک جاہل آدمی ہے اور عربی سے بے بہرہ وہ بے چارہ عربی کتابوں کا جواب کیونکر لکھتا۔ **الجواب:** ایسا جاہل ایک مدت دراز سے مولوی کہلاتا تھا اور ہزاروں نادان اس کو مولوی سمجھتے تھے تو کیا اس کی ان تالیفات سے ذلت نہیں ہوئی اور کیا وہ باعش عاجز رہ جانے کے اس ہزار لعنت کا مستحق نہ ہوا جو نور الحق کے چار صفحہ میں لکھی گئی ماسوا اس کے اے حضرت اس سے تو ان تمام پادریوں کی ناک کٹ گئی جو مولوی کہلاتے تھے اور مولویت کے دھوکہ سے جاہلوں پر بد اثر ڈالتے تھے۔ نہ صرف عماد الدین کا ناک۔ کیا ایسی ثابت شدہ ذلت اور لعنت کی نظیر ہماری جماعت کو بھی پیش آئی آپ عیسائیوں کے حامی تو بنے اب حلفاً پورا پورا جواب دیں۔

(۱۱) **گیارواں اعتراض**۔ یہ ہے کہ ایک ہندو زادہ سعد اللہ نام لدھیانہ سے اپنے اشتہار ۱۶ دسمبر ۱۸۹۴ء میں لکھتا ہے کہ صرف دل میں حق کی عظمت کو ماننا اور اپنے عقائد باطلہ

کو غلط سمجھنا کسی طرح عمل خیر نہیں بن سکتا یہ دجال قادیانی کا ہی کام ہے کہ اس کا نام رجوع بحق رکھے۔ الجواب: اے احمق دل کے اندھے دجال تو تو ہی ہے جو قرآن کریم کے برخلاف بیان کرتا ہے اور نیز اپنی قدیم بے ایمانی سے ہمارے بیان کو محرف کر کے لکھتا ہے ہم نے کب اور کس وقت کہا جو ایسا رجوع جو خوف کے وقت میں ہو اور پھر انسان اس سے پھر جائے نجات اخروی کیلئے مفید ہے بلکہ ہم تو بار بار کہتے ہیں کہ ایسا رجوع نجات اخروی کے لئے ہرگز مفید نہیں اور ہم نے کب آتھم نجاست خوار شرک کو ہشتی قرار دیا ہے یہ تو سراسر تیرا ہی افترا اور بے ایمانی ہے ہم نے تو قرآن کریم کی تعلیم کے موافق صرف یہ بیان کیا تھا کہ کوئی کافر اور فاسق جب عذاب کے اندیشہ سے عظمت اور صداقت اسلام کا خوف اپنے دل میں ڈال لے اور اپنی شوخیوں اور بے باکیوں کی کسی قدر رجوع کے ساتھ اصلاح کر لے تو خدا تعالیٰ وعدہ عذاب دنیوی میں تاخیر ڈال دیتا ہے یہی تعلیم سارے قرآن میں موجود ہے جیسا کہ اللہ جلّ شانہ کفار کا قول ذکر کر کے فرماتا ہے رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ ۱ ..... اور پھر جواب میں فرماتا ہے إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيلًا إِنَّكُمْ عَائِدُونَ ۲ سورة الدخان الجز و نمبر ۲۵ یعنی کافر عذاب کے وقت کہیں گے کہ اے خدا ہم سے عذاب دفع کر کہ ہم ایمان لائے اور ہم تھوڑا سا یا تھوڑی مدت تک عذاب دور کر دیں گے مگر تم اے کافر و پھر کفر کی طرف عود کرو گے۔ پس ان آیات سے اور ایسا ہی ان آیتوں سے جن میں قریب الغرق کشتیوں کا ذکر ہے صریح منطوق قرآنی سے ثابت ہوتا ہے کہ عذاب دنیوی ایسے کافروں کے سر پر سے ٹل جاتا ہے جو خوف کے دنوں اور وقتوں میں حق اور توحید کی طرف رجوع کریں گوا من پا کر پھر بے ایمان ہو جائیں بھلا اگر ہمارا یہ بیان صحیح نہیں ہے تو اپنے معلم شیخ ثالوی کو کہو کہ قسم کھا کر بذریعہ تحریر یہ ظاہر کرے کہ ہمارا یہ بیان غلط ہے کیونکہ تم تو جاہل ہو تم ہرگز نہیں سمجھو گے اور وہ سمجھ لے گا اور یاد رکھو کہ وہ ہرگز قسم نہیں کھائے گا کیونکہ ہمارے بیان میں سچائی کا نور دیکھے گا اور قرآن کے مطابق پائے گا پس اب بتلا کہ کیا دجال تیرا ہی نام ثابت ہو یا کسی اور کا۔ حق سے لڑتا رہے آخر اے مردار دیکھے گا کہ تیرا کیا انجام ہوگا

اے عدو اللہ تو مجھ سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ سے لڑ رہا ہے۔ بخدا مجھے اسی وقت ۲۹ ستمبر ۱۸۹۴ء کو تیری نسبت الہام ہوا ہے ان شانئک هو الابرار ہم نے اس طرح پر آتھم کار جوع بحق ہونا بے ثبوت نہیں کہا۔ کیا تو سوچتا نہیں کہ اگر وہ سچا ہے تو کیوں قسم نہیں کھاتا۔ اگر یہی سچ ہے تو وہ سچی قسم کھانے سے کس پہاڑ کے نیچے آ کر دب جائے گا اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ آتھم صاحب کا صرف بحیثیت مدعا علیہ انکار کرتے رہنا کچھ بھی چیز نہیں جھوٹ بولنا نصاریٰ کی سرشت میں داخل ہے اگر بندہ پرست لوگ جھوٹ نہ بولیں تو اور کون بولے مگر ہمارا تو یہ مطلب اور مدعا ہے کہ بحیثیت ایک گواہ کے کھڑا ہو کر مجمع عام میں اس مضمون کی قسم کھا جائیں جس کی ہم بار بار تعلیم کرتے ہیں مگر کیا اس نے اب تک قسم کھائی ہرگز نہیں اور تعجب کہ ہم نے لکھا تھا کہ جو ولد الحلال ہے اور درحقیقت عیسائی مذہب کو ہی غالب سمجھتا ہے تو چاہیے کہ ہم سے دو ہزار روپیہ لے اور آتھم صاحب سے ہمارے منشاء کے موافق قسم دلاوے پھر جو کچھ چاہے ہمیں کہتا رہے ورنہ یوں ہی اسلامی بحث پر مخالفانہ حملہ کرنا اور زبان سے مسلمان کہلانا کسی ولد الحلال کا کام نہیں مگر میاں سعد اللہ صاحب نے آج تک آتھم صاحب کو قسم کھانے پر مستعد نہ کیا مگر عیسائیوں کو غالب سمجھتا رہا اور اپنے پر دانستہ وہ لقب لے لیا جس کو کوئی نیک طینت لے نہیں سکتا اور پھر یہ نادان کہتا ہے کہ اگر مرنا ہی عذاب کی نشانی ہے تو قادیانی بھی ضرور ایک دن اس عذاب میں مبتلا ہوگا اے احمق تیری کیوں عقل ماری گئی کیا تو قرآن نہیں پڑھتا۔ یوں تو انبیاء بھی فوت ہو گئے بلکہ بعض شہید ہوئے اور ان کے دشمن فرعون اور ابوجہل وغیرہ بھی مر گئے یا مارے گئے لیکن وہ موت جو مقابلہ کے وقت اہل حق کی دعا سے یا اہل حق کے ایذا سے یا اہل حق کی پیشگوئی سے اشتیاق پر وارد ہوتی ہے وہ عذاب کی موت کہلاتی ہے کیونکہ جہنم تک پہنچاتی ہے مگر اہل حق اگر شہید بھی ہو جائیں تو وہ خدا کے فضل سے بہشت میں جاتے ہیں۔

(۱۲) بارواں اعتراض۔ اسی ہندو زادہ کا یہ ہے کہ جب کوئی عمل نہ چلا تو ڈھکوسلا بنا لیا کہ آتھم نے رجوع بحق کیا ہے الجواب: ہاں اے ہندو زادہ اب ثابت ہو گیا کہ

ضرورتاً حلال زادہ ہے ہماری اس شرط پر کہ کوئی آتھم کو قسم دینے سے پہلے تکذیب نہ کرے خوب ہی تو نے عمل کیا آفرین آفرین۔ سچ کہہ کہ یہ ڈھکوسلا اب بنا لیا یا الہام میں پہلے سے شرط تھی اور کیا اس شرط کے تصفیہ کے لئے ضرور نہ تھا کہ آتھم قسم کھا لیتا۔ کیا قسم کے دو حرف منہ پر لانا اور تین ہزار روپیہ نقد لینا ایک سچے آدمی کے لئے کچھ مشکل ہے!!!

(۱۳) بعض شبہات ایسے لوگوں کی طرف سے ہیں جو اخلاص رکھتے ہیں لیکن باعث کسی معلومات بے خبر ہیں پس ہم اس جگہ ان کے اوہام کو بھی بطور قولہ اتول دفع کر دیتے ہیں۔  
**قولہ:** آتھم اسلام کی طرف رجوع کرنے سے صریح اپنے خط مطبوعہ میں انکار کرتا ہے صرف قسم کھا لینا اور روپے لینا باقی رہا ہے۔

﴿۱۴﴾

**اقول:** یہ انکار برنگ شہادت انکار نہیں بلکہ ایسے طور کا انکار ہے جیسے بد معاملہ مدعا علیہم کیا کرتے ہیں پس ایسا انکار اس دعوے کو توڑ نہیں سکتا جو خود آتھم صاحب کی حالی شہادت سے ثابت ہے۔ کیا اس میں کچھ شک ہے کہ آتھم صاحب نے اپنی سراسیمگی اور دن رات کی پریشانی اور گریہ و بکا اور ہر وقت مغموم اور اندوہناک رہنے سے دکھا دیا کہ وہ ضرور اس پیشگوئی سے متاثر اور خائف رہے ہیں بلکہ آتھم صاحب نے خود رو کر مجلسوں میں اس بات کا اقرار کیا ہے کہ وہ اس پیشگوئی کے بعد ضرور موت سے ڈرتے رہے۔ چنانچہ ابھی ستمبر ۱۹۴۲ء کے مہینہ میں وہ اقرار نور افشاں میں چھپ بھی گیا ہے جس کی اب وہ یہ تاویل کرتے ہیں کہ پیشگوئی سے ہمیں خوف نہیں تھا اور نہ اسلامی عظمت کا اثر تھا بلکہ یہ خوف تھا کہ کوئی مجھ کو مار نہ دیوے لیکن انہوں نے خوف کا صریح اقرار کر کے پھر اس کا کچھ ثبوت نہیں دیا کہ ایسا خوف جس نے ان کو حیوانوں کی طرح بنا رکھا تھا کیا سارا مدار اس کا صرف اس وہم پر تھا کہ کوئی مجھ کو قتل نہ کر دیوے پس جبکہ ہماری پیشگوئی کے بعد یہ سارا خوف تھا جس کے وہ خود اقراری ہیں جس کو

یاد کر کے اب بھی وہ زار زار روتے ہیں تو ہمارا یہ حق ہے کہ ہم ان کی اس تاویل کو لا نسلم کی مد میں رکھ کر ان سے وہ ثبوت مانگیں جو موجب تسلی ہو کیونکہ جب کہ وہ نفس خوف کے خود اقراری ہیں تو ہمیں انصافاً و قانوناً حق پہنچتا ہے کہ ان سے وہ قسم غلیظ لیں جس کے ذریعہ سے وہ حق بیان کر سکیں اور بغیر قسم کے ان کے بیانات لغو ہیں کیونکہ وہ باتیں بحیثیت مدعا علیہ کے ہیں۔

قولہ : آتھم صاحب کے ذمہ اس طرح پر قسم کھانا انصافاً ضروری نہیں۔

اقول : جبکہ آتھم صاحب کے وہ حالات جو پیشگوئی کی میعاد میں ان پر وارد ہوئے جنہوں نے ان کو مارے خوف کے دیوانہ سا بنا دیا تھا بلند آواز سے پکار رہے ہیں کہ ایک ڈرانے والا اثر ضرور ان کے دل پر وارد ہوا تھا اور پھر بعد اس کے ان کی زبان کا اقرار بھی نور افشاں میں چھپ گیا کہ وہ ضرور اس عرصہ میں خوف اور ڈر کی حالت میں رہے اور جو ڈر کے وجوہ انہوں نے بیان کئے ہیں وہ ایسا دعویٰ ہے جس کو وہ ثابت نہیں کر سکے۔ پس اس صورت میں وہ خود انصافاً و قانوناً اس مطالبہ کے نیچے آگئے کہ وہ اس الزام سے قسم کے ساتھ اپنی بریت ظاہر کریں جو خود ان کے افعال اور ان کے بیان سے شبہ کے طور پر ان کے عاید حال ہوتا ہے پس ان کی بریت اس شبہ سے جس کو انہوں نے اپنے ہاتھوں سے آپ پیدا کیا اسی میں ہے کہ وہ ایسی قسم جو مجھ مدعی کو مطمئن کر سکتی ہو یعنی میرے منشا کے موافق ہو جلسہ عام میں کھالیں اور یاد رہے کہ درحقیقت ان کے ایسے افعال سے جو ان کی خوفناک حالت پر اور ان کے ڈر سے بھرے ہوئے دل پر پندرہ مہینہ تک گواہی دیتے رہے اور ان کے ایسے بیان سے جو رو کر اس زمانہ کی نسبت بتلایا جو نور افشاں ماہ ستمبر ۱۸۹۴ء میں چھپ گیا۔ یہ امر قطعی طور پر ثابت ہو گیا ہے کہ وہ ضرور



ایام پیشگوئی میں ڈرتے رہے پس ان کا یہ دعویٰ کہ وہ عظمت حق کے خوف سے نہیں ڈرے بلکہ قتل کئے جانے سے ڈرے اس دعویٰ کا با ثبوت قانوناً و انصافاً انہیں کے ذمہ تھا جس سے وہ سبکدوش نہیں ہو سکے لہذا ہمارے لئے یہ قانونی حق حاصل ہے کہ ایک قابل اطمینان ثبوت کے لئے ان کو قسم پر مجبور کریں اور ان پر قانوناً واجب ہے کہ وہ اس طریق فیصلہ سے گریز نہ کریں جس طریق سے پورے طور پر ان کے سر پر سے ہمارا شبہ اور الزام اٹھ جائے۔ یہی وہ طریق ہے جس کو قانون و انصاف چاہتا ہے۔ اب تم خواہ کسی وکیل یا بیرسٹر یا جج کو بھی پوچھ کر دیکھ لو ہاں اگر آتھم صاحب اب حسب تجویز قراردادہ ہماری کے قسم کھالیں تو بلاشبہ ان کی صفائی ہو جائے گی اور اگر قسم کے ضرر سے بچ گئے تو ثابت ہو جائے گا کہ وہ واقعی طور پر اسلامی پیشگوئی سے ذرہ نہیں ڈرے بلکہ وہ اس لئے خائف رہے کہ ان کو یہ پرانا تجربہ تھا کہ یہ عاجز خونی آدمی ہے ہمیشہ ناحق کے خون کرتا رہا ہے لہذا اب ان کا بھی ضرور خون کر دے گا۔

**قولہ :** اس قسم کی تحدی اور پھر خفی طریقوں سے اس کا ثبوت۔

**اقول :** عقلمند کے لئے یہ خفی طریقہ نہیں جس حالت میں پندرہ مہینہ تک آتھم صاحب کے خوف کے قصے اور ان کی سراسیمگی کی حالت دنیا میں مشہور ہو گئی پھر اب تک وہ زبان سے بھی رو رو کر اقرار کرتے ہیں کہ میں ضرور ڈرتا رہا مگر تلواروں کا خوف تھا گویا کسی راجہ یا نواب یا کسی ڈاکو نے ان کو قتل کی دھمکی دی تھی اور جب کہا جاتا ہے کہ یہ کمال درجہ کا خوف جو آپ سے ظاہر ہوا اگر یہ تلوار کا خوف تھا سچے دین کی عظمت اور قہر الہی کا خوف نہیں تھا تو آپ قسم کھالیں کیونکہ اب آپ کے یہ دل کا بھید بجز قسم کے فیصلہ نہیں پاسکتا تو آپ قسم کھانے سے کنارہ کر رہے ہیں نہ ہزار روپیہ لیں نہ دو ہزار روپیہ اب اسی غرض سے تین ہزار روپیہ کا اشتہار جاری کیا گیا مگر قسم کی اب بھی امید

نہیں۔ تو اب انصاف فرمائیے کہ کیا اب بھی ہمارے ثبوت کا طریقہ پوشیدہ ہے دشمن تو اسی وقت سے پکڑا گیا کہ جب اس نے خوف کا اقرار کر کے پھر قسم کھانے سے انکار کیا اور آپ کو یاد ہوگا کہ حدیبیہ کے قصہ کو خدا تعالیٰ نے فتحِ مبین کے نام سے موسوم کیا ہے اور فرمایا ہے۔

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ۱۔ وہ فتح اکثر صحابہ پر بھی مخفی تھی بلکہ بعض منافقین کے ارتداد کی موجب ہوئی مگر دراصل وہ فتحِ مبین تھی گو اس کے مقدمات نظری اور عمیق تھے پس دراصل یہ فتح بھی حدیبیہ کی فتح کی طرح نہایت مبارک فتح اور بہت سی فتوحات کا مقدمہ اور بعض کے لئے موجب ابتلاء اور بعض کے لئے موجب اصطفاء ہے اور اس پیشگوئی کو بھی پوری کرتی ہے جس کے یہ الفاظ ہیں کہ الحق فی آل محمد اور الحق فی آل عیسیٰ اور جو لوگ ابتلاء میں گرفتار ہوئے انہوں نے اپنی بد نصیبی سے اس پیشگوئی کے سارے پہلو غور سے نہیں دیکھے اور قبل اس کے جو غور کریں محض جہالت اور سادگی سے اپنی کم عقلی کا پردہ فاش کر دیا اور کہا کہ یہ پیشگوئی ہرگز پوری نہیں ہوئی۔ اگر وہ اس سنت اللہ سے خبر رکھتے جس کو قرآن کریم نے پیش کیا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمْ الْعَذَابَ إِذَا هُمْ يَنْكُشُونَ ۲۔

الجز و نمبر ۲۵ سورۃ الزخرف تو جلدی کر کے اپنے تئیں ندامت کے گڑھے میں نہ ڈالتے مگر ضرورتاً کہ جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے اس زمانہ کے لئے پہلے سے فرمایا تھا وہ سب پورا ہوا اور دوسرا دھوکا ان کے معترضوں کو یہ بھی لگا کہ وہ پیشگوئی کی عظمت اور کمال ظہور کو صرف اسی حد تک ختم کر بیٹھے حالانکہ جس الہام پر اس پیشگوئی کی کیفیت مبنی ہے اس میں یہ فقرات بھی ہیں۔

اطلع اللہ علی ہمہ و غمہ و لن تجد لسنة اللہ تبديلا. و لا تعجبوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان كنتم مؤمنين. و بعزتي و جلالی انك انت الاعلی. و نمزق الاعداء كل ممزق. و مكر اولئك هو يبور. انا نكشف

السر عن ساقه. يومئذ يفرح المؤمنون. ثلة من الاولين و ثلة من الاخرين  
و هذه تذكرة فمن شاء اتخذ الى ربه سبيلا دیکھو انوار الاسلام صفحہ ۲۔

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہر ایک الہام کے لئے وہ سنت اللہ بطور امام اور مہیمن اور پیشرو کے ہے جو قرآن کریم میں وارد ہو چکی ہے اور ممکن نہیں کہ کوئی الہام اس سنت کو توڑ کر ظہور میں آوے کیونکہ اس سے پاک نوشتوں کا باطل ہونا لازم آتا ہے پھر جبکہ قرآنی تعلیم نے صاف طور پر بتلادیا کہ ایسا رجوع بھی دنیوی عذاب میں تاخیر ڈال دیتا ہے جو محض دل کے ساتھ ہو اور معدنک ایسا ناقص بھی ہو جو امن کے ایام میں قائم نہ رہے تو پھر کیونکر ممکن تھا کہ آتھم اپنے اس رجوع سے فائدہ نہ اٹھاتا بلکہ اگر یہ شرط الہام میں بھی موجود نہ ہوتی تب بھی اس سنت اللہ سے فائدہ اٹھانا ضروری تھا کیونکہ کوئی الہام ان سنتوں کو باطل نہیں کر سکتا جو قرآن کریم میں آچکی ہیں بلکہ ایسے موقع پر الہام میں شرط مخفی کا اقرار کرنا پڑے گا جیسا کہ اس پر تمام اصفیاء اور اولیاء کا اتفاق ہے۔

﴿۱۷﴾

(۱۷) اعتراض چودھواں۔ دراصل آتھم صاحب کے حواس قائم نہیں ہیں اور اب تک کچھ دہشت زدہ ہیں اس لئے پادری صاحبان ان کو قسم کھانے پر آمادہ نہیں کر سکتے اس اندیشہ سے کہ شاید قسم کھانے کے وقت اسلام کا اقرار ہی نہ کر لیں۔ الجواب: اگر آتھم صاحب کے حواس میں خلل ہے تو سوال یہ ہے کہ آیا یہ خلل پیشگوئی کے پہلے بھی موجود تھا یا پیشگوئی کے بعد ہی ظہور میں آیا اگر پیشگوئی کے پہلے موجود تھا تو ایسا خیال بدیہی البطلان ہے کیونکہ وہ اس حالت میں بحث کے لئے کیونکر اور کیوں منتخب کئے گئے اور طرفہ تر یہ کہ خود ڈاکٹر نے ان کو اس بحث کے لئے منتخب کیا تھا تو بجز اس کے کیا کہہ سکتے ہیں کہ اس وقت ڈاکٹر مارٹن کلارک کے حواس میں بھی خلل تھا اور اگر یہ خلل پیشگوئی کے بعد میں پیدا ہوا تو پھر وہ پیشگوئی کی تاثیرات میں سے ایک تاثیر سمجھی جائے گی اور عذاب مقدر کا ایک جز و متصور

ہوگا اور اس صورت میں یہ بھی ماننا پڑے گا کہ جیسا کہ اکثروں کا خیال ہے کہ جو تحریریں آتھم صاحب کی طرف سے نور افشاں میں شائع کی گئیں ہیں یا جوان کے خطوط بعضوں کو پہنچے ہیں یہ باتیں ان کے دل و دماغ سے نہیں نکلیں بلکہ طوطے کی طرح ان کے منہ سے نکلائی گئیں یا لکھوائی گئیں ہیں ورنہ ان کو معلوم نہیں کہ ان کے منہ سے کیا نکلا یا ان کے قلم نے کیا لکھا کیونکہ جبکہ حواس میں خلل ہے تو کسی بات پر کیا اعتماد۔

## دوسرا حصہ

### اس اشتہار کا خاص طور پر

آتھم صاحب کی خدمت میں بطور خط کے ہے

اور وہ یہ ہے

از طرف عبداللہ الاحمد عافہ اللہ واید۔ آتھم صاحب کو معلوم ہو کہ میں نے آپ کا وہ خط پڑھا جو آپ نے نور افشاں ۲۱ ستمبر ۱۸۹۴ء کے صفحہ ۱۰ میں چھپوایا ہے مگر افسوس کہ آپ اس خط میں دونوں ہاتھ سے کوشش کر رہے ہیں کہ حق ظاہر نہ ہو میں نے خدا تعالیٰ سے سچا اور پاک الہام پا کر یقینی اور قطعی طور پر جیسا کہ آفتاب نظر آ جاتا ہے معلوم کر لیا ہے کہ آپ نے میعاد پیشگوئی کے اندر اسلامی عظمت اور صداقت کا سخت اثر اپنے دل پر ڈالا اور اسی بناء پر پیشگوئی کے وقوع کا ہم غم کمال درجہ پر آپ کے دل پر غالب ہوا۔ میں اللہ جلّ شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ بالکل صحیح ہے اور خدا تعالیٰ کے مکالمہ سے مجھ کو یہ اطلاع ملی ہے اور اس پاک ذات

نے مجھے یہ اطلاع دی ہے کہ جو انسان کے دل کے تصورات کو جانتا اور اس کے پوشیدہ خیالات کو دیکھتا ہے ☆ اور اگر میں اس بیان میں حق پر نہیں تو خدا مجھ کو آپ سے پہلے موت دے۔ پس اسی وجہ سے میں نے چاہا کہ آپ مجلس عام میں قسم غلیظہ مؤکدہ بعد از موت کھائیں ایسے طریق سے جو میں بیان کر چکا ہوں تا میرا اور آپ کا فیصلہ ہو جائے اور دنیا تاریکی میں نہ رہے اور اگر آپ چاہیں گے تو میں بھی ایک برس یا دو برس یا تین برس کے لئے قسم کھالوں گا۔ کیوں کہ میں جانتا ہوں کہ سچا ہرگز برباد نہیں ہو سکتا بلکہ وہی ہلاک ہوگا جس کو جھوٹ نے پہلے سے ہلاک کر دیا ہے۔ اگر صدق الہام اور صدق اسلام پر مجھے قسم دی جائے تو میں آپ سے ایک پیسہ نہیں لیتا لیکن آپ کے قسم کھانے کے وقت تین ہزار کے بدرے پہلے پیش کئے جائیں گے یا تحریر باضابطہ لے کر پہلے ہی دے دیئے جائیں گے اگر میں روپیہ دینے میں ذرہ بھی توقف کروں تو اسی مجلس میں جھوٹا ٹھہر جاؤں گا مگر وہ روپیہ ایک سال تک بطور امانت آپ کے ضامنوں کے پاس رہے گا۔ پھر آپ زندہ رہے تو آپ کی ملک ہو جائے گا۔ اور اگر اس کے سوا میرے لئے میرے کاذب نکلنے کی حالت میں سزائے موت بھی تجویز ہو تو بخدا اس کے بھگتنے کے لئے بھی تیار ہوں مگر افسوس سے لکھتا ہوں کہ اب تک آپ اس قسم کے کھانے کے لئے آمادہ نہیں ہوئے اگر آپ سچے ہیں اور میں ہی جھوٹا ہوں تو کیوں میرے روبرو جلسہ عام میں قسم مؤکدہ بعد از موت نہیں کھاتے مگر آپ کی یہ تحریریں جو اخباروں میں کہ یا خطوط کے ذریعہ سے آپ شائع کر رہے ہیں بالکل

☆ نوٹ: بعض نادان کہتے ہیں کہ یہ الہام پندرہ مہینہ کے اندر کیوں شائع نہ کیا سو واضح ہو کہ پندرہ مہینہ کے اندر ہی یہ الہام ہو چکا تھا پھر جبکہ الہام نے اپنی صداقت کا پورا ثبوت دے دیا تو ثابت شدہ امر کا انکار کرنا بے ایمانی ہے۔ منہ

سچائی اور راست بازی کے برخلاف ہیں کیونکہ یہ باتیں بحیثیت ایک مدعا علیہ کے آپ کے منہ سے نکل رہی ہیں جو ہرگز قابل اعتبار نہیں اور میں چاہتا ہوں کہ بحیثیت ایک گواہ کے جلسہ عام میں حاضر ہوں یا چند ایسے خاص لوگوں کے جلسہ میں جن کی تعداد فریقین کی منظوری سے قائم ہو جائے آپ خوب سمجھتے ہیں کہ فیصلہ کرنے کے لئے اخیر ہی طریق حلف ہے، اگر آپ اس فیصلہ کی طرف رخ نہ کریں تو آپ کو حق نہیں پہنچتا کہ آئندہ کبھی عیسائی کہلاویں مجھے حیرت پر حیرت ہے کہ اگر واقعی طور پر آپ سچے اور میں مفتری ہوں تو پھر کیوں ایسے فیصلہ سے آپ گریز کرتے ہیں جو آسمانی ہوگا اور صرف سچے کی حمایت کرے گا اور جھوٹے کو نابود کر دے گا بعض نادان عیسائیوں کا یہ کہنا کہ جو ہونا تھا ہو چکا عجیب حماقت اور بے دینی ہے وہ اس امر واقعی کو کیوں کر اور کہاں چھپا سکتے ہیں کہ وہ پہلی پیشگوئی دو پہلو پر مشتمل تھی پس اگر ایک ہی پہلو پر مدار فیصلہ رکھا جائے تو اس سے بڑھ کر کون سی بے ایمانی ہوگی اور دوسرے پہلو کے امتحان کا وہی ذریعہ ہے جو الہی تفہیم نے میرے پر ظاہر کیا یعنی یہ کہ آپ قسم مؤکد بعد اب موت کھا جائیں اب اگر آپ قسم نہ کھائیں اور یوں ہی فضول گو مدعا علیہوں کی طرح اپنی عیسائیت کا اظہار کریں تو ایسے بیانات شہادت کا حکم نہیں رکھتے بلکہ تعصب اور حق پوشی پر مبنی سمجھے جاتے ہیں سو اگر آپ سچے ہیں تو میں آپ کو اس پاک قادر ذوالجلال کی قسم دیتا ہوں کہ آپ ضرور تاریخ مقرر کر کے جلسہ عام یا خاص میں حسب شرح بالا قسم مؤکد بعد اب موت کھائیں تا حق اور باطل میں خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے فیصلہ ہو جائے۔

اب میں آپ کی اس مہمل تقریر کی جو آپ نے پرچہ نور افشاں ۲۱ ستمبر ۱۸۹۴ء میں چھپوائی ہے حقیقت ظاہر کرتا ہوں کیا وہ ایک شہادت ہے جو فیصلہ کے لئے کارآمد ہو سکے ہرگز نہیں وہ تو مدعا علیہوں کے رنگ میں ایک ایک طرف

بیان ہے جس میں آپ نے جھوٹ بولنے اور حق پوشی سے ذرا خوف نہ کیا کیوں کہ آپ جانتے تھے کہ یہ بیان بطور بیان شاہد قسم کے ساتھ مؤکد نہیں بلکہ جاہلوں کے لئے ایک طفل تسلی ہے پھر آپ زبان دبا کر یہ بھی اس میں اشارہ کرتے ہیں کہ میں عام عیسائیوں کے عقیدہ ابنیت والوہیت کے ساتھ متفق نہیں اور نہ میں ان عیسائیوں سے متفق ہوں جنہوں نے آپ کے ساتھ کچھ بے ہودگی کی اور پھر آپ لکھتے ہیں کہ قریب ستر برس کی میری عمر ہے اور پہلے اس سے اسی سال کے کسی پرچہ نور افشاں میں چھپا تھا کہ آپ کی عمر چونسٹھ برس کے قریب ہے پس میں متعجب ہوں کہ اس ذکر سے کیا فائدہ کیا آپ عمر کے لحاظ سے ڈرتے ہیں کہ شاید میں فوت ہو جاؤں مگر آپ نہیں سوچتے کہ بجز ارادہ قادر مطلق کوئی فوت نہیں ہو سکتا جبکہ میں بھی قسم کھا چکا اور آپ بھی کھائیں گے تو جو شخص ہم دونوں میں جھوٹا ہوگا وہ دنیا پر اثر ہدایت ڈالنے کے لئے اس جہان سے اٹھا لیا جائے گا۔ اگر آپ چونسٹھ برس کے ہیں تو میری عمر بھی قریباً ساٹھ کے ہو چکی دو خداؤں کی لڑائی ہے ایک اسلام کا اور ایک عیسائیوں کا پس جو سچا اور قادر خدا ہوگا وہ ضرور اپنے بندہ کو بچالے گا۔ اگر آپ کی نظر میں کچھ عزت اس مسیح کی ہے جس نے مریم صدیقہ سے تولد پایا تو اس عزت کی سفارش پیش کر کے پھر میں آپ کو خداوند قادر مطلق کی قسم دیتا ہوں کہ آپ اس اشتہار کے منشاء کے موافق عام مجلس میں قسم مؤکد بعد اب موت کھاویں یعنی یہ کہیں کہ مجھے خدا تعالیٰ کی قسم ہے کہ میں نے پیشگوئی کی میعاد میں اسلامی عظمت اور صداقت کا کچھ اثر اپنے دل پر نہیں ڈالا اور نہ اسلامی پیشگوئی کی حقانی ہیبت میرے دل پر طاری ہوئی اور نہ میرے دل نے اسلام کو حقانی مذہب خیال کیا بلکہ میں درحقیقت مسیح کی ابنیت اور الوہیت اور کفارہ

پر یقین کامل کے ساتھ اعتقاد رکھتا رہا اگر میں اس بیان میں جھوٹا ہوں تو اے  
 قادر خدا جو دل کے تصورات کو جانتا ہے اس بے باکی کے عوض میں سخت  
 ذلت اور دکھ کے ساتھ عذاب موت ایک سال کے  
 اندر میرے پر نازل کر اور یہ تین مرتبہ کہنا ہوگا اور ہم  
 تین مرتبہ آمین کہیں گے اب ہم دیکھتے ہیں کہ  
 آپ کو مسیح کی عزت کا کچھ بھی پاس ہے  
 یا نہیں زیادہ کیا لکھوں☆

والسلام علی من اتبع

الهدی

☆ نوٹ:- میں اس جگہ ڈاکٹر مارٹین کلارک اور پادری عماد الدین صاحب اور  
 دیگر پادری صاحبان کو بھی حضرت عیسیٰ مسیح ابن مریم کی عزت اور وجاہت کو اپنے اس  
 قول کا درمیانی شفیع ٹھہرا کر خداوند قادر ذوالجلال کی قسم دیتا ہوں کہ وہ آتھم صاحب  
 کو حسب منشاء میری قسم کھانے کے لئے آمادہ کریں ورنہ ثابت ہوگا کہ ان کے دل میں  
 ایک ذرہ تعظیم حضرت مسیح کی عزت اور وجاہت کی نہیں ہے۔ منہ

راقم میرزا غلام احمد از قادیان

ضلع گورداسپور ۱۵ اکتوبر ۱۸۹۳ء



## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

### اشتہار انعامی چار ہزار روپیہ بمرتبہ چہارم

یہ چار ہزار روپیہ حسب شرائط اشتہار ۹ / ستمبر ۱۸۹۴ء و  
۲۰ / ستمبر ۱۸۹۴ء و ۵ / اکتوبر ۱۸۹۴ء مسٹر عبد اللہ آتھم صاحب  
کے قسم کھانے پر بلا توقف ان کو دیا جائے گا

ناظرین! اس مضمون کو غور سے پڑھو کہ ہم اس سے پہلے تین اشتہار  
انعامی زر کثیر یعنی اشتہار انعامی ایک ہزار روپیہ اور اشتہار انعامی دو ہزار روپیہ  
اور اشتہار انعامی تین ہزار روپیہ مسٹر عبد اللہ آتھم صاحب کے قسم کھانے کے لئے  
شائع کر چکے ہیں اور بار بار لکھ چکے ہیں کہ اگر مسٹر آتھم صاحب ہمارے اس الہام  
سے منکر ہیں جس میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہم پر یہ ظاہر ہوا کہ آتھم صاحب ایام  
پیشگوئی میں اس وجہ سے بعد اب الہی فوت نہیں ہو سکے کہ انہوں نے حق کی طرف  
رجوع کر لیا تو وہ جلسہ عام میں قسم کھالیں کہ یہ بیان سراسر افترا ہے اور اگر افترا  
نہیں بلکہ حق اور منجانب اللہ ہے اور میں ہی جھوٹ بولتا ہوں تو اے خدائے قادر

اس جھوٹ کی سزا مجھ پر یہ نازل کر کہ میں ایک سال کے اندر سخت عذاب اٹھا کر مر جاؤں۔ غرض یہ قسم ہے جس کا ہم مطالبہ کرتے ہیں☆ اور ہم یہ بھی کھول کر تحریر کر چکے ہیں کہ قانون انصاف آتھم صاحب پر واجب کرتا ہے کہ وہ اس تصفیہ کے لئے ضرور قسم کھاویں کہ وہ پیشگوئی کے ایام میں اسلامی صداقت سے خائف نہیں ہوئے بلکہ برابر بندہ پرست\* ہی

☆ نوٹ: آتھم صاحب نے نور افشاں ۱۰ اکتوبر ۱۸۹۴ء میں مطالبہ کی قسم کے بارے میں یہ جواب شائع کیا ہے کہ اگر مجھے قسم دینا ہے تو عدالت میں میری طلبی کرائیے یعنی بغیر جبر عدالت میں قسم نہیں کھا سکتا گویا ان کا ایمان عدالت کے جبر پر موقوف ہے مگر جو سچائی کے اظہار کے لئے قسم نہیں کھاتے وہ نیست و نابود کئے جائیں گے۔ یہ میا ۱۳/۱۳۔

✽ نوٹ: عیسائی لوگ اس لئے بندہ پرست ہیں کہ عیسیٰ مسیح جو ایک عاجز بندہ ہے ان کی نظر میں وہی خدا ہے اور یہ قول ان کا سراسر فضول اور نفاق اور دروغ گوئی پر مبنی ہے جو وہ کہتے ہیں کہ ہم عیسیٰ کو تو ایک انسان سمجھتے ہیں مگر اس بات کے ہم قائل ہیں کہ اس کے ساتھ اقنوم ابن کا تعلق تھا کیونکہ مسیح نے انجیل میں کہیں یہ دعویٰ نہیں کیا کہ اقنوم ابن سے میرا ایک خاص تعلق ہے اور وہی اقنوم ابن اللہ کہلاتا ہے نہ میں بلکہ انجیل یہ بتلاتی ہے کہ خود مسیح ابن اللہ کہلاتا تھا اور جب مسیح کو زندہ خدا کی قسم دے کر سردار کاہن نے پوچھا کہ کیا تو خدا کا بیٹا ہے تو اس نے یہ جواب نہ دیا کہ میں تو ابن اللہ نہیں بلکہ میں تو وہی انسان ہوں جس کو تیس برس سے دیکھتے چلے آئے ہو ہاں ابن اللہ وہ اقنوم ثانی ہے جس نے اب مجھ سے قریباً دو سال سے تعلق پکڑ لیا ہے بلکہ اس نے سردار کاہن کو کہا کہ ہاں وہی ہے جو تو کہتا ہے پس اگر ابن اللہ کے معنی اس جگہ وہی ہیں جو عیسائی مراد لیتے ہیں تو ضرور ثابت ہوتا ہے کہ مسیح نے خدائی کا دعویٰ کیا پھر کیونکر کہتے ہیں کہ ہم مسیح کو انسان سمجھتے ہیں۔ کیا انسان صرف جسم اور ہڈی کا نام ہے۔ افسوس کہ اس زمانہ کے جاہل عیسائی کہتے ہیں کہ قرآن نے ہمارے عقیدہ کو نہیں سمجھا حالانکہ وہ خود اس بات کے قائل ہیں کہ مسیح نے خود اپنے منہ سے ابن اللہ ہونے کا دعویٰ کیا ہے ظاہر ہے کہ سردار کاہن کا یہ کہنا کہ کیا تو خدا کا بیٹا ہے اس کا مدعا یہی تھا کہ تو جو انسان ہے پھر کیونکر انسان ہو کر خدا کا بیٹا کہلاتا ہے کیونکہ سردار کاہن جانتا تھا کہ یہ ایک انسان اور ہماری قوم میں سے یوسف نجار کی بیوی کا لڑکا ہے لہذا ضرور تھا کہ مسیح سردار کاہن کا وہ جواب دیتا جو اس کے سوال اور دلی منشاء کے مطابق ہوتا کیونکہ نبی کی شان سے بعید ہے کہ سوال دیگر اور

رہے کیونکہ جبکہ ڈرنے کا ان کو خود اقرار ہے چنانچہ وہ اس اقرار کو کئی مرتبہ رور و کر ظاہر کر چکے ہیں تو اب یہ بار ثبوت انہیں کی گردن پر ہے کہ وہ الہامی پیشگوئی اور اسلامی صداقت سے نہیں ڈرے بلکہ اس لئے ڈرتے رہے کہ ان کو متواتر یہ تجربہ ہو چکا تھا کہ اس پیشگوئی سے پہلے اس عاجز نے ہزاروں کا خون کر دیا ہے اور اب بھی اپنی بات پوری کرنے کے لئے ضرور ان کا خون کر دے گا

بقیہ حاشیہ: جواب دیگر ہو۔ پس عیسائیوں کے مصنوعی اصول کے موافق یہ جواب چاہیے تھا کہ جیسا کہ تم نے گمان کیا ہے یہ غلط ہے اور میں اپنی انسانیت کی رو سے ہرگز ابن اللہ نہیں کہلاتا بلکہ ابن اللہ تو اقنوم دوم ہے جس کا تمہاری کتابوں کے فلاں فلاں مقام میں ذکر ہے لیکن مسیح نے ایسا جواب نہ دیا بلکہ ایک دوسرے مقام میں یہ کہا ہے کہ تمہارے بزرگ تو خدا کہلائے ہیں۔ پس ثابت ہے کہ دوسرے نبیوں کی طرح مسیح نے بھی اپنے انسانی روح کے لحاظ سے ابن اللہ کہلایا اور صحت اطلاق لفظ کے لئے گذشتہ نبیوں کا حوالہ دیا۔ پھر بعد اس کے عیسائیوں نے اپنی غلط فہمی سے مسیح کو درحقیقت خدا کا بیٹا سمجھ لیا اور دوسروں کو بیٹا ہونے سے باہر رکھا پس اسی واقعہ صحیح کی قرآن مجید نے گواہی دی اور اگر کوئی یہ کہے کہ اقنوم ثانی کا مسیح کی انسانی روح سے ایسا اختلاط ہو گیا تھا کہ درحقیقت وہ دونوں ایک ہی چیز ہو گئے تھے اس لئے مسیح نے اقنوم ثانی کی وجہ سے جو اس کی ذات کا عین ہو گیا تھا خدائی کا دعویٰ کر دیا تو اس تقریر کا مآل بھی یہی ہوا کہ بموجب زعم نصاریٰ کے ضرور مسیح نے خدائی کا دعویٰ کیا کیونکہ جب اقنوم ثانی اس کے وجود کا عین ہو گیا اور اقنوم ثانی خدا ہے تو اس سے یہی نتیجہ نکلا کہ مسیح خدا بن گیا۔ سو یہ وہی ضلالت کی راہ ہے جس سے پہلے اور پچھلے عیسائی ہلاک ہو گئے اور قرآن نے درست فرمایا کہ یہ بندہ پرست ہیں۔ منہ

☆ آختم صاحب نے اپنی متواتر تحریروں میں میرے پر اور میرے بعض مخلصوں پر یہ الزام لگایا ہے کہ وہ اس لئے اپنی موت سے ڈرتے رہے کہ میں اور میرے بعض دوست ان کے قتل کرنے کیلئے مستعد تھے اور گویا انہوں نے کئی دفعہ برچیوں اور تلواروں کے ساتھ حملہ کرتے بھی دیکھا تو اس صورت میں اگر وہ اپنے بے جا الزاموں کو ثابت نہ کریں تو کم سے کم وہ اس جرم کے مرتکب ہیں جس کی تشریح دفعہ ۵۰۰ تعزیرات میں درج ہے۔ وہ خوب جانتے تھے کہ کبھی میرے پر ڈاکو یا خونخوئی ہونے کا الزام نہیں لگایا گیا

پس اسی وجہ سے ہمیں قانوناً و انصافاً حق پہنچا جو ہم پبلک پراسل حقیقت ظاہر کرنے کے لئے آتھم صاحب سے قسم کا مطالبہ کریں۔ ظاہر ہے کہ اگر کوئی کسی کے گھر میں مداخلت بے جا کرتا ہوا پکڑا جاوے تو صرف یہ اپنا ہی عذر اس کا سنا نہیں جائے گا کہ وہ مثلاً حقہ پینے کے لئے آگ لینے آیا تھا بلکہ اس کی بریت اور صفائی کے لئے کسی شہادت کی حاجت ہوگی۔ سو اسی طرح جب آتھم صاحب نے اپنے پندرہ مہینہ کے حالات اور نیز اقرار سے ثابت کر دیا کہ وہ ایام پیشگوئی میں ضرور ڈرتے رہے ہیں تو بے شک ان سے یہ ایک ایسی بے جا حرکت صادر ہوئی جو ان کی عیسائیت کے استقلال کے برخلاف تھی اور چونکہ وہ حرکت پیشگوئی کے زمانہ میں بلکہ بعض نمونوں کو دیکھ کر ظہور میں آئی اس لئے وہ اس مطالبہ کے نیچے آگئے کہ کیوں یہ یقین نہ کیا جائے کہ پیشگوئی کے رعب ناک اثر نے ان کا یہ حال بنا دیا تھا اور ضرور انہوں نے اسلامی عظمت کا خوف اپنے دل پر ڈال لیا تھا پس اسی وجہ سے انصاف اور قانون دونوں ان کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ ہمارے منشاء کے موافق قسم کھا کر اپنی بریت ظاہر کریں مگر وہ ایک جھوٹا عذر پیش کر رہے ہیں کہ ہمارے مذہب میں قسم کھانا ممنوع ہے پس ان کی یہی مثال ہے کہ جیسے ایک چور بے جا مداخلت کے وقت میں پکڑا جائے اور اس سے صفائی کے گواہ مانگے جائیں تو چور حاکم کو یہ کہے کہ میرے مذہب کی رو سے یہ منع ہے کہ میں صفائی کے گواہ پیش کروں یا اپنی بریت کے لئے قسم کھاؤں اس لئے میں آپ کی منت کرتا ہوں کہ مجھے یوں ہی چھوڑ دو۔ پس جیسا وہ احمق چور قانون عدالت کے برخلاف باتیں کر کے

﴿۳﴾

**بقیہ حاشیہ:** اور میرا پاپ گورنمنٹ میں ایک نیک نام رئیس تھا تو کیا اب تک وہ اس بے جا الزام سے زیر مطالبہ نہیں آئے اور کیا وہ اس بے ہودہ عذر سے جو قسم کھانا میرے مذہب میں درست نہیں قانونی جرم سے بری ہو سکتے ہیں اور ان کے حق میں موت کی پیشگوئی ان کی درخواست سے تھی نہ خود بخود کیونکہ انہوں نے الہامی نشان مانگا تھا۔ منہ

یہ طبع خام دل میں لاتا ہے کہ میں بغیر اپنی بریت ظاہر کرنے کے یوں ہی چھوٹ جاؤں گا اسی طرح آتھم صاحب اپنی سادہ لوحی سے بار بار انجیل پیش کرتے ہیں اور اس الزام سے بری ہونے کا ان کو ذرہ فکر نہیں جو خود ان کے اقرار اور کردار سے ان پر ثابت ہو چکا ہے انہیں اس پیشگوئی سے پہلے جو ان کی نسبت کی گئی خوب معلوم تھا کہ احمد بیگ کی نسبت جو موت کی پیشگوئی کی گئی تھی جس کو ایڈیٹر نور افشاں نے چھاپ بھی دیا تھا اور جس کے بہت سے اشتہار بھی شائع ہو چکے تھے وہ کیسی صفائی سے پوری ہوئی ان کو خوب یاد ہوگا کہ انہیں ایام انعقاد مباحثہ میں اس پیشگوئی کا پورا ہونا بذریعہ ایک خط کے ان پر ظاہر کر دیا گیا تھا پس اسی سبب سے اس پیشگوئی کا غم ان کے دل پر بہت ہی غالب ہوا کیونکہ وہ نمونہ کے طور پر ایک پیشگوئی کا پورا ہونا ملاحظہ کر چکے تھے مگر میری قاتلانہ سیرت کی نسبت تو ان کے پاس کوئی نمونہ اور کوئی ثبوت نہ تھا کیا ان کے پاس اس بات کا کوئی ثبوت تھا کہ میں جس کی نسبت موت کی پیشگوئی کرتا ہوں اس کو خود قتل کر دیتا ہوں۔ پھر کیا کسی عقلمند کا قیاس اس بات کو باور رکھ سکتا ہے کہ جس بات کا ان کے پاس کھلا کھلا نمونہ تھا بلکہ عیسائی پرچہ بھی اس کا گواہ تھا اس تجربہ کردہ اور آزمودہ بات کا تو کچھ بھی خوف ان کے دل پر طاری نہ ہوا مگر قتل کرنے کا خوف دل پر طاری ہو گیا جس کی تصدیق کے لئے کوئی نمونہ ان کے پاس موجود نہ تھا اور نہ شبہ کرنے کی کوئی وجہ تھی۔ کیا کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ کبھی میں نے کوئی ظالمانہ حرکت کی یا ادنیٰ زد و کوب کا استغاثہ کبھی میرے پر دائر ہوا۔ پس جبکہ میرے سابقہ اعمال کسی

نوٹ: وہ فلاسفر جن کا قول ہے کہ خدا رحم ہے اور خدا محبت ہے وہ بھی اس مقام میں سمجھ سکتے ہیں کہ ایک انسان اگر ایک وقت میں نہایت سرکشی اور ظلم اور بے ایمانی اور بے باکی کی حالت میں ہو اور دوسرے وقت میں وہی انسان نہایت خوف اور تضرع اور رجوع کی حالت میں ہو تو ان دونوں مختلف حالتوں کا ایک ہی نتیجہ ہرگز نہیں ہو سکتا پس کیونکر ممکن ہے کہ وہ حکم سزا کی پیشگوئی

شرک کا احتمال نہیں پیدا کرتے تھے اور دوسری طرف پیشگوئی کے پورے ہونے کا احتمال آتھم صاحب کی نظر میں کئی وجوہ سے قوی تھا کیونکہ وہ احمد بیگ کی موت کی پیشگوئی کا پورا ہونا مجھ سے سن چکے تھے اور اس پیشگوئی کی کیفیت میرے اشتہارات اور پرچہ نورا فشاں میں پڑھ چکے تھے اور نہ صرف اسی قدر بلکہ ان کی نسبت پیشگوئی جس قوت اور شوکت اور پرزور دعویٰ سے بیان کی گئی وہ بھی ان کو معلوم تھا تو اب ظاہر ہے کہ یہ تمام باتیں مل کر ایسے دل پر قوی اثر ڈالتی ہیں جو تازہ بہ تازہ نمونہ

بقیہ نوٹ: جو سرکشی اور بے باکی کی حالت میں ہوتی تھی وہ اطاعت اور خوف کی حالت میں قائم رہے اور اطاعت اور خوف کی حالت کے موافق کوئی پُرہم امر صادر نہ ہو۔ منہ

☆ حاشیہ: مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری اور اس کے داماد کی نسبت ایک ہی پیشگوئی تھی اور احمد بیگ کی نسبت جو ایک حصہ پیشگوئی کا تھا وہ نورا فشاں میں بھی شائع ہو چکا تھا۔ غرض احمد بیگ میعاد کے اندر فوت ہو گیا اور اس کا فوت ہونا اس کے داماد اور تمام عزیزوں کیلئے سخت ہم و غم کا موجب ہوا چنانچہ ان لوگوں کی طرف سے توبہ اور رجوع کے خط اور پیغام بھی آئے جیسا کہ ہم نے اشتہار ۶ اکتوبر ۱۸۹۴ء میں جو غلطی سے ۶ ستمبر ۱۸۹۴ء لکھا گیا ہے مفصل ذکر کر دیا ہے پس اس دوسرے حصہ یعنی احمد بیگ کے داماد کی وفات کے بارے میں سنت اللہ کے موافق تاخیر ڈالی گئی جیسا کہ ہم بار بار بیان کر چکے ہیں کہ انداز اور تخویف کی پیشگویوں میں یہی سنت اللہ ہے کیونکہ خدا کریم ہے اور وعید کی تاریخ کو توبہ اور رجوع کو دیکھ کر کسی دوسرے وقت پر ڈال دینا کرم ہے اور چونکہ اس ازلی وعدہ کی رو سے یہ تاخیر خدائے کریم کی ایک سنت ٹھہر گئی ہے جو اس کی تمام پاک کتابوں میں موجود ہے اس لئے اس کا نام تخلف وعدہ نہیں بلکہ ایفاء وعدہ ہے کیونکہ سنت اللہ کا وعدہ اس سے پورا ہوتا ہے بلکہ تخلف وعدہ اس صورت میں ہوتا کہ جب سنت اللہ کا عظیم الشان وعدہ ٹال دیا جاتا مگر ایسا ہونا ممکن نہیں کیونکہ اس صورت میں خدا تعالیٰ کی تمام کتابوں کا باطل ہونا لازم آتا ہے۔ منہ

نوٹ: احمد بیگ کے داماد کا یہ قصور تھا کہ اس نے تخویف کا اشتہار دیکھ کر اس کی پروا نہ کی خط پر خط بھیجے گئے ان سے کچھ نہ ڈرا۔ پیغام بھیج کر سمجھایا گیا کسی نے اس طرف ذرا التفات نہ کی اور احمد بیگ سے ترک تعلق (باقی اگلے صفحہ پر)

دیکھ چکا ہے پس جبکہ ایک طرف خوف اور ڈر کے یہ اسباب موجود ہوں اور دوسری طرف خود اقرار ہو کہ میں ایام پیشگوئی میں ضرور ڈرتا رہا۔ پس کیا اب تک وہ اس مطالبہ کے نیچے نہیں آسکے کہ ہمیں وہ قسم کھا کر مطمئن کریں کہ اس قسم کا ڈر جس کے اسباب اور محرک اور نمونے ان کی نظر کے سامنے موجود تھے وہ ہرگز ان کے دل پر غالب نہیں ہوا بلکہ ان تلواروں اور برچھیوں نے ان کو ڈرایا جن کا خارج میں کچھ بھی وجود نہ تھا۔ بہر حال اس دعویٰ کا بار ثبوت ان کی گردن پر ہے کہ یہ جان کا خوف جس کا وہ کئی دفعہ اقرار کر چکے اسلامی عظمت کے اثر اور پیشگوئی کے رعب سے نہیں بلکہ کسی اور وجہ سے تھا لیکن افسوس کہ آتھم صاحب نے باوجود تین اشتہار جاری ہونے کے اب تک اس طرف توجہ نہیں کی اور اپنی بریت ظاہر کرنے کے لئے اس اطمینان بخش طریق کو اختیار نہیں کیا جس سے مجھ حق دار مطالبہ کی تسلی ہو سکتی کیا اس میں کچھ شک ہے کہ مجھے بے جا الزام لگانے کی وجہ سے قانوناً و انصافاً و عرفاً حق طلب ثبوت حاصل ہے اور کیا اس میں کچھ شبہ ہے کہ اس بات کا بار ثبوت ان کے ذمہ ہے کہ وہ کیوں پندرہ مہینہ تک ڈرتے رہے اور میں ابھی بیان کر چکا ہوں کہ ڈرنے کی ثابت شدہ وجوہات میرے الہام کی صریح مؤید ہیں کیونکہ پیشگوئی کی شوکت اور قوت میرے پُر زور الفاظ سے ان کے دل میں جم چکی تھی اور پیشگوئی کی صداقت کا نمونہ مرزا احمد بیگ کی موت تھی جس کی سچائی ان پر بخوبی کھل چکی تھی لیکن تلواروں سے قتل کئے جانے کا کوئی نمونہ ان کی نظر کے سامنے نہ تھا سو آتھم

بقیہ نوٹ : نہ چاہا بلکہ وہ سب گستاخی اور استہزا میں شریک ہوئے سو یہی قصور تھا کہ پیشگوئی کو سن کر پھر ناطہ کرنے پر راضی ہوئے اور شیخ بٹالوی کا یہ کہنا کہ نکاح کے بعد طلاق کیلئے ان کو فہمائش کی گئی تھی۔ یہ سراسر افترا ہے بلکہ ابھی تو ان کا ناطہ بھی نہیں ہو چکا تھا جبکہ ان کو حقیقت سے اطلاع دی گئی تھی اور اشتہار تو کئی برس پہلے شائع ہو چکے تھے۔ منہ

صاحب پر واجب تھا کہ اس الزام کو قسم کھانے سے اپنے سر پر سے اٹھا لیتے لیکن عیسائیت کی قدیم بددیانتی نے ان کو اس طرف آنے کی اجازت نہیں دی بلکہ یہ جھوٹا بہانہ پیش کر دیا کہ قسم کھانا ہمارے مذہب میں منع ہے گویا ایسی تسلی بخش شہادت جو قسم کے ذریعہ سے حاصل ہوتی اور خصومت کو قطع کرتی اور الزام سے بری کرتی اور امن اور آرام کا موجب ہوتی ہے اور جو حق کے ظاہر کرنے کا انتہائی ذریعہ اور مجازی حکومتوں کے سلسلہ میں آسمانی عدالت کا رعب یا ددلاتی ہے اور جھوٹے کا منہ بند کرتی ہے وہ انجیلی تعلیم کے رو سے حرام ہے جس سے عیسائی عدالتوں کو پرہیز کرنا چاہیے۔ لیکن ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ یہ بالکل حضرت عیسیٰ پر بہتان ہے حضرت عیسیٰ نے کبھی گواہی اور گواہی کے لوازموں کا دروازہ بند نہیں کرنا چاہا حضرت عیسیٰ خوب جانتے تھے کہ قسم کھانا شہادت کی روح ہے اور جو شہادت بغیر قسم ہے وہ مدعیانہ بیان ہے نہ شہادت، پھر وہ ایسی ضروری قسموں کو جن پر نظام تحقیقات کا ایک بھارا مدار ہے کیونکر بند کر سکتے تھے۔ الہی قانون قدرت اور انسانی صحیفہ فطرت اور انسانی کائنات خود گواہی دے رہا ہے کہ خصومتوں کے قطع کے لئے انتہائی حد قسم ہی ہے اور ایک راستباز انسان جب کسی الزام اور شبہ کے نیچے آجاتا ہے اور کوئی انسانی گواہی قابل اطمینان پیش نہیں کر سکتا تو بالطبع وہ خدا تعالیٰ کی

☆ نوٹ: کوئی سچی اور حقانی تعلیم مجرموں کو پناہ نہیں دے سکتی پس جبکہ آتھم صاحب نے اس ڈر کا اقرار کر کے جس کو وہ کسی طرح سے چھپا نہیں سکتے یہ مجرمانہ عذر پیش کیا کہ یہ عاجز کئی دفعہ اقدام قتل کا مرتکب ہوا تھا اس لئے دل پر موت کا ڈر غالب ہو گیا تو کیا انجیل آتھم صاحب کو اس مطالبہ سے بچالے گی کہ کیوں انہوں نے بے جا الزام لگایا۔ پھر کیونکر انجیل ان کو ایسی قسم سے روک سکتی ہے جس کی ان کی بریت ہو۔ منہ



گواہی سے اپنی راستبازی کی بنیاد پر مدد لیتا ہے اور خدا تعالیٰ کی گواہی یہی ہے کہ وہ اس ذات عالم الغیب کی قسم کھا کر اپنی صفائی پیش کرے اور جھوٹا ہونے کی حالت میں خدا تعالیٰ کی لعنت اپنے پر وارد کرے یہی طریق آخری فیصلہ کا نبیوں کے نوشتوں سے ثابت ہوتا ہے مگر آتھم صاحب کہتے ہیں کہ قسم کھانا ممنوع اور ایمانداری کے برخلاف ہے۔ اب ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ یہ عذر ان کا بھی صحیح ہے یا نہیں کیونکہ اگر صحیح ہے تو پھر وہ فی الحقیقت قسم کھانے سے معذور ہیں لیکن اس بات سے تو کسی کو انکار نہیں کہ عیسائیوں کے ہر یک مرتبہ کے آدمی کیا نہ ہی اور کیا دنیوی جب کسی شہادت کے لئے بلائے جائیں تو قسم کھاتے اور انجیل اٹھاتے ہیں اور ایک بڑے سے بڑا پادری جب کسی عدالت میں کسی شہادت کے ادا کرنے کے لئے بلایا جائے تو کبھی یہ عذر نہیں کرتا کہ انجیل کی رو سے قسم منع ہے بلکہ بطیب خاطر قسم کھاتا ہے بلکہ انگریزی سلطنت کے گل منعہد عہدہ دار اور پارلیمنٹ کے ممبر یہاں تک کہ گورنر جنرل سب حلف اٹھانے کے بعد اپنے عہدوں پر مامور ہوتے ہیں تو پھر کیا خیال کیا جائے کہ یہ تمام لوگ تعلیم انجیل پر ایمان رکھنے سے بے بہرہ ہیں اور صرف ایک آتھم صاحب مرد مسیحی دنیا میں موجود ہیں جو حضرت عیسیٰ کی تعلیم پر ایسا ہی کامل ایمان ان کو نصیب ہے جیسا کہ پطرس حواری اور پولس رسول کو نصیب تھا بلکہ اگر یہ بات فی الواقع سچ ہے کہ قسم کھانا انجیل کے رو سے منع ہے تو پھر آتھم صاحب کا ایمان پطرس اور پولس رسول کے ایمان سے بھی کہیں آگے بڑھا ہوا ہے کیونکہ آتھم صاحب کے نزدیک قسم کھانا بے ایمانی ہے لیکن متی ۲۷ باب ۲۷ آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ پطرس حواری بہشتی کنجیاں والے نے بھی اس بے ایمانی سے خوف نہیں کیا اور بغیر اس کے کہ کوئی قسم کھانے پر اصرار کرے آپ ہی قسم کھالی لیکن اگر آتھم صاحب کہیں کہ پطرس راستباز آدمی نہیں تھا کیونکہ حضرت مسیح

نے اس کو شیطان کا لقب بھی دیا ہے مگر میں راستباز ہوں اور پطرس سے بہتر اس لئے قسم کھانا بے ایمانی سمجھتا ہوں تو ان کی خدمت میں عرض کیا جاتا ہے کہ آپ کے پولس رسول نے بھی جو بقول عیسائیاں حضرت موسیٰؑ سے بھی بڑھ کر ہے قسم کھائی ہے اگر اس کو بھی آپ ایمان سے جواب دیں تو خیر آپ کی مرضی اور اگر یہ سوال ہو کہ قسم کھانے کا ثبوت کیا ہے تو قرنتیان ۵ باب ۳ آیت دیکھ لیں جس میں پولس صاحب فرماتے ہیں مجھے تمہارے اس فخر کی جو ہمارے خداوند مسیح یسوع سے ہے قسم کہ میں ہر روز مرتا ہوں۔ اس جگہ ناظرین خوب غور سے سوچیں کہ جس حالت میں پطرس اور پولس رسول قسم کھائیں اور آتھم صاحب قسم کھانا بے ایمانی قرار دیں یعنی شرعی ممنوعات کی مد میں رکھیں جس کا ارتکاب بلاشبہ بے ایمانی ہے تو کیا اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ حسب قول آتھم صاحب مسیح کے تمام حواری اور پولس رسول سب ممنوعات انجیل کے مرتکب اور ایمانی حدود سے تجاوز کرنے والے تھے کیونکہ بعضوں نے ان میں سے قسمیں کھائیں اور بعض اس طرح پر بے ایمانی کے کاموں میں شریک ہوئے کہ قسم کھانے والوں سے جدا نہ ہوئے اور نہ امر معروف اور نہی منکر کیا لیکن آج تک بجز آتھم صاحب کے کسی عیسائی نے اس اعتقاد کو شائع نہیں کیا کہ حضرت مسیح کے تمام حواری یہاں تک کہ پولس رسول بھی ایمانی دولت سے تہی دست اور بے نصیب اور ممنوعات انجیل میں مبتلا تھے صرف اٹھارہ سو برس کے بعد آتھم صاحب کو یہ ایمان دیا گیا تعجب کہ اس قوم کے جھوٹ اور بددیانتی کی کہاں تک نوبت پہنچ گئی کہ اپنے نفس کے بچاؤ کے لئے اپنے بزرگوں کو بھی دولت ایمان سے بے نصیب قرار دیتے ہیں اگر آتھم صاحب جان بچانے کے لئے صرف یہ بہانہ کرتے کہ مجھے اندیشہ ہے کہ میں سال تک مرنے جاؤں تو اس صورت میں لوگوں کو فقط اتنا ہی خیال ہوتا کہ اس شخص کا ایمان مسیح کی طاقت اور قدرت پر ضعیف ہے اور درحقیقت اپنے دل میں اس کو قادر نہیں سمجھتا لیکن آتھم صاحب

کا یہ ممانعت قسم کا بہانہ ان کی بددیانتی اور ردی حالت کی کھلے طور پر قلعی کھولتا ہے کیونکہ اس بہانہ کو کوئی بھی باور نہیں کر سکتا کہ مسیح کے تمام حواری اور پولس رسول ممنوعات انجیل میں گرفتار ہو کر ایمانی دولت سے بے نصیب رہے اور یہ ایمان آتھم صاحب کے ہی حصہ میں آیا اور پھر مجھے یہ دعویٰ بھی سراسر جھوٹ معلوم ہوتا ہے کہ آتھم صاحب نے اب تک کسی عدالت میں قسم نہیں کھائی اور تمام حکام اس بات پر راضی رہے کہ آتھم صاحب کسی شہادت کے ادا کرنے کے وقت بغیر قسم اظہار لکھو دیا کریں اور نہ میں یہ باور کر سکتا ہوں کہ اگر آتھم صاحب اب بھی کسی شہادت کے لئے بلائے جائیں تو یہ عذر پیش کریں کہ چونکہ میں پارلیمنٹ کے ممبروں اور تمام متعہد عیسائی ملازموں حتیٰ کہ گورنر جنرل سے بھی زیادہ ایماندار ہوں اس لئے ہرگز قسم نہیں کھاؤں گا۔ آتھم صاحب خوب جانتے ہیں کہ بائبل میں نبیوں کی قسمیں بھی مذکور ہیں خود مسیح قسم کا پابند ہوا دیکھو متی ۲۷ باب ۶۳☆ آیت خدا نے قسم کھائی دیکھو اعمال ۷ باب ۶ آیت ۱۷۔ اور خدا کا قسم کھانا بموجب عقیدہ عیسائیوں کے مسیح کا قسم کھانا ہے کیونکہ بقول ان کے دونوں ایک ہیں اور جو شخص مسیح کے نمونہ پر اپنی عادات اور اخلاق نہیں رکھتا وہ مسیح میں سے نہیں ہے۔ اور یرمیا کی تعلیم کی رو سے قسم کھانا عبادت میں داخل ہے دیکھو یرمیا باب ۴ آیت ۲۔ اور زبور میں لکھا ہے کہ جو جھوٹا ہے وہی قسم نہیں کھاتا دیکھو زبور ۶۳ آیت ۱۱۔ سو آتھم صاحب کے جھوٹا ہونے پر داؤد نبی حضرت عیسیٰ کے دادا صاحب بھی گواہی دیتے ہیں۔ فرشتے بھی قسم کھاتے ہیں دیکھو مکاشفات ۱۰ پھر عبرانیوں کے ۶ باب ۱۶ آیت میں مسیحیوں کا معلم کہتا ہے کہ ہریک قضیہ کی حد قسم ہے یعنی ہریک جھگڑا آخر قسم پر فیصلہ پاتا ہے۔ تو ریت میں خدا نے برکت دینے کے لئے قسم کھائی۔

نوٹ: وہ بولا خداوند کی قسم جس کے آگے میں کھڑا ہوں۔ سلاطین ۱۶/۵۔

دیکھو پیدائش ۲۴ اور پھر اپنی حیات کی قسم کھائی۔ غرض کہاں تک لکھیں اور مضمون کو طول دیں۔ بائبل میں خدا کی قسمیں فرشتوں کی قسمیں نبیوں کی قسمیں موجود ہیں اور انجیل میں مسیح کی قسم پطرس کی قسم پولس کی قسم پائی جاتی ہے۔ اسی جہت سے عیسائیوں کے علماء نے جو از قسم پر فتویٰ دیا ہے۔ دیکھو تفسیر انجیل مؤلفہ پادری کلا راک اور پادری عماد الدین مطبوعہ ۱۸۷۵ء اور مسیح نے خدا تعالیٰ کی سچی قسم سے کسی جگہ منع نہیں کیا بلکہ اس بات سے منع کیا ہے کہ کوئی آسمان کی قسم کھاوے یا زمین کی یا یروشلم کی یا اپنے سر کی اور جو شخص ایسا سمجھے کہ خدا تعالیٰ کی سچی قسم کسی گواہی کے وقت کھانا منع ہے وہ سخت احمق ہے اور مسیح کے منشاء کو ہرگز نہیں سمجھا۔ اگر مسیح کا منشاء خدا تعالیٰ کی قسم کی ممانعت ہوتی تو وہ اپنی تفصیلی عبارت میں ضرور اس کا ذکر کرتا لیکن اس نے متی ۵ باب ۳۳ آیت میں ”کیونکہ“ کے لفظ سے صرف یہ سمجھانا چاہا کہ تم آسمان اور زمین اور یروشلم اور اپنے نفس کی قسم مت کھاؤ۔ خدا تعالیٰ کی قسم کا اس میں ذکر بھی نہیں اور موسیٰ کی تعلیم پر اس میں یہ تصریح زیادہ ہے کہ صرف جھوٹی قسم کھانا حرام نہیں بلکہ اگر غیر اللہ کی قسم ہو تو اگرچہ سچی ہو وہ بھی حرام ہے یہی وجہ ہے کہ اس تعلیم کے بعد حضرت مسیح کے حواری قسم کھانے سے باز نہیں آئے اور ظاہر ہے کہ حواری انجیل کا مطلب آتھم صاحب سے بہتر سمجھتے تھے اور ابتداء سے آج تک جو از قسم پر مسیحیوں کے اکثر فرقوں میں اتفاق چلا آیا ہے۔ پھر اب سوچنا چاہیے کہ جبکہ پطرس نے قسم کھائی پولس نے قسم کھائی مسیحیوں کے خدا نے قسم کھائی فرشتوں نے قسم کھائی نبیوں نے قسمیں کھائیں اور تمام پادری ذرہ ذرہ مقدمہ پر قسمیں کھاتے ہیں پارلیمنٹ کے ممبر قسم کھاتے ہیں ہریک گورنر جنرل قسم کھا کر آتا ہے تو پھر آتھم صاحب ایسے ضروری وقت میں کیوں قسم نہیں کھاتے حالانکہ وہ خود اپنے اس اقرار سے کہ میں پیشگوئی کے بعد ضرور موت سے ڈرتا رہا ہوں ایسے الزام کے نیچے آگئے

ہیں کہ وہ الزام بجز قسم کھانے کے کسی طرح ان کے سر پر سے اٹھ نہیں سکتا ☆ کیونکہ ڈرنا جو رجوع کی ایک قسم ہے ان کے اقرار سے ثابت ہوا پھر بعد اس کے وہ ثابت نہ کر سکے کہ وہ صرف قتل کئے جانے سے ڈرتے تھے نہ انہوں نے حملہ کرتے ہوئے کسی قاتل کو پکڑا نہ انہوں نے یہ ثبوت دیا کہ ان سے پہلے کبھی اس عاجز نے چند آدمیوں کا خون کر دیا تھا جس کی وجہ سے ان کے دل میں بھی دھڑکا بیٹھ گیا کہ اسی طرح میں بھی مارا جاؤں گا بلکہ اگر کوئی نمونہ ان کی نظر کے سامنے تھا تو بس یہی کہ ایک پیشگوئی موت کی یعنی مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کی موت ان کے سامنے ظہور میں آئی تھی لہذا جیسا کہ الہام الہی نے بتلایا ضرور وہ پیشگوئی کی عظمت سے ڈرے اور یہ بات روئداد موجودہ سے بالکل برخلاف ہے کہ وہ پیشگوئی کی صداقت تجربہ شدہ سے نہیں ڈرے بلکہ ہمارا خون ہونا جو ایک تجربہ کے رو سے ایک تحقیقی امر تھا اس سے ڈر گئے پس اس الزام سے وہ بجز اس کے کیونکر بری ہو سکتے ہیں کہ بحیثیت ایک شاہد کے قسم کھائیں اور بموجب قول پولس رسول کے جو ہر ایک مقدمہ کی حد قسم ہے اس مشتباہ امر کا فیصلہ کر لیں لیکن یہ نہایت درجہ کی مکاری اور بددیانتی ہے کہ قسم کی طرف تو رجوع نہ کریں اور یوں ہی حق پوشی کے طور پر جا بجا خط بھیجیں اور اخباروں میں چھپوائیں کہ میں عیسائی ہوں اور عیسائی تھا۔

اے صاحب! آپ کیوں خلق اللہ کو دھوکا دیتے ہیں آپ کی ان مدعیانہ تقریروں کو وہی لوگ قبول کریں گے جن کا شیطانی مادہ پہلے سے یہی چاہتا ہے کہ حق ظاہر نہ ہو ورنہ ہر ایک منصف عقلمند جانتا ہے کہ آپ کا بیان صرف بحیثیت شاہد

☆ نوٹ: الہامی پیشگوئی کی عظمت سے ڈرنا بموجب تصریح قرآن کریم اور بائبل کے رجوع میں داخل ہے اور رجوع عذاب میں تاخیر ڈالتا ہے اس پر قرآن اور بائبل دونوں کا اتفاق ہے۔ منہ

معتبر ہو سکتا ہے نہ ان فضول باتوں سے جو آپ شائع کر رہے ہیں دنیا میں عیسائی مذہب جھوٹ بولنے میں اوّل درجہ پر ہے جنہوں نے خدا کی کتابوں میں بھی بے ایمانی کرنے سے فرق نہیں کیا اور صد ہا جعلی کتابیں بنالیں پس کیا ایک بھلا مانس ان کے مدعیانہ بیان کو قبول کر سکتا ہے ہرگز نہیں بلکہ اگر ایک شخص راست باز بھی ہو تو وہ ایک فریق مقدمہ بن کر اس بات کا ہرگز مستحق نہیں کہ اس کا بیان جو بحیثیت مدعی یا مدعا علیہ ہے اس طور سے قبول کیا جائے جیسا کہ گواہوں کے بیانات قبول کئے جاتے ہیں اور اگر ایسا ہوتا تو عدالتوں کو گواہوں کی کچھ بھی ضرورت نہ ہوتی۔ قانون شہادت میں ایک انگریز نے یہ بات خوب لکھی ہے کہ اگر فلاں تاجر

نوٹ: ایک صاحب پشاور سے لکھتے ہیں کہ اگر عذاب کی پیشگوئی رجوع بدل کرنے سے ٹل جاتی ہے تو وہ ہرگز معیار صداقت نہیں ٹھہر سکتی اور اس پر تحدی نہیں ہو سکتی مگر افسوس کہ وہ نہیں سمجھتے کہ عند اللہ انکار قسم بھی جب منکر پر قسم انصافاً واجب ہو ایک معیار صداقت ہے جس کو کتاب اللہ نے منکر پر حد شرعی جاری کرنے کے لئے معتبر سمجھا ہے پھر جس شخص نے چار ہزار روپیہ تک اتمام حجت کی رقم لے کر قسم کھانے کے لئے جرات نہ کی تو کیا اس نے اپنے افعال سے ثابت نہ کر دیا کہ ضرور اس نے رجوع بخت کیا تھا اور جس قانونی مطالبہ سے یعنی قسم سے ملزم نے سخت گریز کی تو کیا وہ معیار صداقت نہیں اور کیا وہ اب تک ایسا رجوع رہا جس پر کوئی بھی دلیل نہیں اور یہ کہنا کہ اب تک وہ انکار کئے جاتا ہے۔ کیسی بد فہمی ہے۔ اگر وہ حقیقی طور پر منکر ہوتا تو پھر ایسی قسم کے کھانے سے جس کا کھانا اس پر انصافاً واجب تھا کیوں گریز کرتا پس اس کا قسم نہ کھانا یہی اقرار ہے جس کو عقل سلیم سمجھتی ہے اور یہ کہنا کہ اس کی کوئی نظیر نہیں یہ دوسری نا فہمی ہے۔ مماثلت کی نظیریں بتلا دی گئی ہیں غور سے پڑھو اور یہ کہنا کہ ایک جھوٹا بھی ایسی پیشگوئی موت کی کر کے آخر عدم وقوع کے وقت یہ عذر پیش کر سکتا ہے کہ دلی رجوع کے باعث عذاب ٹل گیا ہے۔ یہ بھی انصاف اور تدبر سے بعید ہے بلکہ حق اور ایمان کی بات یہ ہے کہ اگر کوئی اور شخص بھی ایسی ہی پیشگوئی کرے اور یہی تمام واقعات ہوں تو قانون انصاف سے بعید ہوگا کہ ایسے شخص کو ہم کاذب کہیں جس کا صدق ملزم کے گریز سے ظاہر ہو رہا ہو بلکہ جھوٹا وہی کہلائے گا جو اس مطالبہ سے گریز کرے جو انصافاً اس پر عائد ہوتا ہے (باقی اگلے صفحہ پر)

جو کروڑ ہا روپیہ کی مالی عزت رکھتا ہے اور صد ہا روپیہ روز صدقہ کے طور پر دیتا ہے اگر کسی پر ایک پیسہ کا دعویٰ کرے تو گو وہ کیسا ہی متمول اور مخیر اور سخی سمجھا گیا ہے مگر بغیر کامل شہادت کے ڈگری نہیں ہو سکتی۔

تو اب بتلاؤ کہ آتھم صاحب کا ایک طرفہ بیان جو صرف دعویٰ کے طور پر اغراض نفسانیہ سے بھرا ہوا اور روئید موجودہ کے مخالف ہے کیونکر قبول کیا جائے اور کون سی عدالت اس پر اعتماد کر سکتی ہے یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ صرف ہمارے الہام پر مدار نہیں رہا بلکہ آتھم صاحب نے خود موت کے خوف کا اقرار اخباروں میں چھپوا دیا اور جا بجا خطوط میں اقرار کیا۔ اب یہ بوجھ آتھم صاحب کی گردن پر ہے کہ اپنے اقرار کو بے ثبوت نہ چھوڑیں بلکہ قسم کے طریق سے جو ایک سہل طریق ہے اور جو ہمارے نزدیک قطعی اور یقینی ہے ہمیں مطمئن کر دیں کہ وہ پیشگوئی کی عظمت سے نہیں ڈرے بلکہ وہ فی الحقیقت ہمیں ایک خونی انسان یقین کرتے اور ہماری تلواروں کی چمک دیکھتے تھے اور ہم انہیں کچھ بھی تکلیف نہیں دیتے بلکہ اس قسم پر چار ہزار روپیہ بشرائط اشتہار ۹ ستمبر ۱۸۹۴ء و ۲۰ ستمبر ۱۸۹۴ء ان کی نذر کریں گے اور ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ ان کا یہ عذر کہ مسیحیوں کو قسم کھانے کی ممانعت ہے سخت ہٹ دھرمی اور بے ایمانی ہے۔ کیا پطرس اور پولس اور بہت سے عیسائی راست باز جو اول زمانہ میں گذر چکے مسیحی نہیں تھے یا وہ بے ایمان تھے کیا آتھم صاحب اس گورنمنٹ میں کسی ایک

بقیہ نوٹ: یعنی قسم نہ کھاوے پھر خدا تعالیٰ نے اس پیشگوئی کو صرف یہاں تک تو محدود نہیں رکھا اور اس کے کاموں میں عمیق حکمتیں اور مصالح ہیں اور انجام نمایاں فتح ہے پس ان پر افسوس جو جلد بازی سے اپنے ایمان اور عاقبت کو بر باد کر رہے ہیں اور جس قدر ایک کسان مولیٰ گاجر کا بیج بو کر ایک وقت تک مولیوں گا جروں کی انتظار کرتا ہے ان لوگوں میں اتنا بھی صبر نہیں۔ منہ

☆ نوٹ: یہ چار ہزار روپیہ آتھم صاحب کی درخواست آنے کے بعد پانچ ہفتہ میں ان کے پاس حاضر کیا جائے گا۔ منہ

معزز عیسائی کا حوالہ دے سکتے ہیں جس نے شہادت کے لئے حاضر ہو کر قسم کھانے سے انکار کیا ہو۔ اب مناسب ہے کہ اگر آتھم صاحب کو بہر حال حیلہ سازی ہی پسند ہے اور کسی طرح قسم کھانا نہیں چاہتے تو اس عذر بے ہودہ کو اب چھوڑ دیں کہ قسم کھانا ممنوع ہے کیونکہ پورے طور پر ہم نے اس کی بیخ کنی کر دی ہے بلکہ چاہیے کہ اپنے دجالوں کے مشورہ سے جان بچانے کے لئے کوئی نیا عذر پیش کریں اور نیم عیسائی یاد رکھیں کہ آتھم صاحب کبھی قسم نہیں کھائیں گے بلکہ اس عذر کو چھوڑ کر کوئی اور دجالی حیلہ نکالیں گے کیونکہ ہماری نسبت وہ اپنے دل میں جانتے ہیں کہ ہم سچے اور ہمارا الہام سچا ہے لیکن کوئی عذر پیش نہیں جائے گا جب تک میدان میں آ کر ہمارے روبرو آ کر قسم نہ اٹھائیں یقیناً آتھم صاحب تمام پادریوں اور نیم عیسائیوں کے منہ پر سیاہی مل رہے ہیں جو قسم نہیں کھاتے۔

ایک عیسائی صاحب لکھتے ہیں کہ روپیہ دینا صرف لاف و گزاف ہے یعنی آتھم صاحب قسم تو کھالیں مگر ان کو یہ دھڑک ہے کہ روپیہ نہیں ملے گا۔ سو یاد رہے کہ یہ بالکل فضول گوئی اور ڈوموں کی طرح رندا نہ کلام ہے ہم عہد کرتے ہیں کہ ہم قسم کھانے سے پہلے باضابطہ تمسک لے کر حسب شرائط اشتہار ۹ ستمبر ۱۸۹۲ء و ۲۰ ستمبر ۱۹۰۲ء کل روپیہ آتھم صاحب کے ضامنوں کے حوالہ کر دیں گے اور ہمیں منظور ہے کہ آتھم صاحب کے دو داماد ہیں جو معزز عہدوں پر ہیں ضامن ہو جائیں اگر ہم تکمیل تمسک کے بعد ایک طرفۃ العین کی بھی روپیہ دینے میں توقف کریں تو بلاشبہ ہم جھوٹے ٹھہریں گے اور ضامنوں کو اختیار ہوگا کہ ہمیں آتھم صاحب کی دہلیز میں پیر نہ رکھنے دیں جب تک بعد تکمیل تمسک روپیہ وصول نہ کر لیں اور ایسا انتظام ہوگا کہ دس معزز گواہ کے روبرو اور ان کی وساطت سے روپیہ دیا جائے گا اور تمسک لیا جائے گا اور ان دس گواہوں کی اس تمسک پر شہادت ہوگی اور وہ تمسک



﴿۱۰﴾

چند اخباروں میں چھوڑ دیا جائے گا اور اس تمسک میں ضامنوں کی طرف سے یہ اقرار ہوگا کہ اگر تاریخ تمسک سے ایک سال تک پیشگوئی پوری نہ ہوئی اور آتھم صاحب صحیح و سالم رہے تو یہ کل روپیہ آتھم صاحب کی ملکیت ہو جائے گا۔ ورنہ ضامن کل روپیہ بلا توقف واپس کریں گے۔ اب آخر میں ہم پھر آتھم صاحب کو حضرت عیسیٰ مسیح کی عزت کو بطور سفارشی پیش کر کے اس زندہ خدا کی قسم دیتے ہیں۔ جو جھوٹوں اور بچوں کو خوب جانتا ہے کہ اس طریق تصفیہ کو ہرگز رد نہ کریں۔ وہ تو بقول خود ہمارا جھوٹا ہونا اور ہمارے الہام کا باطل ہونا اور مسیح کا معین و مددگار ہونا تجربہ کر چکے اب کیوں بعد تجربہ کے مرے جاتے ہیں اور بار بار کہتے ہیں کہ میری عمر قریب ۶۲ یا ۶۸ برس کی ہے اے صاحب بموجب قول ساٹھا پاٹھا کے آپ تو ابھی بچے ہیں کون سی بڑی عمر ہو گئی ہے۔ ماسوا اس کے ہم پوچھتے ہیں کہ کیا زندہ رکھنا خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں نہیں۔ یہ کیسی بے ایمان قوم ہے جو اپنے تئیں سچا سمجھ کر پھر بھی خدا تعالیٰ پر توکل نہیں کر سکتی۔ دیکھو میری عمر بھی تو قریب ساٹھ برس کے ہے اور ہم اور آتھم صاحب ایک ہی قانون قدرت کے نیچے ہیں مگر میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ مقابلہ کے وقت ضرور مجھے زندہ رکھ لے گا کیونکہ ہمارا خدا قادر اور حسی و قیوم ہے مریم عاجزہ کے بیٹے کی طرح نہیں اور ہم اس اشتہار کے بعد پھر ایک ہفتہ تک انتظار کریں گے۔

اے ہماری قوم کے اندھونیم عیسائیو کیا تم نے نہیں سمجھا کہ کس کی فتح ہوئی۔ کیا حق بجانب آدمی کی وہ نشانیاں ہیں جو آتھم صاحب ظاہر کر رہے ہیں یا یہ نشانیاں جو ان پر ہیبت اور متواتر اشتہارات سے روشن ہو رہی ہیں۔ کیا یہ استقامت کسی جھوٹے میں آ سکتی ہے جب تک خدا تعالیٰ اس کے ساتھ نہ ہو۔ اور اگر یہ کہو کہ یہ سب سچ مگر نشان کون سا ظاہر ہوا

تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں کہ اس پیشگوئی کے قوی اثر نشان کے طور پر ضرور فریق مخالف پر پڑے اور جیسا کہ شکست خوردہ لوگوں کا حال ہوتا ہے یہی برا حال اس جنگ مقدس میں ان کو پیش آیا اور چاروں صورتیں ذلت اور تباہی کی ان کو پیش آ گئیں۔ اور ہنوز بس نہیں کیونکہ خدا تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ میں بس نہیں کروں گا جب تک اپنے قوی ہاتھ کو نہ دکھلاؤں اور شکست خوردہ گروہ کی سب پر ذلت ظاہر نہ کروں۔ ہاں اس نے اپنی اس عادت اور سنت کے موافق جو اس کی پاک کتابوں میں مندرج ہے۔ آتھم صاحب کی نسبت تاخیر ڈال دی کیونکہ مجرموں کے لئے خدا کی کتابوں میں یہ ازلی وعدہ ہے جس کا تخلف روا نہیں کہ خوفناک ہونے کی حالت میں ان کو کسی قدر مہلت دی جاتی ہے اور پھر اصرار کے بعد پکڑے جاتے ہیں اور ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ اپنی پاک کتابوں کے وعدہ کا لحاظ رکھتا کیونکہ اس پر تخلف وعدہ جائز نہیں لیکن جو الہامی عبارات میں تاریخیں مقرر ہیں وہ کبھی ان سنت اللہ کے وعدوں سے جو قرآن میں درج ہیں برخلاف واقع نہیں ہو سکتیں کیونکہ کوئی الہام وحی الہی کے قرار دادہ شرائط سے باہر نہیں ہو سکتا۔ اب اگر آتھم صاحب قسم کھالیوں تو وعدہ ایک سال قطعی اور یقینی ہے جس کے ساتھ کوئی بھی شرط نہیں اور تقدیر مبرم ہے اور اگر قسم نہ کھائیں تو پھر بھی خدا تعالیٰ ایسے مجرم کو بے سزا نہیں چھوڑے گا جس نے حق کا اخفا کر کے دنیا کو دھوکا دینا چاہا لیکن ہم اس موخر الذکر شق کی نسبت ابھی صرف اتنا کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے نشان کو ایک عجیب طور پر دکھلانا ارادہ کیا ہے جس سے دنیا کی آنکھ کھلے اور تاریکی دور ہو اور وہ دن نزدیک ہیں دور نہیں مگر اس وقت اور گھڑی کا علم جب دیا جائے گا تب

اس کو شائع کر دیا جائے گا۔ والسلام علی من اتبع الهدی

### شیخ محمد حسین بٹالوی

ہم کو ایک مخلص کے ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ بٹالوی صاحب نے اس پیشگوئی کے متعلق اور نیز اشتهار ۶/۱ اکتوبر ۱۸۹۴ء کے متعلق جو احمد بیگ کے داماد کی نسبت شائع کیا گیا تھا چند اعتراض کئے ہیں جن کا جواب مع تصریح اعتراض ذیل میں لکھتا ہوں۔

**قولہ:** بے چارہ عبد اللہ آتھم عیسائی ان کے مذہب میں قسم کھانا منع ہے لالچ کرنا منع ہے۔ **الجواب:** اگر قسم کھانا منع ہے تو پطرس نے کیوں قسم کھائی پولس نے کیوں قسم کھائی خود مسیح نے کیوں قسم کی پابندی کی انگریزی عدالتوں نے کیوں عیسائیوں کے لئے قسم مقرر کی بلکہ قانون کے رو سے دوسروں کے لئے اقرار صالح اور عیسائیوں کے لئے حلف ہے تحریف اور تلبیس یہود اور نصاریٰ کے عادات میں سے ہے لیکن نہ معلوم کہ ان مولویوں نے کیوں یہ عادات اختیار کر لئے۔ سوائے اسلام کے دشمنوں ان خیانتوں سے باز آ جاؤ۔ کیا یہودیوں کا انجام اچھا ہوا کہ تا تمہارا بھی نیک انجام ہو اور لالچ وہ حرص ہے جو دیانت اور دین کے برخلاف ہو۔ پس جبکہ ہم انعام کے طور پر خود روپیہ پیش کرتے ہیں اور آتھم صاحب اپنی نفسانی خواہش سے نہیں مانگتے بلکہ ہم خود دیتے ہیں اور قسم کھانا ان کے مذہب میں نہ صرف جائز بلکہ لکھا ہے کہ جو قسم نہ کھاوے وہ جھوٹا ہے تو ایسے روپیہ کا لینا جو بغیر میل نفس کے ہے

**نوٹ:** اگر میاں محمد حسین بٹالوی آتھم صاحب کی وکالت کر کے یہ رائے ظاہر کرتے ہیں کہ عیسائی مذہب میں قسم کھانا منع ہے تو ان پر واجب ہے کہ اب عیسائیوں کے مددگار بن کر اپنی اس ہڈیان کا پورا پورا ثبوت دیں اور اس اشتهار کا رد لکھائیں ورنہ بجز اس کے اور کیا کہیں کہ لعنت اللہ علی الکاذبین۔

لا لچ میں کیونکر داخل ہوا۔ **قولہ**: یہ قرآن میں نہیں کہ عذاب کا وعدہ آیا اور کسی قدر خوف سے ٹل گیا۔ **الجواب**: تمام قرآن اس تعلیم سے بھرا پڑا ہے کہ اگر توبہ و استغفار قبل نزول عذاب ہو تو وقت نزول عذاب ٹل جاتا ہے بائبل میں ایک بنی اسرائیل کے بادشاہ کی نسبت لکھا ہے کہ اس کی نسبت صاف طور پر وحی وارد ہو چکی تھی کہ پندرہ دن تک اس کی زندگی ہے پھر فوت ہو جائے گا لیکن اس کی دعا اور تضرع سے خدا تعالیٰ نے وہ پندرہ دن کا وعدہ پندرہ سال کے ساتھ بدلا دیا اور موت میں تاخیر ڈال دی۔ یہ قصہ مفسرین نے بھی لکھا ہے بلکہ اور حدیثیں اس قسم کی بہت ہیں جن کا لکھنا موجب طول ہے بلکہ علاوہ وعید کے ٹلنے کے جو کرم مولیٰ میں داخل ہے اکابر صوفیاء کا مذہب ہے جو کبھی وعدہ بھی ٹل جاتا ہے اور اس کا ٹلنا موجب ترقی درجات اہل کمال ہوتا ہے دیکھو فیوض الحرمین شاہ ولی اللہ صاحب اور فتوح الغیب سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہما ☆

﴿۱۲﴾

☆ نوٹ: ان بزرگوں نے جو عدم ایفاء وعدہ خدا تعالیٰ پر جائز رکھا ہے تو اس سے یہی مراد ہے کہ جائز ہے کہ جس بات کو انسان نے اپنے ناقص علم کے ساتھ وعدہ سمجھ لیا ہے وہ علم باری میں وعدہ نہ ہو بلکہ اس کے ساتھ ایسی مخفی شرائط ہوں جن کا عدم تحقق عدم تحقق وعدہ کے لئے ضروری ہو اور علامہ محقق سید علی بن سلیمان مغربی نے اپنی کتاب و ششی السیدساج علی صحیح مسلم بن الحجاج کے صفحہ ۱۲۶ میں تحت حدیث یخشی ان تكون الساعة لکھا ہے۔ فانہ صلی اللہ علیہ وسلم لکمال معرفتہ بر بہ لا یرى وجوب شیء علیہ تعالیٰ کكون الساعة لا تقوم الا بعد تلک المقدمات ای خروج الدجال وغیرہ و ان وعدہ بہ۔ یعنی آنحضرت صلعم اپنے کمال معرفت کی وجہ سے قبل از قیامت ان علامات کا ظاہر ہونا ضروری نہیں سمجھتے تھے اور خدا تعالیٰ پر یہ حق واجب نہیں خیال کرتے تھے کہ اس کے وعدہ کے موافق دجال اور آبیۃ الارض اور مہدی موعود وغیرہ علامات موعودہ پوری ہوں پھر قیامت آوے بلکہ وہ اس بات پر ایمان رکھتے تھے کہ ممکن ہے کہ قیامت آجائے اور ان علامتوں میں سے کوئی بھی ظاہر نہ ہو اور کسی قدر اسی کے موافق مواہب لدنیہ کی شرح میں لکھا ہے جو امام علامہ محمد بن عبدالباقی کی طرف سے ہے اور جواز نسخ اخبار کی طرف اشارہ کیا ہے دیکھو صفحہ ۴۵ شرح مذکور لیکن میرے نزدیک ان بزرگوں

اور وقتوں اور میعادوں کا ملنا تو ایک ایسی سنت اللہ ہے جس سے بجز ایک سخت جاہل کے اور کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ دیکھو حضرت موسیٰ کو نزول توریت کے لئے تیس رات کا وعدہ دیا تھا اور کوئی ساتھ شرط نہ تھی مگر وہ وعدہ قائم نہ رہا اور اس پر دس دن اور بڑھائے گئے جس سے بنی اسرائیل گو سالہ پرستی کے فتنہ میں پڑے پس جبکہ اس نصّ قطعی سے ثابت ہے کہ خدا تعالیٰ ایسے وعدہ کی تاریخ کو بھی ٹال دیتا ہے جس کے ساتھ کسی شرط کی تصریح نہیں کی گئی تھی تو وعید کی تاریخ میں عند الرجوع تاخیر ڈالنا خود کرم میں داخل ہے اور ہم لکھ چکے ہیں کہ اگر تاریخ عذاب کسی کے تو بہ استغفار سے ٹل جائے تو اس کا نام تخلف وعدہ نہیں کیونکہ بڑا وعدہ سنت اللہ ہے جبکہ سنت اللہ پوری ہوئی تو وہ ایفاء وعدہ ہوا نہ تخلف وعدہ <sup>☆</sup> قولہ عذاب موت اگر استغفار سے ٹل جاتا ہے تو اس کی

بقیہ حاشیہ: کا ہرگز یہ نشانہ نہیں ہوگا کہ آنحضرت صلعم وعدہ کو فی الحقیقت وعدہ سمجھ کر پھر جو از عدم ایفاء وعدہ کے قائل تھے کیونکہ تخلف وعدہ ایک نقص ہے جو خدا تعالیٰ پر جائز نہیں بلکہ آنحضرت صلعم یہ سمجھتے ہوں گے کہ خروج دجال اور ظہور مہدی وغیرہ یہ سب مواعید تو برحق ہیں لیکن ممکن ہے کہ ان کے ظہور کے لئے شرائط ہوں جن کے عدم سے یہ بھی چیز عدم میں رہیں اور یا ممکن ہے کہ ایسے طور سے یہ وعدے ظہور میں آجائیں کہ ان پر اطلاع بھی نہ ہو کیونکہ سنت اللہ میں پیشگوئیوں کے ظہور کے لئے کوئی ایک طور اور طریق مقرر نہیں ہے کبھی اپنے ظاہری معنوں پر پوری ہوتی ہیں اور کبھی تاویلی طور پر۔ ہاں آنحضرت صلعم کے اس طریق اتقاء سے یہ ثابت ہو گیا کہ اس زمانہ کے علماء کس قدر اس تقویٰ کے طریق سے دور جا پڑے ہیں۔ منہ

☆ حاشیہ: اگر بیچارے شیخ بلاوی کے دل کو دھڑکا پکڑتا ہو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ إِنَّ اللَّهَ لَا يُخَلِّفُ الْأَمْعَادَ ۗ اور تاریخ مقررہ کی کمی بیشی کرنا تخلف وعدہ کی ایک جز ہے تو اسے یاد رکھنا چاہیے کہ وعدہ سے مراد وہ امر ہے جو علم الہی میں بطور وعدہ قرار پا چکا ہے نہ وہ امر جو انسان اپنے خیال کے مطابق اس کو

نظیر دو الجواب اے نادان اس کی نظیر قرآن آپ دیتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے لَئِن  
 اٰجَبْتَنَّا مِنْ هٰذِهِ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشَّاكِرِيْنَ فَلَمَّا اٰجَبْتَهُمْ اِذَا هُمْ يَبْغُوْنَ فِي  
 الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۗ الْجَزُوْمُ ۱۱۔ اب ظاہر ہے کہ ان آیات کا حاصل مطلب  
 یہی ہے کہ جب بعض گنہگاروں کو ہلاک کرنے کے لئے خدا تعالیٰ اپنے قہری ارادہ  
 سے اس دریا میں صورت طوفان پیدا کرتا ہے جس میں ان لوگوں کی کشتی ہو تو پھر ان کی  
 تضرع اور رجوع پر ان کو بچا لیتا ہے حالانکہ جانتا ہے کہ پھر وہ مفسدانہ حرکات

بقیہ حاشیہ: قطعی وعدہ خیال کرتا ہو اسی وجہ سے السمیعاد پر جو الف لام ہے وہ عہد ذہنی کی قسم  
 میں سے ہے یعنی وہ امر جو ارادہ قدیمہ میں وعدہ کے نام سے موسوم ہے گو انسان کو اس کی تفصیل پر  
 علم ہو یا نہ ہو۔ وہ غیر متبدل ہے ورنہ ممکن ہے جو انسان جس بشارت کو وعدہ کی صورت میں سمجھتا ہے  
 اس کے ساتھ کوئی ایسی شرط مخفی ہو جس کا عدم تحقق اس بشارت کے عدم تحقق کے لئے ضرور ہو کیونکہ  
 شرائط کا ظاہر کرنا اللہ جل شانہ پر حق واجب نہیں ہے چنانچہ اسی بحث کو شاہ ولی اللہ صاحب نے بسط  
 سے لکھا ہے اور مولوی عبدالحق صاحب دہلوی نے بھی فتوح الغیب کی شرح میں اس میں بہت عمدہ  
 بیان کیا ہے اور لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم کا بدر کی لڑائی میں تضرع اور دعا کرنا اسی خیال سے تھا کہ  
 الہی مواعید اور بشارات میں احتمال شرط مخفی ہے اور یہ اس لئے سنت اللہ ہے کہ تا اس کے خاص بندوں پر  
 ہیبت اور عظمت الہی مستولی ہو۔

پس ما حاصل کلام یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے وعدوں میں بے شک تخلف نہیں۔ وہ جیسا کہ  
 خدا تعالیٰ کے علم میں ہیں پورے ہو جاتے ہیں لیکن انسان ناقص العقل کبھی ان کو تخلف کی صورت  
 میں سمجھ لیتا ہے کیونکہ بعض ایسی مخفی شرائط پر اطلاع نہیں پاتا جو پیشگوئی کو دوسرے رنگ میں لے  
 آتے ہیں۔ اور ہم لکھ چکے ہیں کہ الہامی پیشگوئیوں میں یہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ وہ ہمیشہ ان شرائط  
 کے لحاظ سے پوری ہوتی ہیں جو سنت اللہ میں اور الہی کتاب میں

مندرج ہو چکی ہیں گو وہ شرائط کسی ولی کے الہام

میں ہوں یا نہ ہوں۔ منہ

میں مشغول ہوں گے۔ کیا اس طوفان سے یہ غرض ہوتی ہے کہ کشتی والوں کو صرف خفیف خفیف چوٹیں لگیں مگر ہلاک نہ ہوں اے شیخ ذرا شرم کرنا چاہیے اس قدر عقل کیوں ماری گئی کہ نصوص بدیہیہ سے انکار کئے جاتے ہو۔ **قولہ:** یونس کا وعدہ بھی شرطیہ تھا۔

**الجواب:** فتح البیان اور ابن کثیر اور معالم کو دیکھو یعنی سورۃ الانبیاء سورہ یونس اور والصفات کی تفسیر پڑھو اور تفسیر کبیر صفحہ ۱۸۸ سے غور سے پڑھو تا معلوم ہو کہ ابتلا کی وجہ کیا تھی یہی تو تھی کہ حضرت یونس قطعی طور پر عذاب کو سمجھے تھے اگر کوئی شرط منجانب اللہ ہوتی تو یہ ابتلا کیوں آتا۔ چنانچہ صاحب تفسیر کبیر لکھتا ہے انہم لما لم یؤمنوا او عدہم بالعذاب فلما کشف العذاب منہم بعد ما تو عدہم حرج منہم مغاضبا یعنی یونس نے اس وقت عذاب کی خبر سنائی جبکہ اس قوم کے ایمان سے نومید ہو چکا پس جبکہ عذاب ان پر سے اٹھایا گیا تو غضب ناک ہو کر نکل گیا پس ان تفسیروں سے اصل حقیقت یہ معلوم ہوتی ہے کہ اول یونس نے اس قوم کے ایمان کے لئے بہت کوشش کی اور جبکہ کوشش بے سود معلوم ہوئی اور یاس کلی نظر آئی تو انہوں نے خدا تعالیٰ کی وحی سے عذاب کا وعدہ دیا جو تین دن کے بعد نازل ہوگا اور صاحب تفسیر کبیر نے جو پہلا قول نقل کیا ہے اس کے سمجھنے میں نادان شیخ نے دھوکا کھایا ہے اور نہیں سوچا کہ اس کے آگے صفحہ ۱۸۸ میں وہ عبارت لکھی ہے جس سے ثابت ہوا ہے کہ عذاب موت کی پیشگوئی بلا شرط تھی اور یہی آخری قول قول مفسرین اور ابن مسعود اور حسن اور شعبی اور سعید بن جبیر اور وہب کا ہے۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ جس حالت میں وعدہ کی تاریخ ملنا نصوص قرآنیہ قطعہ یقینیہ سے ثابت ہے جیسا کہ آیت **وَوَعَدْنَا مُوسَىٰ ثَلَاثِينَ لَيْلَةً**۔ اس کی شاہد ناطق ہے تو وعید کی تاریخیں جو نزول عذاب پر دال ہوتی ہیں جس کا ملنا اور رد بلا ہونا تو بہ اور استغفار اور

صدقات سے باتفاق جمیع انبیاء علیہم السلام ثابت ہے پس ان تاریخوں کا ملنا بوجہ اولیٰ ثابت ہوا اور اس سے انکار کرنا صرف سفیہ اور نادان کا کام ہے نہ کسی صاحب بصیرت کا۔

اور صاحب تفسیر کبیر اپنی تفسیر کے صفحہ ۱۶۴ میں لکھتے ہیں ان ذنبہ یعنی ذنب

یونس کان لان اللہ تعالیٰ وعدہ انزال الہلاک بقومہ الذین کذبوہ فظن انہ نازل لا محالۃ فلاجل هذا الظن لم یصبر علی دعائهم فكان الواجب علیہ ان یستمر علی الدعاء لجواز ان لا یهلكهم اللہ بالعذاب یعنی یونس کا یہ گناہ تھا کہ اس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ وعدہ ملا تھا کہ اس کی قوم پر ہلاکت نازل ہوگی کیونکہ انہوں نے تکذیب کی پس یونس نے سمجھ لیا کہ یہ عذاب موت قطعی اور اٹل ہے اور ضرور نازل ہوگا اسی ظن سے وہ دعا ہدایت پر صبر نہ کر سکا اور واجب تھا کہ دعا ہدایت کی کئے جاتا کیونکہ جائز تھا کہ خدا دعاء ہدایت قبول کر لے اور ہلاک نہ کرے۔

اب بولوشیخ جی کیسی صفائی سے ثابت ہو گیا کہ یونس نبی وعدہ اہلاک کو قطعی سمجھتا تھا اور یہی اس کے ابتلا کا موجب ہوا کہ تاریخ موت ٹل گئی۔ اور اگر اس پر کفایت نہیں تو دیکھو

امام سیوطی کی تفسیر دُر منثور سورہ انبیاء قال اخرج ابن ابی حاتم عن ابن عباس قال لما دعا یونس علی قومہ اوحی اللہ الیہ ان العذاب یصبحہم.... فلما

رأوه جاوروا الی اللہ و بسکی النساء والولدان ورغت الابل وفصلانہا وخارت البقر وعجاجیلہا ولغت الغنم و سخالہا فرحمہم اللہ و صرف

ذلک العذاب عنہم وغضب یونس وقال کذبت فهو قوله اذ ذهب مغاضبا یعنی ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جبکہ یونس نے اپنی قوم پر بددعا کی

سو خدا تعالیٰ نے اس کی طرف وحی بھیجی کہ صبح ہوتے ہی عذاب نازل ہوگا پس جبکہ



قوم نے عذاب کے آثار دیکھے تو خدا تعالیٰ کی طرف تضرع کیا اور عورتیں اور بچے روئے اور اونٹنیوں نے ان کے بچوں کے سمیت اور گائیوں کے ان کے بچھڑوں کے سمیت اور بھید بکری نے ان کے بزغالوں کے سمیت خوف کھا کر شور مچایا۔ پس خدا تعالیٰ نے ان پر رحم کیا اور عذاب کو ٹال دیا اور یونس غضب ناک ہوا کہ مجھے تو عذاب کا وعدہ دیا گیا تھا یہ قطعاً وعدہ کیوں خلاف واقعہ نکلا۔ پس یہی اس آیت کے معنی ہیں کہ یونس غضب ناک ہوا۔ اب دیکھو کہ یہاں تک یونس پر ابتلا آیا کہ کذبت اس کے منہ سے نکل گیا یعنی مجھ پر کیوں ایسی وحی نازل ہوئی جس کی پیشگوئی پوری نہ ہوئی اگر کوئی شرط اس وعدہ کے ساتھ ہوتی تو یونس باوجودیکہ اس کو خبر پہنچ چکی تھی کہ قوم نے حق کی طرف رجوع کر لیا کیوں یہ بات منہ پر لاتا کہ میری پیشگوئی خلاف واقعہ نکلی۔ اور اگر کہو کہ یونس کو ان کے ایمان اور رجوع کی خبر نہیں پہنچی تھی اور اس وہم میں تھا کہ باوجود کفر پر باقی رہنے کے عذاب سے بچ گئے اس لئے اس نے کہا کہ میری پیشگوئی خلاف واقعہ نکلی سواس کا دندان شکن جواب ذیل میں لکھتا ہوں جو سیوطی نے زیر آیت وان یونس الخ لکھا ہے قال واخرج ابن جریر و ابن ابی حاتم عن ابن عباس قال بعث اللہ یونس الی اهل قرية فردوا علیه فامتنعوا منه فلما فعلوا ذلك اوحى الله اليه انى مرسل عليهم العذاب فى يوم كذا وكذا فخرج من بين اظههم فاعلم قومہ الذى وعدهم الله من عذابه اياهم..... فلما كانت الليلة التى وعد العذاب فى صبيحتها فراه القوم فحذروا فخرجوا من القرية الى براز من ارضهم و فرقوا كل دابة و ولدها ثم عجاوا الى الله و انابوا و استقالوا فاقالهم الله و انتظر يونس الخبر عن القرية و اهلها حتى مر به مار فقال ما فعل اهل القرية قال فعلوا ان يخرجوا الى براز من الارض ثم فرقوا بين كل ذات

ولد و ولدھا ثم عجوا الی اللہ و انابوا فقبل منهم و اُخّر عنهم العذاب فقال یونس عند ذلک لا ارجع الیہم کذابا و مضی علی وجہ۔ یعنی ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے یہ حدیث لکھی ہے کہ خدا نے یونس نبی کو ایک بستی کی طرف مبعوث کیا پس انہوں نے اس کی دعوت کو نہ مانا اور رک گئے سو جبکہ انہوں نے ایسا کیا تو خدا تعالیٰ نے یونس کی طرف وحی بھیجی کہ میں فلاں دن میں ان پر عذاب نازل کروں گا سو یونس نے اس قوم کو اچھی طرح سمجھا دیا کہ فلاں تاریخ کو تم پر عذاب نازل ہوگا اور ان میں سے نکل گیا پس جبکہ وہ رات آئی جس کی صبح کو عذاب نازل ہونا تھا سو قوم نے عذاب کے آثار دیکھے سو وہ ڈر گئے اور اپنی بستی سے ایک وسیع میدان میں نکل آئے جو انہیں کی زمین کی حدود میں تھا اور ہریک جانور کو اس کے بچے سے علیحدہ کر دیا یعنی رحیم خدا کے رجوع دلانے کے لئے یہ حیلہ سازی کی جو شیرخوار بچوں کو خواہ وہ انسانوں کے تھے یا حیوانوں کے ان کی ماؤں سے علیحدہ پھینک دیا اور اس مفارقت سے ایک قیامت کا شور اس میدان میں برپا ہوا ماؤں کو ان کے شیرخوار بچوں کو جنگل میں دوڑا لےنے سے سخت رقت طاری ہوئی اور اس طرف بچوں نے بھی اپنی پیاری ماؤں سے علیحدہ ہو کر اور اپنے تئیں اکیلے پا کر دردناک شور مچایا اور اس کارروائی کے کرتے ہی سب لوگوں کے دل درد سے بھر گئے اور نعرے مار مار کر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف تضرع کیا اور اس سے معافی چاہی تب رحیم خدا نے جس کی رحمت سبقت لے گئی ہے یہ حال زار ان کا دیکھ کر ان کو معاف کر دیا اور ادھر حضرت یونس عذاب کے منتظر تھے اور دیکھتے تھے کہ آج اس بستی اور اس کے لوگوں کی کیا خبر آتی ہے یہاں تک کہ ایک رہ گزر مسافر ان کے پاس پہنچ گیا انہوں نے پوچھا کہ اس بستی کا کیا حال ہے اس نے کہا کہ انہوں نے یہ کارروائی کی کہ اپنی زمین کے ایک

وسیع میدان میں نکل آئے اور ہریک بچہ کو اس کی ماں سے الگ کر دیا۔ پھر اس دردناک حالت میں ان سب کے نعرے بلند ہوئے اور تضرع کی اور رجوع کیا سو خدا تعالیٰ نے ان کی تضرع کو قبول کر لیا اور عذاب میں تاخیر ڈال دی پس یونس نے ان باتوں کو سن کر کہا کہ جبکہ حال ایسا ہوا یعنی جبکہ ان کی توبہ منظور ہو گئی اور عذاب ٹل گیا تو میں کذاب کہلا کر ان کی طرف نہیں جاؤں گا۔ سو وہ تکذیب سے ڈر کر اس ملک

﴿۱۶﴾

☆ نوٹ: یونہ یعنی یونس نبی کی کتاب میں جو بائبل میں موجود ہے باب ۳ آیت ۴ میں لکھا ہے اور یونہ شہر میں (یعنی نینوہ میں) داخل ہونے لگا۔ اور ایک دن کی راہ جا کے منادی کی اور کہا چالیس اور دن ہوں گے تب نینوہ برباد کیا جائے گا۔ ۵۔ تب نینوہ کے باشندوں نے خدا پر اعتقاد کیا اور روزہ کی منادی کی اور سب نے چھوٹے بڑے تک ٹاٹ پہنا۔ ۱۰۔ اور خدا نے ان کے کاموں کو دیکھا کہ وہ اپنی بُری راہ سے باز آئے تب خدا اس بدی سے جو اس نے کبھی تھی کہ میں ان سے کروں گا پچھتا کے باز آیا اور اس نے ان سے وہ بدی نہ کی۔ باب ۴ پر یونہ اس سے ناخوش ہوا اور نیٹ رنجیدہ ہو گیا۔ اور اس نے خداوند کے آگے دعا مانگی۔ ۳۔ اب اے خداوند میں تیری منت کرتا ہوں کہ میری جان کو مجھ سے لے لے کیونکہ میرا مرنا میرے جینے سے بہتر ہے۔ تم کلامہ۔ اب اے شیخ جی ذرا آنکھیں کھول کر دیکھو کہ یونس نبی کی کتاب سے بھی قطعی طور پر ثابت ہو گیا کہ موت کا عذاب ٹل گیا اور یہ بھی یقینی طور پر ثابت ہو گیا کہ اس پیشگوئی میں کوئی شرط نہ تھی اسی لئے تو یونس نے رنجیدہ ہو کر دعا کی کہ اب میرا مرنا بہتر ہے شیخ جی اب تو آپ ہریک پہلو سے قابو میں آ گئے۔ آپ عام جلسہ میں بمقام لاہور عہد کر چکے ہو کہ میں اس بات کی قسم کھاؤں گا کہ موت کا عذاب نہیں ملتا۔ اب قسم کھاویں تا خدا تعالیٰ جھوٹے کو واصل جہنم کرے ورنہ یہ سخت بے ایمانی ہوگی کہ قسم کھانے کا عہد کر کے پھر توڑ دیا جاوے اور اگر آپ نے قسم نہ کھائی تو یہی سمجھا جائے گا کہ صرف دو سو روپیہ کے طمع نفسانی نے آپ میں یہ جوش پیدا کر دیا تھا اور پھر جب قسم کھانے کی کوئی راہ نہ دیکھی تو اندر ہی اندر وہ جوش تحلیل پا گیا اور بجائے اس کے اپنی بے وقوفی پر ایک ندامت باقی رہ گئی مگر کیا تعجب کہ پھر بھی قسم کھا لو۔ کیونکہ بے ایمان آدمی پاک نوشتوں کی بھی کچھ بھی پرواہ نہیں رکھتا اور دہریہ پن کی رگ سے (باقی اگلے صفحہ پر)

سے نکل گیا۔ اب فرمائیے شیخ جی ابھی تسلی ہوئی یا کچھ کسر ہے ظاہر ہے کہ اگر وحی قطعی عذاب کی نہ ہوتی اور کوئی دوسرا پہلو ایمان لانے کا قوم کو بتلایا ہوتا تو وہ میدان میں ایسی دردناک صورت اپنی نہ بناتے بلکہ شرط کے ایفاء پر عذاب ٹل جانے کے وعدہ پر مطمئن ہوتے ایسا ہی اگر حضرت یونس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے علم ہوتا کہ ایمان لانے سے عذاب ٹل جائے گا تو وہ کیوں کہتے کہ اب میں اس قوم کی طرف نہیں جاؤں گا کیونکہ میں ان کی نظر میں کذاب ٹھہر چکا جبکہ وہ سن چکے تھے کہ قوم نے توبہ کی اور ایمان لے آئی پس اگر یہ شرط بھی ان کی وحی میں داخل ہوتی تو ان کو خوش ہونا چاہیے تھا کہ پیشگوئی پوری ہوئی نہ یہ کہ وہ وطن چھوڑ کر ایک بھاری مصیبت میں اپنے تئیں ڈالتے قرآن کا لفظ لفظ اسی پر دلالت کر رہا ہے کہ وہ سخت ابتلا میں پڑے اور حدیث نے کیفیت ابتلا کی یہ بتلائی پس اب بھی اگر کوئی شیخ و مشاب منکر ہو تو یہ صریح اس کی گردن کشی ہے۔

اور ہم اس مضمون کو اس پر ختم کرتے ہیں کہ اگر ہم سچے ہیں تو خدا تعالیٰ ان پیشگوئیوں کو پورا کر دے گا اور اگر یہ باتیں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہیں تو ہمارا انجام نہایت بد ہوگا اور ہرگز یہ پیشگوئیاں پوری نہیں ہوں گی۔ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ۔ اور میں بالآخر دعا کرتا ہوں کہ اے خدائے قادر و علیم اگر آتھم کا عذاب مہلک میں گرفتار ہونا اور احمد بیگ کی دختر کلاں کا آخر اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ پیشگوئیاں تیری طرف سے ہیں تو ان کو ایسے طور پر ظاہر فرما جو خلق اللہ پر حجت ہو اور کور باطن حاسدوں کا منہ بند

بقیہ حاشیہ: اپنے انجام کو نہیں سوچتا اور یاد رہے کہ اس معانی سے عیسائیوں کے کفارہ کی بھی بیخ کنی ہوگی کیونکہ یونس کی قوم صرف اپنی توبہ اور استغفار سے بچ گئی اور یونس تو یہی چاہتا تھا کہ ان پر عذاب نازل ہو۔ منہ

ہو جائے۔ اور اگر اے خداوند یہ پیشگوئیاں تیری طرف سے نہیں ہیں تو مجھے نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہلاک کر اگر میں تیری نظر میں مردود اور ملعون اور دجال ہی ہوں جیسا کہ مخالفوں نے سمجھا ہے اور تیری وہ رحمت میرے ساتھ نہیں جو تیرے بندہ ابراہیم کے ساتھ اور اسحاق کے ساتھ اور اسمعیل کے ساتھ اور یعقوب کے ساتھ اور موسیٰ کے ساتھ اور داؤد کے ساتھ اور مسیح ابن مریم کے ساتھ اور خیر الانبیاء محمد صلعم کے ساتھ اور اس امت کے اولیاء کرام کے ساتھ تھی تو مجھے فنا کر ڈال اور ذلتوں کے ساتھ مجھے ہلاک کر دے اور ہمیشہ کی لعنتوں کا نشانہ بنا اور تمام دشمنوں کو خوش کر اور ان کی دعائیں قبول فرما لیکن اگر تیری رحمت میرے ساتھ ہے اور تو ہی ہے جس نے مجھ کو مخاطب کر کے کہا انت و جیہ فی حضرتی اختر تک لنفسی اور تو ہی ہے جس نے مجھ کو مخاطب کر کے کہا۔ یحمدک اللہ من عرشہ اور تو ہی ہے جس نے مجھ کو مخاطب کر کے کہا۔ یا عیسیٰ الذی لا یضاع وقتہ اور تو ہی ہے جس نے مجھ کو مخاطب کر کے کہا۔ الیس اللہ بکاف عبدہ اور تو ہی ہے جس نے مجھ کو مخاطب کر کے کہا۔ قل انی امرت و انا اول المؤمنین اور تو ہی ہے جو غالباً مجھے ہر روز کہتا رہتا ہے انت معی و انا معک تو میری مدد کر اور میری حمایت کے لئے کھڑا ہو جا و انی مغلوب فانتصر۔

راقم خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

۲۷ اکتوبر ۱۸۹۴ء

(تعداد اشاعت ۴۰۰۰) ریاض ہند امرتسر



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
مَدِينَةُ الْمَدِينَةِ  
مَدِينَةُ الْمَدِينَةِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
مَدِينَةُ الْمَدِينَةِ  
مَدِينَةُ الْمَدِينَةِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
مَدِينَةُ الْمَدِينَةِ  
مَدِينَةُ الْمَدِينَةِ

# مَدِينَةُ الْمَدِينَةِ

چشمیں

عربی کو اہم الالسنہ ثابت کیا گیا

تصنیف لطیف حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام

باجازت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایۃ اللہ بنصرہ العزیز

مسیح مکی در پو تالیف و اشاعت قادیان نے پیش کیا

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله مَوْلَى النعم والصلوة والسلام على سيد الرسل وسراج الامم واصحابه الهادين المهدين و اله الطاهرين المطهرين. اما بعد چونکہ قرآن مجید ایک ایسا عمل تاباں اور مہر درخشاں ہے کہ اس کی سچائی کی کرنیں اور اس کے منجانب اللہ ہونے کی چمکیں نہ کسی ایک یا دو پہلو سے بلکہ ہزار ہا پہلوؤں سے ظاہر ہو رہی ہیں اور جس قدر مخالف دین متین کوشش کر رہے ہیں کہ اس ربانی نور کو بجھادیں اسی قدر وہ زور سے ظاہر ہوتا اور اپنے حسن اور جمال سے ہریک اہل بصیرت کے دل کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے اس لئے اس تاریک زمانہ میں بھی جبکہ پادریوں اور آریوں نے توہین اور تحقیر کا کوئی دقیقہ نہ چھوڑا اور اپنی نابینائی کی وجہ سے اس نور پر وہ تمام حملے کئے جو ایک سخت جاہل اور سخت متعصب کر سکتا ہے اس ازلی نور نے آپ اپنے منجانب اللہ ہونے کا ہریک پہلو سے ثبوت دیا ہے اس میں یہ ایک عظیم الشان خاصیت ہے کہ وہ اپنی تمام ہدایات اور کمالات کی نسبت آپ ہی دعویٰ کرتا اور آپ ہی اس دعویٰ کا ثبوت دیتا ہے اور یہ عظمت کسی اور کتاب کو نصیب نہیں اور منجملہ ان دلائل اور براہین کے جو اس نے اپنے منجانب اللہ ہونے پر اور اپنے اعلیٰ درجہ کی فضیلت پر پیش کئے ہیں ایک بزرگ دلیل وہ ہے جس کی بسط اور تفصیل کے لئے ہم نے اس کتاب کو تالیف کیا ہے جو اُمّ الالسنہ



﴿۲﴾

کے پاک چشمہ سے پیدا ہوتی ہے جس کا آب زلال ستاروں کی طرح چمکتا اور ہر ایک معرفت کے پیا سے کو یقین کے پانی سے سیراب کرتا اور شکوک و شبہات کی میلوں سے صاف کر دیتا ہے یہ دلیل کسی پہلی کتاب نے اپنی سچائی کی تائید میں پیش نہیں کی اور اگر وید یا کسی اور کتاب نے پیش کی ہے تو واجب ہے کہ اس کے پیر و مقابلہ کے وقت پہلے اس وید کے مقام کو پیش کریں۔ اور خلاصہ مطلب اُس دلیل کا یہ ہے کہ زبانوں پر نظر ڈالنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دنیا کی تمام زبانوں کا باہم اشتراک ہے۔ پھر ایک دوسری عمیق اور گہری نظر سے یہ بات پایہ ثبوت پہنچتی ہے جو ان تمام مشترک زبانوں کی ماں زبان عربی ہے جس سے یہ تمام زبانیں نکلی ہیں۔ اور پھر ایک کامل اور نہایت محیط تحقیقات سے یعنی جبکہ عربی کی فوق العادت کمالات پر اطلاع ہو یہ بات مانتی پڑتی ہے کہ یہ زبان نہ صرف اُمّ الالسنہ ہے بلکہ الہی زبان ہے جو خدا تعالیٰ کے خاص ارادہ اور الہام سے پہلے انسان کو سکھائی گئی اور کسی انسان کی ایجاد نہیں اور پھر اس بات کا نتیجہ کہ تمام زبانوں میں سے الہامی زبان صرف عربی ہی ہے یہ ماننا پڑتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی اکمل اور اتم وحی نازل ہونے کے لئے صرف عربی زبان ہی مناسب رکھتی ہے کیونکہ یہ نہایت ضروری ہے کہ کتاب الہی جو تمام قوموں کی ہدایت کے لئے آئی ہے وہ الہامی زبان میں ہی نازل ہو اور ایسی زبان میں ہو جو اُمّ الالسنہ ہو تا اس کو ہر ایک زبان اور اہل زبان سے ایک فطری مناسبت ہو اور تا وہ الہامی زبان ہونے کی وجہ سے وہ برکات اپنے اندر رکھتی ہو جو ان چیزوں میں ہوتی ہیں جو خدا تعالیٰ کے مبارک ہاتھ سے نکلتی ہیں لیکن چونکہ دوسری زبانیں بھی انسانوں نے عمداً نہیں بنائیں بلکہ وہ تمام اسی پاک زبان سے بحکم رب قدر نکل کر بگڑ گئی ہیں اور اسی کی ذریعات ہیں اس لئے یہ کچھ نامناسب نہیں تھا کہ ان زبانوں میں بھی خاص خاص قوموں کے لئے الہامی کتابیں نازل ہوں ہاں یہ ضروری تھا کہ اقویٰ اور اعلیٰ کتاب عربی زبان میں ہی نازل ہو کیونکہ وہ اُمّ الالسنہ اور اصل الہامی زبان اور خدا تعالیٰ کے منہ سے نکلی ہے اور چونکہ یہ دلیل قرآن نے ہی بتلائی اور قرآن نے ہی دعویٰ

کیا اور عربی زبان میں کوئی دوسری کتاب مدعی بھی نہیں اس لئے بداہت قرآن کا منجانب اللہ ہونا اور سب کتابوں پر مہمکن ہونا ماننا پڑا ورنہ دوسری کتابیں بھی باطل ٹھہریں گی لہذا میں نے اسی غرض سے اس کتاب کو لکھا ہے کہ تا اول بعونہ تعالیٰ تمام زبانوں کا اشتراک ثابت کروں اور پھر بعد ازاں زبان عربی کے اُمّ اللسنہ اور اصل الہامی ہونے کے دلائل سناؤں اور پھر عربی کی اس خصوصیت کی بناء پر کہ کامل اور خالص اور الہامی زبان صرف وہی ہے اس آخری نتیجہ کا قطعی اور یقینی ثبوت دوں کہ الہی کتابوں میں سے اعلیٰ اور ارفع اور اتم اور اکمل اور خاتم الکتب صرف قرآن کریم ہی ہے اور وہی اُمّ الکتب ہے جیسا کہ عربی اُمّ اللسنہ ہے اور اس سلسلہ تحقیقات میں ہمارے ذمہ تین مرحلوں کا طے کرنا ضروری ہوگا۔

پہلا مرحلہ زبانوں کا اشتراک ثابت کرنا۔

دوسرا مرحلہ عربی کا اُمّ اللسنہ ہونا پایہ ثبوت پہنچانا۔

تیسرا مرحلہ عربی کا بوجہ کمالات فوق العادت کے الہامی ثابت کرنا۔

مگر چونکہ ہمارے مخالف خوب جانتے ہیں کہ اس تحقیقات سے اگر عربی کے حق میں ڈگری ہوگئی تو صرف یہی ماننا نہیں پڑے گا کہ قرآن منجانب اللہ ہے بلکہ یہ بھی اقرار کرنا پڑے گا کہ وہ کتاب جو اصل اور کامل اور الہامی زبان میں نازل ہوئی ہے وہ صرف قرآن ہی ہے اور دوسری سب زبانیں اس کی طفیلی ہیں اس لئے ضرور ہے کہ اس سچائی کے کھلنے سے ان تمام قوموں میں بہت ہی سیاہا ہو خاص کر قوم آریہ میں جن کے زعم باطل میں یہ ہے کہ انہیں کی زبان سنسکرت پر میشرکی بولی ہے اور وہی نہایت کامل اور الہامی اور اُمّ اللسنہ ہے حالانکہ آج تک کوئی ایک شرتی وید کی بھی پیش نہیں کی گئی جس سے معلوم ہو کہ وید نے اپنے منہ سے ایسا دعویٰ بھی کیا ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ اس سے پہلے دین اسلام کے مقابلہ پر بعض بد زبان اور نادان آریہ بہت سی یا وہ گوئی کر چکے ہیں اور باوجود سخت جہالت اور بے علمی کے پھر بھی وہ مذہبی مباحثات میں دخل دیتے رہے ہیں اور بعض شریر بے حیا سفہ طبع نے ناحق وید کی طرف داری

﴿۴﴾

کر کے خدا تعالیٰ کے پاک کلام قرآن مجید کی بے ادبیاں کیں اور جو کچھ گنڈا ندر بھرا تھا وہ سب نکالا اور نادانوں کو دھوکا دیا کہ گویا وہ بڑے ویدوان اور وڈیا وان ہیں اور گویا انہوں نے بہت کچھ وید کے فضائل دیکھے تب اس کی طرف جھک گئے مگر اب یہ علمی تحقیقات ہے جس میں کسی مذہب کا جاہل بول نہیں سکتا۔ کیونکہ اس جگہ کلام کرنے کے لئے علم کی ضرورت ہے اس میں فضول اور غیر متعلق باتیں کام نہیں دے سکتیں۔ یہ سلسلہ تحقیقات ایسا کامل ہے جس کی جڑھ زمین میں اور شاخیں آسمان میں ہیں یعنی انسان اس درخت کے اوپر چڑھتا چڑھتا آخر روحانی سچائی کے پھل کو پالیتا ہے اور جیسا کہ ظاہر ہے کہ گوشاخوں کو جڑھوں سے ہی قوت ہے مگر پھل جو کھائے جاتے ہیں وہ جڑھوں میں تو نہیں لگتے بلکہ شاخوں میں لگتے ہیں ایسا ہی کل واقعات کا اصل نتیجہ اس علم کی شاخوں میں ہی ظاہر ہوتا ہے اور جو لوگ اس کے واقعات پر منصفانہ بحث کرتے ہیں اور ثابت شدہ حقائق کو اپنے ذہنوں میں اچھی طرح محفوظ رکھتے ہیں وہ بہت صفائی سے ان پھلوں کو دیکھ لیتے ہیں جن سے شاخیں لدی پڑی ہیں۔

جاننا چاہیے کہ اس معرفت تک پہنچنے کے لئے کہ قرآن منجانب اللہ اور اُمّ الکُتُب ہے صرف تین امور تنقیح طلب ہیں جن کو ابھی ہم ذکر کر چکے ہیں اس میں کچھ شک نہیں کہ جو شخص ان تینوں امروں کو اچھی طرح سمجھ لے گا اس کی آنکھوں سے جہالت کے پردے دور ہو جائیں گے اور جو واقعات سے نتیجہ نکلتا ہے بہر حال اسے ماننا پڑے گا۔

تنقیح کے تین امروں سے پہلا امر جو اشتراک الُسنہ ہے اس کا فیصلہ ہماری اس کتاب میں ایسی صفائی سے ہو گیا ہے جو اس سے بڑھ کر کسی اعلیٰ تحقیقات کے لئے کوئی کارروائی متصور نہیں کیونکہ اشتراک کے ثابت کرنے کے لئے صرف ایک لفظ کا اشتراک دکھلانا کافی ہوتا ہے مگر ہم نے تو اس کتاب میں ہزار ہا الفاظ مشترکہ دکھلا دیئے اور کمال صفائی سے ثابت کر دیا کہ عربی زبان کو ہر یک زبان کے ساتھ اشتراک ہے۔

دوسرا امر تنقیح کے امروں میں سے یہ ہے کہ مشترکہ زبانوں میں سے صرف

عربی ہی اُمّ اللسنہ ہے چنانچہ اس کی وجوہ بجائے خود مفصل لکھی گئی ہیں اور ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ عربی کے کمالات خاصہ میں سے یہ ہے کہ وہ فطری نظام اپنے ساتھ رکھتی ہے اور الہی صنعت کی خوبصورتی اسی رنگ سے دکھلاتی ہے جس رنگ سے خدا تعالیٰ کے اور کام دنیا میں پائے جاتے ہیں اور یہ بھی ثابت کیا گیا ہے کہ باقی تمام زبانیں زبان عربی کا ایک مسموخ شدہ خاکہ ہے جس قدر یہ مبارک زبان ان زبانوں میں اپنی ہیئت میں قائم رہی ہے وہ حصہ تو لعل کی طرح چمکتا ہے اور اپنے حسن دلربا کے ساتھ دلوں پر اثر کرتا ہے اور جس قدر کوئی زبان بگڑ گئی ہے اسی قدر اس کی نزاکت اور دلکش صورت میں فرق آ گیا ہے یہ بات تو ظاہر ہے کہ ہر ایک چیز جو خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے نکلی ہے جب تک وہ اپنی اصلی صورت میں ہے تب تک اس میں خارق عادت شامل ضرور ہوتے ہیں اور اس کی نظیر بنانے پر انسان قادر نہیں ہوتا اور جوں ہی وہ چیز اپنی اصلی حالت سے گر جاتی ہے تو معاً اس کی شکل اور حسن میں فرق ظاہر ہو جاتا ہے دیکھو جب ایک درخت اپنی اصلی حالت پر ہوتا ہے تو کیسا خوبصورت اور پیارا دکھائی دیتا ہے اور کیسے اپنی خوش نماسبزی سے اپنے آرام بخش سایہ سے اپنے پھولوں سے اپنے پھلوں سے گر باؤں بلند پکارتا ہے کہ انسان میری نظیر بنانے پر قادر نہیں اور جب کہ وہ اپنے مقام سے گر جاتا یا خشک ہو جاتا ہے تو ساتھ ہی اس کے تمام حالات میں فرق آ جاتا ہے۔ نہ وہ رنگت اور آب و تاب باقی رہتی ہے اور نہ وہ خوشنماسبزی دکھائی دیتی ہے اور نہ آسندہ نشوونما اور پھل لانے کی توقع کر سکتے ہیں یا مثلاً انسان جب زندہ اور جوان ہوتا ہے تو کیسا چہرہ چمکیلا اور تمام قوی عمدگی سے کام دیتے ہیں اور کیسا وہ لباس فاخرہ سے ملبوس ہوتا ہے اور پھر جبکہ جان نکل جاتی ہے تو نہ وہ ملاحظہ آنکھوں میں رہتی ہے اور نہ وہ خوشنماسبزی اور سنندا دیکھنا سمجھنا پہچاننا بولنا پھرنا چلنا دکھائی دیتا ہے بلکہ معاً سب باتیں رخصت ہو جاتی ہیں۔ یہی فرق عربی اور غیر زبانوں میں پایا جاتا ہے۔ زبان عربی اس لطیف طبع اور زیرک انسان کی طرح کام دیتی ہے جو مختلف ذرائع سے اپنے مدعا کو سمجھا سکتا ہے مثلاً ایک نہایت ہوشیار اور زیرک انسان کبھی ابرویا ناک یا ہاتھ سے وہ کام

﴿۶﴾

لے لیتا ہے جو زبان نے کرنا تھا یعنی اس بات پر قادر ہوتا ہے کہ باریک باریک اشارات سے مخاطب کو سمجھاوے یہی طریق زبان عربی کی عادات میں سے ہے یعنی یہ زبان کبھی الف لام تعریف سے وہ کام نکالتی ہے جس میں دوسری زبانیں چند لفظوں کی محتاج ہوتی ہیں اور کبھی صرف تنوین سے ایسا کام لیتی ہے جو دوسری زبانیں طولانی فقروں سے بھی پورا نہیں کر سکتیں ایسا ہی زیر و زبر و پیش بھی الفاظ کا ایسا کام دے جاتے ہیں کہ ممکن نہیں کہ کوئی دوسری زبان بغیر چند فضول فقروں کے ان کا مقابلہ کر سکے اس کے بعض لفظ بھی باوجود بہت چھوٹے ہونے کے ایسے لمبے معنے رکھتے ہیں کہ نہایت حیرت ہوتی ہے کہ یہ معنی کہاں سے نکلے مثلاً عرضت کے یہ معنی ہیں کہ میں مکہ اور مدینہ اور جوان کے گرد دیہات ہیں سب دیکھ آیا اور طہفلت کے یہ معنی ہیں کہ میں چپنے کی روٹی کھاتا ہوں اور ہمیشہ چپنے کی روٹی کھانے کے لئے عہد کر چکا ہوں اور جسم کے یہ معنی ہیں کہ آدھی رات چلی گئی اور حیصل کے یہ معنے ہیں کہ آؤ نماز پڑھو وقت نماز ہے اور اسی طرح بہت سے الفاظ ایسے ہیں کہ صرف وہ ایک حرف ہی ہے مگر اس کے معنے دو یا تین لفظ پر مشتمل ہیں جیسے

ا	ع	ل	ق	ف
وعدہ کر	یاد کر	نزدیک ہو	نگہ رکھ	وفا کر
ش	ہ	د	ھ	خ
اپنے کپڑا کو منقش کر	بھڑک اور روشن ہو اور آتش زنہ سے نکل اور گندہ ہو جا	خون بہا دے	پھٹ جا کمزور ہو جا	نہ آہستہ چل اور نہ جلدی کر بلکہ میانہ روی اختیار کر

ان: سُست ہو جا

اور عربی کے عجائبات میں سے ایک یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اور متفرق زبانوں میں جس قدر خواص ہیں اس میں وہ سب جمع ہیں مثلاً بعض زبانوں میں جیسا کہ چینی زبان میں یہ خاصیت ہے کہ اس کے سارے الفاظ ایک ہی جز کے ہیں اور ہر ایک جز اپنی اپنی جگہ مستقل معنی رکھتی ہے سو یہ خاصیت بھی بعض حصہ عربی میں پائی گئی ہے۔ ایسا ہی بیان کیا گیا ہے کہ امریکہ کی اصل زبان کے الفاظ کئی کئی اجزاء سے مل کر بنے ہوئے ہوتے ہیں اور ان اجزاء کے



خود کچھ معنی نہیں ہوتے سو یہ خاصیت بھی عربی کے بعض حصوں میں موجود ہے۔ پھر امریکہ اور سنسکرت زبان میں معانی کے تغیر کے اظہار کے لئے گردانیں ہیں۔ سو وہ گردانیں عربی زبان میں بھی پائی جاتی ہیں اور چینی زبان میں گردانیں نہیں ہیں بلکہ وہاں نئے خیال کے اظہار کے لئے علیحدہ لفظ ہے سو بعض الفاظ میں یہ صورت بھی عربی میں موجود ہے۔ پس جبکہ غور کرنے اور پوری پوری خوض اور عمیق تحقیقات کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت زبان عربی تمام زبانوں کے خواص متفرقہ کی جامع ہے تو اس سے بالضرورت ماننا پڑتا ہے کہ تمام زبانیں عربی کی ہی فروعات ہیں۔

بعض لوگ اعتراض اٹھاتے ہیں کہ اگر تمام زبانوں کی جڑ اور اصل ایک ہی زبان کو تسلیم کیا جائے تو عقل اس بات کو قبول نہیں کر سکتی کہ صرف تین چار ہزار برس تک ایسی زبانوں میں جو ایک ہی اصل سے نکلی تھیں اس قدر فرق ظاہر ہو گیا ہو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اعتراض درحقیقت از قبیل بنیاد فاسد بر فاسد ہے ورنہ یہ بات قطعی طور پر طے شدہ نہیں کہ عمر دنیا کی صرف چار یا پانچ ہزار برس تک گزری ہے اور پہلے اس سے زمین و آسمان کا نام و نشان تھا ☆ بلکہ نظر عمیق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دنیا ایک مدت دراز سے آباد ہے ماسوا اس کے اختلاف السنہ کے لئے صرف باہمی بعد زمان یا مکان سبب نہیں بلکہ اس کا ایک قوی سبب یہ بھی ہے کہ خط استوا کے قرب یا بعد اور ستاروں کی ایک خاص وضع کی تاثیر اور دوسرے نامعلوم اسباب سے ہریک قسم کی زمین اپنے باشندوں کی فطرت کو ایک خاص حلق اور لہجہ اور صورت تلفظ کی طرف میلان دیتی ہے اور وہی محرک رفتہ رفتہ ایک خاص وضع کلام کی طرف لے آتا ہے اسی وجہ سے دیکھا جاتا ہے کہ بعض ملک کے لوگ حرف زبا بولنے پر قادر نہیں ہو سکتے اور بعض را بولنے پر قادر نہیں ہو سکتے جیسے انسانوں میں ملکوں کے اختلاف سے رنگوں کا اختلاف، عمروں کا اختلاف، اخلاق کا اختلاف، امراض کا اختلاف ایک ضروری امر ہے۔ ایسا ہی یہ اختلاف بھی ضرور ہے کیونکہ انہیں مؤثرات کے نیچے زبانوں کا بھی اختلاف ہے۔

﴿۸﴾

پس یہ خیال ایک دھوکا ہے کہ یہ اختلاف کیوں ہزار ہا برس سے ایک ہی حد تک رہا اس سے آگے نہ بڑھا کیونکہ مؤثرات نے جس قدر اختلاف کو چاہا اسی قدر ہوا اس سے زیادہ کیونکر ہو سکتا۔ یہ ایسا ہی سوال ہے جیسا کہ کوئی کہے کہ اختلاف امکانہ میں رنگوں اور عمروں اور مرضوں اور اخلاق کا اختلاف ہو گیا۔ یہ کیوں نہ ہو کہ کسی جگہ ایک آنکھ کی جگہ دس آنکھ ہو جائیں سو ایسے وہم کا بجز اس کے ہم کیا جواب دے سکتے ہیں کہ یہ اختلاف یوں ہی بے قاعدہ نہیں تھا بلکہ ایک طبعی قاعدہ کے نیچے تھا سو جس قدر قاعدہ نے تقاضا کیا اسی قدر اختلاف بھی ہوا۔ غرض جو کچھ موثرات سماوی ارضی کی وجہ سے انسان کی بناوٹ خلق یا خیالات کے طبعی رفتار میں تبدیلی پیدا ہوتی ہے وہ تبدیلی بالضرورت سلسلہ کلمات میں تبدیلی ڈالتی ہے لہذا وہ طبعاً اختلاف پیدا کرنے کے لئے مجبور ہوتی ہیں اور اگر کوئی دوسری زبان کا لفظ ان کی زبان میں پہنچے تو وہ عمداً اس میں بہت کچھ تبدیلی کر دیتے ہیں پس یہ کیسی اعلیٰ درجہ کی دلیل اس بات پر ہے کہ وہ اپنی خلقت کے لحاظ سے جو موثرات ارضی سماوی سے متاثر ہے فطرتاً تبدیل کے محتاج ہیں ماسوا اس کے عیسائیوں اور یہودیوں کو تو ضرور یہ بات ماننی پڑتی ہے کہ اُمّ اللسنہ عربی ہے کیونکہ توریت کی نص صریح سے یہ بات ثابت ہے کہ ابتدا میں بولی ایک ہی تھی۔ پھر خدا تعالیٰ نے بمقام بابل ان میں اختلاف ڈال دیا۔ دیکھو توریت پیدائش باب اور یہ بات ہر یک فریق کے نزدیک مسلم ہے کہ بابل اسی سرزمین پر شہر آباد تھا کہ جہاں اب کربلا ہے پس اس سے تو توریت کے بیان کا ما حاصل یہی نکلا کہ تمام زبانوں کی ماں عربی ہے۔ باتفاق انگریز محققوں اور اسلامی محققوں کے یہ بات ثابت ہے کہ بابل جس کی آبادی کا طول دوسومیل تک تھا اور وہ اپنی آبادی میں شہر لنڈن جیسے پانچ شہروں کے برابر تھا اور نہایت عجیب اور پُر تکلف باغ بھی اس میں تھے اور دریائے فرات اس کے اندر بہتا تھا وہ عراق عرب کے اندر تھا اور جب وہ ویران ہوا تو اس کی اینٹوں سے بصرہ اور کوفہ اور حلہ اور بغداد اور مدائن آباد ہوئے اور یہ تمام شہر اس کی حدود کے

قریب قریب ہیں پس اس تحقیق سے ثابت ہے کہ بابل عرب کی سرزمین میں تھا چنانچہ عرب کے نقشہ میں جو حال میں بیروت میں چھپا ہے بابل کو عراق عرب میں ہی دکھلایا ہے۔

اصل توریث عبرانی کتاب پیدائش آیت ایک میں یہ عبارت ہے وہی خُل ہارص

شفہ آحت ودریم آحدیم۔ اور تھی تمام زمین ہونٹ ایک اور باتیں یکساں۔ واضح ہو کہ اس

تمام زمین سے مراد صرف بابل کی زمین نہیں ہو سکتی جو سِنْعَار کے نام سے موسوم ہے کیونکہ

یہ آیت اُس قصہ سے پہلے اور ان قصوں سے متعلق ہے جو دسویں باب میں گزر چکی ہیں پس آیت

مذکورہ کا مطلب یہ ہے کہ تمام وہ قومیں جو زمین میں رہتی تھیں ان کی ایک ہی زبان تھی اس وقت

تک کہ ایک گروہ ان میں سے بابل میں نہیں پہنچا تھا پھر بابل میں پہنچنے کے بعد خدا تعالیٰ نے ان

کی زبانیں متفرق کر دیں۔ اور زبانوں میں اختلاف یوں ڈالا گیا کہ بابل کے رہنے والے مختلف

ملکوں میں نکال دیئے گئے جیسا کہ اسی باب کی یہ آٹھویں آیت اُس پر دلالت کرتی ہے اور وہ یہ

ہے و یفص یھوہ آتم مشم عل بنی کل ہارص۔ یعنی خدا نے ان کو وہاں سے سب زمین

پر پریشان کر دیا۔ اب ظاہر ہے کہ وہ لوگ بابل سے متفرق ہو کر ہر ایک ملک میں چلے گئے پس کل

ہارص کا لفظ جو پہلی آیت میں اس بات کے ظاہر کرنے کے لئے آیا ہے کہ ساری دنیا کی ایک

بولی تھی وہی لفظ آٹھویں آیت میں اس بات کے لئے مستعمل ہوا کہ بابل کے رہنے والے مورد

غضب الہی ہو کر کل دنیا میں متفرق ہو گئے پس ان دونوں آیتوں کے تظاہر سے اور نیز گذشتہ باب

پر نظر ڈالنے سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ مطلب ان آیات کا یہی ہے کہ بابل کے واقعہ سے پہلے دنیا

میں ایک ہی بولی تھی اور یہی متفق علیہ عقیدہ یہود اور نصاریٰ کا ہے۔ اور جس نے اس بارے میں

شک کیا اس نے سخت غلطی کھائی ہے یہ مسئلہ توریث کی نصوص صریحہ میں سے ہے جو قدیم سے

اہل کتاب میں مسلم چلا آتا ہے ہاں یہ ماننا پڑتا ہے کہ جبکہ بموجب آیت اول گیا رھویں باب

پیدائش کے کل دنیا کی بولی ایک ہی تھی تو پھر یہ بے ہودہ خیال ہو گا کہ ہم ایسا سمجھیں کہ کل

بنی آدم اپنی اپنی ولایتوں سے کوچ کر کے بابل میں ہی آٹھہرے تھے اور اس کی کوئی وجہ معلوم





نہیں ہوتی کہ کیوں انہوں نے اپنی ولایتوں کو چھوڑ دیا تھا بلکہ اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ چونکہ نوح کے طوفان کے بعد خدا تعالیٰ کا ارادہ تھا کہ بہت جلد دنیا اپنی اولاد تناسل میں ترقی کرے اس لئے اس قادر مطلق نے ایک مدت تک ان کو صحت اور امن کی حالت میں چھوڑ دیا تھا تب وہ بہت بڑھے اور پھولے اور ایک خارق عادت طور پر ان میں ترقی ہوئی تب بعض قوموں نے اپنے ملک میں گنجائش کم دیکھ کر سِنْعَار کی زمین کی طرف جو بابل کی زمین تھی حرکت کی اور اس جگہ آ کر اس شہر کو آباد کیا اور اس قدر کثرت ہو گئی جس کی نظیر کسی زمانہ میں ثابت نہیں ہوئی پھر وہ دوسرے شہروں کی طرف متفرق ہو گئے اور تمام دنیا میں بولیوں کا تفرقہ پڑنے کا موجب ہوئے۔

لیکن اگر یہ اعتراض پیش ہو کہ زبان عربی جو اُمّ اللسانہ قرار دی گئی ہے اس کی نسبت تمام زبانوں کی نسبت مساوی نہیں ہے بلکہ بعض سے کم اور بعض سے زیادہ ہے مثلاً عبری زبان پر ادنیٰ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تھوڑے سے تغیر کے بعد عربی زبان ہی ہے لیکن سنسکرت یا یورپ کی زبانوں کے ساتھ وہ تعلق پایا نہیں جاتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ گو عبری اور دوسری شاخیں اس کی درحقیقت عربی کے تھوڑے سے تغیر سے پیدا ہوئی ہیں اور سنسکرت وغیرہ دنیا کی کل زبانیں تغیرات بعیدہ سے نکلی ہیں تاہم کامل غور کرنے اور قواعد پر نظر ڈالنے سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ ان زبانوں کے کلمات اور الفاظ مفردہ عربی سے ہی بدلا کر طرح طرح کے قالبوں میں لائے گئے ہیں۔

اور عربی کے فضائل خاصہ سے جو اسی زبان سے خصوصیت رکھتے ہیں جن کی ہم انشاء اللہ اپنے محل پر تشریح کریں گے اور جو اس کے اُمّ اللسانہ اور کامل اور الہامی زبان ہونے پر قطعی دلیل ہے پانچ خوبیاں ہیں جو مفصلہ ذیل ہیں۔

پہلی خوبی۔ عربی کے مفردات کا نظام کامل ہے یعنی انسانی ضرورتوں کو وہ مفردات پوری مدد دیتے ہیں دوسرے لغات اس سے بے بہرہ ہیں۔

دوسری خوبی۔ عربی میں اسماء باری و اسماء ارکان عالم و نباتات و حیوانات و جمادات و اعضاء انسان اپنی

اپنی وجوہ تسمیہ میں بڑے بڑے علوم حکمیہ پر مشتمل ہیں دوسری زبانیں ہرگز اس کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔  
**تیسری خوبی**۔ عربی کا اطراد مواد الفاظ بھی پورا نظام رکھتا ہے اور اس نظام کا دائرہ تمام  
 افعال اور اسماء کو جو ایک ہی مادہ کے ہیں ایک سلسلہ حکمیہ میں داخل کر کے ان کے باہمی  
 تعلقات دکھلاتا ہے اور یہ بات اس کمال کے ساتھ دوسری زبانوں میں پائی نہیں جاتی۔  
**چوتھی خوبی**۔ عربی کی تراکیب میں الفاظ کم اور معانی زیادہ ہیں یعنی زبان عربی الف لام  
 اور تنوینوں اور تقدیم تاخیر سے وہ کام نکالتی ہے جس میں دوسری زبانیں کئی فقروں کے  
 جوڑنے کی محتاج ہوتی ہیں۔

**پانچویں خوبی**۔ عربی زبان ایسے مفردات اور تراکیب اپنے ساتھ رکھتی ہے جو انسان  
 کے تمام باریک درباریک ضمائر اور خیالات کا نقشہ کھینچنے کے لئے کامل وسائل ہیں۔

اب چونکہ یہ بھاری ثبوت ہمارے ذمہ ہے کہ ہم عربی کے مفردات کا ایسا نظام کامل  
 ثابت کریں جو دوسری کتابیں اس کے مقابلہ سے عاجز رہیں اور نیز اس کی باقی چار خوبیوں کو بھی اسی  
 طرح پناہ ثبوت پہنچاویں۔ لہذا ہمارے لئے ضروری ہوا کہ ہم ان مباحث کو عربی زبان میں ہی  
 لکھیں کیونکہ ہمارا یہ فرض ہے کہ یہ تمام خوبیاں مخالف کو دکھلاویں اور اگر وہ کسی اور زبان کو الہامی اور  
 اُمّ الالسنہ قرار دیتا ہے تو اس سے ان خوبیوں کا مطالبہ کریں اور چونکہ یہ بڑا بھاری کام ہے اس لئے  
 میں نے قرین مصلحت سمجھا کہ مخالف کو پورے پورے طور پر ملزم اور ساکت کرنے کے لئے کوئی  
 ایسی تدبیر کی جائے جس سے ان سب جھوٹے عذرات کا استیصال ہو جائے جو ایک مخالف مقابلہ  
 سے عاجز آ کر محض بے ہودہ حیلہ سازی کے طور پر پیش کر سکتا ہے۔ مثلاً ایک آریہ مخالف اپنا پیچھا  
 چھڑانے کے لئے کہہ سکتا ہے کہ ان فضائل خمسہ میں عربی کی خصوصیت کا دعویٰ بے دلیل ہے کیونکہ  
 یہ دعویٰ اس وقت صحیح ٹھہر سکتا ہے کہ جب کہ تمہیں سنسکرت کی پوری واقفیت ہوتی اب جبکہ سنسکرت کی  
 ایسی واقفیت نہیں ہے تو یہ دعویٰ صرف ایک طرفہ خیال ہے اور ممکن ہے کہ یک طرفہ خیال تحقیق کے  
 وقت غلط نکلے اور گو ہم اس ناکارہ خیال کا جواب دے چکے ہیں کہ ہماری یہ تحقیقاتیں ایک

﴿۱۲﴾

جماعت کی تحقیقات ہے جس میں سنسکرت دان بھی ہیں لیکن اب ہم پورے طور پر اتمام حجت کے لئے ایک ایسا طریق فیصل لکھتے ہیں جس سے کوئی گریز نہیں کر سکتا اور وہ یہ ہے کہ اگر ہم اس دعوے میں کاذب ہیں کہ عربی میں وہ پانچ فضائل خصوصیت کے ساتھ موجود ہیں جو ہم لکھ چکے ہیں اور کوئی سنسکرت دان وغیرہ اس بات کو ثابت کر سکتا ہے کہ ان کی زبان بھی ان فضائل میں عربی کی شریک و مساوی ہے یا اس پر غالب ہے تو ہم اس کو پانچ ہزار روپیہ بلا توقف دینے کے لئے قطعی اور حتمی وعدہ کرتے ہیں۔ اور یاد رہے کہ یہ وعدہ انعام ہمارا عام لوگوں کے بے ہودہ اشتہارات کی طرح نہیں تاکوئی یہ خیال کرے کہ صرف کہنے کی باتیں ہیں کس نے دینا اور کس نے لینا۔ بلکہ ہم اعلان دیتے ہیں کہ ایسا شخص جس طرح چاہے اپنی تسلی کر لے اور اگر چاہے تو یہ روپیہ بینک سرکاری میں رکھا جائے اور چاہے تو کسی آریہ مہاجن کے پاس یہ روپیہ جمع کرادیا جائے اگر ہم اس کی درخواست کے موافق جمع نہ کرادیں یا درخواست کے شائع ہونے اور بذریعہ رجسٹری شدہ خط کے ہم تک پہنچنے کے بعد ایک ماہ تک ہم روپیہ کو جمع نہ کراویں تو بے شک ہم کاذب اور لاف زن ٹھہریں گے اور ہماری ساری کارروائی پایہ اعتبار سے گر جائے گی۔ لیکن یہ ضروری ہوگا کہ جو شخص جمع کرانے کی درخواست کرے وہ اس درخواست میں یہ بھی تحریر کر دے کہ وہ فلاں مدت تک اس کام سے عہدہ برا ہوگا اور اس بات کا اقرار کر دے کہ اگر وہ اُس مدت تک عہدہ برانہ ہو اور مقابلہ کر کے نہ دکھلا سکا تو جو کچھ حرجانہ منصفوں یا عدالت کی تجویز سے ایک تجارتی روپیہ کی مدت مذکورہ تک بند رہنے سے متصور ہے تو وہ بلا عذر و حیلہ ادا کر دے گا۔

اور واضح ہو کہ یہ کتاب قریباً ڈیڑھ مہینہ کی محنت اور کوشش سے ہم نے تیار کی ہے چنانچہ اپریل ۱۸۹۵ء کے کچھ دن گزرے یہ کام شروع ہوا اور مئی ۱۸۹۵ء کو ابھی کچھ باقی رہتا تھا کہ انجام کو پہنچ گیا اور اس محنت کے دنوں میں پورا دن اس کام کے لئے کبھی نہیں لگا بلکہ زیادہ سے زیادہ تیسرا چوتھا حصہ اس فکر میں خرچ آتا رہا اور اگر تمام روز محنت کی جاتی تو شاید ہفتہ عشرہ تک ہی یہ کام انجام تک پہنچ جاتا لیکن اب بالمقابل لکھنے والوں کے لئے یہ محنت راہ میں نہیں جو

ہمیں کرنی پڑے کیونکہ ہمارے لئے ضروری تھا کہ تمام زبانوں پر ایک عمیق نظر ڈالیں اور عربی زبان کا ان سے اشتراک ثابت کریں اور پھر بعد ثبوت اشتراک یہ ضروری تھا کہ عربی کے فضائل خاصہ اور فوق العادت کمالات سے اس کا الہامی اور اُمّ اللسنہ ہونا پایہ ثبوت پہنچاویں لیکن ہمارے مخالفوں کے لئے یہ ضروری نہیں کہ اس قدر محنت کریں۔ بلکہ ہم اس بات پر راضی ہیں کہ صرف عربی کے فضائل کے مقابل پر اپنی زبان کے فضائل دکھلاویں اور جس قدر ہم نے عربی زبان کی خوبیاں اس کتاب میں ثابت کی ہیں وہ تمام خوبیاں اپنی زبان میں ثابت کر کے پیش کریں اور جیسا کہ ہم نے نمونہ کے طور پر عربی زبان کی مفردات کو عبارات کے سلسلہ میں مندرج کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ عربی مفردات کا نظام کامل ہے اور ہر یک قسم کے خیالات کے ادا کردینے پر قادر ہے یہی نمونہ اپنی زبان کے مفردات سے وہ بھی دکھلاویں اور یہ کام نہایت تھوڑا اور صرف چند روز کا ہے۔ پس اس صورت میں محنت کا کام نہایت کم رہ گیا بلکہ مثلاً ویدک سنسکرت کا واقف صرف دو چار روز میں یہ نمونہ پیش کر سکتا ہے بشرطیکہ سنسکرت میں ایسا نمونہ بھی ہو۔ اس وقت ہم غیر زبان والوں سے کیا مانگتے ہیں صرف یہی کہ وہ یہ خوبیاں جو ہم نے زبان عربی میں ثابت کی ہیں اپنی زبان میں ثابت کر کے دکھلاویں۔ مثلاً یہ بات ظاہر ہے کہ کامل زبان کے لئے مفردات کا کامل نظام ضروری ہے یعنی یہ واجبات سے ہے کہ کامل زبان جو الہامی اور اُمّ اللسنہ کہلاتی ہے انسانی خیالات کو الفاظ کے قالب میں ڈھالنے کے وقت پورا ذخیرہ مفردات کا اپنے اندر رکھتی ہو ایسے طور سے کہ جب انسان مثلاً ایک توحید کے مضمون کے متعلق یا شرک کے مضمون کے متعلق یا حقوق اللہ کے متعلق یا حقوق عباد کے متعلق یا عقائد دینیہ کے متعلق یا ان کے دلائل کے متعلق یا محبت اور مخالفت کے متعلق یا بغض اور نفرت کے متعلق یا خدا تعالیٰ کی مدح اور ثنا اور اس کے اسماء مطہرہ کے متعلق یا مذاہب باطلہ کے رد کے متعلق یا قصص اور سوانح کے متعلق یا احکام اور حدود کے متعلق یا علم معاد کے متعلق یا تجارت اور زراعت اور نوکری کے متعلق یا نجوم اور ہیئت کے متعلق یا طبعی اور طبابت اور منطق وغیرہ

﴿۱۴﴾

کے متعلق کوئی مبسوط کلام کرنا چاہے تو اس زبان کے مفردات اس کو ایسے طور سے مدد دے سکیں کہ ہر ایک خیال کے مقابل پر جودل میں پیدا ہوا ایک لفظ مفرد موجود ہوتا یہ امر اس بات پر دلیل ہو کہ جس ذات کامل نے انسان اور اس کے خیالات کو پیدا کیا اسی نے ان خیالات کے ادا کرنے کے لئے قدیم سے وہ مفردات بھی پیدا کر دیئے اور ہمارا دلی انصاف اس بات کے قبول کرنے کے لئے ہمیں مجبور کرتا ہے کہ اگر یہ خصوصیت کسی زبان میں پائی جائے کہ وہ زبان انسانی خیالات کے قد و قامت کے موافق مفردات کا خوبصورت پیرایہ اپنے اندر طیار رکھتی ہے اور ہر ایک باریک فرق جو افعال میں پایا جاتا ہے وہی باریک فرق اقوال کے ذریعہ سے دکھاتی ہے اور اسکے مفردات خیالات کے تمام حاجتوں کے متنفل ہیں تو وہ زبان بلاشبہ الہامی ہے کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کا فعل ہے جو اس نے انسان کو ہزار ہا طور کے خیالات کے ظاہر کرنے کے لئے مستعد پیدا کیا ہے۔ پس ضرور تھا کہ انہیں خیالات کے اندازہ کے موافق اس کو ذخیرہ قولی مفردات بھی دیا جاتا تا خدا تعالیٰ کا قول اور فعل ایک ہی مرتبہ پر ہو لیکن حاجت کے وقت ترکیب سے کام لینا یہ بات کسی خاص زبان سے خصوصیت نہیں رکھتی۔ ہزار ہا زبانوں پر یہ عام آفت اور نقص درپیش ہے کہ وہ مفردات کی جگہ مرکبات سے کام لیتے ہیں جس سے ظاہر ہے کہ ضرورتوں کے وقت وہ مرکبات انسانوں نے خود بنا لئے ہیں۔ پس جو زبان ان آفتوں سے محفوظ ہوگی اور اپنی ذات میں مفردات سے کام نکلنے کی خصوصیت رکھے گی اور اپنے اقوال کو خدا تعالیٰ کے فعل کے مطابق یعنی خیالات کے جوشوں کے مطابق اور ان کے ہم وزن دکھلائے گی۔ بلاشبہ وہ ایک خارق العادات مرتبہ پر ہو کر اور تمام زبانوں کی نسبت ایک خصوصیت پیدا کر کے اس لائق ہو جائے گی کہ اس کو اصل الہامی زبان اور فطرت اللہ کہا جائے اور جو زبان اس مرتبہ عالیہ سے مخصوص ہو کہ وہ خدا تعالیٰ کے منہ سے نکلی اور فوق العادات کمالات سے مختص اور اُمّ الالسنہ ہے اس کی نسبت یہ کہنا ایمان داری کا فرض ہوگا کہ وہی ایک زبان ہے جو حقیقی طور پر اس لائق ٹھہرائی گئی ہے کہ خدا تعالیٰ کا اعلیٰ اور اکمل الہام اسی میں نازل ہو اور دوسرے الہام اس الہام کی ایسی ہی فرع ہیں جیسا کہ دوسری بولیاں اس بولی کی فرع ہیں لہذا ہم اس بحث کے

بعد اس بحث کو لکھیں گے کہ وہ حقیقی اور کامل اور اتم اور اکمل وحی جو دنیا میں آنے والی تھی وہ صرف قرآن شریف ہے اور انہیں مقدمات سے اس نتیجہ کو بہ تفصیل ظاہر کریں گے کہ عربی کو ام اللسانہ اور الہامی ماننے سے نہ صرف یہی ماننا پڑتا ہے کہ قرآن خدا تعالیٰ کا کلام ہے بلکہ یہ بھی ضروری طور پر ماننا پڑتا ہے کہ صرف قرآن ہی ہے جس کو حقیقی وحی اور اکمل اور اتم اور خاتم الکتب کہنا چاہیے۔ اور اب ہم مفردات کا نظام دکھانے کے لئے اور نیز دوسری خوبیوں کے لحاظ سے اس کتاب کا عربی حصہ شروع کریں گے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ و هو العلیٰ العظیم۔

## تنبیہ

قبل اس کے جو ہم اس کتاب کے عربی حصہ کو شروع کریں یہ بات ظاہر کرنا ضروریات سے ہے کہ پہلے ہم نے ارادہ کیا تھا کہ صرف عربی کے الفاظ مفردہ جمع کر کے دکھلاویں لیکن پھر ہم نے سوچا کہ اس صورت میں شاید بعض لوگ ہمارے مدعا کو صفائی سے نہ سمجھ سکیں کیونکہ بظاہر تھوڑے بہت مفردات ہر ایک قوم کے پاس ہیں مثلاً اگرچہ سنسکرت مفردات کا ذخیرہ بہت ہی کم رکھتی ہے۔ چنانچہ اس زبان کے فاضل بیان کرتے ہیں کہ اس میں چار سو سوٹ سے زیادہ نہیں مگر تاہم اگرچہ صرف چار سو ہے مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ کچھ بھی نہیں اور عربی کے محققوں نے گو تحقیق کیا ہے کہ اس کے مفردات ستائیس لاکھ سے بھی کچھ زیادہ ہیں لیکن جب تک ایک دشمن متعصب کو ایک قاعدہ کے ساتھ ملزم نہ کیا جائے وہ اپنے بخل اور شرارت اور چون و چرا سے باز نہیں آتا لہذا ہمیں یہ تجویز نہایت معقول معلوم ہوئی کہ ہر ایک مضمون میں مفردات کا نظام طلب کیا جائے اور نظام مفردات سے مطلب ہمارا یہ ہے کہ ہر ایک مضمون جہاں تک کہ طبعی طور پر ختم ہو اس کو محض ایسی عبارت سے جو مفردات سے ہی ترکیب پاتی ہو انجام تک پہنچایا جائے اور پھر مخالفوں سے اس کی نظیر مانگی جائے یہ ایک ایسا طریق ہے جس سے بڑی صفائی سے فیصلہ ہو جائے گا اور

﴿۱۶﴾

ہریک زبان کی بلاغت فصاحت کا بھی اندازہ ہو جائے گا سو اس کے چونکہ مفردات کا نظام ثابت کرنے کے لئے ہریک فریق کے لئے یہ ضروری ہوگا کہ وہ صرف متفرق مفردات پیش نہ کرے بلکہ ان ضروری مضامین کے رنگ میں پیش کرے جو ہمارے مضامین کے مقابل لکھے جائیں گے۔ لہذا اس فاضلانہ بحث میں ہریک جاہل جو علم سے بے بہرہ ہو دخل نہیں دے سکے گا اور جیسا کہ پہلے اس سے مثلاً آریہ سماج والوں نے ایک نہایت ذلیل نادان اور سخت درجہ کے احمق اور جاہل لیکھرام نام ایک ہندو کو اسلام کے مقابل پر کھڑا کر دیا تھا اور وہ صرف گالیوں سے کام نہ نکالتا تھا اور عیسائیوں کا چیلہ بن کر ان کے بے ہودہ اعتراض جو ان کے جاہلوں نے اسلام پر کئے ہیں پیش کرتا تھا۔ اس بحث میں ایسا نہ ہوگا کیونکہ یہ علمی بحث ہے اب ایسے حرامی سیرت، گندہ طبع اور بد خو اور ساتھ اس کے سخت درجہ کے نادان اور بے علم کو بولنے کی گنجائش نہیں رہے گی اور لوگ دیکھ لیں گے کہ ان لوگوں کی اصل حقیقت کیا تھی۔ اور ہم اس جگہ اپنے ان دوستوں کا شکرمہ ادا کرنے سے رہ نہیں سکتے جنہوں نے ہمارے اس کام میں زبانوں کا اشتراک ثابت کرنے کے لئے مدد دی ہے ہم نہایت خوشی سے اس بات کو ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے مخلص دوستوں نے اشتراک السنہ ثابت کرنے کے لئے وہ جان فشانی کی ہے جو یقیناً اس وقت تک اس صفحہ دنیا میں یادگار رہے گی جب تک کہ یہ دنیا آباد رہے۔ ان مردانِ خدا نے بڑی بہادری سے اپنے عزیز وقتوں کو ہمیں دیا ہے اور دن رات بڑی محنت اور عرق ریزی اٹھا کر اس عظیم الشان کام کو انجام دے دیا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ ان کو جناب الہی میں بڑا ہی ثواب ہوگا کیونکہ وہ ایک ایسے جنگ میں شریک ہوئے جس میں عنقریب اسلام کی طرف سے فتح کے نقارے بجیں گے۔ پس ہر ایک ان میں سے الہی تمغہ پانے کا مستحق ہے۔ میں اس کیفیت کو بیان نہیں کر سکتا کہ وہ کیونکر ہریک جلسہ میں اشتراک نکالنے کے لئے اندر ہی اندر صد ہا کوس نکل جاتے تھے اور پھر کیوں کر کامیابی کے ساتھ واپس آ کر کسی لفظ مشترک کا تحفہ پیش کرتے تھے یہاں تک کہ اسی طرح دنیا

کسی زبانیں ہمارے پاس جمع ہو گئیں میں کبھی اس کو فراموش نہیں کروں گا کہ اس عظیم الشان کام میں ہمارے مخلص دوستوں نے وہ مدد دی جو میرے پاس وہ الفاظ نہیں جن کے ذریعہ سے میں اس کا اندازہ بیان کر سکوں اور میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ یہ ان کی محنتیں قبول فرماوے اور ان کو اپنے لئے قبول کر ليوے اور گندی زیست سے ہمیشہ دور اور محفوظ رکھے اور اپنا انس اور شوق بخشے اور ان کے ساتھ ہو آمین ثم آمین۔

ان احباب کے نام نامی یہ ہیں۔

- (۱) اخویم حکیم مولوی نور دین صاحب بھیروی (۲) اخویم مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی  
 (۳) اخویم منشی غلام قادر صاحب سیالکوٹی (۴) اخویم خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے لاہوری  
 (۵) اخویم مرزا خدا بخش صاحب اتالیق (۶) اخویم مفتی محمد صادق صاحب بھیروی  
 نواب محمد علی خان صاحب کوٹلہ مالیر (۸) اخویم میاں محمد خان صاحب

(۷) اخویم منشی غلام محمد صاحب سیالکوٹی کپورتھلہ ریاست

اور خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کس کی کوششیں اس کام میں زیادہ ہیں اور وہ کسی مخلص کی محنت کو ضائع نہیں کرے گا مگر جہاں تک ہمارا علم اور رویت ہمیں جتلاتا ہے وہ یہ ہے کہ سب سے زیادہ کوشش اخویم حکیم مولوی نور دین صاحب اور اخویم مولوی عبدالکریم صاحب کی ہیں جو تمام تعلقات چھوڑ کر کئی مہینوں سے اس کام کے لئے میرے پاس موجود ہیں اور حضرت مولوی نور دین صاحب نے نہ صرف اتنی ہی مدد

دی بلکہ اس کام کے لئے عمدہ عمدہ کتابیں انگریزی اپنی قیمت

سے خرید کر منگوا دیں اور اسی مطلب کے لئے قیمتی

کتابوں کا ذخیرہ اکٹھا کیا۔ جزا ہم اللہ خیرا۔

واللہ لا یضیع اجر المحسنین۔ آمین



﴿۱۸﴾

یہ وہ پہلا خطبہ اور تمہید ہے جس کا مقابلہ نظام مفردات میں سنسکرت کے مدعی آریہ اور دوسری قوموں سے مطلوب ہے

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

☆ الحمد لله الربّ الرحمان . ذی المجد و الفضل و الاحسان . خلق

تمام تعریفیں اس اللہ کو جو رب اور رحمن ہے۔ بزرگی اور فضل اور احسان اسی کی صفات ہیں۔ انسان

﴿۱۹﴾

☆ چونکہ اصلی غرض عربی عبارتوں کے املا سے یہ دکھلانا ہے کہ یہ زبان علاوہ اس صفت خاص کے کہ الہیات اور دینی تعلیم کے تمام شاخوں کی کامل طور پر خادم ہے ہر ایک قصہ اور خطبہ اور مبادی اور مقاصد کے بیان کرنے میں اور ہر ایک نازک سے نازک مضمون کے ادا کرنے کے وقت صرف مفردات سے کام لیتی ہے۔ اور اس کے خزانہ میں وہ مفردات کا نظام موجود ہے جو ہر ایک قصہ کے نظام سے برابر آجاتا ہے اور مرکبات کی طرف حاجت نہیں پڑتی اس لئے ہم نے اس خطبہ اور تمہید کے وقت اور ایسا ہی اور چند مضامین میں جو بعد میں آئیں گے یہ ارادہ کیا ہے کہ ناظرین کو عربی کی ان صفات خاصہ کی طرف توجہ دلاویں تا اگر ممکن ہو تو ہمارے مخالف اس کا مقابلہ کر کے دکھلاویں اور اگر ہو سکے تو اپنی زبان کو اس دھبہ سے پاک کر دیں کہ وہ ہر ایک امر ذی شان کے بیان کرنے میں صرف مفردات سے کار براری کرنے سے قاصر ہے اور ایسا نہ کر سکیں تو گو وہ سنسکرت کے حامی ہوں یا کسی اور زبان کے انہیں اس بات سے شرم کرنی چاہیے کہ وہ کبھی کسی مجلس میں عربی زبان کے مقابل پر اپنی زبانوں کا نام بھی لیویں یا کبھی بھولے بسرے بھی منہ پر لادیں کہ ہماری زبان الہی زبان ہے اور اسی میں خدا کا کلام نازل ہوا ہے۔

اب واضح ہو کہ اس خطبہ اور تمہید میں تین سو کلمے ہیں جو کلمات مفردہ ہیں اور بعض ایسے کلمے ہم نے چھوڑ بھی دیئے ہیں جو ایک ہی مادہ سے نکلے ہیں اور یہ کلمات صد ہا عجائب اور لطائف پر مشتمل ہیں اور اگر ہم ان کے عجائب خواص کا بیان کریں تو ان تمام کا لکھنا فی الواقعہ ایک دفتر چاہتا ہے لہذا ہم اس جگہ بالفعل صرف دو لفظ کی خوبیاں بطور نمونہ پیش کریں گے۔ اور پھر وقتاً فوقتاً انشاء اللہ پیش کرتے جائیں گے لیکن پہلے اس سے اس نہایت مفید قاعدہ کا لکھنا واجباً سے ہے کہ صحیفہ قدرت پر نظر ڈالنے سے یہ بات ضروری طور پر مانتی پڑتی ہے کہ جو چیزیں خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے پیدا ہوئیں یا اس سے صادر ہوئیں ان کی اڈل علامت یہی ہے کہ اپنے اپنے مرتبہ کے موافق خدا شناسی کی راہوں کے خادم ہوں اور اپنے وجود کی اصلی غرض بزبان قال یا حال یا بی ظاہر کریں کہ وہ معرفت باری کا ذریعہ اور اسی کی راہ کے خادم ہیں کیونکہ تمام مخلوقات کی افراد پر

الانسان. علمه البيان. ثم جعل من لسان واحدة السنة

پیدا کیا اور اس کو بولنا سکھلایا پھر ایک زبان سے کئی زبانیں شہروں میں

بقیہ حاشیہ: ایک نظر غور ڈالنے سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ کائنات کا تمام سلسلہ انواع اقسام کے پیرایوں میں اسی

کام میں لگا ہوا ہے کہ تا وہ خدا تعالیٰ کے پہچاننے اور اس کی راہوں کے جاننے میں ایک ذریعہ ہو پس چونکہ عربی

زبان خدا تعالیٰ سے صادر ہوئی اور اس کے منہ سے نکلی ہے لہذا ضرور تھا کہ اس میں بھی یہ علامت موجود ہوتا یقینی طور

پر شناخت کیا جائے کہ وہ فی الواقع ان چیزوں میں سے ہے کہ جو بغیر ذریعہ انسانی کوششوں کے محض خدائے تعالیٰ

سے ظہور پذیر ہوئی ہیں سو الحمد للہ والمنة کہ عربی زبان میں یہ علامت نہایت بدیہی اور صاف طور پر پائی جاتی

ہے اور جیسا کہ انسان کے اور قویٰ کی نسبت مضمون آیت وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ<sup>۱</sup>

ثابت و متحقق ہے اسی طرح عربی زبان میں جو انسان کی اصلی زبان اور اس کی جز و خلقت ہے یہی حقیقت ثابت

ہے اس میں کیا شک ہے کہ انسان کی خلقت اسی حالت میں اتم اور اکمل ٹھہر سکتی ہے کہ جب کلام کی خلقت بھی

اس میں داخل ہو کیونکہ وہ چیز جو انسانیت کے جوہر کی چہرہ نما ہے وہ کلام ہی ہے اور کچھ مبالغہ نہ ہوگا اگر ہم یہ کہیں کہ

انسانیت سے مراد یہی نطق اپنے تمام لوازم کے ساتھ ہے پس خدا تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ میں نے انسان کو اپنی عبادت اور

معرفت کے لئے پیدا کیا ہے درحقیقت دوسرے لفظوں میں یہ بیان ہے کہ میں نے انسانی حقیقت کو جو نطق اور کلام ہے

معد اس کے تمام قویٰ اور افعال کے جو اس کے زیر حکم چلتے ہیں اپنے لئے بنایا ہے کیونکہ جب ہم سوچتے ہیں کہ

انسان کیا چیز ہے تو صریحاً یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک جاندار ہے کہ جو اپنی کلام سے دوسرے جانوروں سے تمیز کلی

رکھتا ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ کلام انسان کی اصل حقیقت ہے اور باقی قویٰ اس حقیقت کے تابع اور خادم ہیں۔

پس اگر یہ کہیں کہ انسان کا کلام خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں تو یہ کہنا پڑے گا کہ انسان کی انسانیت خدا تعالیٰ کی طرف

سے نہیں لیکن ظاہر ہے کہ خدا انسان کا خالق ہے اس لئے زبان کا معلم بھی وہی ہے اور اس جھگڑے کے فیصلے کے

لئے کہ وہ کس زبان کا معلم ہے ابھی ہم لکھ چکے ہیں کہ اس کی طرف سے وہی زبان ہے کہ جو بموجب منطوق

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ<sup>۱</sup> اسی طرح معرفت الہی کی خادم ہو سکتی ہے جیسا کہ انسان

کے وجود کی دوسری بناوٹ اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ ان صفات سے موصوف صرف عربی ہی ہے اور اس کی خدمت

یہ ہے کہ وہ معرفت باری تک پہنچانے کے لئے اپنے اندر ایک ایسی طاقت رکھتی ہے جو الہیات کی ایک معنوی

تقسیم کو جو قانون قدرت میں پائی جاتی ہے بڑی خوبصورتی کے ساتھ اپنے مفردات میں دکھاتی ہے اور صفات

فی البلدان. كما جعل من لون واحد انواع الالوان. و جعل  
کر دیں۔ جیسا کہ ایک رنگ سے کئی رنگ انواع اقسام کے بنا دیئے اور عربی

بقیہ حاشیہ: الہیہ کے نازک اور باریک فرقوں کو جو صحیفہ فطرت میں نمودار ہیں اور ایسا ہی توحید کے دلائل کو جو اس  
صحیفہ سے مترشح ہیں اور خدا تعالیٰ کے انواع اقسام کے ارادوں کو جو اس کے بندوں سے متعلق اور صحیفہ قدرت میں  
نمایاں ہیں ایسے طور سے ظاہر کر دیتی ہے کہ گویا ان کا ایک نہایت لطیف نقشہ کھینچ کر آگے رکھ دیتی ہے اور ان دقیق  
امتیازوں کو جو خدا تعالیٰ کے اسماء اور صفات اور افعال اور ارادوں میں واقع ہیں جن کی شہادت اس کا قانون قدرت  
دے رہا ہے ایسی صفائی سے دکھا دیتی ہے کہ گویا ان کی تصویر کو آنکھوں کے سامنے لے آتی ہے چنانچہ یہ بات  
بہت معلوم ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی صفات اور افعال اور ارادوں کی چہرہ نمائی اور نیز اپنے فعل اور قول کی  
تطبیق کے لئے زبان عربی کو ایک متکفل خادم پیدا کیا ہے اور ازل سے یہی چاہا ہے کہ الہیات کے سر مکتوم اور مقفل  
کے لئے یہی زبان کنجی ہو۔ اور جب ہم اس کلمت تک پہنچتے ہیں اور یہ عجیب عظمت اور خصوصیت عربی کی ہم پر کھلتی ہے تو  
دوسری تمام زبانیں سخت تاریکی اور نقصان میں پڑی ہوئی دکھائی دیتی ہیں کیونکہ جس طرح زبان عربی صفات الہیہ  
اور اس کی تمام تعلیموں کے لئے مراد و مقابله کی طرح واقع ہے اور الہیات کے قدرتی نقشہ کا ایک سیدھا انعکاسی خط  
عربی میں پڑا ہوا دکھائی دیتا ہے یہ صورت کسی دوسری زبان میں ہرگز موجود نہیں اور جب ہم عقل سلیم اور فہم مستقیم سے  
صفات الہیہ کی اس تقسیم پر نظر ڈالتے ہیں جو قدیم سے اور ازل سے صحیفہ عالم میں قدرتی طور پر پائی جاتی ہے تو وہی  
تقسیم عربی کے مفردات میں ہمیں ملتی ہے مثلاً جب ہم غور کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا رحم عقلی تحقیق کی رو سے اپنی  
ابتدائی تقسیم میں کتنے حصوں پر مشتمل ہو سکتا ہے تو اس قانون قدرت کو دیکھ کر جو ہماری نظر کے سامنے ہے صاف  
طور پر ہمیں سمجھ آ جاتا ہے کہ وہ رحم دو قسم پر ہے یعنی قبل از عمل و بعد از عمل کیونکہ بندہ پروری کا نظام بآواز بلند گواہی  
دے رہا ہے کہ رحمت الہی نے دو قسم سے اپنی ابتدائی تقسیم کے لحاظ سے بنی آدم پر ظہور و بروز فرمایا ہے۔

اول وہ رحمت جو بغیر وجود عمل کسی عامل کے بندوں کے ساتھ شامل ہوئی جیسا کہ زمین اور آسمان اور شمس اور قمر اور  
ستارے اور پانی اور ہوا اور آگ اور وہ تمام نعمتیں جن پر انسان کی بقا اور حیات موقوف ہے کیونکہ بلاشبہ یہ تمام چیزیں  
انسان کے لئے رحمت ہیں جو بغیر کسی استحقاق کے محض فضل اور احسان کے طور سے اس کو عطا ہوئی ہیں اور یہ ایسا فیض خاص  
ہے جو انسان کے سوال کو بھی اس میں دخل نہیں بلکہ اس کے وجود سے بھی پہلے ہے اور یہ چیزیں ایسی بزرگ رحمت ہے جو

العربية أمالكل لسان. وجعلها كالشمس بالضوء واللمعان.

کو ہر یک زبان کی ماں ٹھہرایا۔ اور اس کو چمک اور روشنی میں سورج کی طرح بنا دیا

**بقیہ حاشیہ:** انسان کی زندگی انہیں پر موقوف ہے اور پھر باوصف اس کے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ یہ تمام چیزیں انسان کے کسی نیک عمل سے پیدا نہیں ہوئیں بلکہ انسانی گناہ کا علم بھی جو خدا تعالیٰ کو پہلے سے تھا ان رحمتوں کے ظہور سے مانع نہیں ہوا اور کوئی اواگون کا قائل یا متنازع کا ماننے والا گو کیسا ہی اپنے تعصب اور جہالت میں غرق ہو مگر یہ بات تو وہ منہ پر نہیں لاسکتا کہ یہ انسان ہی کے نیک کاموں کا پھل اور نتیجہ ہے کہ اس کے آرام کے لئے زمین پیدا کی گئی یا اس کی تاریکی دور کرنے کے لئے آفتاب اور ماہتاب بنایا گیا یا اس کے کسی نیک عمل کی جزا میں پانی اور اناج پیدا کیا گیا یا اس کے کسی زہد اور تقویٰ کے پاداش میں سانس لینے کے لئے ہوا بنائی گئی کیونکہ انسان کے وجود اور زندگی سے بھی پہلے یہ چیزیں موجود ہو چکی ہیں۔ اور جب تک ان چیزوں کا وجود پہلے فرض نہ کر لیں تب تک انسان کے وجود کا خیال بھی ایک خیال محال ہے پھر کیونکر ممکن ہے کہ یہ چیزیں جن کی طرف انسان اپنے وجود اور حیات اور بقا کے لئے محتاج تھا وہ انسان کے بعد ظہور میں آئی ہوں پھر خود انسانی وجود جس احسن طور کے ساتھ ابتدا سے تیار کیا گیا ہے یہ تمام وہ باتیں ہیں جو انسان کی تکمیل سے پہلے ہیں اور یہی ایک خاص رحمت ہے جس میں انسان کے عمل اور عبادت اور مجاہدہ کو کچھ بھی دخل نہیں۔

دوسری قسم رحمت کی وہ ہے جو انسان کے اعمال حسنہ پر مترتب ہوتی ہے کہ جب وہ تضرع سے دعا کرتا ہے تو قبول کی جاتی ہے اور جب وہ محنت سے تخم ریزی کرتا ہے تو رحمت الہی اس تخم کو بڑھاتی ہے یہاں تک کہ ایک بڑا ذخیرہ اناج کا اس سے پیدا ہوتا ہے اسی طرح اگر غور سے دیکھو تو ہمارے ہر نیک عمل صالح کے ساتھ خواہ وہ دین سے متعلق ہے یا دنیا سے رحمت الہی لگی ہوئی ہے اور جب ہم ان قوانین کے لحاظ سے جو الہی سنتوں میں داخل ہیں کوئی محنت دنیا یا دین کے متعلق کرتے ہیں تو فی الفور رحمت الہی ہمارے شامل حال ہو جاتی ہے اور ہماری محنتوں کو سرسبز کر دیتی ہے یہ دونوں رحمتیں اس قسم کی ہیں کہ ہم ان کے بغیر جی ہی نہیں سکتے۔ کیا ان کے وجود میں کسی کو کلام ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ یہ تو اعلیٰ بدیہیات میں سے ہیں جن کے ساتھ ہماری زندگی کا تمام نظام چل رہا ہے پس جبکہ ثابت ہو گیا کہ ہماری تربیت اور تکمیل کے لئے دو رحمتوں کے دو چشمے قادر کریم نے جاری کر رکھے ہیں اور وہ اس کی دو صفتیں ہیں جو ہمارے درخت وجود کی آبپاشی کے لئے دو رنگوں میں ظاہر ہوئے ہیں تو اب دیکھنا چاہیے کہ وہ دو چشمے زبان عربی میں منعکس ہو کر کس کس نام سے پکارے گئے ہیں

هو الذی نطق بحمدہ الثقلان. و اقرّ بربوبیتہ الانس  
وہی ہے جس کی حمد آدمی اور جن کر رہے ہیں۔ اور اس کے رب ہونے کا اقرار کرتے

بقیہ حاشیہ: پس واضح ہو کہ پہلی قسم کی رحمت کے لحاظ سے زبان عربی میں خدا تعالیٰ کو رحمن کہتے ہیں اور

دوسری قسم کی رحمت کے لحاظ سے زبان موصوف میں اس کا نام رحیم ہے اسی خوبی کے دکھلانے کے لئے ہم عربی

خطیبہ کی پہلی ہی سطر میں رحمان کا لفظ لائے ہیں۔ اب اس نمونہ سے دیکھ لو کہ چونکہ یہ رحم کی صفت اپنی ابتدائے

تقسیم کے لحاظ سے الہی قانون قدرت کے دو قسم پر مشتمل تھی۔ لہذا اس کے لئے زبان عربی میں دو مفرد لفظ

موجود ہیں اور یہ قاعدہ طالب حق کے لئے نہایت مفید ہوگا کہ ہمیشہ عربی کے ہر ایک فرقوں کے پہچاننے کے

لئے صفات اور افعال الہیہ کو جو صحیفہ قدرت میں نمایاں ہیں معیار قرار دیا جائے اور ان کے اقسام کو جو قانون

قدرت سے ظاہر ہوں عربی کے مفردات میں ڈھونڈا جائے اور جہاں کہیں عربی کے ایسے مترادف لفظوں کا

باہمی فرق ظاہر کرنا مقصود ہو جو صفات یا افعال الہی کے متعلق ہیں تو صفات یا افعال الہی کی اس تقسیم کی طرف

متوجہ ہوں جو نظام قانون قدرت دکھلا رہا ہے کیونکہ عربی کی اصل غرض الہیات کی خدمت ہے جیسا کہ انسان

کے وجود کی اصل غرض معرفت باری تعالیٰ ہے اور ہر ایک چیز جس غرض کے لئے پیدا کی گئی ہے اسی غرض کو

سامنے رکھ کر اس کے عقدے کھل سکتے ہیں اور اس کے جوہر معلوم ہو سکتے ہیں مثلاً نیل صرف کلبہ رانی اور

بارکشی کے لئے پیدا کیا گیا ہے پس اگر اس غرض کو نظر انداز کر کے اس سے وہ کام لینا چاہیں جو شکاری کتوں

سے لیا جاتا ہے تو بے شک وہ ایسے کام سے عاجز آجائے گا اور نہایت نکما اور ذلیل ثابت ہوگا لیکن اگر اصلی

کام کے ساتھ اس کی آزمائش کریں تو وہ بہت جلد اپنے وجود کی نسبت ثابت کرے گا کہ سلسلہ وسائل معیشت

دنیوی کا ایک بھاری بوجھ اس کے سر پر ہے غرض ہر ایک چیز کا ہنر اسی وقت ثابت ہوتا ہے جب اس کا اصلی کام

اس سے لیا جائے سو عربی کے ظہور اور بروز کا اصلی مقصود الہیات کا روشن چہرہ دکھلانا ہے مگر چونکہ اس نہایت

باریک اور دقیق کام کا ٹھیک ٹھیک انجام دینا اور غلطی سے محفوظ رہنا انسانی طاقتوں سے بڑھ کر تھا۔ لہذا خداوند

کریم اور رحیم نے قرآن کریم کو عربی زبان کی بلاغت و فصاحت دکھلانے کے لئے اور مفردات کے نازک

☆ کتاب دساتیر مجوس میں یہ فقرات ہیں ’بنام ایزد بخشائندہ بخشائش گر مہربان داد گر‘ جو بظاہر

بسم اللہ الرحمن الرحیم کے مشابہ ہیں لیکن جو لفظ رحمان اور رحیم میں پُر حکمت فرق ہے وہ فرق ان لفظوں

میں موجود نہیں اور جو اللہ کا اسم وسیع معنی رکھتا ہے وہ ایزد کے لفظ میں ہرگز پائے نہیں جاتے۔ لہذا

والجان. تسجد له الارواح والابدان. والقلب واللسان  
ہیں۔ روہیں اور بدن اس کو سجدہ کرتی ہیں۔ دل اور زبان اس کی تعریف

بقیہ حاشیہ: فرق اور مرکبات کا خارق عادت ایجاز ظاہر کرنے کے لئے بطور ایسے اعجاز کے بھیجا کہ تمام  
گردیں اس کی طرف جھک گئیں اور عربی کی بلاغت کو اس کے مفردات اور مرکبات کی نسبت جو کچھ قرآن نے  
ظاہر کیا اس کو اس وقت کے اعلیٰ درجے کے زبان دانوں نے نہ صرف قبول ہی کیا بلکہ مقابلہ سے عاجز آ کر یہ بھی  
ثابت کر دیا کہ انسانی قوتیں ان حقائق اور معارف کے بیان کرنے اور زبان کا سچا اور حقیقی حسن دکھانے سے  
عاجز ہیں اسی مقدس کلام سے رحمان اور رحیم کا بھی فرق معلوم ہوا جس کو ہم نے بطور نمونہ خطبہ مذکورہ  
میں لکھا ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ ہر ایک زبان میں بہت سے مترادف الفاظ پائے جاتے ہیں لیکن جب تک  
آنکھ کھول کر ان کے باہمی فرقوں پر اطلاع نہ پاویں اور وہ الفاظ علم الہی اور دینی تعلیم میں سے نہ ہوں تب تک  
ان کو علمی مد میں شمار نہیں کر سکتے۔ یہ بات بھی یاد رہے کہ انسان اپنی طرف سے ایسے مفردات پیدا نہیں کر سکتا ہاں  
اگر قدرت قادر سے پیدا شدہ ہیں تو ان میں غور کر کے ان کے باریک فرق اور محل استعمال معلوم کر سکتا ہے مثلاً  
صرف اور نحو کے بانویوں کو دیکھو کہ انہوں نے کوئی نئی بات نہیں نکالی اور نہ نئے قواعد بنا کر کسی کو ان پر چلنے  
کے لئے مجبور کیا بلکہ اسی طبعی بولی کو ایک بیدار نظر کے ساتھ دیکھ کر تاڑ گئے کہ یہ بول چال قواعد کے اندر آ سکتی  
ہے۔ تب مشکلات کے سہل کرنے کے لئے قواعد کی بنا ڈالی سو قرآن کریم نے ہر ایک لفظ کو اپنے محل پر رکھ کر دنیا  
کو دکھلا دیا کہ عربی کے مفردات کس کس محل پر استعمال پاتے ہیں اور کیسے وہ الہیات کے خادم اور نہایت دقیق  
انتیاز باہمی رکھتے ہیں اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ قرآن کریم دس قسم کے نظام مفردات پر مشتمل ہے۔

(۱) ایسے مفردات کا نظام جن میں بیان وجود باری اور دلائل وجود باری اور نیز خدا تعالیٰ کی ایسے صفات  
اور اسماء اور افعال اور سنن اور عادات کا بیان ہے کہ جو باہمی امتیازوں کے ساتھ اللہ جلّ شانہ کی ذات  
سے مخصوص ہیں اور نیز وہ کلمات جو اس کی اس کامل مدح اور ثناء کے متعلق ہیں جو بیان جلال اور جمال اور  
عظمت اور کبریائی کے بارے میں ہیں۔

(۲) ان مفردات کا نظام جو توحید باری اور دلائل توحید باری پر مشتمل ہیں۔

بقیہ حاشیہ: یہ ترکیب پارسیوں کی بسم اللہ سے کچھ مناسبت نہیں رکھتی غالباً یہ الفاظ پیچھے سے بطور سرقہ لکھے گئے ہیں  
بہر حال یہ نقص دلالت کرتا ہے کہ یہ انسان کا قول ہے۔ منہ

یحمدان۔ سبحان رب ما یوجد وما یکون وکان۔ یفعل

میں لگے ہوئے ہیں۔ ہمارا رب پاک ہے جو موجودہ زمانہ اور آئندہ اور گذشتہ کا رب ہے جو چاہتا ہے

بقیہ حاشیہ: (۳) ان مفردات کا نظام جن میں وہ صفات اور افعال اور اعمال اور عادات اور کیفیات

روحانیہ یا نفسانیہ بیان کی گئی ہیں جو باہمی امتیازوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کے سامنے اس کی مرضی کے

موافق یا خلاف مرضی بندوں سے صادر ہوتی ہیں یا ظہور و بروز میں آتی ہیں۔

(۴) ان مفردات کا نظام جو وصایا اور تعلیم اخلاق اور عقائد اور حقوق اللہ اور حقوق العباد اور علوم حکمیہ اور حدود

اور احکام اور اوامر اور نہی اور حقائق اور معارف کے رنگ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے کامل ہدایتیں ہیں۔

(۵) ان مفردات کا نظام جن میں بیان کیا گیا ہے کہ نجات حقیقی کیا شے ہے اور اس کے حصول کے لئے

حقیقی وسائل اور ذرائع کیا کیا ہیں اور نجات یافتہ مومنوں اور مقربوں کے آثار اور علامات کیا ہیں۔

(۶) ان مفردات کا نظام جن میں بیان کیا گیا ہے کہ اسلام کیا شے ہے اور کفر اور شرک کیا شے ہے اور اسلام کی

حقیقت پر دلائل اور نیز اعتراضات کی مدافعت ہے۔

(۷) ایسے مفردات کا نظام جو مخالفین کے تمام عقائد باطلہ کا رد کرتے ہیں۔

(۸) ایسے مفردات کا نظام جو انذار اور تیشیر اور وعد اور وعید اور عالم معاد کے بیان کے رنگ میں یا

معجزات کی صورت میں یا مثالوں کے طور پر ایسی پیشگوئیوں کی صورت میں جو موجب زیادت ایمان یا

اور مصالح پر مشتمل ہوں ایسے قصوں کی طرز میں جو تنبیہ یا ڈرانے یا خوشخبری دینے کی غرض سے ہوں

مرتب کیا گیا ہے۔

(۹) ایسے مفردات کا نظام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح اور پاک صفات اور آنجناب کی پاک

زندگی کے اعلیٰ نمونہ پر مشتمل ہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے دلائل کاملہ بھی ہیں۔

(۱۰) ایسے مفردات کا نظام جو قرآن کریم کی صفات اور تاثیرات اور اس کے ذاتی خواص کو بیان کرتے ہیں۔

یہ دس نظام وہ ہیں جو اپنے کمال تام کی وجہ سے دس دائروں کی طرح قرآن میں پائے جاتے ہیں

جن کو دوا اور عشرہ سے موسوم کر سکتے ہیں۔

ان دس دائروں میں خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایسے پاکیزہ اور باہمی امتیاز رکھنے والے مفردات سے

ما یشاء وکل یوم هو فی شان. یُسَبِّحُ لَہُ کُلُّ ناطِقٍ وَصامت. کرتا ہے اور ہر ایک دن وہ ایک کام میں ہے۔ ہر ایک بولنے والا اور نہ بولنے والا اس کی تسبیح میں مشغول ہے۔

بقیہ حاشیہ: کام لیا ہے جو عقل سلیم فی الفور گواہی دیتی ہے کہ یہ اکمل اور اتم سلسلہ مفردات کا اسی لئے عربی میں مقرر کیا گیا تھا کہ تا قرآن کا خادم ہو یہی وجہ ہے کہ یہ سلسلہ مفردات کا قرآن کریم کے تعلیمی نظام سے جو اکمل اور اتم ہے بالکل مطابق آ گیا لیکن دوسری زبانوں کے مفردات کا سلسلہ ان کتابوں کے تعلیمی نظام سے ہرگز مطابق نہیں آتا جو الہی کتابیں کہلاتی ہیں اور جن کا ان زبانوں میں نازل ہونا بیان کیا گیا اور نہ دواۓ عشرہ مذکورہ ان کتابوں میں پائے جاتے ہیں۔ پس ان کتابوں کے ناقص ہونے کی وجہ سے یہ بھی ایک بھاری وجہ ہے کہ وہ دواۓ ضروریہ سے بے بہرہ اور نیز زبان کے مفردات ان کتابوں کی تعلیم سے وفا نہیں کر سکے اور اس میں بھید یہی ہے کہ وہ کتابیں حقیقی کتابیں نہیں تھیں بلکہ وہ صرف چند روزہ کارروائی تھی حقیقی کتاب دنیا میں ایک ہی آئی جو ہمیشہ کے لئے انسانوں کی بھلائی کے لئے تھی لہذا وہ دواۓ عشرہ کاملہ کے ساتھ نازل ہوئی اور اس کے مفردات کا نظام تعلیمی نظام کا بالکل ہموزن اور ہم پلہ تھا اور ہر ایک دائرہ اس کا دواۓ عشرہ میں سے اپنے طبعی نظام کے اندازہ اور قدر پر مفردات کا نظام ساتھ رکھتا تھا جس میں الہی صفات کے اظہار کے لئے اور اقسام اربعہ مذکورہ کے مدارج بیان کرنے کی غرض سے الگ الگ الفاظ مفردہ مقرر تھے اور ہر ایک تعلیم کے دائرہ کے موافق مفردات کا کامل دائرہ موجود تھا۔ اب ہم اسی پر اکتفا کر کے ایک اور لفظ کی چند خوبیاں بیان کرتے ہیں۔ سو وہ لفظ رب کا ہے جو قرآنی الفاظ میں سے ہم نے لیا ہے۔ یہ لفظ قرآن شریف کی پہلی ہی سورۃ اور پہلی ہی آیت میں آتا ہے جیسا کہ اللہ جلّ شانہ فرماتا ہے الحمد لله رب العالمین۔ لسان العرب اور تاج العروس میں جو لغت کی نہایت معتبر کتابیں ہیں لکھا ہے کہ زبان عرب میں رب کا لفظ سات معنوں پر مشتمل ہے اور وہ یہ ہیں۔ مالک۔ سید۔ مدبر۔ مربی۔ قیم۔ منعم۔ متمم۔ چنانچہ ان سات معنوں میں سے تین معنی خدا تعالیٰ کی ذاتی عظمت پر دلالت کرتے ہیں مجملہ ان کے مالک ہے اور مالک لغت عرب میں اس کو کہتے ہیں جس کا اپنے مملوک پر قبضہ تامہ ہو اور جس طرح چاہے اپنے تصرف میں لاسکتا ہو اور بلا اشتراک غیر اس پر حق رکھتا ہو اور یہ لفظ حقیقی طور پر یعنی بلحاظ اس کے معنوں کے بجز خدا تعالیٰ کے کسی دوسرے پر اطلاق نہیں پاسکتا کیوں کہ قبضہ تامہ اور تصرف تامہ اور حقوق تامہ بجز خدا تعالیٰ کے اور کسی



﴿۱۹﴾

وَيَبْغِي رُحْمَهُ كُلِّ زَائِعٍ وَ سَامِتٍ . وَ هُوَ رَبُّ الْعَالَمِينَ لَهُ الْحَمْدُ وَ الْمَجْدُ وَ هُوَ

اور ہریک کج رو اور راست رو اس کا رحم طلب کرتا ہے اور وہ رب العالمین ہے اسی کے لئے تعریف اور بزرگی مسلم ہے اور وہ

بقیہ حاشیہ : کے لئے مسلم نہیں اور سید لغت عرب میں اُس کو کہتے ہیں جس کا تابع ایک ایسا سواد اعظم ہو جو اپنے

دلی جوش اور اپنی طبعی اطاعت سے اس کے حلقہ بگوش ہوں سو بادشاہ اور سید میں یہ فرق ہے کہ بادشاہ سیاست قہری

اور اپنے قوانین کی سختی سے لوگوں کو مطیع بناتا ہے اور سید کے تابعین اپنی دلی محبت اور دلی جوش اور دلی تحریک سے خود

بخود متابعت کرتے ہیں اور سچی محبت سے اس کو سید بنا کر کے پکارتے ہیں اور ایسی متابعت بادشاہ کی اس وقت کی

جاتی ہے کہ جب وہ بھی لوگوں کی نظر میں سید قرار پاوے۔ غرض سید کا لفظ بھی حقیقی طور پر بلحاظ اس کے معنوں کے

بجز خدا تعالیٰ کے کسی دوسرے پر بولا نہیں جاتا کیونکہ حقیقی اور واقعی جوش سے اطاعت جس کے ساتھ کوئی شائبہ

اغراض نفسانیہ کا نہ ہو بجز خدا تعالیٰ کے کسی کے لئے ممکن نہیں۔ وہی ایک ہے جس کی سچی اطاعت روحیں کرتی ہیں

کیونکہ وہ ان کی پیدائش کا حقیقی مبداء ہے۔ اس لئے طبعاً ہر ایک روح اس کو سجدہ کرتی ہے بت پرست اور انسان

پرست بھی اس کی اطاعت کے لئے ایسا ہی جوش رکھتے ہیں جیسا کہ ایک موعظ راستباز مگر انہوں نے اپنی غلطی سے

اور قصور طلب سے اس زندگی کے سچے چشمہ کو شناخت نہیں کیا بلکہ ناپیائی کی وجہ سے اس اندرونی جوش کو غیر محل پر

وضع کر دیا تب کسی نے پتھروں کو اور کسی نے رام چندر کو اور کسی نے کرشن کو اور کسی نے نعوذ باللہ ابن مریم کو خدا بنا لیا۔

لیکن اس دھوکہ سے بنایا کہ شاید وہ جو مطلوب ہے یہ وہی ہے۔ سو یہ لوگ مخلوق کو حق اللہ دے کر ہلاک ہو گئے۔ ایسا

ہی اس حقیقی محبوب اور سید کی روحانی طلب میں ہوا پرستوں نے دھوکے کھائے ہیں کیونکہ ان کے دلوں میں بھی ایک

محبوب اور ایک حقیقی سید کی طلب تھی مگر انہوں نے اپنے دلی خیالات کو اچھی طرح شناخت نہ کر کے یہ خیال کیا کہ وہ

حقیقی محبوب اور سید جس کو روحیں طلب کر رہی ہیں اور جس کی اطاعت کے لئے جانیں اچھل رہی ہیں وہ دنیا کے مال

اور دنیا کے املاک اور دنیا کی لذات ہی ہیں مگر یہ ان کی غلطی تھی بلکہ روحانی خواہشوں کا محرک اور پاک جذبات کا

باعث وہی ایک ذات ہے جس نے فرمایا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْإِنْسَانَ إِلَّا لِيَعْبُدُنِي۔ یعنی جن

اور انس کی پیدائش اور ان کی تمام قویٰ کا میں ہی مقصود ہوں وہ اسی لئے میں نے پیدا کئے کہ تا مجھے پہچانیں اور میری

عبادت کریں سو اس نے اس آیت میں اشارہ کیا کہ جن وانس کی خلقت میں اس کی طلب و معرفت اور اطاعت کا

مادہ رکھا گیا ہے اگر انسان میں یہ مادہ نہ ہوتا تو نہ دنیا میں ہوا پرستی ہوتی نہ بت پرستی نہ انسان پرستی کیونکہ ہریک خطا

﴿۱۹﴾

مولی النعم فی الاولی والاخرۃ. والصلوۃ والسلام علی رسولہ سید الرسل

دونوں جہانوں میں آقائے نعمت ہے۔ اور سلام اور صلوة اس کے رسول پر جو رسولوں کا سردار

بقیہ حاشیہ: صواب کی تلاش میں پیدا ہوا ہے۔ غرض سیادت حقیقی اسی ذات کے لئے مسلم ہے اور وہی

واقعی طور پر سید ہے۔ اور منجملہ ان تین ناموں کے جو خدا تعالیٰ کی عظمت پر دلالت کرتے ہیں مذکور بھی ہے

اور تدبیر کے معنی ہیں کہ کسی کام کے کرنے کے وقت تمام ایسا سلسلہ نظر کے سامنے حاضر ہو جو گذشتہ واقعات

کے متعلق یا آئندہ نتائج کے متعلق ہے اور اس سلسلہ کے لحاظ سے وضع شئی فی محلہ ہو اور کوئی

کارروائی حکمت عملی سے باہر نہ ہو اور یہ نام بھی اپنے حقیقی معنوں کی رو سے بجز خدا تعالیٰ کے کسی غیر پر

اطلاق نہیں پاسکتا کیونکہ کامل تدبیر غیب دانی پر موقوف ہے اور وہ بجز خدا تعالیٰ کے کسی کے لئے مسلم نہیں۔

اور چار باقی نام یعنی مربی۔ قیم۔ منعم۔ خد تعالیٰ کے ان فیوض پر دلالت کرتے

ہیں جو بلحاظ اس کی کامل ملکیت اور کامل سیادت اور کامل تدبیر کے اُس کے بندوں پر جاری ہیں۔ چنانچہ

مربی کا لفظ بظاہر معنی پرورش کرنے والے کو کہتے ہیں اور کامل طور پر تربیت کی حقیقت یہ ہے کہ جس قدر

خلقت انسان کے شعبے باعتبار جسم اور روح اور تمام طاقتوں اور قوتوں کے پائے جاتے ہیں ان تمام

شاخوں کی پرورش ہو اور جہاں تک بشریت کی جسمانی اور روحانی ترقیات اس پرورش کے کمال کو چاہتے

ہیں ان تمام مراتب تک پرورش کا سلسلہ ممتد ہو ایسا ہی جس نقطہ سے بشریت کا نام اور اسم یا اس کے مبادی

شروع ہوتے ہیں اور جہاں سے بشری نقش یا کسی دوسری مخلوق کا نقش وجود عدم سے ہستی کی طرف حرکت کرتا

ہے اس اظہار اور ابراز کا نام بھی پرورش ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ لغت عرب کے رو سے ربوبیت کے معنی

نہایت ہی وسیع ہیں اور عدم کے نقطہ سے مخلوق کے کمال تام کے نقطہ تک ربوبیت کا لفظ ہی اطلاق پاتا ہے

اور خالق وغیرہ الفاظ رب کے اسم کی فرع ہیں اور قیم کے معنی ہیں نظام کو محفوظ رکھنے والا اور منعم کے یہ معنی

ہیں کہ ہر یک قسم کا انعام اکرام جو انسان یا کوئی دوسری مخلوق اپنی استعداد کی رو سے پاسکتی ہے اور بالطبع

اس نعمت کے خواہاں ہے وہ انعام اس کو عطا کرے تا ہر یک مخلوق اپنے کمال تام کو پہنچ جائے جیسا کہ اللہ

جل شانہ ایک جگہ فرماتا ہے رَبُّنَا الَّذِي أَعْطَى كُلَّ شَيْءٍ حَلْقَهُ ثُمَّ هَدَىٰ ۝۱ یعنی وہ خدا جس نے ہر یک

چیز کو اس کے مناسب حال کمال خلقت بخشا اور پھر اس کو دوسرے کمالات مطلوبہ کے لئے رہنمائی کی پس

و نور الامم و خیر البریة و اصحابہ الہادین المہتدین و الہ الطیبین اور امتوں کا نور اور تمام مخلوق سے بہتر ہے۔ اور اس کے اصحاب پر جو ہادی اور مہتدی ہیں اور اس کے آل پر جو طیب

بقیہ حاشیہ : یہ انعام ہے کہ ہر ایک چیز کو اول اس کے وجود کی رو سے وہ تمام قوی و غیرہ عنایت ہوں جن کی وہ چیز محتاج ہے پھر اس کے حالات مترقبہ کے حصول کے لئے اس کو راہیں دکھائی جائیں اور متمم کے یہ معنی ہیں کہ سلسلہ فیض کو کسی پہلو سے بھی ناقص نہ چھوڑا جائے اور ہر ایک پہلو سے اس کو کمال تک پہنچایا جائے۔

سورہ کا اسم جو قرآن کریم میں آیا ہے جس کو ہم اقتباس کے طور پر اس خطبہ کے اول میں لائے ہیں ان وسیع معنوں پر مشتمل ہے جن کو ہم نے بطور اختصار اس مضمون میں ذکر کیا ہے۔

اب ہم نہایت افسوس سے لکھتے ہیں کہ ایک ناسمجھ انگریز عیسائی نے اپنی ایک کتاب میں لکھا ہے کہ اسلام پر عیسائی مذہب کو یہ فضیلت ہے کہ اس میں خدا تعالیٰ کا نام باپ بھی آیا ہے اور یہ نام نہایت پیارا اور دلکش ہے اور قرآن میں یہ نام نہیں آیا۔ مگر ہمیں تعجب ہے کہ اس معترض نے اس تحریر کے وقت پر یہ خیال نہیں کیا کہ لغت نے کہاں تک اس لفظ کی عزت اور عظمت ظاہر کی ہے کیونکہ ہر ایک لفظ کو حقیقی عزت اور بزرگی لغت سے ہی ملتی ہے اور کسی انسان کو یہ اختیار نہیں کہ اپنی طرف سے کسی لفظ کو وہ عزت دے جو لغت اس کو دے نہیں سکی اسی وجہ سے خدا تعالیٰ کا کلام بھی لغت کے التزام سے باہر نہیں جاتا اور تمام اہل عقل اور نقل کے اتفاق سے کسی لفظ کی عزت اور عظمت ظاہر کرنے کے وقت اول لغت کی طرف رجوع کرنا چاہیے کہ اس زبان نے جس زبان کا وہ لفظ ہے یہ خلعت کہاں تک اس کو عطا کی ہے اب اس قاعدہ کو اپنی نظر کے سامنے رکھ کر جب سوچیں کہ اَب یعنی باپ کا لفظ لغت کی رو سے کس پایہ کا لفظ ہے تو بجز اس کے کچھ نہیں کہہ سکتے کہ جب مثلاً ایک انسان فی الحقیقت دوسرے انسان کے نطفہ سے پیدا ہو مگر پیدا کرنے میں اس نطفہ انداز انسان کا کچھ بھی دخل نہ ہو تب اس حالت میں کہیں گے کہ یہ انسان فلاں انسان کا اَب یعنی باپ ہے اور اگر ایسی صورت ہو کہ خدائے قادر مطلق کی یہ تعریف کرنی منظور ہو جو مخلوق کو اپنے خاص ارادہ سے خود پیدا کرنے والا خود کمالات تک پہنچانے والا اور خود رحم عظیم سے مناسب حال اس کے انعام کرنے والا اور خود اس کا حافظ اور قیوم ہے تو لغت ہرگز اجازت نہیں دیتی کہ اس مفہوم کو اَب یعنی باپ کے لفظ سے ادا کیا جائے بلکہ لغت نے اس کے لئے ایک دوسرا لفظ رکھا ہے جس کو رب کہتے ہیں جس کی اصل تعریف ابھی ہم لغت کی رو سے بیان کر چکے ہیں اور

☆ نوٹ : یاد رہے کہ لفظ اَب یا باپ بافادر کے مفہوم میں ہرگز محبت کے معنی ماخوذ نہیں جس فعل کے شروع سے انسان یا کوئی اور حیوان باپ کہلاتا ہے اس وقت یہ خیال ہرگز نہیں ہوتا بلکہ محبت تو دیکھنے اور اُس کرنے سے بعد میں رفتہ رفتہ پیدا ہوتی ہے لیکن ربوبیت کے لئے محبت ابتدا سے ہی ایک لازمہ ذاتی ہے۔ منہ

المطهرین و جمیع عباد اللہ الصالحین **أَمَّا بَعْدُ** فيقول عبد الله الاحد

اور طاہر ہیں اور تمام خدا کے نیک بندوں پر۔ اس کے بعد خدائے واحد کا بندہ

بقیہ حاشیہ: ہم ہرگز مجاز نہیں کہ اپنی طرف سے لغت تراشیں بلکہ ہمیں انہیں الفاظ کی پیروی لازم ہے جو

قدیم سے خدا کی طرف سے چلے آئے ہیں پس اس تحقیق سے ظاہر کہ اب یعنی باپ کا لفظ خدائے تعالیٰ کی نسبت

استعمال کرنا ایک سوء ادب اور بھجوں میں داخل ہے اور جن لوگوں نے حضرت مسیح کی نسبت یہ الزام گھڑا ہے کہ گویا وہ

خدا تعالیٰ کو اب کر کے پکارتے تھے اور درحقیقت جناب الہی کو اپنا باپ ہی یقین رکھتے تھے انہوں نے نہایت

مکروہ اور جھوٹا الزام ابن مریم پر لگایا ہے کیا کوئی عقل تجویز کر سکتی ہے کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح ایسی نادانی کے

مرتکب ہوئے کہ جو لفظ اپنے لغوی معنوں کی رو سے ایسا حقیر اور ذلیل ہو جس میں نا طاقی اور کمزوری اور

بے اختیاری ہر ایک پہلو سے پائی جائے وہی لفظ حضرت مسیح اللہ جل شانہ کی نسبت اختیار کریں۔ ابن مریم علیہ السلام کو

یہ اختیار ہرگز نہیں تھا کہ اپنی طرف سے لغت تراشی کریں اور لغت تراشی بھی ایسی بے ہودہ جس سے سراسر

جہالت ثابت ہو۔ پس جس حالت میں لغت نے اب یعنی باپ کے لفظ کو اس سے زیادہ وسعت نہیں دی کہ کسی

نر کا نطفہ مادہ کے رحم میں گرے اور پھر وہ نطفہ نہ گرانے والے کی کسی طاقت سے بلکہ ایک اور ذات کی قدرت

سے رفتہ رفتہ ایک جاندار مخلوق بن جائے تو وہ شخص جس نے نطفہ گرایا تھا لغت کی رو سے اب یا باپ کے نام سے

موسوم ہوگا اور اب کا لفظ ایک ایسا حقیر اور ذلیل لفظ ہے کہ اس میں کوئی حصہ پرورش یا ارادہ یا محبت کا شرط نہیں۔

مثلاً ایک بکرا جو بکری پر جسٹ کر کے نطفہ ڈال دیتا ہے یا ایک سانڈ بیل جو گائے پر جسٹ کر کے اور اپنی شہوات کا

کام پورا کر کے پھر اس سے علیحدہ بھاگ جاتا ہے جس کے یہ خیال میں بھی نہیں ہوتا ہے کہ کوئی بچہ پیدا ہو۔ یا ایک

سور جس کو شہوات کا نہایت زور ہوتا ہے اور بار بار وہ اسی کام میں لگا رہتا ہے اور کبھی اس کے خیال میں بھی نہیں ہوتا

کہ اس بار بار کے شہوانی جوش سے یہ مطلب ہے کہ بہت سے بچے پیدا ہوں اور خنزیر زادے زمین پر کثرت سے

بھیل جائیں اور ناس کو فطرتی طور پر یہ شعور دیا گیا ہے۔ تاہم اگر بچے پیدا ہو جائیں تو بلاشبہ سور وغیرہ اپنے اپنے بچوں

کے باپ کہلائیں گے۔ اب جبکہ اب کے لفظ یعنی باپ کے لفظ میں دنیا کی تمام لغتوں کی رو سے یہ معنی ہرگز مراد

نہیں کہ وہ باپ نطفہ ڈالنے کے بعد پھر بھی نطفہ کے متعلق کچھ کارگداری کرتا رہے تا بچہ پیدا ہو جائے یا ایسے کام کے

وقت میں یہ ارادہ بھی اس کے دل میں ہو اور نہ کسی مخلوق کو ایسا اختیار دیا گیا ہے بلکہ باپ کے لفظ میں بچہ پیدا ہونے کا

احمد عافاه اللہ و اید انی کنٹ مولعاً من شرخ الزمان بتحقیق  
احمد کہتا ہے (خدا سے عافیت میں رکھے اور تائید میں رہے) کہ میں اپنے ابتدائی زمانہ سے ہی مذہب کی تحقیق

بقیہ حاشیہ: خیال بھی شرط نہیں اور اس کے مفہوم میں اس سے زیادہ کوئی امر ماخوذ نہیں کہ وہ نطفہ ڈال دے  
بلکہ وہ اسی ایک ہی لحاظ سے جو نطفہ ڈالتا ہے لغت کی رو سے اب یعنی باپ کہلاتا ہے تو کیونکر جائز ہو کہ ایسا  
ناکارہ لفظ جس کو تمام زبانوں کا اتفاق ناکارہ ٹھہراتا ہے اس قادر مطلق پر بولا جائے جس کے تمام کام  
کامل ارادوں اور کامل علم اور قدرت کاملہ سے ظہور میں آتے ہیں اور کیوں کر درست ہو کہ وہی ایک لفظ جو  
بکرا پر بولا گیا۔ بیل پر بولا گیا۔ سور پر بولا گیا۔ وہ خدا تعالیٰ پر بھی بولا جائے یہ کیسی بے ادبی ہے جس سے  
نادان عیسائی باز نہیں آتے نہ ان کو شرم باقی رہی نہ حیا باقی رہی نہ انسانیت کی سمجھ باقی رہی کفارہ کا مسئلہ کچھ  
ایسا ان کی انسانی قوتوں پر فالج کی طرح گرا کہ بالکل نکما اور بے حس کر دیا۔ اب اس قوم کے کفارہ کے  
بھروسہ پر یہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے کہ اچھا چال چلن بھی ان کے نزدیک بے ہودہ ہے۔ حال میں یعنی  
۲۱ جون ۱۸۹۵ء کو پرچہ نور افشاں لدھیانہ میں جو عیسائی مذہب کا ایک اصول کفارہ کی نسبت چھپا ہے وہ ایسا  
خطرناک ہے جو جرائم پیشہ لوگوں کو بہت ہی مدد دیتا ہے۔ اس کا ما حاصل یہی ہے کہ ایک سچے عیسائی کو کسی  
نیک چلنی کی ضرورت نہیں کیونکہ لکھا ہے کہ اعمال حسنہ کونجات میں کچھ بھی دخل نہیں جس سے صاف طور پر یہ  
نتیجہ نکلتا ہے کہ کوئی جزو رضا مندی الہی کی جو نجات کی جڑ ہے اعمال سے حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ کفارہ ہی کافی  
ہے۔ اب سوچنے والے سوچ سکتے ہیں کہ جبکہ اعمال کو الہی رضا مندی میں کچھ بھی دخل نہیں تو پھر عیسائیوں کا  
چال چلن کیونکر درست رہ سکتا ہے جبکہ چوری اور زنا سے پرہیز کرنا موجب ثواب نہیں تو پھر یہ دونوں فعل  
موجب مواخذہ بھی نہیں اب معلوم ہوا کہ عیسائیوں کا بے باک ہو کر بدکاریوں میں پڑنا اسی اصول کی تحریک  
سے ہے بلکہ اس اصول کی بنا پر قتل و نیز حلف دروغی سب کچھ کر سکتے ہیں کفارہ جو کافی اور ہر یک بدی کا  
مٹانے والا ہوا۔ حیف ایسے دین و مذہب پر۔

اب سمجھنا چاہیے کہ اب یا باپ کا لفظ جس کو ناحق بے ادبی کی راہ سے عیسائی نادان خدا تعالیٰ پر  
اطلاق کرتے ہیں لغات مشترکہ میں سے ہے یعنی ان عربی لفظوں میں سے ہے جو تمام ان زبانوں میں پائے  
جاتے ہیں جو عربی کی شاخیں ہیں اور تھوڑے تغیر و تبدل سے ان میں موجود ہیں چنانچہ درحقیقت فاو اور پتا اور

المذاهب والادیان. وما رضیت قط ببادرة الکلمات وما قنعت بطافی من الخیالات میں مشغول رہا ہوں۔ اور کبھی میں اس بات پر راضی نہ ہوا کہ سرسری کلمات پر ہی بس کروں اور کبھی میں نے سطحی خیالات پر قناعت نہ کی۔

**بقیہ حاشیہ:** باپ اور پدروغیرہ اسی عربی لفظ کی خراب شدہ صورتیں ہیں جس کو ہم انشاء اللہ اپنے محل پر بیان کریں گے اور لغت کی رو سے یہ لفظ چار مادوں کے لحاظ سے بنایا گیا ہے۔

(۱) اباء سے کیونکہ اباء اس پانی کو کہتے ہیں جو ختم نہ ہو چونکہ نطفہ کا پانی مدت دراز تک مرد میں پیدا ہوتا رہتا ہے اور اسی پانی سے حکیم ذوالجلال بچہ پیدا کرتا ہے۔ اس لئے اس پانی کا منبع آب کے نام سے موسوم ہوا۔ اسی لحاظ سے عرب کے لوگ عورت کی شرم گاہ کو بھی ابودارس کہتے ہیں اور دارس حیض کا نام ہے یعنی حیض کا باپ چونکہ حیض بھی ایک مدت دراز تک منقطع نہیں ہوتا اس لئے اس کو بھی بطریق مجاز ایک پانی تصور کر کے عورت کی شرم گاہ کا نام ابودارس رکھا گیا ہے گویا وہ بھی ایک کنواں ہے جس کا پانی منقطع نہیں ہوتا اور دوسرے ابی کے لفظ سے نکالا گیا ہے کیونکہ ابی کے معنی لغت میں رک جانے اور بس کر جانے کے بھی ہیں چونکہ اس کام میں زرباب کہلاتا ہے صرف نطفہ ڈالنے پر بس کر جاتا ہے اور آگے اس کا کوئی کام نہیں بلکہ امّ جس کے معنی اب کی نسبت بہت وسیع ہیں اپنے رحم میں اس نطفہ کو لیتی ہے اور اسی کے خون سے وہ نطفہ پرورش پاتا ہے۔ پس اب کی وجہ تسمیہ میں یہ امر بھی ملحوظ ہے۔ تیسرے اباء کے لفظ سے مشتق ہے کیونکہ اباء سرکنڈہ کو کہتے ہیں چونکہ زکا عضو تناسل سرکنڈے سے مشابہت رکھتا ہے اس لئے اس کا نام اب یعنی باپ ہوا۔ چوتھے۔ ابی کے لفظ سے جو سقوط اشتہاء کو کہتے ہیں چونکہ فراغت کے بعد مرد کی خواہش منقطع ہو جاتی ہے اس لئے یہ جز بھی وجہ تسمیہ اب میں ماخوذ ہے۔

غرض یہ چار جزو ہیں جو اس قانون قدرت میں پائی جاتی ہیں جو باپ کے متعلق ہے لہذا انہیں کی بناء پر اب کا نام اب رکھا گیا اور جبکہ اب کا وجہ تسمیہ معلوم ہو چکا تو دوسری زبانوں میں جو جو اس کے عوض میں نام بولا جاتا ہے جیسا کہ باپ یا فادر یا پدیر یا پتا وغیرہ ان کی وجہ تسمیہ بھی ساتھ ہی معلوم ہو گئیں کیونکہ وہ سب اسی زبان سے نکلی ہیں اور وہ الفاظ بھی درحقیقت عربی بگزی ہوئی ہے۔ اب ذرا شرم اور حیا سے سوچنا چاہیے کہ کیا ایسا لفظ جس کی وجہ تسمیہ یہ ہیں خدا تعالیٰ پر اطلاق کر سکتے ہیں۔

اور اگر یہ سوال ہو کہ پھر پہلی کتابوں نے کیوں اطلاق کیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو وہ تمام کتابیں

کُکُلِّ غیبیّ السیر الجہلات و محبوس الخزعبلات و ما اصررت علی باطل  
جیسا کہ ہریک کُنْدُز بن جو جہل اور باطل میں مقید ہوا قناعت کرتا ہے اور کبھی میں نے بے اصل باتوں پر اصرار نہ کیا

بقیہ حاشیہ : محرف و مبدل ہیں اور ان کا ایسا بیان جو حق اور حقیقت کے برخلاف ہے ہرگز پذیرائی کے لائق  
نہیں کیونکہ اب وہ کتابیں ایک گندے کچھڑ کی طرح ہیں جس سے پاک طبع انسان کو پرہیز کرنا چاہیے اور پھر اگر  
فرض بھی کر لیں کہ توریت میں بعض جگہ ایسے لفظ موجود تھے تو ممکن ہے کہ ان کے اور بھی معنی ہوں جو باپ کے  
معنی سے بالکل مخالف ہوں کیونکہ الفاظ کے معنوں میں وسعت ہوا کرتی ہے پھر اگر قبول بھی کریں کہ اس لغت  
کے ایک ہی معنی ہیں تو اس وقت یہ جواب ہو سکتا ہے کہ چونکہ بنی اسرائیل اور بعد میں ان کی اور شاخیں اس زمانہ  
میں نہایت تنزل کی حالت میں تھیں اور وحشیوں کی طرح وہ زندگی بسر کرتی تھی اور اس پاک اور کامل معنی کو نہیں  
سمجھتی تھی جو رب کے مفہوم میں ہے اس لئے الہام الہی نے ان کی پست حالت کے موافق ایسے لفظوں سے ان کو  
سمجھایا جن کو وہ بخوبی سمجھ سکتے تھے اور اس کی ایسی ہی مثال ہے جیسا کہ توریت میں عالم معاد کی اچھی طرح تصریح  
نہیں کی گئی اور دنیا کے آراموں کی طمع دی گئی اور دنیا کی آفتوں سے ڈرایا گیا کیونکہ اس وقت وہ قومیں عالم معاد کی  
تفصیل کو سمجھ نہیں سکتی تھیں پس جیسا کہ اس اجمال کا یہ نتیجہ ہوا کہ ایک قوم قیامت کی منکر یہود میں پیدا ہو گئی ایسا ہی  
باپ کے لفظ کا آخر کار یہ نتیجہ ہوا کہ ایک نادان قوم یعنی عیسائیوں نے ایک عاجز بندہ کو خدا بنا دیا مگر یہ تمام محاورات  
تنزل کے طور پر تھے چونکہ ان کتابوں کی تعلیم محدود تھی اور خدا تعالیٰ کے علم میں وہ تمام تعلیمیں جلد منسوخ ہونے والی  
تھیں۔ اس لئے ایسے محاورات ایک سفلہ اور پست خیال قوم کے لئے جائز رکھے گئے اور پھر جب وہ کتاب دنیا  
میں آئی جو حقیقی نور دکھلاتی ہے تو اس روشنی کی کچھ حاجت نہ رہی جو تاریکی سے ملی ہوئی تھی اور زمانہ اپنی اصلی حالت  
کی طرف رجوع کر آیا اور تمام الفاظ اپنی اصل حقیقت پر آ گئے۔ یہی عہد تھا کہ قرآن کریم بلاغت فصاحت کا اعجاز  
لے کر آیا کیونکہ دنیا کو سخت حاجت تھی کہ زبان کی اصل وضع کا علم حاصل ہو۔ پس قرآن کریم نے ہریک لفظ کو  
اس کے محل پر رکھ کر دکھلا دیا اور بلاغت اور فصاحت کو ایسے طور سے کھول دیا کہ وہ بلاغت اور فصاحت دین کی دو  
آنکھیں بن گئیں۔ پہلی تو میں اس بات سے بہت ہی غفلت میں رہیں کہ وہ زبان کو دینی اسرار کے حل کرنے کی  
خادم بناتیں لیکن وہ اس میں بے اختیار اور مجبور بھی تھیں کیونکہ ان کے پاس صرف بگڑی ہوئیں اور خراب حالت

ککل جھول ضنین۔ وما حرّ کنی الی امرٍ الا عین التحقیق۔ و ما جرّنی  
جیسا کہ ہریک ناہم بخیل کی عادت ہے۔ اور کبھی کسی چیز نے بجز تحقیق کی آنکھوں کے کسی امر کی طرف مجھے جنبش نہیں دی۔ اور بجز

بقیہ حاشیہ : کی زبانیں تھیں جو مفردات اور اسماء کی وجوہ تسمیہ بیان کرنے میں گوئی تھیں مفردات کا کچھ نظام  
نہ تھا۔ اطرا مواد کا کچھ بھی سرمایہ نہ تھا۔ ایک گرمی ہوئی عمارت کی طرح اینٹیں پڑی تھیں جن کی ترتیب طبعی کا  
کوئی بھی نشان باقی نہ تھا پس ان کو ایسی نالائق زبانیں کیونکر الہیات میں مدد دے سکتی تھیں اس لئے وہ تمام  
قویں ہلاک ہو گئیں پھر قرآن کریم ایک ایسی کامل زبان میں نازل ہوا جس میں یہ سارا سامان نظام موجود تھا  
اس لئے دین اسلام بگڑنے سے محفوظ رہا اور خدائے قادر کی جگہ مخلوق نے نہیں لی۔

اب اس کے بعد اگرچہ ہمارا ارادہ تھا کہ چند اور کلمات کی بھی تشریح کی جائے اور دکھلایا جائے کہ  
عربی کے مفردات کس قدر حقائق عالیہ اپنے اندر رکھتے ہیں مگر افسوس کہ طول کے خوف سے بالفعل ہم اس مضمون  
کو اسی جگہ چھوڑتے ہیں لیکن یہ تین سو لفظ جو ہم لکھ چکے ہیں یہ اسی غرض سے لکھے گئے ہیں تا ہمارے مخالف بھی  
ایسی ہی عبارتیں اپنی اپنی زبانوں میں بنا کر مثلاً ایسا ہی خطبہ اور اس کے بعد ایسی ہی تمہید کلمات مفردہ میں ہم کو لکھ  
کردکھلایں تا ہم بھی دیکھیں کہ ان کے پاس کس قدر مفردات ہیں اور وہ اپنے مفردات کو کسی امر کے بیان میں  
کہاں تک بناہ سکتے ہیں اور مفردات کا نظام اپنے پاس رکھتے ہیں یا یوں ہی لاف و گزاف ہے۔

اس جگہ ہم میکس ملر کے بعض شبہات اور وساوس کو بھی دور کرنا قرین مصلحت سمجھتے ہیں جو اس نے اپنی  
کتاب لیکچر جلد اول علم اللسان کی بحث کے نیچے لکھے ہیں چنانچہ بطرز قولہ و اتول کے ذیل میں تحریر ہیں۔

قولہ : ترقی علم کے موانعات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بعض قوموں نے دوسری قوموں کو  
استخفاف اور تحقیر کی نگہ سے دیکھنے کے لئے ان کی نسبت حقارت آمیز القاب تراشے اس لئے وہ ان  
محقق قوموں کی لغات کے سیکھنے سے قاصر رہے اور جب تک یہ الفاظ جنگلی اور عجمی کہنے کے انسان کی لغات اور  
فرہنگ سے نہ نکالے گئے اور بجائے اس کے لفظ برادر قائم نہ ہوا ایسا ہی جب تک تمام قوموں کا یہ استحقاق  
تسلیم نہ کیا گیا کہ وہ ایک ہی نوع یا جنس کے ہیں اس وقت تک ہمارے اس علم اللسان کا آغاز نہ ہوا۔  
اقول : صاحب راقم کی اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ دراصل ان کو اہل عرب پر اعتراض ہے اور وہ  
خیال کرتے ہیں کہ عرب کے لوگ جو دوسری زبان والوں کو عجمی بولتے ہیں یہ لفظ محض بخل اور تعصب کی



الی عقیدة الآ قائد التعمیق. و ما فهمنی الّ ربّی الذی هو خیر المفہمین

عمیق بینی کی کشش کے اور کسی نے مجھ کو کسی عقیدے کی طرف نہیں کھینچا اور بجز خدا کے مجھ کو کسی نے نہیں سمجھایا اور وہ سب سمجھانے والوں سے بہتر ہے

**بقیہ حاشیہ:** راہ سے دوسری قوموں کی تحقیر کی غرض سے تراشا گیا ہے لیکن یہ غلطی محض اس وجہ سے پیدا ہوئی

ہے کہ ان کی عیسائیت کا بجل ان کو اس بات کی دریافت سے مانع ہوا کہ آیا عجم اور عرب کا لفظ انسان کی طرف

سے یا خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے حالانکہ وہ اپنی کتاب میں خود اقرار کر چکے ہیں کہ مفردات زبان کا اپنی طرف

سے بنا لینا کسی انسان کا کام نہیں۔ اب ہم ان پر اور ان کے ہم خیالوں پر واضح کرتے ہیں کہ زبان عرب میں دو لفظ

ہیں جو ایک دوسرے کے مقابل پر واقع ہیں۔ ایک تو عرب جس کے معنی فصیح اور بلیغ کے ہیں اور دوسرا عجم جو اس

کے مقابل پر واقع ہے جس کے معنی غیر فصیح اور بستہ زبان ہے اگر میکس ملر صاحب کے خیال میں یہ دو لفظ قدیم

نہیں ہیں اور اسلام نے ہی بجل کی راہ سے ان کو ایجاد کیا ہے تو ان کو ان لفظوں کا نشان دینا چاہیے جو ان کی رائے

میں اصلی لفظ تھے کیونکہ یہ تو ممکن نہیں کہ کسی قوم کا قدیم سے کوئی بھی نام نہ ہو اور جب قدیم ماننا پڑا تو ثابت ہوا

کہ یہ انسانی بناوٹ نہیں بلکہ وہ قادر عالم الغیب جس نے مختلف استعدادوں کے ساتھ انسانوں کو پیدا کیا ہے

اس نے مختلف لیاقتوں کے لحاظ سے یہ دو نام آپ مقرر کر دیئے ہیں۔ پھر دوسری دلیل یہ بھی ہے کہ اگر یہ دو نام

عرب اور عجم کسی انسان نے محض تعصب اور تحقیر کے لحاظ سے آپ ہی گھڑ لئے ہیں تو بلاشبہ یہ واقعات کے برخلاف

ہوں گے اور محض دروغ بے فروغ ہوگا لیکن ہم اس کتاب میں ثابت کر چکے ہیں کہ عرب کا لفظ درحقیقت اسم با مثنیٰ

ہے اور واقعی طور پر یہ بات سچ ہے کہ زبان عربی اپنے نظام مفردات اور لطافت ترکیب اور دیگر عجائب و غرائب

کے لحاظ سے ایسے اعلیٰ مقام کے مرتبہ پر ہے کہ یہی کہنا پڑتا ہے کہ دوسری زبانیں اس کے مقابل پر گونگے کی طرح

ہیں اور نہ صرف یہی بلکہ جب ہم دیکھتے ہیں کہ دوسری تمام زبانیں جمادات کی طرح بے حس و حرکت پڑی ہیں اور

اطراد مواد کی حرکت ایسی ان سے مفقود ہے کہ گویا وہ بالکل بے جان ہیں تو ہمیں بمجبوری یہ ماننا پڑتا ہے کہ

درحقیقت وہ زبانیں نہایت تنزل کی حالت میں ہیں اور عربی زبان میں یہ بات نہایت نرم لفظوں میں کہی گئی ہے کہ

عرب کے مقابل کے لوگوں کا نام عجم ہے ورنہ اس نام کا استحقاق بھی ان زبانوں اور ان لوگوں کو حاصل نہ تھا اور اگر

ٹھیک ٹھیک ان کے تنزل کا حال ظاہر کیا جاتا تو یہ لفظ نہایت موزوں تھا کہ ان زبانوں کا نام مردہ زبانیں رکھا جاتا۔

بہر حال اب ہم اس مقدمہ کو صرف دعویٰ کی صورت میں پیش نہیں کرتے ہم نے اس جھگڑے کے طے کے لئے

و انه كشف على اسراراً من الحقائق و انزل على عهد المعارف والدقائق

اس نے حقائق کے کئی اسرار مجھ پر کھولے اور معارف اور دقائق کی بارشیں میرے پر کیں

بقیہ حاشیہ: پانچ ہزار روپیہ کا اشتہار اس کتاب کے ساتھ شائع کیا ہے پس اگر کوئی اس بیان کا مذہب ہے

میکس ملر ہوں یا کوئی اور ہو تو ان کے لئے سیدھی راہ یہی ہے کہ وہ اپنی اس لاف و گزاف کو دلائل شافیہ کے ساتھ

ثابت کر کے دکھلاویں اور پانچ ہزار روپیہ نقد ہم سے لے لیں اور ہمیں میکس مولر صاحب پر نہایت افسوس ہے کہ

انہوں نے عیسائی کہلا کر اپنی کتب مقدسہ کے برخلاف اعتراض پیش کر دیا ہے کیونکہ ان کی مقدس کتابوں نے عرب

کے نام کو عرب کے لفظ سے ہی بیان کیا ہے۔ کیا ان کو اس جوش تعصب کے وقت انجیل بھی یاد نہ رہی۔ رسولوں کے

اعمال کو دیکھیں کہ ان کے خدا نے عرب کے لفظ کو عرب کے نام سے ہی یاد کیا ہے۔ پس جبکہ ان کی مقدس کتابیں

بھی عرب کے لفظ کی وہ عزت بحال رکھتی ہیں جس کے مقابل پر عجم واقع ہے تو بڑا افسوس ہے کہ انہوں نے عیسائی

کہلا کر اس نام کی عزت کو قبول کرنا ناگوار سمجھا ہے اور نیز مقابل کے نام کو بھی تسلیم نہیں کیا ان کو سوچنا چاہیے تھا کہ ان

کی مقدس کتابوں نے عرب کے اس پاک مفہوم کو تصدیق کر لیا ہے تبھی تو عرب کو عرب کے نام سے ہی جو فصاحت

کی خصوصیت کی طرف اشارہ کر رہا ہے جا بجا موسوم کیا ہے چنانچہ انجیل کے وجود سے پہلے بائبل میں بھی جا بجا عرب

کا لفظ موجود ہے اور جن نبیوں نے عرب کے بارے میں نبوت کی ہے انہوں نے عرب کا لفظ استعمال کیا ہے اگر

عرب کا لفظ خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں تو لازم آئے گا کہ انجیل اور تمام وہ کتابیں جو کتب مقدسہ کہلاتی ہیں خدا تعالیٰ

کی طرف سے نہیں تو اس صورت میں اس بجل کی وجہ سے ان تمام کتابوں کو چھوڑنا پڑے گا۔

قولہ: میرے نزدیک واقعی آغاز علم اللسان کا پتہ ٹیکوسٹ کے پہلے روز سے ہوا۔

اقول: چونکہ رسولوں کے اعمال میں حواریوں کا طرح طرح کی بولی بولنا لکھا ہے اس لئے میکس مولر صاحب

اس سے یہ حجت پکڑتے ہیں کہ بولیوں کی تحقیق کی بناء عیسائی مذہب نے ڈالی ہے۔ اب اہل نظر سوچیں کہ

صاحب راقم ایسے بے اصل کلمات کے ساتھ کس قدر تعصب سے کام لے رہے ہیں۔ یہ بات سوچنے کے لائق

ہے کہ اعمال کے دوسرے باب میں اس بات کی تصریح کی ہے کہ حواریوں نے اس روز وہی بولیاں بولیں

جو یروشلم کے یہودی بولتے تھے یہ نہیں لکھا کہ انہوں نے اس وقت چینی زبان یا سنسکرت یا جاپان کی بولی

میں باتیں کرنا شروع کر دیا تھا بلکہ صاف لکھا ہے کہ ان تمام بولیوں کو یہودی سمجھتے تھے کیونکہ یروشلم میں وہ

واعطانی ما يعطى المخلصين فلما وجدت الحق بفيضانه و رَبَّيْتُ بِلَبَانِه  
 اور مجھے وہ نعمتیں دیں جو مخلصوں کو دیا کرتا ہے۔ پس جبکہ میں نے اس کے فیضان سے حق کو پالیا اور اس کے دودھ  
 رأیت شکر هذه الآلاء فى أن امنون خدمة الدين والشريعة الغراء. و أرى  
 سے میں پرورش کیا گیا تو میں نے ان نعمتوں کا شکر اس بات میں دیکھا کہ دین کی خدمت میں اور شریعت کی تائید میں اپنے پر مشقت  
 الناس نور الدين الممتين. و ارى ملكوته بعساكر البراهين  
 گوارا کروں۔ اور دین متین کا نور لوگوں کو دکھلاؤں۔ اور اس کی بادشاہت براہین کے لشکروں کے ساتھ ظاہر کروں۔

بقیہ حاشیہ : سب بولیاں بولی جاتی تھیں پس اس صورت میں حواریوں کی کرامات کیا ہوئی بلکہ ایسی باتوں  
 کا اس زمانہ میں پیش کرنا قابل شرم ہے کیا ممکن نہیں کہ وہ بولیاں جو اسی شہر میں حواریوں کی قوم اور برادری  
 میں بکثرت مستعمل تھیں حواریوں کو کبھی یاد ہوں جبکہ ایک ہی قوم ایک ہی شہر ایک ہی برادری تھی اور تمدن کا  
 سلسلہ چاہتا تھا کہ بوجہ رشتہ اور تعلق اور دن رات کی ملاقاتوں اور معاملات کے بعض بعض کی بولیوں سے  
 واقف ہو جائیں تو اس بات میں کون سا استبعاد ہے کہ حواری بھی اپنے عزیز بھائیوں کی بولیوں سے واقف  
 ہوں پس ایسی کرامت اُس کرامت سے کچھ زیادہ معلوم نہیں ہوتی کہ جولاہور کے سادھو بھی دکھلا دیا کرتے  
 ہیں ہاں اگر میکس مولر یہ لکھتے کہ علم اللسان کا آغاز مسیح کے جانی دشمنوں سے ہوا ہے اور انہوں نے اول اول  
 یہ بنا ڈالی تو یہ بات بظاہر سچی معلوم ہو سکتی تھی کیونکہ اعمال کے اسی باب میں اس بات کا اقرار ہے کہ یہود اسی  
 شہر میں جہاں حواری رہتے تھے مدت دراز سے یہی بولیاں بولتے تھے سو مقدم یہود کو ثابت ہوا اور حواریوں کو اس  
 قدر عزت دینا غنیمت ہے کہ یہ گمان کریں کہ شعبدہ بازوں کی طرح یہ نکارے نہیں تھے بلکہ یہ بولیاں اپنی برادری  
 سے انہوں نے سیکھی لی تھیں کیونکہ انہیں میں انہوں نے پرورش پائی تھی اور اصل بات یہ ہے کہ بولیوں کی تحقیق  
 کی طرف توجہ دلانے والا بجز قرآن کریم کے اور کوئی دنیا میں ظاہر نہیں ہوا۔ اسی پاک کلام نے یہ فرمایا  
 وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالاختلاف اَلْسِنَتِكُمْ وَالاَلْوَانِكُمْ اِنَّ فِي  
 ذٰلِكَ لَايَاتٍ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝۱ (سورہ روم) یعنی خدا تعالیٰ کی ہستی اور توحید کے نشانوں میں سے زمین آسمان کا  
 پیدا کرنا اور بولیوں اور رنگوں کا اختلاف ہے۔ درحقیقت خدا شناسی کے لئے یہ بڑے نشان ہیں مگر ان کے لئے جو

و اراعی شئون صدوق امین. و ما هذا الا فضل ربی انه ارانى  
اور صدوق امین کے کاموں کی حفاظت کروں اور یہ خاص فضل الہی ہے اسی نے مجھ کو صادقوں کی راہیں  
سبل الصادقین. و علمنی فاحسن تعلیمی و فہمنی فاکمل تفہیمی  
دکھائیں۔ اور اس نے مجھ کو سکھلایا اور اچھا سکھلایا اور سمجھایا اور کامل سمجھایا اور  
وعصمنی من طرق الخاطئين. و اوحى الی ان الدین هو الاسلام و ان  
خطا کی راہوں سے مجھے بچا لیا۔ اور مجھے الہام کیا کہ دین اللہ اسلام ہی ہے اور  
الرسول هو المصطفى السيد الامام رسول اُمی امین. فکما ان ربنا أحد  
سچا رسول مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سردار امام ہے جو رسول اُمی امین ہے۔ پس جیسا کہ عبادت صرف خدا کے  
يستحق العبادة وحده فکذا لک رسولنا المطاع و احد لا نبی بعده ولا شریک  
لے مسلم ہے اور وہ وحدہ لا شریک ہے اسی طرح ہمارا رسول اس بات میں واحد ہے کہ اس کی پیروی کی جاوے اور اس بات میں واحد ہے  
معہ و انه خاتم النبیین. فاهتدیت بہداه و رأیت الحق بسناہ و رفعتنی  
کہ وہ خاتم الانبیاء ہے۔ پس میں نے اس کی ہدایت سے ہدایت پائی اور اس کی روشنی سے میں نے حق کو دیکھا اور اس کے دونوں  
یداہ و ربانی ربی کما یربى عباده المجذوبین و ہدانی و ادرانی  
ہاتھوں نے مجھے اٹھالیا اور میرے رب نے میری ایسی پرورش کی جیسا کہ وہ ان لوگوں کی پرورش کرتا ہے جن کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور اس نے مجھ کو ہدایت دی  
و ارانى ما ارانى حتى عرفت الحق بالدلائل القاطعة و وجدت الحقیقة  
اور علم بخشا اور دکھلایا جو دکھلایا یہاں تک کہ میں نے دلائل قاطعہ کے ساتھ حق کو پہچان لیا اور روشن براہین کے  
بالبراهین الساطعة و وصلت الی حق الیقین. فاخذنی الاسف علی  
ساتھ حقیقت کو پا لیا اور میں حق الیقین تک پہنچ گیا۔ تب مجھے ان دلوں پر سخت افسوس

بقیہ حاشیہ: اہل علم ہیں اب دیکھو کہ کس قدر تحقیق السنہ کی طرف توجہ دلائی ہے کہ اس کو خدا شناسی کا مدار ٹھہرا دیا  
ہے کیا کوئی ایسی آیت انجیل میں بھی موجود ہے؟ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ہرگز نہیں پس جائے شرم ہے +

قلوب فسدت و انظار زاغت و عقول فالت و آراء مالت  
 ہوا جو بگڑ گئے اور ان نظروں پر دل دکھا جو ٹیڑھی ہو گئیں اور ان عقولوں پر جو ضعیف ہو گئیں اور ان رایوں پر جو  
 و اہواء صالت و اوباء شاعت من افساد المفسدین  
 ناراستی کی طرف جھک گئیں اور ان نفسانی خواہشوں پر جنہوں نے حملہ کیا اور ان وباؤں پر جو مفسدوں کے فساد سے پھیل گئیں  
 و رأیت ان الناس اکبو علی الدنیا و زینتها فلا یصغون الی  
 اور میں نے دیکھا کہ لوگ دنیا اور اس کی زینت پر گرے ہوئے ہیں اور مذہب حق اور اس کے دلائل  
 الملة و ادلتها و لا ینظرون الی نضارها و نضرتها و یرضون کانہم  
 کی طرف توجہ نہیں کرتے اور اس کی زر خالص اور تازگی کو نہیں دیکھتے اور اس طرح کنارہ کرتے ہیں کہ گویا  
 مرتابون و لیسوا بمرتابین. و لکنہم آثروا الدنیا علی الدین. لا یقبلون  
 شک میں ہیں اور وہ دراصل شک میں نہیں بلکہ انہوں نے دنیا کو دین پر اختیار کر لیا ہے اپنی نابینائی کی  
 لِعَمِيهِمْ دقائق العرفان و لا یرون علاء البراہین. و کیف و انہم  
 وجہ سے معرفت کی باریک باتوں کو قبول نہیں کرتے اور براہین کے اونچے مقام کو دیکھ نہیں سکتے۔ اور کیونکر دیکھیں  
 یؤثرون سبل الشیطان و یصرون علی التکذیب و العدوان.  
 انہوں نے تو شیطان کی راہیں اختیار کر رکھی ہیں اور ظلم اور تکذیب پر اصرار کر رہے ہیں  
 و لا یسلکون محجة الصادقین فطفقت ادعو اللہ لیؤتینی حجة تفحم  
 اور صادقوں کی راہوں پر چلنا نہیں چاہتے۔ سو میں نے جناب الہی میں اس غرض سے دعا کرنا شروع کیا تاکہ وہ مجھے ایسی حجت  
 کفرة هذا الزمان و تناسب طبائع الحدثان لأبکت سفہائہم  
 عنایت کرے جو اس زمانہ کے کافروں کو لا جواب کر دیوے اور جو اس زمانہ کے نوجوانوں کی طبائع کے مناسب حال ہوتا کہ میں ان کے  
 و عقلاء ہم باحسن البیان و تتم الحجة علی المجرمین. فاستجاب ﴿۲۲﴾  
 کم عقولوں اور عقلمندوں کو ایک عمدہ بیان کے ساتھ ملزم کروں اور تاکہ مجرموں پر حجت پوری ہو۔ پس میرے رب نے میری دعا کو  
 ربی دعوتی و حقق لی منیتی و فتح علی بابہا کما کانت مسئلتی  
 قبول کیا اور میری آرزو کو میرے لئے موجود کر دیا اور میرے پر میری آرزو کا دروازہ ایسے طور پر کھول دیا جو

و مراد مہجتی و اعطانی الدلائل الجديدة البينة و الحجج القاطعة  
میرا مدعا تھا اور مجھے نئے اور کھلے کھلے دلائل عطا فرمائے اور یقینی اور قاطعہ دلیلیں عنایت کیں  
اليقينية فالحمد لله المولى المعين.

سواں اللہ کو سب تعریف جو مددگار آتا ہے۔

و تفصيل ذلك انه صرف قلبى الى تحقيق الالسنه  
اور اس مجمل کی تفصیل یہ ہے کہ اس نے زبانوں کی تحقیق کی طرف میرے دل کو پھیر دیا اور  
واعان نظرى فى تنقيد اللغات المتفرقة و علمنى ان العربية أمها  
میری نظر کو متفرق زبانوں کے پرکھنے کے لئے مدد کی۔ اور مجھ کو سکھایا کہ عربی تمام زبانوں کی ماں اور  
و جامع كيفها و كمها و انها لسان اصلى لنوع الانسان و لغت الهامية من  
ان کی کیفیت کیمت کی جامع ہے اور وہ نوع انسان کے لئے ایک اصلی زبان اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے  
حضرة الرحمان و تنمة لخلق البشر من احسن الخالقين.

ایک الہامی لغت ہے اور انسانی پیدائش کا تتمہ ہے جو احسن الخالقین نے ظاہر کیا ہے۔

ثم علمت من كلام الله ذى القدرة ان العربية مخزن

پھر مجھے خدائے قادر کی کلام سے معلوم ہوا کہ عربی دلائل نبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

**دلائل النبوة و مجمع شواهد عظمة هذه الشريعة فخرت**

کا ایک ذخیرہ ہے اور اس شریعت کے لئے بڑی بڑی شہادتوں کا مجموعہ ہے سو میں اس

ساجداً لخیر المنعمین. و قادننى داعى الشوق الى التوغل فى العربية

خیر المنعمین کے آگے سجدہ میں گر پڑا۔ اور شوق کے جاذب نے مجھے اس طرف کھینچا کہ میں عربی میں توغل

و التبحر فى هذه اللهجة فوردت لجتها بحسب الطاقة البشرية

کروں اور اس زبان میں تبحر حاصل کروں پس میں طاقت بشری کے اندازہ پر اس کے بڑے پانی میں داخل ہوا

و دخلت مدينتها بالنصرة الالهية و شرعت الاختراق فى سبلها

اور خدا تعالیٰ کی مدد سے اس کے شہر میں داخل ہوا اور میں نے اس کی راہوں اور سڑکوں میں چلنا شروع کیا

و مسالکھا و الانصلاط فی طرقھا و سککھا۔ لا استعرف ربیة خدرھا  
اور اس کی گذر گاہوں اور کوچوں میں چلنے لگا تا میں اس کے خانہ پروردہ پردہ نشین کو پہچان لوں  
و اذوق عصیة قدرھا و اجتنی ثمار اشجارھا و اخرج درر  
اور اس کی ہنڈیا کے طعام کو کچھ لوں اور اس کے درختوں کا پھل چُن لوں اور اس کے دریاؤں میں سے  
بحارھا فصرت بفضل اللہ من الفائزین۔ و لم یفتنی بہا  
موتی نکال لوں پس میں خدا تعالیٰ کے فضل سے کامیابوں میں سے ہو گیا اور کسی چڑھائی میں میں ناکام نہ  
مطلع و لا خلا منی مرتع و رأیت نصرتها و رعیت حضرتها  
رہا اور کسی چراگاہ سے میں خالی ہاتھ نہ پھرا۔ میں نے اس کی تازگی کو دیکھا اور میں نے اس کے سبزہ کو چرا اور  
واعطیت من ربی حظاً کثیراً و دخلاً کبیراً فی عربی مبین۔ حتی اذا  
مجھے میرے رب کی طرف سے زبان عربی میں بہت سا حصہ اور ایک بھاری دُخْل دیا گیا۔ یہاں تک کہ  
حصلت لی دُررھا و درھا و کشف علی معدنھا و مقررھا و ارانی  
جب مجھے اس کے موتی اور اس کا دودھ مل گیا اور میرے پر اس کے معدن اور مقام کھولے گئے اور میرے خدا  
ربی انھا وحی کریم و اصل عظیم لمعرفت الدین۔ و ان شہبھا  
نے مجھے دکھا دیا کہ وہ ایک ذوالکرم وحی اور دین کے پہچاننے کے لئے اصل عظیم ہے اور اس کی آگ کی روشنی  
ترجم الشیاطین۔ و مع ذلک رأیت لغاتٍ أُخری کنخضراء الدمن  
شیطانوں کو سنگسار کرتی ہے اور باوصف اس کے میں نے دوسری زبانوں کو دیکھا کہ گندگی کے سبزہ کی طرح ہیں  
و وجدت دارھا خربة و اهلها فی المحن و وجدتھا شادة الرحال  
اور میں نے ان کے گھروں کو ویران پایا اور ان کے اہل کو مصیبتوں میں دیکھا اور یہ دیکھا کہ وہ زبائیں مسافروں کی طرح  
للطنن کالمتغربین۔ فألقى فی روعی ان أولف کتابا فی هذا الباب  
کوچ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ پس میرے دل میں ڈالا گیا کہ اس باب میں ایک کتاب تیار کروں  
واضع الحق امام اعین الطلاب و احسن الی الخلق کما احسن الی  
اور سچائی کے طالبوں کے سامنے حق کو رکھ دوں اور خلق اللہ پر احسان کروں جیسا کہ خدا تعالیٰ نے میرے پر احسان کیا

رب الارباب لعل اللہ يهدى به نفساً الى امور الصواب و ما ابتغى  
 تاہو کہ کوئی اس سے صواب کی راہ اختیار کرے اور میں اس خدمت سے خدا تعالیٰ کی رضا  
 بہ الا رضا الرب الوهاب و هو مقصودی لا مدح العالمين.  
 کے بغیر اور کچھ نہیں چاہتا اور وہی میرا مقصود ہے نہ لوگوں کی تعریف اور  
 و انى ما خرجت شيئاً من عييتى فبائى حق اطلب محمدي. و واللہ  
 میں نے اپنی لیاقت سے کچھ نہیں نکالا پس مجھے یہ حق حاصل نہیں کہ میں اپنی تعریف کا مطالبہ کروں اور بخدا  
 ما خرجت من فمى كلمة و ما انكشفت على حقيقة الا بتفهيمه  
 میرے منہ سے کوئی کلمہ نہیں نکلا اور نہ کوئی حقیقت مجھ پر کھلی مگر اس طرح پر کہ خدا ہی نے  
 و ما علمت شيئاً الا بتعليمه واللہ يعلم و هو خير الشاهدين. فلا  
 مجھے سمجھایا اور خدا نے ہی مجھے سکھلایا اور اس واقعہ کا خدا کو علم ہے اور وہ سب گواہوں سے بہتر گواہ ہے۔ پس اے  
 تشن على بصالح فى هذه الخطة و اشكروا اللہ فان كلها من حضرة  
 پڑھنے والے اس بارے میں میری کچھ تعریف نہ کرنا اور خدا کا شکر کرو کیونکہ یہ سب اسی کی طرف سے حاصل ہوا  
 العزة هو الذى احسن الى و هو خير المحسنين.

اس نے میرے پر احسان کیا اور وہ ان سب سے بہتر ہے جو نیکو کار ہیں اور وہ ارحم الراحمين ہے۔

و انى رتبْتُ هذا الكتاب على مقدمة و ابواب و خاتمة  
 اور میں نے اس کتاب کو ایک مقدمہ اور کئی باب اور ایک خاتمہ پر حق کے طالبوں کے  
 لطلاب و لا قوة الا بكريم ذى قوة و لا قدرة الا بقدير ذى عظمة  
 لئے منقسم کیا ہے اور بجز فضل کریم ذی قوت کے کچھ بھی قوت نہیں اور بجز قدرت اس قادر ذی عظمت کے کچھ بھی  
 نرجوا فضله و نطلب رحمة و هو ارحم الراحمين و انا شرعنا باسمه  
 تو انائی نہیں ہم اس کے فضل کو ڈھونڈتے ہیں اور اس کے رحم کو طلب کرتے ہیں اور وہ ارحم الراحمين ہے اور ہم نے اس کے نام سے شروع کیا ہے  
 و نختتم انشاء اللہ بفضله و هو خير المتفضلين. و هو المولى المعين  
 اور انشاء اللہ اس کے فضل سے ختم کریں گے اور وہ سب فضل کرنے والوں سے بہتر ہے اور وہ آقا مدد کرنے والا ہے



فایاہ نعبد و ایاہ نستعین و نرید ان نری محامده علی راحلة قصیة ☆  
پس ہم اسی کی پرستش کرتے اور اسی کی مدد چاہتے ہیں اور ہم ارادہ کرتے ہیں کہ اس کے حامد کو ایک قصیدہ کی سواری پر دکھلا دیں  
و نزیٰنہا بزہر اشعار جدیدة مع نعت رسول ہادی کل نفس سعیدة  
اور ان محامد کو تازہ شعروں کے پھولوں سے روشن کریں

لعل اللہ یقبل هذه الهدیة و یجعل فی کتابی البرکة واللہ یعطی  
اس امید سے کہ خدا تعالیٰ اس ہدیہ کو قبول فرماوے اور اس کتاب میں برکت رکھ دیوے اور جو  
من یطلب فبشرای للطالبین. (ڈھونڈتا ہے خدا سے دیتا ہے سو ڈھونڈنے والوں کو خوشخبری ہو)

### القصیة فی حمد حاضرة العزة و نعت خیر البریة

قصیدہ جناب باری کے حمد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں

یا من احاط الخلق بالالاء	نشئی علیک و لیس حولُ ثناء
انظر الی برحمة و عطفة	یا ملجئی یا کاشف الغماء
انت الملاذ و انت کھف نفوسنا	فی هذه الدنيا و بعد فناء
انارئینا فی الظلام مصیبة	فارحم و انزلنا بدار ضیاء
تعفوا عن الذنب العظیم بتوبة	تنجی رقاب الناس من اعباء
انت المراد و انت مطلب مہجتی	و علیک کل توکلی و رجائی
اعطیتنی کاس المحبت ریقہا	فشربت روحاء علی روحاء
انی اموت و لا یموت محبتی	یُدْرِی بذکرک فی التراب ندائی
ما شاهدت عینی کمثلک محسناً	یا واسع المعروف ذا النعماء
انت الذی قد کان مقصد مہجتی	فی کلّ رشح القلم و الاملاء
لما رأیت کمال لطفک و الندا	ذهب البلاء فما احس بلائی
انی ترکت النفس مع جذباتہا	لما اتانی طالب الطلباء
متنا بموت لا یراہ عدونا	بعدت جنازتنا من الاحیاء
لو لم یکن رحم المہیمن کافلی	کادت تعفینی سیول بکائی
نتلوا ضیاء الحق عند وضوحہ	لسنا بمبتاع الدجی ببراء

☆ یہ قصیدہ بروز دو شنبہ ۱۵ جولائی ۱۸۹۵ء قریباً آٹھ بجے دن کے بعد شروع کیا گیا اور اسی دن بوقت عصر پانچ بجے سے پہلے سو شعر تیار ہو گیا۔ فذاک فضل اللہ و تائبہ الخارق للعادة۔ منہ

فانحطُ عند منورى و جنائى  
اسلمتُها كالميت فى البيداء  
فرايتُ بعد الموت عين بقائى  
فوجدتها فى فرقة و صلاء  
كانت زجاجتنا بغير صفاء  
فى النشأة الاخرى و فى الابداء  
لولا العناية كنت كالسفهاء  
فحضرت حمالا كئوس شفاء  
حبّ فدته النفس كل فداء  
وليه علاء فوق كل علاء  
واسبق ببذل النفس والاعداء  
وله التقدس والعلى بغناء  
حتى رميتُ النفس بالالغاء  
وارى التعشق لاح فى سيمائى  
غممرت ايدى الله وجه رجائى  
ففدا جنانى صولت الهوجاء  
والله كافٍ لى ونعم الراعى  
واثرثُ نقع الموت فى الاعداء  
رب السماء وخالق الغبراء  
وبكل ما اخبرت من انباء  
يا كهفى اعصمنى من الشغباء  
ممن يدس الدين تحت عفاء  
وتهالكوا فى بخلهم ورياء  
نجس المقاصد مظلم الأراء  
فى نائبات الدهر والهيحاء  
يؤذوننى بتحوب و مُواء  
ذوالفضل يحسده ذووالاهواء

نفسى نأت عن كل ما هو مظلم  
لما رأيت النفس سدّ محجتي  
انى شربت كئوس موت للهدى  
فقدت مراداتى بزمن لذادة  
لولا من الرحمن مصباح الهدى  
انى ارى فضل الكريم احاطنى  
الله اعطانى حدايق علمه  
وقد اقتضت زفرات مرضى مقدمى  
الله خلاقى و مهجة مهجتي  
وله التفرد فى المحامد كلها  
فانهض له ان كنت تعرف قدره  
ملكوته تبقى بقوة ذاته  
غلبت على قلبى محبت وجهه  
وارى الوداد انار باطن باطنى  
ما بقى فى قلبى سواه تصور  
هوجاء الفته اثار حُرّتى  
ابرى الهموم بمشرفية فضله  
ماشم انفى مرغماً فى مشهد  
يا رب امننا بانك واحد  
امنث بالكتب التى انزلتها  
يا ملجائى ادرك فانك موئلى  
يا رب ايدنى بفضلك وانتقم  
لا يعلمون نكات دين المصطفى  
يؤذوننى قوم اضاعوا دينهم  
خشوا و لا يخشى الرجال شجاعة  
زعم الاناس يحملقون كتعلب  
حسدوا فسبوا حاسدين ولم يزل

صالوا بابداء النواجذ كالعدا  
 ان اللئام يكفرون و ذمهم  
 نضوا السياب\* ثياب تقوى كلهم  
 ما ان ارى غير العمائم واللحي  
 و ارى تغيطهم يفور كلجة  
 كلم اليلام أسنة مذروبة  
 من مخبر عن ذلتى و مصيبتى  
 يا طيب الاخلاق والاسماء  
 ان المحبة لا تُضاع و تُشترى  
 انت الذى جمع المحاسن كلها  
 انت الذى ترك الهدون لربه  
 يا كنز نعم الله والالاء  
 يا بدر نور الله والعرفان  
 يا شمسنا يا مبدء الانوار  
 انى ارى فى وجهك المتهلل  
 ما جئتنا فى غير وقت ضرورة  
 انى رأيت الوجه وجه محمد  
 شمس الهدى طلعت لنا من مكة  
 ضاهت اياة الشمس بعض ضيائه  
 اعلى المهيمن هممنا فى دينه  
 نسعى كفتيان بدين محمد  
 نلنا ثرياء السماء و سمكه  
 انا جعلنا كالسيوف فندمغ  
 و اها لاصحاب النبى و جنده  
 غمسو ببركات النبى و فيضه  
 قاموا باقدام الرسول بغزوه  
 قدم الرجال لصدقهم فى حبه

لمقالة ابن بطالة و وشاء  
 ما زادنى الا مقام سناء  
 ما بقى الا لبسة الاغواء  
 او انفا زاغت بفطر مرء  
 موج كموج البحر فى الغلواء  
 اعرى بواطنهم لباس عواء  
 مولاي ختم الرسل اهل رباء  
 جئناك مظلومين من جهلاء  
 انا نحىك يا ذكاء سخاء  
 انت الذى قد جاء للاحياء  
 و تخير المولى على الحوباء  
 يسعى اليك الخلق للاركاء بناه رفقتن  
 تهوى اليك قلوب اهل صفاء  
 نورت وجه المُدن والبيداء  
 شأنًا يفوق شيون وجه ذكاء  
 قد جئت مثل المزن فى الرمضاء  
 وجه كبدرا الليلة البلماء  
 عين النداء نبعت لنا بحراء  
 فاذا رأيت فهاج منه بكاء  
 نبى منازلنا على الجوزاء  
 لسنا كرجل فاقد الاعضاء  
 لنرد ايماننا الى الصياد  
 رأس اللئام و هامة الاعداء  
 حقدوا اليه بشاة و رخاء  
 فى النور بعد تمزق الاهواء  
 حضروا جناب امامنا لفداء  
 تحت السيوف اريق كالاطلاء

بلغ القلوب الى الحناجر كربة  
 دخلوا حديقة ملة غراء  
 و فنوا بحب المصطفى فبحبه  
 قبلوا لدين الله كل مصيبة  
 قد اثاروا وجه النبي و نوره  
 في وقت ظلمات المفاسد نوروا  
 نهب اللئام نشوبهم فمليكمهم  
 واهل لهم فتلوا لعزة ربهم  
 شهدوا المعارك كلها حتى قضا  
 ما فارقوا سبل الهدى و تخيروا  
 هذا رسول قد اتينا بابه  
 ياليت شق جناني المتموج  
 انا قصدنا ظله بهواجر  
 يا من يكذب ديننا و نبينا  
 و الله لست بياسل يوم الوغى  
 انا شاهد حسنه و جماله  
 بدر من الله الكريم بفضله  
 لا يبصر الكفار نور جماله  
 انا براء في مناهج دينه  
 نختار آثار النبي و امره  
 يا مكفري ان العواقب للتقى  
 انى اراك تميمس بالخيلاء  
 تب ايها الغالى و تأتى ساعة  
 افتضربن على الصفات زجاجة  
 غررتك اقوال بغير بصيرة  
 ان السموم لشمر ما فى العالم  
 جاوزت بالتكفير عرصات التقى

فتخيروا لله كل عناء  
 عذب الموارد مشمر الشجراء  
 قطعوا من الأباء و الابناء  
 حتى رضوا بمصائب الاجلاء  
 و تباعدوا من صحبة الرفقاء  
 وجدوا السنن فى الليلة الليلاء  
 اعطى جواهر حكمة و ضياء  
 ماتوا له بصدقات و صفاء  
 لرضا المهيمن نحبهم بوفاء  
 جور العدا و بوائق الهيجاء  
 بمحبة و اطاعة و رضاء  
 لأرى الخلاق يحرها كالماء  
 كالطير اذ يأوى الى الدفواء  
 و تسب وجه المصطفى بجفاء  
 ان لم اشن عليك يا ابن بغاء  
 و ملاحه فى مقلة كحلاء  
 و البدر لا يغسوا بلغى ضراء  
 و الموت خير من حيات غشاء  
 من كل زنديق عدو دهاء  
 نقفوا كتاب الله لا الاراء  
 فانظر مال الامر كالعقلاء  
 أنسيت يوم الظعن و الاسراء  
 تمسى تعض يمينك الشلاء  
 هون عليك و لا تمت باباء  
 سترت عليك حقيقة الانباء  
 و من السموم غوايل الآراء  
 اشققت قلبى او رأيت خفائى

تأ تیک ایاتی فتعرف وجهها فاصبر و لا تترك طريق حياء  
ان المقرب لا يضاع بفتنة والاجر يكتب عند كل بلاء  
يا ربنا افتح بيننا بكرامة يا من يرى قلبى و لبّ لحائى  
يا من ارى ابوابه مفتوحة  
للسائلين فلا ترد دعائى

## المقدمة

### فی ذکر

#### اسباب تالیف الكتاب و بیان ما عُلِّمنا من الله الوهاب

اعلم حفظك الله القيوم. و ايدك في خير تروم. ان هذا الزمان هو  
اے پڑھنے والے اس کتاب کے خدائے قیوم تجھے غلطیوں سے نگاہ رکھے اور ہر ایک نیک مقصد میں تیرا مددگار ہو جان کہ یہ زمانہ نہایت  
الزمان الظلوم كانه اليوم المسموم. او البلاد الجروم. ضاعت فيه  
ستم گار زمانہ ہے گویا وہ ایک نہایت گرم دن ہے یا ایسا ملک ہے جس میں سخت گرمی پڑتی ہے۔ اس زمانہ میں علم اور معارف  
المعارف والعلوم. وشاعت البدعات والرسوم. وخلصت للدينا  
ضائع ہو گئے اور رسوم اور بدعات پھیل گئے۔ اور سارے غم اور ساری ہمتیں دنیا کے لئے  
الهمم والهموم. وحمئت بئار الطبايع ونزح الجموم. وحسبوا  
خالص ہو گئیں اور طبیعتوں کے کونلوں میں سیاہ مٹی پڑ گئی اور بہت پانی والا کنواں خشک ہو گیا۔ اور اس زمانہ کے لوگوں  
الزقوم كانه الزقوم. وقل المؤمنون وكثر اللئام  
نے درخت زقوم کو ایسا سمجھ لیا کہ گویا وہ کھجوریں اور مکھن ہے۔ اور مؤمن کم ہو گئے اور لئیم جھگڑنے والے زیادہ ہو گئے

☆ سہو کتابت معلوم ہوتا ہے ”ہو جائے“ ہونا چاہیے۔ (ناشر)

الْخَصُومَ . وَجَعَلُوا الْمَسِيحَ الِّهَا وَقَدْ رَأَوْا أَنَّهُ الْمَسْكِينُ الْجَاهِلُونَ

اور مسیح کو خدا بنا دیا حالانکہ جانتے تھے کہ وہ مسکین اور عاجز ہے اور اسی طرح ایسے ہی منحوس دن متواتر

وَكَذَلِكَ جَاءَتِ الْآيَاتُ الْخَسُومَ فَشَكُّوا إِلَى اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ .

آگے سو ہم یہ گلہ جناب الہی میں کرتے ہیں جو رب العالمین ہے اور اس خدا کی قسم ہے جس نے

وَالَّذِي نَوَّرَ الشَّهَبَ وَازْجَى لَلْمَطَرِ السُّحْبَ وَخَلَقَ السَّمَوَاتِ

ستاروں کو روشن کیا اور بارش کے لئے بادلوں کو چلایا اور آسمانوں کو طبقہ بعد طبقہ بنایا اور ان کو روشنی

طَبَاقًا وَطَبَقَهَا إِشْرَاقًا . إِنَّ الظُّلْمَتِ كَثُرَتْ فِي هَذَا الزَّمَانِ . وَحَلَّتْ

سے بھر دیا کہ یہ بات درحقیقت سچ ہے کہ اس زمانہ میں تاریکی بہت زیادہ ہو گئی ہے۔ اور مردوں اور

فِي جَذْرِ قُلُوبِ الرِّجَالِ وَالنِّسْوَانِ . وَمَالَتِ الطَّبَائِعُ إِلَى الضَّمِيمِ

عورتوں کے دلوں کے اندر بیٹھ گئی ہے اور طبیعتیں ظلم اور جھوٹ کی طرف میل کر گئیں اور بدکاری اور

وَالزُّورِ وَاخْتَارَتِ سُبُلَ الْفِسْقِ وَالْفُجُورِ . وَتَرَكَ النَّاسُ طَرِيقَ

دروغ اور بے اعتدالی کے طریقوں کو اختیار کر لیا ہے اور لوگوں نے دیانت اور امانت کے طریق کو

الدِّيَانَةِ وَالْإِمَانَةِ . وَرَضُوا بِأَنْوَاعِ الْفِرْيَةِ وَالْخِيَانَةِ وَقَلَّبُوا أُمُورَ

چھوڑ دیا ہے اور جھوٹ اور خیانت پر راضی ہو گئے ہیں۔ اور دین کے احکام کو بدل ڈالا ہے۔ حق اور

الدِّينِ . يَتَّخِذُونَ الْجَدَّ عِبَثًا . وَيَحْسِبُونَ التَّبْرَ حَبَثًا . وَلَا يَمَشُونَ إِلَّا

حکمت کی باتوں کو عبث سمجھتے ہیں اور سونے کو ایک میل قرار دے رہے ہیں اور جب چلتے ہیں تو ٹیڑھے

زَائِعِينَ . سُلِبَ مِنْهُمْ الْفَهْمُ الَّذِي يَصْقِلُ الْخَوَاطِرَ وَيُدْرِي الْجَهَامَ

چلتے ہیں ان کا وہ فہم ہی جاتا رہا جو دلوں کو صاف کرتا اور برسنے والے اور نہ برسنے والے بادل کے

وَالْمَاطِرَ فَبِرَزُوا كَالْأَنْعَامِ رَاتِعِينَ . لَا يَعْرِفُونَ الزَّمَانَ . وَالْوَقْتَ الَّذِي

نشان معلوم کر لیتا ہے۔ سو وہ چارپایوں کی طرح صرف چرنے والے ہی ثابت ہوئے زمانہ کو نہیں

قَدْ حَانَ . وَلَا يَسْلُكُونَ مَسْلَكَ الْحَقِّ وَالْحَقِيقَةِ . وَلَا يَسْتَقْرُونَ

پہچانتے اور نہ اس وقت کو کہ آ گیا۔ وہ حق اور حقیقت کی راہوں پر نہیں چلتے اور اس راہ کی کنجی کو نہیں

﴿۳۱﴾

مفتاح الطريقة و لا يتدبرون القرآن منصفين. و لا يستوكفون صيب

ڈھونڈتے اور قرآن میں منصفوں کی طرح نہیں سوچتے۔ اور الہی فیضان کے مینہ کا برسنا نہیں چاہتے اور

الفيضان و يتيهون في مومة الخسران كالعيمين. يؤذون بحدة

زیاں کاری کے ایسے جنگلوں میں پھرتے ہیں جن میں نہ دانہ نہ پانی ہے۔ تیزکلموں کے ساتھ دکھ دیتے ہیں

الكلمات و لا كحد الطباة. و لا يبألون مكانة الصادقين. و اذا قيل

اور وہ کلمے ایسے تیز نہیں جیسا کہ تلواریں بلکہ ان سے بڑھ کر ہیں اور یہ لوگ سچوں کی شان کی کچھ پرواہ

لهم لا تفسدوا. واتقوا الله واهتدوا. قالوا انما نحن اول

نہیں رکھتے اور جب کہا جائے کہ فساد مت کرو اور خدا سے ڈرو اور ہدایت پذیر ہو جاؤ تو ان کا جواب یہ

المصلحين. فيما كانوا يكذبون. و لا يتركون الفساد

ہے۔ کہ ہم تو اول درجہ کے مصلح ہیں۔ پس اس لئے کہ وہ جھوٹ بولتے ہیں اور فساد کو نہیں چھوڑتے اور

و يزورون. ختم الله على قلوبهم و سقاهم سمّ ذنوبهم فما وُفقوا

جھوٹ کی بندشوں میں مشغول ہیں خدا نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی اور انہیں کے گناہوں کی زہرا نہیں پلا

وصاروا من الهالكين. و قد نصحوا فاكدي النصيحة. و وُعطوا فما

دی پس وہ توفیق یاب نہ ہوئے اور ہلاک ہو گئے اور ان کو نصیحت کی گئی۔ پس نصیحت نے کچھ فائدہ نہ بخشا

نفع الموعظة و ما اروا الاعنادا و ما زادوا الا فسادا و تراهم يعثون

اور ان کو وعظ کیا گیا مگر وعظ نے کچھ نفع نہ دیا اور انہوں نے بجز عناد کے کچھ نہ دکھلایا اور بجز فساد کے کچھ

في الارض مفسدين. نسلوا من كل حدب و صاروا سبب كل ندب.

زیادہ نہ کیا اور تو دیکھتا ہے کہ وہ زمین پر فساد کرتے پھرتے ہیں۔ ہریک بلندی سے وہ دوڑے اور ہریک

و ساروا على نحب صايدين. و اشاعوا الفسق و الفجور و الكذب

ماتم کا وہ سبب ہوئے اور شکار مارنے کے لئے جلدی جلدی انہوں نے قدم اٹھائے اور انہوں نے بدکاری

و الزور. بما كانوا فاسقين. فلذلك ترى ان الامانت قلت

اور بے حیائی اور جھوٹ کو پھیلایا کیونکہ وہ خود بدکار تھے۔ اور اسی لئے تو دیکھتا ہے کہ امانت کم ہو گئی

وَالْخِيَانَتِ كَثْرَتِ . وَالْوَقَاحَتِ اَفْضَعَتِ . وَالضَّلَالَتِ ضُنَاتِ . وَكَلْبَةِ

اور خیانت بہت ہوگئی اور بے حیائی حد سے زیادہ پھیل گئی اور گمراہی کے بہت سے بچے ہو گئے اور بدکاری کی کتیا

الْفِسْقِ اَجْعَلَتِ . وَنَعْيِ الشَّرِّ نَسَاتِ . وَحَامِلِ الْمَوَاعِظِ اَيْتَتِ .

اٹھائیں آئی۔ اور شرارت کی زانیہ کے معمولی دن ٹل گئے اور نصیحتوں کی حاملہ لٹا جتی اور بے ہودہ گوئی کے اونٹ

وَهَجَانِ الْهَجْرِ سُمِنَتْ . وَعَسْبِرَةِ الْحَقِّ عُبْطَتْ . فَمَا بَكَتْ عَلَيْهَا عَيْنٌ

موٹے کئے گئے۔ اور تیز رو اور نجیب اوٹنی سچائی کی، باوجود جوانی اور تازگی اور صحت کے ذبح کی گئی پس اس پر کوئی

وَ مَا ذَرَفَتْ بِلِ دَابَةِ الْبَاطِلِ سُرْحَتْ . فَرَعَتِ حَمِي الْحَقِّ حَتَّى

بھی نہ رویا اور نہ آنسو بہائے بلکہ باطل کا ٹٹو چراگاہ میں چھوڑا گیا سو وہ سچائی کے مرغزار کو چر گیا یہاں تک کہ اس

تَضَلَّعَتْ . فَمَا مَنَعَهَا اِحْدَ بِلِ اَيْدِي الْمَسْلَمِيْنَ وَثَمَّتْ . وَ سَيُوفِ الْعِدَا

کی کوکین بھر گئیں سو اس کو کسی نے منع نہ کیا بلکہ مسلمانوں کے ہاتھ توڑے گئے اور دشمنوں کی تلواریں میان سے باہر

اِنطَلَقَتْ . فَاخَذَ الْاِحْرَارُ وَ لِحَوْمِهِمْ سَفَدَتْ ثُمَّ نَدَاتُ ثُمَّ خُضِمَتْ

نکل آئیں سو شریف آدمی پکڑے گئے اور ان کے گوشت سینوں پر چڑھائے گئے پھر بریاں کرنے کے لئے آگ

وَقُضِمَتْ وَ الْقِيَامَةُ قَامَتْ وَ هُوَ جَاءَ الْفِتْنِ اشْتَدَّتْ . وَ سَيْلِ الشَّرِّ

پر رکھے گئے پھر دانتوں سے چبائے گئے اور پیس کرکھائے گئے اور قیامت قائم ہوگئی اور شرارتوں کا سیلاب غالب

غَلَبَتْ . وَ اِنْكَسَرَ السُّكْرُ وَ الْمَصِيْبَةُ جَلَّتْ . وَ نَزَلَتْ النِّوَازِلُ وَ جَبَّتْ . وَ اَرْضِ

ہو اور بند ٹوٹ گیا اور مصیبت بھاری ہوگئی اور حوادث اترے اور یک مرتبہ انہوں نے آپکڑا اور تقویٰ کی زمین پر

التَّقْوَى بَرَدَتْ . وَ سَمَاءِ الصَّلَاحِ تَغِيْمَتْ وَ الْمَعْصِيَةِ اَمْتَدَتْ وَ لِيْلَتِهَا جَثَمَتْ

اولے پڑے اور نیکی کا آسمان بادل کے نیچے چھپ گیا اور بدکاری بہت لمبی ہوگئی اور اس کی رات آدھی چلی گئی۔ اور

وَ الذَّنُوبِ اِغَارَتْ وَ صَالَتْ حَتَّى جَنِبَتْ الصَّلَاحِ وَ اَسْعَطَتْ وَ النِّفُوسِ نَدَتْ

گناہوں نے دھارا مارا اور حملہ کیا یہاں تک کہ نیکی کی پہلی توڑ ڈالی اور اس کے سینہ پر نیزہ مارا اور لوگ آوارہ اور

وَ عَيْنِ الْاِنْصَافِ رُمِدَتْ . وَ قُرُوحِ الْخَبْثِ تَذِيَّاتٌ . وَ كَلِّ سَلِيْطَةِ

بے قید اور سر خود ہو گئے اور انصاف کی آنکھیں رمد کی بیماری میں مبتلا ہوئیں اور پلیدی کے زخم بہت خراب ہو گئے



﴿ ۳۳ ﴾

هَرَأَتْ. والفتنة تفاقمت. وسهامها من كل جهة مطرت والخبائة

اور ہریک زبان دراز نے بزبانی کی اور فتنہ بہت بڑھ گیا اور ہریک طرف سے اس کے تیر بر سے اور پلیدی نے نکاح کر لیا پس اسے

تزوَّجت. فحملت وکملها اجزاء ت. فجایأتها المتربة وتواردت والبلاد

حمل ٹھہر گیا اور اس نے اپنی شکل جیسی لڑکیاں جنیں پس وہ فقر و فاقہ ساتھ لائیں اور ملک ویران ہو گیا اور مصیبتوں کے بیڑے بر سے پس

خربت. ورهام المصائب تصوّبت فما نجت نفس ایمنت او اشأمت او

ان مصیبتوں سے کوئی شخص نجات نہ پاسکا خواہ وہ یمن کی طرف گیا یا شام کی طرف یا مکہ اور مدینہ اور ان کے گرد کے دیہات کو دیکھ کر

عرضت. و ما عصمت من الفقر و ان طهفلت و ما ترکها العدا و ان بابأت

واپس آیا اور کوئی فاقہ سے نہ بچا اگر چہ وہ چینی یا کمی کاغٹہ کھاتا رہا اور اسی اناج پر ہمیشہ کے لئے قناعت کی اور عہد کے طور پر اسی کا کھانا

و کم من نفس ارتدت بعد ما هلهلت. و کفرت بعد ما آمنت

معمول رکھا اور دشمنوں نے اسے نہ چھوڑا اگرچہ اس نے کہا کہ میرا باپ تم پر قربان ہو اور بہت سے مرتد ہو گئے اور بعد اس کے کہ وہ

و حمدلت. فرأینا فی هذه الليلة اللیلاء. ما عرفنا جهد البلاء وقصصنا

کہتے تھے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ دین سے پھر گئے اور ایمان لانے اور الحمد للہ کہنے کے بعد کافر ہو گئے سو ہم نے اس اندھیری رات

قصص الاعداء مسترجعین. محوقلین. والذین یقولون انا نحن علماء

میں وہ مصیبتیں دیکھیں جنہوں نے ہمیں سمجھا دیا کہ نہایت سخت بلا اسے کہتے ہیں اور ہم نے یہ سب قصے دشمنوں کے اس حالت میں

الاسلام. و فحول ملّت خیر الانام. فنراهم الکسالی الاکلین کالانعام.

لکھے جبکہ ہم ان اللہ وانا الیہ راجعون کہتے تھے اور لاجول ولاقوة الا باللہ پڑھتے تھے اور وہ لوگ جو کہتے ہیں جو ہم علماء اسلام ہیں اور نبی کے

لا ینصرون الحق بالاقوال والاقلام. الا قلیل من عباد اللہ ذی الاکرام.

دین کے ایک نر عالم ہیں سو ہم ان کو ایک سست الوجود اور چار پائیوں کی طرح کھانے پینے والے دیکھتے ہیں وہ اپنی باتوں اور قلموں سے

و تری اکثرهم فی حقد اهل الحق کاللنام. ما یجینهم حق الا یتسعیر

کچھ بھی حق کی مدد نہیں کرتے بجز اللہ جل شانہ کے ان خاص بندوں کے جو ٹھوڑے ہیں اور اکثر کو تو ایسا پائے گا کہ اہل حق کا کینہ رکھتے

بینهم الا صطخاب ولا یدرون ما الحق والصواب لا یمتنعون

ہوں گے۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کوئی حق کی بات سن کر ان میں شور و غوغا پیدا نہ ہو وہ نہیں جانتے کہ حق اور صواب کیا چیز ہے وہ فتنہ سے

مَنْ الْفِتْنَةِ وَيَلْبَسُونَ الْحَقَّ بَغَوَائِلِ الزَّخْرَفَةِ. لِيَفْتَنُوا مِنْ أَزْرَائِهِمْ

باز نہیں آتے اور حق کے ساتھ باطل باتوں کو ملاتے ہیں تا اپنی نکتہ چینی سے جاہلوں

قَوْمًا جَاهِلِينَ. وَالَّذِي أَقَامَهُ اللَّهُ لِاصْلَاحِ النَّاسِ يُحْسِبُونَهُ

کو دھوکا میں ڈالیں اور وہ شخص جس کو خدا تعالیٰ نے لوگوں کی اصلاح کے لئے کھڑا کیا ہے اس کو

كَالْخَنَاسِ وَيَكْفُرُونَ الْمُؤْمِنِينَ. لَا تَنْقُلْ خَطَوَاتِهِمْ إِلَّا إِلَى التَّزْوِيرِ

ایک خناس سمجھتے ہیں اور مومنوں کو کافر ٹھہراتے ہیں ان کے قدم بجز دروغ گوئی کے کسی طرف حرکت نہیں

وَلَا تَمِيلُ السُّنْمُ إِلَّا إِلَى التَّكْفِيرِ. وَلَا يَعْلَمُونَ مَا خِدْمَةُ الدِّينِ

کرتے اور ان کی زبانیں بجز کافر بنانے کے کسی طرف جھکتی نہیں اور نہیں جانتے کہ دین کی خدمت کیا شے ہے

لَبَسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَكَذَلِكَ عَبَثُوا عَلَيْنَا الْكُذْبَ مَتَعَمِّدِينَ

انہوں نے حق کو باطل کے ساتھ ملایا اور دیدہ و دانستہ ہم پر افترا کیا

فَهَذَا اعْظَمُ الْمَصَائِبِ عَلَى دِينِ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ إِنَّ الْعُلَمَاءَ خَرَجُوا مِنْ

پس یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر ایک بڑی مصیبت ہے کہ اس زمانہ کے اکثر علماء دیانت اور

التَّوْبَةِ وَالْإِيمَانِ. وَفَعَلُوا أَعْمَالَ أَعْدَاءِ الْمَلَّةِ. وَاجْتَاؤُا عَلَى

امانت سے باہر نکل گئے ہیں اور دینی دشمنوں کی مانند کام کر رہے ہیں اور جھوٹ پر

الْكُذْبِ وَالْفُرْيَةِ. لِيَحْفَظُوهَا مِنْ صَوْلِ الْحَقِّ وَالْحِكْمَةِ وَلَا

گرے جاتے ہیں تا اس کو حق کے حملہ سے بچالیں

يَبَالُونَ دِيَانًا ذَا الْعِظَمَةِ. وَيَنْصُرُونَ الْكُفْرَةَ كَالْمَعَانِدِينَ. وَاحْتِكَأُوا

اور خداوند ذوالجلال کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتے اور عناد رکھنے والوں کی طرح کافروں کو مدد دے رہے ہیں

فِي أَنْفُسِهِمْ أَنْهُمْ عَلَى الصَّوَابِ وَمَا يَسْلُكُونَ إِلَّا مَسْلَكَ التَّبَابِ وَلَا

اور اپنے دلوں میں یہ بات بٹھالی ہے کہ وہی حق پر ہیں حالانکہ سراسر ہلاکت کی راہ پر چلتے

يَعْلَمُونَ إِلَّا الْإِيمَانِي. وَلَا يَبْتَغُونَ الْمَعَانِي وَمَا كَانُوا

ہیں وہ صرف اپنی نفسانی آرزوؤں کو جانتے ہیں اور معانی کو نہیں ڈھونڈتے اور نہ غور کرتے ہیں

﴿ ۳۵ ﴾

مَمَعِين. يَسْمَعُونَ الْحَقَّ فَيَأْبُونَ. كَأَنَّهُمْ إِلَى الْمَوْتِ يُدْعَوْنَ وَ يَرُونَ

سچی بات کو سن کر پھر سرکشی کرتے ہیں۔ گویا وہ موت کی طرف بلائے جاتے ہیں اور دیکھتے

ان الدنيا غدور و الدهر عثور. ثم يكبون عليها كالعاشقين و لهم

ہیں کہ دنیا سخت بے وفا ہے اور زمانہ منہ کے بل گرنے والا ہے پھر دنیا پر عاشقوں کی طرح گرتے ہیں

عمل يعملون في الدار. و عمل اخر للانظار فويل للمرائين و قد

اور بعض ان کے کام وہ ہیں جو گھر میں کرتے ہیں اور بعض وہ کام ہیں جو دکھانے کے لئے ہیں سوریا کاروں پر واویلا ہے

رأوا فساد الكفار و علموا انّ الدين صار غرض الاشرار. و ديس

انہوں نے خوب دیکھ لیا کہ کافروں کا فساد کیسا بڑھ گیا ہے اور وہ خوب جانتے ہیں کہ دین شریوں کا نشانہ بن گیا اور حق

الحق تحت ارجل الفجار ثم ينومون نوم العافلين و لا يلتفتون الى

بدکاروں کے پیروں کے نیچے پکلا گیا۔ پھر نفلوں کی طرح پڑے سوتے ہیں اور دین کی ہمدردی کے لئے کچھ

مواسات الدين. يسمعون كل صيحة مؤذية ثم لا يباليون قول كفرة

بھی توجہ نہیں کرتے ہر ایک دکھ دینے والی آواز کو سنتے ہیں۔ پھر کافروں ناپاکوں کی باتوں کی کچھ بھی

فجرة و لا يقومون كذی غيرة بل يشقلون كالحبالی و ما هم

پروا نہیں رکھتے اور ایک ذی غیرت انسان کی طرح نہیں اٹھتے بلکہ حمل دار عورتوں کی طرح اپنے تئیں بوجھل بنا لیتے

بحبالی و اذا قاموا الى خیر قاموا كسالی. و ما تجد فيهم صفة

ہیں حالانکہ وہ حمل دار نہیں۔ اور جب کسی نیکی کی طرف اٹھتے ہیں تو سست اور ڈھیلے اٹھتے ہیں اور تو محنت کشوں کے لچھن

الجاهدين و اذا رأو حظ انفسهم فتراهم يهرعون اليه و اثبين.

ان میں نہیں پائے گا اور جب کوئی نفسانی حظ دیکھیں تو تو دیکھے گا کہ اس کی طرف دوڑتے بلکہ اچھلتے چلے جاتے ہیں۔

هذا حال علماء نا الكرام. و اما الكفار فيجاهدون لا طفاء الاسلام

یہ تو ہمارے بزرگ علماء کا حال ہے مگر کافروں کو اسلام کے مٹانے کے لئے سخت کوشش کر رہے ہیں اور ان کے تمام مشورے

و ما كان نجواهم الا لهذا المرام و ما كانوا مُنتهين. حرفوا کتابا

اسی مقصد کے لئے ہیں اور باز نہیں آتے۔ کتابوں اور

وَأَخْبَارًا و مَكْرًا مَكْرًا كِبَارًا. و زَوْرُوا اطْوَارًا و اهلَكُوا خَلْقًا كَثِيرًا

اخباروں کو بدل ڈالا اور ایک بڑا مکر کیا اور کئی طور سے جھوٹ کو آراستہ کیا اور ایک دنیا کو جاہلوں

من الجاهلین. قتلوا زمرًا كثيرة و ابدوا مکيدة كبيرة. فما نبأ سيفهم

میں سے ہلاک کیا بہت سے لوگوں کو قتل کیا اور ایک عجیب مکر ظاہر کیا سوان کی تلوار نے

نبوة و وردوا الديار متبوءین. و ما ترکوا دقیقة الفساد. و جھروا

کبھی خطانہ کیا اور وہ اس نیت سے ملکوں میں گئے کہ اگر ان کو اپنی مرضی پر پاویں تو وہیں ڈیرے جمالیں اور فساد کا

بالذحل من العناد. و قلبوا امور الحق و السداد و صافوا الشيطان

کوئی دقیقہ نہ چھوڑا اور عناد کی وجہ سے اپنے کینہ کو کھلے کھلے طور پر ظاہر کر دیا اور حق اور صلاحیت کی باتوں کو بدلا دیا اور

مشافنین و ما نكبوا عنهم بغض الصادقين. بل نجد كل فردٍ ذا حنقٍ

شیطان کے زانو بڑا نو بیٹھ کر اس سے صلح کر لی اور اپنے تئیں بچوں کے بغض سے علیحدہ نہ کر سکے بلکہ ہم ہر ایک کو ان میں سے

و مُصرًا علی نجس و رهق و ما نجدهم الا مفتيرین. لا يعلمون الا

جھگڑالو اور غضبناک پاتے ہیں اور ان کو نقصان رسانی اور حق پوشی پر مصردیکھتے ہیں اور ہم نے ان میں بجز افترا کرنے کے اور کچھ نہیں پایا

الاکل و النیک و لا یؤثرون الا الزینة و الصّیک و لا یمشون الا

وہ بجز کھانے اور جماع کے اور کچھ نہیں جانتے اور بجز زینت اور خوشبو کے اور کچھ اختیار نہیں کرتے اور بجز تکبر کی چال

مستکبرین. فحملنا بهم انواع الاحمال. لو حُمَّلَتْ مثلها راسخات

کے اور کوئی چال نہیں چلتے پس ہم نے ان سے انواع اقسام کے بوجھ اٹھائے اور ایسے بوجھ اٹھائے کہ اگر ان کی مانند مضبوط

الجبال لخرت و انهدت فی الحال. و ناء بها باس الاثقال. و سقطت

پہاڑوں پر بوجھ پڑتے تو فی الفور گر پڑتے اور بوجھ ان کو گرا دیتا اور ایسے گرتے

کالسا جیدین. و لکننا کننا محفوظین.

جیسا کہ کوئی سجدہ کرتا ہے مگر ہم حفاظت کئے گئے تھے۔

و کان قلبی یقلق و کادت نفسی تزھق لو لم یکن

اور میرا دل بے قراری میں تھا اور قریب تھا کہ میری جان نکل جاتی اگر

﴿۳۷﴾

مَعَى قَوِّىِّ مَتِينٍ . وَاِنَّهُ يَجِيبُ دَعَاءَ نَا

خَدَائِىِّ تَوِّىِّ مِىْرَے سَاتھ نہ ہوتا اور وہی ہمارا آقا ہے اور کافروں کا کوئی آقا نہیں اور وہی ہے جو ہماری

وَيَسْمَعُ بَكَاءَ نَا وِیَاتِنَا اِذَا اْتَيْنَاہُ مُضْطَرِّیْنَ . وَكَذٰلِكَ اِذَا خَوْفِنِیْ

دعا کو قبول کرتا اور ہمارے رونے کو سنتا ہے اور جب ہم بے قرار ہو کر اس کی جناب میں آتے ہیں تو ہماری

هَجُوْمِ الْاَفَاتِ وَاِرْعِدْنِیْ ضَعْفِ الْمُسْلِمِیْنَ وَ الْمَسْلَمَاتِ فَبِكَيْتِ فِی

طرف آتا ہے اور اسی طرح جب آفات کے ہجوم نے مجھ کو ڈرایا اور مسلمانوں کے ضعف نے میرے بدن

وَقْتِ مِنَ الْاَوْقَاتِ . وَدَعُوْتِ رَبِّیْ قَاضِیِ الْحَاجَاتِ وَنَادِیْتُ مَوْلَایِ

پر لرزہ ڈالا۔ پس میں ایک خاص وقت میں رویا اور اپنے رب کی جناب میں جو قاضی الحاجات ہے دعا کی

كَالْمُتَضَرِّعِیْنَ . وَ قَلْتُ یَا رَبَّ اَنْتَ مُلْجَاۤءُنَا فِیْ كُلِّ حَیْنٍ . وَنَحْنُ

اور اپنے مولا کو تضرع کرنے والوں کی طرح پکارا اور میں نے کہا کہ یا الہی تو ہر وقت میں ہماری پناہ ہے اور ہم

الِیْكَ نَشْكُو وَ اَنْتَ اِحْكَمُ الْحَاكِمِیْنَ . فَلَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَسِیْنَا اَوْ

تیری طرف شکایت کرتے ہیں اور تو احکم الحاکمین ہے پس ہمارے بھولنے اور خطا کرنے پر مت پکڑ اور ہم پر

اِخْطَاۤءُنَا وَ لَا تَحْمِلْ عَلَیْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلٰی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا . وَ لَا

بوجھ مت ڈال جیسا کہ تو نے ان پر بوجھ ڈالا جو ہم سے پہلے تھے اور ہمارے سر پر وہ بوجھ مت رکھ جس کے

تَحْمِلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِہِ وَاَعْفُ عَنَا وَ اَغْفِرْ لَنَا وَ اَرْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلَانَا

اٹھانے کی ہمیں طاقت نہیں اور ہم سے درگزر کر اور ہمیں ڈھانک لے اور ہم پر رحم کر تو ہمارا آقا ہے سو

فَاَنْصُرْنَا عَلٰی الْقَوْمِ الْكَافِرِیْنَ . فَاَسْتَجَابَ لِیْ رَبِّیْ وَ اَعْطَانِیْ اَرْبِیْ

ہمیں کافروں پر مدد دے۔ سو میرے خدا نے میری دعا قبول کی اور میری حاجت مجھے عنایت کی اور مجھ کو

وَ اَنْصُرْنِیْ وَ هُوَ خَیْرُ الْمُنَاصِرِیْنَ . فَكُنْتُ یَوْمًا اَتَذْكُرُ قِلَّةَ الْبِعَاعِ

مدد دی اور وہ بہتر مدد دینے والا ہے۔ سو میں ایک دن اپنے کئی سرمایہ کو یاد کر رہا تھا اور نرم اور نوجیز سبزہ

وَ اِرْتَعَدُ كَاللُّعَاعِ . وَ اَقْلَقُ فِیْ هَذِهِ الْاِحْزَانِ . وَ اَقْرَأُ اٰیَاتِ الْقُرْاٰنِ

کی طرح کانپتا تھا اور انہیں غموں میں بے قرار ہو رہا تھا اور قرآن شریف کی آیتیں پڑھتا تھا

و افکر فیہا بسجھد الجنان. و ازجی نضو التدبر و الامعان و ادعوا اللہ ان

اور دلی کوشش سے فکر کر رہا تھا اور تدبر اور سوچ کی دلی اونٹنی کو چلا رہا تھا اور خدا تعالیٰ سے مانگ رہا تھا کہ

یہدینی طرق العرفان. و یتم حجتی علی اهل العدو ان. و یتلافی ماسلف

مجھے معرفت کی راہ دکھاوے اور اہل ظلم پر میری حجت کو پوری کرے اور اس ظلم کا تدارک کرے جو زیادتی

من جور المعتدین. فبینما انا افتش کالکمیش و قد حمی و طیس

کرنے والوں سے صادر ہو چکا ہے پس اس عرصہ میں جو میں ایک سربج الحریکت انسان کی طرح فکر کر رہا تھا

التفتیش و انظر بعض الآیات. و اتوسم فحواء البینات. اذا تلالأت امام

اور تفتیش کا تنور گرم تھا اور میں بعض آیتوں کو دیکھتا اور ان کے بینات میں غور کرتا تھا کہ ناگاہ میری آنکھوں

عینی اية من آیات الفرقان. و لا کتالو ذرر العمان. فاذا فکرت فی

کے سامنے ایک آیت قرآن شریف کی چمکی اور وہ ایسی چمک نہ تھی جیسا کہ عمان کے موتیوں کی بلکہ اس سے

فحوائها. و اتبع انواع ضیاءها. و اجزت حمی ارجائها. و افضیت الی

بڑھ کر تھی۔ پس جبکہ میں نے ان آیتوں کے مضمون میں غور کیا اور روشنی کی پیروی کی اور ان کے میدان تک

فضائها و جدتها خزینة من خزائن العلوم. و دفینة من السرر المكتوم.

پہنچا تو میں نے ان آیتوں کو خزن علوم پایا اور چھپے ہوئے بھیدوں کا دھندلا دیکھا۔ سو اس کے دیکھنے نے میرے

فہزت عطفی رؤیتها و تجلّت لی کجمرة قوتها. و اصبی قلبی

بازو کو ہلا دیا اور اس کی قوت میرے پر ہزار سوار کی طرح ظاہر ہوئی اور اس کی سبزی اور تازگی نے میرے

نضارها و نضرتها. و اغتالت العدا کریهتها. و سرت مہجتی صرتها

دل کو کھینچ لیا اور اس کی لڑائی نے یکدم دشمنوں کو ہلاک کر دیا اور اس کی جماعت نے میرے دل کو خوش کیا سو

فحمدلت و شکرت للہ رب العالمین. و رأیت بہا ما یملاً العین قرۃ

میں نے الحمد للہ کہا اور اللہ تعالیٰ کا شکر کیا اور میں نے ان آیات میں وہ عجائبات دیکھے جو آنکھوں کو خنکی سے

و یعطی من المعارف دولة. و یسرّ قلوب المسلمین. و علمت من سرّ

بھر دیتے ہیں اور معارف کی دولت بخشتے ہیں اور مسلمانوں کے دلوں کو خوش کر دیتے ہیں اور مجھ کو لغتوں کا

﴿ ۳۹ ﴾

اللغات و مشواھا . و زُودت من فِصّ الكلمات و نحوھا و كذلك

سزا اور ان کی اصل جگہ بتلائی گئی اور کلمات کے پیوند اور ان کے راز سے میں تو شہ دیا گیا اور اسی طرح بلند بھید مجھ کو عطا کئے

اعطيت من اسرارِ عُليا و نکاتِ عظمی . ليزيد يقيني ربّي الاعلی .

گئے اور بڑے بڑے نکتے مجھ کو دینے گئے تاکہ خدا تعالیٰ میرے یقین زیادہ کرے اور تاجاؤز کرنے والوں کا بیچھا کاٹ ڈالے اور

وليقطع دابر المعتدين . و ان كنت تحب ان تعرف الآية و صولھا

اگر تو چاہتا ہے کہ آیہ موصوفہ اور اس کے حملہ سے نجات ہو تو قرآن کے اس مقام کو پڑھ جہاں یہ لکھا ہے

فاقرء لتُنذِرَ اُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا . و ان فيها مدح القرآن و عربی

لِتُنذِرَ اُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا جس کے یہ معنی ہیں کہ ہم نے قرآن کو عربی زبان میں بھیجا تا تو اس شہر

مبین . فتدبرھا كالعاقلين . و لا تمرّ بها مرور الغافلین . و اعلم ان

کوڈراوے جو تمام آبادیوں کی ماں ہے اور ان آبادیوں کو جو اس کے گرد ہیں یعنی تمام دنیا کو اور اس میں قرآن کی مدح اور

هذه الآية تعظم القرآن و العربية و مكة و فيها نور مزق الاعداء

عربی کی مدح ہے پس عقلمندوں کی طرح تدبر کرو اور غافلوں کی طرح ان پر سے مت گزراور جان کہ یہ آیت قرآن اور عربی

و بگت . فاقرءھا بتمامھا و انظر الی نظامھا و فتش كالمستبصرین .

اور مکہ کی عظمت ظاہر کرتی ہے اور اس میں ایک نور ہے جس نے دشمنوں کو ٹکڑے ٹکڑے اور لاجواب کر دیا پس تمام آیت کو

وانی تدبرتها فوجدت فيها اسراراً . ثم امعنُ فرأيت انواراً . ثم

پڑھ اور اس کے نظام کی طرف دیکھ اور دانشمندیوں کی طرح تحقیق کراور میں نے ان آیتوں میں تدبر کیا پس کئی بھیدان میں

عمقت فشاهدت مُنزلاً قهاراً رب العالمین . و كُشف علیّ ان الآية

پائے پھر ایک گہری غور کی تو کئی نور ان میں پائے پھر ایک بہت ہی عمیق نظر سے دیکھا تو اتارنے والے قہار کا مجھے مشاہدہ

الموصوفة و الاشارات الملفوفة . تهدي الی فضائل العربية . و تشیر الی

ہوا جو رب العالمین ہے اور میرے پرکھولا گیا کہ آیت موصوفہ اور اشارات ملفوفہ عربی کے فضائل کی طرف ہدایت کرتی ہیں

انها أمّ الالسنة . و ان القرآن أمّ الكتب السابقة . و ان مكة أم الارضین .

اور اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ وہ أمّ الالسنہ ہے اور قرآن پہلی کتابوں کا أمّ یعنی اصل ہے اور مکہ تمام زمین کا أمّ ہے

فآقتادنى بروق هذه الآية الى انواع التنطس والدراية. وفهمت

سو مجھے اس آیت کی روشنی نے طرح طرح کے فہم اور درایت کی طرف کھینچا اور مجھے یہ بھید سمجھ آ گیا

سَرَّ نَزُولَ الْقُرْآنِ فِي هَذَا اللِّسَانِ وَسَرَّ خْتَمَ النَّبُوَّةِ عَلَى خَيْرِ الْبَرِيَّةِ

کہ قرآن کیوں عربی زبان میں نازل ہوا اور یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو نبوت ختم ہوئی

و ختم المرسلين. ثم ظهرت على آيات اخراى و ايد بعضها بعضا

اس میں بھید کیا ہے پھر میرے پر اور آیتیں ظاہر ہوئیں اور بعض نے بعض کی متواتر مدد کی۔ یہاں

تتراً. حتى جرنى ربى الى حق اليقين. وادخلنى فى المستيقنين.

تک کہ میرے خدا نے حق الیقین تک مجھے کھینچ لیا اور یقین کرنے والوں میں مجھے داخل کیا اور میرے

وظهر على ان القرآن هو أم الكتب الاولى والعربية أم اللسنة من

پر ظاہر ہو گیا کہ قرآن ہی پہلی تمام کتابوں کی ماں ہے اور ایسا ہی عربی تمام زبانوں کی ماں اور

الله الاعلى. واما الباقية من اللغات فهى لها كالبنين او البنات.

خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور باقی زبانیں اس کی بیٹی بیٹیوں کی طرح ہیں اور کچھ شک نہیں کہ وہ

ولا شك انها كمثل ولدها او ولا يدها و كل ياكل من اعشارها

تمام زبانیں اس کے فرزندوں یا خانہ زاد کنیزکوں کی طرح ہیں اور ہر ایک اسی کی دیگوں اور اسی

وموايدها و كل يجتنون فاكهة هذه اللهجة ويملاون البطون

کے خوان میں سے کھا رہا ہے اور ہر ایک اسی کے پھل چکھ رہا ہے اور اسی خوان سے اپنے پیٹ بھر

بتلك المائدة و يشربون من تلك اللهجة و يتخذون لباساً من

رہے ہیں اور اسی دریا سے پانی پی رہے ہیں اور اسی غلہ سے انہوں نے اپنا لباس بنایا ہے اور وہ

هذه الحلة. فهى مربية اعارها الدست. واختار لنفسها الدست.

ان کی مربی ہے جس نے بعاریت ان کو لباس دیا اور اپنی ذات کے لئے مسند اختیار کیا اور یہ بات

واما اختلاف اللسنة فى صور التركيب فليس من العجيب

کہ اگر عربی امم اللسنہ ہی ہے تو زبانوں کی ترکیبوں میں کیوں اختلاف ہے تو یہ کچھ عجیب بات نہیں



﴿۴۱﴾

و كذلك الاختلاف في التصريف و اطراد المواد ليس من دلائل عدم

اور اسی طرح جو اختلاف تصریف اور اطراد مواد میں ہے وہ بھی عدم اتحاد کی دلیل نہیں ٹھہر سکتا اور اگر یہ

الاتحاد و لولا اختلاف بهذا القدر في التركيبات لامتنع تغاير يوجب

تھوڑا سا اختلاف بھی جو ترکیبات کا اختلاف ہے لغات میں باقی نہ رہے تو وہ تغاير درمیان سے اٹھ جائے

كثرة اللغات. فان وجود التراكيب المختلفة هو الذي غير صور الالسنة.

گا جو کثرت لغات کا موجب ہے کیونکہ مختلف ترکیبوں کا زبانوں میں پایا جانا ہی تو وہ امر ہے جس نے

وهو السبب الاول للتفرقة فلا يسوغ لمعترض ان يتكلم بمثل هذه

زبانوں کی صورت کو متغایر کر رکھا ہے اور وہی تو زبانوں کے تفرقہ کا پہلا سبب ہے پس کسی معترض کے لئے

الكلمات. و اين متدحة هذه الاعتراضات فانها مصادرة

جائز نہیں جو ایسے کلمے منہ پر لاوے اور ایسے اعتراضات کی گنجائش کہاں ہے کیونکہ یہ مصادرہ علی المطلوب

و من الممنوعات و كفاك ان الالسنة كلها مشتركة في كثير من

ہے جو مناظرات میں ممنوع ہے اور تجھے یہ بات کفایت کرتی ہے کہ تمام زبانیں بہت سے مفردات میں

المفردات. و ما او غلث بل ساريك كاجلى البديهيات فاستقم كما

شریک ہیں اور میں نے یہ مبالغہ سے نہیں کہا بلکہ میں عنقریب تجھے بدیہیات کی طرح دکھلاؤں گا پس تو قائم

سمعت و لا تكن من المخطئين. و انى لما وجدت الدلائل من

اور ثابت قدم ہو جا جیسا کہ تو نے سن لیا اور خطا کاروں میں سے مت ہو اور میں نے جب قرآن کریم سے

الفرقان و اطمئن قلبى بكتاب الله الرحمن اردت ان اطلب الشهادة

دلائل پائے اور کتاب اللہ کی گواہی سے میرا دل مطمئن ہو گیا تو میں نے ارادہ کیا کہ احادیث سے بھی کچھ

من الآثار. فاذا فيها كثير من الاسرار. ففرحت بها فرحة النشوان

دلائل لوں پس جبکہ میں نے حدیث کو دیکھا تو اس میں بہت بھید پائے پس میں ایسا خوش ہوا جیسا کہ نشہ پینے

بالطلاع و وجدت وجد الثمل بالصهباء و شكرت الله نصير

والاشراب سے خوش ہوتا ہے اور جیسا کہ مست کو شراب سے خوشی پہنچتی ہے اور خدا تعالیٰ کا میں نے شکر

الصادقين. ثم بدء لي ان اثبت هذا الامر بالدلائل العقلية. لاتم الحجة على

کیا جو بچوں کا حامی ہے پھر مجھے یہ خیال آیا کہ اس امر کو دلائل سے ثابت کروں تا سخت ہوا پرست اور جھگڑا لو پر

کل جموح شدید الخصومة. و ابکت قومًا مرتابین. فلم نزل الاشواق

حجت پوری کر دوں اور شک کرنے والوں کو لا جواب کر دوں۔ پس میرے شوق ہمیشہ میرے فکر کو جنبش دیتے تھے

تهيج فكري وتجيل في عرصاتها حجري حتى فتحت علي ابواب

اور اس کے میدانوں میں میری عقل کو جولان دیتے تھے یہاں تک کہ میرے پر دلائل کے دروازے کھولے گئے

الاستدلال و وقفت لامضاض زعم اهل الضلال وقوم ضالين. و والله

اور میں اہل ضلال کے گمان باطل کو جلانے کے لئے واقف کیا گیا اور بخدا کہ اس راہ میں میرے دل نے کچھ بھی

ما عانا بالي في هذا السبيل وما اخرجت شيئا من الزنبيل. وما فارقت

تکلیف نہیں اٹھائی اور میں نے اپنی زنبیل میں سے کچھ بھی نہیں نکالا اور میں خواب کے پیالوں سے الگ نہیں ہوا

كأس الكري وما نصصت ركاب السري. بل رزقت كلها من حضرة

اور میں نے رات کے وقت اونٹوں کو نہیں چلایا بلکہ یہ سب نعمتیں خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھ کو ملیں اور اس نے میری

الكبرياء. وقصر منه طول ليلتي الليلاء. وانقضت من حسن قضائه

اندھیری رات کی لمبائی کو کوتاہ کیا۔ اور میری آرزو اس کی حاجت روائی سے پوری ہوئی اور کسی رات میں میری

منيتي. وما ارقت في ليل مقلتي. وما تخبثت غير امتعتي. حتى ازلفت

آنکھ بیدار نہیں رہی اور میں نے اپنے سرمایہ کو ادھر ادھر سے کچھ اکٹھا نہیں کیا۔ یہاں تک کہ میرا روضہ میرے لئے

لي روضتي. واثمرت شجرتي. وذلت علي قطفها من رب العالمين.

قریب کیا گیا اور میرا درخت پھلدار ہو گیا اور اس کے خوشے میرے پر خدا تعالیٰ کی طرف سے جھکائے گئے اور بخدا

ووالله ان فوزي هذا من يد ربي. فاحمده واصلي على نبي عربي منه

یہ میری کامیابی میرے رب کی طرف سے ہے پس میں اس کی تعریف کرتا ہوں اور نبی عربی پر درود بھیجتا ہوں

نزلت البركات. ومنه اللحم والسادا. وهو هيأ لي اصلي وفرعي

اسی سے تمام برکتیں نازل ہوئیں اور اسی سے سب تانا بانا ہے اسی نے میرے لئے اصل اور فرع کو میسر کیا

﴿۴۳﴾

و آنبت کَلِّ بَدْرِي وَ زَرَعِي وَ هُوَ خَيْرِ الْمُنْبِتِينَ . وَ مَا كَانَ لِي حَوْلَ أَنْ

اور اس نے میرے بیج اور کھیت کو اگایا اور وہ بہتر ہے سب اگانے والوں سے اور میری کہاں طاقت تھی کہ میں

اعْقَرَ الْعِدَا . وَ مَا هَرَوْتُ إِذْ هَرَوْتُ وَلَكِنَّ اللَّهَ هَرَأَى . وَ مَا رَأَيْتُ رَائِحَةَ

دشمنوں کو خاک میں ملاؤں اور میں نے یہ سونا نہیں چلایا جبکہ چلایا بلکہ خدا نے چلایا اور میں نے مشقت نفس کی بو

شَقَّ النَّفْسِ وَ مَا اشْتَدَّتْ لِي حَاجَةٌ إِلَى انْقِضَاءِ الْعِنْسِ . وَ مَا اَعْدَيْتُ

نہیں دیکھی اور مجھے کچھ ضرورت پیش نہ آئی کہ میں اپنی اونٹنی کو لاغر کروں اور میں نے قوی گھوڑے نظروں کے نہیں

هَيَّاكُلِ الْاِنْظَارِ وَ مَا جَرَيْتُ طَلْقًا مَعَ الْاِفْكَارِ . وَ مَا رَأَيْتُ ذَاتَ كَسُورٍ بَلْ

دوڑائے اور میں ایک تنگ بھی فکروں کے ساتھ نہیں چلا اور میں نے اونچی نیچی زمین کو نہیں دیکھا بلکہ میں پرندوں کی

طُرْتُ كَطِيورٍ اَوْ كِرَاكِبِ عَيْدِهَوْرٍ . وَ وَجَدْتُ مَا تَشْتَهِي الْاِنْفَسُ

طرح اڑایا ایسے سوار کی طرح جو قوی اونٹ پر سوار ہوا اور میں نے ہر ایک امر جو جی چاہتا ہے اور آنکھیں اس سے

وَ تَلَذُّ الْاَعْيُنُ وَ اُرْضَعْتُ مِنْ غَيْرِ بَكَاءٍ وَ اَنْبِيْنِ . فَتَأَلَّفِي هَذَا اَمْرٍ مِنْ

لذت اٹھاتی ہیں پالیا اور بغیر رونے کے مجھ کو دودھ پلایا گیا۔ پس یہ میری تالیف اسی کی طرف سے ہے اور ہر ایک

لِدَيْهِ . وَ كَلَّ اَمْرٍ يَعُوذُ اِلَيْهِ وَ هُوَ اِحْسَنُ الْمَحْمُودِيْنَ . وَ اِذَا اَزْمَعْتَ لِهَذِهِ

امراہی کی طرف رجوع کرتا ہے اور وہ ان سب لوگوں سے جو تعریف کئے جاتے ہیں بہتر ہے اور جب میں نے

الْخَطَةَ وَ فَكَّرْتُ فِي تِلْكَ الْاَيَةِ وَ كَذَلِكَ فِي اَيَاتٍ عَلَّمْتُ مِنْ

اس بزرگ کام کے لئے تصد کیا اور اس آیت میں فکر کیا اور اسی طرح ان تمام آیتوں میں جو مجھے حضرت احدیت

حَضْرَةَ الْاِحْدِيَةِ . فَاحْسِسْتُ اِنْ قَارَعًا يَقْرَعُ بَابَ بَالِي . وَ يَعْلَمُنِي مِنْ

سے سکھلائی گئیں سو مجھے احساس ہوا کہ گویا ایک کھٹکھٹانے والا میرے دل کے دروازے کو کھٹکھٹاتا ہے اور نہایت

عِلْمٍ عَالِيٍّ وَ يَنْفِخُ رُوحَ التَّفْهِيْمِ وَ التَّلْقِيْنَ . فَسَمِيَتْ الْكِتَابُ مِنْ الرَّحْمَانِ

اونچا علم مجھے سکھلاتا ہے اور تفہیم اور تلقین کی روح پھونکتا ہے۔ پس میں نے کتاب کا نام منن الرحمان رکھا کیونکہ کئی

بِمَا اَنْعَمَ عَلَيَّ رَبِّي بِاَنْوَاعِ الْفَضْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ هُوَ خَيْرُ الْمَحْسِنِيْنَ

تم کے فضل اور احسان سے خدا تعالیٰ نے میرے پر انعام کیا اور وہ سب سے بہتر احسان کرنے والا ہے

وَمَا كَانَ هَذَا أَوَّلَ آيَاتِهِ بَلْ أَنى نَشَأْتِ فى نِعْمَائِهِ. وانه والانى وربانى

اور یہ اس کی کچھ پہلی ہی نعمت نہیں بلکہ میں نے تو اس کی نعمتوں میں ہی پرورش پائی ہے۔ اور اس نے مجھے

واتانى و تولانى و كفلنى و صافانى. و نجانى و عافانى و جعلنى من

دوست رکھا اور میری پرورش کی اور مجھے دوست رکھا اور میرا متولی اور متکفل ہوا اور مجھے نجات دی اور مجھے

المحدثين المامورين.

محدثین مامورین میں سے کیا۔

وَمَا تَفْصِيلِ آيَاتِ تَوَيْدِ آيةِ أُمِّ الْقُرْأى وَتَبَيَّنَ أَنَّ الْعَرَبِيَّةَ

اور ان آیتوں کی تفصیل جو آیت اُمّ القریٰ کی مؤید ہیں اور جو ظاہر کرتی ہیں جو عربی

أُمِّ الْاَلْسِنَةِ وَالْهَامِ اللّٰهُ الْاَعْلَى فَمِنْهَا آيةِ مِنْ اللّٰهِ الْمَنَّانِ فى سُوْرَةِ

اُمّ الالسنہ اور الہام الہی ہے سو بہ تفصیل ذیل ہے چنانچہ ان میں سے ایک وہ آیت ہے جو سورہ رحمان

الرَّحْمٰنِ. اعْنى قَوْلُهُ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلْمَهُ الْبَيَانَ ۚ فَاَلْمَرادُ مِنْ

میں ہے یعنی خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلْمَهُ الْبَيَانَ جس کے معنی یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اور اس کو بولنا

البيان اللّغة العربية. كما تشير اليه الآية الثانية اعنى قوله تعالى

سکھایا۔ سو بیان سے مراد جس کے معنی بولنا ہے زبان عربی ہے جیسا کہ دوسری آیت اسی کی طرف اشارہ

عَرَبِيٌّ مُّبِينٌ ۚ فَجَعَلَ لَفْظَ الْمَبِينِ وَصْفًا خَاصًّا لِلْعَرَبِيَّةِ وَ اِشَارَةً اِلَى

کرتی ہے یعنی عربی مبین سو خدا نے مبین کے لفظ کو عربی کے لئے ایک خاص صفت ٹھہرایا اور اس بات

اِنَّهُ مِنْ صِفَاتِهِ الْذَاتِيَّةِ. وَ لَا يَشْتَرِكُ فِيهِ اَحَدٌ مِنْ الْاَلْسِنَةِ كَمَا لَا

کی طرف اشارہ کیا کہ یہ لفظ بیان کا عربی کے صفات خاصہ میں سے ہے اور کوئی دوسری زبان اس صفت

يَخْفى عَلَى الْمُتَفَكِّرِينَ. وَ اِشَارَةً بِلَفْظِ الْبَيَانِ اِلَى بِلَاغَةِ هَذَا

میں اس کی شریک نہیں جیسا کہ فکر کرنے والوں پر پوشیدہ نہیں اور بیان کے لفظ کے ساتھ اس زبان کی

اللسان. وَالى انھا هى اللسان الكاملة وانھا احاطت

بلاغت کی طرف اشارہ کیا اور نیز اس بات کی طرف اشارہ کہ یہ زبان کامل اور ہریک امر مایحتاج پر محیط ہے

﴿۳۵﴾

كَلَّمَا اشْتَدَّتْ إِلَيْهِ الْحَاجَةُ. وَتَصَوَّبَتْ مَطَرَهَا بِقَدْرِ مَا اقْتَضَتْ الْبَلْدَةُ

اور اس کا مینہ اس قدر برسا ہے جس قدر زمین کو ضرورت تھی اور دلوں کے خیال ظاہر کرنے کے لئے

وفاقت کل لغت فی ابراز ما فی الضمائر و ساوی الفطرة البشرية

ہر ایک زبان پر فائق ہے اور فطرت بشری سے ایسی برابر ہے۔ جیسا کہ ایک دائرہ دوسرے دائرے

کتساوی الدوائر. و کل ما اقتضته القوى الانسانية و ابتغته التصورات

سے برابر ہو اور وہ تمام امور جن کو انسانی قوی چاہتے ہیں اور انسانی تصورات ان کے خواہشمند ہیں

الانسية و کل ما طلبه حوائج فطرة الانسان. فيحاذيها مفردات هذه

اور وہ تمام امور جن کو انسانی فطرت کی حاجتیں طلب کرتی ہیں سو اس زبان کے مفردات ان کے

اللسان مع تيسير النطق. و القاء الاثر على الجنان. فاتبع ماجاء ك من

مقابل پر واقع ہیں اور ساتھ اس کے یہ خوبی ہے کہ بولنے کے طریق کو آسان کیا گیا ہے ایسا کہ دل پر

اليقين ثم سياق هذه الآية يزيدك في الدراية. فانه يدل بالدلالة القطعية

اثر پڑے پھر اس آیت کا سیاق و درایت کو زیادہ کرتا ہے کیونکہ وہ سیاق ان پوشیدہ معنیوں پر دلالت

على ما قلنا من الاسرار الخفية لتكون من الموقنين. فتفكر في اية

کرتا ہے جو ہم بیان کر چکے ہیں تاکہ تو یقین والوں میں سے ہو جائے پس اس آیت میں غور کر یعنی الرحمن

الرَّحْمَنِ عَلَّمَ الْقُرْآنَ<sup>۱</sup>. فان الغرض فيها ذكر الفرقان والحث على

علم القرآن کیونکہ اس آیت میں مقصود دو باتیں ہیں۔ قرآن کی فضیلت کا ذکر اور اس کی تلاوت اور

التلاوة والامعان ولا يحصل هذا الغرض الا بعد تعلم العربية والمهارة

سوچنے پر ترغیب اور یہ غرض بجز اس کے حاصل نہیں ہو سکتی کہ عربی کو سیکھیں اور اس میں مہارت تامہ

النامة في هذه اللهجة. فلأجل هذه الاشارة قدم الله اية عَلَّمَ الْقُرْآنَ ثم

حاصل کریں پس اسی اشارت کی غرض سے خدا تعالیٰ نے آیت علم القرآن کو مقدم کیا پھر بعد اس کے آیت

قفاه اية عَلَّمَهُ الْبَيَانَ<sup>۲</sup> كانه قال المنة منتان. تنزيل القرآن

علمه البيان کو لایا پس گویا کہ اس نے یہ کہا کہ احسان دو احسان ہیں (۱) قرآن کا اتارنا

و تخصیص العربیة بأحسن البیان. وتعلیمها لأدم لینتفع به نوع

اور عربی کو بلاغت فصاحت کے ساتھ مخصوص کرنا اور آدم کو عربی کی تعلیم دینا تا نوع انسان اس سے منتفع ہو

الانسان. فانها مخزن علوم عالیة وهدایات ابدیة من المنان كما لا

کیونکہ عربی علوم عالیہ کی مخزن ہے اور اس میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ابدی ہدایتیں ہیں جیسا کہ تدبر کرنے

یخفی علی المتدبرین.

والوں پر پوشیدہ نہیں۔

فالحاصل انه ذكر اوّلاً نعمة القران. ثم ذكر نعمة أخرى التي

پس حاصل کلام یہ ہے کہ اول خدا تعالیٰ نے فرقان کی نعمت کو ذکر کیا ہے پھر اس دوسری نعمت کو ذکر کیا

هی لها كالبيان. و اشار إليها بلفظ البیان. لیعلم أنّها هو العربی المبین.

جو اس کے لئے بنیاد کی طرح ہے اور اس بات کی طرف بیان کے لفظ کے ساتھ اشارہ کیا تا معلوم ہو کہ اس صفت

فان القران ما جعل البیان صفة احد من الالسنة من دون هذه اللهجة.

سے موصوف عربی زبان ہے کیونکہ قرآن نے بیان کے لفظ کو بجز عربی کے کسی زبان کی صفت نہیں ٹھہرایا پس

فای قرینة اقوی و ادلّ من هذه القرینة لو كنتم متفکرین. ألا تری أنّ

کون سا قرینہ اس قرینہ سے زیادہ قوی اور زیادہ دلالت کرنے والا ہے اگر تم فکر کرنے والے ہو۔ کیا تو نہیں

القران سمی غیر العربیة اعجمیا فمن الغباوة ان تجعلها للعربیة

جانتا کہ قرآن نے غیر زبانوں کا نام اعجمی رکھا ہے پس نادانی ہوگی کہ ان زبانوں کو عربی کا ہنام اور ہم رتبہ

سمیّا. فافهم ان كنت زکیا و لا تکن من المعرضین. والنص صریح وما

ٹھہرایا جائے پس اگر تو زکی ہے تو سمجھ لے اور کنارہ کرنے والوں سے مت ہو اور نہیں صریح ہے اور کوئی اس سے

ینکره الا و قیح من المعاندين.

انکار نہیں کرے گا مگر بے حیا جو معاندوں میں سے ہوگا۔

و منها ما قال ذوالمجد و العزّة فی اية بعد هذه

اور ان آیتوں میں سے ایک وہ آیت ہے جو خدائے ذوالمجد و العزت نے بعد اس

الآية اعنى قول الله الحنان. الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحَسْبَانٍ. فانظر الى ما

آیت کے ذکر فرمائی ہے یعنی خدائے بزرگ اور مہربان کا یہ قول کہ الشمس والقمر بحسبان۔

قال الرحمان. وفكر كذى العقل والامعان. وتذکر

پس اس مضمون کو سوچ جو خدا تعالیٰ نے فرمایا اور تفلندوں اور سوچنے والوں کی طرح غور کر

کالمسترشدین. فان هذه الآية تؤيد اية اولی. وفسر معناها بتفسیر

اور رشد کے طالبوں کی طرح یاد کر کیونکہ یہ آیت پہلی آیت کی تائید کرتی ہے اور ایک کھلی کھلی

اجلی. كما لا يخفى على المفكرين. وبيان ان الشمس والقمر

تفسیر کے ساتھ اس کے معنی بیان کرتی ہے جیسا کہ سوچنے والوں پر پوشیدہ نہیں اور بیان اس کا یہ

يجريان متعاقبين. ويحملان نوراً واحداً فى اللونين. وكذلك العربية

ہے کہ آفتاب اور چاند ایک دوسرے کے متعاقب چلتے ہیں اور ایک ہی نور کو دو رنگوں میں

والقران فانهما تعاقبا واتحدا البروق واللمعان. اما القران فهو

اٹھائے پھرتے ہیں۔ اور یہی مثال عربی اور قرآن کی ہے کیونکہ وہ ایک دوسرے کے بعد چل

كالشارق المنير. والعربية كالبدن المستنير. ومع ذلك ترى العربية

رہے ہیں اور روشنی اور چمک میں اتحاد رکھتے ہیں سو قرآن تو مہر تاباں کی طرح ہے اور عربی

اسرع فى المسير. واجرای على لسان الصالح والشيرير. و ما كانت

ماہتاب کی طرح اور باوصف اس کے عربی سیر میں تیز رو ہے اور نیک اور بد کی زبان پر زیادہ

شمس القران ان تدرک هذا القمر. وكذلك قدر الله هذا الامر.

جاری ہوگئی ہے اور قرآن کا آفتاب اس کی حرکت کو نہیں پہنچا اور خدا تعالیٰ نے اس امر کو اسی

وانهما بحسبان. ويجريان كما أجريا ولا يبعیان. بحساب مقدر من

طرح مقدر کیا اور وہ دونوں ایک حساب پر چل رہے ہیں اور جیسا کہ چلایا گیا ویسا ہی چل رہے

الرحمن. فتري ان القران يجرى برعاية انواع الاستعداد.

ہیں اور اپنے اپنے اندازہ سے کم و بیش نہیں ہوتے۔ سو قرآن تو استعدادوں کے لحاظ پر چلتا ہے

وَيَكْشِفُ عَلَى الطَّالِبِ اسرار المعاد. وَيُرَبِّي الحكماء كما يربِّي

اور طالب پر معاد کے بھید کھولتا ہے اور حکیموں کی پرورش ایسا کرتا ہے جیسا کہ بے وقوفوں کی پرورش کرتا

السفهاء. ويعلم العقلاء كما يعلم الجهلاء. وفيه بلاغ لكل مرتبة

ہے اور عقلمندوں کو اسی طرح سکھلاتا ہے جیسا کہ جاہلوں کو اور اس میں ہر ایک سمجھ کے مرتبہ کے لئے طریق

الفهم. و تسلية لكل ارباب الدّهاء والوهم. وساوى جميع انواع

تبلیغ موجود ہے اور ہر ایک دانش اور وہم کے لئے تسلی کا راہ ہے اور ادراک کی تمام قسموں سے وہ برابر

الادراك من اهل الارض الى اهل الافلاك. وانه احاط دوائر فهم

ہے۔ گو کتنے قسم زمین سے آسمان تک ہوں اور وہ انسانی فہم کے تمام دائرہ پر محیط ہے اور وہ حق اور برہان کا

الانسان. مع التزام الحق واقامة البرهان. و انه نور تام مبين. و اما اللغة

التزام اپنے ساتھ رکھتا ہے اور وہ پورا پورا نور اور کھلی کھلی روشنی ہے۔ ربی عربی زبان سواس کے چلنے کا

العربية فحسبانها انها تجرى تحت مقاصد القران. و تتم بمفرداته

طریق یہ ہے کہ قرآن کے مقاصد کے نیچے چلتی ہے اور اپنے مفردات کے ساتھ دین کے تمام دائروں کو

جميع دوائر دين الرحمان و تخدم سائر انواع التعليم والتلقين. و انها

پورا کرتی ہے اور تعلیم اور تلقین کے تمام قسموں کی خدمت کرتی ہے اور یہ بولی قدرت ربانی کی عظیم الشان

من اعظم مجالى القدرة الربانية. وخصّها الله بنظام فطرى من جميع

جلوہ گا ہوں میں سے ہے اور خدا تعالیٰ نے اس کو تمام زبانوں میں سے نظام فطری کے ساتھ خاص کیا ہے

الالسنة. و اودعها محاسن الصنعة الالهية. فاحاطت جميع لطائف

اور اس میں طرح طرح کی صنعت الہیہ کے محاسن رکھے ہیں پس یہ بولی بیان کے تمام لطائف پر محیط ہے اور

البيان. و ابدى الجمال كأحسن اشياء صدرت من الرحمان. و هذا

اپنے جمال کو ایسے طور سے ظاہر کیا ہے جو ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جو خدا تعالیٰ سے صادر ہوئی ہیں اور

هو الدليل على انها ليست من الانسان. و فيها صبغة حكيمية من الله

یہی دلیل اس بات پر ہے کہ یہ بولی انسان کی طرف سے نہیں اور اس میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک پُر حکمت



الْمَنَّان. و فیہا حسن و بہاء و انواع اللّمعان. و فیہا عجائب صانع

رنگ ہے اور حسن اور خوبصورتی اور تقسیم کی چمک ہے اور صنعت الہی کے عظیم الشان عجائبات ہیں اس

عظیم الشان. تلمع و جہہا بین صفوف السنة شتی. کأنہا کوكب درّی

کا منہ کنی زبانوں کی صفوں کے اندر چمک رہا ہے گویا یہ ایک چمکتا ہوا موتی اندھیرے میں ہے اور یہ اس

فی الدّجی. و انہا کروضۃ طیبة علی نهر جار. مثمرة بانواع ثمار. و

پاکیزہ باغ کی طرح ہے جو نہر جاری پر ہو جو پھلوں سے لدا ہوا ہو مگر دوسری زبانوں کا یہ حال ہے کہ

اما الّلسن الاخری. فقد غیر و جہہا قتر تصرّف النوکى. و ما بقیت

احتمقوں کے تصرف کے غبار نے بہت سا حصہ ان کا متغیر کر دیا ہے اور اپنی پہلی صورت پر باقی نہیں رہیں

علی صورتها الاولى. فہی کاشجار اجتثت من مغارسہا و بعدت من

پس وہ ان درختوں کی طرح ہیں جو اپنی جگہ سے اکھیڑے گئے اور اپنے نگہبان کی آنکھوں سے دور کئے

نواظر حارسہا. و نبذت فی موماء و قفر و فلاة. فاصفرت اوراقہا.

گئے اور ایسے بیابان میں ڈالے گئے جہاں پانی نہیں اور ایسے جنگل میں جہاں کوئی درخت سبز نہیں پس ان

ویست ساقہا. و سقطت اثمارہا. و ذہبت نصرتها و اخضرارہا و تراى

کے پتے زرد ہو گئے اور ان کے پھل گر گئے اور ان کی تازگی اور سبزی جاتی رہی اور تو دیکھتا ہے کہ ان کا

وجہہا کالمجدومین.

چہرہ جذا میوں کی طرح ہو گیا۔

فواہا للعربیۃ ما احسن و جہہا فی الحُلل المنیرۃ الکاملۃ.

پس عربی زبان کیا ہی عمدہ ہے اور کیا اچھا اس کا چہرہ ہے جو چمکیلے اور کامل پیرا یہ میں

أشرققت الارض بانوارہا التامة. و تحقّق بہا کمال الهوية البشریۃ.

نظر آتا ہے۔ زمین اس کے پورے نوروں سے چمک اٹھی ہے اور بشری ماہیت کا کمال اس سے

توجد فیہا عجائب الصانع الحکیم القدیر. کما توجد فی کل

ثابت ہو گیا ہے اس میں عجائب کام خدائے صانع حکیم قادر کے ظاہر ہیں جیسا کہ ان تمام چیزوں

شئىء صدر من البديع الكبير. و اكمل الله جميع اعضائها. و ما غادر

میں پائی جاتی ہیں جو اس بزرگ بے مثل پیدا کنندہ سے صادر ہوئے ہیں اور خدا تعالیٰ نے اس کے تمام اعضا کو کامل

شیئاً من حُسْنِهَا و بَهَائِهَا. فلا جرم تجدها كاملة فى البيان. محيطة على

کیا ہے اور اس کے حسن اور خوبی سے کوئی چیز اٹھا نہیں رکھی۔ پس اسی وجہ سے تو اس کو بیان میں کامل پائے گا اور

اغراض نوع الانسان. فما من عمل يبدو الى انقراض الزمان. و لا من

دیکھے گا کہ وہ انسان کی تمام غرضوں پر محیط ہے پس ایسا کوئی بھی عمل ان عملوں میں سے نہیں کہ جو زمانہ کے اخیر تک

صفة من صفات الله الديان. و ما من عقيدة من عقائد البرية الا و لها لفظ

ظاہر ہوں اور نہ ایسی کوئی صفت خدا تعالیٰ میں پائی جاتی ہے اور نہ کوئی ایسا عقیدہ لوگوں کے عقائد میں سے ہے جس کے

مفرد فى العربية. فاختر ان كنت من المراتبين. وان كنت تقوم للخبرة

لئے عربی میں لفظ مفرد موضوع نہ ہو پس تو آزما لے اگر تجھے شک ہے اور اگر تو آزمائش کے لئے اٹھے جیسا کہ حق اور

كطالب الحق والحقيقة. فوالله ما تجد امراً من امور صحيفة الفطرة.

حقیقت کے طالب اٹھے ہیں تو بخدا محیف فطرت میں سے کوئی ایسا امر تو نہیں دیکھے گا اور نہ کوئی ایسا مجید قانون قدرت

و لا سرّاً من مکتوبات قانون القدرة الا و تجد بحذائه لفظاً مفرداً فى

کے پوشیدہ بھیدوں میں سے دیکھے گا۔ جس کے مقابل پر کوئی لفظ مفرد اس زبان میں نہ ہو پس ایک باریک نظر سے

هذه الّلهجة فدقق النظر هل تجد قولی كالمتصّلّفين. كلا بل انّ العربية

دیکھ کیا تو لاف زن لوگوں کی طرح میری بات کو پاتا ہے۔ ایسا ہرگز نہیں بلکہ حق بات یہ ہے کہ زبان عربی ایک دائرہ

احاطت جميع اغراضنا كالدائرة. و تجدها و صحيفة الفطرة كالمرايا

کی طرح ہماری تمام اغراض پر محیط ہے اور تو زبان عربی اور صحیفہ فطرت کو ان دو آئینوں کی طرح پائے گا جو ایک

المتقابلة. و ما تجد من اخلاق و افعال و عقائد و اعمال و دعوات

دوسرے کے مقابل ہوں اور تو ایسا کوئی خلق نہیں پائے گا اور نہ کوئی ایسا عقیدہ اور نہ کوئی ایسی دعائیں اور نہ ایسی

و عبادات و جذبات و شهوات الا و تجد فيها بحذائها مفردات و لا تجد

عبادتیں اور نہ ایسے جذبات اور نہ ایسی شہوات جن کے مقابل پر زبان عربی میں مفردات نہ پائے جائیں اور

﴿۵۱﴾

هَذَا الْكَمَالِ فِي غَيْرِ الْعَرَبِيَّةِ. فَاخْتَبِرْ اِنْ كُنْتَ لَا تَوْمَنُ بِهَذِهِ الْحَقِيقَةِ وَ لَا

یہ کمال کسی غیر زبان میں تو ہرگز نہ پائے گا۔ سو تو اس بات کو آزمالے اگر تو اس حقیقت کو باور نہیں کرتا اور

تستعجل كالمعاندين.

معاندوں کی طرح جلدی مت کر۔

وَ اعْلَمُ أَنَّ لِلْعَرَبِيَّةِ وَ صَحِيفَةِ الْقَدْرَةِ تَعْلِقَاتٍ طَبْعِيَّةٍ وَ انْعِكَاسَاتٍ

اور یہ بات جان رکھ کہ عربی اور صحیفہ قدرت میں طبعی تعلقات واقع ہیں اور ابدی انعکاس ہیں گویا وہ

ابدية. كانهما مرآيا متقابلة من الرحمان او توامان متماثلان او عينان

دونوں خدا تعالیٰ کی طرف سے مرآیا متقابلہ ہیں یا توام ہیں جو ایک دوسرے سے مماثلت رکھتا ہے یا ایک ہی منبع میں

من منبع تخرجان و تصدغان فانظر و لا تكن كالعَمِين فهذه نصوص

سے دو چشمے نکل رہے ہیں اور ایک دوسرے کے برابر چلے جاتے ہیں پس سوچ اور اندھوں کی طرح مت ہو پس یہ

قاطعة و حجج يقينية على ان العربية هي اللسان. و الفرقان هو النور

قطعی نصوص اور یقینی حجتیں ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں جو حقیقی زبان عربی ہے اور حقیقی کتاب اللہ قرآن ہے جو

التام الفرقان ففكر و لا تكن من الغافلين. و من فكر في القران و تدبر

نورتا م اور حق و باطل میں فرق کرتا ہے پس سوچ اور غافلوں میں سے مت ہو اور جو شخص قرآن میں غور کرے اور

كلمات الفرقان. ففهم ان هذا قد ثبت من البرهان. و ما كتبناه

فرقان میں تدبر کرے وہ سمجھ لے گا کہ یہ ساری باتیں دلیل سے ثابت ہو گئی ہیں اور ہم نے ظن کرنے والوں کی طرح

كالظانين بل اوتينا علماً كنور مبين.

نہیں لکھا بلکہ ہم کو ایک کھلے کھلے نور کی طرح علم ملا ہے۔

ثم اعلم يا طالب الرشده و السداد ان التوحيد لا يتم الا بهذا

پھر اے رشداور صلاح کے طالب اس بات کو جان کہ توحید بجز اس اعتقاد کے پوری نہیں

الاعتقاد و لا بد من ان نؤمن بكمال الوثوق و الاعتماد بان كل خير

ہوتی اور ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم کمال وثوق و اعتماد سے اس بات پر ایمان لاویں کہ ہر ایک

صدر من رب العباد وهو مبدء كل فيض للعالمين. ومن المعلوم عند

خیر خدا تعالیٰ سے ہی صادر ہوتی ہے اور تمام مخلوقات کے لئے وہی ہر ایک فیض کا مبداء ہے اور جو لوگ

ذوی العرفان انّ طاقة النطق والبيان من اعظم کمالات نوع الانسان.

صاحب معرفت ہیں وہ اس بات کو جانتے ہیں کہ نطق اور بیان کی طاقت نوع انسان کے بزرگ تر

بل ہی کالارواح للابدان. فكيف يتصور أنّها ما اعطيت من يدالمنان.

کمالات میں سے ہے۔ بلکہ وہ انسان کے لئے ایسی ہے جیسے بدنوں کے لئے روح پس کیونکر گمان کریں

کلابل ہی تامة الخلقة البشرية و حقيقة الارواح الانسيّة وانّها من

کہ وہ انسان کو خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے نہیں ملی۔ یہ بات ہرگز نہیں بلکہ زبان انسان کی پیدائش کا تتمہ ہے

اعظم نعم حضرة الاحدية. ولا يتم التوحيد الا بعد هذه العقيدة.

اور انسانی روح کی حقیقت ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک بہت بڑی نعمت ہے اور توحید بجز اس

أيرضى موحد بامرٍ فيه نقص حضرة العزّة او فيه شرك كعقائد

عقیدے کے پوری نہیں ہو سکتی۔ کیا کوئی موحد کسی ایسے امر پر راضی ہو سکتا ہے جس میں حضرت عزت کی

المشركين. وان الذين يعرفون الله حق العرفان يعلمون انه في كل خير

نسبت نقص لازم آوے یا اس میں مشرکوں کے عقیدے کی طرح شرک ہو اور جو لوگ خدا تعالیٰ کو حق

مبدء الفيضان. وانه موجد الموجودين. ولا يتكلمون كالدهرين

پہچاننے کا پہچانتے ہیں۔ جانتے ہیں کہ وہ ہر ایک خیر کا مبداء ہے اور ہر ایک موجود کا موجد ہے اور

والطبيعيين. اولئك الذين اتوا حفا من المعرفة. وسقوا من كاس

دہریوں اور طبیعوں کی طرح کلام نہیں کرتے یہ لوگ وہی ہیں جن کو معرفت کا حصہ دیا گیا ہے اور توحید

توحيد الحضرة وجعلوا من الفائزين. و ان ربنا كامل من جميع الجهات

کے پیالے پلائے گئے ہیں اور کامیابوں میں سے کئے گئے ہیں اور ہمارا خدا ہر ایک جہت سے کامل ہے

ولا يُعْرِى اليه نقص في الذات والصفات. وانه حميد لا يفرط اليه

اور کوئی نقص اس کی ذات اور صفات کی طرف عائد نہیں ہو سکتا اور وہ تعریف کیا گیا ہے۔ کوئی

﴿۵۳﴾

ذمّ و قدوس لا يلحقه و صم. و هذا هو محجّة الاهتداء و مشرب

بدی اس کی طرف پیش دستی نہیں کر سکتی اور وہ نہایت پاک ہے کوئی عیب اس کے شامل حال نہیں ہو سکتا

الاولیاء و الاصفیاء. و صراط الذین انعم اللہ علیہم و سبیل الذین

یہی ہدایت یابی کی راہ ہے اور اولیاء اور اصفیاء کا مشرب ہے اور ان لوگوں کی راہ ہے جن کو آنکھیں دی

نور عینہم غیر المغضوب علیہم و لا الضالین. فواللہ الذی ہو

گئیں مگر جن پر خدا کا غضب اور گمراہ ہیں ان کی یہ راہ نہیں پس اس خدا کی قسم ہے جو ذوالجلال و الاکرام

ذوالجلال و الاکرام. ان البشر ما وجد کملاً الا من فیضه التام

ہے کہ انسان نے ہر یک کمال اسی کے فیض سے پایا ہے اور وہ بہتر انعام کرنے والا ہے کیا لوگ یہ کہتے

و هو خیر المنعمین. ام یقولون انّ نعمة النطق ما جاءت من

ہیں کہ بولنے کی نعمت خدا تعالیٰ سے انسان کو نہیں ملی اور انسان کا پیدا کرنے والا اس نعمت کا دینے والا

الرحمان و ما کان معطيها خالق الانسان. فهذا ظلم و زور و غلو

نہیں۔ پس یہ ظلم اور جھوٹ ہے اور ظلم میں شیطان کی طرح غلو ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے

فی العدوان. کالشیاطین. و تلک قوم ما قدروا اللہ حق قدره. و ما

خدا تعالیٰ کی وہ قدر نہیں کی جو قدر کرنے کا حق تھا اور اس کے سورج اور چاند کی طرف نظر اٹھا کر نہیں

نظروا الی شمسہ و بدره. و ما فکروا انه هو رافع کل الدجی. و انه

دیکھا اور یہ نہیں سوچا کہ وہ وہ خدا ہے جو ہر یک تاریکی کو دور کرتا اور بلند آسمانوں اور زمین کا پیدا

خالق الارض و السموات العلی خلق الانسان ثم انطقه ثم هدی.

کرنے والا ہے اس نے انسان کو پیدا کیا پھر اس کو بولی سکھائی اور پھر ہدایت دی اور کوئی ایسی نعمت

و ما من نعمة الا اعطى فهذا هو ربنا الاعلی و خالقنا الاغنی.

نہیں جو اس نے عطا نہیں کی پس یہی ہمارا ربتر خدا ہے اور ہمارا پیدا کنندہ جو نہایت غنی ہے اس کی نعمتیں

وسعت نعمة ظاهرنا و باطننا و احاطت آلائه ابداننا و انفسنا

ہمارے ظاہر اور باطن پر محیط ہو رہی ہیں اور اس کی بخشش ہمارے بدنوں اور جانوں پر احاطہ کر رہی ہیں

هو الذی خلق الانسان. و اتم الخلق و زان. و اکمل الاحسان

وہی ہے جس نے انسان کو پیدا کیا اور اس کی پیدائش کو پورا کیا اور زینت بخشی اور اپنے احسان کو کمال تک

فکیف یظنّ انه ما علّم البیان. اتظنّ انه قدر علی خلق البشر. و ما

پہنچایا۔ پس ایسے محسن کی نسبت کیونکر گمان کیا جائے کہ اس نے انسان کو بولنا نہ سکھایا کیا تیرا یہ ظن ہے کہ وہ

قدر علی الانطاق و ازالة الحصر او کان من الغافلین. افانت

انسان کے پیدا کرنے پر تو قادر ہوا لیکن اس کے بلانے اور اس کی زبان کھولنے پر قادر نہ ہو سکا یا وہ غافلوں

تعجب ههنا من قدرة رب العالمین. و تری انه قوی متین و انه

میں سے تھا کیا تو اس جگہ رب العالمین کی قدرت سے تعجب کرے گا اور تو دیکھتا ہے کہ وہ زبردست قوت والا

خالق الجوهر والعرض. و منور السموات والارض. و مجیب

ہے اور وہ جو ہر اور عرض کو پیدا کرنے والا ہے اور زمین اور آسمان کو روشن کرنے والا ہے اور دعاؤں کو قبول

دعوة الداعین. فهل لك ان تتوب اليه و تمیل. و تتحامي القال

کرنے والا ہے۔ پس کیا تو اس بات کی طرف رغبت رکھتا ہے کہ اس کی طرف رجوع کرے اور قیل و قال کو

والقیل. والله يحب الصالحین.

چھوڑ دے اور خدا نیک بندوں سے محبت رکھتا ہے۔

فلما ثبت ان ربنا هو نور كل شئ من الاشياء. و منیر ما فی

اور جبکہ ثابت ہوا کہ ہمارا خدا ہر ایک چیز کا نور اور زمین اور آسمان کا روشن

الارض والسماء. ثبت انه المفیض من جمیع الانحاء. و خالق الرقیع

کرنے والا ہے تو ثابت ہو گیا کہ وہی ہر ایک طرح سے مبداء جمیع فیوض ہے اور وہی زمین

والغبراء. و هو احسن الخالقین. و انه اعطى العینین. و خلق اللسان

و آسمان کا خالق اور احسن الخالقین ہے اس نے دو آنکھیں دیں اور زبان اور ہونٹ

والشفیتین. و هدی الرضیع الی النجدین. و ما غادر من کمال مطلوب

دیئے اور بچہ کو لپٹانوں کی طرف ہدایت دی اور کوئی ایسا کمال انسانی اٹھانہ رکھا

﴿۵۵﴾

آآ اعطاها باحسن اسلوب. فمن الغباوة ان تظن ان النطق الذى هو نور

جس کی طرف انسان کو حاجت ہے اور ہر ایک مطلوب احسن طور سے ادا کیا پس یہ نادانی ہوگی کہ ایسا گمان کیا

حقیقة الانسان و مناط العبادة والذكر والایمان. ما اعطى مع الخلقه من

جائے کہ وہ نطق جو انسانی حقیقت کا نور ہے اور ذکر اور ایمان اور عبادت کا مدار ہے وہی خدا تعالیٰ کی

الرحمان. بل وجده البشر بشقّ النفس وجهد الجنان بعد تطاول امد

طرف سے انسانی پیدائش کو نہیں ملا بلکہ انسان نے اس کو اپنی محنت اور مشقت سے بعد مدت مدید اور زمانہ

وامتداد الزمان. وهل هذا الا افتراء الكاذبين. و من امن بالذی له کمال

دراز کے پایا اور یہ خیال صریح دروغ گو لوگوں کا افتراء ہے اور جو شخص اس ذات پر ایمان لایا ہو جو اپنی

تام فى الذات والصفات. و فیوض متنوعه لاهل الارض والسموات.

ذات اور صفات میں کمال تام رکھتا ہے جو رنگارنگ کے فیوض زمین اور آسمان کے باشندوں کے لئے رکھتا

و عرف انه مبدء الفيوض من جميع الجهات يومن بالضرورة بانه اعطى

ہے اور اس نے جان لیا ہو کہ خدا تعالیٰ ہر ایک جہت سے مبدء فیض ہے وہ بالضرورت اس بات پر ایمان

كل شىء خلقه و ما غادر شيئاً من الكمالات و هو مفيض كل فيض

لائے گا کہ اس نے ہر ایک چیز کو اس کے مناسب حال پیدائش بخشی ہے اور کوئی مطلوب باقی نہیں چھوڑا اور

احتاجت اليه طبائع المخلوقات بحسب الاستعدادات. و ما نعب

ہر ایک فیض کا مبدء ہے اور مخلوقات کی طبیعتیں بحسب استعداد اس کی طرف محتاج ہیں اور کوئی کو کاں کاں

غراب الا بتعليمه. وما زئر اسد الا بتفهيمه. هو منبع كل خير و فيضان

نہیں کرتا اور نہ شیر گر جتا ہے مگر اسی کی تعلیم اور تفہیم سے اور وہ ہر ایک خیر اور فیض کا مبدء اور ہر ایک نطق اور

ومعلم كل نطق و بيان و كذلك كان شان رب العالمين. اتزعم انه ربى

بیان کا معلم ہے اور ایسی ہی رب العالمین کی شان ہونی چاہئے تھی کیا تیرا یہ زعم ہے کہ اس نے انسان کی اس

الانسان كرجل عاجز من اكمال التربة لا بل رباه بأيدى القدرة التامة

شخص کی طرح پرورش کی جو کامل پرورش کرنے سے عاجز ہو۔ یہ ہرگز درست نہیں بلکہ اس نے قدرت تامہ

حتى وهب له لقب الخليفة. و كمله بكمال الفضل والرحمة. و اعطى

کے دونوں ہاتھوں سے پرورش کی ہے یہاں تک کہ اس کو خلیفہ کا لقب عطا کیا اور کمال فضل اور رحمت سے اس کو

له ما لم يعط احداً من المخلوقين. و انه هو الله الذى يربى الاشجار

کامل کیا اور اس کو وہ نعمتیں دیں جو کسی مخلوق کو نہیں دیں اور وہ وہی خدا ہے جو کامل تربیت کے ساتھ درختوں کی

بتربية كاملة حتى يجعلها دوحا ذات عظمة. و يزينها بزهر و انواع

پرورش کرتا ہے۔ یہاں تک کہ بڑے بڑے درخت ان کو کر دیتا ہے اور ان کو پھولوں اور قسمائتم کے پھولوں اور

ثمرة. و اظلال باردة ممدودة تسر الناظرين. فما زعمك انه خلق

ٹھنڈے اور پھیلے ہوئے سایوں سے آرائش دیتا ہے اور ایسی آرائش دیتا ہے کہ دیکھنے والے خوش ہوتے ہیں

الانسان خلقا غير تام و ما بلغه الى مقام. فيه كمال نظام و تركه ناقصا

پس تیرا کیا زعم ہے کہ اس خدا نے انسان کو ناقص پیدا کیا ہے اور ایسے کمال تک نہیں پہنچایا جس میں نظام کا کمال

كاللاغبيين. ثم العلوم التى توجد فى مفردات اللسان العربية تشهد

ہے اور تھننے والوں کی طرح اس کو ناقص چھوڑ دیا۔ پھر وہ علوم جو عربی زبان کے مفردات میں پائے جاتے ہیں

بالشهادة الجليلة. انها ليست فعل احد من البرية. و انها من خالق

وہ کھلے کھلے طور پر گواہی دیتے ہیں کہ وہ مخلوق کا فعل نہیں ہیں اور اس کا فعل ہے جس نے آسمان اور زمین کو پیدا

السماء والارضين. و لا يخلج فى قلبك ان الانسان لا يتولد ناطقا

کیا ہے اور تیرے دل میں یہ بات غلجان پیدا نہ کرے کہ انسان بولتا ہوا اور باتیں کرتا ہوا پیدا نہیں ہوتا بلکہ اس

متكلماً بل يجد هذا الكمال متعلماً كما نشاهد بالحق واليقين. فان هذا

کمال کو بذریعہ تعلیم کے پاتا ہے جیسا کہ ہم یقینی طور پر مشاہدہ کر رہے ہیں کیونکہ یہ اعتراض درحقیقت تیرے پر

الا يراد عليك لا لك. فاصح حالك و لا يغفل بالک كالتائمين

ہے نہ تیرے لئے پس اپنے حال کو درست کر اور اپنے دل کو سوائے ہوئے لوگوں کی طرح غافل مت کر کیونکہ

فانك اذا قبلت ان النطق لا يحصل الا بالتعليم. فلزمك ان تقبل

جب تو نے قبول کر لیا کہ بولنا صرف تعلیم کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے سو تجھے اس بات کا قبول کرنا بھی لازم



﴿ ۵۷ ﴾

آن البشر الاول ما فهم الا بالتفهيم. فاقترنت بما انكرت ان كنت من

آگیا کہ پہلا انسان بھی بجز سمجھانے کے خود بخود نہیں سمجھ سکا۔ پس اس صورت میں تو تو نے اس بات کا اقرار کر دیا جس کا

المتفكرين. وقد جرب الناس و تظاهر الخبرة والقياس. ان الاطفال

انکار کر دیا تھا۔ یہی درست ہے اگر تو سوچے اور فکر کرے اور یہ بات تحقیق شدہ امر ہے کہ لوگ آزمائے اور آزمائش اور

المتولدين لو يتركون غير متعلمين. ولا بلمهم ☆ لسانهم احد من

قیاس نے بالاتفاق یہ گواہی دی کہ بچے جو پیدا ہوتے ہیں اگر وہ بے تعلیم چھوڑے جائیں اور کوئی سکھانے والا ان کی زبان

المعلمين فلا يقدر ان على نطق ولا يجيبون المنطقين. بل يبقون كبحم

ان کو نہ سکھائے اور نہ وہ خود بخود بولنے پر قادر نہیں ہو سکتے اور نہ بلانے والوں کو جواب دے سکتے ہیں بلکہ لوگوں کی طرح

صامتين فإني دليل اوضح من هذا لمن طلب الحق وهو امين. و ما اتبع

چپ رہتے ہیں۔ پس اس سے بڑھ کر اس شخص کے لئے کون سی واضح دلیل ہوگی جو طالب حق اور امین ہے جو گمراہوں کی

سبل الضالين. فجاهد حق الجهاد. وفكر كاهل الرشاد ولا تستعجل

راہ پر نہیں چلتا۔ پس کوشش کر جیسا کہ حق کوشش کا ہے اور فکر کر جیسا کہ اہل رشد فکر کیا کرتے ہیں اور کنارہ کش لوگوں کی طرح

كالمعرضين. و من اجلى البديهيات ان ادم خلق من يدرّب الكائنات.

جلدی مت کر اور یہ بات تو اجلی بدیہیات میں سے ہے کہ آدم خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے پیدا کیا گیا تھا۔ اور اس وقت

وما كان احد معه من المعلمين والمعلمات. فثبت ان معلمه كان خالق

کوئی سکھانے والا یا سکھلانے والے آدم کے ساتھ موجود نہ تھا پس ثابت ہوا کہ آدم کا معلم اور بولی سکھانے والا

المخلوقات أفلا تؤمن بقدره قوى متين. افلا تعلم ان وجود البرية ظل

خدا تعالیٰ ہی تھا کیا تو خدائے قادر زبردست کی قدرت پر ایمان نہیں لاتا کیا تجھے خبر نہیں کہ مخلوقات ربوبیت کی صفت کا

لصفة الربوبية وبها كان ظهورهم في هذه النشأة و كان النطق من تنمة

ظہور ہے اور اسی صفت ربوبیت کے ساتھ تمام مخلوقات کا اس عالم میں ظہور ہوا اور بولنا انسان کی پیدائش کا ایک تہہ ہے

خلق الانسان فكيف يجوز الخداج للذی ظهر من یدی الرحمان. انزع

پس کیونکر ان چیزوں کو ناقص الخلقہ خیال کیا جائے جو خدا تعالیٰ کے دونوں ہاتھوں سے ظہور میں آئے ہیں

ان اللہ الذی نفخ روحہ فیہ . ما کان قادراً ان ینطق فیہ . مالک لا تفکر

کیا تو یہ خیال کرتا ہے کہ وہ خدا جس نے انسان میں زندگی کی روح پھونکی وہ اس بات پر قادر نہیں تھا کہ اس

کالمسترشدین . اتظن ان اللہ غادر ربوبیتہ ناقصۃ . او وثنت یدہ بعد ما

کے منہ کو کلام کرنے پر قادر کر دیتا تھے کیا ہو گیا کہ تو رشید لوگوں کی طرح نہیں سوچتا۔ کیا تو یہ گمان کرتا ہے کہ

ارای قدرۃ . او کفأہ رجل من الحاجزین . وان کنت تقر بالتعلیم و لکن

خدا تعالیٰ نے اپنی ربوبیت کو ناقص چھوڑ دیا یا قدرت دکھلانے کے بعد پھر ہاتھ اس کے نکلے ہو گئے یا کسی روکنے

لا تقر بتعلیم الرب الکریم . بل تسلك مسلک فلاسفة هذا الزمان .

والے نے اس کو روک دیا اور اگر یہ بات ہے کہ بولی سکھانے کا تو اقرار کرتا ہے لیکن یہ اقرار نہیں کرتا کہ خدا

و تذهب الی قدم نوع الانسان . فاعلم ان هذا باطل بالبداهة والعیان .

نے سکھائی بلکہ اس زمانہ کے فلاسفوں کے نقش قدم پر چلتا ہے اور نوع انسان کے قدم کا تاقل ہے پس جان کہ

وان هو الا الدعوی کدعوی الصبیان . او هدی کهذیان النشوان . ما

یہ خیال بالبداهت باطل ہے اور یہ صرف بچوں کے دعوؤں کے مانند دعویٰ ہے اور یا مستوں کی بکواس کی طرح

اتوا علیه بالبرهان . وما كانوا مثبتین . و کیف وان تفرد حضرة الاحدیة

ایک بکواس ہے۔ وہ لوگ اس بات پر کچھ دلیل نہیں لاسکے اور اپنے مدعا کو ثابت نہیں کیا اور کیونکر یہ صحیح ہو جبکہ

فی کمال الذات والهویة . یقتضی اراء نقصان البریة لیعلموا ان البقاء

خدا تعالیٰ کا اپنے ذاتی کمالات میں متفرد ہونا اس بات کو چاہتا ہے کہ اس کے مقابل پر تمام مخلوقات ناقص

الذی هو نوع من الکمال . لا یوجد الا فی حی ذی العزة والجلال .

حالت میں ہو تا کہ سب لوگ جان لیں کہ وہ بقا جو کمال کے نوع میں سے ہے وہ بجز اس زندہ ذوالجلال کے کسی

ولیعلموا انه صمد غنی کفاه وجوده . و لا حاجة ان یکون احدٌ ولیہ و

میں نہیں پائے جاتے اور تا جان لیں کہ وہ بے نیاز ہے۔ اس کا وجود اس کے لئے بس ہے کچھ حاجت نہیں کہ

ودوده . و لیس علیه ابقاء احد علی وجه الوجوب . و لیس امر لذاته

کوئی اس کا مددگار ہو یا دوست ہو اور اس پر فرض نہیں کہ کسی کو ہمیشہ کے لئے باقی رکھے اور اس کی ذات

﴿۵۹﴾

الغنى كالمطلوب. وليس له حاجة الى المخلوقين. بل قد تقتضى ذاته

غنى کے لئے کوئی امر واجب الطلب نہیں اور اس کو مخلوقات کی طرف کچھ بھی حاجت نہیں بلکہ اس کی

تجلیات الربوبية. ليعرف انها من صفاته الذاتية. فيخلق ما يشاء بالامر

ذات تجلیات ربوبیت کا تقاضا کرتی ہے تاکہ جانا جائے کہ ربوبیت اس کی صفات ذاتیہ میں سے ہے

والارادة. وقد يقتضى تجليات الاحدية. ليعرف ان غيره هالكة الذات

پس اپنے امر اور ارادہ سے جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور کبھی اس کی ذات تجلیات احدیت کا تقاضا

باطلة الحقيقة. و ليس له اليه مثقال ذرة من الحاجة. فيهلك كلمن على

کرتی ہے تاکہ جانا جائے کہ اس کے بغیر سب مرنے والی چیزیں ہیں اور ان کی طرف ایک ذرہ اس کو

الارض من نوع الخلقة. و لا يغادر فردًا من افراد البرية- الا و يمحوا

حاجت نہیں۔ تب وہ ہریک کو جو زمین پر ہے ہلاک کرتا ہے اور ایک فرد کو بھی نہیں چھوڑتا بلکہ اس کا

اثره بالاهلاك والاماتة. وكذلك يدير صفاته الى ابد الابدین. و كل

نشان مٹا دیتا ہے اور اسی طرح اپنی صفات کو گردش میں رکھتا ہے اور کبھی انتہا نہیں اور ہریک صفت

صفة يقتضى ظهوره بعد حين فيخلق قرونا بعد ما اهلك قرونا اولی.

اپنے وقت پر ظہور چاہتی ہے پس بعض زمانوں کے ہلاک کرنے کے بعد دوسری زبانیں☆ پیدا کر دیتا ہے

ليعرف بصفات عليها مدار نجات الوری. و لا يحتاج الى قدم نوع

تاکہ وہ اپنی ان صفات سے پہچانا جائے جو مدار نجات ہیں اور وہ کسی نوع کے قدامت کا محتاج نہیں

كما هو زعم النوكى. وهو غنى عن العالمين. ولا تنفك صفات

جیسا کہ نادانوں کا خیال ہے اور وہ تمام عالم سے بے نیاز ہے اور خدا تعالیٰ کی صفات اس کی ذات

الرحمن من ذات الرحمن وترى دور صفات الله القهار. كدور الليل والنهار

سے منفک نہیں ہو سکتی اور خدا تعالیٰ کے صفات کا دور تو ایسا پائے گا جیسا کہ دن اور رات کا دور ہے

ولا تتعطل صفاته كما هو زعم الغافلين. بل يقتضى ذاته وقت الافناء

اور اس کے صفات بیکار نہیں ہوتے جیسا کہ غافلوں کا خیال ہے بلکہ اس کی ذات فنا کرنے کے وقت کو ایسا

☆ سہو کتابت معلوم ہوتا ہے۔ بمطابق عربی عبارت ترجمہ میں ”دوسرے زمانے“ ہونا چاہیے۔ (ناشر)

کَمَا يَفْتَضِي وَقْتَ الْإِنشَاءِ. لِيَتَحَقَّقَ كُلُّ صِفَةٍ مِنْ صِفَاتِهِ الْغَرَاءِ. وَيَعْرِفُ

ہی چاہتی ہے جیسا کہ پیدا کرنے کے وقت کو چاہتی ہے تاکہ اس کی تمام صفیں ثابت ہو جائیں اور تاکہ

النَّاسُ تَفْرُدُ ذَاتَهُ. وَلَا يَعْتَقِدُوا بِنَقْصِ كَمَالَاتِهِ كَالْمَشْرُكِينَ. وَيَسْرِقُ تَوْحِيدَهُ

لوگ اس کی یکتائی کو سمجھ لیں اور یہ عقیدہ نہ رکھیں کہ اس کے کمالات میں کچھ نقص ہے اور تاکہ اس کی توحید

وَيَتَجَلَّى تَمَجِيدُهُ. وَيَعْرِفُ دِينَ اللَّهِ بِالْدَائِرَةِ الْإِبْدِيَّةِ. وَالسَّنَنِ الْقَدِيمَةِ

چمکے اور اس کی بزرگی جلوہ گر ہو اور دین الہی ابدی دائرہ کے ساتھ پہچانا جائے اور سنن قدیمہ کے ساتھ

الْمُسْتَمِرَّةِ. وَيُبْطِلُ كِفَارَةَ الْكُفْرَةِ الْفَجْرَةِ. وَيَمْحُو طَرِيقَ الشَّرْكِ

اس کا علم ہو اور عیسائیوں کے کفارہ کا بطلان ثابت ہو اور شرک اور بدعت کے طریقے مٹ جائیں۔ اور

وَالْبِدْعَةِ. وَلَيْسَتَيْنِ سَبِيلَ الْمَجْرَمِينَ. فَهَذَا أَمْرٌ اقْتَضَتْهُ ذَاتُهُ لَتَعْرِفَ بِهِ

کھل جائے کہ مجرموں کی یہ راہ ہے پس یہ وہ امر ہے جس کو خدا تعالیٰ کی ذات نے چاہا تاکہ اس کے ساتھ

صِفَاتِهِ وَلِيَنْقَطِعَ دَابِرُ الْمَفْتَرِينَ. فَقَدْ يَأْتِي وَقْتُ عَلِيٍّ هَذِهِ النَّشْأَةُ لَا يَبْقَى

اس کی صفات پہچائیں اور تافتریوں کا پیچھا کاٹا جائے پس اس عالم پر کبھی وہ وقت آجاتا ہے کہ بجز

وَجُودِ الْإِلَهِ وَجُودِ الْحَضْرَةِ. وَيَحْفَشُ السَّبِيلَ عَلَى كُلِّ تَلْعَةِ الْخَلْقَةِ. وَتَدْرُسُ

خدا تعالیٰ کے ایک فرد بھی باقی نہیں رہتا۔ اور فنا کا سیلاب ہریک پیدائش کی اونچی اور نیچی زمین پر چڑھ

إِطْلَالَ الْكَيْنُونَةِ وَلَا يَنْفَعُ خَبْطَ أَحَدٍ مِنَ الْخَابِطِينَ. ثُمَّ يَأْتِي وَقْتُ تَبَدُّو سِلْسَلَةِ

جاتا ہے اور ہستی کے نشان معدوم ہو جاتے ہیں اور کسی کو ہاتھ پیر مارنا نفع نہیں دیتا پھر ایک دوسرا وقت

الْمَخْلُوقَاتِ. فَهَذَا أَنْ اِثْرَانَ مَتَعَاقِبَانَ مِنْ رَبِّ الْكَائِنَاتِ لِثَلَا يَلْزِمُ تَعَطُّلَ

آتا ہے کہ مخلوقات کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے پس یہ دونوں نشان خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک دوسرے کے

الْصِّفَاتِ فَإِذَا ثَبَتَ هَذَا الدَّوْرُ فِي صِفَاتِ الرَّحْمَنِ. وَثَبَتَ الْإِفْنَاءُ وَالْإِنشَاءُ مِنْ

پہچھے چلتے ہیں تاکہ تعطل صفات لازم نہ آوے پس جبکہ یہ دور خدا تعالیٰ کی صفات میں ثابت ہو اور پیدا

سَّنَنِ الْمَنَانِ. مِنْ قَدِيمِ الزَّمَانِ فَقَدْ بَطُلَ مِنْهُ رَأْيُ قَدَمِ نَوْعِ الْإِنْسَانِ. وَكَيْفَ

کرنا اور مارنا خدا تعالیٰ کی قدیم عادتیں ثابت ہوئیں پس اس سے نوع انسان کی قدامت کا مسئلہ باطل ہو گیا

﴿ ۶۱ ﴾

الْقَدَمُ مَعَ اِزْمِنَةِ الْعَدَمِ وَالْفَقْدَانِ. وَ اَوَانَ الْفَنَاءِ وَالْبَطْلَانَ. فَانظُرْ كَالْمَجْدِينِ

اور باوجود عدم اور فقدان کے اور فنا کے کیونکر قدم باقی رہ سکتا ہے پس کوشش کرنے والوں کی طرح سوچ اور

وَلَا تَتَكَلَّمْ كَالْمُسْتَعْجَلِينَ.

جلدی کرنے والوں کی طرح مت بول۔

وَاعْلَمْ اَنَّ الْقَدَمَ الْحَقِيقِيَّ لَا يُوْجِدُ اِلَّا فِي ذِي الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ.

اور یہ بات جان کہ قدم حقیقی بجز ذات خدائے ذی الجلال کے کسی چیز میں بھی نہیں پایا جاتا اور روجوں اور

وَيَدُورُ رَحِي الْفَنَاءِ عَلٰى الْاَرْوَاحِ وَالْاَجْسَامِ. وَاحِدِيَّتُهُ تَقْتَضِيْ فَنَاءَ الْغَيْرِ فِي

جسموں پر فنا کی چکی چل رہی ہے اور خدا تعالیٰ کی احدیت ذاتی بعض ایام میں غیر کی نیستی چاہتی ہے۔ بجز ان لوگوں کے جو

بَعْضِ الْاَيَّامِ الْاَلَّذِيْنَ دَخَلُوْا فِيْ دَارِ اللّٰهِ. وَغَسَلُوْا بِبِحَارِ اللّٰهِ. وَحَقَّتْ بِهِمْ

با ایمان فوت ہو کر خدا تعالیٰ کے گھر میں داخل ہو گئے اور خدا تعالیٰ کے دریاؤں سے غسل دیئے گئے اور الہی نور ان پر محیط

اَنْوَارِ اللّٰهِ. وَازِيْلِ اَثْرِ الْغَيْرِ بِاَثَارِ اللّٰهِ. وَ مَاتُوا وَ هُمْ كَانُوْا فَا نِيْنَ. فِيْ حُبِّ

ہو گیا اور خدا تعالیٰ کے نشانوں سے غیر کے نشان مٹائے گئے اور فنا فی اللہ ہو کر خدا تعالیٰ کی محبت میں فوت ہو گئے پس یہ وہی

رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. فَاولئك الذين لا يذوقون الموت بعد موتهم الاولى. رحمة

لوگ ہیں جو اپنی پہلی موت کے بعد پھر موت کا مزہ نہیں چکھیں گے یہ تمام رحمت ان کے بزرگ رب کی طرف سے ہے

مَنْ رَبِّهِمْ الْاَعْلٰى. فَلَا يَرَوْنَ الْمَآءَ وَلَا بَلْوٰى. وَيَبْقَوْنَ فِيْ جَنَّةِ اللّٰهِ خَالِدِيْنَ.

پس نہ وہ کوئی درد اور نہ سختی دیکھتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی بہشت میں ہمیشہ رہتے ہیں اور خدا تعالیٰ ان کو اپنی زندگی میں سے

وَيُعْطِيْهِمُ اللّٰهُ حَيَاتًا مِّنْ حَيَاتِهِ. وَ كَمَالَاتٍ مِّنْ كَمَالَاتِهِ وَلَا تَفْنِيْهِمْ غَيْرَتُهُ بَمَا

زندگی بخشتا ہے اور اپنے کمالات میں سے کمال عطا کرتا ہے اور اس کی غیرت ان کو فنا نہیں کرتی کیونکہ اس کی وحدانیت ان

اِحاطت عليهم احديته فطوبى للذين ضلوا في حُبِّ مولى قوتى متين.

پر محیط ہو جاتی ہے پس مبارک وے لوگ جو اس کی محبت میں کھوئے گئے جو زبردست آقا ہے۔

ثُمَّ نَعُوْدُ اِلَى كَلِمَتِنَا الْاَوْلى. وَ نَقُوْلُ اَنَّ اللّٰهَ الْاَقْنٰى جَعَلَ

پھر ہم اپنے پہلے کلمہ کی طرف عود کر کے کہتے ہیں کہ خدائے بے نیاز نے ہر ایک چیز کو پانی سے

كُلُّ شَيْءٍ مِنْ الْمَاءِ حَيًّا. وَالْمَاءُ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ بِأَنْوَاعِ الْبَرَكَاتِ وَالْعَطَاءِ

زندہ کیا ہے اور پانی کئی قسم کی برکتوں اور بخششوں کے ساتھ آسمان سے اترا ہے پس نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ

فَالنَّيْجَةُ إِنْ كَلَّ فَيُضُّ جَاءَ مِنْ حَضْرَةِ الْكَبِيرِاءِ. وَهُوَ مَبْدَأُ كُلِّ خَيْرٍ لِجَمِيعِ

ہر یک فیض خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی آیا ہے اور وہ تمام چیزوں کے لئے مبداء خیر ہے اور یہ منکروں پر

الْأَشْيَاءِ وَهَذَا رُذُّ الْآخِرِ عَلَى الْمُنْكَرِينَ. الَّذِينَ يَقُولُونَ إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ

ایک اور رُذُّ ہے یعنی ان پر جن کا قول ہے جو انسان گونگے کی طرح پیدا کیا گیا ہے اور خدا نے ان کو نہ کچھ

كَابَكُمْ. وَمَا فَهَمُّ وَمَا عِلْمٌ وَخَلَقَهُ كَالنَّاقِصِينَ. هَذَا مَا كَتَبْنَا لِلْمُحَلِّدِينَ.

سکھلایا اور نہ سمجھایا اور ناقصوں کی طرح ان کو پیدا کیا۔ یہ تو ہم نے لحدوں اور طبعوں کیلئے لکھا ہے جو

وَالطَّبِيعِينَ. الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِدِينِ اللَّهِ وَيَقُولُونَ مَا يَقُولُونَ مُجْتَرِئِينَ. وَأَمَّا

دین اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور دلیری کی راہ سے جو چاہتے ہیں بول اٹھتے ہیں مگر وہ لوگ جو

الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا جَاءَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ. فَيَكْفِي لَهُمْ مَا اثْبَتْنَا مِنْ

حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے پس ان کے لئے تو اسی قدر کافی ہے جو قرآن شریف سے ہم نے

كِتَابَ مِيبِينَ. أَيَا مَرَهُمْ تَوْحِيدَهُمْ إِنْ يَنْسُبُوا فَعَلَّ اللَّهُ إِلَهِي غَيْرَ الرَّبِّ الْقَدِيرِ. أَوْ

ثابت کیا ہے کیا ان کی توحید ان کو اجازت دے سکتی ہے جو خدا تعالیٰ کے فعل کو اس کے غیر کی طرف منسوب

يَقْسِمُوا خَلْقَ اللَّهِ بَيْنَ الرَّبِّ وَالْعَبْدِ الْحَقِيرِ. أَوْ يَحْسِبُوا خَلْقَهُ الْأَشْرَفِ

کریں یا خدا اور بندہ میں پیدائش کو تقسیم کریں۔ یا اس کی اشرف المخلوقات کو ناقص اور ناقصوں کی طرف

نَاقِصًا مَحْتَاجًا إِلَى النَّاقِصِينَ. كَلَّا بَلْ هِيَ كَلِمَةٌ لَا تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِ الْمُؤْمِنِينَ

محتاج خیال کریں ہرگز نہیں بلکہ یہ ایک ایسا کلمہ ہے جو مومنوں موحدوں کے منہ سے نکل نہیں سکتا اور نطق کے

الْمُؤَحَّدِينَ. وَلِلنَّاطِقِ شَانِ خَاصٍ كَشَانِ الْحَيَوَةِ وَقَدْ حَصَّه اللَّهُ بِالْبَشَرِ مِنْ

لئے ایک شان خاص ہے جیسا کہ حیات کے لئے ایک شان خاص ہے اور خدا تعالیٰ نے تمام جانداروں میں

جَمِيعِ الْحَيَوَانَاتِ. فَكَمَا أَنَّ الْبَشَرَ مَا وَجَدَ الْحَيَاتِ إِلَّا مِنَ الرَّحْمَانِ.

سے نطق کو بشر کے ساتھ خاص کیا ہے پس جیسا کہ انسان <sup>☆</sup> زندگی کو صرف خدا تعالیٰ سے پایا ہے

﴿۶۳﴾

فَكَذَلِكَ مَا وَجَدَ النَّاطِقَ إِلَّا مِنَ ذَلِكَ الْمَنَانِ. وَ هَذَا هُوَ الْحَقُّ أَفَانْتِ مِنْ

اسی طرح اس نے بولنے کو بھی صرف اس محسن حقیقی سے پایا ہے اور یہی سچی بات ہے کیا تو ان لوگوں میں

الْمُرْتَابِينَ. وَإِنْ كُنْتَ تَتَضَنُّ أَنْ أَمَّكَ عِلْمُكَ اللِّسَانَ فَمِنْ عِلْمِ أُمَّكَ

سے ہے جو شک کرتے ہیں اور اگر تجھے یہ گمان ہے کہ تیری ماں نے تجھے بولنا سکھا یا سو تیری پہلی ماں کو

الْأُولَىٰ وَعِلْمُهَا الْبَيَانُ. فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْجَاهِلِينَ. وَ إِنْ اللَّهُ أَوْ مَلِيٌّ فِي مَقَامَاتِ

کس نے بولنا سکھا یا تھا اور کس نے اس کو فصاحت کا سبق دیا تھا پس تو جاہلوں میں سے مت ہو اور

مِنَ الْفِرْقَانِ إِلَىٰ أَنْ الْعَرَبِيَّةُ هِيَ أُمَّةُ اللِّسَانِ وَ وَحْيُ الرَّحْمَانِ. وَ لِأَجْلِ ذَلِكَ

خدا تعالیٰ نے قرآن شریف کے کئی مقامات میں اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ زبانوں کی ماں اور

سَمِّيَتْ مَكَّةَ مَكَّةَ وَ أُمَّةُ الْقُرْأَىٰ. فَإِنَّ النَّاسَ أَرْضَعُوا مِنْهَا لِبَانَ اللِّسَانِ وَ الْهَدْيِ.

خدا کی وحی صرف عربی ہے۔ اور اسی واسطے اس نے مکہ کا نام مکہ اور اُم القریٰ رکھا کیونکہ لوگوں نے

فَهَذِهِ إِشَارَةٌ إِلَىٰ أَنَّهَا هِيَ مَبْنَعُ النَّاطِقِ وَ النَّهْيِ. فَفَكَّرْ فِي قَوْلِ رَبِّ

اس سے ہدایت اور زبان کا دودھ پیا پس یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ صرف عربی زبان ہی نطق

الْوَرَىٰ. قُرْءَانًا عَرَبِيًّا لِتُنذِرَ أُمَّ الْقُرْأَىٰ. وَ فِي ذَلِكَ آيَةٌ لِلَّذِي يَتَّقُ

اور عقل کا منبع ہے پس خدا تعالیٰ کے اس قول میں فکر کر کہ یہ قرآن عربی ہے تا تو مکہ کو کہ جو تمام آبادیوں

اللَّهُ وَ بِخَشْيِهِ. وَ يُطَلِّبُ الْحَقَّ وَ لَا يَأْبَىٰ وَ لَا يَتَّبِعُ سَبِيلَ الْمُعْرِضِينَ. ثُمَّ أَنْتِ

کی ماں ہے ڈراوے اور اس میں اس شخص کے لئے نشان ہے جو خدا سے ڈرے اور حق کو ڈھونڈے اور

تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَنَا خَاتِمَ النَّبِيِّينَ. كَانَ نَذِيرًا لِلْعَالَمِينَ. وَ كَذَلِكَ سَمَاهُ

انکار نہ کرے اور کنارہ کش لوگوں کا پیرو نہ ہو پھر تو جانتا ہے کہ ہمارا رسول خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

رَبُّهُ وَ هُوَ أَصْدَقُ الصَّادِقِينَ. فَثَبَّتْ أَنْ مَكَّةَ أُمَّ الدُّنْيَا كَلَّهَا وَ مَوْلِدُ كَثْرَتِهَا

تمام دنیا کے لئے نذیر ہے اور یہی خدا تعالیٰ نے اس کا نام رکھا ہے اور وہ اصدق الصادقین خدا ہے پس

وَ قَلَّهَا وَ مَبْدَأُ أَصْلِ اللُّغَاتِ وَ مَرْكَزُ الْكَائِنَاتِ أَجْمَعِينَ. وَ ثَبَّتْ مَعَهُ

اس سے ثابت ہوا کہ مکہ تمام دنیا کی ماں ہے اور تمام قلیل و کثیر کا مولد ہے اور اسی کے ساتھ یہ بھی ثابت ہو گیا

ان العربیة ام الالسنة بسما كانت مكة ام الامكنة من بدء الفطرة وثبت ان

کہ عربی تمام زبانوں کی ماں ہے کیونکہ مکہ تمام مکانوں کی ماں ہے اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ قرآن

القران أم الصحف المطهرة. ولذلك نزل في اللغة الكاملة المحيطة.

تمام الہی کتابوں کی ماں ہے اور اسی لئے کامل زبان میں اتر ہے جو محیط کل ہے اور الہی ارادوں

واقضت حکم ارادات الالهية ان ينزل كتابه الكامل الخاتم في اللهجة

کی حکمتوں نے تقاضا کیا کہ اس کی کامل کتاب جو خاتم الکتب ہے اس زبان میں نازل ہو جو جز زبانوں کی

التي هي اصل الالسنة و أم كل لغت من لغات البرية. وهي عربي مبين. وقد

ہے اور تمام مخلوقات کی زبانوں کی ماں ہے اور وہ عربی ہے۔ اور تو سن چکا ہے کہ قرآن میں

سمعت ان الله جعل لفظ البيان صفة للعربية في القران. و وصف العربية

اللہ تعالیٰ نے بلاغت فصاحت کو عربی کی صفت ٹھہرایا ہے اور عربی کو عربی مبین کے لفظ سے موسوم کیا ہے۔

بعربي مبين. فهذه اشارة الى فصاحت هذا اللسان و علو مقامها عند

پس یہ بیان اس زبان کی فصاحت کی طرف اشارہ ہے اور نیز اس کے مرتبہ عالیہ کی طرف ایما ہے مگر

الرحمن. و اما الالسنة الاخرى فما وصفها بهذا الشان بل ما عزاها الى

خدا تعالیٰ نے دوسری زبانوں کو اس وصف سے موصوف نہیں فرمایا بلکہ ان کو اپنی ذات کی طرف

نفسه لتعليم الانسان. و سماء غير العربية اعجميا ففكر ان كنت زكيا.

منسوب بھی نہیں فرمایا اور ان کا نام اعجمی رکھا پس اگر تو زکی ہے تو اس بات کو سوچ لے اور مبارک

و طوبى للمتفكرين. و ما نطق التورات بهذا الدعوى. و لا ويد الهنود

ہیں وہ جو اس بات کو سوچتے ہیں اور تورات نے ہرگز یہ دعویٰ نہیں کیا اور نہ ہندوؤں کے وید نے یہ

و لا كتب اخرى. و ما اشار احد و ما اومى. فلا تعز الى احد منها ما لا

دعویٰ کیا اور کسی نے اس طرف اشارہ بھی نہیں کیا پس تو ان کی طرف اس دعویٰ کو منسوب نہ کر جو

عزا. او اخرج لنا هذا الدعوى ان كنت تزعم ان احدا ادعى

انہوں نے نہیں کیا یا ہمیں دعویٰ نکال کر دکھلا اگر تیرا یہ گمان ہے کہ انہوں نے دعویٰ کیا ہے



﴿۶۵﴾

ولن تستطيع ان تخرجهما فلا تتبع سبيل المفترين. ثم اعلم ان العرب

اور تو ہرگز نہیں نکال سکے گا پس تو انفراد اذوں کا پیرومت ہو پھر تجھے معلوم ہو کہ عرب کا

مشتق من الاعراب. وهو الافصاح فى التكلم والسؤال والجواب. يقال

لفظ اعراب سے مشتق ہے اور وہ بلیغ و فصیح کلام کو کہتے ہیں جیسا کہ یہ مقولہ ہے کہ اَعْرَبَ الرَّجُلُ

اعرب الرجل اذا كانت فى كلامه الابانة والايضاح والرزانة. وما كان

یہ اس وقت بولتے ہیں جب کسی کی زبان فصیح ہو اور بستہ زبان نہ ہو مگر اعجم کا لفظ اس پر بولا

ك رجل لا يكاد يبين. واما الاعجم فهو الذى لا يفصح كلامه. ولا

جاتا ہے جو فصاحت بلاغت سے عاری ہو۔ جس کا نظام تقریر عمدہ نہ ہو زبان میں شیرینی نہ

يحفظ نظامه. ولا يرى حلاوة اللسان. ولا يرتب اعضاء البيان. بل

ہو بیان کے اعضاء میں ترتیب نہ ہو بلکہ کچھ کھا جائے اور کچھ بیان کرے اور بات کو بوٹی

ياكل اكثرها ويرى بعضها كعضين فهذان لفظان متقابلان و مفهومان

بوٹی کر دے۔ پس یہ دو لفظ باہم متقابل ہیں اور دو متضاد مفہوم ہیں اور کسی نے جو انوں

متضادان. وما اخترعهما احد من الشيوخ والشبان. بل هما من خالق

اور بڑھوں میں سے ان کو اپنی طرف سے نہیں بنایا۔ بلکہ یہ دونوں خدا تعالیٰ کی طرف سے

الانسان لقوم متدبرين. وقد جاء لفظ العرب فى كتب اُولى صحف

ہیں ان کے لئے جو سوچتے ہیں۔ اور عرب کا لفظ پہلی کتابوں میں بھی آیا ہے۔ یعنی یسعیاہ نبی

يسعياہ و موسى و فى الانجيل تقرأ و ترى. فثبت انه من الله الاعلى.

کی کتاب اور موسیٰ کی کتاب اور انجیل میں۔ پس ثابت ہوا کہ یہ لفظ خدا تعالیٰ کی طرف سے

وليس كهذا الاسم اسم لسان من الالسنه الاعجمية ولن تجد نظيره فى

ہے اور کسی دوسری زبان میں ایسا نام نہیں اور کسی ولایت میں تو اس کی نظیر نہیں پائے گا۔

العبرانية و غيرها من اللهجة ففكر هل تعلم لها سميا فى تلك الالسنه

پس تو عبرانی اور دوسری زبانوں میں فکر کر کیا عربی کے ہننام کسی اور زبان کو تو پاتا ہے

فثبت انّ العربية هي اللسان. ولا يوجد في غيرها هذا الشأن. ففكر ان

پس ثابت ہوا کہ حقیقی زبان عربی زبان ہی ہے اور اس کے غیر میں یہ شان پائی نہیں جاتی۔

كنت من المشككين. ومن اجلى العلامات ان اللسان الذي كان من

پس اگر تجھے کچھ شک ہے تو شرم کرو۔ اور یہ بات بہت روشن باتوں میں سے ہے کہ وہ زبان

ربّ الكائنات. وكان من احسن اللغات. وابهى فى الصفات. هو

جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور درحقیقت عمدہ زبان ہے وہ وہی زبان ہے جس کا

اللسان الذى مدحه الله وسماه باسم حسن كما هي سنة ربّ ذى منن.

خدا تعالیٰ نے آپ تعریف کے ساتھ نام رکھا۔ جیسا کہ یہی سنت اللہ ہے۔ پس ایسی زبان کا

فانبئوا بذلك اللسان ان كنتم فى شكّ من هذا البيان. و لن تجدوا

مجھے نشان دو اگر تم اس زبان کے بارے میں شک میں ہو اور ایسا اسم جیسا کہ عربی ہے ہرگز

كالعربية اسمًا فى الحسن واللمعان. ففى ذلك آيات للمتوسمين.

نہیں پاؤ گے اور اس میں غور کرنے والوں کے لئے نشان ہیں اور عجم خدا تعالیٰ کے نزدیک

وامّا العجم فهم عند الله كبكم لا لسان لهم. او كبهائم لا بيان لهم. فان

ان گونگوں کی طرح ہیں جن کی زبان نہ ہو یا ان چار پایوں کی طرح جو بول نہ سکیں کیونکہ ان

تکلمهم ما حصل لهم الا بالعربية. وليس لفظ عندهم الا من هذه

کو صرف عربی کے ذریعہ سے بولنا حاصل ہوا ہے اور ان کے پاس بجز اس زبان کے ایک لفظ

اللهجة. ولا يقدرّون من دون العربية على المكالمات. فيتحقّق حينئذ

بھی نہیں اور بجز عربی لفظوں کے بات کرنے پر قادر نہیں ہو سکتے۔ پس اس وقت ثابت ہوتا ہے

انهم كالعجماء. فقابل بوجه طليق او خاصم بلسان ذليق. انك من

کہ وہ چار پایوں کی طرح ہیں پس کشادہ زبانی کے ساتھ سامنے آیا تیز زبان کے ساتھ جھگڑ

المغلوبين. فاوصيك ان تفكر فى هذا الدعوى. وتذكر قومًا نوکی ان كنت

بے شک تو مغلوب ہے پس تو اس دعویٰ میں غور کر اور بے وقوفوں کو یاد دلا اگر تو عقل مند ہے

﴿۶۷﴾

مِنَ الْعَاقِلِينَ. وَ اشكر الله على ما جاءك من البراهين. و لا تنس ان لفظ

اور ان دلائل کی وجہ سے جو تجھ کو ملے خدا تعالیٰ کا شکر کر اور اس بات کو فراموش مت کر کہ عرب <sup>☆</sup> کا لفظ عجم سے مشتق

العجم قد اشتق من العجماء وهو البهيمه في هذه اللغة الغراء. فتدبر وجه

ہے اور عجماء لغت عربی میں چار پائے کو کہتے ہیں پس اس وجہ تسمیہ کو سمجھ لے تاکہ تیرے پر حقیقت کا مغز کھلے

التسمية لينكشف عليك لب الحقيقة ولتكون من الموقنين. و كم من اية

اور تاکہ تو یقین کرنے والوں سے ہو اور بہت سے نشان اس پر دلالت کرتے ہیں اگر تو طالب ہو ان نشانوں

تدل عليها لو كنتم طالبين. ومنها ان الله سمى الانسان سمياً في الفرقان.

میں سے ایک یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے انسان کا نام سمیع رکھا ہے۔ پس اس سمیع کے لفظ سے سمجھا جاتا ہے کہ پہلے

فَيُفْهِمُ مِنْهُ اِنَّهُ اَسْمَعُهُ فِي اَوَّلِ الزَّمَانِ. و ماتر کہہ کا لفظ مخذولین.

زمانہ میں خدا تعالیٰ نے ہی اس کو سنایا اور اس کو خذلان کی حالت میں نہ چھوڑا۔

و منها انه اوضح في البقرة هذا الايماء وقال عَلَّمَ اَدَمَ الْاَسْمَاءَ

اور ان نشانوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے سورہ بقرہ میں اس اشارہ کو زیادہ واضح کر کے لکھا ہے

فهذا التعليم يدل على اشياء منها انه مكان معلم الكلمات بتوسط

اور کہا ہے کہ خدا نے آدم کو نام سکھائے پس یہ سکھانا کئی باتوں پر دلالت کرتا ہے ان میں سے ایک یہ کہ

المسميات و نعى بالمسميات كلما يمكن بيانه بالاشارات فعلا كان او من

خدا تعالیٰ نے کلمات کو مسمیات کے ذریعہ سے سکھلایا اور مسمیات سے مراد ہمارے ایسے امور ہیں جن کا بیان کرنا

اسماء المخلوقات. و منها انه كان معلم حقايق الاشياء و خواصها المكتومة

اشارات کے ذریعہ سے ممکن ہے خواہ وہ فعل ہوں یا اسماء مخلوقات میں سے ہوں اور پھر دوسرا امر یہ ہے کہ حقائق

المخزونة في حيز الاختفاء بلغة عربى مبين. و ان قلت ان النحويين خصصوا

اشياء اور ان کے جو چھپے ہوئے خواص ہیں وہ زبان عربی میں سکھائے گئے۔ اور اگر تو یہ بات کہے کہ نحویوں نے لفظ

لفظ الاسم بالاسماء المخصوصة التى لها معانى ولا تقترن باحد

اسم کو اسماء مخصوصہ سے خاص کیا ہے۔ یعنی وہ اسماء جن کے واسطے معانی ہیں اور تین زمانوں میں سے کسی سے اقتران

من الازمنة الثلاثة. فجوابه ان ذلك اصطلاح لهذه الفرقة. ولا اعتبار به

رکتے ہیں پس جواب اس کا یہ ہے کہ یہ اس فرقہ کی اصطلاح ہے اور جب ہم حقیقی طور پر نظر

عند نظر الحقيقة فانظر كالمبصرين. وان قيل ان المشهور بين العامة من

کریں تو یہ اصطلاح ساقط الاعتبار ہوگی پس دیکھنے والوں کی طرح سوچ۔ اور اگر کوئی کہے

اهل الملة. ان الله علم ادم جميع اللغات المختلفة. فكان ينطق بكل لغت

کہ عوام مسلمانوں میں تو یہ مشہور ہے کہ خدا تعالیٰ نے آدم کو تمام بولیاں سکھا دی تھیں اور

من العربية والفارسية وغيرها من الالسنه فجوابه ان هذا خطأ نشأ من

وہ ہریک بولی عربی فارسی وغیرہ بولتا تھا پس اس کا جواب یہ ہے کہ یہ خطا ہے اور اس کی

الغفلة. لا يلتفت اليه احد من اهل الخبرة بما خالف امراً ثبت بالبداهة.

طرف کوئی عقلمند توجہ نہیں کرے گا کیونکہ یہ بدیہی الثبوت امر کے مخالف ہے اور بے خبروں کا

وما هو الا زعم الغافلين. بل العربية هي اللسان من مستانف الايام

گمان باطل ہے بلکہ پہلی زبان اور پہلے زمانہ کی بولی صرف عربی ہے اور اس کا غیر اس کا

ومستطرفها وليس غيرها الا كمرجان من درر صدفها وانت تعلم ان

مال موروثی ہے۔ یا کوئی چھوٹا سا موتی اس کے موتیوں میں سے ہے اور تو جانتا ہے کہ

القران والتورات قد اثبتا ما قلنا واكتملا الاثبات الا تعلم ما جاء في

قرآن اور تورات نے جو کچھ ہم نے کہا وہ ثابت کر دیا ہے کیا تجھے معلوم نہیں کہ توریت

الاصحاح الحادى العشر من التكوين. فانه شهد ان اللسان كانت

کتاب پیدائش گیا رھویں باب میں لکھا ہے کہ ابتدا میں تمام زمین کی بولی ایک تھی پھر جب

واحدة فى الارضين. ثم اختلفوا ببابل معرقين. واما القران فقد سبق فيه

وہ عراق عرب میں داخل ہوئی۔ تو بابل شہر میں بولیوں میں اختلاف پڑا اور قرآن کا بیان

البيان. ففكر كالمحققين. ثم ههنا طريق اخر لطلاب الحق

تو ٹوسن چکا۔ پس تحقیق کرنے والوں کی طرح سوچ۔ پھر اس جگہ ایک اور طریق ثبوت حق

﴿۶۹﴾

والمعرفة و هو انا اذا نظرنا في سنن الله ذى الجلال والحكمة فوجدنا نظام

اور معرفت کے طالبوں کے لئے ہے اور وہ یہ ہے کہ جب ہم اللہ ذوالجلال کی سنتوں پر نظر ڈالتے ہیں۔ تو ہم اس

خلقه على طريق الوحدة. و ذلك امر اختاره الله لهداية البرية ليكون على

کی پیدائش کا نظام وحدت کے طور پر پاتے ہیں اور یہ وہ امر ہے جس کو خدا تعالیٰ نے لوگوں کی ہدایت کے لئے

احدية احد من الادلة. و ليدل على انه الخالق الواحد لا شريك له في

اختیار کیا ہے تاکہ اس کی وحدانیت پر دلیل ہو۔ اور اس دلیل پر دلالت کرے کہ وہ اکیلا پیدا کرنے والا واحد

السماء والارضين. فالذى خلق الانسان من نفس واحدة كيف تعزى اليه

لا شريك ہے کوئی اس کا شریک زمین و آسمان میں نہیں پس جس نے انسان کو نفس واحد سے پیدا کیا کیونکر اس کی

كثرة غير مرتبة و لغات متفرقة غير منتظمة. الا تعلم انه راعى الوحدة في

طرف ایک ایسی کثرت منسوب کی جائے جو غیر مرتب ہے اور کیونکر ایسی زبانیں اس کی طرف سے سمجھی جائیں جو

كل كثيرة. و اشار اليه في صحف مطهرة. و كتاب امام العارفين. و ابان في

غیر منتظم ہیں۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اس نے ہر ایک کثرت میں وحدت کی رعایت رکھی ہے اور اپنی پاک کلام میں

صحفه الغراء انه خلق كل شيء من الماء. فانظر الى سنة حضرة الكبرياء كيف

اس کی طرف اشارہ کیا ہے جو عارفوں کی امام ہے اور اس نے اپنی کتاب روشن میں بیان فرمایا ہے کہ اس نے

رد الكثرة الى وحدة الاشياء وجعل الماء ام الارض والسماء ففكر كالعقلاء

ہر ایک چیز کو پانی سے ہی پیدا کیا ہے پس خدا تعالیٰ کی سنت کی طرف دیکھ کیونکر اس نے کثرت کو وحدت کی طرف

فانه عنوان الاهتداء و لا تستعجل كالجاهلين و ان هذه الآية دليل واضح على

رد کیا ہے اور پانی کو زمین اور آسمان کی ماں ٹھہرایا ہے پس عقلمندوں کی طرح سوچ کہ یہ ہدایت پانے کی

سنة خالق الرقيع والغبراء. وفيها تبصرة لاهل الانظار والاراء والله وتر يحب

علامت ہے اور جاہل مت بن۔ اور یہ آیت خدا تعالیٰ کی سنت پر دلیل واضح ہے اور اس میں اہل نظر کے لئے

الوتر يا معشر الطلباء. هو الذى نور من نور واحد نجوم السماء

بصیرت کی راہ ہے اور خدا تعالیٰ وتر ہے وتر کو دوست رکھتا ہے وہی ہے جس نے ایک نور سے تمام ستاروں کو بنایا

﴿۷۰﴾ وخلق نفوساً متشابهة على الغبراء. وجعل الانسان عالماً جامع جميع

اور زمین پر تمام نفوس متشابہ پیدا کئے اور انسان کو ایک عالم جمیع حقائق اشیاء کا جامع بنایا

حقائق الاشیاء. فلولم يكن نظام الخلق مبنياً على الوحدة لما وجدت في

پس اگر مخلوقات کا نظام وحدت پر مبنی نہ ہوتا تو خدا تعالیٰ کی پیدائش میں یہ مشابہت نہ پائی

خلق الله وجود هذه المشابهة. وكان خلق الله كالمترفين. بل لولم يكن

جاتی اور مخلوق متفرق چیزوں کی طرح ہوتی بلکہ اگر نظام وحدانی نہ ہوتا تو حکمت باطل

النظام الوجداني لبطلت الحكم وضاع السر الروحاني. وسد الصراط

ہو جاتی اور سر روحانی ضائع ہو جاتا اور ربانی راہ بند ہو جاتی اور سالکوں کا امر مشکل

الرباني وعسر امر السالكين. فمالك لا تفهم وحدة دالة على الوحيد.

ہو جاتا۔ پس تجھے کیا ہو گیا کہ تو اس وحدت کو نہیں سمجھتا جو اس یگانہ پر دلالت کرتی ہے اور

وهي في الاسلام مدار التوحيد واصل كبير للتعظيم والتمجيد. وسراج منير

وہی اسلام میں توحید کا مدار ہے اور اس کی تعظیم اور تجمید کے لئے اصل کبیر ہے اور خدا

لمعرفة الوجدانية الالهية والاحدية الربانية. وانها من علوم اختصت

تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی یتائی کے پہچاننے کے لئے ایک چراغ روشن ہے اور ان

بالمسلمين. ثم اعلم ان الآثار النبوية والنصوص الحديثية. قد بلغت في هذا

علوم میں سے ہے جو اہل اسلام سے خاص ہے پھر جان کہ آثار نبویہ اور نصوص حدیثیہ اس

الى كمال الكثرة. حتى اعطت ثلج القلب ونور السكينة. كما لا يخفى على

بارے میں اس کثرت تک پہنچ گئے ہیں کہ جن سے دل کو تسلی اور اطمینان کا نور حاصل ہوتا ہے

المحدثين و اخرج ابن عساكر في التاريخ وهو المقبول الثقة. قال قال ابن

جیسا کہ محدثوں پر پوشیدہ نہیں اور ابن عساکر جو مقبول اور ثقہ ہے ابن عباس سے اپنی تاریخ

عباس ان ادم كان لغته في الجنة العربية وكذلك اخرج عبد الملك

میں بیان کرتا ہے کہ بہ تحقیق آدم کی بولی جنت میں عربی ہی تھی اور اسی طرح عبد الملک آنحضرت

﴿۱﴾

حدیثنا من خیر الوری و رجال اخرون اولوا العلم والنہی. وحدثوا بروایة اخرى

صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث لایا ہے اور دوسرے اہل علم بھی دوسری روایتوں سے بیان کرتے ہیں سو

فقالوا ان العربیة هی اللسان الاولی من اللہ المولی. نزلت مع ادم من الجنة

انہوں نے کہا ہے کہ عربی ہی پہلی زبان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور آدم کے ساتھ بہشت سے

العلیا. ثم بعد طول العهد حرفت وحدثت لغات شتی. و اول ما ظهر بعد

اتری ہے۔ پھر ایک زمانہ کے بعد محرف ہوگئی اور اس سے اور زبانیں پیدا ہو گئیں اور تحریف کے بعد جو پہلی

التحریف کان سریانیاً باذن اللہ اللطیف. و صرف اللہ الیہ لہجة المبدلین.

زبان ظاہر ہوئی وہ سریانی تھی اور خدا تعالیٰ نے زبان کے بدلانے والوں کا لہجہ ویسا ہی کر دیا اور اسی واسطے

و لاجل ذلك سمی العربی الاول عند المتقدمین. و کان عربیا بادنی تصریف

متقدمین اس کو پہلی عربی کہا کرتے تھے۔ اور وہ ادنیٰ تغیر کے ساتھ عربی ہی تھی پھر اور اور زبانیں پیدا ہو گئیں

المتصرفین ثم حدثت السنة اخرى كما حدثت الملل والنحل فی الدنیا. وهذا

جیسا کہ اور اور مذاہب پیدا ہو گئے اور یہی بات عقلمندوں کے نزدیک حق ہے۔ پھر پہچاننے کے طریقوں میں

هو الحق فتدبر كالعاقلین. ثم من سبل العرفان. انك تجد فی القرآن ذكراً

سے ایک یہ ہے کہ تو قرآن میں زبان اور رنگ کے اختلاف کے بارہ میں ایک ہی جگہ ذکر پائے گا پس

واحداً فی اختلاف اللسان والالوان. فاللہ یشیر الی ان اللسان كانت واحدة فی

خدا تعالیٰ ان دونوں کو ایک جگہ ذکر کرنے سے یہی اشارہ کرتا ہے کہ زبان ایک زمانہ میں ایک تھی چنانچہ رنگ

زمان كما كان اللون لوناً واحداً قبل الوان. ثم اختلفا بعد زمان وحين ثم من

بھی ایک زمانہ میں ایک تھا پھر طول زمانہ کے بعد دونوں میں اختلاف ہو گیا پھر ایک لطیف اشارہ یہ ہے کہ

لطایف الایماء ان خاتم الانبیاء. جعل نفسه شریک ادم فی تعلم الاسماء كما

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو اسماء کے سکھانے جانے میں آدم کا شریک ٹھہرایا ہے جیسا کہ

اخرج الدیلمی فی حدیث الطین والماء ففکر فیما قال خاتم النبیین.

دیلمی نے حدیث طین اور ماء میں روایت کی ہے پس تو اس قول میں فکر کر جو آنحضرت صلعم نے فرمایا

مِثَلْتُ لِي اُمَّتِي فِي الْمَاءِ وَالطَّيْنِ. وَعُلِّمْتُ الْاَسْمَاءَ كَمَا عَلَّمَ اَدَمَ الْاَسْمَاءَ.

کہ میری امت میرے لئے پانی اور مٹی میں تمثیل کی گئی اور مجھے نام سکھائے گئے جیسا کہ آدم کو نام سکھائے

فَانظُرْ اِلَى مَا اِشَارَ فِخْرِ الْمُرْسَلِينَ. وَاَنْتَ تَعْلَمُ اِنَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ

گئے۔ پس اس امر میں فکر کر جس کی طرف آنحضرت صلعم نے اشارہ فرمایا اور تو جانتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

اُمِّيًّا لَا يَعْلَمُ غَيْرَ الْعَرَبِيَّةِ. نَعَمْ اُوْتِيَ جَوَامِعَ الْكَلِمِ فِي هَذِهِ اللَّهْجَةِ. فَظَهَرَ اِنْ

اُمی تھے بجز عربی کے کسی اور زبان کو نہیں جانتے تھے۔ ہاں آپ کو جو جامع الکلم زبان عربی میں ملی تھی پس ظاہر

الْمُرَادُ مِنَ الْاَسْمَاءِ فِي قِصَّةِ اَدَمَ وَحَدِيثِ خَيْرِ الْاَنْبِيَاءِ هِيَ الْعَرَبِيَّةُ

ہو کہ اسماء سے مراد حضرت آدم کے قصہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں زبان عربی ہے جیسا

الْمُبَارَكَةُ. كَمَا تَدُلُّ عَلَيْهِ النُّصُوصُ الْقَطْعِيَّةُ مِنْ كِتَابِ مِيبِنِ. اَلَا تَنْظُرُ اِلَى

کہ نصوص قطعیہ کلام الہی کی اس پر دلالت کرتی ہیں کیا تو زبانوں کے اشتراک کی طرف نہیں دیکھتا کیونکہ وہ بہت

اِشْتِرَاكِ الْاَلْسِنَةِ. فَاِنَّهُ يُوْجَدُ فِي كَثِيْرٍ مِنَ الْاَلْفَاظِ الْمَتَفَرِّقَةِ وَلَا يُمْكِنُ هَذَا اِلَّا

سے الفاظ متفرقہ میں پایا جاتا ہے اور ایسا اور اس قدر اشتراک بجز اس صورت کے ممکن نہیں کہ تمام زبانیں ایک

بَعْدَ كَوْنِهَا شَعْبَ اَصْلِ وَاحِدٍ فِي الْحَقِيْقَةِ. وَاِنْكَارُهَا كَاِنْكَارِ الْعُلُوْمِ الْحَسِيَّةِ

ہی زبان کی شانیں ہوں اور اس کا انکار علوم حسیہ کے انکار کی مانند ہے اور ان امور کے انکار کی طرح جو ثابت

وَالْاُمُوْرَ الثَّابِتَةَ الْمُرْتَبِيَّةَ. فَاِنْ كَانَ تَغَايِرُ الْاَلْسِنَةِ مِنْ اَوَّلِ الْفَطْرَةِ فَكَيْفَ وَجَدَ

اور مرئی ہوں پس اگر زبانوں کا اختلاف ابتدا سے چلا آتا ہے پس کیونکر باوجود اس اختلاف قدیم کے زبانوں

الْاِشْتِرَاكِ مَعَ عَدَمِ الْاِتْحَادِ فِي الْاَصْلِ وَالْجُرْثُوْمَةَ فَلَا بَدَّ مِنْ اِنْ نَقَرَ بِلِسَانِ هِيَ

میں اشتراک ہو گیا پس یہ بات ضروری ہے کہ ہم ایک ایسی زبان کا اقرار کریں کہ وہ تمام زبانوں کی ماں ہو

اَمْ كَلِّهَا لِكَمَالِ بَيَانِ وَاِنْكَارِهِ جَهْلٌ وَسَفَاهَةٌ وَاللَّدَدُ تَحْكَمُ وَمَكَابِرَةٌ. وَقَدْ تَبَيَّنَ

اور انکار اس بات کا جہالت اور کم عقلی ہے اور جھگڑانا حق کی حکومت اور ناحق کا کبر ہے اور تم طالب ہو تو حق تو

الْحَقُّ لَوْ كُنْتُمْ طَالِبِيْنَ. وَفِي الْعَرَبِيَّةِ كَمَالَاتٌ وَخَوَاصُّ وَايَاتٌ تَجْعَلُهَا اُمَّ غَيْرِهَا

کھل چکا اور زبان عربی میں وہ کمالات اور نشان ہیں جو محققوں کی نظر میں اس کو اس کے



﴿۷۳﴾

عند المحققين و انها وقعت لها كالأظل او كالعصفور عند البازي المطل فاسمع

غیر کی ماں ٹھہرایا ہے۔ اور وہ زبانیں عربی کے لئے سایہ کی طرح واقع ہوئی ہیں یا با زبرد گیر کے آگے چڑیا کی طرح پس تو

بعض ایاتہا و کن من المنصفین فمنہا ان التحقیق العمیق والنظر الدقیق یدجننا

انصاف سے عربی کے بعض نشان سن۔ پس ان کمالات میں سے ایک یہ ہے کہ تحقیق عمیق اور نظر دقیق کے بعد مشاہدہ اور

بعد المشاہدات و رؤیة البینات الی ان نقر بان لغت العرب اوسع اللغات

رؤیت بینات کے ہمیں اس اقرار کے لئے مجبور کرتی ہے کہ لغت عرب تمام لغتوں سے وسیع تر ہے اور وہ مدارج میں سب

وارفعها فی الدرجات و اعظمها فی البرکات و ابرقها بالمعارف والنکات.

سے بلند اور برکات میں سب سے بزرگ تر اور معارف اور نکات میں سب سے زیادہ چمکنے والے اور مفردات کے نظام میں

و اتمها فی نظام المفردات و ابلغها فی توصیف المركبات و ادلها علی اللطائف

سب سے زیادہ کامل اور مرکبات کے درجہ بدرجہ رکھنے میں سب سے زیادہ محل مناسب تک پہنچنے والے اور لطائف اور اشارات

والاشارات. و اکملها فی جمیع الصفات من اللہ رب العالمین. و توجد علوم

پر سب سے زیادہ دلالت کرنے والے اور سب صفتوں میں خدا تعالیٰ کی طرف سے سب سے زیادہ کامل اور اس کے اسماء کی

کثیرة فی لف اسماءها. و تلمع لطائف فی تراکیبها. و طرق ادائها. و سندکرها

بناوٹ میں بہت سے علوم پائے جاتے ہیں اور اس کی ترکیبوں اور ادا کے طریقوں میں لطائف چمک رہے ہیں اور ہم عنقریب

فی مقاماتها لکشف غطاءها. و نبین علوم مفرداتها و فنون مرکباتها لقوم

ان کا ذکر حقیقت نمائی کے لئے اپنے مقام پر کریں گے اور اس کے مفردات کے علوم اور مرکبات کے فنون طالب ہدایت لوگوں

مسترشدین و الآن ثبت کمال نظام المفردات. فانها اول علامة لغة هي أم اللغات

کے لئے بیان کریں گے اور اب ہم مفردات کے نظام کا کمال ثابت کرتے ہیں کیونکہ وہ پہلی علامت اس زبان کی ہے جس کو

و وحی من حکیم قوی متین. فاننا نری ان فطرة الانسان. قد اقتضت من اول الاوان

أم اللسان کہنا چاہئے اور جس کو خدا تعالیٰ کی وحی ماننا چاہئے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ انسانی پیدائش نے پہلے ہی سے یہ تقاضا کیا

ان يعطی لها مفردات فیها کمال البیان کما هی كاملة من احسن الخالقین

ہے کہ اس کو وہ مفردات دیئے جائیں جن میں کمال درجہ کا بیان ہو جیسا کہ وہ فطرت خدا تعالیٰ کی طرف سے کامل ہے

وَنَرَىٰ اِنَّ الْفِطْرَةَ الْاِنْسَانِيَةَ وَالسَّجَلَةَ الْبَشَرِيَّةَ قَدْ كَمَلَتْ بِقُوَىٰ مُخْتَلِفَةٍ

اور ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ فطرت انسانی اور جبلت بشری مختلف قوتوں کے ساتھ کامل کی گئی ہے اور ایسا ہی قسما و تصورات متنوعہ، و ارادات متفننہ، و حالات متفرقہ و خیالات متغائرہ۔

قسم کے تصورات کے ساتھ اور قسما تم کے ارادات کے ساتھ اور حالات متفرقہ اور خیالات متغائرہ اور و اخلاق متلوّنہ، و جذبات متضادہ، و محاورات موضوعہ للاباء و البنین۔

اخلاق متلوّنہ اور جذبات متضادہ کے ساتھ اس کا کمال ہوا ہے اور ایسا ہی وہ محاورات جو باپوں اور بیٹوں اور

والاعداء و السمحین، و الاکابر، و الصاغرين، ثم انضمت بها افعال تصدر

دشمنوں اور دوستوں اور چھوٹے اور بڑوں میں ہوتے ہیں۔ تمہ کمالات خلقت انسانی ہیں پھر ان کے ساتھ وہ

من جوارح الانسان كالايدي والارجل والاعين والاذان، و كذلك كلما

افعال بھی ہیں جو انسان کے ہاتھ پیر سے صادر ہوتے ہیں جیسا کہ ہاتھ پیر اور آنکھ اور کان سے اور اسی طرح

يطلب بوسيلة هذه الاعضاء من علوم الارض والسماء و ما يتعلق بها

وہ تمام چیزیں جو ان اعضاء کے ذریعہ سے طلب کی جاتی ہیں جیسا کہ علوم ارضی اور علوم سماوی اور جو ان کے

كالخادمين، فلما خلق الله الانسان بهذه القوَىٰ والاستعدادات، و الافعال

متعلق ہیں پس جبکہ خدا تعالیٰ نے انسان کو ان قوتوں اور استعدادوں اور ضاعتوں کے ساتھ پیدا کیا اور ان

والصناعات، و المقاصد و النيات، اقتضت رحمته ان يكمل فطرته بعباء

مقاصد اور نیتوں کے ساتھ اس کو بنایا تو اس کی رحمت نے تقاضا کیا کہ انسانی فطرت کو نطق کے ساتھ مشرف کر

نطق يساوى الحاجات و يمدّه فى جميع الضرورات و المهمات و لا يتركه

کے حاجات پیش آمدہ کے ساتھ برابر اور ہموزن کر دے اور تمام مہموں اور ضرورتوں میں اس کی مدد کرے

كالناقصين، و كان تمشية هذه الارادات موقوفا على لغت هي كامل النظام

اور اس کو ناقصوں کی طرح نہ چھوڑے اور ان ارادوں کا پورا ہونا ایسی زبان پر موقوف تھا جو مفردات کے

فى المفردات ليساوى ضمائر الانسان و جميع الخيالات و يعطى

نظام میں کامل ہوتا کہ وہ انسان کے ضمیروں اور اس کے تمام خیالات کے ساتھ برابر اترے

﴿۷۵﴾

حَلَّلَ الالفاظ لطلالین. فهذه هي العربية. وخصت بها هذه الفضيلة هي

اور طلب گاروں کے لئے الفاظ کے ☆ عطا کرے پس یہ زبان عربی ہے اور یہ فضیلت اس کے ساتھ خاص کی گئی ہے

التي اعطى الله له نظاماً كاملاً في المفردات. وجعل دائرتها مساوية

یہ وہی زبان ہے جس کو خدا تعالیٰ نے مفردات میں کامل نظام بخشا ہے اور اس کے دائروں کو ضرورتوں کے

بالضرورات و لاجل ذلك احاطت دقائق الافعال. و أرت تصوير الضمائر

ساتھ برابر کر دیا ہے اور اسی واسطے یہ عربی باریک معانی کے الفاظ پر مشتمل ہے اور ضمیروں کی تمام و کمال

بالتمام والكمال كالمصوّرين. وان اردنا ان نكتب فيه قصة. او نملي

تصویروں کو دکھلا رہی ہے جیسا کہ مصور دکھلاتے ہیں۔ اور اگر ہم عربی زبان میں کوئی قصہ لکھنا چاہیں یا کوئی

حکایة او واقعة او نؤلف كتاباً في الالهيات. فلا نحتاج الى المركبات. ولا

حکایت یا واقعہ لکھیں یا کوئی کتاب الہیات میں تحریر کریں تو ہم مرکبات کی طرف محتاج نہیں ہوتے اور ہم

نضطرّ ان نورد التركيبات مورد المفردات كالهائمين المتخبطين. بل

اس بات کی طرف بے قرار نہیں ہوتے کہ ترکیبات کو مفردات کی جگہ میں لاویں بلکہ ہمیں عربی کا نظام کامل

یمدنا نظامه الكامل في كل ميدانٍ ومضمار. ونجد مفرداتها كحلل كاملة

ہر یک میدان میں مدد دیتا ہے اور ہم اس کے مفردات کو معانی اور اسرار کے لئے کامل لباسوں کی طرح

لانواع معانی واسرار. و لا نجدها في مقام كالبكم غير مبين. وذلك

پاتے ہیں۔ اور ہم اس کو کسی مقام میں گونگے کی طرح نہیں پاتے اور یہ اس لئے کہ اس کا نظام کامل ہے اس

لكمال نظامها وعلو مقامها و غزارة موادها و كثرة افرادها. وتناسبها

کا مقام عالی ہے اس کے مواد بہت ہیں اس کے مفردات زیادہ ہیں اس میں تناسب اور سامان بہت ہے

ورشادها واطراد اشتقاقها واتحاد انتساقها و لكونها متساوية بأمال

اس کا اشتقاق لمبا ہے اس کے انتساق میں اتحاد ہے اور وہ امیدوں کے سلسلہ سے برابر ہے اور قانون

الأمسين. وان صحيفة القدرة و مواد هذه اللهجة قد صدغت كثرى فلاحه

قدرت اور اس زبان کے مواد دوش بدوش چلے جاتے ہیں جیسے کلبہ رانی کے دو بیل یا ایک

☆ سہو کتابت معلوم ہوتا ہے۔ بمطابق عربی عبارت ترجمہ میں ”الفاظ کے حلل“ ہونا چاہیے۔ (ناشر)

و تقابلتا کجدارى باحة فانظر كالمُبصرين. و من العجائب انها كانت لسان

صحن کے مقابل کی دودیاوریں ہیں۔ پس تو سو جا کھوں کی طرح دیکھ۔ اور عجائب میں سے یہ بات ہے کہ وہ امیوں کی

الأميين. و ما كانوا ان يصقلوها كالعلماء المتبحرين. ولم يكن لهم فلسفة

زبان ہے اور وہ اس کو علماء ببحر کی طرح صیقل نہیں کرتے تھے۔ اور ان کو یونانیوں کے فلسفہ میں سے کچھ حصہ نہیں تھا

اليونانيين. و لافنون الهنود والصينيين. و معذلك نجدها افصح الالسنة

اور نہ ہندوؤں اور چینیوں کے ان کے پاس علوم تھے اور باوصف اس کے ہم اس زبان کو حکماء کے نازک خیالوں

لتعبير خواطر الحكماء و اراء ة صور اراء اهل الاراء كانها تصورها كما

کے ادا کرنے اور ہر ایک رائے کی صورت دکھلانے کے لئے تمام زبانوں سے زیادہ فصیح پاتے ہیں گویا یہ زبان ان

يُصور في البطن الجنين. و من فضائلها انها ما مدت قط يد المسئلة الى

خیالات کی ایسی تصویر کھینچتی ہے جیسا کہ جنین کی تصویر پیٹ میں کھینچی جاتی ہے اور اس کی فضیلتوں میں سے ایک یہ

الاعيار. و ما زينها احد من الحكماء والاحبار. و ليست عليها منة احد من

ہے کہ اس نے کبھی غیر کی طرف سوال کا ہاتھ لمبا نہیں کیا اور کسی حکیم اور دانشمند نے اس کو زینت نہیں دی اور اس پر

دون القادر الجبار. هو الذى اكملها بيد الاقتدار. و صانها من كل مكرهه في

سوائے خدا تعالیٰ کے کسی کا احسان نہیں۔ اسی ذات نے اس کو اپنے ہاتھ سے کامل کیا ہے اور ہر ایک ایسی حالت

الانظار. و عصمها من موجبات الملل والاستحسار. فهى رببسة خلد الازل

سے بچایا ہے جن سے نظریں کراہت کرتی ہیں اور تھکنے اور ملال کے موجبات سے اس کو محفوظ رکھا ہے پس یہ بولی

كالبنات و كقاصرات الطرف والقانتات. وهى حاملة باجنة الحكم والنكات. لا

پردہ ازل کی خانہ پروردہ ہے جیسا کہ لڑکیاں اور پرہیزگار بیویاں ہوتی ہیں اور یہ بولی طرح طرح کی حکمتوں اور

تسمع صوتها في مجمع الهادين. والحكمة تبرق من اسرة وجهها بنور يزين.

معارف دقیقہ کے ساتھ حاملہ ہے بے ہودہ گویوں کا مجمع اس کی آواز نہیں سنتا اور خدا تعالیٰ نے اس کی سرشت کو

والله احسن خلقها كخلق الانسان. واعطاها كل ما هو من كمال اللسان

ایسا ہی نیک پیدا کیا ہے جیسا کہ انسان کی سرشت کو اور جو زبان کا کمال ہونا چاہئے سب کچھ اس کو عطا کیا

﴿۷۷﴾

و أعطاهما حسناً يصبى قلوب المبصرين. فلأجل هذه الكمالات و وجازة

اور اس کو ایسا حسن عطا کیا ہے جو دیکھنے والوں کے دلوں کو کھینچتا ہے پس انہیں کمالات کی وجہ سے اور کلمات

الكلمات تعصمنا عن اضاعة الاوقات. و تُسعِدنا الى ابلاغ البيانات. و تحفظنا

کے اختصار سے اوقات کے ضائع ہونے سے بچاتی ہے اور نہایت بلیغ بیانات کی طرف ہمیں رہبر ہوتی ہے

عن فضوح الحَصْرِ و تعصِدنا في قيد ظبأ المعانى والشعر. فلا نقف موقف

اور زبان کی بستگی سے ہمیں نگہ رکھتی ہے اور معانی کے ہرنوں اور آہو بچوں کے قید کرنے میں ہمیں مدد دیتی

مندمة في ميدان. و لا نرهق بمعبئة عند بيان. و تكشف علينا كلام رب العالمين

ہے پس ہم کسی میدان میں شرمندہ نہیں ہوتے اور نہ کسی بیان کے وقت مورد عتاب ہوتے ہیں اور ہمارے پر

وان القران و العربية كضرتي الرحي. و الامر من غيرهما لا يتأتى. و مثلهما كمثل

رب العالمين کا کلام کھولا جاتا ہے اور قرآن اور عربی ایک چکی کے دو پاٹ ہیں اور ان دونوں کے ملنے کے

العروسين. فالعربية كزوجة كملت في الحُسن و الزين. و من خواص العربية

سوا امر مقصود حاصل نہیں ہوتا یا ان دونوں کی مثال میاں بیوی کی طرح ہے اور عربی اس بیوی کی طرح ہے جو

و عجائبها المختصة انها لسان زينت بلطائف الصنع و وضع فيها بازاء معانى

حسن اور زینت میں کامل ہو اور عربی کے خواص اور اس کی خاص عجائب باتوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ ایک

متعددة بالطبع لفظ مفرد في الوضع ليخفف النطق به حتى الوسع و لا يحدث

ایسی زبان ہے جو لطائف صنعت سے زینت دی گئی ہے اور جو طبعاً معانی متعددہ ہیں۔ ان کے مقابل پر ایک

ملالة الطبع. و هذا امر ذو شان ممد عند بيان. لا يوجد نظيره في لسان من

ہی لفظ وضع میں رکھا گیا ہے تا حتی الوسع بولنا اس کا آسان ہو اور ملالت طبع پیدا نہ ہو اور یہ ایک امر دشمنان

السن الاعجميين. فلذلك تجد تلك الالسنه غير برية من معرفة اللكن.

ہے جو بیان میں مدد کرتا ہے اور کسی زبان میں اس کی نظیر نہیں پائی جاتی اسی لئے تو دیکھے گا کہ تمام زبانیں کنت

و خالية من فضيلة اللسن. و مع ذلك لا تعصم عن الفضول في الكلام.

کے عیب سے خالی نہیں ہیں اور فصاحت کے ہنر سے محروم ہیں اور پھر وہ زبانیں فضول گوئی سے بچا نہیں سکتیں

وَلَا تَكْفِي مَفْرَدَاتُهَا فِي اسْتِيفَاءِ أَنْوَاعِ الْمَرَامِ. وَ لَا تَوْجِدُ فِيهَا ذَخِيرَةَ الْمَفْرَدَاتِ.

اور ان کے مفردات مقصودوں کے حاصل کرنے کے لئے کفایت نہیں کر سکتے اور ان میں مفردات کا ذخیرہ نہیں پایا جاتا

سِيمَا مَفْرَدَاتِ مُشْتَمَلَةِ عِلْمِي الْمَعَارِفِ وَالْإِلَهِيَّاتِ وَدَقَائِقِ الدِّيْنِيَّاتِ. بَلْ لَا

بالخصوص وہ مفردات جو معارف اور الہیات اور دینی دقائق پر مشتمل ہیں بلکہ تجھے یہ طاقت نہ ہوگی کہ اس کے مفردات کے

تَسْتَطِيعُ أَنْ تُؤَلِّفَ بِمَفْرَدَاتِهَا قِصَّةً أَوْ تَكْتُبَ حِكَايَةً مَبْسُوطَةً مِنْ أُمُورِ الدُّنْيَا

ساتھ کوئی قصہ تالیف کرے یا کوئی لمبی چوڑی حکایت لکھے خواہ دنیا کے متعلق خواہ دین کے متعلق کیونکہ وہ بولیاں ناقص

وَالدِّينِ فَانْهَآ مَمْسُوحَةٌ مُبَدَّلَةٌ. وَ نَاقِصَةٌ مُغْيِرَةٌ فَلَا طَاقَتَ فِيهَا وَ لَا قُوَّةَ. وَ لَا نِظَامَ

بولیاں ہیں جو بدلائی گئی ہیں اور ان کی صورت مسخ ہوگی ہے پس ان بولیوں میں کچھ طاقت اور قوت نہیں اور نہ کچھ نظام اور

وَلَا عِظْمَةَ. وَ لَا كِمَالٍ كَعَرَبِيٍّ مَبِينٍ. وَ لَا جَلَّ ذَلِكُ لَا يَفُوزُ أَهْلُهَا غَلْبَةً عِنْدَ

نہ عظمت اور نہ عربی کی طرح کچھ کمال اسی لئے ان بولیوں کے بولنے والا مقابلہ کے وقت غالب نہیں آ سکتا اور جنگ

مِقَابَلَةٌ. وَيَفِرُّ كَزَمَلٍ عِنْدَ مُنَازَلَةٍ. وَيَرْهَقُ بِمَعْتَبَةٍ وَمَذَلَةٍ. وَ يَرَى يَوْمَ تَبَعَةٍ كَالْمَخْذُولِينَ.

میں ایک بزدل نامرد کی طرح بھاگتا ہے اور زلت اور ملامت اٹھاتا ہے اور انجام بدی کا دن دیکھتا ہے جیسا کہ ذلیل اور

وَأَنْهَآ قَدْ بَلَغَتْ مَخَارِمَ الْجِبَالِ. فِي عُلُوِّ الشَّانِ وَأَنْوَاعِ الْكِمَالِ. وَخَرَجَتْ كَفَاتِكِ

نامراد لوگ دیکھتے ہیں اور کچھ شک نہیں کہ زبان عربی اپنی شان میں پہاڑوں کی چوٹیوں تک پہنچ گئی ہے اور ایک بہادر

مَاضِي الْعَزِيمَةِ وَتَنَادَى رَجُلَ الْكُرِيهَةِ. فَهَلْ مِنْ مَبَارِزٍ فِي الْمُخَالَفِينَ. وَ هَلْ فِي

پورے ارادے والے کی طرح میدان میں لنگی ہے اور مقابل کے آدمی کو بلا رہی ہے پس کیا کوئی مخالفوں میں بہادر ہے

نَلْوَةٌ حَيْهَمُ أَحَدٌ مِنَ الْبَاسِلِينَ. وَمَا هَذَا مِنَ الدَّعَاوِي الَّتِي لَا دَلِيلَ عَلَيْهَا. بَلْ تَرَى

اور کیا کوئی ان کی مجلس میں دلیر موجود ہے اور یہ وہ دعویٰ نہیں ہے جن پر کوئی دلیل نہ ہو بلکہ تو دلائل کے لشکر اس دعوے کے

عَسَاكِرِ الْبَرَاهِينِ لَدَيْهَا كَالطَّوَّافِينَ. وَتَرَى أَنَّهَا قَائِمَةٌ كَجَحِيشِ شَيْحَانَ وَتَجُولُ

پاس پائے گا جیسا کہ طواف کرنے والے ہوتے ہیں اور اس بولی کو تو ایسا قائم پائے گا جیسا کہ ایک بہادر مستقل ارادہ اور

بِمَفْصَلٍ وَ سِنَانٍ. فَمَنْ ارْتَهَ شِعَاعًا. طَارَتْ نَفْسُهُ شِعَاعًا وَ سَقَطَ كَمِيَّتِينَ

تلوار اور نیزہ کے ساتھ جولان کر رہی ہے پس جس کو اس نے اپنا شعاع دکھلایا سو اس کی ہوائیاں اڑ گئیں اور مردوں

﴿۷۹﴾

وَمَا كَانَ لِلْأَعْدَاءِ أَنْ يَتَوَابَعُوا بِيَرْهَانَ عَلَىٰ دَعْوَاهُمْ. أَوْ يَخْرُجُوا مِنْ مَثْوَاهُمْ وَأَنْ هُمْ

اور دشمنوں کو یہ توہین نہیں کہ اپنے دعویٰ پر کوئی دلیل لاویں یا اپنی خواب گاہ سے باہر نکلیں اور وہ تو ذہن شدہ مردوں کی طرح

الْأَكْمَادُ فَوَنِينٌ. وَمَا تَرَىٰ وَجْهَ السَّنْهَمِ بِبِشْرِ يَشْفٍ وَنَضْرَةَ تَرْفٍ بَلْ تَرَاهَا

ہیں۔ ان کی زبانوں کا ایسا منہ نہیں جو پورا اور با آب اور بھرا ہوا ہو اور نہ ایسی تازگی جو چمکی ہو بلکہ ان زبانوں کو تو ایسا پائے

كَمْ مَوَاةٍ لَيْسَ فِيهَا مِنْ غَيْرِ رَمْلِ وَحِصَاةٍ وَلَا تَجِدُ فِيهَا عَيْنَ مَاءٍ مَعِينٍ. وَالَّذِينَ

گا جیسا کہ جنگل بے آب و دانہ جس میں بجز ریت اور سنگریزہ کے اور کچھ نہیں اور ان میں تو پانی صاف کا چشمہ نہیں پائے گا

مَارَسُوا اللُّغَاتِ وَفَتَشَوْهَا. وَاطْلَعُوا عَلَىٰ عَجَائِبِ الْعَرَبِيَّةِ وَنَظَرُوهَا. وَرَأَوْا لَطَائِفَ

اور جو لوگ زبانوں کے مشاق اور تفتیش کرنے والے ہیں جو عربی کے عجائبات پر اطلاع رکھتے ہیں جنہوں نے اس کے

مَفْرَدَاتِهَا وَوَزْنُوهَا. وَشَاهَدُوا مِلْحَ مَرْكَبَاتِهَا وَذَاقُوهَا. فَالَّذِيكَ يَعْلَمُونَ بِعِلْمِ

مفردات دیکھے اور ان کو وزن کیا اور اس کے مرکبات کے لہجہ جملوں کا مشاہدہ کیا اور ان کو چکھا سو وہ لوگ علم یقینی سے اس

الْيَقِينِ. وَيَقْرُونَ بِالْعَزْمِ بَانَ الْعَرَبِيَّةِ مُتَفَرِّدَةً فِي صِفَاتِهَا. وَكَامِلَةً فِي

بات کو جانتے اور پختہ عزم سے اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ عربی اپنی صفات میں یگانہ اور اپنے مفردات میں کامل اور

مَفْرَدَاتِهَا. وَمَعْجَبَةٌ بِحَسَنِ مَرْكَبَاتِهَا وَمُصَيَّبَةٌ بِجَمَالِ فَقْرَاتِهَا. وَلَا يَبْلِغُهَا لِسَانُ

اپنے مرکبات کے حسن میں عجب انگیز اور اپنے فقروں کے جمال کے ساتھ دلکش زبان ہے اور دنیا کی زبانوں میں سے کوئی

مِنَ اللِّسَنِ الْإِرْضِيِّنَ وَيَعْلَمُونَ أَنَّهَا فَائِزَةٌ كُلِّ الْفُوزِ فِي نِظَامِ الْمَفْرَدَاتِ وَمَا نُوَلِّ

زبان اس کے کمال تک نہیں پہنچتی اور وہ لوگ جانتے ہیں کہ عربی مفردات کے نظام میں کمال کے مرتبہ تک پہنچی ہوئی ہے اور کسی

لِسَانٍ أَنْ يَسَاوِيَهَا فِي هَذِهِ الْكَمَالَاتِ. وَانْهَاطُ كَلِمَةِ جُرْبَتِ مَرَارًا وَسَكَّتْ

زبان کی مجال نہیں جو اس کے کمالات میں اس کی برابری کر سکے اور یہ ایک ایسا کلمہ ہے جو بارہا آکر دہرائے گیا اور دشمنوں اور شریروں

أَعْدَاءً. وَأَشْرَارًا. وَذَادَتْ كُلَّ مَنْ صَالَ انْكَارًا. فَانْكَرَتْ تَنْكَرًا بِأَبْصَارٍ. فَاتَّكَمَتْهَا

کا اس نے منہ بند کر دیا اور ہر ایک ایسے شخص کو دفن کیا جو انکار کی راہ سے حملہ آور ہوا۔ پس اگر تو اصرار سے انکار کرتا ہے تو اس کی

مِنَ اغْيَارٍ. وَلَنْ تَقْدِرَ وَلَوْ تَمُوتَ كَجِرَادِ الْفَلَا. أَوْ تَنْتَحِرَ كَالنُّوْكَى. فَلَا تَكُنْ

مثل دکھلا اور ہرگز تو مثل دکھلا نہیں سکے گا اگرچہ تو جنگل کی ٹڈیوں کی طرح مرجائے یا نادانوں کی طرح خودکشی کرے

مَنْ الْجَاهِلِينَ. وَالْأَسْفَ كَلَّ الْأَسْفَ عَلَى بَعْضِ الْمُسْتَعْجِلِينَ مِنَ الْمَسِيحِيِّينَ

پس جاہلوں میں سے مت ہو اور بعض اُن جلد بازوں پر نہایت افسوس ہے جو عیسائیوں میں سے حد سے

وَالْغَالِيْنَ الْمَعْتَدِيْنَ. اَنْهَمُ حَسَبُوا اللِّسَانَ الْهِنْدِيَّةَ اعْظَمَ الْاَلْسِنَةَ. وَمَدْحُوها

زیادہ تجاوز کر گئے ہیں۔ انہوں نے سنسکرت زبان کو سب زبانوں میں سے بہتر سمجھ لیا ہے اور وہ اپنی

بِالْخِيَالَاتِ الْوَاهِيَةِ وَفَرَحُوا بِالْاِرَاءِ الْكَاذِبَةِ وَ لِيَسُو الْاِ كْحَاطِبِ لَيْلِ اَوْ اِخْذِ غَنَاءِ

خیالات کے ساتھ اس کی تعریف کی ہے اور ان کی مثال ایسی ہے جیسا کہ کوئی رات کو لکڑیاں اکٹھی

مِنْ سَيْلِ اَوْ مَغْتَرَفٍ مِنْ كَدْرٍ لَا مَاءَ مَعِيْنَ. الْاِتْرَى اِلَى اللِّسَانِ الْوَيْدِيَّةِ الْهِنْدِيَّةِ

کرے یا پانی کا خس و خاشاک لے لے اور پانی کو چھوڑ دے یا مکدر پانی میں سے ایک گھونٹ لے اور

وَ غَيْرِهِ مِنَ الْاَلْسِنَةِ الْاَعْجَمِيَّةِ كَيْفَ تَوْجَدُ اَكْثَرَ الْفَاظِهَا مِنْ قَبِيْلِ الْبَرِيِّ وَالنَّحْتِ وَ

صاف پانی کو چھوڑ دے کیا تو ہندی زبان یعنی سنسکرت وغیرہ عجمی زبانوں کو نہیں دیکھتا کہ کیونکر اکثر الفاظ

شْتَانِ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْمَفْرَدِ الْبَحْتِ فَخِدَا جِ مَفْرَدَاتِهَا وَقَلَّةُ ذَاتِ يَدِهَا وَ عَسْرَ حَالِهَا تَهَا

ان کے تراش خراش کے قبیل سے ہیں یعنی مرکب ہیں پس ان کو خالص مفردات سے کیا نسبت ہے پس

يَدِلُّ عَلَيَّ اِنْ تَلَكَّ الْاَلْسِنَةَ لَيْسَتْ مِنْ حَضْرَةِ الْعِزَّةِ. وَ لَا مِنْ زَمَانِ بَدْوِ الْبَرِيَّةِ. بَلِ

ان کی مفردات کا ناقص ہونا اور ان کی پونجی کم ہونی اس بات پر صاف دلیل ہے کہ وہ زبانیں خدا تعالیٰ

تَشْهَدُ الْفِرَاسَةَ الصَّحِيْحَةَ وَ يَفْتِي الْقَلْبَ وَ الْقَرِيْحَةَ اَنْهَا نَحْتٌ عِنْدَ هِجْمِ الضَّرْوَرَاتِ

کی طرف سے نہیں اور نہ ابتدائی زمانہ سے ہیں بلکہ فراست صحیح اور دل اور طبیعت فتویٰ دیتی ہے کہ وہ

وَ صِيْغَتْ عِنْدَ فُقْدَانِ الْمَفْرَدَاتِ. لِيَتَخَلَّصَ اَهْلُهَا مَخَالِبَ الْفَقْرِ وَ اَنْيَابِ الْحَاجَاتِ وَ مَا

تمام زبانیں ضرورتوں کے وقت اور مفردات کے نہ ہونے کی وجہ سے گھڑی گئی ہیں تا ان زبانوں

خَطَرَتْ بِسَالِ الْاِعْنَادِ مَا مَسَّتِ الْحَاجَةَ لِيَهَا. وَ مَا رَكِبَتْ اِلَّا اِذَا حَثَّ الْوَقْتُ عَلَيْهَا

والے محتاجی کے داموں سے نجات پائیں اور وہ ترکیبیں حاجت پیدا ہونے سے پہلے کسی کے دل میں نہیں

وَ قَدْ اَقْرَبَهَا زَمْرُ الْمَعَادِيْنَ بَلِ يَحْكُمُ الرَّأْيُ الْمُسْتَقِيْمَ. وَ يَشْهَدُ الْعَقْلُ السَّلِيْمَ

گزریں اور تبھی یاد آئیں جب وقت نے ان کی طرف رغبت دی بلکہ رائے مستقیم اور عقل سلیم حکم کرتی ہے



﴿۸۱﴾

ان اہل تلک الالسنۃ. واللغات المتفرقة. قوم تطاول علیہم زمان الغی

کہ ان زبانوں اور لغت والی وہ قوم ہے جن پر گمراہی اور خذلان کا لمبا زمانہ گزر گیا۔ اور ان کی خدا تعالیٰ کے ہاتھ نے مدد  
والخذلان. وما اعانتہم ید الرحمان. وما وجدوا ما یجد اہل الحق والعرفان.

نکی۔ اور انہوں نے اس حقیقت کو نہ پایا جو حق اور معرفت کے اہل پاتے ہیں سوانہوں نے اپنے ہاتھوں سے اپنی زبان کو

فحلوا السنتمہم بایدیہم لا بایدی الفیاض المنان. فکان غایۃ سعیمہم ان ینحتوا

آراستہ کیا اور خدا تعالیٰ کے ہاتھوں سے اس زبان سے آرائش نہیں پائی پس ان کی سعی زیادہ سے زیادہ یہ تھی کہ مفردات

بازاء مفردات انواع ترکیبات. ففرحوا بحیلۃ فاسدۃ مصنوعۃ. وبعدوا من ثمار

کے مقابل پر ترکیبات کو گھڑیں پس وہ ایک حیلہ فاسد بناوٹی کے ساتھ خوش ہو گئے اور ایسے لطیف پھلوں سے دور جا پڑے

لطیفۃ لا مقطوعۃ ولا ممنوعۃ نافعۃ للاکلین. فبدت سوائتہم لاجل منقصۃ

جو نہ کاٹے جائیں اور نہ منع کئے جائیں جو عقلمندوں کو نفع دیتے تھے پس باعث ناقص ہونے زبان کے ان کا عیب کھل گیا

اللغات. وانتقاص المفردات. وظہر انہم کانوا کاذبین. وکانوا یحمدون

اور مفردات کی کمی نے ان کی پردہ دری کی اور یہ بات ظاہر ہو گئی کہ وہ جھوٹے تھے۔ اور وہ لوگ اپنی زبانوں کی ایسے غلو سے

السنتمہم بصفات لا تستحق بہا وکانوا فیہا مفرطین فہتک اللہ اسرارہم

تعریف کرتے تھے جن کی وہ حق دار نہیں تھی اور ان بے جا تعریفوں میں حد سے زیادہ گزر گئے تھے سو خدا تعالیٰ نے ان

واذاقہم استکبارہم بما کانوا معتدین. و تراہم یعادون الحق والفرقان ولا

کے پردے پھاڑ دیئے اور ان کو ان کے تکبر کا مزہ پکھایا کیونکہ وہ حد سے زیادہ گزر گئے تھے اور تو انہیں دیکھتا ہے کہ وہ

یقبلون المحمود والمشہود والعیان ولا یترون الحق والعدوان ویمشون

حق اور فرقان کے دشمن ہیں اور کینہ اور ظلم کو نہیں چھوڑتے اور اندھوں کی طرح چلتے ہیں خاص کر کہ ہندو لوگ کہ ان کی

کالعمین. سیما الہنود فان سیرتہم الصدود و زادہم العنود وہم المزہورون. لا

سیرت حق سے روکتا ہے اور ان کا عناد حد سے بڑھ گیا ہے اور عجب اور خود پسندی ان میں بہت ہے۔ خدا تعالیٰ سے

یخشون ولا یتواضعون ولا یتدبرون کالخاصعین. وظنوا ان لغتہم اکمل اللغات.

نہیں ڈرتے اور نہ تواضع اختیار کرتے ہیں اور نہ ڈرنے والوں کی طرح تدبر کرتے ہیں اور ان کا گمان ہے جو ان کی

بَلْ قَالُوا أَنَّهُ هِيَ وَحَىٰ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَكَذٰلِكَ رَضُوا بِالْخِزَعٰلٰتِ وَخٰدَعُوا

زبان سب زبانوں سے زیادہ کامل ہے بلکہ وہ تو کہتے ہیں کہ یہی الہامی زبان ہے اور اسی طرح وہ باطل باتوں

قلوبہم بالمفتریات و ما كانوا مستبصرین. و تجد لسانہم مجموعة التریکیات خالیة

پر خوش ہو گئے اور اپنے دلوں کو افترا کی باتوں سے فریب دیا اور صاحب بصیرت نہیں تھے اور تو ان کی زبان کو

عن نظام المفردات کان ربہم ماقدر الآ علی تالیف مرکبات کما ما قدر الآ علی

محص ترکیبوں کا ایک مجموعہ پائے گا اور مفردات کے نظام سے خالی دیکھے گا گویا ان کا خدا صرف مرکبات کی

تالیف الابدان من الذرات وکان من العاجزین. و اما العربیة فقد عصمها اللہ من هذه

تالیف پر قادر تھا جیسا کہ وہ صرف اس بات پر قادر تھا کہ ذروں کے جوڑنے سے بدنوں کو بناوے اور عاجزوں

الاضطرارات. و اعطاها نظامًا كاملاً من المفردات. و ان فی ذلك لآیة للمتوسمین.

میں سے تھا۔ مگر عربی زبان کو خدا تعالیٰ نے ان تمام بے قرار یوں سے بچایا اور مفردات کا نظام کامل اس کو بخشا

ولا یخفی علی لیب و لا علی منشی ادیب ان الالسنۃ الاخری قد احتاجت الی

اور اس میں فراست والوں کے لئے نشان ہے اور کسی دانا پر پوشیدہ نہیں اور نہ کسی انشا پرداز ادیب پر کہ دوسری زبانیں

ترکیبات شتی و ما استخدمت المفردات کعربی مبین. و انت تعلم ان للمفردات.

انواع اقسام کی ترکیبوں کی محتاج ہیں اور وہ مفردات سے عربی کی طرح خدمت نہیں لیتیں اور تو جانتا ہے کہ مفردات کو

تقدم زمانی علی مرکبات. فانها مناط افتراء نعر ترکیب و علیها تتوقف سلسلۃ

مرکبات پر تقدم زمانی ہے کیونکہ ترکیب کے با ترتیب دانت اسی سے ظاہر ہوتے ہیں اور انہیں پر سلسلہ تالیف اور

التالیف والترتیب فالذی کان مقدما فی الطبع والزمان فهو الذی صدر من الرحمن

ترکیب کا موقوف ہے۔ پس وہ جو از رو زمانہ اور طبع کے مقدم ہے وہ وہی ہے جو خدا تعالیٰ سے صادر ہوا ہے اور ہر یک

والیہا ینحل کل مرکب عند ذوی العرفان. فہل ترای کما نرای او کنت من

ترکیب اسی کی طرف منحل ہوتی ہے پس کیا تو اس بات کو دیکھتا ہے جس کو ہم دیکھتے ہیں یا پردہ میں ہے پھر اس میں کچھ

المحجوبین. ثم لا شک ان الالفاظ التی جمعت عند فقدان المفردات.

شک نہیں کہ جو الفاظ مفردات کے نہ ہونے کی وجہ سے جمع کئے گئے اور ضرورت پیش آنے سے

و اقيمت مقامها عند هجوم الضرورات. قد نطقت بلسان الحال. انها ما ابرزت

ان کے قائم مقام کی گئی وہ بزبان حال بول رہے ہیں کہ ضرورت کے وقت لئے گئے پس جبکہ ثابت ہو گیا

فی بززتها الا عند قحط المفردات والامحال. فاذا ثبت انها تليفقات انسانية

کہ وہ انسانی جوڑوں سے جمع کئے گئے اور ترکیبات اضطراریہ سے اکٹھے کئے گئے تو وہ اس بے نمونہ

وترکیبات اضطراریة فكيف تنسب الى البديع الكامل الذى يسلك سبيل

بنانے والے کامل کی طرف منسوب نہیں ہو سکتے کہ جو اختصار اور حکمت کے طریق کو اختیار کرتا ہے اور

الوجازة والحكمة ويحب طريق البساطة والوحدة. ولا يلجاء الى تركيبات

بساطت اور وحدت کے طریق کو دوست رکھتا ہے اور غافلوں کی طرح نئی نئی ترکیبوں کی طرف محتاج نہیں

مستحدثة كالعافلين. بل هو الله الذى فطن من اول الامر الى معان مقصودة.

ہوتا بلکہ وہ خدا وہی ہے جس کے علم میں پہلے ہی سے معانی مقصودہ ہیں سو اس نے ان کے مقابل پر ہریک

فوضع بازاها كل لفظ مفرد باوضاع محمودة. وكذلك سلك سبيل حكمة

لفظ مفرد رکھ دیا۔ سو اسی طرح وہ اپنی حکمت معبودہ کو عمل میں لایا اور وہ ایسا تو نہیں تھا جیسا کہ سونے کے

معهودة وما كان كالذى استيقظ بعد النوم او تنبه بعد اللؤم. بل وضع بازاء كل طيف

بعد جاگے یا ملامت کے بعد متنبہ ہو بلکہ ہریک معنوی خیال کے مقابل پر ہریک لفظ مفرد رکھ دیا ہے جو

معنوی لفظاً مفرداً ككوكب درى. بيان جلى الا تعرفه وهو احسن الخالقين. اتظن

چمکدار موتی کی طرح ہے کیا تو اس کو نہیں پہچانتا اور وہ احسن الخالقین ہے کیا تو گمان کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ

ان الله نسي سبيل الحكمة او بطاً به مانع من هذه الارادة او ما كان قادراً على وضع

حکمت کی راہ کو بھول گیا یا کسی مخالف نے اس کو اس ارادہ سے روک دیا یا وہ معانی مقصودہ کے ظاہر کرنے

الالفاظ المفردة لاظهار المعانى المقصودة. فالجاء عجزه الى الكلمات المركبة

کے لئے الفاظ مفردہ کے بنانے پر قادر نہیں اس لئے اس کے عجز نے ترکیب اور نئے نئے جوڑوں کی

والترکیبات المستحدثة. واضطر الى ان يلفق لها الفاظ باستعانة التراكيب

طرف اس کو بے قرار کیا اور وہ اس بات کے لئے مضطر ہوا کہ معانی مقصودہ کے ادا کرنے کے لئے

ويعتمد عليها لا على الطباع العجيب ويسلك مسلك المتكلفين. و انت

ترکیبوں کے جوڑ توڑ سے مدد لیوے اور ان ترکیبوں پر پھر مسہ رکھے نہ مفردات کے طبعی اور عجیب نظام پر اور تکلف کرنے والوں کی راہ پر

ترعى ان بناء عاقلا ذا معرفة اذا اراد ان يبني صرحا فى بلدة. او قصرًا فى جردة.

چلے اور تو دیکھتا ہے کہ ایک معمار عقلمند تجربہ کار جبکہ ایک حویلی کے بنانے کا ارادہ کرتا ہے یا کسی زمین پر ایک محل بنانا چاہتا ہے سو وہ اپنے

فيفطن فى اول امره الى كل ضرورة و ينظر كلما سيحتاج اليه عند سكونة.

کام کی ابتدا میں اپنی ہر ایک ضرورت کو سمجھ جاتا ہے اور ہر ایک امر کو جس کے بسنے کے وقت کسی وقت حاجت پڑے گی پہلے سے دیکھ لیتا

و ان كان يبني لغيره فينبهه ان كان فى غفلة. و لا يعمل عمل العميين بل يتصور فى

ہے اور اگر کسی غیر کے واسطے وہ مکان بناتا ہے تو اگر وہ غیر غفلت میں ہو تو اس کو خبردار کر دیتا ہے اور اندھوں کی طرح کوئی کام نہیں کرتا بلکہ

قلبه قبل البناء كل ما سيضطر اليه احد من التناء كالحجرات والرف و الفناء

وہ عمارت بنانے سے پہلے ہی تمام ان باتوں کا اپنے دل میں تصور کر لیتا ہے جن کی طرف اس مکان میں رہنے والوں کو حاجت ہوگی جیسا

و المداخل و المخارج للسكنا. و منافذ النور و الهواء. و مجالس الرجال و النساء.

کہ حجرے اور چھان اور صحن اور آنے جانے کا مکان اور ہوا اور روشنی کے لئے کھڑکیاں اور روشندان اور مردوں کے بیٹھنے کی جگہ اور عورتوں

و بيت الخبز و بيت الخلاء و بيت الاضياف و الواردين من الاحياء و مقام السائلين

کے رہنے کا مکان اور باورچی خانہ اور پاختانہ اور مہمانوں اور مسافروں اور دوستوں کے رہنے کی جگہ اور سوال کرنے والوں کے لئے

و الفقراء. و ما يحتاج اليه فى الصيف و الشتاء. و كذلك لا يغادر حاجة الا و يبني

ٹھہرنے کی جگہ اور ایسے مکان جو گرمی کے موسم کے مناسب حال ہوں اور ایسے مکان جو جاڑے کے لئے ضروری ہوں اسی طرح کوئی

لها ما يسد ضرورة. حجرة كان او علة سلما كان او مصطبة. او ما يسر القلب

ایسی حاجت نہیں ہوتی جس کے رفع کے لئے بقدر سدا ضرورت کوئی مکان نہیں بناتا خواہ وہ حجرہ ہو یا بالا خانہ ہو یا زینہ ہو یا چوڑا یا کوئی

كالبساتين. فالحاصل انه يبصر فى اول نظره كل ما ستؤول اليه لوازم

باغ ہو پس حاصل کلام یہ کہ وہ پہلی نظر میں ہی ان تمام امور کو دیکھ لیتا ہے جن کی طرف اس کے امر کے لوازم منجر ہوں گے اور ایسی کسی

امر و لا ينسى شيئا سيطلبه احد من زمرة و يتم الصرح كالمتمدبرين.

چیز کو نہیں بھولتا جو کوئی اس کے گروہ میں سے کسی وقت اس کا طالب ہو اور اپنے مکان کو ایک مدبر انسان کی طرح پورا کرتا ہے

وَأَمَّا الْجَاهِلُ الْغَيْبِي وَالْقَلْبُ الْمَخْطِئُ فَلَا يَرَى خَيْرَهُ وَشَرَّهُ إِلَّا بَعْدَ الْبِنَاءِ. وَيَسْلُكُ

مگر جاہل غیبی اور خطا کرنے والا دل اپنے مکان کی برائی بھلائی پر اس وقت اطلاع پاتا ہے جبکہ مکان بن کر تیار ہو جاتا ہے

مَسْلُكُ الْعَشْوَاءِ. وَلَا يَرَى الْمَالَ فِي أَوَّلِ الْحَالِ. وَلَا يَنْظُرُ إِلَى مَا سَيَحْتَاجُ إِلَيْهِ

اور اندھی اونٹنی کی طرح چلتا ہے اور انجام کار کو اول حال میں دیکھ نہیں سکتا اور جو کچھ آخر کسی وقت حاجتیں پڑیں گی ان پر اس

فِي بَعْضِ الْأَحْوَالِ. فَيَبْنِي مِنْ غَيْرِ تَقْدِيرٍ وَتَنْسِيقٍ وَتَرْتِيبٍ وَلَا يَتَدَبَّرُ كَذَى مَعْرِفَةِ

کی نظر نہیں ہوتی۔ پس وہ مکان کو بغیر کسی اندازہ اور ترتیب کے یوں بنا ڈالتا ہے۔ اور ایک دانشمند عارف کی طرح نظر نہیں

لَيْبٍ وَلَا يَفْطِنُ إِلَى مَا يَلْزَمُ لِمَبْنَاهُ. إِلَّا بَعْدَ مَا سَكَنَهُ وَجَرَّبَ مَثْوَاهُ وَوَجَدَهُ نَاقِصًا

کرتا اور نہیں سوچ سکتا کہ اس کی اس بنا کا انجام کیا ہوگا مگر اس وقت اس کو پتہ لگتا ہے جبکہ اس میں آباد ہو اور آزما لے اور

وَرَاهُ. فَيَشْعُرُ حِينَئِذٍ أَنَّهُ لَا يَكْفِي لِمَبْنَاهُ تَهْ فَيَتَأَلَّمُ بِرُؤْيَتِهِ بَعْدَ خَبْرَتِهِ. وَيَسْكَئُ مَرَّةً عَلَى

نکما پاوے سواں وقت اس کو سمجھ آتی ہے کہ اس کی بود و باش کے لئے کافی نہیں ہے سواں مکان کے مشاہدہ اور آزمائش

فَقْدَانِ مُنْيَتِهِ. وَأُخْرَى عَلَى حُمْقِهِ وَجَهَالَتِهِ وَضَيْعَةِ فِصَّتِهِ. وَتَطَّلِعُ عَلَى قَلْبِهِ نَارَ

کے بعد دردناک ہوتا ہے اور کبھی اپنی نامرادی پر روتا ہے اور کبھی اپنے حماقت اور جہالت اور نقصان مایہ پر گریہ و زاری

حَسْرَتِهِ بِمَا لَمْ يَدْرُ فِي أَوَّلِ الْأَمْرِ مَالَ خَطْبَتِهِ كَالْعَاقِلِينَ. فَيَتَدَارَكُ مَا فَرَطَ مِنْهُ بَعْدَ

کرتا ہے اور اس کے دل پر حسرت کی آگ بھڑکتی ہے اس خیال سے کہ کیوں پہلے ان حرجوں اور نقصانوں پر میری نظر

مَارَى التَّفْرِقَةَ وَاشْتَاتَ. مَتَأَسَّفًا عَلَى مَا فَاتَ. وَبَاكِيًا كَالْمَتَنِّدِّمِينَ. فَهَذَا الذُّهُولُ

نہیں پڑی پس اب تجربہ کے بعد اور تفرقہ اور پریشانی اٹھانے کے پیچھے اپنے نقصانوں کا تدارک کرتا ہے۔ مگر دل

الذِّي يَخَالِفُ الْعَقْلَ وَالْحِكْمَةَ. وَيَبَائِنُ الْقُدْرَةَ وَالْمَعْرِفَةَ الْكَامِلَةَ لَا يُعْزَى إِلَيْ

تأسف اور افسوس سے بھرا ہوا ہوتا ہے اور روتا ہوا بگڑے ہوئے کی اصلاح کرتا ہے پس ایسا نسیان جو عقل اور حکمت

قَسْدِيرٍ الذِّي هُوَ ذُو الْجَلَالِ وَالْقُوَّةِ. وَخَبِيرٍ الذِّي يَحِيطُ بِالشَّيْءِ بِالْعِلْمِ

کے مخالف اور معرفت کاملہ کے مغایر ہے اس خدا کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا جو قادر اور بزرگ اور قوی اور علم اور

وَالْحِكْمَةَ. سَبْحَانَهُ هُوَ يَعْلَمُ الْخَفِيَّ وَالْأَخْفَى وَالْقَرِيبَ وَالْأَقْصَى وَيَعْلَمُ الْغَيْبَ

حکمت کے ساتھ ہر ایک چیز پر محیط ہو رہا ہے اور وہ پوشیدہ بلکہ پوشیدہ تر کو اور نزدیک و دور کو جانتا ہے اور وہ غیب کو

و غیب الغیب. و فعله منزہ عن المعرّۃ و العیب. و انه لا یخطی کالناقصین

اور غیب الغیب کو جانتا ہے اور اس کا فعل ہر ایک عیب سے منزہ ہے اور ناقصوں کی طرح خطا نہیں کرتا اس کی

أنظر الی ما خلق من قدرة كاملة. هل ترى فیہ من فتور او منقصۃ ثم ارجع

مخلوقات کی طرف دیکھ جو اس نے قدرت کاملہ سے پیدا کی ہے تو کیا اس میں کچھ فتور یا نقصان پاتا ہے پھر

البصر هل ترى من فتور فی خلق رب العالمین. فكفاک لفہم الحقیقة ما

دوبارہ نظر کو پھیر کیا تو خدا تعالیٰ کی پیدائش میں کچھ فتور پاتا ہے پس تجھے حقیقت کے سمجھنے کے لئے وہ باتیں کافی

ترى فی صحیفة الفطرة. ولن ترى اختلافاً فی خلقه حضرة الاحدیة فهذا

ہیں جو تو صحیفہ فطرت میں دیکھ رہا ہے اور تو خدا تعالیٰ کی پیدائش میں ہرگز اختلاف نہیں پائے گا پس زبانوں کی

هو المعیار المعرفة اللسنة فخذ المعیار. و اعرف ما انار. و اتق الله الذى

پہچان کے لئے یہی معیار ہے پس معیار کو پکڑو جو کچھ روشن ہو اس کو دیکھ لے اور اس خدا سے ڈرو جو متقیوں

یحب المتقین. و استفق ولا تکن من الغالین.

کو دوست رکھتا ہے اور ہوش میں آ اور غلومت کر۔

و لا یریبک ما تجد فی اللسان الہندیة و غیرها من اللسنة قليلاً

اور تجھ کو یہ بات شک میں نہ ڈالے کہ تو سنسکرت وغیرہ میں کچھ مفرد الفاظ پاتا ہے کیونکہ وہ الفاظ ان

من الالفاظ المفردة فانها لیست من دارهم الخبرة ولا من عیبهم الممزقة

کے ویران گھر کی جائیداد نہیں ہے اور نہ ان کے پھٹے ہوئے جامدان کے یہ کپڑے ہیں بلکہ وہ تمام الفاظ چوری

بل هی کالاموال المسروقة. او الامتعة المستعارة فی بیت المساکین.

کے مال کی طرح ہیں یا مانگے ہوئے اسباب کی مانند ہیں اور اس پر دلیل یہ ہے کہ وہ اطرا مواد سے خالی ہیں اور

و الدلیل علیہا انها خالیة عن اطراد المادة و غزارتها المُنسَقة مع فقدان وجوه

نیز ایسے مفردات کی کثرت سے بھی جو ترتیب تناسب کے ساتھ باہم واقعہ ہوں۔ اور ساتھ اس کے ان کی وجوہ

التسمية. و لا یتحقق کنہها الا بعد ردها الی العربیة و لا ینخدعک قلیلها

تسمیہ بھی مفقود ہیں اور ان کی کنہ ثابت نہیں ہوتی مگر بعد اس کے جو ہم ان کو عربی کی طرف رد کریں اور اس بات

﴿ ۸۷ ﴾

فِي تِلْكَ اللُّغَاتِ. فَانْهَآ لَا يُوْصَلُ السِّيَ الْغَايَاتِ. وَلَا تَكْشِفُ عَن سَاقِ مَعَانِي

سے دھوکا نہ کھانا کہ کچھ کچھ وجوہ تسمیہ ان زبانوں میں موجود ہیں کیونکہ اس قدر پایا جانا اصل مقصود کی طرف رہبر

السَّمْفِرَاتِ عَلٰی سَبِيلِ اَطْرَادِ اِسْتِقْااقِ الْمَشْتَقَاتِ وَنَبَشِ مَعَادِنِ الْكَلِمَاتِ. بَل

نہیں ہو سکتا اور مفردات کے معانی کے بھید کو نہیں کھولتا ایسے طور سے کہ الفاظ کا اطرا د اشتقاق کر کے دکھلاوے اور

هِيَ تَفْهِيْمٌ سَطْحِيٌّ لِنَحْدَعِ ذَوِي الْجَهْلَاتِ وَقَوْمِ عَمِيْنٍ. وَكَلِمًا يَرِدُ لَفْظُ الْوِ

کلمات کی کا ئیں کھودے بلکہ وہ تو نادانوں کے لئے ایک سرسری سمجھ ہوتی ہے اور اندھوں کو دھوکا دیا گیا ہے۔ اور

مَنْتَهَا مَقَامُ الرَّدِّ وَيَفْتَشُ اَصْلَهُ بِالْجُهْدِ وَالْكَدِّ. فَتَرٰى اَنَّهُ عَرَبِيَّةٌ مَمْسُوْحَةٌ

جب کوئی ایک لفظ اس کی اصل تلاش کرتے کرتے محنت اور کوشش کے ساتھ انتہائی درجہ تک پہنچایا جاوے پس تو

كَانَهَا شَاةً مَسْلُوْحَةً. وَتَرٰى كَلَّ مَضْغَةً مِّنْ اِبْدَاءِ عَرَبِيٍّ مَبِيْنٍ. وَلَا نَذَكَرُ

دیکھے گا کہ وہ عربی مسخ شدہ ہے گویا کہ وہ ایک بکری ہے جس کی کھال اتار لی گئی ہے اور تو ہریک اس کے گلڑے کو

عِبْرَانِيَّةٌ وَلَا سَرِيَانِيَّةٌ فِي هَذَا الْكِتَابِ فَاِنْ اِسْتَرَكَ ذِيْنِكِ اللِّسَانِيْنَ مَسْلَمٌ

عربی کے گلڑوں میں سے پائے گا اور ہم عبرانی اور سریانی کا اس کتاب میں کچھ ذکر نہیں کرتے کیونکہ ان کا

عِنْدَ ذَوِي الْاَلْبَابِ مِّنْ غَيْرِ الْاِمْتِرَاءِ وَالْاِرْتِيَابِ. وَانْهَمَا مُحَرَّفَتَانِ مِّنَ الْعَرَبِيَّةِ

اشتراک عقلمندوں کے نزدیک مسلم امر ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ دونوں زبانیں خالص عربی کی تحریف سے

الْخَالِصَةِ. مَعَ اِبْقَاءِ اَكْثَرِ الْقَوَانِيْنِ الْاَدْبِيَّةِ وَالتَّرَاكِيْبِ الْمُنْتَسِبَةِ وَانْهَمْ

پیدا ہوئی ہیں اور باوجود تحریف کے پھر اکثر قوانین ادبی باقی رہے ہیں اور ایسا ہی اکثر ترکیبیں بھی محفوظ رہی ہیں

كَالسَارْقِيْنَ. وَكَانَتْ دَارُ الْعَرَبِيَّةِ اَنْقَ مِنْ حَدِيْقَةِ زَهْرٍ وَخَمِيْلَةِ شَجَرٍ مَا رَاى

اور یہ چوروں کی طرح ہیں اور عربی کا گھر پھولوں کے باغ اور سبز درختوں کی جھاڑی سے زیادہ خوشنما تھا اور اس

اَهْلُهَا حَرُّ الْهَوٰى وَلَا حَرُّقُ الْجَوٰى ذَاتِ عَقِيْمَانٍ وَعَقَارٍ وَغَرْبٍ وَنَضَارٍ

کے اہل نے کسی خواہش کی گرمی اور کسی بھوک کی آگ نہیں دیکھی تھی اور یہ کہ صاحب زر اور مال اور چاندی اور

وَحَدَائِقُ وَانْهَارٍ. وَزَهْرٌ وَثَمَارٌ. وَعَبِيْدٌ وَاحْرَارٌ. وَجُرَدٌ مَرْبُوْطَةٌ. وَجَدَّةٌ

خالص سونے کا مالک تھا اس میں باغ تھے اور اس میں نہریں تھیں اور اس میں پھول تھے اور پھل تھے اور غلام تھے

مَغْبُوطَةٌ. و عِمَارَاتٌ مَرْتَفِعَةٌ و مَجَالِسٌ مَمْنُوعَةٌ مَزِينَةٌ. ثم انتشرت عقود الزحام من

اور آ زاد تھے اور عمدہ عمدہ گھوڑے اس کے طویلہ میں تھے اور قابل رشک حشمت اور دولت تھی اور اونچی عمارتیں اور

الفساد. فسافروا و اخذوا ما راج من الزاد. واحتمل كل بحسب الاستعداد

خوب سچی ہوئی مجلسیں تھیں پھر وہ تمام مجلسیں فساد کی وجہ سے اٹھ گئیں پس انہوں نے سفر کیا اور جو کچھ توشہ ملا وہ ہمراہ لے

وركبوا متن مطايا التفرقة و التضاد. وبدلو الصور بترك السداد. حتى جعلوا

لیا اور ہریک نے اپنی حسب استعداد توشہ اٹھا لیا اور تفرقہ اور اختلاف کی سواریوں پر سوار ہو گئے اور بوجہ ترک سداد

العذق جريمة. والعلل وثيمة. والوليمة وطيمة والحسنة جريمة والضيع حماراً

اپنی صورتوں کو بدل ڈالا یہاں تک کہ کھجور کے درخت کو گھٹلی بنا دیا اور لعل کو پتھر بنا دیا اور شادی کے کھانے کو ماتم کا کھانا

والروضة مقفراً و غادروا بيت الفصاحة انقى من الراحة و ابعده من التلذذ و الراحة

کر دیا اور نیکی کو بدی بنا دیا اور عمدہ گھوڑے کو گدھا کر دیا اور باغ کو بجز زمین کر دیا اور فصاحت کے گھر کو ہتھیلی کی طرح

و ما بقيت حدائقها ولا ركيتهها ولا مروجها ولا نصرتهها و ما برح يمطر عليها مطر

خالی کر دیا اور لذت اور راحت سے دور پھینک دیا ان کے باغ باقی نہ رہے اور نہ ان کا کنواں اور ان کے سبزہ زار اور نہ

الشدائد و تتلقاها يد النوائب بالحصائد حتى رمى متاعها بالكساد و بدل صلاحها

ان کی تازگی اور تختیوں کا مینہ زبانون پر برسنے لگا اور حوادث نے ان کو تلف کر دیا یہاں تک کہ ناروا جی سے ان کے مال

بالفساد فاصبحت دارها كالمنهوبين. كان اللص ابلطها او الغريم قعطها و كسح

کی تباہی ہو گئی اور اس کی صلاحیت فساد کے ساتھ بدل گئی پس ان گھروں کا ایسا حال ہو گیا کہ گویا چور نے ان کو لوٹ لیا

بيتها و خلى سفظها فصارت كالمعترين. و انت سمعت ان العربية نزلت في

اور کچھ بھی نہ چھوڑا یا قرض خواہ نے اس کو سخت مواخذہ کیا اور ان کے گھر کو خالی کر دیا اور ان کی بستی میں کچھ بھی نہ چھوڑا

بدو الفطرة و جاءت من حضرة الاحدية. ثم اذا تجرم ذلك القرن فطراى

پس وہ محتاجوں کی طرح ہو گئے اور تو سن چکا ہے کہ عربی زبان ابتدائے زمان میں نازل ہوئی ہے پھر جب وہ زمانہ گذر

على اذبالها الدرر. فالعبرية و غيرها كوسخ العربية. و فضلة هذه المائدة

گیا تو اس کے دامنوں پر کچھ میل چڑھ گئی پس عبری اور دوسری زبانیں عربی کی میل ہیں اور اسی ماندہ کا فضلہ ہیں



وَالْعَرَبِيَّةُ أَوْلُ دَرٍّ لَارِضَاعِ الْفَطْرَةِ الْإِنْسَانِيَّةِ. وَ أَوَّلُ خَوْسَةِ لِتَغْذِيَةِ أُمِّ الْبَرِيَّةِ

اور عربی وہ پہلا دودھ ہے جو انسانی فطرت کو پلایا گیا اور وہ پہلی اچھوانی ہے جو مخلوقات کی ماں کو کھلائی گئی

مِنْ خَيْرِ الْمَطْعَمِينَ. وَ إِلَيْهِ إِشَارَةٌ مَعْطَى الْقِيَاسِ وَ الْحَوَاسِ. وَ دَافِعٌ وَ سَاوِسٌ

اور اسی کی طرف اس ذات نے اشارہ کیا ہے جس نے قیاس اور حواس کو پیدا کیا اور جس نے خناس کے

الْخَنَاسِ إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وَضِعَ لِلنَّاسِ لِلدَّيْنِ بِبَكَّةَ مُبْرَكًا وَ هُدًى لِلْعَالَمِينَ ۱

وساوس کو دفع کیا جو پہلا گھر یعنی بیت اللہ وہی ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور ہدایت واسطے عالموں کے

فَاوَمَى إِلَى أَنْ الْعَرَبِيَّةُ سَبَقَتْ الْإِلْسَنَةَ وَ أَحَاطَتْ الْإِمْكَانَةَ وَ هِيَ أَوَّلُ غِذَاءِ

پس اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے جو عربی تمام زبانوں پر سبقت لے گئی اور تمام مکانوں پر محیط ہے

لِلنَّاطِقِينَ. فَإِنَّ الْبَيْتَ لَا يَخْلُوا مِنْ مَجْمَعِ النَّاسِ. وَ الْمَجْمَعُ يَحْتَاجُ إِلَى الْكَلَامِ

اور وہ بولنے والوں کی پہلی غذا ہے کیونکہ گھر لوگوں کے مجمع سے خالی نہیں ہوتا اور مجمع دفع حاجت اور باہم

لِدَفْعِ الْحَوَائِجِ وَ الْإِسْتِنَاسِ. فَإِنَّ الْمَعَاشِرَةَ مَوْقُوفَةٌ عَلَى الْفَهْمِ وَ التَّفْهِيمِ كَمَا

السن پکڑنے کے لئے کلام کی طرف محتاج ہوتا ہے کیونکہ معاشرت فہم اور تفہیم پر موقوف ہے جیسا کہ زیرک

لَا يَخْفَى عَلَى الزَّكِيِّ الْفَهِيمِ وَ كَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى إِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانًا

اور تفہیم پر یہ بات پوشیدہ نہیں اور اسی طرح خدا تعالیٰ کا یہ قول کہ یاد کر جب ہم نے ابراہیم کو دو بارہ بتانے

الْبَيْتِ ۲ دَلِيلٌ عَلَى كَوْنِ مَكَّةَ أَوَّلِ الْعِمَارَاتِ فَلَا تَسْكُتُ كَالْمَيْتِ وَ كُنْ مِنْ

کے لئے وہ مکان دکھلایا جہاں ابتدا میں بیت اللہ تھا۔ یہ قول صاف بتلا رہا ہے کہ مکہ دنیا میں پہلی عمارت ہے

الْمَتَّقِينَ. فَحَاصِلُ الْمَقَالَاتِ أَنَّ مَكَّةَ كَانَتْ أَوَّلَ الْعِمَارَاتِ. ثُمَّ خَرِبَتْ

پس مردہ کی طرح چپ مت ہو جا اور جاگنے والوں کی طرح ہو۔ پس حاصل کلام یہ کہ مکہ دنیا میں پہلی عمارت

مِنْ الْحَادِثَاتِ وَ سَبِيلُ الْآفَاتِ. فَلِزَمِ ذَلِكَ الْبَيَانِ. أَنَّ الْعَرَبِيَّةَ كَانَتْ أَوَّلَ

تھی پھر حادثات اور سبیل آفات سے خراب ہو گیا پس اس بیان سے یہ لازم آیا کہ ہر ایک زبان کے وجود

كُلِّ مَا كَانَ. وَعَلِمَهَا اللَّهُ أَدَمَ وَ كَمَّلَ بِهَا الْإِنْسَانَ. ثُمَّ حَرَفَتْ هَذِهِ

سے پہلے عربی زبان تھی اور خدا نے آدم کو ہی زبان سکھلائی تھی اور اسی کے ساتھ انسان کو کامل کیا گیا

ثَوْتُ: جَبَّكَ بَيْتُ اللَّهِ تَمَامَ الْعَالَمِ كَلِّ لِنَّ هِدَايَتِ پَانِي كَا ذَرِيْعَةٍ هُوَ تَوَاسُ فِيْ صَافِ اِشَارَةٍ هِيَ كَهْ وَهَ اَيْسِي مَرْكَزِ پَرِ وَاَقَعِ هِيَ جَس

کی زبان تمام دنیا کی زبانوں سے مشارکت رکھتی ہے اور یہی اُمّ الالسن ہونے کی حقیقت ہے۔ منہ

اللغة الاصلية. ومسخت الكلمات النورانية. و فات النظام الكامل الموزون.

پھر یہ زبان محرف اور مبدل کی گئی اور وہ نورانی کلمے کلمے گئے اور نظام کامل فوت ہو گیا اور موتی چھپا ہوا ضائع ہو گیا اور

وضاع الدرّ المکنون. و خلف من بعدهم خلف تباعدوا عن العربية. و مسخوها

تا خلف لوگ بعد میں آئے جو عربی سے دور جا پڑے اور عربی زبان کو مسخ کر دیا اور بدل ڈالا یہاں تک کہ ان زبانوں کو نئی

و بدلوا حتی جعلوها کاللسنة الجديدة و ما بقى الا قليل يتکلمون بها من

زبانوں کی طرح کر دیا اور عربی تھوڑی رہ گئی جس کو تھوڑے آدمی زمین پر بولتے تھے اور دوسرے لوگوں نے توکل الفاظ

بعض الادميين. و الاخرون حرفوا کلمها عن مواضعها و بعدوا جواهرها عن

عربی کو اس کے مواضع سے بدل ڈالا اور اس کے جواہر کو ان کی معدنوں اور مکانون سے دور ڈال دیا۔ لہذا وہ

معادنها و اماکنها فصارت السنة جديدة فى اعين العالين. و نضی منها خلعة

زبانیں لوگوں کی نظر میں نہیں دکھائی دیں۔ اور نفیس پیرایوں کا خلعت ان سے اتارا گیا اور وہ نگلی جلد والی اور کھلی کھلی

حللها النفیسة و جعلت عاری الجلد بادی العورة تبذرها اعين الناظرين.

نگلی کی گئیں جن کو دیکھ کر نظریں کراہت کرتی ہیں اور اسی وجہ سے تو ان زبانوں کو دیکھتا ہے کہ وہ نظام سے گری ہوئی

فلاجل ذلك تراها ساقطة عن النظام و القواعد الطبيعية. و متفرقة غیر منتظمة.

اور قواعد طبعیہ سے خالی اور متفرق جنگلوں کی لکڑیوں کی طرح غیر منتظم اور ایک دوسری سے دور پڑی ہیں اور تو دیکھتا

کخشب الفلا المتباعدة و تشاهد انها تائهة لا ذرا لها و لا دار و لا سکک و لا

ہے کہ وہ آوارہ ہیں نہ ان کا کوئی گھر اور نہ ہمسایہ۔ اور تو یہ بھی دیکھتا ہے کہ ان کے مفردات اور ان کی نظر میں کوئی

جوار و تری ان مفرداتها متبذدة لا انساب بينها و عارية ابدت و صمتها و شينها

نسبت باہم باقی نہیں رہی اور وہ ایسی نگلی ہیں کہ ان کا عیب اور داغ کھل گیا اور یہ اس لئے ہوا کہ نظام ضائع ہو گیا اور

و ذالك بما ضاع النظام و ما بقى القوام و رعتها الانعام فترى كانها ارض بديئة

قوام باقی نہ رہا اور چار پائے بولیوں کو چر گئے اور تو دیکھتا ہے کہ گویا وہ ایسی زمین ہے جس میں کوئی سبزہ وغیرہ نہیں

او موماة مخوفة مجنة تبذرها عين المحققين. و ما حسن الان شانها

اور ایسا خوفناک جنگل ہے جس میں جن رہتے ہیں جس سے محققوں کی آنکھیں کراہت کرتی ہیں اور اب ان کی

و ما ابدء صبيانها. ولكن الظالمين يخدعون الجاهلين. اضاعت نسباً متماثلة

حالت کچھ اچھی نہیں ہوگی اور ان کے بچوں نے بعد گرجانے کے پھر دانت نہیں نکالے مگر ظالم لوگ جاہلوں کو دھوکہ دیتے ہیں بلکہ ان

واقداً متشابهة. فصارت كنانس متفرقة الاراء او او باش مختلفة الالهواء متعائرين

زبانوں نے نسب متماثل کو ضائع کر دیا اور ایسا ہی اقدام تشابہ کو بھی پس وہ زبانیں ایسی ہو گئیں جیسا کہ مختلف راہوں کے لوگ ہوتے ہیں

غير متحدين. فكان بعضها على رباوة متحصراً بھراوة وبعضها في وهاد ساقطا

یا جیسے اوباش جو متفرق آرزوئیں رکھتے ہیں جن کی ایک دوسرے کے مخالف خواہش ہوتی ہے پس گویا بعض ان کے ایک ٹیلے پر ہیں

كجماد و بعضها فقدت اسارير وجه التسمية. كانه اغمى عليها او اخذتها مرض

ایک سوٹے کے ساتھ اپنی تیر گاہ کو سہارے دیئے ہوئے اور بعض گڑھے میں پڑے ہوئے جیسے بے جان اور بعض وجہ تسمیہ کے نشانوں کو

السكتة او كانت من المحقوين. وبعضها بدا كربة الشكل كثير الاختلال كانه

کھویٹھے ہیں گویا ان کو غشی پڑی ہے یا سکتہ کی مرض ہوگئی یا پیٹ کی درد نے پکڑا اور بعض ہری شکل کے ساتھ ظاہر ہوئے اور صورت بگڑ گئی

ابدى كالأطفال حتى بئذ تها اعين الناظرين. والبعض لقع وجهه برداء و نگر

گویا ان کو بچوں کی طرح چیچک نکل آئی یہاں تک کہ دیکھنے والوں نے ان سے کراہت کی۔ اور بعض نے چادر کے ساتھ اپنا منہ لپیٹ لیا

شخصه لحياء. والبعض الآخر صبغ الاطمار و دلس و اری كانه تطلس. ومنها الفاظ

اور اپنی ہیئت کو مارے حیا کے بدلا لیا اور بعض نے اپنے کپڑے رنگین کر ڈالے اور تدریس کی اور ظاہر کیا کہ گویا اس نے طیلسان پہنا ہے

بقيت على صورها الاصلية. و ما غير وجهها. حر هواجر الغربة. و ما زلزل اقدامها

اور بعض ایسے ہیں جو اپنی اصلی صورتوں پر باقی رہی اور پردیس کی دھوپ اور دو پہر کی گرمی نے ان کے چہروں کو متغیر نہیں کیا اور تفرقہ کی

اعصار التفرقة. بل بقي لها نشرتم نفحاته و ترشد الى روض الحق فوحاته و تعرف

سخت ہوانے ان کے قدموں کو جنبش نہیں دی بلکہ ان کی ایک خوشبو باقی رہ گئی جس کی لہریں پوشیدہ حید کو ظاہر کر رہی ہیں اور جن کا مہکنا

بتارج عرفها. و مناعت عرفها. و تصبى القلوب كجميل خدين. بيد انها اخرجت

حق کے باغ کی خبر دے رہا ہے اور اپنی خوشبو کے مہکنے سے پہچانی جاتی ہیں۔ اور اپنی کھڑکیوں کی بلندی سے دیکھی جاتی ہیں اور خوبصورت

من المنازل المقررة. و بعدت من الاوطان الموروثة. و بوعدت من الاتراب

انسان کی طہر دل کو کھینچتی ہیں ہاں اتنا ہے کہ وہ اپنے منازل مقررہ سے نکالے گئے اور اپنے موروثی وطنوں سے دور کئے گئے

وَهَيْلَ عَلَيْهَا الزَّوَايِدَ كَهَيْلِ التَّرَابِ وَاخْفِيَتْ كَالْمَيْتِينَ. بَلْ دُفِنَتْ كَالْمَوْءُودِ .

اور اپنے ہم عمروں سے الگ کئے گئے اور ان پر زوائد ڈالے گئے جیسا کہ مٹی ڈالی جاتی ہے اور مردوں کی طرح وہ چھپائے گئے بلکہ وہ زندہ

فَمَا مَادَهَا أَحَدٌ كَالْوَدُودِ. ثُمَّ رُدَّ عَلَيْهَا عَهْدُ تَذْكَارِ الْوَطَنِ. وَالْحَنِينِ إِلَى الْعَطَنِ.

درگور انسان کی طرح دُفن کئے گئے پس کسی نے دوست کی طرح ان کو کھانا نہ کھلایا پھر ان پر وطن یاد کرنے کا زمانہ رد کیا گیا اور وطن کی محبت

فَاسْتَعَدَّتْ لِتَقْوِيضِ خِيَامِ الْغَيْبَةِ. وَاسْرَجَتْ جِوَادِ الْاَوْبَةِ. بَعْدَ مَا كَانَتْ كَالْاَمْعَةِ

پیدا ہوگئی پس وہ غربت کے خیموں کو اکھاڑنے کے لئے کھڑے ہو گئے اور بازگشت کے گھوڑوں پر زینیں کھینچ لیں بعد اس کے کہ وہ ایک

وَكَانَتْ كَرَفَاقٍ مُسْتَعِدِّينَ. غَيْرَ أَنَّهَا كَانَتْ مَحْتَاجَةً إِلَى رَجُلٍ يُؤَمِّمُهَا فِي الْمَسِيرِ.

ہر جائی آدمی کی طرح تھے اور ہم سفر یاروں کی طرح مستعد ہو گئے مگر صرف اتنی بات تھی کہ وہ ایسے شخص کے محتاج تھے جو راہ میں ان کا پیشوا

وَ مَا كَانَ سَبِيلَ مَنْ دُونَ اسْتِصْحَابِ الْخَفِيرِ. فَاتَيْنَاهَا وَ اخَذْنَاهَا كَاخْذِ الْوَارِثِ

ہوا اور جزیر ہیر کے اور کوئی سبیل نہیں تھا پس ہم ان کے پاس پہنچ گئے اور ہم نے انہیں یوں لے لیا جیسا کہ کوئی اپنی وراثت کا مال لے لیتا ہے

مَتَاعِ الْمِيرَاثِ وَ بَعَثْنَاهَا مِنَ الْاَجْدَاثِ بَعْدَ مَا سَمِعَ نَعِيْمَهَا مِنَ الزَّمَنِ النَّثَاثِ. فَهِيَ

اور ہم نے انہیں قبروں میں سے اٹھایا بعد اس کے جو خبر دینے والے زمانہ نے ان کی موت کی خبر دی۔ پس ایک زمانہ کے بعد انہوں نے اپنا

بَعْدَ اَمَدٍ رَأَتْ كِنَاسِهَا. وَ وَا فِتْ اِنَاسِهَا. وَ نَقَلْتِ اِلَى قَصْرِهَا. بَعْدَ مَا حَصَلَهَا

گھر دیکھا اور اپنے لوگوں کو ملے اور اپنے محل کی طرف آئے بعد اس کے جو تختیوں نے انہیں اپنی قید میں کر دیا تھا پس گویا وہ اس دوست کی

الشَّدَائِدِ تَحْتَ اَسْرِهَا. وَ كَانَهَا كَانَتْ كَالْفِ يَفْقَدُ. وَ يَسْتَرْجِعُ لَهُ بَعْدَ مَنَاحَةِ تَعْقُدِ

طرح تھے جو مفقود الخیر ہو جائے اور ماتم داری کی مجلس کے بعد اس پر انا اللہ کہا جائے سو ہم نے انہیں مردے کی لاش کی طرح نکالا یا اس غلام کی

فَاخْرَجْنَاهَا كِنَعَشِ الْمَيْتِ اَوْ الْغَلَامِ الْاَبِيْقِ مِنَ الْبَيْتِ. اَوْ كَطِيْبِ الْاَعْرَاقِ. الْاَلَا حَقِ

طرح پکڑا جو گھر سے بھاگ گیا ہو یا اس شریف نجیب کی طرح ان کو واپس لیا جو بدکاروں سے جا ملا ہو یا اس صاحب نسب کی طرح ہم نے

بِالْفَسَاقِ اَوْ النِّسَبِ الْمَهْجُورِ مِنَ الْاَقْرَابِ. اَوْ الْاِبْنِ الْغَائِبِ الْهَارِبِ. اَوْ اَطْفَالِ

ان کو لے لیا جو اپنے عزیزوں سے دور پڑ گیا ہو یا اس بیٹے کی طرح جو گم ہو گیا ہو اور بھاگ گیا ہو یا ان بچوں کی طرح جو ڈوب گئے ہوں سو

مَنْعَمَسِينَ. فَمِنْهَا مَا لَمْ يَرِ اِنْتِلَامَ حَبَّةٍ فِي زَمَنِ فَرْقَةٍ مَتَطَاوَلَةٍ وَ اَزْمَنَةِ بَعِيدَةٍ مَخَوْفَةٍ

بعض ان میں سے ایسے ہیں جنہوں نے جدائی کے زمانہ میں ایک دانہ کا نقصان نہ اٹھایا اور صحت سلامت کے ساتھ اپنے وطن میں لوٹ آئے

﴿۹۳﴾

وَقَفَّلَ كَمَا سَافَرَ بِصِحَّةٍ وَسَلَامَةٍ وَصَلَاحٍ وَعَافِيَةٍ. وَ مِنْهَا مَا غَيْرَهَا حَرِ السَّقَامِ

اور بعض الفاظ ایسے ہیں جن کو بیماری نے متغیر کر دیا یہاں تک کہ بیخ کنی تک نوبت پہنچا دی اور جننازوں کی  
حتیٰ بلوغ الی الاخترام. و صارت کالجناز. بعد ما کانت من اهل الجوائز.

طرح ہو گئے بعد اس کے جو صاحب جو داور کرم تھے اور لمبے سے منہ نکل آئے۔ بعد اس کے جو موتی کی طرح

وظہرت بوجه مسنون بعد ما کانت کدراً مکون و ذهب حُسنها و بھائھا و غاب

تھے اور ان کی خوبصورتی اور خوبی سب جاتی رہی اور تمام نور کم ہو گیا۔ اور وہ اس بڑھے کی طرح نکل آئے

نورها و ضیائھا. و تراءت کشیخ مسلوب الطاقۃ بعد ما کانت کغید ملیح

جس کی طاقت سب جاتی رہی بعد اس کے جو ہ نازک اندام اور خوش قامت عورتوں کی طرح تھے یا اس

الرشاقۃ. او کظلیع لذیذ السیاقۃ. او کجمازۃ لا یلحقھا العناء. و لا تواءھقا و جناء.

گھوڑے کی طرح تھے جس کی مزہ دار چال ہو یا اس تیز روانگی کی طرح جس کو ماندگی کے رنج پہنچ نہ سکے اور

و لا یخالف هذا البیان الا الذی جھل الحقیقۃ او مان. فلا شک ان الحق ابلج.

اس بیان کا بجز ایسے شخص کے کوئی مخالف ہوگا۔ جو حقیقت سے بے خبر اور دروغ گو ہو۔ پس کچھ شک نہیں کہ

و الباطل لجلج. و شن علی الباطل عسکر الحق و الیقین. هذا شان مفردات

حق روشن ہو گیا اور باطل گم ہو گیا اور باطل پر حق اور یقین کا لشکر ٹوٹ پڑا یہ تو عربی کے مفردات کی شان ہے مگر

العربیۃ و اما مرکباتھا فھمی ارفع شاناً عند اهل البصیرۃ. فان المسک و اللؤلؤ

اس کے مرکبات تو اس سے بھی بڑھ کر اہل بصیرت کے نزدیک شان بلند رکھتے ہیں کیونکہ مشک اور موتی جب

اذا خلطوا لغرض من الاغراض فلا شک ان هذا المركب اشدوا قوی لدفع

کسی غرض سے ملائے جائیں تو کچھ شک نہیں کہ یہ مرکب دفع امراض کے لئے نہایت قوی ہوگا اور تو جانتا ہے

الامراض و انت تعلم ان مرکبات النبات قد تحدث فیھا کیفیۃ خارقۃ للعادات

کہ کبھی نباتات کے مرکبات میں کوئی ایسی کیفیت خارق للعادات پیدا ہوتی ہے جو بہت سی آفات سے نفع دیتی

نافعۃ لکثیر من الافات. فکیف ترکیب مفردات قد علی شانھا. و اشرق بُرھانھا

ہے۔ پھر کیونکہ ان مفردات کی ترکیب عجیب و غریب نہ ہو جن کی شان بلند اور جن کی برہان روشن ہے

وَ اعجب الخلق لمعانها فانها نورٌ على نورٍ. و مفتاح لسرٍّ مستور و اية عظيمة

اور جن کی چمک نے لوگوں کو تعجب میں ڈال دیا کیونکہ وہ ترکیب نور علی نور ہے اور پوشیدہ بھید کے لئے کنجی ہے اور ہدایت

للمسترشدين و السرّ في عظمتہ مرکبات العربية انها ركبت من المفردات

طلب کرنے والوں کے لئے نشان بزرگ ہے اور عربی کے مرکبات کا عظیم الشان ہونا اس وجہ سے ہے جو با برکت مفردات

المباركة التي توجد فيها غزارة المادة. و النظام الكامل على سبيل الحكمة.

سے ان کی ترکیب ہے وہ مفردات جن میں مواد بکثرت پائے جاتے ہیں اور نیز نظام پر حکمت پایا جاتا ہے لہذا ان کے

فتولد في مرکباتها معانی كثيرة بتأثير المفردات. ثم بادخال اللام و التنوينات.

مرکبات میں مفردات کی تاثیر سے بہت سے معانی پیدا ہوتے ہیں۔ پھر بوجہ الف لام اور تنوین اور انواع اقسام کی ترتیب

و بکشف منحصر من لطائف الترتيبات. و اما لغات أخرى و السنة شتى. فستعلم

کے نئے نئے معنی نکلتے ہیں مگر دوسری زبانیں اور متفرق بولیاں یہ مرتبہ نہیں رکھتیں اور عنقریب تو ان کی حقیقت کو جان لے گا

عجرها و بجرها و سبدي لك حصاتها و حجرها و ندعوا الى الحق قومًا

اور ہم عنقریب ان کے سنگریزے اور پتھر تیرے پر ظاہر کر دیں گے تاکہ ہم منصف لوگوں کو حق کی طرف بلاویں۔ وہ بولیاں

منصفين. انها السنة ما اعطى لها بيان و لا لمعان. الا غممة و دُخان. و لذلك

کچھ ایسی بولیاں ہیں کہ ان کو بیان اور چمک نہیں دی گئی مگر ناک میں بولنا اور دھواں سوا اس لئے ہم نے ارادہ کیا کہ ہر یک جستجو

اردنا لنظهر على كل مستطلع دخيلة امرها و حقيقة سرّها و كسوف قمرها

کرنے والے پر ان کی اندرونی حقیقت ظاہر کر دیں اور ان کے بھید کی حقیقت کھول دیں اور ان کے قمر کا کسوف بیان کر دیں

لنتستين تصلف الكاذبين فان كنتم لا تؤمنون ببراعة العربية و عزازتها. و لا تقرون

تاکہ جھوٹوں کی لاف زنی کھل جائے پس اگر تم عربی کی بزرگی اور ارجمندی پر ایمان نہیں لاتے اور اس کی تیز رو اونٹنی کی بزرگی

بعظمة جمازتها. فارونی في لسانكم مثل كمالاتها. و مفردات كمفرداتها.

کے تم قائل نہیں ہوتے پس تم اس کے کمالات کا نمونہ اپنی زبان میں مجھے دکھاؤ اور اس کے مفردات کے مقابل پر مفردات

و مرکبات کمر کباتها. و معارف كمعارفها و نکاتها ان كنتم صدقین.

اور مرکبات کے مقابل پر مرکبات اور معارف کے مقابل پر معارف مجھ کو دکھاؤ اگر تم سچے ہو۔

﴿۹۵﴾

و لا حیوة بعد الخزی یا معشر الاعداء. فقوموا ان كانت ذرة من

اور ذلت کے بعد اے مخالفو کیا زندگی ہے پس اگر ذرا بھی حیا ہے تو اٹھو یا کسی گہرے کوئیں میں

الحياء. او ابخعوا فی غیابة الخوقاء. و موتوا کالمتدّمین. وان کنتم تنهضون

ڈوب کر ہلاک ہو جاؤ۔ اور شرم زدہ لوگوں کی طرح مر جاؤ اور اگر مقابلہ کے لئے اٹھتے ہو تو میں تم کو بطور

للمقابلة فانی مجیز کم خمسة الاف من الدراهم المروّجة بعد ان تکملوا

انعام پانچ ہزار روپیہ دوں گا بشرطیکہ تم موافق شرائط جواب دو اور دو تالیث قسم کے ساتھ گواہی دیں۔

شرائط هذه الدعوة ويشهد حکمان بالحلف عند الشهادة لیتّم حجّتی عند

تا عقلمندوں کے نزدیک میری حجت پوری ہو جاوے اور کسی عذر کی کوئی گنجائش نہ رہے اور یہ میرے پر تاوان

النحاریر. ولا یبق ندحة المعاذیر. وهذا علیّ غرامة لو کنتم من الکاذبین.

ہے اگر میں کاذب ہوں پس اس انعام کے لینے کے لئے کھڑے ہو جاؤ یا اپنی زبانوں کی حمایت کرنے کے

فقوموا لاخذ هذه الصلة او لحماية لغاتکم الناقصة. ان کنتم حامین واجمعوا

لئے کچھ ہمت کرو اور میری شرط کا روپیہ جہاں چاہو جمع کرالو اگر کچھ ٹنک ہو یا ڈرتے ہو اور جو تم طلب کرو

عین شریطتی این تشاء ون. ان کنتم ترتابون او تخافون وانی اقبل کلما

میں سب قبول کروں گا اور جو لکھو او میں لکھوں گا اور جو تم پوچھو میں جواب شافی دوں گا تا ہو کہ تم مطمئن ہو

تطلبون. واکتب کلما تستملنون. وأبضع فی کلّ ما تسئلون. لعلکم تطمئنون

جاؤ اور تا ہو کہ تم یقین کرو اور جو کچھ تم کہو میں کروں گا اگر تم انصاف کے ساتھ حکم کرو۔ اور میں نہیں چاہتا کہ تم

بها ولعلکم تستیقنون. و افعّل کلما تأمرون لو امرتم منصفین. و ما ارید ان اشق

پر کچھ مشقت ڈالوں اور میں ان میں سے نہیں ہوں جو بدی کے ساتھ کسی پر دوڑتے ہیں اور مجھ کو انشاء اللہ

علیکم وما کنتم من المترعین. وستجدونی انشاء اللہ من المقسطین. وانی

انصاف پسند پاؤ گے اور میں دیکھتا ہوں کہ عنقریب زبانیں بند ہو جائیں گی اور وسوس قید میں ڈالے

ارلی انّ الالسنة ستزوم والوسوس تجذع. والحجة تتم. و یفر الاعداء مشفقین مما

جائیں گے اور حجت پوری ہو جائے گی اور دشمن ہماری دستاویزوں کو دیکھ کر بھاگ جائیں گے

فِي اَيدينا و مرتعدين. و انا لملاقوهم بعون الله ذى الجلال ولو فرّوا على لاحقة

کا نیت ہوئے بھاگیں گے اور ہم بفضلہ تعالیٰ تعاقب کر کے ان کو جا ملیں گے اور ان کو جائے گریز نہیں اگرچہ

الآطال. ثم مفروهم مُحجرين. و لا مناص لهم ولو نزوا فى السكاك. الابد

وہ پتلی کروا لے گھوڑوں پر دوڑے ہوں پھر ہم زور دیں گے تا وہ بھاگیں یہاں تک کہ بھاگتے بھاگتے

سواد الوجه و الاحليلاك. و اذا اشرعنا الرمح على العدا. و ارينا المدى

سورخ میں جا گھسیں اور جب ہم نے نیزہ کو دشمنوں پر بلایا اور کار دیں دکھلائیں اور موت کے گھوڑوں کو

و عبطنا افراس الردا. فترى انهم يبدون نواجزهم غير ضاحكين. و ما كتبت من

سرپٹ دوڑایا پس تو انہیں دیکھے گا کہ بغیر ہنسنے کے دانت نکال رہے ہیں اور میں نے اپنی طرف سے نہیں لکھا

عندى ولكن الهمنى ربى. و ايدنى فى امرى. فتاقت نفسى الى ان افض ختم

بلکہ میرے خدا نے مجھے الہام کیا اور میرے امر میں مجھے تائید کی پس میرے نفس نے خواہش کی کہ میں اس بھید کی

هذا السر. و ارى الخلق ما ارانى ذو الفضل والنصر و انه ذو الفضل المبين.

مہر کھولوں اور لوگوں کو وہ معارف دکھلاؤں جو خدا تعالیٰ نے مجھے دکھلائے اور وہ صاحب فضل مبین کا ہے۔

و حاصل ما كتبتا فى هذه المقدمة ان العربية ام الالسنه و وحى الله ذى

اور جو کچھ ہم نے لکھا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ عربی اُمّ اللسان ہے اور خدا تعالیٰ کی وحی ہے جو صاحب مجد اور

المجد والعزة و غيرها كرش من هذه المطرة القاشرة. و ما لها سبب و لا لبء الا من

عزت ہے اور دوسری زبانیں اس بزرگ بینہ میں سے چند قطرے ہیں اور ان کا قلیل و کثیر تمام اسی زبان میں سے ہے اور

هذه اللهجة. و ان العربية تقسم الامور وضعا كما قسمها الله طبعاً و فى ذلك

عربی زبان وضع کی رو سے امور کو ایسے طور سے تقسیم کرتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں طبعی تقسیم کی ہے اور اس میں

ايات لاسمتوسمين. و انها تجرى فى كل سلك بهذا الاشتراط و تنجافى عن

فراست والوں کے لئے نشان ہے اور وہ ہر ایک کوچہ میں اسی شرط سے چلتی ہے اور تجاوز سے پرہیز کرتی ہے اور خدا تعالیٰ

الاشتطاط و نزها الله عن ضيق الربع. و وسع مربعا لاضياف الطبع

نے اس کو گھر کے تنگ ہونے سے پاک کر دیا ہے اور اس کے گھر کو طبع کے مہمانوں کے لئے وسیع کر دیا ہے



﴿ ۹۷ ﴾

فَدَعَتْ ضِيَوفَ الْفَطْرَةِ الِى الْقُرَى. وَ مَطَائِبَ مَا تُشْتَهَى. وَ اثْبَتَتْ اِنْهَا مِنْ

پس اس نے نیچرل مہمانوں کو دعوت کے لئے بلایا اور عمدہ اور قابل رغبت کھانے تیار کر کے ان کو مدعو کیا اور ثابت کر دیا کہ وہ مالداروں اور

الْمَتَمُولِينَ الْمُعْطِينَ. فَلَا تَمَلِ اِلَى زَبُونِ. وَ لَا تُعْضِ عَلٰى صَفْقَةٍ مَغْبُونِ اِتْسَبَدَلِ

دینے والوں میں سے ہے پس تو کسی مغلوب کی طرف میل مت کر اور خسارہ کی بیخ پر چشم پوشی مت کر کیا تو اچھی اور بہتر کو چھوڑ کر ادنیٰ کو

الذِّى هُوَ اَدْنٰى بِالذِّى هُوَ خَيْرٌ فَافْكَرْ سَاعَةً يٰ عَارِ الْعَيْرِ. وَ اَطْلُبْ سَبِيلَ الْمَوْفِقِينَ.

اختیار کر لے گا پس کچھ تھوڑی دیر فکر کرے گدھے کی جائے ننگ اور توفیق یافتہ لوگوں کی راہ ڈھونڈ اور جان کہ وہ گزیدہ علوم کی طرف رہنما

وَ اعْلَمْ اَنَّهَا خَفِيْرٌ اِلَى الْعُلُوْمِ النَّخْبِ مِنْ غَيْرِ الْوَجْهِ وَ التَّعَبِ. فَمَنْ قَصَدَهَا فَقَدْ

ہے بغیر اس کے کہ کچھ ماندگی اور فرسودگی پیش آوے پس جس نے اس کا قصد کیا وہ سونے کی طرف گیا اور جو شخص جدا ہونے کے ساتھ اس

ذَهَبٌ اِلَى الذَّهَبِ وَ مِنْ بَاعِدَهَا بِالْهَجْرِ. فَقَدْ رَضِيَ بِاِيْثَارِ الْهَجْرِ وَ هُوَ فِى هُوَّةٍ

سے دور ہو گیا۔ وہ بے ہودہ گوئی پر راضی ہو گیا اور نیچے رہنے والوں کے گڑھے میں گر گیا۔ اور عربی اپنے جمال کے ساتھ غیر کی حاجت سے

السَّافِلِينَ. وَ اِنَّهَا غَانِيَةٌ زَيْنَتْ نَفْسَهَا بِكَمَالِ النِّظَامِ. وَ تَجَلَّتْ بِالْحَسَنِ التَّامِ وَ لِكُلِّ

لا پرواہ ہے اور کمال نظام کے ساتھ اپنے نفس کو اس نے آراستہ کیا ہے اور حسن تام کے ساتھ اس نے تجلی فرمائی ہے اور ہر ایک سائل کا سوال

سَائِلٍ قَامَتْ بِالْاِجَابَةِ حَتَّى ثَبَتَتْ ثَرَوَتَهَا. وَ اِنْجَابَتْ غَشَاوَةَ الْاِسْتِرَابَةِ وَ اعْتَقَبَتْ

قبول کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ اس کی دولت مندی ثابت ہو گئی اور ننگ دور ہو گیا اور وہ فطرت اور نیچر کے اسباب کے پیچھے

دَوَاعِى الطَّبَعِ. وَ وَسَعَتْ لَهَا فَنَاءَ الرَّبْعِ. وَ حَلَّتْ بِكُلِّ مَاحِلٍ تَقْسِيْمٌ طَبَعِيٌّ بَلْ حَمَلَهُ

پیچھے چل رہی ہے اور ان کے لئے اپنے گھر کو بہت وسیع بنا رکھا ہے اور وہ ہر ایک ایسی جگہ میں اترے جہاں تقسیم طبعی اتری بلکہ اس کو ایسے

كَمَا يَحْمِلُ اَوْ زَارًا مَهْرِي. وَ طَابَقَتْ حَتَّى اَعْجَبَتْ النَّاضِرِينَ. فَهِيَ شَجْرَةٌ مَبَارَكَةٌ

اٹھایا جیسے اونٹ بوجھ کو اٹھاتا ہے اور اس سے ایسی مطابق آگئی کہ دیکھنے والے کو تعجب میں ڈالے وہ ایسا درخت ہے جس کی شان میں بال

اغصانها كالبريد. و اصولها كالوصيد. و موادها كاليقطين. و انا لا نسلم ان

مرتب کی طرح ہیں اور اس کے اصول اس بوٹے کی طرح ہیں جس کی جڑ ہیں آپس میں ملی ہوئی ہوں اور ہم اس بات کو تسلیم نہیں کریں گے

كَمَالِ نِظَامِهَا يُوْجَدُ فِى غَيْرِهَا. اَوْ يَسْلُغُهَا لِسَانٌ فِى سَيْرِهَا. نَعَمْ نَسْلَمُ اِنْ كَلَّ

کہ اس کے نظام کا کمال اس کے غیر میں بھی پایا جاتا یا اس کے سیر میں کوئی زبان اس کے برابر ہے ہاں ہم اس قدر قبول کرتے ہیں کہ

لغت من اللغات. تشتمل علی قدر من المفردات لكنها ناقصة كالبيوت

ہر یک زبان زبانوں میں سے کسی قدر مفردات پر مشتمل ہے۔ مگر وہ زبانیں خراب شدہ اور سمار شدہ گھروں کی طرح ناقص

المنهدمة الخربة او كالففة التي يئس اهلها من الزهر و الثمرة. و لا ترى

ہیں یا وہ ایسی ہیں جیسے ایک بوسیدہ اور خشک درخت جس کا مالک اس کے پھل اور پھول سے ناامید ہو چکا اور تو مفردات کی

دهوم المفردات في تلك الالسن المحارفة المقلوبة الا قليلاً غير كافٍ

کثرت کو ان نامبارک زبانوں میں نہیں پائے گا۔ مگر کچھ تھوڑا سا جو مہمات مطلوبہ کے لئے غیر کافی ہے اور تو سن چکا ہے کہ

للمهمات المطلوبة. وانت سمعت انها كانت عربية في اوائل الازمنة. ثم

وہ زبانیں ابتداء زمانہ میں عربی تھیں پھر مسخ ہو کر ایک نہایت بڑی صورت میں ظاہر ہوئیں سو اسی وجہ سے تو ان کو مردار کی

مسخت فبدت باقبح الصورة. فلذلك تراها مُتَّئِنَةً كالجيفة. وخواوى

طرح بد بودار پاتا ہے اور ان کے ترکش کو خشکست یا قتلہ لوگوں کی طرح خالی دیکھتا ہے اور تو ان زبانوں کو کھلی کھلی ذلت میں

الوفاض كاهل الذل والهزيمة. وتجد انها السنة بادية الذلة. ليس ببيدها

پاتا ہے ان کے ہاتھ میں مواد لغات کا کوئی بھاری ذخیرہ نہیں اور نہ اشتقاق کی دولت اور وجہ تسمیہ ان کے پاس ہے اور ان کے

غزارة المادة. ولا دولة الاشتقاق ووجه التسمية و لصقت الفاظها بمعانيها كقتين.

الفاظ ان کے معانی کو ایسے چمٹے ہیں جیسے چھڑی یعنی معانی کا خون پیتے ہیں اور ان کو بے رونق اور کمزور کرتے ہیں اور اپنے

وانها بتلادها لا توفى النظام. ولا تكمل الكلام وما كان لاهلها ان يكتبوا بها قصة.

گھر کے سرمایہ کے ساتھ جو دراشت سے اس کو ملی ہے۔ کسی قصہ کے نظام کو پورا نہیں کر سکتے اور کسی کلام کو کامل نہیں بنا سکتے اور

او يملوا حكايةً مبسوطه بحيث ان تواعد القصص نظام المفردات وتقابل

ان کے اہل کو یہ طاقت نہیں کہ ان کے ساتھ کوئی قصہ لکھیں یا کوئی مفصل حکایت تحریر میں لاوے اس طرح پر کہ مفردات کا

التقسيم الطبعى فى جميع الخطوات و ان هذا حق وليس من الترهات

نظام قصوں کے ساتھ دوش بدوش چلا جائے اور ہر یک قدم میں طبعی تقسیم کے مقابل پڑے اور یہ بیان حق ہے و اہیات باتوں

و لاجله كتبنا فى العربية هذه العبارات. و قدمنا هذه المقدمة كالكمامة.

میں سے نہیں ہے اور اس کیلئے ہم نے ان عبارتوں کو عربی میں لکھا ہے اور اس مقدمہ کو بہادر سپاہیوں کی طرح آگے کیا ہے

لنقطع عرق الخصومات. و لعل العدا يتفكرون في حللها. أو يأتون بألسنها من

تاہم بھگڑوں کی جڑ کاٹ دیں تاکہ ہمارے مخالف ان عبارتوں کے پیرایوں میں غور کریں یا اگر سچے ہیں تو  
مثلاً ان کا نوا صادقین۔ وقد سمعتم ان مفرداتہا تو اوضح نقوش تقسیم الفطرة۔

اپنی اپنی زبانوں میں ان عبارتوں کی نظیر پیش کریں۔ اور تم سن چکے ہو کہ عربی کے مفردات فطرتی تقسیم کے  
وتعطى كلما أعطى عند التقاسيم الطبيعية. و تصنع كل لفظ في المواضع التي

دوش بدوش چلے جاتے ہیں اور جو کچھ طبعی تقسیم نے دیا وہ سب مال دیتے ہیں اور ہر ایک لفظ کو ایسے موقع پر  
طلبتها الضرورة الداعية او اقتضتها الصفات الإلهية ولا تمشي كالتائهيين.

رکھتے ہیں جس کو پیش آمدہ ضرورت نے طلب کیا ہے یا صفات الہیہ نے اس کو چاہا ہے۔ اور آوارہ گرد لوگوں

و ترى فروق الكلمات كما ارت فروقها دواعي الضرورات. وتظهر في نظام

کی طرح نہیں چلتے اور کلمات کے فرقوں کو وہ ایسے دکھاتے ہیں جیسا کہ ضرورتوں کے وجہ نے ان کو دکھایا ہے

المفردات كلما اظهر القسام في مرأة الوقعات. فكذلك نطلب من

اور مفردات کے نظام میں وہ تمام باتیں ظاہر کرتے ہیں جو قسام ازل نے واقعات کے آئینہ میں ظاہر کی ہیں

المخاصمين. وما قلنا هذا القول كصغير اللاعبين. بل ارينا كلها كالمحققين.

پس انہیں باتوں کی نظیر ہم مخالفوں سے مانگتے ہیں اور ہم نے اس قول کو کھیلنے والوں کی سیٹی کی طرح نہیں کہا بلکہ

واثبتنا ان العربية قد وقعت كرجل رحيب الباع خصيب الرباع متناسبة

ہم نے اس کو محققوں کی طرح دکھلایا ہے اور ثابت کر دیا ہے کہ عربی اس مرد کی طرح ہے جو فراخ دست اور

الاعضاء موزون الطباع. مطلعة على ذات صدر الفطرة. وحامل فوائدها

کثیر المال ہو اور نیز متناسب الاعضاء اور موزوں الطبع ہو۔ عربی زبان فطرت کے اسرار پر مطلع ہے اور اس کے یکتا

كالمطية فان كنتم من خيل هذا الميدان. او للسانكم كمثله ايدان. فاتوا بها

موتیوں کے لئے یہ سواری کی طرح ہے پس اگر تم اس میدان کے سوار ہو یا تمہاری زبان کو اس کے موافق طاقت

يامعشر اهل العدوان و حزب المتعصبين. و ان لم تفعلوا و لن تفعلوا فاتقوا الله الذي

ہے پس اے ظالم لوگو اپنی زبانوں کو پیش کرو اور اگر تم نہ کر سکو اور ہرگز نہ کر سکو گے سو اس خدا سے ڈرو

یخزی الکاذبین.

﴿۱۰۰﴾

جو جھوٹوں کو ذلیل کرتا ہے۔

والآن نكشف عليكم سرفوق الكلمات لعل الله يهديكم الى طرق

اور اب ہم تم پر کلموں کے فرقوں کا بھی دکھولتے ہیں تا شاید خدا تعالیٰ تمہیں راست روی اور ثابت قدمی

الصواب والثبات. او تکنونون من المتفكرين. فاعلموا ان فروع الكلمات تتبع

کی راہ دکھاوے یا تم سوچنے والے بن جاؤ۔ پس اب جان لو کہ کلموں کے فرق ان فرقوں کے تابع ہیں جو کائنات

فروقا توجد في الكائنات. وكذلك قضى احسن الخالقين. واما الفروع

میں پائے جاتے ہیں اور اسی طرح احسن الخالقین نے ارادہ فرمایا ہے۔ مگر وہ فرق جو کائنات کی پیدائش میں

التي توجد في خلقة الكائنات. وتتراى في صحف الفطرة كالبديهيات

پائے جاتے ہیں اور فطرت کے صحیفوں میں بدیہیات کی طرح نظر آتے ہیں پس ہم تیرے پر ان کا ایک نمونہ

فنكشف عليك نموذجًا منها في خلقة الانسان لعلك تفهم الحقيقة كذوى

انسان کی پیدائش کے بارے میں کھولتے ہیں تا تو اس کو اہل عرفان کی طرح سمجھ جائے یا تو طالبوں میں سے ہو

العرفان او تكون من الطالبين. فانظر ان الانسان اذا قُلب في مراتب الخلقة.

جاوے پس تو دیکھ کہ جب انسان پیدائش کے مراتب میں پھیرا گیا اور چیز فعل سے قوت کی طرف لایا گیا اور طبعی

وأخرج الى حيز الفعل من القوة. واعطى صوراً في المجالى الطبيعية وفقاً

جلوہ گاہوں میں قسم قسم کی صورتیں دیا گیا اور بعض قسم پیدائش بعض کے پیچھے آئیں اور ان میں باہم تفرقہ اور تمیز

بعضها بعضاً بالتمايز والنفرة. فجمعت ههنا مدارج تقتضى لانفسها الاسماء

ہوا پس اس جگہ کئی مدارج پیدا ہوئے جو اپنے لئے ناموں کو چاہتے تھے پس عربی نے ان کو ان کے نام عطا کئے

فَاعطتها العربية و اكملت العطاء. كالاسخياء الممولين. وتفصيله ان الله اذا

اور اپنے عطیہ کو کامل کیا جیسے سخی اور مالدار لوگوں کا کام ہوتا ہے اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے

اراد خلق الانسان. فبدء خلقه من سلالة طين مطهر من الادران فلذلك

انسان کو پیدا کرنا چاہا تو اس کو اس مٹی سے پیدا کیا جو زمین کے تمام قومی کا عطر تھا اور میلوں سے پاک تھا

﴿۱۰﴾

سَمَّاه ادم عند الخطاب و في الكتاب لما خلقه من التراب و لما جمع فيه

اس کا نام خطاب اور کتاب میں آدم رکھا اس لئے کہ اسے مٹی سے پیدا کیا اور سارے جہان

فضائل العالمين. وكذلك خمر في طينه انسان. انس ما خلق منه و انس

کی خوبیاں اس میں بھر دیں اور نیز اس کی طینت میں دو انس رکھ دیئے ایک تو اسی شے کا انس

الخالق الرحمان كما يوجد انس الأم و الاب في الصبيان. فدعاه باسم الانسان.

جس سے وہ مخلوق ہوا دوسرا خالق رحمان کا انس جیسے بچوں میں ماں باپ کا انس پایا جاتا ہے

وهذا مبني على التثنية من المنان. ليدل لفظ الانسين على كلتي الصفتين الى

اس لئے اس کا نام انسان رکھا۔ یہ اسمِ ثننیہ ہے تاکہ ہمیشہ کے لئے ان دو انسوں کا لفظ ان دو

انقطاع الزمان و يكون من المتذكرين. ثم بدل قانون القدرة باذن الله ذى العزة

صفتوں کو بتاتا رہے پھر خدا تعالیٰ کے ارادہ سے قانونِ قدرت میں یوں تبدیلی واقع ہوئی کہ کئی

والحكمة و خلق الانسان بعد تغيرات في ارحام امهات. فسمى التغير الاولي

تغیرات کے بعد ماؤں کے رحموں کے معرفت اس کی آفرینش ہونے لگی سو پہلے تغیر کا نام

ماء دافقا و نطفة. والثانى الذى يزداد فيه اثر الحيات علقة و الثالث الذى زاد

ماء دافق اور نطفہ رکھا۔ اور دوسرے کا نام جس میں زندگی کا نشان ترقی کرتا ہے علقہ رکھا اور

الى قدر المضغ شدة و ضاها في قدره لقمة فسمى لهذا مضغة و الرابع الذى

تیسرے کا نام جو درشتی میں ایک لقمہ کے اندازہ کی مانند ہوا مضغہ رکھا اور چوتھا تغیر جو صلابت

زاد من قدر اللقمة. و مع ذلك بلغ الى منتهى الصلابة و اودعها الله حكما

اور قدر میں لقمہ سے ترقی کر گیا اور بڑی بڑی حکمتوں پر اس کا نظام خلقت مشتمل ہوا وہ عظام کے

عظيمة خلقه و نظاما فسمها عظاما بما بلغت العظمة و زادت شرفا و كما

نام سے موسوم ہوا اس لئے وہ عظمت اور شرف اور قدر و مقام میں انتہا کو پہنچ گیا اور اس لئے

و مقاما و بما ركب بعضها بالعظام من رب العالمين. و الخامس اللحم الذى

بھی کہ ہڈیوں سے اس کے بعض حصے ترکیب پذیر ہوئے اور پانچویں کا نام لحم ہوا اس لئے کہ

زَادَ عَلَيْهَا كَالْحُلَّةِ وَ صَارَ سَبَبُ كَمَالِ الْحَسَنِ وَالزَّيْنَةِ فَسُمِيَ لِحْمًا بِمَا لُوْحِمَ بِالْعِظَامِ

لحم عربی میں ایک چیز کے پیوند اور لحوق کو کہتے ہیں جب وہ چیز دوسرے سے ملتی

الصلبة و صار بها كذوى اللحمة والسادس خلق اخر و سمي نفساً لنفاستها ولطافتها

اور پیوند کرتی ہے سو گوشت کپڑا کی طرح باقی جسم پر ملتا ہے اور نیز اس لئے

و سرائتها فى الاعضاء وعزتها. و سمي جميعها باسم الجنين. فتبارك الله احسن

بھی کہ گوشت سخت ہڈیوں سے ملتا ہے اور ان کو باہم ملاتا ہے اور خوشی

الخالقين. ثم اذا خرج الجنين من بطن الأمّة. وتولد باذن الله ذى القدرة فسمى

قرباب ان میں بخشا ہے اور چھٹے کو خلق آخر کہا اور اسے کمال نفاست اور

وليداً فى هذه اللهجة. ثم اذا صبا الى ثدى الأم للرضاع فسمى صبياً ورضيعاً الى

اعضاء میں سرایت کرنے کے سبب سے نفس بھی کہا اور پھر اس سارے مجموعہ کا نام

مُدَى الرضاع. ثم بعد الفطام سمي فطيماً وقطيعاً فى هذا اللسان ثم اذا دبّ و نما

جنین ہوا پھر جنین جب ماں کے پیٹ سے نکلا تو اس کا نام ولید ہوا پھر جب دودھ

و ارى اكثر اثار الحيوان فسمى دارجاً فى ذلك الزمان ثم اذا بلغ طوله اربعة اشبار

پینے کو پستان مادر کی طرف جھکا تو صبی نام ہوا اور ایام شیرخوارگی تک رضیع

فهو رباعى عند اولى الابصار. واذا بلغ خمسة فهو خماسى. واذا سقطت روضعه

نام ہوا پھر دودھ چھڑانے کے بعد فطیم و قطع ہوا پھر ذرا نشوونما کے بعد

فهو مشغور عند العرب. واذا نبتت بعد السقوط فهو ومنغر عند ذوى الادب. واذا

دارج پھر جو چار بالشت کا ہوا تو رباعی اور جو پانچ کا ہوا تو خماسی اور

تجاوز عشر سنين فهو مترعر عند العربيين. واذا شارف الاحتلام و كرب الماء

جب دودھ کے دانت جھڑ گئے تو مشغور اور جو پھر اُگے تو مشغور اور جو دس برس کا ہوا

ليمطر الجهم فهو يافع ومراهق قد بلغ البلوغ التام. واذا احتلم

تو مترعر اور جو احتلام کے قریب پہنچا تو یافع اور مراهق اور جب

﴿۱۰۳﴾

واجتمعت قوته وکملت طاقته فهو حَزُورٌ. ثم من الثلثين الى الاربعين شاب ففرح مسرور. ثم

پوری طاقت اور کمال جوانی کو پہنچا تو حذور پھر تیس سے چالیس تک شاب پھر ساٹھ

بعد ذلک کھل الی ان یستوفی الستین. ثم بعد ذلک شیخ ثم خرف مفند ومن

برس تک کھل پھر شیخ پھر خرف اسی طرح ہریک حصہ عمر کے لئے عربی زبان میں الگ

المستضعفین. وكذلك بازاء كل حصة عمر اسم علحدة فی عربی مبین واذامات فهو

الگ نام ہے اور جب مرا تو متوفی نام ہوا اور یہ وہی لفظ ہے جس میں نادانوں

المتوفی الذی یختصم فی لفظه حزب الجاهلین. وكذلك كلما تحقق فی الانسان طبعاً

کا گروہ اب تک جھگڑ رہا ہے اسی منوال پر انسان کی ہر طبعی حالت کے لئے عربی میں

یوجد فی العربية وضعاً وکلما تری فی الحس والعیان تجد بازائه لفظاً فی هذا اللسان ولا

ایک لفظ موضوع ہوگا اور ہریک مشہود و محسوس کے لئے اس میں ایک لفظ ضرور ہے

تجد نظیره فی العالمین. وأی حجة اکبر من هذا لو کنتم مبصرین. فتامل تامل المنتقد. وانظر

جس کی دوسری زبانوں میں نظیر نہیں اور جب اس کی نظیر کہیں نہیں تو اس سے بڑھ

بالمصباح المتقد. واحلل محل المستبصرین. وان کنت تقترح ان تسمع منی فی اشتراک

کر اور کیا حجت ہو سکتی ہے دانشمندی کے چراغ لے کر ڈھونڈو اور غور کرو اور

اللسنة فكفاک لفظ الامم والامة. فان هذا لفظ تشارك فيه اللسان الهندية والعربية. وكذلك

اگر اشتراک السنہ کی مثال پوچھنا چاہو تو لفظ ام اور امہ کافی ہے یہ لفظ ہندی

اللسان الفارسية والانكليزية. بل كلها كما تشهد التجربة الصحيحة فانظر كالمقدين وقد ظهر

عربی فارسی انگریزی بلکہ سب زبانوں میں مشترک ہے اور تجربہ اس پر گواہ ہے

من وجه التسمية. ان هذا اللفظ دخل فی الالسن الا عجمية من العربية فان التسمية بحقیقة لا

اور وجہ تسمیہ بتاتی ہے کہ یہ لفظ عربی زبان سے عجمی بولیوں میں گیا کیونکہ حقیقی وجہ

توجد الا فی هذا اللسان. واما غيره فلا يخلوا من التصنع فی البيان. فان من شان التسمية

تسمیہ اسی زبان میں ہے اور اوروں میں بناوٹ اور تکلف ہے کیونکہ حقیقی وجہ تسمیہ

الحقیقیۃ النسی ہی من حضرة العزة. ان لا تنفک بزمن من الازمنة الثلاثة وتكون للمسمى

کی شان یہ ہے کہ کسی زمانہ میں بھی وہ مستثنیٰ سے الگ نہ ہو اور کبھی بھی کوئی اس سے اس کو

کالعرض اللازم و ان تجایؤہ فی هذه النشأة ولا يفرض فرض فارض کونها فی وقت من الامور

الگ نہ کر سکے اور انسانی تصنع کی بُو بھی اس میں نہ پائی جائے اور دیکھنے سننے والا اس کی

المنفکة ولا تكون کالامور المستحدثة المصنوعة و لا توجد فیها ریح التصنعات الانسیة و

نسبت پکار اٹھے کہ لاریب یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اس میزان سے سچ اور جھوٹ کو

یقرّر من استشف جوہرہا بانہا من رب العالمین. فخذ بیديک هذا المیزان. ثم اعرف بها من

وزن کرو اور مفتری کی راہ نہ چلو بس یہی ہے جو اس مقدمہ میں ہم نے لکھا چاہا اور نظام

صدق ومان. ولا تتبع سبل المفترین. وهذا اخر ما اردنا من ایراد المقدمة. و کتبناہا لاراة

کے دکھانے کو ہم نے یہ سب قلم بند کیا تم سب کچھ سن ہی چکے ہو اب اس سے فائدہ اٹھاؤ

النظام فی الرسالة و قد وعیت ما قصصنا علیک من الادلة. ففکر فیہا واجتن ثمرۃ البراعة.

اور خدا سے بصیرت مانگو اور اسی کے ساتھ فیصلہ کرو اور اگر عربی زبان کی اس ملک کے

واحکم بما اراک اللہ و لا تکن کالمتجاهلین. و لا یختلیج فی قلبک ان العربیة قد حقرت فی

لوگوں نے قدر نہیں کی۔ تو اس کی کیا پروا ہے اس لئے کہ ان بگڑی طبیعت کے لوگوں کا

اعین سُگان هذه البلاد. وان جواهرها قد رمیت بالکساد فان هذا من فساد اهل الزمان وان

قبلہ ہمت بجز چاندی سونے اور کھانے پینے کے برتنوں کے اور کچھ نہیں جب میں نے ان

قصوی بغیتہم طلب الصریف والعقیان وحمادیٰ ہمتہم ہوی الموائد والجفان وانہم من

موتیوں کو انتظام کے سلک میں منسلک کرنا چاہا تو میرے دل میں ڈالا گیا کہ عربی زبان میں

المفتونین وانی لما اردت ان انضد جواهر الکلام واسلکھا فی سمط الانتظام. القی فی روعی ان

ہی انہیں منضبط کروں اور زبان ہندی میں لکھ کر ان کی آب و تاب کو تباہ نہ کروں اور

اکتبا فی هذه اللهجة. و لا اخفی بروقها فی البرقة الهندیة. وأسرح النواظر فی النواضر الاصلیة.

میں نے چاہا کہ آنکھوں کے مویشی کے لئے اصلی چراگاہ پیش کروں جو عربی ہے۔



ٹائپل بار اول

اَلَّذِيْنَ تَتْلُوْا مِنْ حَتْمٍ بَايَاتٍ وَّلَمْ يَجِبْ عَلَيْكُمْ

الجزونہ پر سورۃ النمل

# ضیاء الحق

در مطبع ضیاء الاسلام قادیان ہاتھ حکیم فضل دین صاحب  
بہیری مالک مطبع مطبوع ہوا

۱۸۹۵ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّيْ

## اشتہار کتاب منن الرحمن

یہ ایک نہایت عجیب و غریب کتاب ہے جس کی طرف قرآن شریف کی بعض پُر حکمت آیات نے ہمیں توجہ دلائی سو قرآن عظیم نے یہ بھی دنیا پر ایک بھاری احسان کیا ہے جو اختلاف لغات کا اصل فلسفہ بیان کر دیا اور ہمیں اس دقیق حکمت پر مطلع فرمایا کہ انسانی بولیاں کس منبع اور معدن سے نکلی ہیں اور کیسے وہ لوگ دھوکہ میں رہے جنہوں نے اس بات کو قبول نہ کیا۔ جو انسانی بولی کی جڑ خدا تعالیٰ کی تعلیم ہے اور واضح ہو کہ اس کتاب میں تحقیق الالسنہ کی رو سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ دنیا میں صرف قرآن شریف ایک ایسی کتاب ہے جو اس زبان میں نازل ہوا ہے جو اُمّ الالسنہ اور الہامی اور تمام بولیوں کا منبع اور سرچشمہ ہے یہ بات ظاہر ہے کہ الہی کتاب کی تمام تر زینت اور فضیلت اسی میں ہے جو ایسی زبان میں ہو جو خدا تعالیٰ کے منہ سے اور اپنی خوبیوں میں تمام زبانوں سے بڑھی ہوئی اور اپنے نظام میں کامل ہو اور جب ہم کسی زبان میں وہ کمال پاویں جس کے پیدا کرنے سے انسانی طاقتیں اور بشری بناوٹیں عاجز ہوں اور وہ خوبیاں دیکھیں جو دوسری زبانیں ان سے قاصر اور محروم ہوں اور وہ خواص مشاہدہ کریں جو بجز خدا تعالیٰ کے قدیم اور صحیح علم کے کسی مخلوق کا ذہن ان کا موجد نہ ہو سکے تو ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ وہ زبان خدا تعالیٰ

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد و شکر آن خدائے کردگار  
 این جهان آئینہ دارِ روئے او  
 کرد در آئینہ ارض و سما  
 ہر گیاہے عارفِ بنگاہ او  
 نور مہر و مہ ز فیضِ نور اوست  
 ہر سرے سرے ، ز خلوت گاہ او  
 مطلب ہر دل جمالِ روئے اوست  
 مہر و ماہ و انجم و خاک آفرید  
 این ہمہ صنّعتِ کتابِ کار اوست  
 این کتابے پیش چشم ما نہاد  
 تاشناسی آن خدائے پاک را  
 تا شود معیار بہر وحی دوست

کز وجودش ہر وجودے آشکار  
 ذرہ ذرہ رہ نماید سوئے او  
 آن رخ بے مثل خود جلوہ نما  
 دستِ ہر شانے نماید راہ او  
 ہر ظہورے تابع منشورِ اوست  
 ہر قدم جوید ، درِ با جاہ او  
 گم رہی گرہست ، بہر کوئی اوست  
 صد ہزاران کرد ، صنعت ہا پدید  
 بے نہایت ، اندرین اسرار اوست  
 تا ازو راہ ہدی داریم یاد  
 کو نماند خاکیان و خاک را  
 تاشناسی از ہزاران آنچه زوست

تا خیانت را نماند ہیچ راه  
بس همان شد آنچه آن دادارخواست  
مشرکان و آنچه پوش مے کنند  
گر بگوئی غیر را رحمان خدا  
در تراشی ، بہر آن یکتا ، پسر  
با زبان حال گوید ، این جہان  
نے پدر دارد ، نہ فرزند و نہ زن  
یک دمے گر رخ فیض کم شود  
یک نظر ، قانون قدرت را بہ بین  
کاخ دنیا را چہ دید استی بنا  
عابد آن باشد ، کہ پیشش فانی است  
ترک کن ناراستی ، ہم عذر خام  
راہ بد را نیک اندیشیدہ  
روئے خود ، خود مے نماید آن یگان  
آن رنے کان فعل حق بنمودہ است  
واچہ خود کردی بتے داری براہ  
اے دو چشمے بستہ از انوار او  
این چنین در افتراہا چون پری؟  
دل چرا بندی درین دنیائے دون  
از پئے دنیا بریدن از خدا  
چون شود بخشاش حق بر کسے

تا جدا گردد سفیدی از سیاہ  
کار دستش شاہد گفتار خاست  
این گواہان تیر دوزش مے کنند  
تف زند بر روئے تو ، ارض و سما  
بر تو بارد ، لعنت زیر و زبر  
کان خدا ، فرداست و قیوم و یگان  
نے مبدل شد ز ایام گہن  
این ہمہ خلق و جہان برہم شود  
تا شناسی شان رب العالمین  
کز پئے آن میگذاری صدق را  
عارف آن کو گویدش لاثانی است  
میل سوئے راستی چوں شد حرام  
اے ہداک اللہ چہ بدفہمیدہ  
تو کشی تصویر او ، چوں کودکان  
در حقیقت روئے حق آن بودہ است  
بت پرستی ہا کئی شام و پگاہ  
چون نہ بینی روئے او درکار او  
یا مگر از ذات بے چون منکری  
ناگہان خواہی شدن زین جابرون  
بس ہمین باشد نشان اشقیاء  
دل نھے ماند بدنیش بسے

لیک ، ترکِ نفس کے آسان بود  
 آن خدا خود را نمود از کار خویش  
 هرچه او را بود از حسن مزید  
 تو کشی از پیش خود تصویر او  
 آنکه خود، از کار خود جلوہ نما است  
 اے ستمگر این ہمہ مولائے ماست  
 هر چه قرآن گفت مے گوید سما  
 بس ہمیں فخرے بُود ، اسلام را  
 گوئدش ز انسان کہ از صنّش عیاں  
 غیر مسلم ، خود تراشد پیکرش  
 خود تراشیده ، نمیکردد خدا  
 زین تراشیدن جہانے شد تباہ  
 چون تو کورے نیستی ، چشمے گُشا  
 هر طرف بشنو صدائے القدیر  
 ہیچ مخلوقے خدائے خود مکیر  
 پیش او لرزد زمین و آسمان  
 گر خدا گوئی ضعیفے را بزور  
 دل نھے داند خدا جز آن خدا  
 از رہ کین و تعصب دور شو  
 کین ریاض عقل را ویران کند  
 کے بشر گردد خدائے لایزال

﴿۳﴾

مردن و از خود شدن یکسان بود  
 کرد قائم شاہد گفتارِ خویش  
 حلیہ آن پیش چشم ما کشید  
 خالق او مے شوی اے تیرہ خو  
 آن خدانے آنکہ خود از دست ماست  
 آنکہ قرآن مادِح او جا بجا است  
 چشم بکشا تا بہ بنی این ضیا  
 کو نماید ، آن خدائے تام را  
 نے تراشد، از خودش چون دیگران  
 خود تراشد ، قامت و پا و سرش  
 بہجو طفلان ، بازی است و افترا  
 کم کسی ، سوئے خدا بردست راہ  
 بین ، چه ظاہر مے کند ارض و سما  
 ذوالجلال و ذوالعلی نورے منیر  
 کے شود، یک کر کے چون آن قدیر  
 پس تو مشت خاک را مثلش مدان  
 جان تو گوید کہ کذّابی و کور  
 این چنین افتاد فطرت ز ابتدا  
 یک نظر از صدق کن پُر نور شو  
 عاقلان را گمراہ و نادان گند  
 داوری ہا کم کن اے صید ضلال

﴿۴﴾

آبِ شور اندر گفست ہست اے عزیز  
تو ہلاکی ، گر نجوئی آن خدا  
ہم بقرآن بین ، جمال آن قدیر  
مردم اندر ، حسرتِ این مدعا  
ہست قرآن ، در رہ دین رہ نما  
آن گروہ حق ، کہ از خود فانی اند  
فارغ افتاده ، ز نام و عز و جاہ  
دور تر از خود بیار آمیختہ  
از برون چون اجنبی ، دل پُر ز یار  
دیدن شان میدہد یاد از خدا  
آن ہمہ را بود ، فرقان رہ برے  
آن ہمہ زان دلبرے جان یافتند  
چشم شان شد پاک از شرک و فساد  
سیدشان ، آنکہ نامش مصطفیٰ است  
مے دزشتد روئے حق در روئے او  
ہر کمال رہبری بر وے تمام  
اے خدا ، اے چارہ آزار ما  
ہر کہ مہرش در دل و جانش فند  
کے ز تاریکی بر آید آن غراب  
آنکہ او را ظلمتے گیرد براہ  
تا بعش بحر معانی مے شود

نازبا کم کن ، اگر داری تمیز  
آنکہ بنماید تڑا ارض و سما  
قول و فعلِ حق ، زلال یک غدیر  
چون نئے خواہند خلق ، این چشمہ را  
در ہمہ حاجاتِ دین ، حاجت روا  
آب نوش ، از چشمہ فرقانی اند  
دل ز کف ، و از فرق افتادہ گلہ  
آبرو ، از بہر روئے ریختہ  
کس نداند رازِ شان جز کردگار  
صدق و رزان در جناب کبریا  
ہر یکے زان در شدہ بھون درے  
جان چہ باشد روئے جانان یافتند  
شد دل شان ، منزل رب العباد  
رہبر ہر زمرہ صدق و صفا است  
بوئے حق آید ز بام و کوئے او  
پاک روی و پاک رویان را امام  
کن شفاعت ہائے او در کار ما  
ناگہان جانے در ایمانش فند  
کورمدزیں مشرقِ صدق و صواب  
نیستش چون روئے احمد مہر و ماہ  
از زمینی آسمانی مے شود

ہر کہ در راہ محمدؐ زد قدم  
تو عجب داری ز فوزِ این مقام  
اے کہ فخر و ناز بر عیسیٰ تراست  
شد فراموشت خداوندے و دود  
من ندانم این چه عقل ست و ذکا  
فانیان را نسبتے با او گجا  
چارہ سازِ بندگانِ قادرِ خدا  
حافظ و ستار و جواد و کریم  
تو چه دانی آن خدائے پاک را  
ہان دے ہر دم ز کفارہ زنی  
نسخہ سہل ست گر یابد سزا  
لیک زین نسخہ نے یابی نشان  
تا خدا بنیادِ این عالم نہاد  
چوں ندارد فاسقے آن را پسند  
ماگنہ گاریم نالان نیز ہم  
زہر و تریاق است ، درما مُستتر  
زہر را دیدی ، نہ دیدی چارہ اش  
چوں دو چشمت دادہ اند ، اے بے خبر  
یک نظر بین سوئے این دنیائے دون  
آنچہ داری ، از متاع و منزلت  
بایدت تا مدتے جہدے دراز

﴿۵﴾

انبیاء را شد مثلِ آن محترم  
پائے بند نفس گشتہ صبح و شام  
بندۂ عاجزِ بچشمِ تو خدا ست  
پیشِ عیسیٰ او فادی در جُود  
بندۂ را ساختن ربُّ السَّما  
از صفاتِ او کمال است و بقا  
آنکہ ناید تا ابد بر وے فنا  
بیکسان را یار و رحمان و رحیم  
آن جلالِ او ، تو دادی خاک را  
پس نہ مرد استی کہ کمتر از زنی  
زید ، و گردد بکر زان فعلش رہا  
در ورق ہائے زمین و آسمان  
طالے ہم ننگ دارد زین فساد  
چون پسندد حضرتِ پاک و بلند  
او غیورے ہست رحمان نیز ہم  
آن کشد این مے دہد جان دگر  
آنکہ بودہ از ازل کفارہ اش  
پس چرا پوشی یکے وقت نظر  
چون بگردی از پئے آن سرنگون  
بے مشقت ہا نگشتہ حاصلت  
تا خوری از کشت خود نانے فراز



<p>بس ہمیں یاد آر در کشتِ معاد لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ یادگار مولوی در مثنوی از مکافاتِ عمل غافل مشو، عقل و دین از دست خود یکسر بداد رو بر اہش جہد کن نادان مباش</p>	<p>چون ہمیں قانونِ قدرت اوفاد خوب گفت آن قادر ربّ الوری ہم درین معنی ست گر تو بشنوی ”گندم از گندم بروید جو ز جو آنکہ بر کفارہ با خاطر نہاد دین و دنیا جہد خواہد ہم تلاش</p>
<p>أَمَّا بَعْدُ واضح ہو کہ اس رسالہ کی تحریر کا یہ باعث ہے کہ ہم نے پہلے اس سے چار قطعہ اشتہار آتھم صاحب کے بارے میں شائع کئے تھے جن میں پادری صاحبان کو بخوبی سمجھایا گیا تھا کہ درحقیقت وہ پیشگوئی پوری ہو چکی ہے جو ہم نے مسٹر عبد اللہ آتھم کے بارے میں کی تھی لیکن افسوس کہ پادری صاحبوں نے ہمارے ان اشتہارات کو توجہ سے نہیں پڑھا اور اب تک بدگوئی اور بے اعتدالی اور سب و شتم سے باز نہیں آتے۔ اور اس بے ہودہ بات پر بار بار زور دیتے ہیں کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ لیکن ہم نے جو ہمارے ذمہ فرض تھا ادا کر دیا یعنی یہ کہ اگر آتھم صاحب نے رجوعِ حق نہیں کیا جو پیشگوئی کی ضروری اور قطعی شرط تھی تو وہ جلسہ عام میں قسم کھا کر چار ہزار روپیہ بطور تادان کے ہم سے لے لیں مگر آتھم صاحب نے قسم کھانے سے انکار کیا۔ اور ہم چار ہزار کے اشتہار میں ثابت کر چکے ہیں کہ یہ عذر ان کا کہ قسم ان کے مذہب میں منع ہے سراسر دروغ بے فروغ ہے۔ اور ان کے بزرگ ہمیشہ قسم کھاتے رہے ہیں مگر آتھم صاحب نے ان ثبوتوں کا کچھ جواب نہ دیا۔ ہاں ڈاکٹر</p>	



مارٹن کلا رکنے امرتسر سے ایک گندہ اشتہار جو ان کی بدبودار فطرت کا ایک نمونہ تھا جاری کیا۔ جس کا خلاصہ مطلب یہی تھا کہ ہمارے مذہب میں قسم کھانا ایسا ہی منع ہے جیسا کہ مسلمانوں میں سو رکا گوشت کھانا، مگر افسوس کہ ان کو یہ خیال نہ آیا کہ اگر قسم کھانا سو رکے گوشت کے برابر ہے تو یہ سو ر قسم کھانے کا پولوس صاحب اپنی تمام زندگی میں کھاتے رہے۔ پطرس نے بھی کھایا تو پھر آتھم صاحب پر کیوں حرام ہو گیا۔ اس بات کو کون نہیں جانتا کہ قسم کھانا عیسائیوں میں صرف جائز ہی نہیں بلکہ بعض موقعوں میں واجبات سے ہے۔ انگریزی عدالتیں جو کسی شخص کو خلاف مذہب مجبور نہیں کرتیں انہوں نے بھی عیسائی مذہب کو قسم کھانے سے باہر نہیں رکھا۔ اور خود آتھم صاحب کا عدالتوں میں قسم کھانا ثابت ہے۔ اس لئے چاہئے تھا کہ حضرات پادری صاحبان یا تو آتھم صاحب کو قسم کھانے پر مجبور کرتے یا ان سے نالش کرواتے تا اسی کے ضمن میں ان کو قسم کھانی پڑتی اور یا عام اشتہار دیتے کہ درحقیقت آتھم صاحب ہی دروغ گو ہیں لیکن انہوں نے بجائے اس کے سراسر ہٹ دھرمی سے گالیاں دینی شروع کر دیں اور یہ نابکار عذر پیش کیا کہ آتھم کھلے کھلے کب اسلام لایا مگر ایک سلیم طبع انسان سمجھ سکتا ہے کہ وہ شرط جو پیشگوئی میں درج ہے اس شرط کے یہ لفظ نہیں ہیں کہ اگر آتھم کھلے کھلے طور پر اسلام لے آوے گا تو وہ موت سے بچے گا ورنہ نہیں بلکہ پیشگوئی میں صرف رجوع کی شرط ہے اور رجوع کا لفظ پوشیدہ طور پر حق کے قبول کرنے پر بھی دلالت کرتا ہے پس اس صورت میں کھلے کھلے اسلام کا مطالبہ سراسر حماقت ہے۔

سوچنا چاہیے کہ خدا تعالیٰ کا اپنے الہام میں ان الفاظ کا ترک کرنا کہ

آہتم کھلے کھلے طور پر اسلام لے آئے گا اور اس کے مقابل پر رجوع کا لفظ استعمال کرنا جو ایک ادنیٰ حالت التفات الی الحق پر بھی صادق آسکتا ہے۔ صاف یہ پیرا یہ یہاں دلالت کر رہا تھا کہ کھلا کھلا اسلام لانا ضروری منشاء پیشگوئی کا نہیں۔ اگر یہی ضروری ہوتا تو اصل الفاظ جن سے یہ مطلب بوضاحت ادا ہوتا ہے کیوں چھوڑ دیئے جاتے۔ یہ ایک ایسی بات ہے جو ہر ایک منصف کے لئے غور کرنے کی جگہ ہے۔ اور میں یقین نہیں کرتا کہ کوئی پاک دل آدمی ایک لحظہ بھی اس پر غور کر کے پھر شکوک و شبہات کی مشکلات میں پڑے۔ مخالفوں کا سارا سیاہا تو اس بات پر ہے کہ آہتم نے اپنی زبان سے عام لوگوں میں اقرار اسلام کیوں نہ کیا۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا ایسے کھلے کھلے اسلام لانے کی پیشگوئی میں شرط تھی کیا اس تحریر میں جس پر فریقین کے دستخط بروز مباحثہ ہو گئے تھے یہ درج تھا کہ عذاب نہ وارد ہونے کی یہ شرط ہے کہ آہتم کھلے کھلے طور سے مشرف باسلام ہو جائے بلکہ کھلے کھلے تو کیا اس تحریر میں تو اسلام کا بھی کچھ ذکر نہیں تھا صرف رجوع الی الحق کی شرط ہے اور ظاہر ہے کہ رجوع کا لفظ جیسا کہ کبھی کھلے کھلے اسلام لانے پر بولا جاسکتا ہے ایسا ہی کبھی دل میں تسلیم کرنے پر بھی اطلاق پاتا ہے اس سے تو یہی ثابت ہوا کہ آہتم کے کھلے کھلے اسلام لانے پر کوئی قطعی شرط نہ تھی غایت کا یہ کہ دو احتمالوں میں سے یہ بھی ایک احتمال تھا پھر اسی پر زور دینا کیا ایمان داری

☆ نوٹ: خدائے علیم و حکیم کا پیشگوئی کی شرط میں کھلے کھلے اسلام کا ذکر نہ کرنا خود اس بات کی

طرف اشارہ ہے کہ پوشیدہ طور پر رجوع کرے گا فقط۔ منہ

کا کام تھا۔ جبکہ ایک احتمال کی رو سے خود آتھم نے اپنی کنارہ کشی اور خوف زدہ حالت دکھلا کر پیشگوئی کی صداقت ظاہر کر دی تو کیا یہ ایک بد ذاتی نہیں جو اس نتیجہ کو چھپایا جائے جو اس کی خود اپنی کنارہ کشی سے اور پُر خوف حالت سے پیشگوئی کی نسبت قائم ہو گیا۔ ہم نے کب اور کس وقت آتھم کے کھلے کھلے اسلام لانے کی شرط درج کی تھی۔ پھر جنہوں نے کھلا کھلا اسلام لانا ضروری سمجھا۔ کیا انہوں نے سراسر بددیانتی سے حق پوشی نہیں کی۔ کیا انہوں نے ہمارے الفاظ کو نظر انداز کر کے مجرمانہ خیانت کا ارتکاب نہیں کیا۔ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ یہ کہنا کہ بشرطیکہ کھلا کھلا لوگوں کے روبرو اسلام لے آوے اور یہ کہنا کہ حق کی طرف رجوع کر لے یہ دونوں فقرے ایک ہی وزن کی کیفیت نہیں رکھتے اور یہ کہنا کہ زید جو ایک نصرانی ہے اس نے رجوع بحق کیا ہے ہرگز اپنی دلالت میں اس دوسرے قول کے مساوی نہیں کہ زید کھلے کھلے طور پر مشرف باسلام ہو گیا بلکہ رجوع بحق ہونے کی خبر میں اس بات کا احتمال باقی ہے کہ بعض قرآن تو یہ سے اسلام لانے کا نتیجہ نکالا گیا ہو اور ہنوز کھلے کھلے طور پر زید مشرف باسلام نہ ہوا ہو اسی وجہ سے ایسی خبر کا سننے والا بارہا سوال بھی کرتا ہے کہ کیا وہ کھلے کھلے طور پر مشرف باسلام ہو آیا ہنوز مخفی ہے۔ اور بارہا یہ جواب پاتا ہے کہ نہیں کھلے کھلے طور پر نہیں بلکہ بعض قرآن سے اس کا رجوع معلوم ہوا ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ رجوع کا لفظ کھلے کھلے اسلام لانے پر قطعی الدلالت نہیں بلکہ جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں دونوں احتمالات پر مشتمل ہے۔ اور ایک شق میں اس کو محصور کرنا ایسی بے ایمانی ہے جس کو بجز ایک خبیث النفس کے اور کوئی شریف الطبع استعمال نہیں کر سکتا۔ ہاں ایسے

موقعہ پر مخالف یہ حق رکھتا ہے کہ قرآن تو یہ کا مطالبہ کرے جن کی وجہ سے کہہ سکتے ہوں کہ ضرور اس نے درپردہ رجوع بحق کیا گویا بان سے اس کا قائل نہیں۔ پس اس جگہ یہ سوال ضرور پیش ہو سکتا ہے کہ آتھم نے اپنے رجوع بحق ہونے کے کون سے قرآن ظاہر کئے جن سے پیشگوئی کا پورا ہونا ثابت ہو تو اس کا یہ جواب ہے کہ آتھم کا باوجود سخت اصرار عیسائیوں کے نالاش نہ کرنا جس کی ضمن میں اس کو ہمارے مطالبہ سے قسم کھانا بھی پڑتا اول قرینہ اس کے رجوع بحق ہونے کا ہے۔ اور پھر بعد اس کے اس کا ڈرتے رہنے کا اپنی زبان سے رور و کر اقرار کرنا یہ دوسرا قرینہ ہے۔ اور پھر ایک خوفناک حالت بنا کر اور سراسیمہ ہو کر شہر بشہر اس کا بھاگتے پھرنا یہ تیسرا قرینہ ہے۔ اور پھر یہ کہنا کہ خونی فرشتوں نے تین مقام پر تین حملے میرے پر کئے یہ چوتھا قرینہ ہے۔ اور پھر باوجود چار ہزار روپیہ پیش کرنے کے قسم نہ کھانا یہ پانچواں قرینہ ہے اور تفصیل ان کی حسب ذیل ہے۔

(۱) اول یہ کہ آتھم نے اپنے اس خوف زدہ ہونے کی حالت سے جس کا اس کو خود اقرار بھی ہے جو نور افشاں میں شائع ہو چکا ہے۔ بڑی صفائی سے یہ ثبوت دے دیا ہے کہ وہ ضرور ان ایام میں پیشگوئی کی عظمت سے ڈرتا رہا یعنی اس نے اپنی مضطربانہ حرکات اور افعال سے ثابت کر دیا کہ ایک سخت غم نے اس کو گھیر لیا ہے اور ایک جاگہ اندیشہ ہر وقت اور ہر دم اس کے دامنگیر ہے جس کے ڈرانے والے تمثلات نے آخر اس کو امرتسر سے نکال دیا۔

واضح ہو کہ یہ انسان کی ایک فطری خاصیت ہے کہ جب کوئی سخت خوف اور گھبراہٹ اس کے دل پر غلبہ کر جائے اور غایت درجہ کی بے قراری

﴿۱۰﴾

اور بے تابی تک نوبت پہنچ جائے تو اس خوف کے ہولناک نظارے طرح طرح کے تمثلات میں اس پر وارد ہونے شروع ہو جاتے ہیں اور آخر وہ ڈرانے والے نظارے مضطربانہ حرکات اور بھاگنے کی طرف مجبور کرتے ہیں۔ اسی کی طرف تو ریت استننا میں بھی اشارہ ہے کہ قوم اسرائیلی کو کہا گیا کہ جب تو نافرمانی کرے گا اور خدا تعالیٰ کے قوانین اور حدود کو چھوڑ دے گا تو تیری زندگی تیری نظر میں بے ٹھکانہ ہو جائے گی۔ اور خدا تجھ کو ایک دھڑکا اور جی کی غنما کی دے گا اور تیرے پاؤں کے تلوے کو قرار نہ ہوگا۔ اور جا بجا بھٹکتا پھرے گا۔ چنانچہ بارہا ڈرانے والے تمثلات بنی اسرائیل کی نظر کے سامنے پیدا ہوئے اور خوابوں میں دکھائی دیئے جن کے ڈر سے وہ اپنے جینے سے ناامید ہو گئے اور مجنونانہ طور پر شہر بشہر بھاگتے پھرے۔

غرض یہ ہمیشہ سے سنت اللہ ہے کہ شدت خوف کے وقت کچھ کچھ ڈرانے والی چیزیں نظر آجایا کرتی ہیں اور جیسے جیسے بے آرامی اور خوف بڑھتا جاتا ہے وہ تمثلات شدت اور خوف کے ساتھ ظاہر ہوتے جاتے ہیں۔ اب یقیناً سمجھو کہ آتھم کو انذاری پیشگوئی سننے کے بعد یہی حالت پیش آئی۔

جلسہ مباحثہ کے با فراست حاضرین پر یہ بات پوشیدہ نہیں کہ پیشگوئی کے سننے کے ساتھ ہی آتھم کے چہرہ پر ایک خوفناک اثر پیدا ہو گیا تھا اور اس کے حواس کی پریشانی اسی وقت سے دکھائی دینے لگی تھی کہ جب وہ پیشگوئی اس کو سنائی گئی پھر وہ روز بروز بڑھتی گئی اور آتھم کے دل و دماغ پر اثر کرتی گئی اور جب کمال کو پہنچ گئی جیسا کہ نور افشاں

میں آتھم نے خود شائع کر دیا تو ڈرانے والی تمثلات کا نظارہ شروع ہو گیا۔ اور ابتدا اس سے ہوئی کہ آتھم کو خونی سانپ نظر آنے لگے پھر تو غیر ممکن تھا کہ سانپوں والی زمین میں وہ بود و باش رکھتا کیونکہ سانپ کی ہیبت بھی شیر کی ہیبت سے کچھ کم نہیں ہوتی۔ پس اس نے ناچار ہو کر اس زمین سے جہاں سانپ دکھائی دیا تھا جو اس کی نگاہ میں خاص اسی کے ڈسنے کے لئے آیا تھا کسی دور دراز شہر کی طرف کوچ کرنا قرین مصلحت سمجھا یا یوں کہو کہ سانپ کی رویت کے بعد پیشگوئی کی تصویر ایک ایسی چمک کے ساتھ اس کو نظر آئی کہ اس چمک کے مقابل پر وہ ٹھہر نہ سکا اور اندرونی گھبراہٹ نے بھاگنے پر مجبور کیا اور آتھم صاحب کا یہ قول کہ وہ سانپ تعلیم یافتہ تھا اور ان کے ڈسنے کو ہماری جماعت کے بعض لوگوں نے چھوڑا تھا اس کی بحث ہم جدا بیان کریں گے۔ بالفعل یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ بموجب اقرار آتھم صاحب کے امر ترس چھوڑنے کا باعث وہ سانپ ہی تھا۔ جس نے آتھم صاحب کو خوفناک صورت دکھا کر عین گرمی کے موسم میں ان کو سفر کرنے کی تکلیف دی اور بڑی گھبراہٹ کے ساتھ بیوی بچوں سے انہیں علیحدہ کر کے لدھیانہ میں پہنچایا مگر افسوس کہ وہ سانپ نہ مارا گیا اور نہ اس کا کوئی چھوڑنے والا پکڑا گیا کیونکہ وہ صرف نظر ہی آتا تھا اور کوئی جسمانی وجود نہ تھا۔ غرض کہ سانپ کی قہری تجلی اور اس کو دیکھ کر آتھم صاحب کا امر ترس کو چھوڑنا ایک ایسا امر ہے کہ ایک منصف حق جو کے سب عقدے اسی سے حل ہو جاتے ہیں۔ دنیا سب اندھی نہیں ہر ایک باتمیز سمجھ سکتا ہے کہ یہ الزام کہ گویا ہم نے آتھم صاحب کو ڈسنے کے لئے ایک تعلیم یافتہ سانپ ان کی کوٹھی میں چھوڑ دیا تھا عند العقل اصل

حقیقت کیا رکھتا ہے۔ غرض یہ پہلا الزام ہے یا یوں کہو کہ یہ وہ پہلا غیبی حملہ ہے جس کے معنی ہم میں اور عیسائیوں میں تنازعہ فیہ ہیں جس میں ہمارے مخالف مولوی اور ان کے اوباش چیلے بھی عیسائیوں کے ساتھ ہیں۔

مگر آتھم صاحب نے اس تعلیم یافتہ سانپ کا اور نیز اس بات کا کہ وہ ہماری طرف سے چھوڑا گیا تھا اب تک کوئی ثبوت نہیں دیا۔ اور ہم ابھی معقولی طور پر بیان کر چکے ہیں کہ یہ سانپ ہرگز باہر سے نہیں آیا بلکہ آتھم صاحب کے ہی دل و دماغ سے نکلا تھا۔

چونکہ آتھم صاحب کے دل پر پیشگوئی کا نہایت قوی اثر ہو چکا تھا اور ہر وقت ایک شدت خوف اس کی نظر کے سامنے رہتا تھا۔ اس لئے ضرور تھا کہ کوئی خوفناک نظارہ بھی ان کی آنکھوں کے سامنے پھر جائے لہذا ان کی دہشت زدہ متخیلہ کو خونی سانپ نظر آ گیا جس کو عربی میں حَیَّہ کہتے ہیں کیونکہ سانپ انسان کی نسل کا پہلا اور ابتدائی دشمن ہے اور بزبان حال کہتا ہے کہ حَسَى عَلَى الْمَوْتِ یعنی موت کی طرف آ جا اس لئے اس کا نام حَیَّہ ہوا۔

پس چونکہ سانپ موت کا اوتار ہے اس لئے آتھم صاحب کو پہلے یہی دکھائی دیا جس کا آتھم صاحب نے نورافشاں میں رو رو کر اقرار کیا ہے کہ ضرور میں موت سے ڈرتا رہا پس ایسے ڈرنے والے کو اگر سانپ نظر آ گیا تو کوئی حقیقت شناس اس سے تعجب نہیں کرے گا۔ اور ایسا نظارہ آتھم صاحب پر ہی کچھ حصر نہیں رکھتا بلکہ یہ تو عام قانون قدرت ہے کہ شدت خوف کے وقت ایسے عجوبے ضرور دکھائی دیا کرتے ہیں بھلا یہ تو سانپ ہے بعض لوگ کمال خوف کے وقت جب وہ اندھیری رات میں اکیلے چلتے ہیں

بھوت کو بھی دیکھ لیتے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہوتی ہے کہ جب اندھیری رات اور تنہائی اور قبرستان کے بیابان میں دل پر خوف غالب ہوا اور پُر دہشت تخیلات زمانہ آتش کی طرح اڑنے لگے تو پھر کیا تھانی الفور آنکھوں کے سامنے ایک دیو مہیب شکل کے ساتھ حاضر ہو گیا۔ اور شکل یہ دکھائی دی کہ گویا ایک کالا بھوت دور سے دوڑا چلا آتا ہے جس کی شکل نہایت ہولناک ایک پہاڑ کا پہاڑ کو تہ گردن سیاہ رنگ چوٹی آسمان پر پیر زمین پر موٹے موٹے ہونٹ زرد زرد دانت اور پھر بہت لمبے اور باہر نکلے ہوئے چپٹی ناک دبا ہوا تھا۔ سرخ سرخ آنکھیں باہر نکلی ہوئیں۔ سر پر لمبے دو سینگ مونہہ سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں۔ پس جبکہ ایسی حالتوں میں بھوت بھی نظر آ جایا کرتے ہیں۔ پھر اگر آتھم صاحب نے سانپ دیکھ لیا تو کیا غضب ہوا۔ ایسا سانپ دیکھنے سے کون انکار کرے گا کلام تو اس میں ہے کہ کوئی تعلیم یافتہ سانپ کسی انسان نے چھوڑا تھا۔ جو آتھم صاحب کی شکل و شباهت سے خوب واقف تھا۔ افسوس کہ آتھم صاحب نے اس کا کوئی ثبوت نہیں دیا۔ کاش وہ قسم ہی کھا لیتے تا وہ اسی طرح اپنے تئیں اس الزام سے بری کرتے جو ان بناوٹ کی باتوں سے ان پر عائد ہو گیا ہے۔ مگر خیر ہم اب بھی ان کے بکلی مکذب نہیں۔ ہمارا تو ایمان ہے کہ ضرور ان کو سانپ نظر آیا تھا۔ مگر یہ سانپ انہیں کے تخیلات کا نتیجہ تھا۔ اور اس بات پر قطعی دلیل تھا کہ پیشگوئی کی پوری عظمت ان کے دل پر طاری ہو گئی تھی۔

یا یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح یونیس کی قوم کو ملائک

عذاب کے تمثلات میں دکھائی دیئے تھے اسی طرح ان کو بھی سانپ وغیرہ



تمثلات دکھائی دئے مگر ساتھ ہی ضروری طور پر اس بات کو ماننا پڑتا ہے کہ جس شخص کا خوف ایک مذہبی پیشگوئی سے اس حد تک پہنچ جائے کہ اس کو سانپ وغیرہ ہولناک چیزیں نظر آویں یہاں تک کہ وہ ہراساں اور ترساں اور پریشان اور بے تاب اور دیوانہ سا ہو کر شہر بشہر بھاگتا پھرے۔ اور سراسیموں اور خوف زدوں کی طرح جا بجا بھگتا پھرے ایسا شخص بلاشبہ یقینی یا ظنی طور پر اس مذہب کا مصدق ہو گیا ہے جس کی تائید میں وہ پیشگوئی کی گئی تھی۔ اور یہی معنی رجوع الی الحق کے ہیں۔ اور یہی وہ حالت ہے جس کو بالضرور رجوع کے مراتب میں سے کسی مرتبہ پر محمول کرنا چاہیے اور میں جانتا ہوں کہ آتھم صاحب کا اس پیشگوئی سے جو دین اسلام کی سچائی کے لئے کی گئی تھی جس کے ساتھ رجوع بحق کی شرط بھی تھی اس قدر ڈرنا کہ سانپ نظر آنا اور تیروں اور تلواریں والے دکھائی دینا یہ ایسے واقعات ہیں جو ہر ایک دانشمند جو ان کو نظر یکجائی سے دیکھے گا وہ بلا تامل اس نتیجہ تک پہنچ جائے گا کہ بلاشبہ یہ سب باتیں پیشگوئی کے پُر زور نظارے ہیں۔ اور جب تک کسی کے دل پر ایسا خوف مستولی نہ ہو جو کمال درجہ تک پہنچ جائے تب تک ایسے نظاروں کی ہرگز نوبت نہیں آتی جو شخص مکذب اسلام ہو اور حضرت عیسیٰ کے دور تک ہی الہام پر مہر لگا چکا ہو کیا وہ اسلامی پیشگوئی سے اس قدر ڈر سکتا ہے بجز اس صورت کے کہ اپنے مذہب کی نسبت شک میں پڑ گیا ہو اور عظمت اسلامی کی طرف جھک گیا ہو۔

اگر باوجود ان قرآن کے پھر بھی آتھم صاحب کو ان کی حق پوشی پر نہ پکڑا جائے اور بہت ہی نرمی کی جاوے تاہم یہ مطالبہ انصافاً ان کے ذمہ باقی رہتا ہے کہ جب کہ وہ اپنے خوف کے وجوہات کو یعنی تین حملوں کو اس

پہلو پر ثابت نہیں کر سکے جس سے وہ تمام حملے انسانی حملے سمجھے جاتے۔ تو اب اس سوال سے بچنے کے لئے کہ کیوں یہ نہ سمجھا جائے کہ یہ بعید از قیاس مشاہدات ان کے جن میں سے سب سے پہلے سانپ کے حملے کا مشاہدہ ہے۔ انہیں کے پُر خوف تخیلات کا نتیجہ اور انہیں کے خوف زدہ دماغ سے متمثل ہو گئے ہیں کم سے کم یہ ضروری تھا کہ وہ اس قریب العقل الزام سے اپنی بریت ظاہر کرنے کے لئے قسم کھا جاتے۔

یعنی جلسہ عام میں قسماً یہ بیان کر دیتے کہ وہ الہام کو منجانب اللہ الہام سمجھ کر نہیں ڈرے اور نہ حقیقت اسلام کی ان کے دل میں سمائی بلکہ واقعی طور پر تعلیم یافتہ سانپ سے لے کر اخیر تک تین متواتر حملے ہماری جماعت کی طرف سے ان پر ہوئے جن سے وہ ڈرتے رہے کیونکہ اس مقدمہ کی صورت ایسی ہے کہ صرف ہمارا ہی الہام ان کو ملزم نہیں کرتا بلکہ ساتھ اس کے ان کو انہیں کا قول و فعل بھی ملزم کر رہا ہے۔

اور یہ یاد رہے کہ یہ وہی آتھم صاحب ہیں جنہوں نے بحث سے پہلے ایک اپنی دستخطی نوشت ہم کو دے دی تھی کہ کوئی نشان دیکھنے پر ضرور میں اپنے مذہب کی اصلاح کر لوں گا جس سے ہم نتیجہ نکالتے ہیں کہ وہ کسی قدر اصلاح کی اپنے اندر جرأت بھی رکھتے تھے سو خوفناک نظارے جو ان کے لئے نشان کے حکم میں تھے اس پوشیدہ رجوع کے محرک ہو گئے۔

(۲) پھر دوسرا قرینہ یہ ہے کہ جب آتھم صاحب امرتسر سے تعلیم

یافتہ سانپ کے حملہ سے ڈر کر بھاگے اور لدھیانہ میں اپنے داماد کے پاس پناہ گزین ہوئے تو اس جگہ بھی شدید خوف کے دورہ کے وقت وہی تمثلی نظارہ آتھم صاحب کی آنکھوں کے آگے پھر گیا جو غلبہ خوف کے وقت پھرا

کرتا ہے مگر اب کی دفعہ ان کو سانپ دکھائی نہیں دیا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ایک خوفناک حالت پیدا ہوئی یعنی یہ کہ بعض مسلح آدمی نیزوں کے ساتھ ان کو دکھائی دیئے کہ گویا وہ ان کے احاطہ کوٹھی کے اندر آ کر بس قریب ہی آ پہنچے ہیں اور قتل کرنے کے لئے مستعد ہیں۔ ہمیں معتمد ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ اس حملہ کے بعد آتھم صاحب اپنی کوٹھی میں بہت روتے رہے اور کبھی یہ بیان نہیں کیا کہ کسی انسان نے حملہ کیا بلکہ ہر وقت ایک پوشیدہ ہاتھ کا خوف ان کے چہرہ پر نمایاں تھا اور وہ خوف اور بے آرامی بڑھتی گئی اور دل کی غمناکی اور دھڑکا زیادہ ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ قہر زدہ یہودیوں کی طرح پاؤں کے تلوہ نے پھر بے قراری ظاہر کی۔ اور وہ کوٹھی بھی کچھ ڈراؤنی سی معلوم ہوئی۔ اور سچ بھی تھا کہ جس کوٹھی کے احاطہ میں ایسے مسلح پیادے یا سوار گھس آئے کہ باوجود سخت انتظام اور اہتمام پولیس کے لوگوں کے جو حفاظت کے لئے دن رات وہیں جے رہتے تھے پکڑے نہ گئے اور نہ ان کا حلیہ دریافت ہو سکا اور نہ پتہ لگا کہ کس راہ سے آئے اور کس راہ سے چلے گئے اس خوفناک کوٹھی میں آتھم صاحب کیونکر رہ سکتے تھے۔

انسان فطرتاً یہ عادت رکھتا ہے کہ جس جگہ سے ایک مرتبہ اس کو خوف آوے تو پھر اسی جگہ رات رہنا پسند نہیں کرتا۔ غرض انہیں وجوہ سے آتھم صاحب کو لدھیانہ بھی چھوڑنا پڑا۔ لیکن اب بحث یہ ہے کہ کیا حقیقت میں کوئی جماعت نیزوں یا تلواروں والی بمقام لدھیانہ آتھم صاحب کی کوٹھی میں گھس آئی تھی؟

اس بحث کو ہم صرف ان دو کلموں سے طے کر سکتے ہیں کہ اگر بمقام امرتسر آتھم صاحب پر فی الحقیقت کسی تعلیم یافتہ سانپ نے حملہ کیا تھا

تو پھر اس جگہ بھی نیزوں تلواروں والے آتھم صاحب پر ضرور آ پڑے ہوں گے اور اگر آتھم صاحب اس پہلے حملے کے بیان کرنے میں صادق ہیں تو اس دوسرے حملہ میں بھی صادق ہوں گے۔

لیکن افسوس تو یہ ہے کہ جیسے آتھم صاحب بمقام امرتسر سانپ پکڑنے سے ناکام رہے اور اس کو مار بھی نہ سکے یہی ناکامی آتھم صاحب کو اس جگہ بھی نصیب ہوئی۔ باوجودیکہ پولیس کا انتظام اور داماد کی احتیاطیں امرتسر سے زیادہ تھیں۔

اور یہ افسوس اور بھی زیادہ ہوتا ہے۔ جب ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ آتھم صاحب جیسا ایک تجربہ کار سرکاری ملازم پنشنر جو مدت دراز تک اسٹرا اسٹنٹی کا کام کرتا رہا کیا وہ اس فوجداری قانون سے ناواقف تھا۔ کہ جب اس اقدام قتل تک نوبت پہنچی تھی تو وہ بذریعہ عدالت باضابطہ ہمارا مچلکہ تحریر کروا کر امن سے لدھیانہ میں لیٹا رہتا۔

یہ بات کچھ تھوڑی نہیں تھی کہ بقول ان کے جو بعد میں بنائی گئی ہے کہ اقدام قتل کے لئے ان پر حملہ ہوا۔ مگر ان سے تو اتنا بھی نہ ہو سکا کہ اس ظالمانہ واقعہ کو چند اخباروں میں ہی درج کروادیتے بلکہ بقول شخصے کہ ”مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باندزد۔“ ان باتوں کو اس وقت ظاہر کیا جب وہ وقت ہی گذر گیا اور پندرہ مہینے کی میعاد منقضی ہو گئی۔ پھر بھی یاروں دوستوں نے بہت زور مارا کہ آتھم صاحب اب بھی نالش کر دیں مگر چونکہ وہ اپنے دل میں جانتے تھے کہ یہ سب آسمانی امور ہیں اور سمجھتے تھے کہ نالش کرنا تو آپ اپنے ہاتھ سے ہلاکت کا سامان جمع کرنا ہے۔ اور خود اس قدر شوخی بھی خطرناک ہے کہ اپنے خوف اور رجوع کو اور پہلو میں لا کر چھپا دیا

اور خدا تعالیٰ کے احسان کو یاد نہ رکھا!!! اس لئے انہوں نے باوجود ڈاکٹر کلا راک کے بہت سے سیاپے کے نالش نہ کی۔ اور یہ بھی انہیں معلوم تھا کہ نالش کی تقریب پر قسم بھی دی جائے گی۔ پس اسی خرنشہ سے جو ان کی جان پر وبال لاتا تھا کنارہ کیا۔

مگر تاہم یہ کنارہ کئی بے سود ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ مجرم کو بے سزا نہیں چھوڑتا۔ نادان پادریوں کی تمام یا وہ گوئی آتھم کی گردن پر ہے۔

اگرچہ آتھم نے نالش اور قسم سے پہلو تہی کر کے اپنے اس طریق سے صاف بتلا دیا کہ ضرور رجوع بحق کیا۔ اور تین حملوں کی طرز وقوع سے بھی بتلا دیا کہ وہ حملے انسانی حملے نہیں تھے مگر پھر بھی آتھم اس جرم سے بری نہیں ہے کہ اس نے حق کو علانیہ طور پر زبان سے ظاہر نہیں کیا!!! صرف اس کے افعال پر غور کرنے سے عقلمندوں پر حقیقت ظاہر ہوگئی۔

(۳) تیسرا قرینہ یہ ہے کہ جب آتھم صاحب لودیانہ میں بھی آسمانی سلاح پوشوں کا مشاہدہ کر چکے تو ان کا دل وہاں رہنے سے بھی ٹوٹ گیا۔ اور حق کے رعب نے ان کو دیوانہ سا بنا دیا۔ تب وہ اپنے دوسرے داماد کی طرف دوڑے جو فیروز پور میں تھا۔ شاید اس سے یہ غرض ہوگی کہ وہ اپنے ان عزیزوں کی آخری ملاقاتیں سمجھتے ہوں گے کہ شاید پوشیدہ رجوع معتبر نہ ہو اور دل میں ٹھان لیا ہوگا کہ اگر میں باوجود اندرونی توبہ اور رجوع کے پھر بھی بیچ نہ سکوں تو بارے اپنی لڑکیوں اور عزیزوں کو تو مل لوں۔ بہر حال وہ افغان خیزان فیروز پور پہنچے اور پیشگوئی کی عظمت نے ان کی وہ حالت بنا

رکھی تھی جس سے ہراس اور ترس اور پریشانی ہر وقت مترشح ہو رہی تھی اور حق سے خائف ہونے کی حالت میں جو جو ہشتنیں اور قلق اس شخص پر وارد ہوتا ہے جو یقین رکھتا ہے یا ظن رکھتا ہے کہ شائد عذاب الہی نازل ہو جائے یہ سب علامتیں ان میں پائی جاتی تھیں۔

چنانچہ جب خوف اس جگہ بھی اپنی نہایت کو پہنچا تو دوری مرض کی طرح وہی نظارہ پھر نظر آیا جو لدھیانہ میں نظر آیا تھا مگر اب کی دفعہ وہ کرشمہ قدرت نہایت ہی جلالی تھا جس نے آتھم صاحب کے دل پر بہت ہی کام کیا۔

چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ پھر میں نے فیروز پور میں دیکھا کہ بعض آدمی تلواروں یا نیزوں کے ساتھ آ پڑے۔

غرض معتبر وسائل سے معلوم ہوا ہے کہ اب کی دفعہ ان پر خطرناک خوف طاری ہوا۔ اور خواب میں بھی ڈرتے رہے اور اس عرصہ میں ایک حرف بھی اسلام کے برخلاف منہ سے نہیں نکالا اور نہ کسی کے پاس یہ شکایت پیش کی کہ میرے پر یہ تیسری مرتبہ حملہ ہوا۔

آن تمام حملوں پر نظر غور ڈالنے سے ہر ایک پہلو سے آتھم صاحب قابل الزام ٹھہر گئے ہیں کیونکہ باوجودیکہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ تین حملے ہوئے جن میں سے پہلا حملہ تعلیم یافتہ سانپ کا حملہ ہے مگر آتھم صاحب نے نہ تو حملہ کرنے والوں کو پکڑا اور نہ حسب ضابطہ کسی تھانہ میں رپورٹ لکھوائی اور نہ کسی عدالت میں نالش کی اور نہ امن حاصل کرنے کے لئے عدالت کے ذریعہ سے ہمارا مچلکہ لکھوایا اور نہ مجرموں کے پکڑنے کے لئے اندھی پولیس نے کچھ مدد دی اور نہ مجلسوں میں اس بات کا تذکرہ کیا اور نہ

اخباروں میں ان متواتر تین واقعات کو قبل گزر نے میعاد کے چھپوایا اور نہ مجرموں کا کوئی حلیہ بیان کیا اور نہ ان کے بھاگنے کے وقت کوئی کپڑا وغیرہ ان کا چھین لیا۔ یہ تمام وہ امور ہیں جو آتھم صاحب کو جو اسٹرا اسسٹنٹی وغیرہ کرتے بوڑھے ہو گئے کامل طور پر ملزم کر رہے ہیں ان کو چاہیے تھا کہ ان الزاموں سے بریت ثابت کرانے کے لئے اگر پہلے نہیں ہو سکا تو بعد میں ہی نالاش کر دیتے اور تین حملوں کا عدالت میں ثبوت دے کر ایک تو جھوٹی پیشگوئی کی سزا دلواتے اور دوسرے اقدام قتل کی سزا سے بھی خالی نہ چھوڑتے لیکن وہ ایسے چپ ہوئے کہ ان کی طرف سے آواز نہ اٹھی۔

بعض اخبار والوں نے بھی بہت سیا پا کیا مگر انہوں نے کسی کی نہ سنی۔ ڈاکٹر کلارک مارٹن سرکھپا کھپا کر رہ گیا مگر انہوں نے اس کے جواب میں بھی دونوں ہاتھ کانوں پر رکھے حالانکہ عقلاً و انصافاً و قانوناً ان کا دامن اسی حالت میں پاک ہو سکتا تھا۔ جبکہ وہ اپنے ان دعووں کو جن پر خوف کی بنیاد رکھی گئی تھی بذریعہ نالاش یا جس طرح چاہتے ثابت کر دکھاتے۔

اور ان کی یہ تین حالتیں کہ ایک طرف تو انہوں نے اپنے اقرار اور اپنے افعال و حرکات سے اثناء پیشگوئی میں اپنا سخت درجہ پر ڈرتے رہنا ظاہر کیا۔ اور دوسرے یہ کہ اس ڈر کی وجہ تین حملے بتلائے جو بغیر پورے ثبوت کے کسی عقلمند کے نزدیک قابل تسلیم نہیں ہیں بلکہ قیاس اور عقل سے بھی دور ہیں۔ اور تیسرے یہ کہ ان تین حملوں اور بے جا الزاموں کا کچھ بھی ثبوت نہیں دیا نہ عدالت کے ذریعہ سے نہ دوسرے کسی طریق سے۔ یہ تینوں حالتیں ان کو اس بات کی طرف مجبور کرتی تھیں کہ اگر ان کے پاس

ان بے جا الزاموں کا کوئی بھی ثبوت نہیں تو وہ قسم ہی کھا لیتے۔

پس ان کے دروغ گو اور ناحق ہونے پر چوتھا قرینہ یہی ہے کہ وہ قسم سے بھی گریز کر گئے اور چار ہزار روپیہ ان کے لئے نقد پیش کیا گیا مگر مارے خوف کے انہوں نے دم نہ مارا۔

ہمارا قسم لینے سے کیا مدعا تھا یہی تو تھا کہ جس ڈر کے وہ اقراری ہو کر پھر خلاف واقعہ اور خلاف قیاس یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ وہ ڈرتین متواتر حملوں کی وجہ سے تھا یہ غیر معقول عذر انہوں نے ثابت نہیں کیا اور نہ یہ ثابت کر سکے کہ یہ عاجز کوئی مشہور ڈاکو اور خونی ہے جو ان سے پہلے بھی کئی خون کر چکا ہے۔ لہذا انصافاً ان پر لازم تھا کہ ایسی بے جا تہمتوں کے بعد جو قانوناً بھی ایک سخت جرم کی صورت رکھتی ہیں۔ قسم کھانے سے ہرگز دریغ نہ کرتے۔ اگر واقعی طور پر ان کے مذہب میں قسم کھانے کی ممانعت ہوتی تو ہم سمجھتے کہ مذہب نے ان کو قسم سے جو بریت کا مدار تھا محروم رکھا لیکن ہم نے تو اپنے اشتہار چہارم میں ان کی بائبل ان کے سامنے کھول کر رکھ دی اور ثابت کر دیا کہ ان کے عام بزرگ قسم کھاتے رہے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کا پولوس رسول بھی جس کے اجتہاد اور طریق سے منہ پھیرنا ایک عیسائی کے لئے کفر اور بے ایمانی میں داخل ہے۔ وہ بھی قسم کھانے سے نہیں بچ سکا (دیکھو قرنتیان ۱۵ باب ۳۱ آیت)

ان قسموں کی تفصیل کے لئے ہمارا اشتہار چہارم مورخہ ۲۷ اکتوبر ۱۸۹۴ء پڑھنا چاہیے تا معلوم ہو کہ جو از قسم میں ہم نے کس قدر ثبوت دیا ہے۔ اور نہ صرف انجیل بلکہ تمام بائبل کے حوالے دیئے ہیں مگر آتھم صاحب نے اپنی انجیل کی ذرہ بھی پرواہ نہیں کی۔ وجہ یہ کہ وہی آسمانی رعب ان کے دل



پر غالب ہوا جس نے تین حملوں کا نظارہ دکھلایا تھا تب پادریوں کو فکر پڑی کہ آتھم نے ہمارے منہ پر سیاہی کا دھبہ لگا یا اس لئے ڈاکٹر کلا رک نے سراسر بے ایمانی کا طریق اختیار کر کے ایک گندہ اشتہار نکالا جس کا حاصل مطلب یہ تھا کہ مذہب عیسائی میں قسم کھانا ایسا ہی حرام ہے جیسا کہ مسلمانوں میں خنزیر کا گوشت کھانا مگر اس حیا کے دشمن کو ذرہ بھی انجیل اور پطرس اور پولوس کی عزت کا خیال نہ آیا اور نہ یہ سوچا کہ اگر یہی مثال سچ ہے تو پھر پولوس رسول کو ایماندار کہنا بے جا ہے جس نے سب سے پہلے اس ناپاک چیز کا استعمال کیا۔

جس حالت میں ایک مسلمان خنزیر کو حلال سمجھنے والا تمام فرقوں کے اتفاق سے کافر ہو جاتا ہے اور اس کو کھانے والا پر لے درجے کا فاسق بدکار کہلاتا ہے۔ تو پھر ہمیں ڈاکٹر کلا رک صاحب اس بات کا ضرور جواب دیں کہ وہ اپنے حضرت پولوس کی نسبت ان دونوں خطابوں میں سے کس خطاب کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔

سچی بات کو چھپانا بے ایمانوں اور لعنتیوں کا کام ہے۔ کیا یہ سچ نہیں ہے؟ کہ پولوس نے قسم کھائی پطرس نے قسم کھائی۔ اور زبور میں لکھا ہے کہ جو جھوٹا ہے وہی قسم نہیں کھاتا (دیکھو زبور ۶۳ آیت ۱۱)

کیا! ہم تسلیم کریں کہ فقط آتھم صاحب ہی قسم کھانے سے بچے اور دوسرے تمام بزرگ عیسائی قسم کا خنزیر کھاتے رہے اور اب بھی بجز اس قسم کے خنزیر کھانے کے کوئی اعلیٰ درجہ کی ملازمت جو متعہد عہدہ داروں کو ملتی ہے کسی عیسائی کو نہیں مل سکتی ہے۔

اور طرفہ تریہ کہ آتھم صاحب کا دو مرتبہ عدالت میں قسم کھانا ثابت ہو چکا ہے  
اگر وہ انکار کریں تو ہم نقل لے کر دکھلاویں۔

سچ تو یہ ہے کہ ان عیسائیوں میں سے شاید شاذ و نادر کوئی ایسا ہو جس کو قسم  
کھانے کا اتفاق نہ ہوا ہو بلکہ انگریزی قانون نے قسم کھانا عیسائیوں کے لئے خاص  
حق رکھا ہے اور دوسروں کے لئے اقرار صالح۔

اب ہم منصفین سے پوچھتے ہیں کہ جن لوگوں نے قسم سے گریز کرنے کے  
لئے عداً اپنے سواخ کو چھپایا اور وہ جانتے تھے کہ پہلے اس سے ہم کئی دفعہ قسمیں  
کھا چکے ہیں مگر ادا تاً ان قسموں کو پوشیدہ رکھا اور ایک نہایت مکروہ جھوٹ بولا  
اور کہا کہ قسم ہمارے مذہب میں ایسا ہی بدکاری کا کام ہے کہ جیسے مسلمانوں میں  
خنزیر۔ اور اپنے بز رگوں کو اپنی زبان سے فاسق فاجر قرار دیا۔ کیا ان کے اس  
طریق سے اب تک ثابت نہ ہوا کہ اگر وہ اپنے تئیں حق پر جانتے تو اس ذلت اور  
رسوائی کو ہرگز ہرگز اختیار نہ کرتے۔

پس یہ پانچواں قرینہ ہے کہ ان لوگوں نے ایک سچائی کے چھپانے کے لئے  
اپنے پولس رسول کو ایک ایسے آدمی سے تشبیہ دی کہ جو مسلمان کہلا کر پھر سو رکھاوے  
اسی بات سے ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ در پردہ آتھم اور اس کے دوستوں کو کس بات کا  
رعب کھا گیا کہ انہوں نے بے ہودہ حیلہ بازیوں اور رسوائی والے طریق کو اختیار کیا  
مگر آتھم قسم کھانے سے ایسا ڈرا کہ گویا وہ کھا جانے والا بھیڑیا ہے۔

دانشمندیوں کو چاہیے کہ بار بار ان باتوں کو ذہن میں لاویں کہ  
کیونکر اول آتھم صاحب نے رو رو کر یہ اقرار کیا کہ میں ضرور پیشگوئی

کی میعاد میں ڈرتا رہا۔ اور پھر سوچیں کہ جس پیشگوئی کو بے ہودہ سمجھا گیا تھا اس سے اس قدر ڈرنا کیا معنی رکھتا تھا۔ بہتری بے ہودہ باتیں انسان سنتا ہے مگر ان کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتا۔ پھر اگر فرض بھی کر لیں کہ امرتسر میں کسی تعلیم یافتہ سانپ نے اس پر حملہ کیا تھا تو اس قدر بے حواسی اور سراسیمگی دکھانا اور شہر بشہر پھرنا کیا ضروری تھا۔ کوئی قانونی تدبیر کی ہوتی جس سے امن کے ساتھ امرتسر میں بیٹھے رہتے کیا امرتسر کی پولیس ناکافی تھی یا تمام قانونی علاج مسدود تھے جو اس قدر خرچ اخراج کر کے شدت دھوپ کے دنوں میں پیرانہ سالی میں اپنے آرام گاہ کو چھوڑا اور لطف یہ کہ وہ چھوڑنا بھی بے سود رہا۔ امرتسر میں سانپ نظر آیا۔ لدھیانہ میں نیزوں والے دکھائی دیئے۔ فیروز پور میں تلوار کے ساتھ حملہ ہوا یہ بیانات بہت ہی غور کے لائق ہیں۔

ناظرین ان تین حملوں کو سرسری نظر سے نہ دیکھیں اور خوب سوچیں۔ کیا فی الحقیقت سچ ہے کہ پہلا نظر آنے والا فی الحقیقت ایک تعلیم یافتہ سانپ تھا جس پر کسی کا سوٹا چل نہ سکا۔ اور وہ کچھلی مرتبوں میں جو نظر آئے وہ جنگ آزمودہ ہماری جماعت کے سپاہی تھے جن کو کسی موقع پر آتھم صاحب پکڑ نہ سکے اور نہ ان کے دامادوں کا ان پر ہاتھ دراز ہو سکا نہ پولس کے نالائق کانٹھیل ان کے مقابلہ کی جرأت کر سکے۔ پھر عجیب پر عجیب یہ کہ یہ لوگ ناجائز ہتھیاروں کے ساتھ کئی مرتبہ ریل پر سوار ہوئے۔ بازاروں میں ہو کر نکلے آتھم صاحب کے احاطہ میں ادھر ادھر پھرتے رہے مگر بجز آتھم صاحب کے کوئی بھی ان کو دیکھ نہ سکا۔ کیا ان تمام قرینوں سے ثابت نہیں ہوتا کہ درحقیقت یہ تمام روحانی نظارہ تھا جس نے آتھم صاحب کے دل کو

حق کی طرف رجوع دلایا اور ان کا دل خوف سے بھر گیا۔ اور منہ پر مہر لگ گئی۔ ان کا فرض تھا کہ پہلے حملہ میں ہی تھا نہ میں رپورٹ کرتے گورنمنٹ کو اطلاع دیتے اور حلیہ لکھواتے اور صورت شکل اور وردی اور تمام قرآن سے حکام کو مطلع کرتے تا گورنمنٹ اشتہار دے کر ایسے بد معاشوں کو ماخوذ کرتی اور ایسے پلید مجرموں کو واجبی سزا کا مزہ چکھاتی اور کم سے کم یہ تو چاہیے تھا کہ وکیلوں کے مشورہ سے ایک عرضی دے کر مجرموں کو سزا دلاتے یا احتیاطی طور پر اس عاجز سے اس مضمون کا مچلکہ لکھواتے کہ اگر آتھم پیشگوئی کی میعاد میں مارا گیا تو یہ جرم قتل عمد تمہارے ذمہ لگا یا جائے گا کیونکہ جو شخص پہلے ان کی موت کی جھوٹی پیشگوئی کر چکا اور پھر اس کی جماعت کی طرف سے قتل کرنے کے لئے تین حملے بھی ہوئے کیا ایسے شخص کا مچلکہ لینے سے گورنمنٹ کو کچھ تامل ہو سکتا ہے۔

کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ آتھم صاحب پندرہ ماہ تک ایک جلتے ہوئے تنور میں پڑے رہے اور بار بار خوفناک حملوں سے کچلے گئے مگر انہوں نے کسی مقام میں باضابطہ تحقیقات نہ کرائی۔ امرتسر سے سانپ کے حملہ پر چپکے ہی نکل آئے۔ پھر لودھیانہ پہنچے اور ساتھ ہی حملے والے بھی پہنچ گئے اور مارنے میں کچھ بھی کسر نہ رکھی۔ تب بھی آتھم صاحب نے گورنمنٹ میں جا کر سیا پانہ کیا کہ یہ دشمن میرے قتل کے درپے ہیں۔ میری کوٹھی پر مسلح ہو کر آئے سرکار ان کا مچلکہ لے اور مجھ کو ان کے شر سے بچالے بلکہ ان کو چاہیے تھا کہ تعلیم یافتہ سانپ کے حملہ پر ہی دہائی دیتے کہ لوگو دیکھو پیشگوئی کی حقیقت معلوم ہوئی۔

اب اے ہمارے ناظرین! اے اخباروں کے ایڈیٹرو!

اے رسالوں کے شائع کرنے والو! آپ لوگوں نے آتھم صاحب کی ہمدردی تو بہت کی بلکہ بعض نے لکھا کہ آتھم صاحب خلق اللہ پر بہت ہی احسان کریں گے اگر ایسے کذاب پر نال☆ کر کے اس کو سزا دلائیں گے مگر اب آنکھیں کھول کر دیکھو کہ قرآن قویہ کس کو کذاب ثابت کرتے ہیں۔

ہم تم سے اسلام کی ہمدردی نہیں چاہتے ہم تم کو یہ الزام نہیں دیتے کہ مسلمانوں کی اولاد کھلا کر پھر پادریوں کی ناحق کی حمایت کیوں کی کیونکہ یہ بات کہنے والا اور پوچھنے والا ایک ہی ہے جو مطالبہ کے دن میں ظالم کو بے را\* نہیں چھوڑے گا۔

﴿۲۲﴾

ہم تمہاری گالیوں اور لعنتوں سے بھی ناراض نہیں کیونکہ بہ نسبت پہلے راست بازوں کے یہ بہت ہی تھوڑا دکھ ہے جو ہم کو تم سے پہنچا ہے لیکن اگر ہمیں افسوس ہے تو صرف یہی کہ تم نے دین کی سچی حمایت کو بھی چھوڑا اور پادریوں کی ہاں کے ساتھ ہاں ملائی۔ مگر آخری نتیجہ تمہارے لئے اس ندامت کا حصہ ہوا جس کو دوسرے لفظوں میں *خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ* کہتے ہیں۔ اس بات کا ہم کو بھی افسوس ہے کہ باوجودیکہ دین کو تم نے اس طرح پھینک دیا کہ جس طرح ایک ناکارہ تنکا پھینکا جاتا ہے۔ مگر پھر بھی تم کسی ایسی تعریف کے لائق نہ ٹھہرے جو کسی عقلمند عمیق الرائے کے بارہ میں ہو سکتی ہے بلکہ وہ خفت اور خجالت اٹھائی جو ہمیشہ جلد باز اور شتاب کار اٹھایا کرتے ہیں درحقیقت جو شخص نفسانی جوش میں آ کر یا جلد بازی کی وجہ سے اللہ اور رسول کی کچھ بھی پرواہ نہیں رکھتا اس کو ایسے دن دیکھنے پڑتے ہیں۔

کیا کبھی تم نے سنا کہ کسی ایسے مباحثہ میں کہ جس کی حمایت

☆ سہو کتابت معلوم ہوتا ہے ”ناش“ ہونا چاہیے۔ (ناشر) \* سہو کتابت معلوم ہوتا ہے ”بے سزا“ ہونا چاہیے۔ (ناشر)

میں عیسائی مذہب کو کوئی زد پہنچتی ہو یا کسی فرد کی نظر میں اس مذہب کی بیخ کنی ہوتی ہو کوئی پادری تمہارے ساتھ ہو گیا ہو بلکہ وہ تو باوجود صد ہا اندرونی اختلافات کے اپنی ہوائ نکلنے نہیں دیتے۔ پھر تم پر افسوس کہ تم نے چند خود غرض مولویوں کے پیچھے لگ کر ایک دینی معاملہ میں پادریوں کی وہ حمایت کی اور اہل حق کو وہ گالیاں دیں جس کی نظیر کسی قوم میں نہیں پائی جاتی۔ سواب بھی میں نصیحت کرتا ہوں کہ توبہ کرو اور پاک دل اور بے لوث نظر کے ساتھ اس پیشگوئی کو دیکھو اور تمام امور کو یک جائی نظر سے تصور میں لا کر وہ سچی رائے ظاہر کرو جو تمہاری پہلی جلد بازیوں کا کفارہ ہو جائے یقیناً سمجھو کہ دین اسلام ہی حق ہے اور ہر ایک انسان کو اپنے ان تمام خیالات کا حساب دینا پڑے گا جن کو وہ ردی اور ناپاک پا کر پھر بھی اپنے سینہ سے باہر نہیں پھینکتا۔ اور بخل اور تعصب سے اپنی طبیعت کو الگ نہیں کرتا۔

سواٹھو اور جاگو اور پھر دوبارہ ایک حق طلب اور سوچنے والا دل لے کر آتھم والی پیشگوئی پر نظر ڈالو۔ پیشگوئی میں کوئی بھی تاریکی نہیں تھی تمہاری اپنی ہی تاریکی اور موٹی عقل اور جلد بازی نے ایک تاریکی پیدا کر لی۔ اور وہ صریح شرط تمہاری آنکھوں سے نظر انداز کی گئی جو حکیم ازلی نے تمہاری آزمائش کے لئے پہلے ہی الہامی عبارت میں داخل کی تھی یہ فعل بھی اسی حکیم مطلق کا ہے تا وہ تمہیں جانچے اور آزماوے اور تم پر ظاہر کرے کہ کس قدر تم تدبر اور تقویٰ اور اخوت اسلامی سے دور جا پڑے۔ بھائیو جلد توبہ کرو تا ہلاک نہ ہو جاؤ کیونکہ کوئی عمل بد نہیں جس پر مواخذہ نہ ہوگا اور کوئی بد دیناقتی نہیں جس کی وجہ سے انسان پکڑا نہ جائے۔ جس نے کسی بخل کی وجہ سے اپنا دین خراب کر لیا اور کسی تعصب کی وجہ سے حق کو چھوڑ دیا وہ کیرا ہے

نہ انسان اور درندہ ہے نہ آدمی لیکن نیک آدمی ایک پاک خیال کے ساتھ سوچتا ہے اور اس کا حکمت اور حق کے ساتھ کلام ہوتا ہے نہ ٹھٹھے اور ہنسی کے رنگ میں اور وہ صداقت اور انصاف کے پاک جذب سے بولتا ہے نہ غضب اور غصہ کی کشش سے اس لئے خدا اس کی مدد کرتا ہے اور روح القدس اس کے دل پر روشنی ڈالتا ہے لیکن ناپاک دل اور گندی طبیعت والا سچائی کے استخراج کے لئے کچھ بھی کوشش نہیں کرتا اور ایک دھوکا جو پہلے دن سے ہی اس کو لگ جاتا ہے اس کی پیروی کرتا چلا جاتا ہے اور پھر تعصب اور کج بخشی کی وجہ سے خدا تعالیٰ اس کے دل کا نور چھین لیتا ہے اور اس کا پچھلا حال پہلے سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔

مگر نیک سرشت آدمی اپنی رائے کے بدلنے سے ہرگز نہیں ڈرتا۔ جب دیکھتا ہے کہ ایک صداقت کی تکذیب میں مجھ سے غلطی ہوئی تو اس کا بدن کانپ جاتا ہے اور آنکھوں میں آنسو بھرتے ہیں اور سچائی کے خون سے اس مجرم سے زیادہ ڈرتا ہے جس نے ایک بے گناہ اور معصوم بچہ کو ناحق قتل کر دیا ہو۔ سو خدا جو کریم و رحیم ہے اسے قبول کر لیتا ہے اور اس کی عظمت دلوں میں ڈال دیتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جب ہم دیکھتے ہیں کہ مجلس میں ایک شخص بہادر دل کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور بلند آواز سے بولا کہ صاحبو میں فلاں امر میں غلطی پر تھا۔ اور جو کچھ میں نے ایک مدت تک بحثیں کیں یا جو کچھ میں نے مخالفت ظاہر کی وہ سب نادرست امر تھا۔ اب میں اس سے محض لہر جوع کرتا ہوں۔ ایسے شخص کی ایک ہیبت دلوں میں طاری ہو جاتی ہے اور ولایت کا نور اس کے چہرہ پر دکھائی دیتا ہے اور دل بول اٹھتا ہے کہ یہ شخص متقی اور قابل تعظیم ہے۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ان سے پیار کرتا ہوں کہ جو گناہ اور خطا کا طریق چھوڑ کر حق کی طرف قدم اٹھاتے ہیں۔ پس جس سے خدا پیار کرے ضرور اس سے تمام نیک بندے پیار کریں گے کیونکہ نیک روحوں کا پیار خدا کے پیار کے تابع ہے۔ سو مبارک وہ جو خدا تعالیٰ کی مرضی کی راہیں ڈھونڈے۔ اور زید و بکر کی بک بک کی کچھ پرواہ نہ رکھے۔

﴿۲۳﴾

اب میرے دوستو ذرہ نظر اٹھا کر دیکھو اور اپنی کائنات اور نرم قلب سے فتویٰ لو اور ذرا نظر اور فکر کو ہشیاری اور بردباری کے ساتھ دوڑا کر دیکھو کیا آہتم کا طریق اور روش اس کی سچائی پر دلالت کر رہا ہے۔ کیا تمہارے دل ان باتوں کو قبول کرتے ہیں کہ ضرور آہتم پر بمقام امرتسر کسی تعلیم یافتہ سانپ نے حملہ کیا تھا۔ اور ضرور ہماری جماعت کے بعض لوگ تلواروں اور نیزوں کے ساتھ لدھیانہ اور فیروز پور میں اس کی کوٹھی میں قتل کرنے کے لئے جا گھسے تھے۔

کیا آپ لوگوں کی روحیں اس بات کو مانتی ہیں کہ باوجود اس مذہبی مقدمہ کے جس کی بنیاد پر یہ مباحثہ شروع ہوا تھا یعنی ایک شخص اسماعیل نام کا عیسائی ہونے سے رک جانا اور اس اشتعال سے عیسائیوں کا مباحثہ کرنا اور پھر پیشگوئی کی صداقت مٹانے کے لئے یہ جھوٹی تاویلیں کرنا کہ ڈاکٹر کی قطعی رائے ہے کہ چھ چہینے کے اندر آہتم مر جائے گا۔ ایسے لوگ جنہوں نے مذہبی ہار جیت کے خیال سے پہلے ہی جھوٹی تاویلیں شروع کر دیں اور فتح کے حریص رہے وہ واقعی طور پر تین حملے ہماری جماعت کی طرف سے دیکھیں اور حملے بھی وہ جو ایسے شخص کے قتل کرنے کے ارادہ سے ہوں جو عیسائی پارٹی کا سر ہو۔ اور پھر یہ حضرات عیسائیاں



خاموش رہیں، نہ گورنمنٹ میں ان حملوں کی شکایت لے جائیں اور نہ تھانہ میں رپورٹ دیں اور نہ حاکم ضلع کے پاس نالش کریں اور نہ ہمارا منجملہ عدالت میں داخل کرائیں اور نہ میعاد کے اندر اخباروں میں اس واقعہ کا اشتہار دیں اور نہ باوجود ہمارے چار ہزار روپیہ نقد پیش کرنے کے قسم کھائیں اور چار ہزار روپیہ لے کر ہمیں سزا دیں۔ صاحبو آپ اللہ سوچو کہ آخر مر جانا اور اس نابکار دنیا کو چھوڑ جانا ہے اور ذرہ غور کرو کہ جس شخص پر یہ ظلم ہو کہ موت کی خبر سنا کر ناحق اس کا دل ستایا جائے اور پھر اسی دل آزاری پر کفایت نہ ہو بلکہ برابر اس پر تین حملے بھی ہوں۔ اور معاملہ مذہبی ہو جس میں بالطبع تعصب بڑھ جاتے ہیں کیا ایسی صورت میں آپ قبول کر لیں گے کہ یہ سب کچھ واقعہ ہوا مگر آتھم اور اس کے دوستوں نے نہ چاہا کہ بدی کے مقابل پر بدی کریں۔ پھر صاحبو یہ بھی سوچو کہ دنیا میں کوئی دعویٰ بغیر ثبوت کے قابل پذیرائی نہیں ہوتا۔ پس ایسا دعویٰ جو خود خلاف قیاس اور غیر معقول ہو اور جس کے افترا کرنے کے لئے عیسائیوں کو ضرورتیں پیش آئی تھیں وہ کیوں بغیر ثبوت پیش کرنے کے قبول کیا جاتا ہے۔

﴿۲۵﴾

آتھم صاحب نالش نہیں کرتے کہ یہ نیک بختی کا تقاضا نہیں قسم نہیں کھاتے کہ مذہب میں ہمارے قسم ایسی ہے جیسے مسلمانوں میں خنزیر کھانا۔ کوئی اور ثبوت نہیں دیتے کہ ہم اب لڑنا اور جھگڑنا نہیں چاہتے پس کیا اب یہ تمام بے ثبوت باتیں آتھم صاحب کی قبول کر لو گے اور کیا آپ کی یہ رائے ہے کہ ہماری سب باتیں جھوٹی اور آتھم صاحب کی یہ ساری کہانیاں سچی ہیں۔ اگر یہی بات ہے تو ہم آپ لوگوں سے اعراض کرتے ہیں جب تک کہ وہ دن آوے کہ رب العرش کے سامنے ہم سب لوگ

کھڑے ہوں گے۔

صاحبو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر یہ جھگڑا دنیوی جھگڑوں کی طرح چیف کورٹ یا ہائی کورٹ کے اجلاس میں پیش ہوتا تو آخر بغور دیکھے جانے کے بعد ہمارے ہی حق میں فیصلہ ہوتا۔

عزیزو! آپ لوگوں پر لازم تھا کہ اس نور ایمان سے کام لے کر جو حضرت سیدنا مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک سچے ایماندار کو خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا کیا ہے۔ آتھم کے اس منصوبہ پر جو گویا اس پر تین حملے ہوئے نظر غور کرتے اور اس کو ملزم کرتے کہ جب تک وہ تعلیم یافتہ سانپ اور مسلح قاتلوں کا پتہ نہ لگاوے یا عدالت میں نالش نہ کرے یا قسم نہ کھاوے تب تک وہ قانون انصاف کی رو سے دروغ گو اور حق پوش ہے۔

اور ہماری جماعت کے لئے تو تین حملوں کا الزام موجب زیادت ایمان اور یقین اور آتھم کے جھوٹے ہونے کا بدیہی ثبوت ہے۔ کیونکہ ہر ایک شخص ہماری جماعت میں سے یقین دل سے جانتا ہے کہ ایسے حملوں کی مجھے تعلیم نہیں ہوئی۔ اور نہ ایسا پلید مشورہ کبھی اس جماعت میں ہوا۔ ہم اپنی تمام جماعت کو فرد فرد کر کے اس وقت مخاطب کرتے ہیں کہ کیا ان کو ایسی صلاح دی گئی کہ تم کوئی زہریلا اور کالا سانپ لے کر اور اس کو خوب تعلیم دے کر آتھم کو ڈسنے کے لئے اس کی کوٹھی میں چھوڑ دو۔ اگر وہاں موقع نہ پاؤ تو پھر لودھیانہ میں جا کر اور اگر وہاں بھی موقع نہ ملے تو پھر فیروز پور میں جا کر کام تمام کر دو۔

ہم پھر کہتے ہیں کہ اگر کسی کو ہم نے کبھی ایسا مشورہ دیا ہے

﴿۲۶﴾

تو سخت بے ایمانی ہوگی کہ وہ اس کو ظاہر نہ کرے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ مرشد پر مریدوں کا اسی وقت سچا اعتقاد رہ سکتا ہے کہ جب تک اس کو راست باز اور صادق اور حق گو یقین کریں اور دروغ و غلو اور منفی اور منصوبہ باز ہونا اس کا ثابت نہ ہو اور جبکہ یہ بات ہے تو ہمارے مریدوں میں سے ہر ایک شخص اپنے دل میں سوچے کہ کیا کوئی ان سے ہمارے کہنے سے یا خود بخود آتھم پر حملہ کرنے کے لئے امرتسرا اور لودھیانہ اور فیروز پور گیا تھا۔ ظاہر ہے کہ سب کا یہی جواب ہوگا کہ میں نہیں گیا اور نہ ایسی گندی تعلیم مجھ کو ہوئی۔ اور یہ بات بھی ظاہر ہے کہ اگر اس چھوٹی سے جماعت میں کوئی ایسا پلید مشورہ ہوتا تو جماعت کے کل یا اکثر افراد کو ضرور اس کی خبر ہوتی خاص کر جب کہ اس جماعت کے بہت سے فاضل احباب اس جگہ جمع رہتے ہیں۔ اور بعض وقت سو کے قریب یا زیادہ ہوتے ہیں وہ تو ضرور اس پردہ کی بات کو پا جاتے اور توبہ پر توبہ کرتے کہ ہم نے اس مکار آدمی کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اپنے ایمان کو ضائع کیا۔ پیشگوئی خدا تعالیٰ کی طرف سے بتلائی اور اب کہتا ہے کہ کوئی تم میں سے آتھم کو قتل کر دے تا کسی طرح پیشگوئی پوری ہو۔ اس وقت ہم اپنے فاضل دوست مولوی حکیم نور دین صاحب کو جنہوں نے اپنے وطن سے ہجرت کر کے کئی برس سے مع اہل و عیال دائمی رہائش میرے پاس اور میرے مکان کے ایک حصہ میں اختیار کی ہے۔ اور احباب کے ہر ایک نیک اور پاک مشورہ میں صدر نشین ہیں اور صرف نیک ظن کی وجہ سے اپنی جان مال سے حاضر ہیں مخاطب کر کے پوچھتے ہیں کہ کیا کبھی ایسے پلید مشورہ کا آپ سے ذکر آیا۔

ایسا ہی ہم اپنے تمام دوستوں کو مخاطب کر کے پوچھتے ہیں کہ کیا کسی ایسے نالائق مشورہ میں آپ لوگ بھی شریک ہوئے یا کوئی صاحب آپ لوگوں میں سے آتھم صاحب کے قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا۔ یقیناً آپ لوگوں کے دل بول اٹھیں گے کہ ہماری طرف ان باتوں کا منسوب کرنا سراسر افترا ہے اور یقیناً اس بے اصل منصوبہ کے تصور سے آپ لوگوں کا ایمان زیادہ ہوگا لیکن غیروں کو باعث اجنبیت یہ حق الیقین نصیب نہیں۔

مگر افسوس تو یہ ہے کہ وہ ان قرآن قویہ سے بھی کنارہ کشی کرتے ہیں جو صریح آتھم کو ملزم ٹھہراتے ہیں وہ نہیں سوچتے کہ جس حالت میں آتھم نے اپنے خوف کی تین حملوں پر بنا رکھی اور اس بات سے انکار کیا کہ وہ خوف اور گریہ وزاری اسلام کے رعب سے تھا تو ان تین حملوں کا کچھ ثبوت بھی تو پیش کرنا چاہیے تھا کیونکہ خوف کو پیشگوئی کی طرف منسوب کرنے کے وقت تو قرآن موجود ہیں۔ وجہ یہ کہ پیشگوئی نہایت زور سے کی گئی تھی۔ اور نہ صرف آتھم بلکہ اسی وقت اس مجلس کے تمام عیسائیوں پر اس کا اثر ہو گیا تھا۔ اور پیش بندی کے طور پر اسی دم کہنا شروع کر دیا تھا کہ آتھم کے مرنے کی تو ایک ڈاکٹر نے بھی خبر دے رکھی ہے کہ  $\frac{1}{4}$  چھ ماہ تک مر جائے گا ظاہر ہے یہ تمام باتیں پیشگوئی کا رعب قبول کرنے سے منہ سے نکلی تھیں۔ اور آتھم صاحب کے دل پر ایک بھاری مؤثر کام کر رہا تھا اور یہ تمام قرآن چاہتے تھے کہ آتھم صاحب سے وہ حرکتیں صادر ہوں جو شدت

خوف کے وقت صادر ہوا کرتی ہیں۔ اور وہ نظارے ان کو نظر آویں جو شدت خوف کے وقت نظر آیا کرتے ہیں۔ مگر انہوں نے انسانی حملوں کا کیا ثبوت دیا جو اب ان کی خوف کی بنیاد قرار دیئے گئے ہیں۔

پھر جس حالت میں کچھ بھی ثبوت نہیں دیا تو کیا یہ بے جا مطالبہ تھا کہ وہ اپنی بریت ظاہر کرنے کے لئے قسم کھا لیتے سواب وہ دنیا پرست مولوی جو عیسائیوں کے ساتھ ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں ہمیں جواب دیں کہ انہوں نے کیوں ہماری عداوت کے لئے اپنا منہ کالا کیا۔ کیا یہی منہ کل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائیں گے جن کے دین کی تکذیب کے لئے ناحق بے موجب وہ شریک ہوئے۔ کیا وہ قسم کھا سکتے ہیں کہ ان کے نزدیک آتھم ہی سچا ہے۔ ایسے معرکہ کے مطالبہ میں آتھم کا قسم نہ کھانا ایک قسم کی موت تھی جو اس پر وارد ہوگئی۔ اور وہ بینہ کے ساتھ بے شک ہلاک ہو گیا اور جو بار ثبوت اس کے ذمہ تھا وہ اس سے سبکدوش نہ ہو سکا اور جسمانی موت بھی شوخی کے بعد ٹل نہیں سکتی لَا مَبَدِّلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ۔

افسوس کہ ہمارے بعض مولویوں اور ان کے نالائق چیلوں نے جو نام کے مسلمان تھے اس جگہ اپنی فطرتی بد ذاتی سے بار بار حق کی تکذیب کی اور اسلام کی مخالفت میں یہ سیاہ دل اور شریر مولوی عیسائیوں سے کچھ کم نہ رہے اور بہت ہی زور لگایا کہ کسی طرح اسلام کو سبکی پہنچے اور جاہل مسلمان جو چار پایوں کی طرح تھے ان کے دلوں میں جمادیا کہ اس شخص یعنی اس عاجز نے اسلام کو بدنام کیا اور شکست دلوائی۔

ناظرین! اب یہ تمام مقدمات اور واقعات آپ لوگوں

کی نظر کے سامنے ہیں ہم یہ نہیں کہتے کہ صرف مذہبی حمایت اور بے جا تعصب سے ہمیں سچا ٹھہرا دو اور عیسائیوں اور ان کے ہم مادہ نیم عیسائی مولویوں کو جھوٹا قرار دو بلکہ مقدمات موجودہ پر ایک گہری اور عمیق نظر ڈالو پھر ان سے وہ نتیجہ نکالو جو عقل اور انصاف کے پورے استعمال کے بعد نکلنا چاہیے۔ ہم اس بات کو قبول کرتے اور مانتے ہیں کہ اگر آتھم صاحب اس پیشگوئی کے بعد اپنی جگہ پر استقامت کے ساتھ بیٹھے رہتے اور اپنی جا بجا کی مجنونانہ گردش سے اپنی سراسیمگی اور خوف زدہ حالت کو ظاہر نہ کرتے اور یہ باتیں میعاد کے بعد منہ پر نہ لاتے کہ اس جماعت کے بعض لوگ تین دفعہ تین مختلف شہروں میں نیزوں اور تلواروں اور سانپوں کے ساتھ میرے احاطہ کوٹھی میں گھس آئے اور اپنے منہ سے رو رو کر یہ اقرار نہ کرتے کہ حقیقت میں میعاد کے اندر میں ڈرتا رہا۔ اور پھر قسم پر بلانے کے لئے بلا توقف حاضر ہو جاتے تو بے شک ہم ہر ایک مخالف اور موافق کی نظر میں جھوٹے ٹھہرتے۔ اور ہمارا آخری الہام کہ شرط رجوع کی پوری ہونے کی وجہ سے عذاب الہی ٹل گیا ایک بہانہ سایا باطل تاویل سب کو دکھائی دیتا۔

پیارے ناظرین! آپ لوگ جانتے ہیں کہ اس پیشگوئی میں بتصریح یہ شرط موجود تھی کہ اس حالت میں عذاب نازل ہوگا کہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔ اور میں اس مضمون میں لکھ چکا ہوں کہ لفظ رجوع کھلے کھلے اسلام لانے کا ہم وزن اور ہم پایہ نہیں بلکہ ادنیٰ استعداد کا آدمی بھی جانتا ہے کہ کبھی یہ لفظ کھلے کھلے اسلام پر بولا جاسکتا ہے۔ اور کبھی جب انسان پوشیدہ طور پر کسی قدر اپنی اصلاح کرے تب بھی وہ کہہ سکتا ہے کہ میں نے رجوع بحق کیا۔ اور پیشگوئیوں میں یہی قاعدہ قدیم سے

ہے کہ اگر کوئی لفظ دو معنوں کا متحمل ہو تو پیشگوئی کے انجام کے بعد جو معنی واقعات موجودہ سے ظاہر ہوں وہی لئے جائیں گے۔

سو واقعات ظاہر کر رہے ہیں کہ آتھم صاحب نے پوشیدہ طور پر اسلام کا خوف اپنے دل پر غالب کیا۔ اور اپنے عیسائی تعصب کی اندر ہی اندر اصلاح کی۔ اور اندر ہی اندر رجوع بحق کیا۔ اس لئے وہ شرط پوری ہوگئی جو عذاب کے عدم نزول کے لئے بطور روک کے تھی۔ کیا ضرور نہ تھا کہ خدا تعالیٰ اپنی شرطوں کا لحاظ رکھتا۔

چونکہ ہمارے اس الہام میں صریح اور صاف شرط تھی کہ حق کی طرف رجوع کرنے سے عذاب ٹل جائے گا۔ اور آتھم کی حرکات مذکورہ بالا نے رجوع کے مفہوم کو پورا کر دیا اس لئے پیشگوئی حقا و صدقا پوری ہوگئی۔

﴿۲۹﴾

آتھم کا یہ بیان تھا کہ میں ڈرتا تو ضرور رہا مگر پیشگوئی کی سچائی سے نہیں بلکہ مجھے بار بار خونیں فرشتے نیزوں اور تلواروں کے ساتھ نظر آتے رہے۔ پس یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ ڈر کا صاف اقرار آتھم کے منہ سے نکل گیا لیکن آتھم نے اس بات کا کچھ بھی ثبوت نہیں دیا۔ کہ ہماری جماعت نے فی الحقیقت نیزوں اور تلواروں اور سانپوں کے ساتھ تین مرتبہ اس پر حملہ کیا۔ اور خوف کرنے کا دوسرا پہلو اسی بات پر مبنی تھا کہ آتھم معتبر شہادتوں سے اس بات کا ثبوت دیتا کہ ہماری جماعت کا فلاں فلاں آدمی نیزوں اور تلواروں کے ساتھ تین شہروں میں اس کی کوٹھی پر پہنچا تھا یا گورنمنٹ کے ذریعہ سے اس بات کو ثابت کرتا اور ہم پر اس بارے میں نالش کرتا مگر آتھم اس ثبوت کے دینے سے عاجز رہا بلکہ ہم نے

سنا ہے کہ بعض اس کے دوستوں نے بھی کہا کہ غلبہ خوف کی وجہ سے کچھ اپنے ہی خیالات نظر آئے ہوں گے جو سانپ یا سواروں یا پیادوں کی شکل پر دکھائی دیئے۔ ورنہ تین مرتبہ تین مختلف مقاموں میں نظر آنا اور پکڑا نہ جانا بلکہ کچھ بھی پتہ نہ لگنا اور پھر ہر دفعہ صرف آتھم کا ہی مشاہدہ ہونا۔ ایک ایسا امر ہے جس کو عقل سلیم تجویز نہیں کر سکتی۔ یہ تو وہ باتیں ہیں جو ان کے بعض ہم مذہب اور گھر کے بھیدی ہی اپنی مجالس میں ذکر کرتے اور آتھم صاحب کے خوفوں کو ہنسی ٹھٹھے میں اڑاتے ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر اور بعض خبریں فیروز پور کی ایک میم کی روایت سے مشہور ہوئیں اور لاہور میں پھیل گئیں لیکن اس وقت ہم ناظرین کے سامنے صرف یہ پیش کرنا چاہتے ہیں کہ آتھم نے اپنا خوف زدہ ہونا بیان کر کے بلکہ اپنے افعال اور حرکات سے اپنی سراسیمگی دکھلا کر پھر یہ ثابت نہ کیا۔ کہ وہ تین حملے جن کی رو سے وہ اپنا ڈرنا بیان کرتے ہیں کبھی ہماری طرف سے ان پر ہوئے بھی تھے؟ اور جب وہ ثابت نہ کر سکے بلکہ یہ بھی ثابت نہ کر سکے کہ ایسی بد چلنی کی پلید عادات کبھی پہلے اس سے بھی ہم سے ظہور میں آئے تھے۔ تو وہ ڈرنا پیشگوئی کے اثر کی طرف منسوب ہوگا کیونکہ پیشگوئی جس قوت اور شدت کے ساتھ کی گئی تھی عیسائی ایمان جو ایک مخلوق کو خدا بناتا ہے ہرگز اس کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا۔ خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ وہ پیشگوئی کی عظمت سے ہی ڈرا۔ اور ہماری جماعت میں سے کوئی نیزہ باز اور تیج کش اس کی کوٹھی پر ہرگز نہیں پہنچا۔ پس چونکہ ڈرنا خود اس کے اقرار اور قول اور فعل سے ثابت اور ایسی شدید الرعب پیشگوئی سے کسی مشرک مخلوق پرست کا ڈرنا قرین قیاس بھی ہے تو یہ عذر کہ ہماری جماعت کے تین حملے نیزوں تلواروں سانپوں کے ساتھ اس پر ہوئے سراسر دروغ بے فروغ



ہے جس کو آتھم ایک ذرہ بھی ثابت نہیں کر سکا۔ اور جب ہم نے آتھم کے ہی فائدہ کے لئے یہ ثبوت حلف کے ذریعہ سے اس سے لینا چاہا تو ایک دوسرا جھوٹ بول کر جو ہمارے مذہب میں قسم کھانا ہرگز جائز نہیں! گریز اختیار کی۔ غرض نہ اس نے نالش کے ذریعہ سے جس کا اس کو اس کے بیان کے موافق حق پہنچتا تھا خوف کی بنا یعنی تین حملوں کو ثابت کیا اور نہ چند گواہوں کے ذریعہ سے اس بنا کو پایہ ثبوت پہنچایا۔ اور نہ ہماری درخواست قسم سے جو سراسر اسی کی سچائی ظاہر کرنے کے لئے تھی باوجود چار ہزار روپیہ پیش کرنے کے کچھ بھی توجہ کی۔

تو اب اے ایماندارو۔ اے منصفو۔ اے خدا ترس بندو۔ اے عقل سلیم

والو۔ ذرہ سوچو کہ کیا وہ اس بار ثبوت سے سبکدوش ہو سکا جس کے نیچے وہ اب تک دبا ہوا ہے۔ کیا اس خوف کا اقرار کر کے جو ہماری شرط کا مؤید تھا وہ اس بات سے عہدہ برا ہو سکا کہ وہ خوف ان حملوں کی وجہ سے تھا جو اس پر وارد ہونے شروع ہو گئے تھے۔ پھر عزیزو! کیا اب تک وہ شرط پوری نہ ہوئی جس میں نرم الفاظ میں رجوع بحق کی شرط تھی کھلے کھلے اسلام کا تو ذکر نہ تھا۔ اے صداقت کے دوستو کیا ان باتوں سے کچھ بھی نتیجہ نہ نکلا کہ آتھم نے اپنے قول و فعل سے خوف زدہ ہونا ظاہر کیا۔ اور جو خوف کی بنا قائم کی تھی یعنی ہماری جماعت کے تین حملے ان کو وہ ثابت نہ کر سکا۔ نہ نالش کے ذریعہ سے نہ شہادت سے نہ قسم کھانے سے۔ بہتر تھا کہ شیخ بتالوی یا اس کے دوست ہندو زادہ لودھیانوی کو جو سیہ دلی سے عیسائیت کے قریب قریب جا پہنچے ہیں اپنے مکان پر بٹھا رکھتا۔ اور جب سانپ تعلیم یافتہ اس کے ڈسنے کو یا نیزوں اور تلواروں والے اس کے قتل

کرنے کو اس پر حملہ آور ہوتے تو ان دونوں کو دکھلا دیتا تا کہ اس کج بخت فرقہ کا ایمان عیسائیوں کی حمایت میں مفت ضائع نہ جاتا۔ اور فخر کے ساتھ ایسے منحوس مکانوں میں بیٹھ کر قسم کے ساتھ کہہ سکتے کہ درحقیقت اس شخص مکار یعنی اس عاجز نے اسلام کو سبکی اور شکست دلائی۔ اور ہم پچشم خود دیکھ آئے ہیں کہ ایک تعلیم یافتہ سانپ جو ان کی جماعت نے چھوڑا تھا آتھم کو کاٹنے کے لئے بے شک اس کی کوٹھی میں گھس گیا تھا۔ اگر ہم نہ ہوتے تو ضرور وہ اس کو نگل ہی تو جاتا۔ ہم نے نیم عیسائیت کے لحاظ سے برادر آتھم کو بچا لیا تا کچھ تو برادری کا حق ادا ہو۔ پھر ہم نے یہ بھی دیکھا کہ مولوی حکیم نور الدین اور مولوی سید محمد احسن امر و ہوی اور حکیم فضل الدین صاحب اور شیخ رحمت اللہ سوداگر اور منشی غلام قادر صاحب اور مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی اور حاجی سیٹھ عبدالرحمان صاحب تاجر مدراس اور مولوی حسن علی صاحب بھاگلپوری اور میر مردان علی صاحب حیدرآبادی اور ایسے ہی اور بہت سے مردان کارزار اس جماعت کے نیزے ہاتھوں میں لئے ہوئے اور تلواریں جمائل کئے ہوئے آتھم کی کوٹھی پر موجود تھے۔ اور نہ ایک دفعہ بلکہ تین دفعہ ان مسلح سواروں کا آتھم پر حملہ آور ہوا۔ آتھم بے چارہ ان حملوں سے ڈرتا اور بھاگتا رہا اور خوف کے مارے آتھم ہو گیا جو کسی جگہ تھم نہ سکا۔

اگر مولوی ایسا کرتے تو بے شک ان کی گواہی کے بعد آتھم کا کام کچھ بن جاتا۔ مگر افسوس کہ اب ان بد بخت دین فروشوں کا مفت میں ایمان بھی گیا اور آتھم بھی وہی خسرو الدنیا والآخرۃ رہا۔

غضب کی بات ہے کہ یہ لوگ اس طرح صداقت کا

خون کر رہے ہیں یہ خوب جانتے ہیں کہ آتھم اس اقرار کے بعد کہ وہ پیشگوئی کی عظمت سے نہیں ڈرا بلکہ ہماری جماعت کے حملوں سے ڈرا قانونی اور شرعی طور پر اس مواخذہ کے قابل ٹھہر گیا تھا کہ اپنے اس دعویٰ کو یا تو نالاش کے ذریعہ سے ثابت کرتا یا شہادتوں سے۔ اور یا بالآخر قسم کھا کر اپنی صفائی ظاہر کرتا۔ پھر جبکہ اس نے خوف کا اقرار کئی دفعہ رو کر کیا مگر تین حملوں کا ثبوت کچھ بھی نہ دے سکا تو کیا اب تک ان کی نظر میں آتھم بری الذمہ اور پاک دامن رہا۔ کیا ان کے دل قبول کرتے ہیں کہ ہماری جماعت ہتھیار باندھ کر تین دفعہ آتھم کے قتل کرنے کے لئے گئی تھی۔ کیا ان کا کانشنس اس بات کو صحیح سمجھتا ہے کہ ہم نے آتھم پر ایک تعلیم یافتہ سانپ چھوڑا تھا۔ میں جانتا ہوں کہ ہرگز ان کا دل یقین نہیں کرتا ہوگا۔ گو یہ تو امید نہیں کہ منہ کی بک بک مرتے دم تک بھی چھوڑیں مگر ان کا دل ضرور ان باتوں کو جھوٹا منصوبہ سمجھے گا کیونکہ اس قدر ناپاک جھوٹ خبیث سے خبیث انسان قبول نہیں کر سکتا۔ تو اب جب خوف کا اقرار موجود اور وجوہات پیش کردہ آتھم کے باطل ٹھہرے تو ایسے وقت میں تو ہمارے مخالف مولویوں کی ایمانداری کو بھی ذرہ ترازو میں رکھ کر وزن کر لو کہ ایک عیسائی کے بدیہی جھوٹ کو سچے کر کے ظاہر کرنا اور پادریوں کی ہاں کے ساتھ ہاں ملانا اور اسلام کا دعویٰ کر کے نصرانیت کا حامی ہونا کیا یہ نیک بختوں کا کام ہے۔ یا ان کا جو آخری زمانہ کے دین فروش ہیں۔

اے شریر مولویو! اور ان کے چیلو اور غزنی کے ناپاک سکھو!  
تمہاری حالت پر افسوس اگر تم اس سے پہلے مر جاتے تو کیا اچھا ہوتا۔  
مسلمانوں کو تم نے کافر بنایا! عیسائیوں کو تم نے سچا ٹھہرایا اور پادریوں کی  
ہاں کے ساتھ ہاں ملائی۔ اور آخر ہر ایک بات میں جھوٹے اور روسیہ

نکلے۔ کیا ایسا کرنا عقل یا شرافت یا ایمان کا کام تھا۔

ہم اپنے پہلے اشتہاروں میں آثار نبویہ کے ساتھ ثابت کر چکے ہیں کہ یہ فتنہ اور مکر جو عیسائیوں کا ہوا یہ مہدی موعود کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ اور ضرور تھا کہ ایسا ہی ہوتا۔ کیونکہ حدیث کے الفاظ صاف اشارہ کرتے ہیں کہ مہدی کے وقت میں مسلمانوں کا عیسائیوں کے ساتھ کچھ مناظرہ واقعہ ہوگا اور پہلے تھوڑا ہوگا اور پھر اس کو طول ہو کر ایک فتنہ عظیمہ ہو جائے گا۔ اس وقت آسمان سے یہ آواز آئے گی۔ کہ ”حق آل مہدی میں ہے۔“ اور شیطان سے یہ آواز کہ ”حق آل عیسیٰ کے ساتھ ہے“ یعنی عیسائی سچے ہیں۔ یہ حدیث صاف بتلا رہی ہے کہ اس فتنہ کے وقت جس قدر لوگ عیسائیوں کا ساتھ دیں گے وہ شیطان کی ذریعات ہیں اور ان کی آواز شیطان کی آواز ہے اور اس حدیث میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ انہیں دنوں میں خسوف کسوف بھی رمضان میں ہوگا۔ چنانچہ ایک خسوف کسوف تو مباحثہ کے بعد ہوا اور ایک خسوف کسوف رمضان میں اس فتنہ کے بعد اب امریکہ میں ہو گیا۔ یہ دوبارہ خسوف کسوف ایک قطعی علامت ظہور مہدی کی تھی جو کبھی کسی مدعی کے ساتھ جب سے کہ دنیا کی بنیاد ڈالی گئی جمع نہیں ہوا اور یہ آسمانی آواز تھی جو مصدق مہدی موعود تھی۔

اب بٹالوی اور لدھیانوی ہندو زادہ کچھ حیا اور شرم کو کام میں لا کر کہیں کہ ان کی یہ آوازیں جو عیسائیوں کی حمایت میں ہوئیں جن کا باطل ہونا ہم نے ظاہر کر دیا ہے۔ یہ سب شیطانی آوازیں ہیں یا نہیں۔ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ ان آوازوں میں انہوں نے سچائی کو ترک کر دیا اور حرف حرف میں ظلم اور خیانت سے کام لیا اور عیسائیوں کی ہاں میں ہاں ملائی تو

بلاشبہ وہ اس حدیث کا مصداق ٹھہر گئے۔ غرض اس واقعہ کی صحت کی یہ حدیث بھی ایک گواہ ہے جو گیارہ سو برس سے کتابوں میں درج ہو چکی ہے۔

اور اسی واقعہ پر ایک اور گواہ ہے یعنی ہمارا وہ الہام جو سراہین میں درج ہے جس کو قریباً سولہ برس گزر چکے ہیں اور اس کی عبارت یہ ہے **وَلَنْ تَرْضَىٰ عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَىٰ حَتَّىٰ تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اللَّهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُولَدْ وَ لَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ وَ يَمْكُرُونَ وَ يَمْكُرُ اللَّهُ وَ اللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ أَلْفِتْنَةُ هُنَا فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ. تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَ تَبَّ مَا كَانَ لَهُ أَنْ يَدْخُلَ فِيهَا إِلَّا خَائِفًا وَ مَا أَصَابَكَ فَمِنَ اللَّهِ** یعنی یہود [ان سے مراد اس جگہ یہودی صفت علماء ہیں] اور نصاریٰ جن پر ہر ایک فتنہ آخری زمانہ کا ختم ہوا ہرگز تجھ سے راضی نہ ہوں گے جب تک تو انہیں کے خیالات کا تابع نہ ہو، ان کو کہہ دے کہ خدا ایک ہے اس کی ذات اور صفات کے ساتھ کوئی بھی شریک نہیں نہ اس طرح پر جو عیسائی کہتے ہیں اور نہ اس طرح پر کہ جو یہودی صفت مسلمان مسیح میں غلو کر کے کہتے ہیں نہ وہ کسی کا بیٹا نہ کوئی اس کا بیٹا نہ اس کا کوئی ہم کفو اور یہ مسلمان یہودی صفت اور نیز عیسائی آئندہ تجھ سے ایک مکر کریں گے اور خدا بھی ان سے ایک مکر کرے گا اور خدا کا مکر بہتر یعنی چل جانے والا ہے۔ اس وقت ان یہودی صفت مسلمانوں اور عیسائیوں کی طرف سے بالاتفاق ایک فتنہ ہوگا سو تو اس وقت صبر کر جیسا کہ اولو العزم رسول صبر کرتے رہے۔ ابو لہب کے ہاتھ ہلاک ہو گئے اور وہ بھی ہلاک ہو گیا۔ اس کو نہیں چاہیے تھا کہ اس فتنہ کے درمیان آتا، مگر ڈرتا ڈرتا۔ ابو لہب سے مراد وہ شخص ہے جس نے فتنہ کی آگ کو مسلمانوں میں بھڑکایا اور اہل اسلام کو کافر قرار دیا اور عیسائیوں

کی تائید کی۔ پس چونکہ اس کا کام آگ کا بھڑکانا اور مسلمانوں کو دھوکہ میں ڈالنا تھا اس لئے اس کا نام ابولہب ہوا، کیونکہ لہب زبائے آتش کو کہتے ہیں اور لسان عرب میں ایک چیز کے موجد کو اس کا باپ قرار دے دیتے ہیں پس چونکہ فتنہ کی آتش کا زبائے اس شخص سے پیدا ہوا ہے جس کا پیشگوئی میں ذکر ہے اس لئے وہ اس زبائے آتش کا باپ ہوا اور ابو لہب کہلایا اور جہاں تک میں سمجھتا ہوں اس جگہ ابو لہب سے مراد شیخ محمد حسین بنالوی ہے واللہ اعلم کیونکہ اس نے کوشش کی کہ فتنہ کو بھڑکاوے۔ اور یہ جو فرمایا کہ اگر دخل دیتا تو چاہیے تھا کہ ڈرتے ڈرتے دخل دیتا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اگر کوئی بات کسی مجدد وقت کی کسی کو سمجھ نہ آوے تو کچھ مضائقہ نہیں کہ ڈرتے ڈرتے نیک نیتی اور پاک دل کے ساتھ اس مسئلہ میں بحث کرے۔ مگر عداوت اور بدزبانی تک اس معاملہ کو نہ پہنچاوے کہ انجام اس کا سلب ایمان اور اَبُو لَهَب کا خطاب ہے۔ اور پھر فرمایا کہ اس فتنہ میں جو تجھے ایذا پہنچے گی وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اس کی حکمت اور مصلحت پر مبنی ہے کیونکہ ہمیشہ ترقی مدارج ابتلا ہی سے ہوتی ہے، ضرور ہے کہ مومن آزمایا جائے اور اس کو دکھ دیں اور طرح طرح کی باتیں اس کے حق میں کہیں اور اس سے ہنسی اور ٹھٹھے ہو، جب تک کہ تقدیر اپنے وقت مقدر تک پہنچ جائے۔

اب حضرات منصفین اس پیشگوئی پر بھی انصافاً نظر ڈالیں کہ یہ قریباً سولہ برس سے کتاب بَرَاهِیْنِ اَحْمَدِیَّہ میں چھپ کر تمام پنجاب ہندوستان اور عرب تک شائع ہو چکی ہے۔ کیا یہ صاف اور صریح لفظوں میں اس واقعہ کی خبر نہیں دیتی جس میں عیسائیوں کے ساتھ یہودی صفت علماء نے اپنے

مگر کا پیوند کیا، کیا یہ پیشگوئی اس واقعہ عظیمہ کی خبر نہیں دیتی جس کی طرف حدیث نے اشارہ کیا تھا۔

پس ایک عقلمند کے لئے آثار نبویہ اور یہ الہام حق الیقین تک پہنچانے والا ہے۔ اور جو شرط آتھم کے مقابلہ پر الہام میں درج کی گئی۔ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اس غرض سے تھی کہ وہ دلوں کو پرکھے اور آزماوے اور انسانی عقولوں کا غرور توڑے اور تا وہ پیشگوئی پوری ہو جائے جو تیرہ سو برس پہلے اس زمانہ سے ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی اور تا وہ الہام بھی پورا ہو جو اس وقت سے سو کہ برس پہلے براہین احمدیہ میں درج اور شائع ہو چکا تھا۔

پس دانشمندوں کے لئے یہ خوشی کا موقعہ تھا کہ آتھم کے مقابلہ پر جو پیشگوئی کی گئی۔ اس کی تقریب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی بھی پوری ہوئی۔

منصفو! اب پھر نظر اٹھاؤ اور سوچ لو کہ جبکہ پیشگوئی میں رجوع الی الحق کی صریح شرط موجود تھی اور آتھم سے وہ بدحواسی وہ سراسیمگی وہ سرگردانی اور خوف زدہ حالت ظہور میں آئی تھی کہ وہ اس مواخذہ کے نیچے آ گیا تھا کہ کیوں اس قدر قلق اور کرب اس نے ظاہر کیا اور اس قدر اس کے ہراساں ہونے کی جا بجا شہرت پھیل گئی تھی کہ آخر میعاد گزرنے کے بعد خود اس کو فکر پڑ گئی کہ میں اس خوف اور گریہ و زاری اور جزع فزع کو کسی طرح چھپا نہیں سکتا جو مجھ سے میعاد کے اندر ظاہر ہوتا رہا۔ اس لئے نہ خوشی اور آزادی سے بلکہ مجبور ہو کر اس کو خوف کا اقرار کرنا پڑا اور اس حد تک تو اس نے سچ بولا کہ مجھ کو تین نظارے نظر آئے مگر آگے چل کر قوم کی رعایت سے جھوٹ

بول گیا کہ وہ انسانی حملے تھے مگر وہ اس جھوٹے منصوبہ کو ثابت نہ کر سکا۔

پس اگر ہمارے مولویوں اور اخبار نویسوں میں کچھ بھی دیانت اور حمایت دینی کا جوش ہوتا تو وہ ایسی بے ثبوت تہمت پر اس کو پکڑ لیتے اور سمجھ جاتے کہ اس مکار دنیا پرست نے یہ جھوٹ محض اس لئے باندھا ہے کہ تا اس خوف کو جس کو وہ چھپا نہیں سکتا تھا ان تاویلوں سے پوشیدہ کر لے لیکن یہ اندھے مولوی اور جاہل اخبار نویس تو دیوانہ درندوں کی طرح اپنے ہی گھر کے مسمار کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اگر ذرہ ہوش سنبھال کر الہام کی شرط کو دیکھتے اور ایک با فراست دل لے کر آتھم کے ان حالات پر نظر ڈالتے جو اس نے میعاد کے اندر ظاہر کئے تو ان پر کھل جاتا کہ ضرور پیشگوئی پوری ہو گئی۔ لیکن بد بخت انسان ہمیشہ شتاب کاری سے اپنی عاقبت خراب کرتے رہے ہیں۔ افسوس ان لوگوں نے نہ سوچا کہ کیا عیسائی قوم ایسی راستباز قوم ہے جس کی ہر ایک بات خواہ نہ خواہ تسلیم ہی کر لینی چاہیے۔

جب بقول آتھم امرتسر میں اس پر حملہ ہوا یعنی ایک تعلیم یافتہ سانپ نے اس کو ڈس کر ہلاک کرنا چاہا اس پر آتھم کا یہ جواب ہے کہ چونکہ عیسائی نہایت ہی نیک طبیعت اور راستباز ہیں۔ اس لئے اس حملہ کے بارہ میں گورنمنٹ میں شکایت نہیں کی گئی اور نہ عدالت میں کوئی نالیش ہوئی بلکہ دیدہ و دانستہ مجرموں کو چھوڑ دیا کیونکہ عیسائی بردباری ایسی ہی مروت اور درگزر کو چاہتی تھی۔

پھر بقول اُس کے دوسری دفعہ ہماری جماعت کے بعض لوگوں نے بمقام لودیاناہ نیزوں کے ساتھ اس پر حملہ کیا مگر بقول اس کے اب بھی اس کی صاف دلی جو پولس رسول سے بطور وراشت چلی آتی ہے انتقام



﴿۳۶﴾

لینے اور مجرموں کے پکڑنے سے مانع ہوئی۔ اس لئے اس مرتبہ بھی اس نے اپنے خونیں دشمنوں کو عمداً چھوڑ دیا اور کہا کہ چلو ان سے تو ہوا مگر ہم سے نہ ہو لیکن بد ذات دشمنوں نے پھر بھی پیچھا نہ چھوڑا اور اس بوڑھے نیک بخت محسن کی اتنی بڑی نیکی کا ذرہ بھی پاس نہ کیا بلکہ جب یہ فیروز پور چھاؤنی میں گیا تو وہاں بھی سایہ کی طرح اس کے پیچھے پیچھے پہنچ گئے اور جان ستانی کے لئے تلواروں کے ساتھ احاطہ کوٹھی میں جا موجود ہوئے مگر چونکہ وہ بوڑھا نہایت ہی پاک دل کم آزار اور پوری تصویر پولس رسول کی اپنے اندر رکھتا تھا اس لئے اس نے اب کی دفعہ بھی نہ پکڑا! اور نہ پولس کے لوگوں کو پکڑنے دیا اور کہا کہ میں مسلمانوں کی طرح نہیں میں بدی کے عوض ہرگز بدی نہ کروں گا اور وہ اوباش بھی کیسے خوش قسمت کہ اس مجرمانہ حالت میں کسی بازاری آدمی اور رہگذر نے بھی ان کو آتے جاتے ہتھیاروں کے ساتھ نہ دیکھا اور آتھم صاحب وہ عالی حوصلہ کہ یہ تو برکنار کہ گورنمنٹ میں ان خونیں دشمنوں کی اطلاع دیتے یا عدالت فوجداری میں باضابطہ نالاش کر کے اس عاجز کا مچلکہ لکھواتے انہوں نے تو میعاد پیشگوئی میں اخباروں میں بھی یہ مضمون نہیں چھپوایا کہ شاید یہ بھی گناہ میں داخل نہ ہو۔

اے حضرات مولویو! اور اخبار نویسو کیا آپ کا یہ گمان ہے کہ یہ مرتدین متعصرین کا فرقہ ایسا ہی نیک بخت ہے اور ایسے ہی دیانت دار ہیں کہ کبھی جھوٹ منہ سے نہیں نکلتا اور نہیں جانتے کہ مکر اور منصوبہ بازی کیا شے ہے۔ اور چھل، فریب اور جعل کس کو کہتے ہیں۔ مگر میں جانتا ہوں کہ تمام دیانتیں شعبہ ایمان ہیں۔ جن لوگوں نے پیسہ پیسہ کے لئے یا عورتوں کی خواہش سے اپنا دین بیچ ڈالا اور اسلام سے باہر نکل کر راست بازی کے چشمہ کی توہین کی

ہے ان کو نیک سمجھنا نہایت پلید طبع انسان کا کام ہے۔

اے پیارے دوستو! آپ لوگ اس قوم کو اور اس قوم کی جلسازیوں کو خوب جانتے ہو کہ کہاں تک ان لوگوں کو جھوٹ کی بندشوں میں کمال ہے۔ پورت صاحب اپنی کتاب مؤید الاسلام میں پادریوں کی مکاریاں نمونہ کے طور پر لکھتے ہیں۔ کہ ایک بزرگ پادری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح میں ایک کتاب لکھی اور اس میں ایک موقع پر بیان کیا کہ گویا نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کبوتر ہلایا ہوا تھا کہ وہ آنجناب کے کانوں پر آ کر اپنا منہ رکھ دیتا تھا اور یہ حرکت اس لئے سکھائی گئی تا لوگ سمجھیں کہ یہ روح القدس ہے کہ وحی پہنچاتا اور خدا تعالیٰ کا پیغام لاتا ہے مگر جب اس پادری کو لوگوں نے سخت پکڑا کہ یہ قصہ تو نے کہاں سے نقل کیا ہے تو اس نے صاف اقرار کیا کہ میں نے عمداً جھوٹ بنایا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس شریر پادری کو اس کبوتر کی نسبت شک ہوگا جو انجیل میں بیان کیا گیا ہے جو تمام عمر میں صرف ایک دفعہ حضرت مسیح پر نازل ہوا تھا۔ اور پھر کبھی منہ نہ دکھلایا اور کہتے ہیں کہ دراصل وہ کبوتر نہیں تھا بلکہ روح القدس تھا۔ خیر اس جھگڑے سے تو ہمیں کچھ علاقہ نہیں صرف یہ دکھلانا منظور ہے کہ اس بدطینت پادری نے یہ افتراء اسی انجیلی قصہ کے تصور سے تراش لیا تھا اگر ایسا خیال حضرت عیسیٰ کی نسبت اس کو پیدا ہوتا تو کچھ بے جا نہ تھا کیونکہ حضرت عیسیٰ کی نسبت ایسا بے ہودہ قصہ انجیلوں میں موجود ہے۔ جس کا کوئی ثبوت اب تک کسی عیسائی نے نہیں دیا اور نہ وہ کبوتر محفوظ رکھا۔ اور پادری صاحبوں کی جلسازیوں میں صرف اسی پر بس نہیں بلکہ یہ وہی حضرات ہیں جنہوں نے کئی جعلی انجیلیں بنا

ڈالیں اور خدا تعالیٰ پر بھی افترا کرنے سے نہ ڈرے۔ ابھی حال میں ایک نئی انجیل کسی بزرگ عیسائی نے تبت کے ملک سے برآمد کی ہے جس کی بہت جوش سے خریداری ہو رہی ہے اور ان میں سے ایک بڑے مقدس کا یہ قول ہے کہ دین کی ترقی اور حمایت کے لئے جھوٹ بولنا نہ صرف جائز بلکہ ذریعہ نجات ہے اس قوم کا جھوٹ سے پیار کرنا اپریل فول کی رسم سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ ان لوگوں کا خیال ہے کہ اگر اپریل کی تحریروں اور اخباروں میں خلاف واقعہ باتیں اور خلاف قیاس امور شائع کئے جائیں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ اس سے یقین ہوتا ہے کہ غالباً بہت سا حصہ انجیل کا اپریل میں ہی لکھا گیا ہے اور یقیناً تثلیث کے مسئلہ کی جڑ بھی یہی مہینہ ہے جس میں بے دھڑک جھوٹ بولا جاتا ہے اور خلاف قیاس باتیں شائع کی جاتی ہیں۔ غرض ان لوگوں کے نزدیک کسی ضرورت کے وقت جھوٹ کا استعمال کرنا کچھ کراہت کی بات نہیں، جب دیکھتے ہیں کہ کوئی پردہ دری ہونے لگی ہے تو فی الفور جھوٹ سے کام لیتے ہیں۔

عَبْدُ الْمَسِيحِ اور عَبْدُ اللَّهِ هاشمی کا کیسا جھوٹا قصہ بنا لیا۔ کیا ہَارُونَ اور مَامُون کے وقت میں پروسٹنٹ کا نام و نشان بھی تھا جس کی تائید میں دو فرضی شخصوں کا عربی زبان میں مباحثہ لکھا گیا۔ پس جو لوگ کلوں کی ایجاد کی طرح آئے دن نئے نئے جھوٹ بھی ایجاد کرتے رہتے ہیں۔ وہ کسی پتچ میں پھنس کر کیوں جھوٹ نہیں بولیں گے۔ یہ ایک ثابت شدہ امر ہے کہ ناحق جھوٹ بول دینا انہی لوگوں کا خاصہ ہے۔ دیکھو نور افشاں

۲۵ جنوری ۱۸۹۵ء کے پرچہ میں بے چارہ اَکْبَرُ مَسِيحِ کو عناد مذہبی کی وجہ سے زندہ درگور کر دیا۔ چنانچہ مذکورہ میں چھپ گیا کہ اکبر مسیح تثلیث کا دشمن ریل کے صدمہ سے

جاں بحق ہوا۔ اور مرتے وقت وہ ایک پادری صاحب کی ہدایت سے تائب ہوا۔ اور حضرت مسیح کی خدائی کا قائل ہو کر مر اور اپنی مخالفانہ کتابیں جلا دیں اور توبہ کر کے بہت رویا اور قائل ہوا کہ اب میں سمجھا کہ درحقیقت حضرت مسیح خدا ہی ہیں !!! حالانکہ نہ اس کو کوئی ریل کا صدمہ پہنچا اور نہ وہ مرانہ توبہ کی نہ کتابیں جلائیں نہ حضرت مسیح کی خدائی کا قائل ہوا بلکہ زندہ موجود اور اب تک تثلیث کا دشمن ہے۔ ناحق ایک بد ذات عیسائی نے اس بے چارہ کے عیال اور دوستوں کو مصیبت میں ڈالا۔ افسوس کہ ہمارے بخیل طبع مولویوں کو یہ خیال نہ آیا کہ یہ آتھم بھی اسی دروغ باف قوم میں سے ہے۔ اور یہ وہی ناپاک طبع ہے جس نے پہلے اس سے ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ اپنی کتاب میں دجال کے نام سے موسوم کیا لَعْنَتُ اللّٰهِ عَلٰی قَائِلِهِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ پھر اس کے بے ثبوت ہڈیاں کو باور کرنے والا بھی دجال سے کم نہیں۔ کیا عقلاً اور انصافاً اس پر یہ الزام قائم نہیں ہوا کہ وہ میعاد پیشگوئی میں اپنے ڈرنے کا اقرار کر کے پھر ان بے ہودہ جلسازیوں کا ثبوت نہیں دے سکا کہ وہ پیشگوئی کی عظمت سے نہیں بلکہ سانپ وغیرہ کے حملوں کی وجہ سے ڈرتا رہا۔ وہ ان باتوں کو بذریعہ نالاش ثابت نہ کر سکا۔ جو ڈر کی بنیاد اس نے قائم کی تھی یعنی تین حملے۔ اور اس نے یہ بھی نہ چاہا کہ قسم کھا کر اپنی صفائی کرے اور جب اس بات پر زور دیا گیا کہ ایسے عذرات کے پیش ہونے پر کیوں نہ یہ سمجھا جائے کہ یہ تین حملوں کا منصوبہ محض اسی غرض سے گھڑا گیا ہے کہ تا اس خوف اور جزع فزع کی کچھ پردہ پوشی کی جائے جس سے آتھم خواب سے بھی چیخیں مار کر اٹھتا رہا ہے اور امرتسر کے مقام میں بھی بیماری کی شدت میں اس نے ایک چیخ ماری اور کہا کہ ہائے میں پکڑا گیا تو ان باتوں کا کوئی جواب اس

﴿۳۹﴾

نے صفائی سے نہیں دیا۔ آخر اسی وجہ سے قسم کی ضرورت پیش آئی مگر اس نے ایک جھوٹے عذر سے قسم کو بھی ٹال دیا۔ ہمارے مولویوں اور اخبار نویسوں میں اگر حق کی تائید کا کچھ مادہ ہوتا تو وہ اسی وقت دین کی تائید میں نتیجہ نکال لیتے جبکہ آتھم نے اپنے ڈرتے رہنے کی یہ وجہ بیان کر دی تھی کہ میرے پر تین حملے ہوئے اور اگر اس پر تسلی نہ پکڑ سکتے تو آتھم کو قسم پر مجبور کرتے کیونکہ جب آتھم اپنے قول و فعل سے خوف شدید کا قائل ہو چکا تھا تو یہ مطالبہ قانوناً و شرعاً اس سے واجب تھا کہ کیوں یہ یقین نہ کیا جائے کہ وہ تمام خوف پیشگوئی کی وجہ سے تھا خاص کر جب کہ وہ وجہ خوف جو بیان کئے گئے بالکل جھوٹے اور نکلے اور بد بودار اور بناوٹی ثابت ہوئے اور یہ اسکی نہایت ہی رعایت کی گئی تھی کہ باوجودیکہ اس کی دروغ گوئی پر قرآنِ قویہ قائم ہو چکے تھے اور نامعقول عذروں سے جرم بپایہ ثبوت پہنچ گیا تھا پھر بھی ہم نے اس سے قسم کا مطالبہ کر کے وعدہ کیا کہ ہم اس کو قسم کے بد نتائج نہ پیدا ہونے پر راست باز سمجھ لیں گے اور نہ صرف یہی بلکہ چار ہزار روپیہ نقد دیں گے مگر وہ پھر بھی بھاگ گیا اور قسم نہ کھائی۔ مسلمانوں کو چاہئے تھا کہ اس کے ایسے کھلے کھلے گریز پر فتح کا نفاذ بجاتے نہ کہ عیسائیوں کے ساتھ ہاں میں ہاں ملاتے لیکن جب تک انسان بخل سے خالی نہ ہو تب تک حقیقت میں اندھا ہوتا ہے۔

اور عیسائیوں کی حالت پر نہایت تعجب ہے کہ اس پیشگوئی پر جو ایسی صفائی سے اپنی شرط کے پہلو پر پوری ہو گئی انہوں نے محض شرارت سے وہ شور اور شر کیا اور وہ توہین اور گندی گالیاں دیں اور کوچوں بازاروں میں شیطانی بہروپ دکھلائے جو اپنی ساری فطرت کے پردے کھول دیئے، حالانکہ پیشگوئی میں ایک صاف شرط موجود تھی اور قرآنِ قویہ کی رو سے وہ شرط پوری ہو چکی

تھی۔ اور ہر ایک بات میں قابل الزام آتھم تھا اور اس کی گفتار سے اس کا مکار اور جھوٹا ہونا ثابت ہو گیا تھا۔ افسوس کہ انہوں نے اس روشن پیشگوئی سے تو انکار کیا مگر ان کو حضرت مسیح کی وہ پیشگوئیاں یاد نہ رہیں جو اپنے ظاہری معنوں میں پوری نہ ہوئیں بلکہ ان کا خلاف واقعہ ہونا ایسے طور سے کھلا کہ کوئی تاویل بھی وہاں پیش نہیں کی جاسکتی۔ دیکھو حضرت مسیح کا کس زور سے دعویٰ تھا کہ اس زمانہ کے بعض لوگ ابھی زندہ ہوں گے کہ میں پھر آ جاؤں گا۔ لیکن وہ سب مر گئے اور اس پر اٹھارہ سو برس اور بھی گذر گئے۔ اور وہ جیسا کہ عیسائیوں کا خیال ہے اب تک نہ آسکے!!! پھر اس سے عجیب تر یہ کہ پہلی کتابوں میں حضرت مسیح کی نسبت یہ پیشگوئی درج تھی کہ ”ضرور ہے کہ پہلے اس سے ایلیا آوے یعنی وہ نبی ایلیا نام جو اس جہاں سے مدت پہلے گذر چکا تھا لیکن ایلیا نہ آیا اور یہودیوں نے حضرت مسیح کو الزام دیا کہ ایلیا تو ابھی آسمان سے اتر ہی نہیں آپ کیونکر نبی ہو سکتے ہیں۔ اس کا جواب حضرت مسیح کچھ بھی نہیں دے سکے بجز اس کے کہ یحییٰ زکریا کا بیٹا ہی ایلیا ہے مگر ظاہر ہے کہ یہ جواب تو ایک تاویل ہے جو پیشگوئی کے ظاہر الفاظ سے بالکل مخالف پڑی ہے۔ اگر ایسی ہی تاویل سے کوئی پیشگوئی پوری ہو سکتی تھی تو ہر ایک شخص ایسی تاویل کر سکتا تھا۔ اور تعجب تو یہ کہ حضرت یحییٰ کو ایلیا ہونے سے انکار ہے۔ اب اس انکار سے وہ تاویل بھی بے ہودہ ہو گئی اور جبکہ تمام مدار حضرت مسیح کے سچا نبی ہونے کا اسی پیشگوئی کے پورا ہونے پر تھا اور یہ پوری نہ ہوئی تو حضرات پادری صاحبان تو حضرت مسیح کی خدائی کو روتے ہیں اور یہاں نبوت بھی ہاتھ سے گئی بلکہ کاذب اور مفتری ہونا ثابت ہوتا ہے کیونکہ ایلیا کے آنے سے جو شخص پہلے مسیح ہونے کا دعویٰ کرے وہ دعویٰ اس کا صحیح نہیں ہے۔ چنانچہ یہودی اب تک یہی حجت پیش کرتے ہیں اور ظواہر

نص کتاب اللہ یہودیوں کے ساتھ ہیں۔ ان کی یہ حجت ہے کہ اگر ایلیا سے کوئی اور شخص مراد ہوتا تو خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو دھوکا نہ دیتا بلکہ صاف لفظوں سے کہہ دیتا کہ ایلیا تو آسمان سے دوبارہ نہیں اترے گا بلکہ اس کی جگہ یحییٰ زکریا کا بیٹا پیدا ہوگا اسی کو ایلیا سمجھ لینا۔ یہ پیشگوئی عیسائی مذہب کو نہایت اضطراب میں ڈالتی ہے۔ اگر قرآن حضرت مسیح کی نبوت کا مصدق ہو کر حضرت ابن مریم کو نبیوں میں داخل نہ کرتا تو کیا کوئی عقلمند قبول کر سکتا تھا کہ عیسیٰ بھی درحقیقت نبی ہے۔ کیونکہ کھلی کھلی نص کتاب اللہ کی یہودیوں کے ہاتھ میں ہے جس سے حضرت مسیح کسی طرح سچے نہیں ٹھہر سکتے۔

بعض مسلمان جہالت سے کہتے ہیں کہ شاید وہ پیشگوئی محرف ہو گئی ہوگی مگر ایسا خیال کرنے والے سخت احمق ہیں۔ تحریف تو بے شک بعض مقامات بائبل میں ہوئی ہے۔ مگر جس مقام کو خود حضرت مسیح نے غیر محرف ٹھہرا دیا ہے وہ مقام بلاشبہ حضرت مسیح اور یہود کے اتفاق سے تحریف کے الزام سے پاک ہے اور قرآن کریم اور حدیث میں اس قصہ کا کچھ ذکر ہی نہیں۔ تاہم یہ کہہ سکیں کہ یہ قصہ احادیث اور قرآن کریم کے مخالف پڑا ہے پس ہم بہر حال اس قصہ کی تکذیب کے مجاز نہیں ہیں۔ اتنا کہنا ہمیں ضروری ہے کہ گونص کتاب اللہ کے ظاہر الفاظ یہودیوں کے عذر کے مؤید ہیں۔ اور اگر ظاہر پر فیصلہ کریں تو بے شک حضرت مسیح کی نبوت ثابت نہیں ہو سکتی بلکہ کذب اور افترا ثابت ہوتا ہے۔ اور کذب بھی ایسا کذب کہ جس کو ایلیا قرار دیا گیا وہ خود ایلیا ہونا منظور نہیں کرتا۔ اور مدعی سُست اور گواہ چُست کا معاملہ نظر آتا ہے مگر چونکہ قرآن کریم نے حضرت مسیح علیہ السلام کی نبوت کی تصدیق کر دی ہے اس لئے ہم بہر حال حضرت مسیح کو سچا نبی کہتے اور مانتے ہیں اور ان کی نبوت سے انکار کرنا

کفر صریح قرار دیتے ہیں۔

اور ایلیا کے قصہ میں یہودیوں کی یہ حجت کہ اگر یہی شخص درحقیقت مسیح موعود تھا تو ایلیا کے دوبارہ آنے کی پیشگوئی میں خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کو کیوں دھوکہ دیا۔ اس طرح پیشگوئی کے الفاظ کیوں نہ لکھے کہ ضرور ہے کہ مسیح سے پہلے یحییٰ بن زکریا آوے اور جبکہ نص کتاب اللہ کے ظاہر الفاظ پر ایمان لانا ضروری ہے تو ایسے موقعہ پر تاویل میں کرنا کفر ہے۔ یہ وہ حجت ہے جو اب تک یہودی لوگ انکار نبوت مسیح میں پیش کرتے ہیں۔

لیکن اب ہم قرآنی معارف سے قوت پا کر کہہ سکتے ہیں کہ جبکہ مسیح کی نبوت قرآن کے نزول سے پہلے صد امدت پہنچ گئی ہے تو گو ظاہر الفاظ پیشگوئی کے کیسے ہی ان کے مخالف پڑے ہوں۔ تب بھی ہمیں ان کی تاویل کر لینی چاہیے۔ چونکہ پیشگوئیوں میں اکثر استعارات بھی ہوتے ہیں جن سے خلق اللہ کا ابتلا منظور ہوتا ہے۔ تو کیوں ایلیا کی پیشگوئی کو بھی استعارات کی قبیل سے نہ سمجھا جائے۔ یہودی لوگ خدا تعالیٰ کی ان سنتوں سے اچھی طرح واقفیت نہیں رکھتے تھے کہ کبھی الہی پیشگوئیوں میں اس طور کے استعارات بھی واقع ہو جاتے ہیں کہ نام کسی کا لیا جاتا ہے اور قرآن کی رو سے مراد کوئی اور ہوتا ہے۔ لیکن قرآن کریم نے اس امت پر احسان کیا کہ یہ تمام معارف اور سنن اللہ سمجھا دیئے بلکہ ان طریقوں کو کئی مواضع میں آپ اختیار کر کے بخوبی تفہیم کر دی۔ دیکھو کیونکر اپنے زمانہ کے یہودیوں کو ملزم کیا کہ تم نے موسیٰ کی نافرمانی کی۔ ہَاؤُنْ کا مقابلہ کیا۔ حالانکہ اس جرم کے مجرم وہ تو نہیں تھے بلکہ ان کے باپ دادا تھے اور بخوبی بار بار سمجھا دیا کہ کوئی شخص دوبارہ دنیا میں نہیں آیا کرتا مگر یہ سمجھ یہودیوں کو نہیں دی گئی تھی اور توریت کے طرز و طریق نے ان کو قیامت کی نسبت بھی شک و شبہ میں رکھا تھا اور قرآن شریف



﴿۴۲﴾

کی طرح نصوص صریحہ تو ریت سے ان پر نہیں کھلا تھا کہ کوئی شخص اس جہان سے گذر کر پھر اس دنیا میں آباد ہونے کے لئے نہیں آسکتا اس لئے وہ اس گرداب میں پڑے اور ان کا اس بات پر زور دینا سراسر حماقت تھا کہ سچ مچ حضرت ایلیا علیہ السلام دوبارہ آسمان پر سے مسیح موعود سے پہلے تشریف لے آئیں گے اور ان کے پاس اس طرح دوبارہ آجانے کی کوئی نظیر بھی نہیں تھی۔ ہاں آج کل کے ظاہری نیم ملاؤں کی طرح صرف الفاظ پر زور تھا۔ اور ایک نادان کی نظر میں بظاہر یہودیوں کی حجت ایلیا کے دوبارہ آنے کی پیشگوئی میں قوی معلوم ہوتی تھی اور حضرت عیسیٰ کی تاویل کچھ رکیک اور بودی سی پائی جاتی تھی کیونکہ ظاہر نص یہودیوں کا مؤید تھا لیکن اس سنت اللہ پر نظر ڈالنے کے بعد جو قرآن کریم سے مفصل معلوم ہوتا ہے۔ یہ مسئلہ بالکل صاف ہو جاتا ہے کیونکہ دنیا میں کسی کے دوبارہ آنے اور دنیا میں دوبارہ آباد ہونے کے بارے میں یہ کتاب کریم صاف فیصلہ کرتی ہے کہ ایسا ہونا سنت اللہ کے خلاف ہے۔

پس جبکہ دوبارہ آنا دنیا میں ممنوع ہوا تو پھر حضرت ایلیا علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا اور یہودیوں کے دلوں کو مسیح موعود سے پہلے آ کر درست کرنا بدیہی البطلان ہوا۔ ہاں یہ مسئلہ بغیر قرآن کریم پر ایمان لانے کے سمجھ میں نہیں آتا اور اگر تو ریت پر ہی حصر رکھا جائے تو افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مسیح ہرگز نبی صادق نہیں تھا!!! ایک مصیبت تو مسیح کے بارے میں یہی پیش آئی تھی۔ دوسرے ظالم عیسائیوں نے اپنے ہاتھوں سے مسیح کو تو ریت استثناباب ۱۳ کا مصداق ٹھہرا کر سچے نبیوں کے طریق اور شان سے بگلی بے نصیب اور محروم کر دیا۔

اور یاد رہے کہ نظر عمیق کے بعد حضرت مسیح کی تاویل یہودیوں

کے تمسک بالظاہر پر غالب ہے۔ گو ایک جلد باز اور دھوکا کھانے والا حضرت مسیح کی تاویل پر ٹھٹھا اور ہنسی کرے گا کہ اپنی نبوت کے ثابت کرنے کیلئے تاویلات رکیکہ سے کام لیا ہے۔ لیکن جو شخص قرآن کا علم رکھتا ہے۔ اور سنت اللہ کے سلسلہ پر اس کو نظر ہے وہ خوب جانتا ہے کہ حتمی وعدہ خدا تعالیٰ کا یہی ہے کہ اس جہان سے گزرنے والے پھر آسمان سے نہیں اتر ا کرتے وہ نہ صرف حضرت مسیح کی تاویل کو قبول کرے گا بلکہ اس تاویل سے لذت بھی اٹھائے گا۔ کیونکہ وہ تاویل عہد قدیم کے مطابق ہے۔ اگرچہ نابکار یہودی اب تک یہی روتے ہیں کہ مسیح نے اپنی جھوٹی نبوت کو لوگوں میں جمانے کے لئے پاک کتابوں کی ظاہر نص کو چھوڑ دیا ہے اور جب ان سے کبھی گفتگو کا اتفاق پڑے تو یہی دھوکا دینے والا عذر پیش کرتے ہیں اور ایک ناواقف آدمی جب ان کے اس عذر کو سنے تو ضرور وہ حضرت مسیح کی نبوت کی نسبت کچھ متذبذب ہو جائے گا اور قریب ہے جو ان کو فریبی اور جھوٹا کہہ کر اپنے تئیں ہلاک کرے۔ اور غالباً یہ اعتراض حال کے ملحدوں نے یہودیوں سے ہی لیا ہے کہ جس حالت میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت مسیح مردے زندہ کرتے تھے بلکہ ایک دفعہ تو تمام مردے اور تمام مقدس نبی زندہ ہو کر شہر میں بھی آگئے تھے تو وہ ایلیا علیہ السلام جن کے نہ دوبارہ آنے کی وجہ سے حضرت مسیح نے ناچار ہو کر تاویلات رکیکہ سے کام لیا۔ کیوں ان کو اپنی تصدیق نبوت کے لئے کیوں یہودیوں کو دکھلا کر اس جھگڑے کو طے نہ کر لیا۔ اور کیوں تاویلات رکیکہ کی مصیبت میں پڑے۔ جو شخص اپنے اقتدار سے مردہ کو آپ زندہ کر سکتا تھا چاہئے تھا کہ پیشگوئی کی علامت پوری کرنے کے لئے زندہ کرتا یا آسمان سے ہی اتارا ہوتا۔ خدائی کے کام تو کُنْ فَيَكُونُ سے چلتے ہیں۔ مگر اس خدا کو کیا پیش آیا کہ شریر یہودی

اس پر غالب ہو گئے اور ان کی حجت کو توڑ نہ سکا اور ظاہر نص کو چھوڑ کر کیوں ایک تاویل سے جہان کو تباہی اور فتنہ میں ڈال دیا تاکہ کسی طرح مسیح موعود بن جائے جس شخص کے ہاتھ میں زندہ کرنا ہو بلکہ اس کا معجزہ ہی احیاء موتی ہو اس پر کیا مشکل تھا کہ فی الفور ایلیا نبی کو زندہ کر کے یا آسمان سے اتار کر یہودیوں پر ظاہر الفاظ نص کے موافق اپنی حجت پوری کر دیتا مگر ایسے اعتراض وہی کرے گا جو اپنی جہالت سے دنیا میں دوبارہ مردوں کے آنے کا قائل ہوگا۔

ہمارے اس وقت کے نام کے مولوی جو رجسٹرا بالغیب کہتے ہیں جو شاید ایلیا نبی کے دوبارہ آنے کا قصہ محرف ہو یہ سراسر ان کی خیانت ہے۔ جس قصہ کی حضرت عیسیٰ نے تصدیق کی۔ اور تمام یہودیوں کا اس پر اتفاق ہے وہ کیونکر محرف ہو سکتا ہے اور پھر بطریق تنزل ہم کہتے ہیں کہ اللہ اور رسول نے اس کی تحریف کی ہم کو خبر نہیں دی۔ لہذا ہم بموجب حدیث صحیح کے تکذیب کرنے کے مجاز نہیں ہیں اگر لَّا تُصَدِّقُوا پر نظر ہے تَوَلَّآ تُكْذِبُوا بھی ساتھ یاد رکھو لیکن اس قصہ میں تو ہمارے مولویوں کو یہ دھڑک شروع ہوا۔ کہ اگر حضرت عیسیٰ کی اس تاویل کو تسلیم کر لیں اور قصہ کو صحیح سمجھیں تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے سے بھی ہاتھ دھولینا چاہیے۔ جب ایک مرتبہ فیصلہ ہو چکا تو وہی مقدمہ پھر اٹھانا یہودی بن جانا ہے۔ مومن وہ ہوتا ہے جو دوسرے کے حال سے عبرت پکڑے۔ اگر

﴿۴۴﴾

نزول کا لفظ احادیث میں موجود ہے تو موت عیسیٰ کے الفاظ قرآن اور حدیث دونوں میں موجود ہیں اور توقفی کے معنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے بجز مار دینے کے اور ثابت نہیں ہوئے۔ پس جب اصل مسئلہ کی حقیقت یہ کھلی تو نزول اس کی فرع ہے اس کے وہی معنی کرنے چاہئیں جو اصل کے مطابق ہوں۔ اگر تمام دنیا کے مولوی متفق ہو کر

آیت **لِيُحْيِيَ** اِنِّي مُتَوَقِّئُكَ <sup>۱۵</sup> اور آیت **فَلَمَّا تَوَقَّيْتَنِي** <sup>۱۶</sup> میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی صحابی سے بجز ماردینے کے کوئی اور معنی ثابت کرنے چاہیں تو ان کے لئے ہرگز ممکن نہیں۔ اگرچہ اس غم میں مرجائیں۔ اسی وجہ سے امام ابن حزم اور امام مالک اور امام بخاری اور دوسرے بڑے بڑے اکابر کا یہی مذہب ہے کہ درحقیقت حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں۔ افسوس کہ جاہل مولویوں نے ناحق شور مچایا اور آخر حضرت عیسیٰ کی موت ثابت ہی ہوئی جس کے ثبوت سے وہ ایسے نادم ہوئے کہ بس مر گئے۔ وحی اللہ پر کم توجہ رکھنے سے یہ تمام مصیبتیں ان پر پڑیں۔ مولویوں نے یہ بھی نہ سوچا کہ خدا تعالیٰ نے آج سے سولہ برس پہلے الہام مندرجہ براہین احمدیہ میں اس عاجز کا نام عیسیٰ رکھا ہے کیا انسان اتنا لمبا منصوبہ کر سکتا ہے کہ جو اتر سولہ برس کے بعد کرنا تھا اس کی تمہید اتنی مدت پہلے ہی جمادی اور خدانے بھی اس قدر لمبی مہلت دے دی جس کی دنیا میں جب سے دنیا شروع ہوئی کوئی نظیر نہیں پائی جاتی۔ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ مِنْ اتَّبَعِ الْهُدَىٰ۔

گر فہمہ جاہلے کج دل رواست  
لیکن آن فہمہ کہ باشد مہتدی  
نسبتے باید کہ تا فہمہ کسے  
کار بے نسبت نے آید درست  
نسبتے مے داشت با خیر الانام  
جان او بشناخت روئے پاک باز  
آنچہ ہارون دید آن قاروں ندید  
کے بماند با یزیدے با یزید

وحی حق پُر از اشارات خداست  
چشمہ فیض است وحی ایزدی  
وحی قرآن رازہا دارد بے  
واجب آمد نسبت اندر دین نخست  
آن سعیدے کش ابو بکر است نام  
زیں نشد محتاج تفتیش دراز  
ہست فرقے در نظر ہا اے سعید!  
بود ہارون پاک و ایں کرے پلید

ظلمتے در ہر قدم گیرد براہ  
دیگرے را ابر کردہ کور و کر  
این ز کوری ہا در انکار و ابا  
ہمچنین صدیق در چشمان گبر  
ہان مرد چوں تو سنے آہستہ باش  
خانہ ات ویران تو در فکرِ دگر  
رو چہ نالی بہر کفر دیگران  
نکتہ چیں را چشم می باید نخست  
او نہ بر ما خویش را رسوا کند  
لعنت آن باشد کہ از رحمان بود

گر نباشد نسبتے در جائے گاہ  
آن کیے را مہ عیان پیش نظر  
آن نشستے با نگارِ دل رُبا  
مہ نئے آید نظر در وقت ابر  
اے برادر از تامل کن تلاش  
اے پئے تکفیر ما بستہ کمر  
صد ہزاراں کفر در جانت نہان  
خیزد اول خویشتن را گن درست  
لعنتی گر لعنتے بر ما کند  
لعنت اہل جفا آسان بود

الراقم

خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی

ماہ مئی ۱۸۹۵ء

# ضیاء الحق

گر نہ بیند بروز شپہرہ چشم چشمہ آفتاب را چہ گناہ  
 رسالہ ضیاء الحق کی نسبت ہمارا یہ ارادہ تھا کہ من الرحمن کے  
 ساتھ اس کو شائع کریں اور اسی کے حصوں میں سے ایک حصہ اس کو ٹھہرائیں  
 لیکن بالفعل ہم نے رسالہ مذکورہ کی چند کاپیوں کا شائع کرنا اس لئے مناسب  
 سمجھا کہ بعض ناواقف اور متعصب اب تک اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ گویا وہ  
 پیشگوئی جو آتھم کی نسبت کی گئی تھی وہ غلط نکلی۔ سو جس قدر ضیاء الحق کی کاپیاں  
 اب ہم اپنے ہاتھ سے روانہ کرتے ہیں۔ اس کے سوا کسی کی درخواست  
 پر ہرگز یہ رسالہ روانہ نہیں ہوگا۔ مگر اس صورت میں کہ درخواست کنندہ  
 من الرحمن کی خریداری کی درخواست کرے کیونکہ یہ رسالہ اسی کتاب کا  
 ایک حصہ کیا گیا ہے اور کتاب من الرحمن انشاء اللہ تعالیٰ دسمبر ۱۸۹۵ء  
 تک چھپ جائے گی تب اس کے نکلنے کے وقت یہ رسالہ بھی ایک حصہ اس کا  
 متصور ہو کر شائع کیا جائے گا۔ بالفعل ہم چند نسخے جو پچاس سے زیادہ نہیں  
 محض اس غرض سے شائع کرتے ہیں کہ تا آتھم کے مقدمہ میں ان لوگوں کو جو  
 کہتے ہیں کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی جلد تر اس غلط فہمی کے گڑھے سے نکالیں  
 کیونکہ ہمارے اندھے مخالف اب تک اس سچائی کو دیکھ نہیں سکے جو پیشگوئی

میں چمک رہی ہے۔ چنانچہ چند روز ہوئے ہیں کہ ہم نے نور افشاں ۱۳ ستمبر ۱۸۹۵ء میں پرچہ بھارت سدھار ۲۴ اگست ۱۸۹۵ء کا ایک مضمون پڑھا ہے جس میں صاحب پرچہ یہ لکھتا ہے کہ ایک سال اور بھی گزر گیا اور عبداللہ آتھم اب تک زندہ موجود ہیں فقط۔ جو لوگ ایسے خیالات شائع کرتے ہیں۔ ان کی حالت دو صورتوں سے خالی نہیں ایک تو یہ کہ شاید اب تک انہوں نے ہمارے رسالہ انوار الاسلام کو بھی نہیں دیکھا جس میں ان تمام وساوس کا جواب مفصل موجود ہے اور دوسری یہ کہ گو انہوں نے رسالہ انوار الاسلام کو دیکھا ہو بلکہ دوسرے تمام اشتہاروں کو بھی دیکھ لیا ہو مگر وہ تعصب جو آنکھوں کو اندھا کر دیتا اور دل کو تاریک کر دیتا ہے اس نے دیکھا ہوا بھی ان دیکھا کر دیا ہائے افسوس ان لوگوں کی عقل پر انہوں نے تو انسان بن کر انسانیت کو بھی داغ لگایا۔ بھلا ان سے کوئی پوچھے کہ ہم نے کب اور کس وقت کہا تھا کہ اگر عبداللہ آتھم ہماری درخواست پر ہمارے سامنے وہ قسم نہیں کھائے گا جس کے الفاظ بارہا ہم نے اپنے اشتہاروں میں شائع کئے ہیں تب بھی وہ ضرور ایک سال تک مر جائے گا اور جب کہ ہم نے ایسا اشتہار کوئی شائع نہیں کیا بلکہ اس کا سال کے اندر فوت ہو جانا قسم کے ساتھ مشروط رکھا تھا۔ پس اس صورت میں تو اس کے ایک سال تک نہ مرنے کی وجہ سے ہماری ہی سچائی ثابت ہوئی کیونکہ اس نے اپنی اس گریز سے جو رجوع الی الحق پر ایک واضح دلیل تھی۔ کھلا کھلا فائدہ اٹھا لیا یہ الزام تو اس وقت زیا تھا کہ وہ ہمارے مقابل پر میدان میں آ کر اس قسم کو بالفاظہ کھالیتا جو ہم نے پیش کی تھی اور پھر سال کے اندر فوت نہ ہوتا ہم نے تو چار ہزار روپیہ پیش کر کے صاف صاف یہ کہہ دیا تھا کہ آتھم صاحب شرطی روپیہ پہلے جمع کرائیں اور جلسہ عام میں تین مرتبہ یہ قسم کھائیں کہ پیشگوئی کے

دنوں میں ہرگز میں نے اسلام کی طرف رجوع نہیں کیا اور ہرگز اسلام کی عظمت میرے دل پر موثر نہیں ہوئی اور اگر میں جھوٹ کہتا ہوں تو اے قادر خدا ایک سال تک مجھ کو موت دے کر میرا جھوٹ لوگوں پر ظاہر کر۔ یہ مضمون تھا جو ہم نے نہ ایک مرتبہ بلکہ کئی مرتبہ شائع کیا اور ہم نے ایک ہزار سے چار ہزار تک انعام کی نوبت پہنچائی اور کئی دفعہ کہہ دیا تھا کہ یہ زبانی دعویٰ نہیں پہلے روپیہ جمع کرالو اور پھر قسم کھاؤ اور اگر ہم روپیہ داخل نہ کریں اور صرف فضول گوئی ثابت ہو تو پھر ہمارے جھوٹے ہونے کے لئے کسی اور دلیل کی حاجت نہیں لیکن کوئی ہمیں سمجھا دے کہ آتھم نے ان باتوں کا کیا جواب دیا کیا وہ میدان میں آیا کیا اس نے قسم کھالی۔ کیا اس نے ہم سے روپیہ کا مطالبہ کیا۔ کیا اس نے اپنے اس بیان کو پاپا یہ ثبوت پہنچا دیا کہ میں ایام پیشگوئی میں ڈرتا تو ضرور رہا مگر اسلام کی عظمت سے نہیں بلکہ تین حملے بندوقوں اور تلواروں والوں نے میرے پرکئے جن میں سے پہلا حملہ تعلیم یافتہ سانپ کا تھا جس نے امرتسر سے نکالا آپ لوگ جانتے ہیں کہ اس الہام کا صاف یہ مطلب تھا کہ صرف اس صورت میں آتھم صاحب پندرہ مہینہ میں ہاویہ میں گرائے جائیں گے کہ جب وہ حق کی طرف رجوع نہیں کریں گے اور آپ لوگوں کو اس بات کا بھی اقرار کرنا عقلاً و انصافاً ضروری ہے کہ اگر یہ بات سچ ہے کہ انہوں نے رجوع بحق کیا تھا تو پھر اس کا لازمی نتیجہ یہی تھا کہ وہ مرنے سے محفوظ رکھا جاتا کیونکہ اگر تب بھی مر جاتا تو اس میں کیا شک ہے کہ اس صورت میں پیشگوئی کی شرط جھوٹی ٹھہرتی بلکہ پیشگوئی



ہی باطل ثابت ہوتی وجہ یہ کہ پیشگوئی کا مفہوم یہی چاہتا تھا کہ شرط کے پوری کرنے کی حالت میں ضرور آتھم میعاد معینہ میں زندہ رہے۔ اب جب کہ یہ امر طے ہو گیا کہ پیشگوئی صرف موت کی ہی خبر نہیں دیتی تھی بلکہ اپنے دوسرے پہلو سے آتھم کو اس کی حیات کی بھی خوشخبری دیتی تھی اور شرط کے بجالانے کے وقت اس کا زندہ رہنا ایسا ہی پیشگوئی کی سچائی پر دلالت کرتا تھا جیسا کہ اس صورت میں دلالت کرتا کہ وہ بوجہ عدم پابندی شرط فوت ہو جاتا تو پھر یہ کیسی ہٹ دھرمی ہے کہ پیشگوئی کی شرط کو نظر انداز کیا جاتا ہے اور نہ خدا سے ڈرتے ہیں اور نہ اس زلت سے جو انصاف کو چھوڑنے کی حالت میں لعنت کی طرح دامن گیر ہو جاتی ہے۔ صاحبو اگر پہلے نہیں سمجھا تو اب سمجھ لو کہ یہ پیشگوئی درحقیقت دو پہلو رکھتی تھی جس کی تاثیر نہ صرف مرنا تھا بلکہ دوسرے پہلو کے لحاظ سے زندہ رہنا اور موت سے بچ جانا بھی اس کی ضروری تاثیر تھی۔ پھر اگر ہمارے مخالفوں اور جلد بازوں کے دلوں میں انصاف ہوتا تو صرف عدم موت پر سیپا نہ کیا جاتا بلکہ شرط کے مفہوم کو تنقیح طلب امر ٹھہراتے یعنی یہ امر کہ آیا آتھم نے حق کی طرف رجوع کیا یا نہیں پھر اگر دیکھتے کہ اس کے ان حالات سے جو اس نے پیشگوئی کے اثناء میں ظاہر کئے اور ان حالات سے جو مطالبہ قسم کے وقت اس نے دکھائے رجوع ثابت نہیں ہوتا تو جس طرح چاہتے شور مچاتے لیکن افسوس کہ ان ظالم بداندیشوں نے اس طرف رخ بھی نہیں کیا۔ اے دنیا کے دانشمندو خدا کے لئے بھی کچھ عقل خرچ کرو اور ذرا سوچو کہ جس حالت میں پیشگوئی میں شرط موجود تھی اور آتھم نے نہ صرف اپنے مضطربانہ افعال سے ثابت کیا کہ پیشگوئی کے اثناء میں عیسائیت کا استقلال اس سے الگ ہو گیا تھا۔ اور اسلامی عظمت نے ایک دیوانہ سا اس کو بنا دیا تھا بلکہ اس نے اپنی زبان سے بھی اقرار کیا جو نور افشاں میں چھپ گیا کہ میں اثناء پیشگوئی میں ضرور ڈرتا رہا لیکن نہ اسلام سے بلکہ اس لئے کہ میرے پر

متواتر تین حملے ہوئے یعنی امرتسر اور لودھیانہ اور فیروز پور میں مگر وہ ان حملوں کو ثابت نہ کر سکا بلکہ مارٹن کلا رک وغیرہ نے نالش کے لئے اس کو بہت اٹھایا اور بہت ہی زور لگایا جس سے اس نے صاف انکار کر دیا اور میت کی طرح اپنے تئیں بنا لیا۔ اگر وہ سچا تھا تو سچائی کا جوش ضرور اس میں ہونا چاہیے تھا اور اگر اپنے لئے نہیں تو اپنے دین کے لئے ضرور اس بات کا ثبوت دینا اس کے ذمہ تھا کہ جس ڈر کا اس کو اقرار ہے وہ محض تین حملوں کی وجہ سے تھا نہ اسلامی عظمت کی وجہ سے اور ہر یک ادنیٰ استعداد کا انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ اس نے اپنے اس دعویٰ کا ثبوت نہیں دیا جو بطور روک کے اس کی طرف سے پیش ہوا تھا بلکہ تین حملوں کا ڈر ایک بے ثبوت بناوٹ اور بے ہودہ روک تھی جو واقعی ڈر کے مخفی رکھنے کے لئے پیش کی گئی تھی۔ اگر وہ سچا ہوتا تو ضرور نالش کر کے اس کو ثابت کرتا یا کسی اور طور سے اس واقعہ کو پایہ ثبوت پہنچاتا۔ پس جبکہ اس نے خوف کا اقرار تو کیا مگر ان وجوہ کو ثابت نہ کر سکا جو خوف کی بنیاد ٹھہرائی تھی تو ضروری طور پر اس خوف کو پیشگوئی کی عظمت اور اسلام کے رعب کی طرف منسوب کرنا پڑا اس صورت میں ہمیں کچھ ضرور نہیں تھا کہ کوئی انعامی اشتہار دیتے یا قسم کے لئے اس کو مجبور کرتے کیونکہ ان قرائن نے جو اس نے آپ ہی اپنے اقوال اور افعال اور حرکات سے ظاہر کئے تھے اس بات کو بخوبی ثابت کر دیا تھا کہ وہ ضرور اسلامی عظمت سے ڈرتا رہا اور قرآن کریم اور نیز عیسائیوں کی کتابوں کے موافق رجوع کے لئے اسی قدر بات کافی تھی کہ اس کے دل نے اسلامی عظمت کو مان لیا مگر ہم نے صرف اس قرائنی ثبوت پر اکتفا نہ کیا بلکہ متواتر چار اشتہار مع انعام رقم کثیر کے جاری کئے اور ان میں لکھا کہ وہ قرائن جو تم نے آپ ہی اپنے

افعال اور اقوال اور حرکات سے پیدا کئے تمہیں اس امر کا ملزم کرتے ہیں کہ تم ضرور عظمت اسلامی سے ڈر کر اس شرط کو پورا کرنے والے ٹھہرے جو پیشگوئی میں درج تھی پھر اگر تم سے بہت ہی نرمی کریں اور فرض کے طور پر ثابت امر کو مشتبہ تصور کر لیں تب بھی اس اشتباہ کا دور کرنا جو تم نے اپنے ہاتھوں سے آپ پیدا کیا انصافاً و قانوناً تمہارے ہی ذمہ ہے سو اس کا تصفیہ یوں ہے کہ اگر وہ خوف جس کا تمہیں خود اقرار ہے۔ اسلام کی عظمت سے نہیں تھا بلکہ کسی اور وجہ سے تھا تو تم قسم کھا جاؤ اور اس قسم پر تمہیں چار ہزار روپیہ نقد ملے گا اور ایک سال گزرنے کے بعد اگر تم سالم رہ گئے تو وہ سب روپیہ تمہارا ہی ہو جائے گا لیکن اس نے ہرگز قسم نہ کھائی۔ میں نے اس کو اس کے خدا کی بھی قسم دی مگر حق کی ہیبت کچھ ایسی دل پر بیٹھ گئی تھی کہ اس طرف منہ کرنا بھی اس کو موت کے برابر تھا میں نے اس پر یہ بھی ثابت کر دیا کہ عیسائی مذہب میں کسی نزاع کے فیصلہ کرنے کے لئے قسم کھانا منع نہیں بلکہ ضروری ہے مگر آہتم☆ نے ذرہ توجہ نہ کی اب ایماناً سوچو کہ یہ امر تنقیح طلب جو سچی رائے ظاہر کرنے کا مدار تھا کس کے حق میں فیصلہ ہو اور کون بھاگ گیا۔

اے مخالف لوگو! کیا کوئی تم میں سے سوچنے والا نہیں! کیا ایک بھی نہیں؟ کیا کسی کو بھی خدا تعالیٰ کا خوف نہیں کیا کوئی بھی تم میں ایسا نہیں کہ جو سیدھے دل سے اس واقعہ میں غور کرے۔ اس قدر افترا کیوں ہے کیوں دلوں پر ایسے پردے ہیں جو سیدھی بات سمجھ نہیں آتی۔ اس

☆نوٹ:- آہتم نے قسم کھا کر اس شبہ کو دور نہ کیا جو ڈرتے رہنے کے اقرار سے اس کی نسبت جم

گیا تھا بلکہ قسم کھانے سے سخت گریز کر کے ایک اور شبہ اپنے پر قائم کر لیا۔ منہ

بات کو کہتے ہوئے کہ پیشگوئی غلط نکلی کیوں تم کو خدا کا خوف نہیں پکڑتا کیوں تمہارا دل کانپ نہیں جاتا۔ کیا تم انسان ہو یا بالکل مسخ ہو گئے۔ وہ آنکھیں کہاں گئیں جو حق کو دیکھتی ہیں۔ وہ دل کدھر چلے گئے جو سچائی کو فی الفور سمجھ لیتے ہیں، اس سے کوئی بے ایمانی بڑھ کر نہیں کہ جو سچی بات کو ناحق جھوٹ بنایا جاوے اور نہ اس سے کوئی بد ذاتی زیادہ بدتر ہے جو جھوٹ پر خواہ نخواہ ضد کی جائے اب کون سے دلائل باقی ہیں جو ہم تمہارے پاس بیان کریں اور ثبوت میں کونسی کسر رہ گئی ہے جو وہ کسر نکالی جاوے خدا یا یہ کیسے اندھے ہیں کہ اس بات کو منہ پر لانے کے وقت کہ پیشگوئی غلط نکلی۔ پیشگوئی کی شرط کو بھول جاتے ہیں۔ یا الہی یہ کیسی بے ایمانی اور بد ذاتی ہے جو ہمیں ناحق بار بار ستایا جاتا ہے۔ اور کوئی بھلا مانس آتھم کو جا کر نہیں پوچھتا کہ تم اس ضروری قسم سے کیوں گریز کر گئے اور کیوں عیسائی مذہب پر سیاہی مل دی اور کیوں ایسی قسم نہ کھائی جو عقلاً و انصافاً و قانوناً نہایت ضروری تھی اور تم پر واجب ہو چکی تھی۔

اے لوگو اس قدر غلو سے باز آ جاؤ اور ڈرو کیونکہ وہ ہستی حق ہے جس کو تم بھولتے ہو اور وہ پاک ذات سچ ہے جس کی اس تعصب میں تمہیں کچھ بھی پرواہ نہیں۔ اس سے ڈرو کیونکہ کوئی بے ہودہ بات نہیں جس کا حساب نہیں لیا جائے گا اور مجھے اسی کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر آتھم اب بھی قسم کھانا چاہے اور انہی الفاظ کے ساتھ جو میں پیش کرتا ہوں ایک مجمع میں میرے روبرو تین مرتبہ قسم کھاوے اور ہم آئین کہیں تو میں اسی وقت چار ہزار روپیہ اس کو دوں گا۔ اگر

تاریخ قسم سے ایک سال تک زندہ سالم رہا تو وہ اس کا روپیہ ہوگا۔ اور پھر اس کے بعد یہ تمام تو میں مجھ کو جو سزا چاہیں دیں اگر مجھ کو تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کریں تو میں عذر نہیں کروں گا۔ اور اگر دنیا کی سزاؤں میں سے مجھ کو وہ سزا دیں جو سخت تر سزا ہے تو میں انکار نہیں کروں گا اور خود میرے لئے اس سے زیادہ کوئی رسوائی نہیں ہوگی کہ میں ان کی قسم کے بعد جس کی میرے ہی الہام پر بنا ہے جھوٹا نکلوں۔

پس اے یا وہ گو لوگو بد ذاتی کے منصوبوں کو چھوڑو اور کسی طرح آتھم صاحب کو اس بات پر راضی کرو تا راستبازوں کے حق میں وہ فیصلہ ہو جائے جو ہمیشہ سنت اللہ کے موافق ہوا کرتا ہے اور اگر صرف گالیاں دینا مطلب ہے تو ہم تمہارا منہ پکڑ نہیں سکتے۔ اور نہ کچھ اس سے غرض ہے کیونکہ قدیم سے یہی سنت اللہ ہے کہ ہمیشہ نابکار اور بدسرشت بچوں کو گالیاں دیا کرتے ہیں اور ہر ایک طرف سے دکھ دیا جاتا ہے اور آخر انجام ان کے لئے ہوتا ہے۔

میں آج تم میں ظاہر نہیں ہوا بلکہ سولہ برس سے حق کی دعوت کر رہا ہوں تمہیں یہ بھی سمجھ نہیں کہ مفتزی جلد ضائع ہو جاتا ہے اور خدا پر جھوٹ بولنے والا جھاگ کی طرح نابود کیا جاتا ہے جن کو لوگ اس صدی کے لئے سچے مجدد کہتے تھے وہ مدت ہوئی کہ مر گئے☆ اور جو ان کی نظر میں جھوٹا ہے

☆ نوٹ: شیخ بٹالوی محمد حسین نے مولوی نواب صدیق حسن خان کو مجدد صدی چہار دہم ٹھہرایا تھا

وہ اب تک صدی کے بارہاں برس گزرنے پر بھی زندہ ہے پس اے مسلمان مخالفو! جو اپنے تئیں مسلمان سمجھتے ہو اپنی جانوں پر رحم کرو کیونکہ یہ اسلام نہیں ہے جو تم سے ظاہر ہو رہا ہے۔ نئی صدی نے تمہیں ایک مجدد کی حدیث یاد دلائی تم نے اس کی کچھ بھی پرواہ نہیں کی۔ کسوف خسوف نے تمہیں مہدی کے آنے کی بشارت دی مگر تم نے اس کو بھی ایک بے ہودہ بات کی طرح ٹال دیا تمام بزرگوں کی فراستیں اور مکاشفات مسیح موعود کے لئے ایک اجماعی قول کی طرح چودھویں صدی تک تم نے سن لیں پر تم نے اس کو بھی رد کر دیا قرآن کو چھوڑا اور ان حدیثوں کو بھی ترک کر دیا جو قرآن کے مطابق ہیں مگر یاد رکھو کہ تم کاذب ہو ضرور تھا کہ تم اس آخری صادق کے مکتب ہوتے کیونکہ جو کچھ اس پاک نبی نے تمہارے حق میں فرمایا تھا ضرور تھا کہ وہ سب پورا ہو۔

بعض لوگ نہایت ناسمجھی سے کہا کرتے ہیں کہ اس طور سے پیشگوئی کے پورے ہونے میں فائدہ کیا نکلا اور حق کے طالبوں کو کیا فیض حاصل ہوا۔ سو انہیں اگر دانشمند ہیں تو ان تمام پیشگوئیوں کو نظر کے سامنے لے آنا چاہئے جو خدا کے پاک نبیوں کی معرفت پوری ہوئیں تا معلوم ہو کہ پیشگوئیوں میں خدا تعالیٰ کی ایک خاص غرض نہیں ہوتی بلکہ بعض وقت قدرت کا ظاہر کرنا مد نظر ہوتا ہے اور بعض وقت ان علوم اور اسرار کا

بقیہ نوٹ: سو وہ صدی کے آتے ہی اس جہان سے گزر گئے اور بعض ملاؤں نے مولوی عبدالحی لکھنوی کو

اس صدی کا مجدد خیال کیا تھا۔ انہوں نے بھی پہلے ہی فوت ہو کر اپنے ایسے دوستوں کو شرمندہ کیا۔ منہ

ظاہر کرنا مقصود الہی ہوتا ہے جو پیشگوئیوں کے متعلق ہیں جن کو عوام نہیں جانتے اور بعض وقت ایک باریک پیشگوئی لوگوں کے امتحان کے لئے ہوتی ہے تا خدا تعالیٰ انہیں دکھلاوے کہ ان کی عقلیں کہاں تک ہیں اور ہم لکھ چکے ہیں کہ حدیث نبوی کی رو سے اس پیشگوئی میں کج دل لوگوں کا امتحان بھی منظور تھا۔ اس لئے باریک طور پر پوری ہوئی مگر اس کے اور بھی لوازم ہیں جو بعد میں ظاہر ہوں گے جیسا کہ کشف ساق کی پیشگوئی اس کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

والسّلام علی من اتّبع الهدی

راقم

میرزا غلام احمد غنی اللہ عنہ

قادیان۔ گورداسپور

ہماری نئی تالیفات

آریہ دھرم

ست پنجن

بقیہ صفحہ ۲۵۰: کی طرف سے ہے سو کامل اور عمیق تحقیقات کے بعد معلوم ہوا کہ وہ زبان عربی ہے۔ اگرچہ بہت سے لوگوں نے ان باتوں کی تحقیقات میں اپنی عمریں گزاری ہیں اور بہت کوشش کی ہے جو اس بات کا پتہ لگائیں کہ جو اُمّ الکسنہ کون سی زبان ہے مگر چونکہ ان کی کوششیں خط مستقیم پر نہیں تھیں اور نیز خدا تعالیٰ سے توفیق یافتہ نہ تھے اس لئے وہ کامیاب نہ ہو سکے اور یہ بھی وجہ تھی کہ عربی زبان کی طرف ان کی پوری توجہ نہیں تھی بلکہ ایک بخل تھا لہذا وہ حقیقت شناسی سے محروم رہ گئے اب ہمیں خدا تعالیٰ کے مقدس اور پاک کلام قرآن شریف سے اس بات کی ہدایت ہوئی کہ وہ الہامی زبان اور اُمّ الکسنہ جس کے لئے پارسیوں نے اپنی جگہ اور عبرانی والوں نے اپنی جگہ اور آریہ قوم نے اپنی جگہ دعوے کئے کہ انہیں کی وہ زبان ہے وہ عربی مبین ہے اور دوسرے تمام دعوے دار غلطی پر اور خطا پر ہیں۔ اگرچہ ہم نے اس رائے کو سرسری طور پر ظاہر نہیں کیا بلکہ اپنی جگہ پر پوری تحقیقات کر لی ہے اور ہزار ہا الفاظ سنسکرت وغیرہ کا مقابلہ کر کے اور ہریک لغت کے ماہروں کی کتابوں کو سن کر اور خوب عمیق نظر ڈال کر اس نتیجے تک پہنچے ہیں کہ زبان عربی کے سامنے سنسکرت وغیرہ زبانوں میں کچھ بھی خوبی نہیں پائی جاتی بلکہ عربی کے الفاظ کے مقابل پر ان زبانوں کے الفاظ لنگڑوں۔ لولوں۔ اندھوں۔ بہروں۔ مبروصوں۔ مجذوموں کے مشابہ ہیں جو فطری نظام کو بکلی کھو بیٹھے ہیں اور کافی ذخیرہ مفردات کا جو کامل زبان کے لئے شرط ضروری ہے اپنے ساتھ نہیں رکھتے لیکن اگر ہم کسی آریہ صاحب یا کسی پادری صاحب کی رائے میں غلطی پر ہیں اور ہماری یہ تحقیقات ان کی رائے میں اس وجہ سے صحیح نہیں ہے کہ ہم ان زبانوں سے ناواقف ہیں تو اول ہماری طرف سے یہ جواب ہے کہ جس طرز سے ہم نے



اس بحث کا فیصلہ کیا ہے اس میں کچھ ضروری نہ تھا کہ ہم سنسکرت وغیرہ زبانوں کے املاء انشاء سے بخوبی واقف ہو جائیں ہمیں صرف سنسکرت وغیرہ کے مفردات کی ضرورت تھی۔ سو ہم نے کافی ذخیرہ مفردات کا جمع کر لیا اور پنڈتوں اور یورپ کے زبانوں کے ماہروں کی ایک جماعت سے ان مفردات کے ان معنوں کی بھی جہاں تک ممکن تھا تنقیح کر لی۔ اور انگریز محققوں کی کتابوں کو بھی بخوبی غور سے سن لیا اور ان باتوں کو مباحثات میں ڈال کر بخوبی صاف کر لیا۔ اور پھر سنسکرت وغیرہ کے زبان دانوں سے مکرر شہادت لے لی جس سے یقین ہو گیا کہ درحقیقت ویدک سنسکرت وغیرہ زبانیں ان خوبیوں سے عاری اور بے بہرہ ہیں جو عربی زبان میں ثابت ہوئیں۔

پھر دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر کسی آریہ صاحب یا کسی اور مخالف کو یہ تحقیقات ہماری منظور نہیں تو ان کو ہم بذریعہ اس اشتہار کے اطلاع دیتے ہیں کہ ہم نے زبان عربی کی فضیلت اور کمال اور فوق الاسنہ ہونے کے دلائل اپنی اس کتاب میں مبسوط طور پر لکھ دیئے ہیں جو تفصیل ذیل ہیں

- ۱- عربی کی مفردات کا نظام کامل ہے۔
- ۲- عربی اعلیٰ درجہ کی علمی وجوہ تسمیہ پر مشتمل ہے جو فوق العادت ہیں۔
- ۳- عربی کا سلسلہ اطرا مواد اتم واکمل ہے۔
- ۴- عربی کی تراکیب میں الفاظ کم اور معانی زیادہ ہیں۔
- ۵- عربی زبان انسانی ضمائر کا پورا نقشہ کھینچنے کے لئے پوری پوری طاقت اپنے اندر رکھتی ہے۔

اب ہر ایک کو اختیار ہے کہ ہماری کتاب کے چھپنے کے بعد اگر ممکن ہو تو یہ کمالات سنسکرت یا کسی اور زبان میں ثابت کرے یا اس اشتہار

کے پہنچنے کے بعد ہمیں اپنے منشاء سے اطلاع دے کہ وہ کیونکر اور کس طور سے اپنی تسلی کرنا چاہتا ہے یا اگر اس کو ان فضائل میں کچھ کلام ہے یا سنسکرت وغیرہ کی بھی کوئی ذاتی خوبیاں بتلانا چاہتا ہے تو بے شک پیش کرے ہم غور سے اس کی باتوں کو سنیں گے مگر چونکہ اکثر وہی مزاج اس قسم کے بھی ہر ایک قوم میں پائے جاتے ہیں کہ یہ خدشہ ان کے دل میں باقی رہ جاتا ہے کہ شاید سنسکرت وغیرہ میں کوئی ایسے چھپے ہوئے کمالات ہوں جو انہیں لوگوں کو معلوم ہوں جو ان زبانوں کی کتابوں کو پڑھتے پڑھاتے ہیں۔ اس لئے ہم نے اس کتاب کے ساتھ پانچ ہزار روپیہ کا انعامی اشتہار شائع کر دیا ہے اور یہ پانچ ہزار روپیہ صرف کہنے کی بات نہیں بلکہ کسی آریہ صاحب یا کسی اور صاحب کی درخواست کے آنے پر پہلے ہی ایسی جگہ جمع کر دیا جائے گا جس میں وہ آریہ صاحب یا اور صاحب بخوبی مطمئن ہوں۔ اور سمجھ لیں کہ فتح یابی کی حالت میں بغیر حرج کے وہ روپیہ ان کو وصول ہو جائے گا۔ مگر یاد رہے کہ روپیہ جمع کرانے کی درخواست اس وقت آنی چاہئے جبکہ تحقیق السنہ کی کتاب چھپ کر شائع ہو جائے اور جمع کرانے والے کو اس امر کے بارے میں ایک تحریری اقرار دینا ہوگا کہ اگر وہ پانچ ہزار روپیہ جمع کرانے کے بعد مقابلہ سے گریز کر جائے یا اپنی لاف و گزاف کو انجام تک پہنچانہ سکے تو وہ تمام حرجہ ادا کرے جو ایک تجارتی روپیہ کے لئے کسی مدت تک بند رہنے کی حالت میں ضروری الوقوع ہے۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اتَّبَعَ الْهُدٰی



## عبدالحق غزنوی کے مباہلہ کا بقیہ

عبدالحق غزنوی نے اپنے بیہودہ اشتہار میں مباہلہ میں فتح یاب ہونے کا بہت سوچ فکر کے بعد یہ حیلہ نکالا تھا کہ بھائی کے مرنے سے اس کی بیوی میرے قبضہ میں آئے اور یہ بھی اشارہ کیا تھا کہ آئندہ لڑکا پیدا ہونے کی امید ہے۔ اس کے جواب میں ہم نے اپنے رسالہ انوار الاسلام میں لکھ دیا تھا کہ بھائی کا مرنا اور اس کی ضعیف بیوہ کو نکاح میں لانا کوئی مراد یا بی کی بات نہیں بلکہ اس کا ذکر کرنا ہی جائے شرم ہے وہ ضعیف جو اپنی جوانی کا اکثر حصہ کھا چکی تھی اس کو نکاح میں لا کر تو ناحق عبدالحق نے روٹی کا خرچ اپنے گلے ڈال لیا۔ اب معلوم ہوا ہوگا کہ ایسے بے ہودہ نکاح سے دکھ خریدایا خوشی ہوئی۔ باقی رہا لڑکا پیدا ہونا اس کا عبدالحق نے اب تک کوئی اشتہار نہیں دیا شاید وہ پیٹ کے اندر ہی اندر گم ہو گیا یا بموجب آیت فرقانی لڑکی پیدا ہوئی اور منہ کالا ہو گیا لیکن ہمیں خدا تعالیٰ نے عبدالحق کی یا وہ گوئی کے جواب میں بشارت دی تھی کہ تجھے ایک لڑکا دیا جائے گا۔ جیسا کہ ہم اسی رسالہ انوار الاسلام میں اس بشارت کو شائع بھی کر چکے سو الحمد للہ والمنۃ کہ اس الہام کے مطابق ۲۷ ذی قعدہ ۱۳۱۲ھ میں مطابق ۲۴ مئی ۱۸۹۵ء میرے گھر میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام شریف احمد رکھا گیا۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اتَّبَعَ الْهُدٰی

راقم خاکسار غلام احمد غنی عنہ



ٹائٹل بار اول

اِنَّ الدِّينَ دَالِدٌ اِلَى اسْلَامٍ

# نور القرآن

اطلاع



یہ رسالہ نور القرآن بالفعل تین ماہ کے بعد یعنی چوتھے مہینے شائع ہو کر گیا

اور یہ تیسری ماہ یعنی جون - جولائی - اگست ۱۸۹۵ء کے درمیان ہے

قیمت بالفعل وہی ایک روپیہ سالانہ ہے +

رہنم خاکسار سراج الحقی جلالی تھانی

دستخط: ضیاء الاسلامیہ فاؤنڈیشن، لاہور، پاکستان



﴿۳۲﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّیْ

اشتہار

## کتابِ مِنْ الرَّحْمٰنِ

یہ ایک نہایت عجیب و غریب کتاب ہے جس کی طرف قرآن شریف کے بعض پُر حکمت آیات نے ہمیں توجہ دلائی۔ سو قرآن عظیم نے یہ بھی دنیا پر ایک بھاری احسان کیا ہے جو اختلاف لغات کا اصل صرف بیان کر دیا اور ہمیں اس دقیق بات پر مطلع کر دیا کہ انسانی بولیاں کس منبع اور معدن سے نکلی ہیں اور کیسے وہ لوگ دھوکا میں رہے جنہوں نے اس بات کو قبول نہ کیا جو انسانی بولی کی جڑ خدا تعالیٰ کی تعلیم ہے اور واضح ہو کہ اس کتاب میں تحقیق السنہ کی رو سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ دنیا میں صرف قرآن شریف ایک ایسی کتاب ہے جو اس زبان میں نازل ہوا ہے۔ جو ام الالسنہ اور الہامی اور تمام بولیوں کا منبع اور سرچشمہ ہے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ الہی کتاب کی تمام تر زینت اور فضیلت اسی میں ہے جو ایسی زبان میں ہو جو خدا تعالیٰ کے منہ سے نکلی اور اپنی خوبیوں میں تمام زبانوں سے بڑھی ہوئی اور اپنے نظام میں کامل ہو اور جب ہم کسی زبان میں وہ کمال

﴿۳۳﴾

پاویں جس کے پیدا کرنے سے انسانی طاقتیں اور بشری بناوٹیں عاجز ہوں اور وہ خوبیاں دیکھیں جو دوسری زبانیں ان سے قاصر اور محروم ہوں اور وہ خواص مشاہدہ کریں جو بجز خدا تعالیٰ کے قدیم اور صحیح علم کے کسی مخلوق کا ذہن ان کا موجد نہ ہو سکے تو ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ وہ زبان خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ سو کامل اور عمیق تحقیقات کے بعد معلوم ہوا کہ وہ زبان عربی ہے اگرچہ بہت سے لوگوں نے ان باتوں کی تحقیقات میں اپنی عمریں گزاری ہیں اور بہت کوشش کی ہے جو اس بات کا پتہ لگائیں جو اُمّ اللسینہ کون سی زبان ہے مگر چونکہ ان کی کوششیں خط مستقیم پر نہیں تھیں اور نیز خدا تعالیٰ سے توفیق یافتہ نہ تھے اس لئے وہ کامیاب نہ ہو سکے اور یہ بھی وجہ تھی کہ عربی زبان کی طرف ان کی پوری توجہ نہ تھی بلکہ ایک بخل تھا لہذا وہ حقیقت شناسی سے محروم رہ گئے اب ہمیں خدا تعالیٰ کے مقدس اور پاک کلام قرآن شریف سے اس بات کی ہدایت ہوئی کہ وہ الہامی زبان اور اُمّ اللسینہ جس کے لئے پارسیوں نے اپنی جگہ اور عبرانی والوں نے اپنی جگہ اور آریہ قوم نے اپنی جگہ دعوے کئے کہ انہیں کی وہ زبان ہے وہ عربی میں ہے اور دوسرے تمام دعوے دار غلطی پر اور خطا پر ہیں۔ اگرچہ ہم نے اس رائے کو سرسری طور پر ظاہر نہیں کیا بلکہ اپنی جگہ پوری تحقیقات کر لی ہے اور ہزار ہا الفاظ سنسکرت وغیرہ کا مقابلہ کر کے اور ہر ایک لغت کے ماہروں کی کتابوں سے سن کر اور خوب عمیق نظر ڈال کر اس نتیجہ تک پہنچے ہیں کہ زبان عربی کے سامنے سنسکرت وغیرہ زبانوں میں کچھ بھی خوبی نہیں پائی جاتی بلکہ عربی کے الفاظ کے مقابل پر ان زبانوں کے الفاظ لنگڑوں، لولوں، اندھوں، بہروں، مجزوموں، مبروصوں کے



مشابہ ہیں جو فطری نظام کو بنگلی کھو بیٹھے ہیں۔ اور کافی ذخیرہ مفردات کا جو کامل زبان کے لئے شرط ضروری ہے اپنے ساتھ نہیں رکھتے۔ لیکن اگر ہم کسی آریہ صاحب یا کسی پادری صاحب کی رائے میں غلطی پر ہیں اور ہماری یہ تحقیقات ان کی رائے میں اس وجہ سے صحیح نہیں ہے کہ ہم ان زبانوں سے ناواقف ہیں۔ تو اول ہماری طرف سے جواب یہ ہے کہ جس طرز سے ہم نے اس بحث کا فیصلہ کیا ہے اس میں کچھ ضروری نہ تھا کہ ہم سنسکرت وغیرہ زبانوں کے املاء انشاء سے بخوبی واقف ہو جائیں۔ ہمیں صرف سنسکرت وغیرہ کے مفردات کی ضرورت تھی سو ہم نے کافی ذخیرہ مفردات کا جمع کر لیا ہے اور پنڈتوں اور یورپ کے زبانوں کے ماہروں کی ایک جماعت سے ان مفردات کے معنوں کی بھی جہاں تک ممکن تھا تنقیح کر لی اور انگریز محققوں کی کتابوں کو بھی بخوبی غور سے سن لیا۔ اور ان باتوں کو مباحثات میں ڈال کر بخوبی صاف کر لیا۔ اور پھر سنسکرت وغیرہ زبان دانوں سے مکرر شہادت لے لی جس سے یقین ہو گیا کہ درحقیقت ویدک سنسکرت وغیرہ زبانیں ان خوبیوں سے عاری اور بے بہرہ ہیں جو عربی زبان میں ثابت ہوئیں۔

پھر دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر کسی آریہ صاحب یا کسی اور مخالف کو یہ تحقیقات ہماری منظور نہیں تو ان کو ہم بذریعہ اس اشتہار کے اطلاع دیتے ہیں کہ ہم نے زبان عربی کی فضیلت اور کمال اور فوق الالسنہ ہونے کے دلائل اپنی اس کتاب میں مبسوط طور پر لکھ دیئے ہیں جو بہ تفصیل ذیل ہیں۔

(۱) عربی کے مفردات کا نظام کامل ہے۔

(۲) عربی اعلیٰ درجہ کی علمی وجوہ تسمیہ پر مشتمل ہے جو فوق العادت ہیں۔

(۳) عربی کا سلسلہ اطراد مواد اتم و اکمل ہے۔

(۴) عربی کی تراکیب میں الفاظ کم اور معانی زیادہ ہیں۔

(۵) عربی زبان انسانی ضمائر کا پورا نقشہ کھینچنے کے لئے پوری پوری طاقت

اپنے اندر رکھتی ہے۔

اب ہر ایک کو اختیار ہے کہ ہماری کتاب کے چھپنے کے بعد اگر ممکن ہو تو یہ کمالات سنسکرت یا کسی اور زبان میں ثابت کرے یا اس اشتہار کے پہنچنے کے بعد ہمیں اپنے منشاء سے اطلاع دے کہ وہ کیونکر اور کس طور سے اپنی تسلی کرنا چاہتا ہے۔ یا اگر اس کو ان فضائل میں کچھ کلام ہے یا سنسکرت وغیرہ کی بھی کوئی ذاتی خوبیاں بتلانا چاہتا ہے تو بے شک پیش کر دیوے ہم غور سے اس کی بات کو سنیں گے۔ مگر چونکہ اکثر وہی مزاج اس قسم کے بھی ہر ایک قوم میں پائے جاتے ہیں کہ یہ خدشہ ان کے دل میں باقی رہ جاتا ہے کہ شاید سنسکرت وغیرہ میں کوئی ایسے چھپے ہوئے کمالات ہوں جو انہیں لوگوں کو معلوم ہوں جو ان زبانوں کی کتابوں کو پڑھتے پڑھاتے ہیں اس لئے ہم نے اس کتاب کے ساتھ پانچ ہزار روپیہ کا انعامی اشتہار بھی شائع کر دیا ہے اور یہ پانچ ہزار روپیہ صرف کہنے کی بات نہیں بلکہ کسی آریہ صاحب یا کسی اور صاحب کی درخواست کے آنے پر پہلے ہی ایسی جگہ جمع کرادیا جائے گا جس میں وہ آریہ صاحب یا اور صاحب بخوبی مطمئن ہوں اور سمجھ لیں کہ فتح یابی کی حالت میں بغیر حرج کے وہ روپیہ ان کو وصول ہو جائے گا۔ مگر یاد رہے کہ روپیہ جمع کرانے کی اس وقت درخواست آنی چاہیے جبکہ تحقیق السنہ کی کتاب چھپ کر شائع ہو جائے اور جمع کرانے والے کو اس امر کے بارے میں ایک تحریری اقرار دینا ہوگا کہ اگر وہ پانچ ہزار روپیہ جمع کرانے کے بعد مقابلہ سے گریز کر جائے یا اپنی لاف و گزاف کو انجام تک

پہنچانہ سکے تو وہ تمام حرج ادا کرے گا جو ایک تجارتی روپیہ کے لئے کسی مدت تک بند رہنے کی حالت میں ضروری الوقوع ہے۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اَتَّبَعَ الْهُدٰی

المشتہر

غلام احمد قادیانی

۱۵ جون ۱۸۹۵ء



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي

## ہدایت

چونکہ اس زمانہ میں طرح طرح کے غلط خیالات ہر ایک قوم میں ایسے طور سے پھیل گئے ہیں کہ ان کے بد اثران سادہ دلوں کو موت تک پہنچاتے جاتے ہیں جن میں دینی فلسفہ کی تصویر کامل طور پر موجود نہیں یا ایسی سطحی طور پر کھینچی گئی ہے جس کو سو فسطائی توہمات جلد مٹا سکتے ہیں۔ اس لئے میں نے محض زمانہ کی موجودہ حالت پر رحم کر کے اس ماہوار رسالہ میں ان باتوں کو شائع کرنا چاہا جن میں ان آفات کا کافی علاج ہو اور جو راہ راست کے جاننے اور سمجھنے اور شناخت کرنے کا ذریعہ ہوں اور جن سے وہ سچا فلسفہ معلوم ہو جو دلوں کو تسلی دیتا اور روح کو سکینت اور آرام بخشتا اور ایمان کو عرفان کے رنگ میں لے آتا ہے اور چونکہ اس تالیف سے مقصود یہی ہے

کہ کلام الہی کے معارف اور حقائق لوگوں کو معلوم ہوں۔ اس لئے اس رسالہ میں ہمیشہ کے لئے یہ التزام کیا گیا ہے کہ کوئی دعویٰ اور دلیل اپنی طرف سے نہ ہو بلکہ قرآن کریم کی طرف سے ہو جو خدا تعالیٰ کا کلام اور اس دنیا کی تاریکیوں کے مٹانے کے لئے آیا ہے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ یہ قرآن شریف میں ہی ایک اعجازی خاصیت ہے کہ وہ اپنے دعوے اور دلیل کو آپ ہی بیان کرتا ہے اور یہی ایک اول نشانی اس کی منجانب اللہ ہونے کی ہے کہ وہ ہمیشہ اپنا ثبوت ہر ایک پہلو سے آپ دیتا ہے اور آپ ہی دعویٰ کرتا اور آپ ہی اس دعویٰ کے دلائل پیش کرتا ہے اور ہم نے قرآن کی اس اعجازی خاصیت کو اس رسالہ میں اس لئے شائع کرنا چاہا کہ تا اس تقریب سے وہ تمام مذاہب بھی جانچے جائیں جن کے پابند اسلام کے مقابل پر ایسی کتابوں کی تعریف کر رہے ہیں جن میں یہ طاقت ہرگز نہیں کہ وہ اپنے دعوے کو دلیل کے ساتھ ثابت کر سکیں۔ یہ بات ظاہر ہے کہ الہی کتاب کی پہلی نشانی علمی طاقت ہے اور یہ امر ممکن ہی نہیں کہ ایک کتاب فی الحقیقت الہامی کتاب ہو کر کسی سچائی کے بیان میں جو عقائد دینیہ کی ضروریات میں سے ہے قاصر ہو یا ایک انسانی کتاب کے مقابل پر تاریکی اور نقصان کے گڑھے میں گری ہوئی ہو۔ بلکہ الہی کتاب کی اول نشانی تو یہی ہے کہ جس نبوت اور عقیدہ کی اس نے بنیاد ڈالی ہے اس کو معقولی طور پر ثابت بھی کرتی ہو کیونکہ اگر وہ اپنے دعویٰ کو ثابت نہیں کرتی بلکہ انسان کو گرداب حیرت میں ڈالتی ہے تو ایسی کتاب کو منوانا اکراہ اور جبر میں داخل ہوگا۔ اور یہ بات نہایت صاف اور سرلیج الفہم ہے کہ وہ کتاب جو حقیقت میں کتاب الہی ہے وہ انسانوں کی طبیعتوں پر کوئی ایسا بوجھ نہیں ڈالتی اور ایسے

امور مخالف عقل پیش نہیں کرتی جن کا قبول کرنا اکراہ اور جبر میں داخل ہو کیونکہ کوئی عقل صحیح تجویز نہیں کر سکتی جو دین میں اکراہ اور جبر جائز ہو اس واسطے اللہ جلّ شانہ نے قرآن کریم میں فرمایا لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّينِ ۱۔ جب ہم انصاف کے ساتھ سوچتے ہیں کہ الہی کتاب کیسی ہونی چاہیے تو ہمارا نور قلب بڑے زور سے شہادت دیتا ہے کہ الہی کتاب کے چہرہ کا حقیقی حلیہ یہی ہے کہ وہ اپنی روشنی سے علمی اور عملی طریقوں میں حق الیقین کا آپ راہ دکھاتی ہو اور پوری بصیرت بخش کر اسی جہان میں بہشتی زندگی کا نمونہ قائم کر دیتی ہو کیونکہ الہی کتاب کا زندہ معجزہ صرف یہی ہے کہ وہ علم اور حکمت اور فلسفہ حقہ کی معلم ہو اور جہاں تک ایک سوچنے والے کے لئے روحانی حقائق کے سلسلہ کا پتہ لگ سکتا ہو وہ تمام حقائق اس میں موجود ہوں اور صرف مدعی نہ ہو بلکہ اپنے ہر ایک دعویٰ کو ایسے طور سے ثابت کرے کہ پوری تسلی بخش دیوے اور جس تعقیق اور امعان کے ساتھ اس پر نظر ڈالی جاوے صاف دکھائی دے کہ فی الواقعہ وہ ایسا ہی معجزہ اپنے اندر رکھتی ہے کہ دینی امور میں انسانی بصیرتوں کو ترقی دینے کے لئے اعلیٰ درجہ کی مددگار اور اپنے کاروبار کی آپ ہی وکیل ہے۔

بالآخر میں اپنے ہر ایک مخالف کو مخاطب کر کے علانیہ طور پر متنبہ کرتا ہوں کہ اگر وہ فی الواقع اپنی کتابوں کو منجانب اللہ سمجھتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ وہ اس ذات کامل سے صادر ہیں جو اپنی پاک کتاب کو اس شرمندگی اور ندامت کا نشانہ بنانا نہیں چاہتا کہ اس کی کتاب صرف بے ہودہ اور بے اصل دعوؤں کا مجموعہ ٹھہرے جن کے ساتھ کوئی ثبوت نہ ہو تو اس موقع پر ہمارے دلائل کے مقابل پر وہ بھی دلائل پیش کرتے رہیں کیونکہ بالمقابل

باتوں کو دیکھ کر جلد حق سمجھ آ جاتا ہے اور دونوں کتابوں کا موازنہ ہو کر ضعیف اور قوی اور ناقص اور کامل کا فرق ظاہر ہو جاتا ہے لیکن یاد رکھیں کہ آپ ہی وکیل نہ بن بیٹھیں بلکہ ہماری طرح دعویٰ اور دلیل اپنی کتاب میں سے پیش کریں اور مباحثہ کے نظام کو محفوظ رکھنے کے لئے یہ بات بھی لازم پکڑیں کہ جس دلیل سے اب ہم شروع کرتے ہیں اسی دلیل کا وجود اپنے بالمقابل رسالہ میں اپنی کتاب میں سے نکال کر دکھلاویں۔ علیٰ ہذا القیاس ہمارے ہر ایک نمبر کے نکلنے کے مقابل اسی دلیل کو اپنی کتاب کی حمایت میں پیش کریں جو ہم نے اس نمبر میں پیش کی ہو۔ اس انتظام سے بہت جلد فیصلہ ہو جائے گا کہ ان کتابوں میں سے کونسی کتاب اپنی سچائی کو آپ ثابت کرتی ہے اور معارف کا لاناہتا سمندر اپنے اندر رکھتی ہے۔ اب ہم خدا تعالیٰ سے توفیق پا کر اول نمبر کو شروع کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ یا الہی سچائی کی فتح کر اور باطل کو ذلیل اور مغلوب کر کے دکھلا و لا حَوْلَ وَ لا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔ امین

## بُرہانِ اوّل

قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر دلیل

قرآن شریف نے بہت زور شور سے اس دعویٰ کو پیش کیا ہے کہ وہ

خدا کا کلام ہے اور حضرت سیدنا و مولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سچے نبی اور رسول ہیں جن پر وہ پاک کلام اترا ہے چنانچہ یہ دعویٰ آیات مندرجہ ذیل میں بخوبی مصرح و مندرج ہے۔

(آل عمران ۲۱) اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ نَزَّلَ عَلَيْكَ

اَنْ تَكْتُبَ بِالْحَقِّ ۱۔ یعنی وہی اللہ ہے۔ اس کا کوئی ثانی نہیں اسی سے ہر ایک کی زندگی

اور بقا ہے۔ اس نے حق اور ضرورت حقہ کے ساتھ تیرے پر کتاب اتاری اور پھر فرمایا

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ الرَّسُولُ بِالْحَقِّ ۲۔ الجزء نمبر ۵ سورة النساء یعنی لوگو حق اور

ضرورت حقہ کے ساتھ تمہارے پاس یہ نبی آیا ہے اور پھر فرمایا وَ بِالْحَقِّ أَنْزَلْنَاهُ

وَ بِالْحَقِّ نَزَّلَ ۳۔ الجزء نمبر ۵ یعنی ضرورت حقہ کے ساتھ ہم نے اس کلام کو اتارا ہے

اور ضرورت حقہ کے ساتھ اترا ہے۔ اور پھر فرمایا يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بَرَّهَانٌ

مِّن رَّبِّكُمْ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا ۴۔ الجزء نمبر ۶ سورة النساء۔ اے لوگو تمہارے

پاس یہ یقینی برہان پہنچی ہے اور ایک کھلا نور تمہاری طرف ہم نے اتارا ہے۔ اور پھر فرمایا

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا ۵۔ الجزء نمبر ۹ یعنی لوگوں کو کہہ دے

کہ میں تم سب کی طرف پیغمبر ہو کر آیا ہوں۔ اور پھر فرمایا وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

الصَّالِحَاتِ وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ

سَيِّئَاتِهِمْ وَأَصْلَحَ بَالَهُمْ ۶۔ الجزء نمبر ۲۶ یعنی جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کئے

اور اس کتاب پر ایمان لائے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اور وہی حق ہے خدا ان

کے گناہ دور کرے گا اور ان کے حال چال کو درست کر دے گا۔

ایسا ہی صدہا آیات اور ہیں جن میں نہایت صفائی سے یہ دعویٰ کیا گیا

☆ سہو کتابت معلوم ہوتا ہے ”الجزء نمبر 6“ ہونا چاہیے۔ (ناشر)



ہے کہ قرآن کریم خدا کا کلام اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سچے نبی ہیں لیکن ہم بالفعل اسی قدر لکھنا مناسب و کافی دیکھتے ہیں مگر ساتھ ہی اپنے مخالفوں کو یاد دلاتے ہیں کہ جس شد و مد سے قرآن شریف میں یہ دعویٰ موجود ہے کسی اور کتاب میں ہرگز موجود نہیں۔ ہم نہایت مشتاق ہیں اگر آریہ اپنے ویدوں میں اتنا ہی ثابت کر دیں کہ ان کے ہر چہار ویدوں نے الہی کلام ہونے کا دعویٰ کیا اور بتصریح بتلایا کہ فلاں فلاں شخص پر فلاں زمانہ میں وہ اترے ہیں۔ کتاب اللہ کے ثبوت کے لئے پہلا ضروری امر یہی ہے کہ وہ کتاب اپنے منجانب اللہ ہونے کی مدعی بھی ہو کیونکہ جو کتاب اپنے منجانب اللہ ہونے کی طرف آپ کوئی اشارہ نہیں کرتی اس کو خداوند تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا ایک بے جا مداخلت ہے۔

اب دوسرا امر قابل تذکرہ یہ ہے کہ قرآن کریم نے اپنے منجانب اللہ ہونے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے بارے میں صرف دعویٰ ہی نہیں کیا بلکہ اس دعوے کو نہایت مضبوط اور قوی دلیلوں کے ساتھ ثابت بھی کر دیا ہے اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ سلسلہ وار ان تمام دلائل کو لکھیں گے اور ان میں سے پہلی دلیل ہم اسی مضمون میں تحریر کرتے ہیں تاحق کے طالب اوّل اسی دلیل میں دوسری کتابوں کا قرآن کے ساتھ مقابلہ کریں اور نیز ہم ہر ایک مخالف کو بھی بلا تے ہیں کہ اگر یہ طریق ثبوت جس کا ایک کتاب میں پایا جانا اس کی سچائی پر بدیہی دلیل ہے ان کی کتابوں اور نبیوں کی نسبت بھی پایا جاتا ہے تو وہ ضرور اپنے اخباروں اور رسالوں کے ذریعہ سے پیش کریں ورنہ ان کو اقرار کرنا پڑے گا کہ ان کی کتابیں اس اعلیٰ درجہ کے ثبوت سے عاری اور بے نصیب ہیں اور ہم نہایت یقین اور وثوق سے کہتے ہیں

کہ یہ طریق ثبوت ان کے مذہب میں ہرگز پایا نہیں جاتا۔ پس اگر ہم غلطی پر ہیں تو ہماری غلطی ثابت کریں اور وہ پہلی دلیل جو قرآن شریف نے اپنے منجانب اللہ ہونے پر پیش کی ہے۔ اُس کی تفصیل یہ ہے کہ عقل سلیم ایک سچی کتاب اور ایک سچے اور منجانب اللہ رسول کے ماننے کے لئے اس بات کو نہایت بزرگ دلیل ٹھہراتی ہے کہ ان کا ظہور ایک ایسے وقت میں ہو جبکہ زمانہ تاریکی میں پڑا ہو۔ اور لوگوں نے توحید کی جگہ شرک اور پاکیزگی کی جگہ فسق اور انصاف کی جگہ ظلم اور علم کی جگہ جہل اختیار کر لیا ہو اور ایک مصلح کی اشد حاجت ہو اور پھر ایسے وقت میں وہ رسول دنیا سے رخصت ہو جبکہ وہ اصلاح کا کام عمدہ طور سے کر چکا ہو اور جب تک اس نے اصلاح نہ کی ہو دشمنوں سے محفوظ رکھا گیا ہو اور نوکروں کی طرح حکم سے آیا ہو اور حکم سے واپس گیا ہو۔ غرض کہ وہ ایسے وقت میں ظاہر ہو جبکہ وہ وقت بزبان حال پکار پکار کر کہہ رہا ہو کہ ایک آسمانی مصلح اور کتاب آنا ضروری ہے اور پھر ایسے وقت میں الہامی پیشگوئی کے ذریعہ سے واپس بلایا جاوے کہ جب اصلاح کے پودہ کو مستحکم کر چکا ہو اور ایک عظیم الشان انقلاب ظہور میں آچکا ہو۔ اب ہم اس بات کو بڑے فخر کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ یہ دلیل جس طرح قرآن اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں نہایت روشن چہرہ کے ساتھ جلوہ نما ہوئی ہے کسی اور نبی اور کتاب کے حق میں ہرگز ظاہر نہیں ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دعویٰ تھا کہ میں تمام قوموں کے لئے آیا ہوں سو قرآن شریف نے تمام قوموں کو ملزم کیا ہے کہ وہ طرح طرح کے شرک اور فسق اور فجور میں مبتلا ہیں جیسا کہ وہ فرماتا ہے

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۗ  
 لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْفَاسِقِينَ ۗ

فرماتا ہے لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا ۗ یعنی ہم نے تجھے بھیجا تا کہ تو دنیا کی تمام قوموں

کو ڈراوے یعنی ان کو متنبہ کرے کہ وہ خدا تعالیٰ کے حضور میں اپنی بدکاریوں اور عقیدوں کی وجہ سے سخت گنہگار ٹھہری ہیں۔

یاد رہے کہ جو اس آیت میں نذیر کا لفظ دنیا کے تمام فرقوں کے مقابل پر استعمال کیا گیا ہے جس کے معنی گنہگاروں اور بدکاروں کو ڈرانا ہے اسی لفظ سے یقینی سمجھا جاتا ہے کہ قرآن کا یہ دعویٰ تھا کہ تمام دنیا بگڑ گئی اور ہر ایک نے سچائی اور نیک بختی کا طریق چھوڑ دیا کیونکہ انذار کا محل فاسق اور مشرک اور بدکار ہی ہیں اور انذار اور ڈرانا مجرموں کی ہی تشبیہ کے لئے ہوتا ہے نہ نیک بختوں کے لئے۔ اس بات کو ہر ایک جانتا ہے کہ ہمیشہ سرکشوں اور بے ایمانوں کو ہی ڈرایا جاتا ہے اور سنت اللہ اس کی طرح پر ہے کہ نبی نیکوں کے لئے بشیر ہوتے ہیں اور بدوں کے لئے نذیر۔ پھر جبکہ ایک نبی تمام دنیا کے لئے نذیر ہوا تو ماننا پڑا کہ تمام دنیا کو نبی کی وحی نے بد اعمالیوں میں مبتلا قرار دیا ہے اور یہ ایک ایسا دعویٰ ہے کہ نہ تو ریت نے موسیٰ کی نسبت کیا اور نہ انجیل نے عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کی نسبت بلکہ صرف قرآن شریف نے کیا اور پھر فرمایا کہ **كُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ** یعنی تم اس نبی کے آنے سے پہلے دوزخ کے گڑھے کے کنارہ پر پہنچ چکے تھے اور عیسائیوں اور یہودیوں کو بھی متنبہ کیا کہ تم نے اپنے دجل سے خدا کی کتابوں کو بدل دیا اور تم ہر ایک شرارت اور بدکاری میں تمام قوموں کے پیشرو ہو اور بت پرستوں کو بھی جا بجا ملزم کیا کہ تم پتھروں اور انسانوں اور ستاروں اور عناصر کی پرستش کرتے ہو اور خالق حقیقی کو بھول گئے ہو اور تم تیبیوں کا مال کھاتے اور بچوں کو قتل کرتے اور شرکاء پر ظلم کرتے ہو اور ہر ایک بات

☆ حاشیہ: جیسا کہ فرماتا ہے **يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ** یعنی مشرک اپنی لڑکی کو (باقی اگلے صفحہ پر)

میں حد اعتدال سے گذر گئے ہو اور فرمایا اَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ليعنی یہ بات تمہیں معلوم رہے کہ زمین سب کی سب مر گئی تھی۔ اب خدائے سرے اس کو زندہ کرتا ہے۔ غرض تمام دنیا کو قرآن نے شرک اور فسق اور بت پرستی کے الزام سے ملزم کیا جو اُم النجاشت ہیں اور عیسائیوں اور یہودیوں کو دنیا کی تمام بدکاریوں کی جڑ ٹھہرایا اور ہریک قسم کی بدکاریاں ان کی بیان کر دیں اور ایک ایسا نقشہ کھینچ کر زمانہ موجودہ کا اعمال نامہ دکھلا دیا کہ جب سے دنیا کی بناء پڑی ہے بجز نوح کے زمانہ کے اور کوئی زمانہ اس زمانہ سے مشابہ نظر نہیں آتا اور ہم نے اس جگہ جس قدر آیات لکھ دی ہیں وہ اتمام حجت کے لئے اول درجہ پر کام دیتی ہیں۔ لہذا ہم نے طول کے خوف سے تمام آیات کو نہیں لکھا۔ ناظرین کو چاہیے کہ قرآن شریف کو غور سے پڑھیں تا انہیں معلوم ہو کہ کس شد و مد اور کس قدر مؤثر کلام سے جا بجا قرآن شریف بیان کر رہا ہے کہ تمام دنیا بگڑ گئی۔ تمام زمین مر گئی اور لوگ دوزخ کے گڑھے کے قریب پہنچ گئے اور کیسے بار بار کہتا ہے کہ تمام دنیا کو ڈرا کہ وہ خطرناک حالت میں پڑی ہیں۔ یقیناً قرآن کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شرک اور فسق اور بت پرستی اور طرح طرح کے گناہوں میں سڑ گئی اور بدکاریوں

بقیہ حاشیہ: زندہ درگور کرتا ہے اور فرماتا ہے وَإِذَا الْمَوْءِدَةُ سُئِلَتْ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ ۗ ليعنی قیامت کو زندہ درگور لڑکیوں سے سوال ہوگا کہ وہ کس گناہ سے قتل کی گئیں یہ اشارہ ملک کی موجودہ حالت کی طرف کیا کہ ایسے ایسے بُرے کام ہو رہے ہیں اسی کی طرف عرب کے ایک پرانے شاعر ابن الاعرابی نے اشارہ کیا ہے چنانچہ وہ کہتا ہے

مألقى المؤود من ظلم أمه      كما لقيت ذهل جميعا و عامراً

یعنی زندہ درگور لڑکی پر اس کی ماں کی طرف سے وہ ظلم نہیں ہوتا جیسا کہ ذہل اور عامر پر ہوا۔ منہ

کے عمیق کنوئیں میں ڈوب گئی ہیں۔ یہ بات سچ ہے کہ انجیل میں بھی کسی قدر یہودیوں کی بدچلنیوں کا ذکر ہے لیکن مسیح نے کہیں یہ ذکر تو نہیں کیا کہ جس قدر دنیا کے صفحہ میں لوگ موجود ہیں جن کو عالمین کے نام سے نامزد کر سکتے ہیں وہ بگڑ گئے مر گئے اور دنیا شرک اور بدکاریوں سے بھر گئی اور نہ رسالت کا عام دعویٰ کیا۔ پس ظاہر ہے کہ یہودی ایک تھوڑی سی قوم تھی جو مسیح کی مخاطب تھی بلکہ وہی تھی جو مسیح کی نظر کے سامنے اور چند دیہات کے باشندے تھے۔ لیکن قرآن کریم نے تو تمام زمین کے مرجانے کا ذکر کیا ہے اور تمام قوموں کی بری حالت کو وہ بتلاتا ہے اور صاف بتلاتا ہے کہ زمین ہر قسم کے گناہ سے مرگئی ☆ یہودی تو نبیوں کی اولاد اور تورات کو اپنے اقرار سے مانتے تھے گو عمل سے قاصر تھے لیکن قرآن کے زمانہ میں علاوہ فسق اور فجور کے عقائد میں بھی فتور ہو گیا تھا۔ ہزار ہا لوگ دہریہ تھے۔ ہزار ہا جوجی اور الہام سے منکر تھے اور ہر قسم کی بدکاریاں زمین پر پھیل گئی تھیں اور دنیا میں اعتقادی اور عملی خرابیوں کا ایک سخت طوفان برپا تھا۔ ماسوائے اس کے مسیح نے اپنی چھوٹی سی قوم یہودیوں کی بدچلنی کا کچھ ذکر تو کیا جس سے البتہ یہ خیال پیدا ہوا کہ اس وقت یہود کی ایک خاص قوم کو ایک مصلح کی ضرورت تھی مگر جس دلیل کو ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منجانب اللہ ہونے کے بارے میں بیان کرتے ہیں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فساد عام کے وقت میں آنا اور کامل اصلاح کے بعد واپس

☆ نوٹ: اگر کوئی کہے کہ فساد اور بد عقیدگی اور بد اعمالیوں میں یہ زمانہ بھی تو کم نہیں پھر اس میں کوئی نبی کیوں نہیں آیا۔ تو جواب یہ ہے کہ وہ زمانہ توحید اور راست روی سے بالکل خالی ہو گیا تھا اور اس زمانہ میں چالیس کروڑ لا الہ الا اللہ کہنے والے موجود ہیں اور اس زمانہ کو بھی خدا تعالیٰ نے مجدد کے بھیجنے سے محروم نہیں رکھا۔ منہ

بلائے جانا اور ان دونوں پہلوؤں کا قرآن کا آپ پیش کرنا اور آپ دنیا کو اس کی طرف توجہ دلانا یہ ایک ایسا امر ہے کہ انجیل تو کیا بجز قرآن شریف کسی پہلی کتاب میں بھی نہیں پایا جاتا۔ قرآن شریف نے آپ یہ دلائل پیش کئے ہیں اور آپ فرما دیا ہے کہ اس کی سچائی ان دو پہلوؤں پر نظر ڈالنے سے ثابت ہوتی ہے یعنی ایک تو وہی جو ہم بیان کر چکے ہیں کہ ایسے زمانہ میں ظہور فرمایا جبکہ زمانہ میں عام طور پر طرح طرح کی بدکاریاں بد اعتقادات پھیل گئی تھیں اور دنیا حق اور حقیقت اور توحید اور پاکیزگی سے بہت دور جا پڑی تھی اور قرآن شریف کے اس قول کی اس وقت تصدیق ہوتی ہے۔ جبکہ ہریک قوم کی تاریخ اس زمانہ کے متعلق پڑھی جائے۔ کیونکہ ہریک قوم کے اقرار سے یہ عام شہادت پیدا ہوتی ہے کہ درحقیقت وہ ایسا پُر ظلمت زمانہ تھا کہ ہریک قوم مخلوق پرستی کی طرف جھک گئی تھی اور یہی وجہ ہے کہ جب قرآن نے تمام قوموں کو گمراہ اور بدکار قرار دیا تو کوئی اپنا بری ہونا ثابت نہ کر سکا۔ دیکھو اللہ تعالیٰ کیسے زور سے اہل کتاب کی بدیوں اور تمام دنیا کے

﴿۸﴾

مرجانے کا ذکر کرتا ہے اور فرماتا ہے وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَسِقُونَ اِعْلَمُوا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِي الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا قَدْ بَيَّنَّا لَكُمْ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۙ (سورۃ الحدید جزو نمبر ۲۷ رکوع ۱۷) یعنی مومنوں کو چاہیے کہ اہل کتاب کی چال و چلن سے پرہیز کریں ان کو اس سے پہلے کتاب دی گئی تھی۔ پس ان پر ایک زمانہ گزر گیا سو ان کے دل سخت ہو گئے اور اکثر ان میں سے فاسق اور بدکار ہی ہیں۔ یہ بات بھی جانو کہ زمین مر گئی تھی اور اب خدا نئے سرے سے زمین کو زندہ کر رہا ہے یہ قرآن کی ضرورت اور سچائی کے نشان ہیں جو اس لئے بیان کئے گئے تاکہ تم نشانوں کو

دریافت کر لو۔

اب سوچ کر دیکھو کہ یہ دلیل جو تمہارے سامنے پیش کی گئی ہے یہ ہم نے اپنے ذہن سے ایجاد نہیں کی۔ بلکہ قرآن شریف آپ ہی اس کو پیش کرتا ہے اور دلیل کے دونوں حصے بیان کر کے پھر آپ ہی فرماتا ہے **قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ**۔<sup>۱</sup> یعنی اس رسول اور اس کتاب کے منجانب اللہ ہونے پر یہ بھی ایک نشان ہے جس کو ہم نے بیان کر دیا تا تم سوچو اور سمجھو اور حقیقت تک پہنچ جاؤ☆۔

☆ حاشیہ قرآن شریف نے جس قدر اپنے نزول کے زمانہ میں ان عیسائیوں وغیرہ کی بدچلنیاں بیان کی ہیں جو اس وقت موجود تھے۔ ان تمام قوموں نے خود اپنے منہ سے اقرار کر لیا تھا بلکہ بار بار اقرار کرتے تھے کہ وہ ضرور ان بدچلنیوں کے مرتکب ہو رہے ہیں اور عرب کی تاریخ دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ آباء و اجداد کے جن کو اللہ جلّ شانہ نے اپنے خاص فضل و کرم سے شرک اور دوسری بلاؤں سے بچائے رکھا باقی تمام لوگ عیسائیوں کے بد نمونہ کو دیکھ کر اور ان کی چال و چلن کی بد تاثیر سے متاثر ہو کر انواع اقسام کے قابل شرم گناہوں اور بدچلنیوں میں مبتلا ہو گئے تھے اور جس قدر بدچلنی اور بد اعمالی عربوں میں آئی وہ درحقیقت عربوں کی ذاتی فطرت کا نتیجہ نہیں تھا بلکہ ایک نہایت ناپاک اور بدچلن قوم ان میں آباد ہو گئی جو ایک جھوٹے منصوبہ کفارہ پر بھروسہ کر کے ہر ایک گناہ کو شیر مادر کی طرح سمجھتی تھی اور مخلوق پرستی اور شراب خواری اور ہر ایک قسم کی بدکاری کو بڑے زور کے ساتھ دنیا میں پھیلا رہی تھی اور اول درجہ کی کذاب اور دغا باز اور بدسرشت تھی۔ بظاہر یہ فرق کرنا مشکل ہے کہ کیا اس زمانہ میں فسق و فجور اور ہر ایک قسم کی بدچلنی میں یہودی بڑھے ہوئے تھے یا عیسائی نمبر اول پر تھے مگر ذرہ غور کرنے کے بعد معلوم ہوگا کہ درحقیقت عیسائی ہی ہر ایک بدکاری اور بدچلنی اور مشرکانہ عادات

دوسرا پہلو اس دلیل کا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے وقت میں

بقیہ حاشیہ: میں پیش دست تھے کیونکہ یہودی لوگ متواتر ذلتوں اور کوفتوں سے کمزور ہو چکے تھے اور وہ شرارتیں جو ایک سفہ آدمی اپنی طاقت اور دولت اور عروج قومی کو دیکھ کر کر سکتا ہے یا وہ بدچلنیاں جو کثرت دولت اور روپیہ پر موقوف ہیں۔ ایسے نالائق کاموں کا یہودیوں کو کم موقع ملتا تھا مگر عیسائیوں کا ستارہ ترقی پر تھا اور نئی دولت اور نئی حکومت ہر وقت انگشت دے رہی تھی کہ وہ تمام لوازمات ان میں پائے جائیں جو بدی کے مؤیدات پیدا ہونے سے قدرتی طور پر ہمیشہ پائی جاتی ہیں۔ پس یہی سبب ہے کہ اس زمانہ میں عیسائیوں کی بدچلنی اور ہریک قسم کی بدکاری سب سے زیادہ بڑھی ہوئی تھی اور یہ بات یہاں تک ایک مشہور واقعہ ہے کہ پادری فنڈل باوجود اپنے سخت تعصب کے اس کو چھپا نہیں سکا اور مجبور ہو کر اس زمانہ کے عیسائیوں کی بدچلنیوں کا میزان الحق میں اس کو اقرار کرنا ہی پڑا مگر دوسرے انگریز مؤرخوں نے تو بڑی بسط سے ان کی بدچلنیوں کا مفصل حال لکھا ہے چنانچہ ان میں سے ایک ڈیون پورٹ صاحب کی کتاب ہے جو ترجمہ ہو کر اس ملک میں شائع ہو گئی ہے۔ غرض یہ ثابت شدہ حقیقت ہے کہ اس زمانہ کے عیسائی اپنی نئی دولت اور حکومت اور کفارہ کی زہرناک تحریک سے تمام بدچلنیوں میں سب سے زیادہ بڑھے ہوئے تھے۔ ہریک نے اپنی فطرت اور طبیعت کے موافق جدا جدا بے اعتدالی اور معصیت کی راہیں اختیار کر رکھی تھیں اور ان کی دلیریوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے مذہب کی سچائی سے بالکل نومید ہو چکے تھے اور ایک چھپے ہوئے دہریہ تھے اور ان کی روحانیت کی اس وجہ سے بہت ہی بیخ کنی ہوئی کہ دنیا کے دروازے ان پر کھولے گئے اور انجیل کی تعلیم میں شراب کی کوئی ممانعت نہیں تھی۔ قمار بازی سے کوئی روک نہ تھی پس یہی تمام زہریں مل کر ان کا ستیاناس کر گئیں۔ صندوقوں میں دولت تھی ہاتھ میں حکومت تھی۔ شرابیں ☆

☆ نوٹ: شراب بنانا حضرت عیسیٰ کا ایک معجزہ شمار کیا گیا ہے بلکہ شراب پینا عیسائی مذہب کی جزو اعظم ہے جیسا کہ عشاء ربانی میں ہے۔ منہ



﴿۱۰﴾ دنیا سے اپنے موتی کی طرف بلائے گئے جبکہ وہ اپنے کام کو پورے طور پر انجام دے چکے اور یہ امر قرآن شریف سے بخوبی ثابت ہے جیسا کہ اللہ جلّ شانہ فرماتا

﴿۱۱﴾ **بقیہ حاشیہ:** خود ایجاد کر لیں۔ پھر کیا تھا۔ اُمّ الخبیثات کی تحریکوں سے سارے برے کام کرنے پڑے۔ یہ باتیں ہم نے اپنی فطرت سے نہیں کہیں۔ خود بڑے بڑے مورخ انگریزوں نے اس کی شہادتیں دی ہیں۔ اور اب بھی دے رہے ہیں بزرگ پادری باس ورتھ اور فاضل قسیس ٹیلر نے حال ہی کے زمانہ میں کس صفائی سے انہیں باتوں پر لیکچر دیئے ہیں اور کس زور سے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ عیسائی مذہب کی قدیم بدچلنیوں نے اس کو ہلاک کر دیا ہے چنانچہ قوم کے فخر پادری باس ورتھ صاحب اپنے لیکچر میں آواز بلند بیان کرتے ہیں کہ عیسائی قوم کے ساتھ تین لعنتیں لازم ملزوم ہو رہی ہیں جو اس کو ترقی سے روکتی ہیں۔ وہ کیا ہیں۔ زنا کاری۔ شراب خواری۔ قمار بازی۔ غرض اس زمانہ میں سب سے زیادہ یہ عیسائیوں کا ہی حق تھا کہ وہ بد کاریوں کے میدانوں میں سب سے پہلے رہیں۔ کیونکہ دنیا میں انسان صرف تین وجہ سے گناہ سے رک سکتا ہے (۱) یہ کہ خدا تعالیٰ کا خوف ہو (۲) یہ کہ کثرت مال جو بد معاشیوں کا ذریعہ ہے اس کی بلا سے بچے (۳) یہ کہ ضعیف اور عاجز ہو کر زندگی بسر کرے حکومت کا زور پیدا نہ ہو مگر عیسائیوں کو ان تینوں روکوں سے فراغت ہو چکی تھی اور کفارہ کے مسئلہ نے گناہ پر دلیر کر دیا تھا اور دولت اور حکومت ظلم کرنے کے لئے معین ہو گئے تھے۔ پس چونکہ دنیا کی راحتیں اور نعمتیں اور دولتیں ان پر بہت وسیع ہو گئی تھیں اور ایک زبردست سلطنت کے وہ مالک بھی ہو گئے تھے اور پہلے اس سے ایک مدت تک فقر وفاقہ اور تکالیف شاقہ میں مبتلا رہ چکے تھے اس لئے دولت اور حکومت کو پا کر عجیب طوفان فسق و فجور ان میں ظاہر ہوا اور جس طرح پُر زور سیلاب آنے کے وقت بند ٹوٹ جاتا ہے اور پھر بند ٹوٹنے سے تمام ارد گرد کھیتوں اور آبادی کی شامت آ جاتی ہے اسی طرح ان دنوں میں وقوع میں آیا کہ جب عیسائیوں کو تمام اسباب شہوت رانی کے میسر آ گئے۔ اور دولت اور قوت اور بادشاہت میں تمام دنیا کے طاقتوروں

ہے اَلْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاتَّمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ۗ

**بقیہ حاشیہ:** سے اوّل نمبر پر ہو گئے۔ تو جیسے ایک سفلہ آدمی فقر و فاقہ کا مارا ہو دولت اور حکومت پا کر اپنے لچھن دکھلاتا ہے وہ سارے لچھن ان لوگوں نے دکھلائے اول وحشیوں اور سخت ظالموں کی طرح وہ خونریزیوں کیں اور ناحق بے موجب کئی لاکھ انسانوں کو قتل کیا اور وہ بے رحمیاں دکھلائیں جن سے بدن کانپ اٹھتا ہے اور پھر امن اور آزادی پا کر دن رات شراب خواری، زنا کاری، قمار بازی میں مشغول رکھنے لگے۔ چونکہ ان کی بدبختی سے کفارہ کی تعلیم نے پہلے ہی ان کو بدکاریوں پر دلیر کر دیا تھا اور صرف ستر بی بی از بے چادری کا مصداق تھی۔ اب جو لچھی بھی ان کے گھر میں آگئی تو پھر کیا تھا ہر ایک بدکاری پر ایسے ٹوٹ پڑے جیسے ایک زوردار سیلاب اپنے چلنے کی ایک کھلی کھلی راہ پا کر زور سے چلتا ہے اور ملک پر ایسا بد اثر ڈالا کہ غافل اور نادان عرب بھی انہیں کے بد اثر سے پیسے گئے وہ تو اُمّی اور ناخواندہ تھے۔ جب انہوں نے اپنے ارد گرد عیسائیوں کی بد اعمالیوں کا طوفان پایا تو اس سے متاثر ہو گئے۔ یہ بات بڑی تحقیق سے ثابت ہوئی ہے کہ عربوں میں قمار بازی اور شراب خواری اور بدکاری عیسائیوں کے خزانہ سے آئی تھی **اخطل عیسائی** جو اس زمانہ میں ایک بڑا شاعر گذرا ہے۔ جس کا دیوان بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور حال میں بیروت میں ایک عیسائی گروہ نے بڑے اہتمام اور خوبصورتی سے وہ دیوان چھاپ کر جا بجا شائع کیا ہے چنانچہ اس ملک میں بھی آ گیا ہے اس دیوان میں کئی ایک شعرا اس کی یادگار ہیں۔ جو اس کی اور اس وقت کے عیسائیوں کی اندرونی حالت کا نمونہ ظاہر کر رہے ہیں۔ منجملہ ان کے ایک یہ ہے

"بان الشباب وربما علّته

بالغایات وبالشراب الاصبہ"

یعنی جوانی مجھ سے جدا ہو گئی اور میں نے اس کے روکنے کے لئے کئی مرتبہ اور بہت دفعہ یہ جیلہ کیا ہے کہ خوبصورت عورتوں اور سرخ شراب کے ساتھ اپنا مشغول رکھا ہے۔

﴿۱۳﴾

یعنی آج میں نے قرآن شریف کے اتارنے اور تکمیل نفوس سے تمہارا دین تمہارے

بقیہ حاشیہ: اب اس شعر سے صاف ظاہر ہے کہ یہ شخص باوجود پیرانہ سالی اور عیسائیوں کا ایک بزرگ

فاضل کہلانے کے پھر بھی زنا کاری کی ایک خراب حالت میں مبتلا رہا اور زیادہ قابل شرم

بات یہ کہ بڑھا ہو کر بھی بد کاری سے باز نہ آیا اور نہ صرف اسی پر بس کرتا تھا بلکہ شراب پینے کا

بھی نہایت درجہ عادی تھا۔ اخطل کی لائف پر اطلاع رکھنے والے اس بات کو خوب جانتے

ہیں کہ وہ اس زمانہ کی عیسائی قوم میں بہت ہی معزز اور علم اور فضیلت کے رو سے گویا ان

میں صرف ایک ہی تھا اور اس کی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نہ صرف اس خیال کو جو

کفارہ کے مسئلہ سے اس کو ملا تھا شاعرانہ لباس میں ادا کرتا بلکہ وہ پادریوں کا بھی منصب

رکھتا تھا۔ اور جن گرجاؤں کا اس نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔ یقین کیا جاتا ہے کہ

وہ ان میں ایک پیشرو پادری کی حیثیت سے بلاناغہ جاتا تھا اور سب لوگ اسی کے نقش قدم پر

﴿۱۲﴾

چلتے تھے کیا اس زمانہ کے تمام عیسائیوں میں سے اس کے یگانہ روزگار ہونے میں یہ کافی

دلیل نہیں کہ کروڑ ہا عیسائیوں اور پادریوں میں سے صرف وہی اس زمانہ کا ایک آدمی ہے

جس کی یادگار تیرہ سو برس میں اس زمانہ میں پائی گئی غرض عیسائیوں میں سے صرف ایک

اخطل ہی ہے جو پرانے عیسائیوں کے چال چلن کا نمونہ بطور یادگار چھوڑ گیا۔ اور نہ صرف

اپنا ہی نمونہ بلکہ اس نے گواہی دے دی کہ اس وقت کے تمام عیسائیوں کا یہی حال تھا اور

درحقیقت وہی چال چلن بطور سلسلہ تعامل کے اب تک یورپ میں چلا آتا ہے عیسائی

مذہب کا پایہ تخت ملک کنعان تھا اور یورپ میں اسی ملک سے یہ مذہب پہنچا اور ساتھ ہی ان

تمام خرابیوں کا تحفہ بھی ملا۔ غرض اخطل کا دیوان نہایت قدر کے لائق ہے جس نے اس

وقت کی عیسائی چال چلن کا تمام پردہ کھول دیا اور تاریخ پتہ نہیں دے سکتی کہ اس زمانہ

کے عیسائیوں میں سے کوئی اور بھی ایسا ہے جس کی کوئی تالیف عیسائیوں کے ہاتھ میں ہو۔ ہمیں

اخطل کی سوانح پر نظر ڈالنے کے بعد ماننا پڑتا ہے کہ وہ انجیل سے بھی خوب واقف تھا

لئے کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کردی اور تمہارے لئے دین اسلام پسند کر لیا ﴿۱۳﴾

**بقیہ حاشیہ:** کیونکہ اس نے اس وقت کے تمام عیسائیوں اور پادریوں میں سے خصوصیت کے ساتھ وہ علمیت اور قابلیت دکھائی کہ اس وقت کے عیسائیوں اور پادریوں میں سے کوئی بھی دکھلانہ سکا۔ بہر حال ہمیں ماننا ہی پڑا کہ وہ اس وقت کے عیسائیوں کا ایک منتخب نمونہ ہے مگر ابھی آپ سن چکے ہیں کہ وہ اس بات کا اپنے منہ سے اقراری ہے کہ میں خوبصورت عورتوں اور عمدہ شراب کے ساتھ پیرانہ سالی کے ملال کو دفع کرتا ہوں۔ اور اس وقت کے شعراء کا بھی یہی محاورہ تھا کہ وہ اپنی بدکاریوں کو انہیں الفاظ سے ادا کرتے تھے اور وہ لوگ حال کے نادان شاعروں کی طرح صرف فرضی خیالات کی بندش نہیں کرتے تھے بلکہ اپنی زندگی کے واقعات کا نقشہ کھینچ کر دکھلا دیتے تھے اسی وجہ سے ان کے دیوان محققوں کی نظروں میں نکلے نہیں سمجھے گئے بلکہ تاریخی کتب کا ان کو پورا مرتبہ دیا گیا ہے اور وہ پرانے زمانہ کے رسوم اور عادات اور جذبات اور خیالات کو کامل طور پر ظاہر کرتے ہیں اسی واسطے اہل اسلام نے جو علم دوست ہیں ان کے قصائد اور دیوانوں کو ضائع نہیں کیا تا کہ ہر زمانہ کے لوگ پختہ خود معلوم کر سکیں کہ اسلام سے پہلے عرب کا کیا حال تھا اور پھر اسلام کے بعد قادر خدا نے کس تقویٰ اور طہارت سے ان کو رنگین کر دیا۔ اگر اخطل اور دیوان حماسہ اور سبغہ معلقہ اور اغانی کے وہ اشعار جو جاہلیت کے شعراء کے صاحب اغانی نے لکھے ہیں اور جو لسان العرب اور صحاح جوہری وغیرہ پرانی کتابوں میں موجود ہیں نظر کے سامنے رکھے جائیں اور پھر ان کے مقابل پر اسلام کو دیکھا جائے تو بجاہت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس تاریک زمانہ میں اسلام اس طرح پر چہرہ نما ہوا کہ جیسے کہ ایک نہایت درجہ کی تاریکی میں یک دفعہ آفتاب نکل آتا ہے۔ اس مقابلہ سے ایک نظارہ قدرت معلوم ہوتا ہے اور دل بول اٹھتا ہے کہ اللہ اکبر کیسی اس وقت قرآن شریف کے نزول کی ضرورت تھی۔ درحقیقت اس قوی دلیل نے تمام مخالفوں کو پاؤں کے نیچے کچل دیا ہے۔ پھر ہم اپنے پہلے مضمون کی طرف عود کر کے لکھتے ہیں کہ ممکن ہے کہ کوئی نادان اخطل کی نسبت

حاصل مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید جس قدر نازل ہونا تھا نازل ہو چکا اور مستعد دلوں

بقیہ حاشیہ: یہ سوال پیش کرے کہ کیوں یہ جائز نہیں کہ اخطل اپنی پیرانہ سالی کے زمانہ میں بہت سی

خوبصورت عورتیں اپنے نکاح میں لایا ہو تو اس صورت میں زنا کا الزام اس پر کیونکر عائد ہو سکتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اخطل نے اپنے شعر میں اس مضمون کو ہرگز ظاہر نہیں کیا۔

کہ وہ خوبصورت عورتیں میری بیویاں ہیں بلکہ ایسی طرز پر اپنے کلام کو ظاہر کیا ہے جیسا کہ بدکار اور بدچلن آدمی ہمیشہ ظاہر کیا کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے اس نے خوبصورت عورتوں

کے ساتھ عمدہ شراب کو بھی جوڑ دیا ہے کیونکہ شراب بدمعاشی کے لوازم میں سے ہے اور ماسوا اس کے یہ بات کسی پر پوشیدہ نہیں کہ عیسائی مذہب میں صرف ایک جو رو تک جائز ہے پھر

کیونکر ممکن تھا کہ قوم کے لوگ اپنے مذہب اور رسم کے مخالف اس کو خوبصورت لڑکیاں دے دیتے۔ یہ قبول کیا کہ وہ اپنے علم اور فضل کے رو سے تمام قوم سے بہتر تھا اور جیسا کہ اس زمانہ

میں ایک بڑے بھاری بھاری بپ کو اپنی قوم میں ایک عام وجاہت ہوتی ہے۔ یہی وجاہت یا اس سے زیادہ اس کو حاصل تھی اور وہ مقتدا اور پیشوا اور ساری قوم کا برگزیدہ تھا۔ مگر تاہم یہ کسی

طرح ممکن نہیں کہ لوگ عمداً اپنی خوبصورت لڑکیاں قدیم رسم کے مخالف اس کے نکاح میں لائے ہوں اور اس کا یہ شعر بلند آواز سے پکار رہا ہے کہ صرف زنا کے طور پر یہ ناجائز حرکتیں اس

سے صادر ہوتی تھیں۔ تبھی تو شراب کباب کا سلسلہ بھی ساتھ جاری تھا کیا کوئی قبول کر سکتا ہے کہ ایک بڑھا آدمی اور پھر لڑکی والوں کو سوت کا دکھ اور پھر لڑکی پر لڑکی دینا مذہب کے مخالف رسم

کے مخالف قومی اتفاق کے مخالف اور پھر لوگ اندھے ہو کر میاں اخطل کو اپنی خوبصورت لڑکیاں دیتے جائیں اور دو تین خم شراب کے بھی ساتھ لے آویں۔ بے شک اس خیال

محال کو تو کوئی بھی قبول نہ کرے گا۔ اصل بات تو وہی ہے جو ہم لکھ چکے جس کی نظیریں اب بھی یورپ میں نہ صد ہا نہ ہزار ہا بلکہ لاکھوں موجود ہیں۔ یورپ کے سفر میں سمندر سے پار

ہوتے ہی یہ نظارہ جا بجا نظر آ جائے گا۔ ماسوا اس کے اخطل کا صرف یہی شعر نہیں

میں نہایت عجیب اور حیرت انگیز تبدیلیاں پیدا کر چکا اور تربیت کو کمال تک

بقیہ حاشیہ: بلکہ اس سے بھی بڑھ کر دیوانِ اخطل میں ایک اور شعر ہے جو اس وقت ہم وہ بھی ہدیہ ناظرین کرتے ہیں اور وہ یہ ہے:

"ان من یدخل الكنيسة یوماً  
یلقی فیہا جأذراً و ظباءاً"

ترجمہ اس شعر کا یہ ہے کہ اگر ہمارے گرجا میں کسی دن کوئی جائے تو بہت سے گوزن بچے اور ہرن اس میں پائے گا یعنی بہت سی خوبصورت اور جوان اور باجمال اور چست عورتوں کو دیکھ کر حفا اٹھائے گا یعنی گویا اس میں میاں اخطل لوگوں کو رغبت دیتے ہیں کہ ضرور گرجا میں جانا چاہیے اور یہ لطف اٹھانا چاہیے۔

اب اس شعر سے دو باتیں نکلتی ہیں۔ اول یہ کہا اخطل نے اپنی قوم کے لئے کوئی گرجا بھی بنایا ہوا تھا جس میں وہ ایک پادری کی حیثیت سے جایا کرتا تھا اور بظاہر انجیل اپنے ہاتھ میں لے کر لوگوں کی لڑکیوں اور بہنوں کو تاڑا کرتا تھا اور انہیں سے ناجائز تعلقات کر رکھے تھے۔ دوسری یہ بات پیدا ہوتی ہے کہ ان ناجائز تعلقات کو قوم کچھ بھی برا نہیں مانتی تھی اور ایسے نظر باز کو گرجا سے نہیں نکالتی تھی اور پادری کے منصب سے علیحدہ نہیں کرتی تھی حالانکہ ان کو کم سے کم یہ تو خبر تھی کہ یہ شخص ناپاک دل ہے اور ناپاک حرکات کا دل میں قصد رکھتا ہے کیونکہ اس کے گندے شعر جو یا رانہ اور آشنائی پر دلالت کرتے تھے قوم سے مخفی نہیں تھے پس اس سے بڑھ کر اس بات پر اور کیا دلیل ہوگی کہ وہ ساری قوم ہی فسق و فجور میں مبتلا تھی اور ان کے گرجے طوائف کی کوٹھیوں کی طرح تھے اور ان مردوں عورتوں کے جمع ہونے کے لئے جو بدوضع اور ناپاک خیال تھے گرجوں سے بہتر اور کوئی مکان نہ تھا یعنی وہ گرجوں ہی میں اپنے نفسانی جذبات کے پورا کرنے کے لئے موقعہ پاتے تھے۔ اور اخطل صرف اپنے ہی نفسانی جذبات میں مبتلا نہیں تھا بلکہ وہ عیسائیوں کی کسی عورت یا لڑکی کو بھی پاک دامن نہیں سمجھتا تھا۔ چنانچہ اس کے دیوانِ اخطل میں جس کے ساتھ عیسائی محققوں نے اس کی لائف کو بھی شائع کی ہے۔ اس کی سوانح میں یہ درج کیا ہے

پہنچا دیا اور اپنی نعمت کو ان پر پورا کر دیا اور یہی دو رکن ضروری ہیں جو ایک

**بقیہ حاشیہ:** کہ وہ اسی عورتوں کے معاملہ میں ایک مرتبہ کنیسہ دمشق میں قید بھی کیا گیا اور یہ الزام لگایا گیا کہ وہ عیسائی عورتوں کی پاک دامنی کا قائل نہیں ہے چنانچہ ایک شریف اور معزز مسلمان کی فرمائش سے دمشق کے کسبیس نے اس کو رہا کر دیا لیکن اخطل نے تادم مرگ اپنی رائے کو ہرگز تبدیل نہیں کیا چنانچہ عیسائی عورتوں کی نسبت اس کے اشعار اب تک زبان زد خلائق ہیں۔

اسی کی کتاب کے صفحہ ۳۳۹ میں اخطل کی لائف میں لکھا ہے کہ وہ اپنے اشعار میں شراب کی بہت تعریف کرتا تھا اور شراب کے فوائد پر وہ خوب مطلع اور تجربہ کار تھا۔ پھر اس کی لائف میں صفحہ ۳۳۷ میں لکھا ہے کہ اخطل ایک پکا عیسائی تھا اور اپنے دین پر مضبوط پنجہ مارا ہوا تھا اور گر جا کے وصایا کو خوب یاد رکھا ہوا تھا اور صلیب کو اپنے سینہ پر ہر وقت لٹکائے رکھتا تھا اسی لئے اس کا نام لوگوں میں ذوالصلیب مشہور تھا۔ پھر اسی صفحہ میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ سلطان عبدالملک بن مروان نے جس کے دربار میں یہ ملازم بھی تھا اس کو کہا کہ تو مسلمان ہو جا تو اس نے جواب دیا کہ ”اگر شراب پینا میرے لئے حلال کر دو اور رمضان کے روزے بھی مجھے معاف ہو جائیں تو میں مسلمان ہونے کے لئے تیار ہوں۔“ دیکھو ابھی کہا تھا کہ یہ پکا عیسائی اور ذوالصلیب اس کا نام ہے۔ اور اب یہ بھی لکھ دیا کہ یہ شخص ایک شراب کے پیالے پر عیسائی مذہب کو فروخت کرنے کے لئے تیار تھا۔ غرض اس کی لائف میں یہی لکھا ہے کہ یہ ایک شراب خوار آدمی تھا اور اس بات کا اس کو اپنے شعروں میں خود اقرار ہے کہ یہ بیگانہ عورتوں سے بالکل پرہیز نہیں کر سکتا تھا اور نیز یہ بھی اقرار ہے کہ اس زمانہ کے عیسائی مردوں اور عورتوں کا عموماً چال چلن اچھا نہیں تھا اور ایک خفیہ بدکاری ان میں جاری تھی۔ ہاں اس میں ایک بڑی دلیری یہ تھی کہ یہ بڑی جرات کے ساتھ عیسائیوں کے فسق و فجور کو ظاہر کرتا اور ان کے گرجاؤں کو بدکاری کی جگہ بتلاتا تھا اور اپنی بدچلنی کو بھی نہیں چھپاتا تھا۔ چنانچہ اسی کتاب کے صفحہ ۳۳۷ میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ عبدالملک نے اس سے دریافت کیا کہ تجھے شراب پینے سے کیا حاصل ہے

نبی کے آنے کی علت غائی ہوتے ہیں۔ اب دیکھو یہ آیت کس زور شور سے بتلا رہی

بقیہ حاشیہ: تو اس نے فی الفور یہ دو شعر پڑھ کر سنا دیئے۔

اذا ما ندیمی علنی ثم علنی      ثلث زجاجات لهن هدير  
جعلت اجراً الذیل منی کاننی      علیک امیر المؤمنین امیر

یعنی جب میرے ساتی نے تین ایسی بوتلوں کی مجھے شراب پلائی جن کے شراب نکالنے کے وقت ایک خوش آواز تھی تو میں مستی سے ایسا دامن کشاں چلنے لگا کہ گویا تیرے پر یا امیر المؤمنین میں امیر ہوں۔ غرض چونکہ اکابر اسلام نے مسلمان ہونے کے لئے کبھی کسی پر جبر نہیں کیا اس لئے بجز تبلیغ کے اور کچھ بھی اس پر رنجش ظاہر نہ کی گئی اور وہ مروانی ملوک کے دربار میں ہزار ہا روپیہ کا انعام پاتا رہا اور وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہی پیدا ہوا تھا اور ہر چہار خلیفہ رضی اللہ عنہم کا اس نے زمانہ پایا تھا اور بلاد شام میں رہتا تھا اور خوب بڑھا ہو کر فوت ہوا۔ اس نے یہ نہایت عمدہ کام کیا کہ اپنے اشعار میں عیسائی چال چلن کا نقشہ کھینچ کر دکھلا دیا ہے اور نہایت صاف گواہی دے دی کہ اس وقت کے عیسائی لوگ نہایت مکروہ بد چلنیوں میں گرفتار تھے اور شراب خوری اور ہر قسم کی بدکاری ان پر غالب آ گئی تھی اور چونکہ عیسائی مذہب کا اصل مبداء اور منبع بلاد شام ہی ہے جن بلاد کا وہ متوطن تھا اور جن کا نقشہ کھینچ کر اس نے پیش کیا ہے اس سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ کفارہ کا مسئلہ کس قدر جھوٹا اور ناپاکا فریب ہے جس کا ابتدائے زمانہ میں ہی یہ اثر ثابت ہوا کہ عیسائی لوگ ہر قسم کے فسق و فجور میں مبتلا ہو گئے۔ اخطل کا زمانہ حضرت مسیح علیہ السلام کے زمانہ سے کچھ بہت دور نہیں تھا صرف چھ سو برس گزرے تھے مگر اخطل کی گواہی اور اس کے اپنے اقرار سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اس وقت کے عیسائی اپنی بد چلنیوں کی رو سے بت پرستوں سے بھی زیادہ گرے ہوئے تھے پس جبکہ تازہ تازہ زمانہ میں کفارہ نے یہ اثر کیا تو وہ لوگ سخت بے وقوف ہیں کہ اب انیسویں صدی میں اس آزمودہ کفارہ سے کوئی بہتری کی امید رکھتے ہیں۔ اس زمانہ کی عیسائیت کی چال و چلن کے متعلق ایک وہ بھی قصیدہ ہے جو سب سے معلقہ



ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز اس دنیا سے کوچ نہ کیا جب تک کہ دین اسلام کو

بقیہ حاشیہ: کہ چوتھے معلقہ میں عمرو بن کلثوم تغلبی کی طرف سے درج ہے۔ یہ بات کسی تاریخ دان پر پوشیدہ نہیں کہ بنی تغلب عیسائی تھے اور وہی تمام عرب میں سب سے بڑھ کر فسق و فجور اور ظلم اور زیادتی میں شمار کئے گئے تھے چنانچہ یہ قصیدہ بنی تغلب کے چال چلن پر پورا گواہ ہے کہ کیونکر وہ اول درجہ کے خونی اور جنگجو اور کینہ دار اور فاسق اور شراب خوار اور شہوات نفسانیہ کے پورا کرنے کے لئے بے جا خرچ کرنے والے اور اپنے فسق و فجور پر کھلا کھلا ناز کرنے والے تھے اور ہم اس جگہ صرف دو شعر تغلبی مذکور کے بطور نمونہ کے لکھتے ہیں اور یہ سب سے معلقہ کے قصیدہ خامسہ میں موجود ہیں جس کا جی چاہے دیکھ لے اور وہ یہ ہیں:

الاهبیُّ بصحنک فاصبحینا      و لا تُبقیٰ خُمور الاندرینا  
و کاسٍ قد شربت ببعلبک      و اُخرای فی دمشقٍ و قاصرینا

یعنی اے میری معشوقہ (یہ اس کی معشوقہ درحقیقت اس کی والدہ ہی تھی) شراب کا پیالہ لے کر اٹھ اور قصبہ ”اندرین“ میں جس قدر شرابیں بنائی جاتی ہیں وہ سب مجھے پلا دے اور ایسا کر کہ شراب کے ذخیروں میں کچھ بھی باقی نہ رہ جائے پھر کہتا ہے کہ میں نے مقام بعلبک میں بہت شراب پی ہے اور پھر اسی قدر میں نے دمشق میں بھی پی اور ایسا ہی مقام قاصرین میں بھی پیتا رہا۔ سچ ہے کہ عیسائیوں کو بجز شراب پینے کے اور کیا کام تھے یہی تو وہ دین کی جزو اعظم ہے جو عشاءِ ربانی میں بھی داخل ہے لیکن عجیب تر یہ ہے کہ یہ عیسائی اپنی حقیقی والدہ پر عاشق ہو گیا۔ اور ناظرین کو معلوم رہے کہ اندرین بلاد شام میں ایک قصبہ کا نام ہے۔ جس میں حضرات عیسائی ہر قسم کی شراب بناتے تھے اور پھر ان شرابوں کو دو دور دور کے ملکوں میں لے جاتے تھے اور ان کے مذہب میں شراب پینا صرف جائز ہی نہیں تھا بلکہ ہندوؤں کے بام مارگی فرقہ کی طرح مذہب کی بھاری جزو تھی جس کے بغیر کوئی عیسائی نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لئے قدیم سے عیسائیوں کو شراب کے ساتھ بہت کچھ تعلقات رہے ہیں اور اس زمانہ میں بھی انواع اقسام کی شرابوں کے موجد عیسائی لوگ ہی ہیں۔ یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ عرب کے ملک میں بھی عیسائی لوگ ہی شراب لے گئے اور ملک کو تباہ کر دیا۔ معلوم ہوتا

تذیل قرآن اور تکمیل نفوس سے کامل نہ کیا گیا ☆ اور یہی ایک خاص علامت منجانب اللہ

﴿۱۹﴾

**بقیہ حاشیہ:** ہے کہ بت پرستی کے خیال کو بھی عیسیٰ پرستی کے خیال نے ہی قوت دی اور عیسائیوں کی ریس سے وہ لوگ بھی مخلوق پرستی پر زیادہ جم گئے۔ یاد رہے کہ عرب کے جنگلی لوگ شراب کو جانتے بھی نہیں تھے کہ کس بلا کا نام ہے مگر جب حضرات عیسائی وہاں پہنچے اور انہوں نے بعض نومریدوں کو بھی تحفہ دیا۔ تب تو یہ خراب عادت دیکھا دیکھی عام طور پر پھیل گئی اور نماز کے پانچ وقتوں کی طرح شراب کے پانچ وقت مقرر ہو گئے یعنی جاسشریہ<sup>۱</sup>۔ صبح قبل طلوع آفتاب کی شراب ہے۔ صبح<sup>۲</sup> جو بعد طلوع کے شراب پی جاتی ہے۔ غبوق جو ظہر اور عصر کی شراب کا نام ہے۔ قیل<sup>۳</sup> جو دوپہر کی شراب کا نام ہے۔ فحتم<sup>۴</sup> جو رات کی شراب کا نام ہے۔ اسلام نے ظہور فرما کر یہ تبدیلی کی۔ جو ان پانچ وقتوں کے شرابوں کی جگہ پانچ نمازیں مقرر کر دیں اور ہر ایک بدی کی جگہ نیکی رکھ دی اور مخلوق پرستی کی جگہ خدا تعالیٰ کا نام سکھا دیا۔ اس پاک تبدیلی سے انکار کرنا کسی سخت بد ذات کا کام ہے نہ کسی سعید انسان کا کیا کوئی مذہب ایسی بزرگ تبدیلی کا نمونہ پیش کر سکتا ہے ہرگز نہیں اور اس وقت ہم عیسائیوں کے اقراری اشعار میں سے اسی پر کفایت کرتے ہیں لیکن اگر کسی نے چون چرا کیا تو کئی سوا سی طور کے شعر ان کی نذر کیا جائے گا مگر میں یقین رکھتا ہوں کہ اس موقعہ پر کوئی بھی نہیں بولے گا۔ کیونکہ ایسے ہزار ہا شعر جو جرائم و رزی کے اقرار پر مشتمل ہیں کیونکر چھپ سکتے ہیں۔

﴿۱۸﴾

اب کوئی پادری ٹھا کر داس صاحب سے جنہوں نے عدم ضرورت قرآن پر ناحق بے جا تعصب سے یا وہ گوئی کی ہے پوچھے کہ کیا اب بھی ضرورت قرآن کے بارے میں آپ کو اطلاع ہوئی یا نہیں یا کیا ہم نے ثابت نہیں کر دیا کہ قرآن اس وقت نازل ہوا کہ جب تمام عیسائی جذامیوں کی طرح گل سڑ گئے

☆ حاشیہ: خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں صحابہ کو مخاطب کیا کہ میں نے تمہارے دین کو کامل کیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کی اور آیت کو اس طور سے نہ فرمایا کہ اے نبی آج میں نے قرآن کو کامل کر دیا۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ تا ظاہر ہو کہ صرف قرآن شریف کی تکمیل نہیں ہوئی بلکہ ان کی بھی تکمیل ہو گئی کہ جن کو قرآن پہنچایا گیا اور رسالت کی علت غائی کمال تک پہنچ گئی۔ منہ

﴿۱۹﴾

ہونے کی ہے جو کاذب کو ہرگز نہیں دی جاتی بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

**بقیہ حاشیہ:** تھے اور ان کی محبت سے دوسرے لوگ بھی تباہ ہو گئے تھے۔ حقیقی ضرورت اس کا نام ہے

یا وہ جو انجیل کے لئے پیش کی جاتی ہے مسیح کی جان گئی اور عیسائی پہلے سے بھی بدتر ہو گئے

اگر ٹھا کر داس صاحب چاہیں تو ہم دس ہزار تک ایسے شعر پیش کر سکتے ہیں جن میں مخالفین

نے اپنے جرائم ورزی کا اقرار کیا ہے۔ اب بھی بعض بعض جرائم میں عیسائی سب سے اول

نمبر پر ہیں۔ اس ام الجبائٹ شراب کی نسبت ہی دیکھئے کہ صرف ایک شہر لنڈن میں شراب کی

اس قدر دکانیں ہیں کہ حساب کیا گیا کہ اگر ان کو ایک لائن میں لگائیں تو ۷۵ میل میں

آئیں۔ زانیہ عورتوں کی انگلستان میں اس قدر کثرت ہے کہ خاص لنڈن میں ایک لاکھ سے

کچھ زیادہ ہوں گی اور جو خفیہ طور پر پاک دامن لیڈیوں کی بہادری سے ولد الحرام پیدا ہوتے

ہیں بعض نے حساب کیا ہے کہ وہ فیصدی ۷۵ ہیں۔ قمار بازی کا وہ زور شور ہے کہ خدا کی پناہ

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس قوم کے دلوں سے عظمت الہی بالکل اٹھ گئی ہے۔ انسان کو خدا بنا

چھوڑا ہے۔ بدیوں کو نیکی سمجھ لیا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ مسیح کی خودکشی کے خیال نے ان کو ہلاک

کر دیا اور جس قدر تورات کے احکام بدکاریوں سے بچنے کے متعلق اور نیک راہوں پر چلنے

کے تھے کفارہ نے سب سے فراغت کر دی۔ اسلام سے اس قدر دشمنی ان لوگوں کو ہے جس

قدر شیطان کو دشمنی سچائی سے ہے کوئی ان میں سے غور نہیں کرتا کہ اسلام نے کون سی نئی بات

پیش کی جو قابل اعتراض ہے۔ موسیٰ نے کئی لاکھ بے گناہ بچے مار ڈالے کوئی عیسائی نہیں کہتا

کہ برا کام کیا۔ لیکن ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر تلوار اٹھائی

جنہوں نے پہلے تلوار اٹھائی۔ اور ان کو مارا جو پہلے بہت سے مسلمانوں کو مار چکے تھے مگر

پھر بھی آپ نہیں بلکہ اس وقت جب کہ انہوں نے خود تعاقب کیا اور خود چڑھائی کی نہ

بچوں کو مارا نہ بوڑھوں کو بلکہ جو مجرم ہو چکے تھے انہیں کو سزا دی گئی۔ یہ سزا عیسائیوں کو

بہت بری معلوم ہوتی ہے۔ جا بجا یہی سیا پا کرتے ہیں کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ

مارے بغض کے ان کے دل سیاہ ہو گئے۔ غضب کی بات ہے کہ عاجز انسان کو خدا کہہ کر ان

کا بدن نہیں کانپتا کچھ بھی باز پرس کے دن کا ان کو خوف نہیں آتا۔ اگر حضرت مسیح ایک دن

پہلے کسی صادق نبی نے بھی اس اعلیٰ شان کے کمال کا نمونہ نہیں دکھلایا کہ ایک طرف کتاب اللہ بھی آرام اور امن کے ساتھ پوری ہو جائے۔ اور دوسری طرف تکمیل نفوس بھی ہو اور بائیں ہمہ کفر کو ہر ایک پہلو سے شکست اور اسلام کو ہر ایک پہلو سے فتح ہو۔

اور پھر دوسری جگہ فرمایا کہ <sup>☆</sup> إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ

بقیہ حاشیہ: کے لئے زندہ ہو کر آ جائیں اور کہا جائے کہ دیکھو یہ تمہارا خدا۔ ان سے ذرہ مصافحہ تو کیجئے تو شرم میں غرق ہو جائیں۔ کبخت مخلوق پرستوں نے عاجز بندوں کے مرنے کے بعد کیا کیا ان کو بنا ڈالا حیا نہیں۔ خدا تعالیٰ کا خوف نہیں یہ بھی نہیں سوچتے کہ مسیح نے پہلے نبیوں سے بڑھ کر کیا دکھلایا۔ خدائی کی مد میں کون سے کام کئے۔ کیا یہ کام خدائی کے تھے کہ ساری رات آنکھوں میں سے رو رو کر نکالی پھر بھی دعا منظور نہ ہوئی۔ ایلی ایلی کہتے جان دی۔ باپ کو کچھ بھی رحم نہ آیا۔ اکثر پیشین گویاں پوری نہ ہوئیں معجزات پر تالاب نے دھبہ لگایا۔ فقہیوں نے پکڑا اور خوب پکڑا اور کچھ پیش نہ گئی۔ ایلیا کی تاویل میں کچھ عمدہ جواب بن نہ پڑا۔ اور پیشگوئی کو اپنے ظاہر الفاظ پر پورا کرنے کے لئے ایلیا کو زندہ کر کے دکھلانے کا اور لہما سبقتنی کہہ کر بصد حسرت اس عالم کو چھوڑا ایسے خدا سے تو ہندوؤں کا خدا رام چندر ہی اچھا رہا جس نے جیتے جی راون سے اپنا بدلہ لے لیا اور نہ چھوڑا جب تک اس کو ہلاک نہ کیا اور اس کے شہر کو جلا نہ دیا۔ ہاں کفارہ کا ڈھکوسلہ پیچھے سے بنایا گیا مگر دیکھنا چاہیے کہ اس سے فائدہ کیا ہوا عیسائیوں پر تو اور بھی گناہ کا بھوت سوار ہو گیا۔ کون سے بدی ہے جس سے وہ رک گئے۔ کون سی ناپاکی ہے جس میں وہ گرفتار نہ ہوئے افسوس کہ خود کشی یوں ہی برباد گئی۔ منہ

☆ حاشیہ: اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں نہایت درجہ کا یہ جوش تھا کہ میں اپنی زندگی میں اسلام کا زمین پر پھیلنا دیکھ لوں اور یہ بات بہت ہی ناگوار تھی کہ حق کو زمین پر قائم کرنے سے پہلے سفر آخرت پیش آوے سو خدا تعالیٰ اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشخبری دیتا

فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا۔ یعنی جبکہ آنے والی مدد اور فتح آگئی جس کا وعدہ دیا گیا تھا اور تو نے دیکھ لیا کہ لوگ فوج در فوج دین اسلام میں داخل ہوتے جاتے ہیں۔ پس خدا کی حمد اور تسبیح کر یعنی یہ کہہ کہ یہ جو ہوا وہ مجھ سے نہیں بلکہ اس کے فضل اور کرم اور تائید سے ہے اور الوداعی استغفار کر کیونکہ وہ رحمت کے ساتھ بہت ہی رجوع کرنے والا ہے۔ استغفار کی تعلیم جو نبیوں کو دی جاتی ہے اس کو عام لوگوں کے گناہ میں داخل کرنا عین حماقت ہے۔ بلکہ دوسرے لفظوں میں یہ لفظ اپنی نیستی اور تذلل اور کمزوری کا اقرار اور مدد طلب کرنے کا متواضعانہ طریق ہے چونکہ اس سورۃ میں فرمایا گیا ہے کہ جس کام کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے وہ پورا ہو گیا یعنی یہ کہ ہزار ہا لوگوں نے دین اسلام قبول کر لیا۔ اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی طرف بھی اشارہ ہے۔ چنانچہ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک برس کے اندر فوت ہو گئے پس ضرور تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے نزول سے جیسا کہ خوش ہوئے تھے غمگین بھی ہوں کیونکہ باغ تو لگایا گیا مگر ہمیشہ کی آب پاشی کا کیا انتظام ہوا سو خدا تعالیٰ نے اسی غم کے دور کرنے کے لئے استغفار کا حکم دیا۔ کیونکہ لغت میں ایسے ڈھانکنے کو کہتے ہیں جس سے انسان آفات سے محفوظ رہے۔ اسی وجہ سے مغفّر جو خود کے معنی رکھتا ہے اسی میں سے نکالا گیا ہے اور مغفرت مانگنے سے یہ مطلب ہوتا ہے کہ

**بقیہ حاشیہ:** ہے کہ دیکھ میں نے تیری مراد پوری کر دی اور کم و بیش اس مراد کا ہریک نبی کو خیال تھا مگر چونکہ

اس درجہ کا جوش نہیں تھا اس لئے نہ مسیح کو اور نہ موسیٰ کو یہ خوشخبری ملی بلکہ اسی کو ملی جس کے حق

میں قرآن میں فرمایا لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا هُومِينَ لَ

یعنی کیا تو اس غم سے ہلاک ہو جاوے گا کہ یہ لوگ کیوں ایمان نہیں لاتے۔ منہ

جس بلا کا خوف ہے یا جس گناہ کا اندیشہ ہے خدا تعالیٰ اس بلا یا اس گناہ کو ظاہر ہونے سے روک دے اور ڈھانکے رکھے سو اس استغفار کے ضمن میں یہ وعدہ دیا گیا کہ اس دین کے لئے غم مت کھا۔ خدا تعالیٰ اس کو ضائع نہیں کرے گا اور ہمیشہ رحمت کے ساتھ اس کی طرف رجوع کرتا رہے گا اور ان بلاؤں کو روک دے گا جو کسی ضعف کے وقت عائد حال ہو سکتی ہیں۔

اکثر نادان عیسائی مغفرت کی سچی حقیقت نہ دریافت کرنے کی وجہ سے یہ خیال کر لیتے ہیں کہ جو شخص مغفرت مانگے وہ فاسق اور گنہگار ہوتا ہے مگر مغفرت کے لفظ پر خوب غور کرنے کے بعد صاف طور پر سمجھ آ جاتا ہے کہ فاسق اور بدکار وہی ہے جو خدا تعالیٰ سے مغفرت نہیں مانگتا۔ کیونکہ جبکہ ہر ایک سچی پاکیزگی اسی کی طرف سے ملتی ہے اور وہی نفسانی جذبات کے طوفان سے محفوظ اور معصوم رکھتا ہے تو پھر خدا تعالیٰ کے راستباز بندوں کا ہر ایک طرفۃ العین میں یہی کام ہونا چاہیے کہ وہ اس حافظ اور عاصم حقیقی سے مغفرت مانگا کریں۔ اگر ہم جسمانی عالم میں مغفرت کا کوئی نمونہ تلاش کریں۔ تو ہمیں اس سے بڑھ کر اور کوئی مثال نہیں مل سکتی کہ مغفرت اس مضبوط اور ناقابل بند کی طرح ہے جو ایک طوفان اور سیلاب کے روکنے کے لئے بنایا جاتا ہے پس چونکہ تمام زور تمام طاقتیں خدا تعالیٰ کے لئے مسلم ہیں اور انسان جیسا کہ جسم کے رو سے کمزور ہے روح کے رو سے بھی ناتوان ہے اور اپنے شجرہ پیدائش کے لئے ہر ایک وقت اس لازوال ہستی سے آب پاشی چاہتا ہے جس کے فیض کے بغیر یہ جی ہی نہیں سکتا اس لئے استغفار مذکورہ معانی کے رو سے اس کے لازم حال پڑا ہے اور جیسا کہ چاروں طرف درخت اپنی ٹہنیاں چھوڑتا ہے گویا اردگرد کے چشمہ کی طرف اپنے ہاتھوں کو پھیلاتا ہے کہ اے چشمہ میری

مدد کرو اور میری سرسبزی میں کمی نہ ہونے دے اور میرے پھلوں کا وقت ضائع ہونے سے بچا یہی حال راستبازوں کا ہے۔ روحانی سرسبزی کے محفوظ اور سلامت رہنے کے لئے یا اس سرسبزی کی ترقیات کی غرض سے حقیقی زندگی کے چشمہ سے سلامتی کا پانی مانگنا بھی وہ امر ہے جس کو قرآن کریم دوسرے لفظوں میں استغفار کے نام سے موسوم کرتا ہے قرآن شریف کو سوچو اور غور سے پڑھو استغفار کی اعلیٰ حقیقت پاؤ گے اور ہم ابھی بیان کر چکے ہیں کہ مغفرت لغت کے رو سے ایسے ڈھانکنے کو کہتے ہیں جس سے کسی آفت سے بچنا مقصود ہے۔ مثلاً پانی درختوں کے حق میں ایک مغفرت کرنے والا عنصر ہے یعنی ان کے عیبوں کو ڈھانکتا ہے۔ یہ بات سوچ لو کہ اگر کسی باغ کو برس دو برس بالکل پانی نہ ملے تو اس کی کیا شکل نکل آئے گی کیا یہ سچ نہیں کہ اس کی خوبصورتی بالکل دور ہو جائے گی اور سرسبزی اور خوشنمائی کا نام و نشان نہیں رہے گا اور وہ وقت پر کبھی پھل نہیں لائے گا اور اندر ہی اندر جل جائے گا۔ اور پھول بھی نہیں آئیں گے بلکہ اس کے سبز سبز اور نرم نرم لہلہاتے ہوئے پتے چند روز ہی میں خشک ہو کر گر جائیں گے اور خشکی غالب ہو کر مجزوم کی طرح آہستہ آہستہ اس کے تمام اعضاء گرنے شروع ہو جائیں گے یہ تمام بلائیں کیوں اس پر نازل ہوں گی؟ اس وجہ سے کہ وہ پانی جو اس کی زندگی کا مدار تھا اس نے اس کو سیراب نہیں کیا اسی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ جلّ شانہ فرماتا ہے

كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ ۱۔ یعنی پاک

کلمہ پاک درخت کی مانند ہے پس جیسا کہ کوئی عمدہ اور شریف درخت

بغیر پانی کے نشوونما نہیں کر سکتا۔ اسی طرح راستباز انسان کے کلمات طیبہ جو اس کے منہ سے نکلتے ہیں اپنی پوری سرسبزی دکھلا نہیں سکتے اور نہ نشوونما کر سکتے ہیں جب تک وہ پاک چشمہ ان کی جڑوں کو استغفار کے نالے میں بہہ کر تر نہ کرے سو انسان کی روحانی زندگی استغفار سے ہے جس کے نالے میں ہو کر حقیقی چشمہ انسانیت کی جڑوں تک پہنچتا ہے اور خشک ہونے اور مرنے سے بچا لیتا ہے۔ جس مذہب میں اس فلسفہ کا ذکر نہیں وہ مذہب خدا تعالیٰ کی طرف سے ہرگز نہیں۔ اور جس شخص نے نبی یا رسول یا راستباز یا پاک فطرت کہلا کر اس چشمہ سے منہ پھیرا ہے۔ وہ ہرگز خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور ایسا آدمی خدا تعالیٰ سے نہیں بلکہ شیطان سے نکلا ہے کیونکہ شیطان مرنے کو کہتے ہیں پس جس نے اپنے روحانی باغ کو سرسبز کرنے کے لئے اس حقیقی چشمہ کو اپنی طرف کھینچا نہیں چاہا اور استغفار کے نالے کو اس چشمہ سے لبالب نہیں کیا وہ شیطان ہے یعنی مرنے والا ہے کیونکہ ممکن نہیں کہ کوئی سرسبز درخت بغیر پانی کے زندہ رہ سکے۔ ہر ایک متکبر جو اس زندگی کے چشمہ سے اپنے روحانی درخت کو سرسبز کرنا نہیں چاہتا وہ شیطان ہے اور شیطان کی طرح ہلاک ہوگا۔ کوئی راستباز نبی دنیا میں نہیں آیا جس نے استغفار کی حقیقت سے منہ پھیرا اور اس حقیقی چشمہ سے سرسبز ہونا نہ چاہا۔ ہاں سب سے زیادہ اس سرسبزی کو ہمارے سید و مولیٰ ختم المرسلین فخر الاولین والآخرین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگا اس لئے خدا نے اس کو اس کے تمام ہم منصبوں سے زیادہ سرسبز اور معطر کیا۔

پھر ہم اپنے پہلے مقصد کی طرف عود کر کے لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور قرآن کریم کی حقانیت پر اس دلیل سے نہایت اعلیٰ



واجلی ثبوت پیدا ہوتا ہے کہ آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے وقت میں دنیا میں بھیجے گئے کہ جب دنیا زبان حال سے ایک عظیم الشان مصلح کو مانگ رہی تھی اور پھر نہ مرے اور نہ مارے گئے جب تک کہ راستی کو زمین پر قائم نہ کر دیا ☆

☆ حاشیہ: اس جگہ بظاہر ایک اعتراض ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر ایک بت پرست کہے کہ گوہم قبول کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے بت پرستی کا استیصال ہوا لیکن ہم یہ قبول نہیں کرتے کہ بت پرستی بری تھی بلکہ ہم کہتے ہیں کہ یہی راہ راست تھا جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روک دیا۔ پس اس سے لازم آیا کہ آپ نے دنیا کی اصلاح نہ کی بلکہ صلاحیت کی راہ کو معدوم کر دیا۔ ایسا ہی اگر ایک مجوسی کہے کہ یہ تو میں مانتا ہوں کہ درحقیقت آنحضرت نے آتش پرستی کی رسم کو نابود کر دیا اور آفتاب پرستی کا بھی نام و نشان کھود دیا مگر میں یہ بات نہیں مانوں گا کہ یہ کام اچھا کیا بلکہ وہی سچی راہ تھی جس کو مٹا دیا۔ ایسا ہی اگر ایک عیسائی کہے کہ گو میں مانتا ہوں کہ آنحضرت نے عرب سے عیسائی عقیدہ کی بنیاد اٹھیر دی مگر میں اس بات کو اصلاح کی مد میں داخل نہیں کر سکتا کہ جو عیسیٰ اور اس کی والدہ کی پرستش سے منع کیا گیا اور صلیبوں اور تصویروں کو توڑ دیا گیا یہ کار خیر تھا بلکہ وہی راہ اچھی تھی جس کی مخالفت کی گئی۔ اسی طرح اگر قمار باز اور شراب خوار اور زانی اور لڑکیوں کے قتل کرنے والے اور بخیل یا بے جا خرچ کرنے والے اور طرح طرح کے ظلموں اور خیانتوں کو پسند کرنے والے اور چور اور اچکلے اور دھاڑ وی اپنے اپنے دلائل پیش کریں اور کہیں کہ اگرچہ ہم قبول کرتے اور مانتے ہیں کہ اسلام میں ہمارے فرقوں کا بہت ہی عمدہ تدارک کیا گیا ہے اور ہزار ہا چوروں کو سخت سخت سزائیں دے کر اکثر زمین کے حصہ سے ان کا شور و شر مٹا دیا۔ لیکن ہماری دانست میں ان پر ناحق ظلم کیا گیا وہ جان مار کر چوری کرتے اور خود خطرہ میں پڑ کر ڈاکہ مارتے تھے پس ان کا مال اس قدر محنت کے بعد حلال کے ہی حکم میں تھا ناحق ان کو ستایا گیا اور ایک پرانی رسم جو عبادت میں داخل تھی مٹا دی سوان سب فرقوں کا جواب یہ ہے کہ یوں تو کوئی شخص بھی ان فرقوں میں سے اپنے منہ سے اپنے تئیں قصور وار نہیں ٹھہرائے گا

جب نبوت کے ساتھ ظہور فرما ہوئے تو آتے ہی اپنی ضرورت دنیا پر ثابت کر دی۔ اور ہر ایک قوم کو ان کے شرک اور ناراستی اور مفسدانہ حرکات پر ملزم کیا جیسا کہ قرآن کریم اس سے بھرا ہوا ہے۔ مثلاً اسی آیت کو سوچ کر دیکھو جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

﴿۲۳﴾ تَبَرَّكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا ۝۱

**بقیہ حاشیہ:** لیکن بعض ان کے بعض پر گواہ ہیں۔ مثلاً ایک شخص رام چندر اور کرشن جی کا پوجا کرنے والا اور ان کو خدا ٹھہرانے والا اس بات سے تو کبھی باز نہیں آئے گا کہ وہ رام چندر اور کرشن کو انسان محض قرار دے بلکہ بار بار اسی بات پر زور دے گا کہ ان دونوں بزرگوں میں پریم آتما کی جوت تھی اور وہ باوجود انسان ہونے کے خدا بھی تھے اور اپنے اندر ایک جہت مخلوقیت کی رکھتے تھے۔ اور ایک جہت خالقیت کی اور مخلوقیت ان کی حادث تھی اور ایسا ہی مخلوقیت کے عوارض بھی یعنی مرنا اور دکھ اٹھانا یا کھانا پینا سب حادث تھے۔ مگر خالقیت ان کی قدیم ہے اور خالقیت کی صفات بھی قدیم لیکن اگر ان کو کہا جائے کہ اے بھلے مانسوا اگر یہی بات ہے تو ابن مریم کی خدائی کو بھی مان لو اور بے چارے عیسائی جو دن رات یہی سیا کر رہے ہیں ان کی بھی تو کچھ خاطر رکھو کہ چون آج اب از سرگدشت چہ نیزہ چہ بالشت۔ تب وہ حضرت مسیح کی اس قدر بدتہذیبی سے تکذیب کرتے ہیں کہ خدائی تو بھلا کون مانے اس غریب کو نبوت سے بھی جواب دیتے ہیں بلکہ بسا اوقات گالیوں تک نبوت پہنچاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کو سری مہاراج برہم مورت رام چندر جی اور کرشن گوپال رو در سے کیا نسبت وہ تو ایک آدمی تھا جس نے پیغمبری کا جھوٹا دعویٰ کیا کہاں سری مہاراج کرشن جی اور کہاں عیسیٰ مریم کا پوتر۔ اور تعجب ہے کہ اگر عیسائیوں کے پاس ان دونوں مہاتما اوتاروں کا ذکر کیا جائے تو وہ بھی ان کی خدائی نہیں مانتے بلکہ بے ادبی سے باتیں کرتے ہیں حالانکہ دنیا میں خدائی کی پہلے پہل بنا ڈالنے والے یہی دونوں بزرگ ہیں اور چھوٹے چھوٹے خداؤں کے مورث اعلیٰ اور ابن مریم وغیرہ تو پیچھے سے نکلے ان کی شاخیں ہیں اور عیسائی مسیح کے خدا بنانے میں انہیں لوگوں کے نقش قدم پر چلے ہیں جنہوں نے ان مہاتماؤں کو خدا

یعنی وہ بہت ہی برکت والا ہے۔ جس نے قرآن شریف کو اپنے بندہ پر اس غرض سے اتارا کہ تمام جہان کو ڈرانے والا ہو یعنی تان کی بدراہی اور بد عقیدگی پر ان کو متنبہ کرے۔ پس یہ آیت بصراحت اس بات پر دلیل ہے کہ قرآن کا یہی دعویٰ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے وقت میں تشریف لائے تھے جبکہ تمام دنیا اور تمام قومیں بگڑ چکی تھیں اور مخالف قوموں نے اس دعویٰ کو نہ صرف اپنی خاموشی

بقیہ حاشیہ: بنایا جیسا کہ قرآن کریم اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے دیکھو آیت **قَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرُ ابْنُ اللَّهِ وَقَالَتِ النَّصْرَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ذَلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ قَتَلْتَهُمُ اللَّهُ أَنْى يُؤْفَكُونَ**۔<sup>۱</sup>

﴿۲۲﴾

الجزء نمبر ۱ یعنی یہود نے کہا کہ عزیر خدا کا بیٹا ہے اور عیسائیوں نے کہا کہ مسیح خدا کا بیٹا ہے یہ سب ان کے منہ کی باتیں ہیں یہ لوگ ان لوگوں کی ریس کرتے ہیں جو ان سے پہلے انسانوں کو خدا بنا کر کافر ہو گئے۔ خدا کے ماروں نے کہاں سے کہاں پلٹا کھایا۔ سو یہ آیت صریح ہندویوں اور یونانیوں کی طرف اشارہ کر رہی ہے اور بتلا رہی ہے جو پہلے انسانوں کو انہیں لوگوں نے خدا قرار دیا۔ پھر عیسائیوں کی بد قسمتی سے یہ اصول ان تک پہنچ گئے۔ تب انہوں نے کہا کہ ہم ان قوموں سے کیوں پیچھے رہیں اور ان کی بدبختی سے توریث میں پہلے سے یہ محاورہ تھا کہ انسانوں کو بعض مقامات میں خدا کے بیٹے قرار دیا تھا بلکہ خدا کی بیٹیاں بھی بلکہ بعض گذشتہ لوگوں کو خدا بھی کہا گیا تھا۔ اس عام محاورہ کے لحاظ سے مسیح پر بھی انجیل میں ایسا ہی لفظ بولا گیا پس وہی لفظ نادانوں کے لئے زہر قاتل ہو گیا تمام بائبل دہائی دے رہی ہے کہ یہ لفظ ابن مریم سے کچھ خاص نہیں ہر ایک نبی اور راستباز پر بولا گیا ہے بلکہ یعقوب نخست زادہ کہلایا ہے مگر بدقسمت انسان جب کسی پیچ میں پھنس جاتا ہے تو پھر اس سے نکل نہیں سکتا پھر عجیب تر یہ کہ جو کچھ مسیح کی خدائی کے لئے قواعد بیان کئے گئے ہیں کہ وہ خدا بھی ہے انسان بھی یہ تمام قواعد کرشن اور رام چندر کے لئے ہندوؤں کی کتابوں میں پہلے سے موجود ہیں اور اس نئی

﴿۲۴﴾ سے بلکہ اپنے اقراروں سے مان لیا ہے پس اس سے بدآہت نتیجہ نکلا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درحقیقت ایسے وقت میں آئے تھے جس وقت میں ایک سچے اور کامل نبی کو آنا چاہیے۔ پھر جب ہم دوسرا پہلو دیکھتے ہیں کہ آنجناب صلعم کس وقت واپس بلائے گئے تو قرآن صاف اور صریح طور پر ہمیں خبر دیتا ہے کہ ایسے وقت میں

﴿۲۵﴾ **بقیہ حاشیہ:** تعلیم سے ایسے مطابق پڑے ہیں کہ ہم بجز اس کے اور کوئی بھی رائے ظاہر نہیں کر سکتے کہ یہ تمام ہندوؤں کے عقیدوں کی نقل کی گئی ہے۔ ہندوؤں میں ترے مورتی کا بھی عقیدہ تھا جس سے برہما۔ بشن۔ مہادیو کا مجموعہ مراد ہے۔ سو تمثیل ایسے عقیدے کا عکس کھینچا ہوا معلوم ہوتا ہے مگر عجیب بات یہ ہے کہ جو کچھ مسیح کے خدا بنانے کے لئے اور عقلی اعتراضوں سے بچنے کے لئے عیسائی لوگ جوڑ توڑ کر رہے ہیں اور مسیح کی انسانیت کو خدائی کے ساتھ ایسے طور سے پیوند دے رہے ہیں جس سے ان کی غرض یہ ہے کہ کسی طرح عقلی اعتراضوں سے بچ جائیں اور پھر بھی وہ کسی طرح بچ بھی نہیں سکتے اور آخر اسرار الہی میں داخل کر کے پیچھا چھوڑاتے ہیں یعنی یہی نقشہ ان ہندوؤں کا ہے جو رام چندر اور کرشن کو ایشر قرار دیتے ہیں یعنی وہ بھی یعنی وہی باتیں سناتے ہیں جو عیسائی سنایا کرتے ہیں اور جب ہر ایک پہلو سے عاجز آجاتے ہیں۔ تب کہتے ہیں کہ یہ ایک ایشر کا بھید ہے اور انہیں پرکھتا ہے جو جوگ کھاتے اور دنیا کو تیاگتے اور تپسیا کرتے ہیں لیکن یہ لوگ نہیں جانتے کہ یہ بھید تو اسی وقت کھل گیا جبکہ ان جھوٹے خداؤں نے اپنی خدائی کا کوئی ایسا نمونہ نہ دکھلایا جو انسان نے نہ دکھلایا ہو۔ سچ ہے کہ گرتھوں میں یہ قصے بھرے پڑے ہیں کہ ان اوتاروں نے بڑی بڑی شکتی کے کام کئے ہیں مردے جلانے اور پہاڑوں کو سر پر اٹھالیا۔ لیکن اگر ہم ان کہانیوں کو سچ مان لیں تو یہ لوگ خود قائل ہیں کہ بعض ایسے لوگوں نے بھی کرشمے دکھائے جنہوں نے خدائی کا دعویٰ نہیں کیا۔ مثلاً ذرہ سوچ کر دیکھ لو کہ کیا مسیح کے کام موسیٰ کے کاموں سے بڑھ کر تھے بلکہ مسیح کے نشانوں کو تو تالاب کے قصہ نے خاک میں ملا دیا کیا آپ لوگ

بلانے کا حکم ہوا کہ جب اپنا کام پورا کر چکے تھے یعنی اس وقت کے بعد بلائے گئے جبکہ یہ آیت نازل ہو چکی کہ مسلمانوں کے لئے تعلیم کا مجموعہ کامل ہو گیا اور جو کچھ ضروریات دین میں نازل ہونا تھا وہ سب نازل ہو چکا اور نہ صرف یہی بلکہ یہ بھی خبر دی گئی کہ خدا تعالیٰ کی تائیدیں بھی کمال کو پہنچ گئیں اور جوق در جوق ﴿۲۵﴾

**بقیہ حاشیہ:** معجزہ نماتالاب سے واقف نہیں جو اسی زمانہ میں تھا اور کیا اسرائیل میں ایسے نبی نہیں گذرے جن کے بدن کے چھونے سے مُردے زندہ ہوئے پھر خدائی کی نشانی مارنے کے لئے کون سے وجوہات ہیں جائے شرم!!!

اور اگرچہ ہندوؤں نے اپنے اوتاروں کی نسبت شکتی کے کام بہت لکھے ہیں اور خواہ نخواستہ ان کو پر میشر ثابت کرنا چاہا ہے مگر وہ قصے بھی عیسائیوں کے بے ہودہ قصوں سے کچھ کم نہیں ہیں اور اگر فرض بھی کریں کہ کچھ ان میں سے صحیح بھی ہے۔ تب بھی عاجز انسان جو ضعف اور ناتوانی کا خمیر رکھتا ہے۔ پر میشر نہیں ہو سکتا اور احیاء حقیقی تو خود باطل اور الہی کتابوں کے مخالف۔ ہاں اعجازی احیاء جس میں دنیا کی طرف رجوع کرنا اور دنیا میں پھر آباد ہونا نہیں ہوتا۔ ممکن تو ہے مگر خدائی کی دلیل نہیں کیونکہ اس کے مدعی عام ہیں مردوں سے باتیں کر دینے والے بہت گذرے ہیں مگر یہ طریق کشف قبور کے قسم میں سے ہے۔ ہاں ہندوؤں کو عیسائیوں پر ایک فضیلت بے شک ہے۔ اس کے بلاشبہ ہم قائل ہیں اور وہ یہ ہے کہ وہ بندوں کو خدا بنانے میں عیسائیوں کے پیشرو ہیں۔ انہیں کے ایجاد کی عیسائیوں نے بھی پیروی کی۔ ہم کسی طرح اس بات کو چھپا نہیں سکتے کہ جو کچھ عیسائیوں نے عقلی اعتراضوں سے بچنے کے لئے باتیں بنائی ہیں یہ باتیں انہوں نے اپنے دماغ سے نہیں نکالیں بلکہ شاستروں اور گرتھوں میں سے چرائی ہیں یہ تمام تو وہ طوفان پہلے ہی سے برہمنوں نے کرشن اور رام چندر کے لئے بنا رکھا تھا جو عیسائیوں کے کام آیا پس یہ خیال بدیہی البطلان ہے کہ شائد ہندوؤں نے عیسائیوں کی کتابوں میں سے ﴿۲۶﴾

لوگ دین اسلام میں داخل ہو گئے۔ اور یہ آیتیں بھی نازل ہو گئیں کہ خدا تعالیٰ نے ایمان اور تقویٰ کو ان کے دلوں میں لکھ دیا اور فسق اور فجور سے انہیں بیزار کر دیا اور پاک اور نیک اخلاق سے وہ متصف ہو گئے اور ایک بھاری تبدیلی ان کے اخلاق

بقیہ حاشیہ: چرایا ہے کیونکہ ان کی تہذیبیں اس وقت کی ہیں کہ جب حضرت عیسیٰ کا وجود بھی دنیا میں نہیں تھا۔ پس ناچار ماننا پڑا کہ چور عیسائی ہی ہیں چنانچہ پوٹ صاحب بھی اس بات کے قائل ہیں کہ ”تثلیث افلاطون کے لئے ایک غلط خیال کی پیروی کا نتیجہ ہے مگر اصل یہ ہے کہ یونان اور ہند اپنے خیالات میں مرابا متقابلہ کے طرح تھے۔ قریب قیاس یہ ہے کہ یہ شرک کے انبار پہلے ہند سے ویدودیا کی صورت میں یونان میں گئے۔ پھر وہاں سے نادان عیسائیوں نے چراچرا کر انجیل پر حاشیے چڑھائے اور اپنا نامہ اعمال درست کیا۔“

اب ہم اصل معنوں کی طرف توجہ کر کے لکھتے ہیں کہ جبکہ ان تمام فرقوں میں سے ایک فرقہ دوسرے فرقہ کا مذہب ہے تو اس میں کچھ شک نہیں کہ ہر ایک ان میں سے اپنی رائے میں دنیا کی اصلاح اس بات میں دیکھتا ہے کہ اس کے مخالف فرقہ کا اعتقاد ناہو۔ اور اس بات کا قائل ہے کہ اس کے مخالف کا عقیدہ نہایت خراب اور غیر صحیح ہے۔ پس جبکہ ہر ایک فرقہ اپنے مخالف پر نظر ڈال کر اس خرابی کو مان رہا ہے تو اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہر ایک فرقہ کو بالضرورت اقرار کرنا پڑا ہے کہ درحقیقت آپ کے ہاتھ سے دنیا کی عام اصلاح ظہور میں آئی۔ اور آپ درحقیقت مصلح اعظم تھے۔ ماسوا اس کے ہر ایک فرقہ کے محقق اس بات کا اقرار رکھتے ہیں کہ درحقیقت ان کے مذہب کے لوگ اس زمانہ میں سخت بدچلن اور بدراہیوں میں مبتلا ہو گئے تھے۔ چنانچہ اس زمانہ کی بدچلنی اور خراب حالت کے بارے میں پادری فنڈل میزبان الحق میں اور محقق پوٹ اپنی کتاب میں اور پادری جیمس کیمرن لیس اپنے لیکچر مطبوعہ مئی ۱۸۸۲ء میں اس بات کے قائل ہیں۔ ماسوا اس کے حقیقی نیکی اور راہ راست کو پہچاننے والے جانتے ہیں کہ یہ تمام فرقے ایک تاریکی کے گڑھے میں پڑے

﴿۲۶﴾

اور چلن اور روح میں واقع ہوگئی تب ان تمام باتوں کے بعد سورۃ النصر نازل ہوئی جس کا ما حاصل یہی ہے کہ نبوت کے تمام اغراض پورے ہو گئے اور اسلام دلوں پر فتح یاب ہو گیا۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عام طور پر اعلان دے دیا کہ یہ سورت میری وفات کی طرف اشارہ کرتی ہے بلکہ اس کے بعد

بقیہ حاشیہ: ہوئے ہیں اور ان خداؤں میں سے کوئی بھی واقعی اور سچا خدا نہیں جن لوگوں کو ان

نادانوں نے خدا سمجھ رکھا ہے کیونکہ واقعی طور پر خدا ہونے کی یہ نشانی تھی کہ اس کی عظمت اور جلال اس کے واقعات زندگی سے ایسے طور سے ظاہر ہوتی ہو جیسا کہ آسمان اور زمین ایک سچے اور جلیل خدا کی عظمت ظاہر کر رہا ہے مگر ان عاجز اور مصیبت زدہ خداؤں میں یہ نشانی قطعاً مفقود ہے کیا عقل سلیم اس بات کو قبول کر لے گی کہ ایک مرنے والا اور خود کمزور کسی پہلو سے خدا بھی ہے حاشا وکلا ہرگز نہیں بلکہ سچا خدا وہی خدا ہے جس کی غیر متبدل صفات قدیم سے آئینہ عالم میں نظر آ رہی ہیں اور جس کو ان باتوں کی حاجت نہیں کہ کوئی اس کا بیٹا ہو اور خود کشی کرے۔ تب لوگوں کو اس سے نجات ملے بلکہ نجات کا سچا طریق قدیم سے ایک ہی ہے جو حدوث اور بناوٹ سے پاک ہے جس پر چلنے والے حقیقی نجات کو اور اس کے ثمرات کو

﴿۲۸﴾

اسی دنیا میں پالیتے ہیں۔ اور اس کے سچے نمونے اپنے اندر دیکھتے ہیں یعنی وہ سچا طریق یہی ہے کہ الہی منادی کو قبول کر کے اس کے نقش قدم پر ایسا چلیں کہ اپنی نفسانی ہستی سے مر جائیں اور اسی طرح اپنے لئے آپ فدیہ دیں اور یہی طریق ہے جو خدا تعالیٰ نے ابتدا سے حق کے طالبوں کی فطرت میں رکھا ہے اور قدیم سے اور جب سے کہ انسان بنایا گیا ہے اور اس روحانی قربانی کا سامان اس کو عطا کر دیا گیا ہے اور اس کی فطرت

☆نوٹ: یہ اقرار پنڈت دیانند نے بھی اپنی ستیا رتھ پرکاش میں کیا ہے اور پنڈت جی قائل ہیں کہ

آریہ ورت اُس زمانہ میں مورتی پوجن میں غرق تھا۔ منہ

حج کیا اور اس کا نام حجۃ الوداع رکھا اور ہزار ہا لوگوں کی حاضری میں ایک اونٹنی پر سوار ہو کر ایک لمبی تقریر کی اور کہا کہ سنو! اے خدا کے بندو! مجھے میرے رب کی طرف سے یہ حکم ملے تھے کہ تا میں یہ سب احکام تمہیں پہنچا دوں پس کیا تم گواہی دے سکتے ہو کہ یہ سب باتیں میں نے تمہیں پہنچا دیں۔ تب ساری قوم نے

﴿۲۷﴾

**بقیہ حاشیہ:** اس سامان کو اپنے ساتھ لائی ہے اور اسی پر متنبہ کرنے کے لئے ظاہری قربانیاں بھی رکھی گئیں۔ یہ وہ واقعی حقیقت ہے۔ جس کو کوئٹہ اندیش اور بد قسمت ہندوؤں اور عیسائیوں نے نہیں سمجھا اور روحانی حقیقتوں پر غور نہیں کی اور نہایت بد اور مکروہ اور تاریک خیالات میں پڑ گئے۔ میں نے کبھی کسی چیز پر ایسا تعجب نہیں کیا جیسا کہ ان لوگوں کی حالت پر تعجب کرتا ہوں کہ جو کامل اور زندہ اور حسی و قیوم خدا کو چھوڑ کر ایسے بے ہودہ خیالات کے پیرو ہیں اور ان پر ناز کرتے ہیں۔

پھر ہم اصل مطلب کی طرف عود کر کے کہتے ہیں کہ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اصلاح نہایت وسیع اور عام اور مسلم الطوائف ہے۔ اور یہ مرتبہ اصلاح کا کسی گذشتہ نبی کو نصیب نہیں ہوا۔ اور اگر کوئی عرب کی تاریخ کو آگے رکھ کر سوچے تو اسے معلوم ہوگا کہ اس وقت کے بت پرست اور عیسائی اور یہودی کیسے متعصب تھے اور کیونکر ان کی اصلاح کی صد ہا سال سے نومیدی ہو چکی تھی۔ پھر نظر اٹھا کر دیکھئے کہ قرآنی تعلیم نے جو ان کے بالکل مخالف تھے کیسی نمایاں تاثیریں دکھلائیں اور کیسی ہریک بد اعتقادی اور ہریک بد کاری کا استیصال کیا۔ شراب کو جو امّ الخبائث ہے دور کیا۔ قمار بازی کی رسم کو موقوف کیا دختر کشی کا استیصال کیا اور جو انسانی رحم اور عدل اور پاکیزگی کے برخلاف عادات تھیں سب کی اصلاح کی۔ ہاں مجرموں نے اپنے جرموں کی سزائیں بھی پائیں جن کے پانے کے وہ سزاوار تھے۔ پس اصلاح کا امر ایسا امر نہیں ہے جس سے کوئی انکار کر سکے۔ اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ اس زمانہ کے بعض حق پوش پادریوں نے جب دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے اس قدر عام اصلاح ہوئی کہ اس کو کسی طرح چھپا نہیں سکتے اور اس کے مقابل پر جو مسیح نے اپنے

﴿۲۹﴾



بآواز بلند تصدیق کی کہ ہم تک یہ سب پیغام پہنچائے گئے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ آسمان کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اے خدا ان باتوں کا گواہ رہ اور پھر فرمایا کہ یہ تمام تبلیغ اس لئے مقرر کی گئی کہ شاید آئندہ سال میں تمہارے ساتھ نہیں ہونگا۔ اور پھر دوسری مرتبہ تم مجھے اس جگہ نہیں پاؤ گے۔ تب مدینہ میں جا کر دوسرے سال میں فوت ہو گئے اللہم صل علیہ وبارک وسلم درحقیقت یہ

﴿۲۸﴾

**بقیہ حاشیہ:** وقت میں اصلاح کی وہ بیچ ہے تو ان پادریوں کو فکر پڑی کہ گمراہوں کو رو باصلاح کرنا اور

بدکاروں کو نیکی کے رنگ میں لانا جو اصل نشانی سچے نبی کی ہے۔ وہ جیسا کہ اکمل اور اتم طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور میں آئی مسیح کی اصلاح میں کوئی بھی اس کی نسبت نہیں پائی جاتی تو انہوں نے اپنے دجالی فریبوں کے ساتھ آفتاب پر خاک ڈالنا چاہا تو ناچار جیسا کہ پادری جیسے کیمرن لیس نے اپنے لیکچر میں شائع کیا ہے۔ جاہلوں کو اس طرح پر دھوکا دیا کہ وہ لوگ پہلے سے صلاحیت پذیر ہونے کے مستعد تھے اور بت پرستی اور شرک ان کی نگاہوں میں حقیر ٹھہر چکا تھا۔ لیکن اگر ایسی رائے ظاہر کرنے والے اپنے اس خیال میں سچے ہیں تو انہیں لازم ہے کہ اپنے اس خیال کی تائید میں ویسا ہی ثبوت دیں جیسا کہ قرآن کریم ان کے مخالف ثبوت دیتا ہے یعنی فرماتا ہے کہ **إِعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحِيحُ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا**۔

اور ان سب کو مردے قرار دے کر ان کا زندہ کیا جانا محض اپنی طرف منسوب کرتا ہے اور جا بجا کہتا ہے کہ وہ ضلالت کے زنجیروں میں پھنسے ہوئے تھے ہم نے ہی ان کو رہائی دی وہ اندھے تھے ہم نے ہی ان کو سوجا کھا کیا۔ وہ تاریکی میں تھے ہم نے ہی نور بخشا اور یہ باتیں پوشیدہ نہیں کہیں بلکہ قرآن ان سب کے کانوں تک پہنچا اور انہوں نے ان بیانات کا انکار نہ کیا اور کبھی یہ ظاہر نہ کیا کہ ہم تو پہلے ہی سے مستعد تھے قرآن کا ہم پر کچھ احسان نہیں۔ پس اگر ہمارے مخالفوں کے پاس کوئی مخالفانہ تحریر اپنے بیان کی تائید میں ایسی ہو جو قرآن کریم کے ہم پہلو تیسرے سو برس سے چلی آتی ہو تو وہ پیش کر دیں ورنہ ایسی باتیں صرف عیسائی سرشت کا افترا ہے اس سے زیادہ نہیں یہ تو جیسے کا قول ہے کہ جو کتاب مذاہب عالم میں شائع ہوا ہے مگر

﴿۳۰﴾

تمام اشارات قرآن شریف ہی سے مستنبط ہوتے ہیں جس کی تصدیق اسلام کی متفق علیہ تاریخ سے بہ تفصیل تمام ہوتی ہے۔

**بقیہ حاشیہ:** بعض عیسائی پادریوں نے اس سے بھی بڑھ کر حقیقت منہی کا جو ہر دکھلایا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ درحقیقت اصلاح کچھ چیز ہی نہیں اور نہ کبھی کسی کی اصلاح ہوئی۔ توریت کی تعلیم اصلاح کے لئے نہیں تھی بلکہ اس ایما کے لئے کہ گناہ گار انسان خدا کے احکام پر چل نہیں سکتا اور انجیل کی تعلیم بھی اسی مدعا سے تھی۔ ورنہ طمانچہ کھا کر دوسری گال بھی پھیر دینا نہ کبھی ہوا نہ ہوگا اور کہتے ہیں کہ کیا مسیح کوئی جدید تعلیم لے کر آیا تھا اور پھر آپ ہی جواب دیتے ہیں کہ انجیل کی تعلیم تو پہلے ہی سے توریت میں موجود تھی۔ اور بائبل کے متفرق مقامات جمع کرنے سے انجیل بن جاتی ہے پھر مسیح کیوں آیا تھا؟ اس کا جواب دیتے ہیں کہ صرف خودکشی کے لئے نگر تعجب کہ خودکشی سے بھی مسیح نے جی چرایا اور ایلسی ایلی لما سبقتنی منہ پر لایا۔ پھر یہ بھی تعجب کا مقام ہے کہ زید کی خودکشی سے بکر کو کیا حاصل ہوگا اگر کسی کا کوئی عزیز اس کے گھر میں بیمار ہو اور وہ اس کے غم سے چھری مار لے تو کیا وہ عزیز اس ناکار حرکت سے اچھا ہو جائے گا۔ یا اگر مثلاً کسی کے بیٹے کو درد تو لجن ہے تو اس کا باپ اس کے غم میں اپنا سر پتھر سے پھوڑ لے تو کیا اس احمقانہ حرکت سے بیٹا اچھا ہو جائے گا۔

اور یہ بھی سمجھ نہیں آتا کہ زید کوئی گناہ کرے اور بکر کو اس کے عوض سولی پر کھینچا جائے یہ عدل ہے یا رحم کوئی عیسائی ہم کو بتلاوے ہم اس کے اقراری ہیں کہ خدا کے بندوں کی بھلائی کے لئے جان دینا یا جان دینے کے لئے مستعد ہونا ایک اعلیٰ اخلاقی حالت ہے لیکن سخت حماقت ہی ہوگی کہ خودکشی کی بے جا حرکت کو اس مد میں داخل کیا جائے۔ ایسی خودکشی تو سخت حرام ہے اور نادانوں اور بے صبروں کا کام ہے۔ ہاں جاں فشانی کا پسندیدہ طریق اس کامل مصلح کی لائف میں چمک رہا ہے جس کا نام محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ منہ

اب کیا دنیا میں کوئی عیسائی یا یہودی یا آریہ اپنے کسی ایسے مصلح کو بطور نظیر پیش کر سکتا ہے۔ جس کا آنا ایک عام اور اشد ضرورت پر مبنی ہو اور جانا اس غرض کی تکمیل کے بعد ہو اور ان مخالفوں کو اپنی ناپاک حالت اور بد عملیوں کا خود اقرار ہو جن کی طرف وہ رسول بھیجا گیا ہو۔ میں جانتا ہوں کہ یہ ثبوت بجز اسلام کے کسی کے پاس موجود نہیں۔ ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰؑ صرف فرعون کی سرکوبی کے لئے اور اپنی قوم کو چھڑانے کے لئے اور نیز راہ راست دکھلانے کے لئے آئے تھے سارے جہان کے فساد یا عدم فساد کی ان کو کچھ غرض نہیں تھی اور یہ تو سچ ہے کہ فرعون کے ہاتھ سے انہوں نے اپنی قوم کو چھوڑا دیا مگر شیطان کے ہاتھ سے چھوڑا نہ سکے اور نیز وعدہ کے ملک تک ان کو پہنچا نہ سکے اور ان کے ہاتھ سے بنی اسرائیل کو تزکیہ نفس نصیب نہیں ہوا اور بار بار نافرمانیاں کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت موسیٰؑ فوت ہو گئے اور ان کا وہی حال تھا اور حضرت مسیح کے حواریوں کی حالت خود انجیل سے ظاہر ہے حاجت تصریح نہیں اور یہ بات کہ یہودی جن کے لئے حضرت مسیح نبی ہو کر آئے تھے کس قدر ان کی زندگی میں ہدایت پذیر ہو گئے تھے۔ یہ بھی ایک ایسا امر ہے کہ کسی پر پوشیدہ نہیں بلکہ اگر حضرت مسیح کی نبوت کو اس معیار سے جانچا جائے تو نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ان کی نبوت اس معیار کی رو سے کسی طرح ثابت نہیں ہو سکتی <sup>☆</sup> کیونکہ اوّل نبی کے لئے ضروری ہے کہ اس وقت آوے کہ جب فی الواقعہ اس اُمت

☆ نوٹ: عیسائی کفارہ پر بہت ناز رکھتے ہیں مگر عیسائی تاریخ کے واقف اس سے بے خبر نہیں کہ مسیح کی خود کشی سے پہلے جو عیسائیوں کے زعم میں ہی تھوڑے بہت عیسائی نیک چلن تھے مگر خود کشی کے بعد تو عیسائیوں کی بدکاریوں کا بند ٹوٹ گیا۔ کیا یہ کفارہ کی نسل جو اب یورپ میں موجود ہے اپنے چال و چلن میں ان لوگوں سے مشابہ ہے جو کفارہ سے پہلے مسیح کے ساتھ پھرتی تھی۔ منہ

کی حالت دینداری تباہ ہو گئی ہو جس کی طرف وہ بھیجا گیا ہے۔ لیکن حضرت مسیح یہود کو ایسا الزام کوئی بھی نہیں دے سکے جس سے ثابت ہوتا ہو کہ انہوں نے اپنے اعتقاد بدل ڈالے ہیں یا وہ چور اور زنا کار اور قمار باز وغیرہ ہو گئے ہیں یا انہوں نے توریت کو چھوڑ کر کسی اور کتاب کی پیروی اختیار کر لی ہے بلکہ خود گواہی دی کہ فقیہ اور فریسی موسیٰ کی گدی پر بیٹھے ہیں اور نہ یہود نے اپنے بدچلن اور بدکار ہونے کا اقرار کیا۔ پھر دوسرے سچے نبی کی سچائی پر یہ بھاری دلیل ہوتی ہے کہ وہ کامل اصلاح کا ایک بھاری نمونہ دکھلاوے پس جب ہم اس نمونہ کو حضرت مسیح کی زندگی میں غور کرتے ہیں اور دیکھنا چاہتے ہیں کہ انہوں نے کون سی اصلاح کی اور کتنے لاکھ یا ہزار آدمی نے ان کے ہاتھ پر توبہ کی تو یہ خانہ بھی خالی پڑا ہوا نظر آتا ہے۔ ہاں باراًں حواری ہیں۔ مگر جب ان کا اعمال نامہ دیکھتے ہیں تو دل کانپ اٹھتا ہے اور افسوس آتا ہے کہ یہ لوگ کیسے تھے کہ اس قدر اخلاص کا دعویٰ کر کے پھر ایسی ناپاکی دکھلاویں جس کی نظیر دنیا میں نہیں۔ کیا تمیں روپیہ لے کر ایک سچے نبی اور پیارے رہنما کو خونوں کے حوالہ کرنا حواری کہلانے کی یہی حقیقت تھی کیا لازم تھا کہ پطرس جیسا حواریوں کا سردار حضرت مسیح کے سامنے کھڑے ہو کر ان پر لعنت بھیجے اور چند روزہ زندگی کے لئے اپنے مقتدا کو اس کے منہ پر گالیاں دے۔ کیا مناسب تھا کہ حضرت مسیح کے پکڑے جانے کے وقت میں تمام حواری اپنا اپنا راہ لیں اور ایک دم کے لئے بھی صبر نہ کریں۔ کیا جن کا پیارا نبی قتل کرنے کے لئے پکڑا جائے ایسے لوگوں کے صدق و صفا کے یہی نشان ہوا کرتے ہیں جو حواریوں نے اس وقت دکھلائے ان کے گذر جانے کے بعد مخلوق پرستوں نے باتیں بنائیں اور آسمان پر چڑھا دیا مگر جو کچھ انہوں نے اپنی زندگی میں اپنا ایمان دکھلایا وہ باتیں تو اب تک انجیلوں میں موجود ہیں غرض وہ دلیل جو نبوت اور

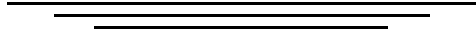
رسالت کے مفہوم سے ایک سچے نبی کے لئے قائم ہوتی ہے وہ حضرت مسیح کے لئے قائم نہیں ہو سکی۔ اگر قرآن شریف ان کی نبوت کا بیان نہ کرتا تو ہمارے لئے کوئی بھی راہ کھلی نہیں تھی کہ ہم ان کو سچے نبیوں کے سلسلہ میں داخل کر سکیں کیا جس کی یہ تعلیم ہو کہ میں ہی خدا ہوں اور خدا کا بیٹا اور بندگی اور فرمانبرداری سے آزاد اور جس کی عقل اور معرفت صرف اس قدر ہو کہ میری خودکشی سے لوگ گناہ سے نجات پا جائیں گے۔ ایسے آدمی کو ایک دم کے لئے بھی کہہ سکتے ہیں کہ وہ دانا اور راہ راست پر ہے مگر الحمد للہ کہ قرآنی تعلیم نے ہم پر یہ کھول دیا کہ ابن مریم پر یہ سب الزام جھوٹے ہیں۔ انجیل میں تثلیث کا نام و نشان نہیں۔ ایک عام محاورہ لفظ ابن اللہ کا جو پہلی کتابوں میں آدم سے لے کر اخیر تک ہزار ہا لوگوں پر بولا گیا تھا۔ وہی عام لفظ حضرت مسیح کے حق میں انجیل میں آ گیا پھر بات کا بتنگڑ بنایا گیا یہاں تک کہ حضرت مسیح اسی بات کی بنیاد پر خدا بھی بن گئے۔ حالانکہ نہ کبھی مسیح نے خدائی کا دعویٰ کیا اور نہ کبھی خودکشی کی خواہش ظاہر کی جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر ایسا کرتا تو راستبازوں کے دفتر سے اس کا نام کاٹا جاتا۔ یہ بھی مشکل سے یقین ہوتا ہے کہ ایسے شرمناک جھوٹ کی بنیاد حواریوں کے خیالات کی برگشتگی نے پیدا کی ہو کیونکہ گوان کی نسبت جیسا کہ انجیل میں بیان کیا گیا ہے یہ صحیح بھی ہو کہ وہ موٹی عقل کے آدمی اور جلد تر غلطی کھانے والے تھے۔ لیکن ہم اس بات کو قبول نہیں کر سکتے کہ وہ ایک نبی کے صحبت یافتہ ہو کر ایسے بے ہودہ خیالات کی جنس کو اپنی ہتھیلی پر لئے پھرتے تھے۔ مگر انجیل کے حواشی پر نظر غور کرنے سے اصل حقیقت یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ ساری چال بازی حضرت پولس کی ہے۔ جس نے پوپٹیکل چال بازوں کی طرح عمیق مکروں سے کام لیا ہے۔

غرض جس ابن مریم کی قرآن شریف نے ہم کو خبر دی ہے وہ اسی ازلی ابدی ہدایت

کا پابند تھا جو ابتدا سے بنی آدم کے لئے مقرر کی گئی ہے۔ لہذا اُس کی نبوت کے لئے قرآنی ثبوت کافی ہے گوا نجیل کے رو سے کتنے ہی شکوک و شبہات اس کی نبوت کے بارے میں پیدا ہوں۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اتَّبَعَ الْهُدٰی

راقم خاکسار

غلام احمد



ٹائٹل بار اول

وَلَمْ يَنْصُرُوا بَعْدَ ذَلِكَ فَاُولَئِكَ مَا كُنْتُمْ مِنْهُمْ سَبِيحًا  
بِشَخْصٍ مَظْلُومٍ هُوَ وَبَعْدَ تَقَامِ الْأَسْبَابِ كَوْنِ الزَّالِمِ تَمِيمِينَ

# لوز القرآن

نمبر ۲

بابت ماہ ستمبر اکتوبر نومبر دسمبر ۱۸۹۵ء و جنوری و فروری  
دماچ و اپریل ۱۸۹۶ء

خاکسار محمد سراج الحق جمالی  
نمبر ۲

مطبع ضیاء الاسلام تادیان بن اہتمام حکیم فضل دین صاحب  
مالک مطبع کے چھپی

قیمت پانچ روپے

جلد چھپی

## ناظرین کے لئے ضروری اطلاع

ہم اس بات کو افسوس سے ظاہر کرتے ہیں کہ ایک ایسے شخص کے مقابل پر یہ نمبر نور القرآن کا جاری ہوا ہے۔ جس نے بجائے مہذبانہ کلام کے ہمارے سید و مولا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت گالیوں سے کام لیا ہے اور اپنی ذاتی خباثت سے اس امام الطیبین و سید المطہرین پر سراسر افترا سے ایسی تہمتیں لگائی ہیں کہ ایک پاک دل انسان کا ان کے سننے سے بدن کانپ جاتا ہے۔ لہذا محض ایسے یا وہ لوگوں کے علاج کے لئے جو اب ترکی بہ ترکی دینا پڑا۔ ہم ناظرین پر ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ حضرت مسیح علیہ السلام پر نہایت نیک عقیدہ ہے اور ہم دل سے یقین رکھتے ہیں کہ وہ خدائے تعالیٰ کے سچے نبی اور اس کے پیارے تھے اور ہمارا اس بات پر ایمان ہے کہ وہ جیسا کہ قرآن شریف ہمیں خبر دیتا ہے اپنی نجات کے لئے ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر دل و جان سے ایمان لائے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے صدہا خادموں میں سے ایک مخلص خادم وہ بھی تھے۔ پس ہم ان کی حیثیت کے موافق ہر طرح ان کا ادب ملحوظ رکھتے ہیں لیکن عیسائیوں نے جو ایک ایسا یسوع پیش کیا ہے جو خدائی کا دعویٰ کرتا تھا اور بجز اپنے نفس کے تمام اولین آخرین کو لعنتی سمجھتا تھا یعنی ان بدکاریوں کا مرتکب خیال کرتا تھا جن کی سزا لعنت ہے ایسے شخص کو ہم بھی رحمت الہی سے بے نصیب سمجھتے ہیں قرآن نے ہمیں اس گستاخ اور بد زبان یسوع کی خبر نہیں دی اس شخص کی چال چلن پر ہمیں نہایت حیرت ہے جس نے خدا پر مرنا جائز رکھا اور آپ خدائی کا دعویٰ کیا۔ اور ایسے



پاکوں کو جو ہزار ہا درجہ اس سے بہتر تھے گالیاں دیں۔ سو ہم نے اپنی کلام میں ہر جگہ عیسائیوں کا فرضی یسوع مراد لیا ہے اور خدائے تعالیٰ کا ایک عاجز بندہ عیسیٰ ابن مریم جو نبی تھا جس کا ذکر قرآن میں ہے وہ ہمارے درشت مخاطبات میں ہرگز مراد نہیں اور یہ طریق ہم نے برابر چالیس برس تک پادری صاحبوں کی گالیاں سن کر اختیار کیا ہے۔ بعض نادان مولوی جن کو اندھے اور ناپینا کہنا چاہیے۔ عیسائیوں کو معذور رکھتے ہیں کہ وہ بے چارے کچھ بھی منہ سے نہیں بولتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ بے ادبی نہیں کرتے۔ لیکن یاد رہے کہ درحقیقت پادری صاحبان تحقیر اور توہین اور گالیاں دینے میں اول نمبر پر ہیں۔ ہمارے پاس ایسے پادریوں کی کتابوں کا ایک ذخیرہ ہے جنہوں نے اپنی عبارت کو صد ہا گالیوں سے بھر دیا ہے جس مولوی کی خواہش ہو وہ آ کر دیکھ لیوے اور یاد رہے کہ آئندہ جو پادری صاحب گالی دینے کے طریق کو چھوڑ کر ادب سے کلام کریں گے ہم بھی ان کے ساتھ ادب سے پیش آویں گے اب تو وہ اپنے یسوع پر آپ حملہ کر رہے ہیں۔ کہ کسی طرح سب و شتم سے باز ہی نہیں آتے ہم سنتے سنتے تھک گئے اگر کوئی کسی کے باپ کو گالی دے تو کیا اس مظلوم کا حق نہیں ہے کہ اس کے باپ کو بھی گالی دے اور ہم نے تو جو کچھ کہا واقعی کہا۔ وانما الاعمال بالنیات۔

خاکسار غلام احمد

۲۰ دسمبر ۱۸۹۵ء

رسالہ

## فتح مسیح

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَالسَّلَامُ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ

اما بعد واضح ہو کہ چونکہ پادری فتح مسیح متعین فتح گڑھ ضلع گورداسپور نے ہماری طرف ایک خط نہایت گندہ بھیجا اور اس میں ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر زنا کی تہمت لگائی اور سو اس کے اور بہت سے الفاظ بطریق سب و شتم استعمال کئے۔ اس لئے قرین مصلحت معلوم ہوا کہ اس کے خط کا جواب شائع کر دیا جاوے۔ لہذا یہ رسالہ لکھا گیا امید کہ پادری صاحبان اس کو غور سے پڑھیں اور اس کے الفاظ سے رنجیدہ خاطر نہ ہوں کیونکہ یہ تمام پیرایہ میاں فتح مسیح کے سخت الفاظ اور نہایت ناپاک گالیوں کا نتیجہ ہے۔ تاہم ہمیں حضرت مسیح علیہ السلام کی شان مقدس کا بہر حال لحاظ ہے۔ اور صرف فتح مسیح کے سخت الفاظ کے عوض ایک فرضی مسیح کا بالمقابل ذکر کیا گیا ہے اور وہ بھی سخت مجبوری سے کیونکہ اس نادان نے بہت ہی شدت سے گالیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نکالی ہیں اور ہمارا دل دکھایا ہے اور اب ہم اس کے خط کا جواب ذیل میں لکھتے ہیں۔ وَهُوَ هَذَا

مشفق پادری صاحب! بعد ماوجب اس وقت مجھے بہت کم فرصت ہے مگر میں نے جب آپ کا وہ خط دیکھا جو آپ نے اخویم مولوی عبدالکریم صاحب کے نام بھیجا تھا۔ مناسب سمجھا کہ اپنے اس رسالہ کی جو زیر تالیف ہے خود ہی آپ کو بشارت دوں تا آپ کو زیادہ تکلیف اٹھانے کی ضرورت نہ رہے۔ یاد رکھیں کہ رسالہ ایسا ہوگا کہ آپ بہت ہی خوش ہو جائیں گے۔ آپ کی ان مہربانیوں کی وجہ سے جو اب کی دفعہ آپ کے خط میں بہت ہی پائی جاتی ہیں۔ میں نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ اس رسالہ کی وجہ اشاعت صرف آپ ہی کی درخواست قرار دی جاوے کیونکہ جس مضمون کے لکھنے کے لئے اب ہم طیار ہیں اگر آپ کا یہ خط نہ آیا ہوتا جس میں جناب مقدس نبوی اور حضرت عائشہ صدیقہ اور سودہ کی نسبت آپ نے بدزبانی کی ہے۔ تو شاید وہ مضمون دیر کے بعد نکلتا یہ آپ کی بڑی مہربانی ہوئی کہ آپ ہی محرک ہو گئے۔ امید ہے کہ دوسرے پادری صاحبان آپ پر بہت ہی خوش ہوں گے اور کچھ تعجب نہیں کہ ہمارا رسالہ نکلنے کے بعد آپ کی کچھ ترقی بھی ہو جاوے۔ پادری صاحب ہمیں آپ کی حالت پر رونا آتا ہے کہ آپ زبان عربی سے تو بے نصیب تھے ہی مگر وہ علوم جو دینیات سے کچھ تعلق رکھتے ہیں۔ جیسے طبعی اور طبابت ان سے بھی آپ بے بہرہ ہی ثابت ہوئے۔ آپ نے جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کر کے نو برس کی رسم شادی کا ذکر لکھا ہے۔ اول تو نو برس کا ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے ثابت نہیں اور نہ اس میں کوئی وحی ہوئی اور نہ اخبار متواترہ سے ثابت ہوا کہ ضرور نو برس ہی تھے۔ صرف ایک راوی سے منقول ہے۔ عرب کے لوگ تقویم پترے نہیں رکھا کرتے تھے کیونکہ اُمی تھے اور دو تین برس کی

کمی بیشی ان کی حالت پر نظر کر کے ایک عام بات ہے۔ جیسے کہ ہمارے ملک میں بھی اکثر ناخواندہ لوگ دو چار برس کے فرق کو اچھی طرح محفوظ نہیں رکھ سکتے۔ پھر اگر فرض کے طور پر تسلیم بھی کر لیں کہ فی الواقع دن دن کا حساب کر کے نو برس ہی تھے۔ لیکن پھر بھی کوئی عقلمند اعتراض نہیں کرے گا مگر احمق کا کوئی علاج نہیں ہم آپ کو اپنے رسالہ میں ثابت کر کے دکھا دیں گے کہ حال کے محقق ڈاکٹروں کا اس پر اتفاق ہو چکا ہے کہ نو برس تک بھی لڑکیاں بالغ ہو سکتی ہیں۔ بلکہ سات برس تک بھی اولاد ہو سکتی ہے اور بڑے بڑے مشاہدات سے ڈاکٹروں نے اس کو ثابت کیا ہے اور خود صد ہا لوگوں کی یہ بات چشم دید ہے کہ اسی ملک میں آٹھ آٹھ نو نو برس کی لڑکیوں کے یہاں اولاد موجود ہے مگر آپ پر تو کچھ بھی افسوس نہیں اور نہ کرنا چاہئے کیونکہ آپ صرف متعصب ہی نہیں بلکہ اول درجہ کے احمق بھی ہیں۔ آپ کو اب تک اتنی بھی خبر نہیں کہ گورنمنٹ کے قانون عوام کی درخواست کے موافق ان کی رسم اور سوسائٹی کی عام وضع کی بنا پر تیار ہوتے ہیں۔ ان میں فلاسفروں کی طرز پر تحقیقات نہیں ہوتی اور جو بار بار آپ گورنمنٹ انگریزی کا ذکر کرتے ہیں یہ بات بالکل سچ ہے کہ ہم گورنمنٹ انگریزی کے شکر گزار ہیں اور اس کے خیر خواہ ہیں اور جب تک زندہ ہیں رہیں گے مگر تاہم ہم اس کو خطا سے معصوم نہیں سمجھتے اور نہ اس کے قوانین کو حکیمانہ تحقیقاتوں پر مبنی سمجھتے ہیں بلکہ قوانین بنانے کا اصول رعایا کی کثرت رائے ہے۔ گورنمنٹ پر کوئی وحی نازل نہیں ہوتی تا وہ اپنے قوانین میں غلطی نہ کرے اگر ایسے ہی قوانین محفوظ ہوتے تو ہمیشہ نئے نئے قانون کیوں بنتے رہتے انگلستان میں لڑکیوں کے بلوغ کا زمانہ (۱۸) برس قرار دیا ہے اور گرم ملکوں میں تو لڑکیاں بہت جلد بالغ ہو جاتی ہیں۔ آپ اگر گورنمنٹ کے قوانین کو کالوہی من السماء سمجھتے ہیں کہ

﴿۳﴾

ان میں امکان غلطی نہیں تو ہمیں بواپسی ڈاک اطلاع دیں تا انجیل اور قانون کا تھوڑا سا مقابلہ کر کے آپ کی کچھ خدمت کی جائے۔ غرض گورنمنٹ نے اب تک کوئی اشتہار نہیں دیا کہ ہمارے قوانین بھی توریت اور انجیل کی طرح خطا اور غلطی سے خالی ہیں اگر آپ کو کوئی اشتہار پہنچا ہو تو اس کی ایک نقل ہمیں بھی بھیج دیں پھر اگر گورنمنٹ کے قوانین خدا کی کتابوں کی طرح خطا سے خالی نہیں تو ان کا ذکر کرنا یا تو حتمی کی وجہ سے ہے یا تعصب کے سبب سے مگر آپ معذور ہیں اگر گورنمنٹ کو اپنے قانون پر اعتماد تھا تو کیوں ان ڈاکٹروں کو سزا نہیں دی جنہوں نے حال میں یورپ میں بڑی تحقیقات سے نو برس بلکہ سات برس کو بھی بعض عورتوں کے بلوغ کا زمانہ قرار دے دیا ہے اور نو برس کی عمر کے متعلق آپ اعتراض کر کے پھر توریت یا انجیل کا کوئی حوالہ نہ دے سکے صرف گورنمنٹ کے قانون کا ذکر کیا اس سے معلوم ہوا کہ آپ کا توریت اور انجیل پر ایمان نہیں رہا ورنہ نو برس کی حرمت یا تو توریت سے ثابت کرتے یا انجیل سے ثابت کرنی چاہیے تھی پادری صاحب یہی تو دجل ہے۔ کہ الہامی کتب کے مسائل میں آپ نے گورنمنٹ کے قانون کو پیش کر دیا۔ اگر آپ کے نزدیک گورنمنٹ کے قانون کی تمام باتیں خطا سے خالی ہیں اور الہامی کتابوں کی طرح بلکہ ان سے افضل ہیں تو میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ جن نبیوں نے خلاف قانون انگریزی کئی لاکھ شیر خوار بچے قتل کئے اگر وہ اس وقت ہوتے تو گورنمنٹ ان سے کیا معاملہ کرتی اگر وہ لوگ گورنمنٹ کے سامنے چالان ہو کر آتے جنہوں نے بیگانے کھیتوں کے خوشے توڑ کر کھالئے تھے تو گورنمنٹ ان کو اور ان کے اجازت دینے والے کو کیا کیا سزا دیتی پھر میں پوچھتا ہوں کہ وہ شخص جو انجیر کا پھل کھانے دوڑا تھا اور انجیل سے ثابت ہے کہ وہ انجیر کا درخت اس کی

ملکیت نہ تھا بلکہ غیر کی ملک تھا۔ اگر وہ شخص گورنمنٹ کے سامنے یہ حرکت کرتا تو گورنمنٹ اس کو کیا سزا دیتی۔ انجیل سے یہ بھی ثابت ہے کہ بہت سے سؤر جو بیگانہ مال تھے اور جن کی تعداد بقول پادری کلارک دو ہزار تھے مسیح نے تلف کئے اب آپ ہی بتلائیں کہ تعزیرات کی رو سے اس کی سزا کیا ہے۔ بالفعل اسی قدر لکھنا کافی ہے جو اب ضرور لکھیں تا اور بہت سے سوال کئے جائیں۔

پادری صاحب! آپ کا یہ خیال کہ ٹو برس کی لڑکی سے جماع کرنا زنا کے حکم میں ہے سراسر غلط ہے آپ کی ایمانداری یہ تھی کہ آپ انجیل سے اس کو ثابت کرتے۔ انجیل نے آپ کو دھکے دئے اور وہاں ہاتھ نہ پڑا تو گورنمنٹ کے پیروں پر آپ پڑے۔ یاد رکھیں کہ یہ گالیاں محض شیطانی تعصب سے ہیں۔ جناب مقدس نبویؐ کی نسبت فسق و فجور کی تہمت لگانا یہ افترا شیطانوں کا کام ہے ان دو مقدس نبیوں پر یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح علیہ السلام پر بعض بد ذات اور خبیث لوگوں نے سخت افترا کئے ہیں۔ چنانچہ ان پلیدیوں نے لعنة اللہ علیہم پہلے نبیؐ کو تو زانی قرار دیا جیسا کہ آپ نے اور دوسرے کو ولد الزنا کہا جیسا کہ پلید طبع یہودیوں نے۔ آپ کو چاہیے کہ ایسے اعتراضوں سے پرہیز کریں۔

اور یہ اعتراض کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیوی سودہ کو پیرانہ سالی کے سبب سے طلاق دینے کے لئے مستعد ہو گئے تھے۔ سراسر غلط اور خلاف واقعہ ہے اور جن لوگوں نے ایسی روایتیں کی ہیں وہ اس بات کا ثبوت نہیں دے سکتے کہ کس شخص کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ارادہ ظاہر کیا پس اصل حقیقت جیسا کہ کتب معتبرہ احادیث میں مذکور ہے یہ ہے کہ خود سودہ نے ہی اپنی پیرانہ سالی کی وجہ سے دل میں یہ خوف کیا کہ اب

میری حالت قابل رغبت نہیں رہی ایسا نہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باعث طبعی کراہت کے جو نشاء بشریت کو لازم ہے مجھ کو طلاق دے دیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی امر کراہت کا بھی اس نے اپنے دل میں سمجھ لیا ہو اور اس سے طلاق کا اندیشہ دل میں جم گیا ہو کیونکہ عورتوں کے مزاج میں ایسے معاملات میں وہم اور وسوسہ بہت ہوا کرتا ہے اس لئے اس نے خود بخود ہی عرض کر دیا کہ میں اس کے سوا اور کچھ نہیں چاہتی کہ آپ کی ازواج میں میرا حشر ہو۔ چنانچہ نیل الاوطار کے ص ۱۴۰ میں یہ حدیث ہے: **قَالَتْ سَوْدَةُ بِسُنْتِ زَمْعَةَ حِينَ اسْنَتْ وَ خَافَتْ اَنْ يَفَارِقَهَا رَسُولُ اللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ يَوْمِي لِعَانِشَةَ فِقَبِلَ ذٰلِكَ مِنْهَا... وَ رَوَاهُ اَيْضًا ابْنُ سَعْدٍ وَ سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَ التِّرْمِذِيُّ وَ عَبْدِ الرَّزَّاقِ قَالَ الْحَافِظُ فِي الْفَتْحِ فَتَوَارَدَتْ هَذِهِ الرِّوَايَاتُ عَلَيَّ اِنْهَا خَشِيَتْ الطَّلَاقَ فَوَهَبْتُ لِعِنِّي سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ كَوَجِبَ اِطْنِي پِيرَانَه سَالِي كِي وَجَه سَه اس بَات كَا خَوْفٌ هُوَا كَه اب شَانَدٌ مِيں اَ آنْحَضْرَتِ صَلِي اللّٰهُ عَلِيْهِ وَ سَلَمٌ سَه جَدَا هُوَا جَاؤُنْ كِي تُوَا س نَه كَهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ مِيں نَه اِطْنِي نُوْبَتِ عَانِشَه كُو بَخْشِ دِي۔ اَ اَ نَه يَه اس كِي دَر خَوَاسْتِ قَبُولِ فَرْمَالِي۔ ابْنِ سَعْدٍ اَوْر سَعِيدِ ابْنِ مَنْصُورٍ اَوْر تِرْمِذِي اَوْر عَبْدِ الرَّزَّاقِ نَه بَهِي يَهِي رَوَايَتِ كِي هَه اَوْر فَتْحِ الْبَارِي مِيں لَكْهَا هَه كَه اِسي پَر رَوَايَتِيُوں كَا تُوَا رِدِ هَه كَه سَوْدَه كُو اَ اَ هِي طَّلَاقِ كَا اِنْدِيْشَه هُوَا تَهَا۔ اب اس حدیث سے ظاہر ہے کہ دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ارادہ ظاہر نہیں ہوا بلکہ سودہ نے اپنی پیرانہ سالی کی حالت پر نظر کر کے خود ہی اپنے دل میں یہ خیال قائم کر لیا تھا اور اگر ان روایات کے توارد اور تظاہر کو نظر انداز کر کے فرض بھی کر لیں کہ آنحضرت نے طبعی کراہت کے باعث سودہ کو پیرانہ سالی کی حالت میں پا کر طلاق کا ارادہ کیا تھا تو اس میں**

۱۔ نیل الاوطار کتاب الولیمة کے متعلقہ حوالہ میں قَالَتْ لَكْهَا هَه جُوْر سْتِ هَه۔ اِيْذِيْشِنْ اَوَّلِ مِيں هُوَا كِتَابَتِ سَه قَالْ لَكْهَا كِيَا هَه۔ (ناشر)

بھی کوئی برائی نہیں۔ اور نہ یہ امر کسی اخلاقی حالت کے خلاف ہے۔ کیونکہ جس امر پر عورت مرد کے تعلقات مخالفت موقوف ہیں۔ اگر اس میں کسی نوع سے کوئی ایسی روک پیدا ہو جائے کہ اس کے سبب سے مرد اس تعلق کے حقوق کی بجا آوری پر قادر نہ ہو سکے تو ایسی حالت میں اگر وہ اصول تقویٰ کے لحاظ سے کوئی کاروائی کرے تو عندالعقل کچھ جائے اعتراض نہیں۔

پادرتی صاحب آپ کا یہ سوال کہ اگر آج ایسا شخص جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے گورنمنٹ انگریزی کے زمانہ میں ہوتا تو گورنمنٹ اس سے کیا کرتی۔ آپ کو واضح ہو کہ اگر وہ سیّد الکونین اس گورنمنٹ کے زمانہ میں ہوتے۔ تو یہ سعادت مند گورنمنٹ ان کی کفش برداری اپنا فخر سمجھتی جیسا کہ قیصر روم صرف تصویر دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا تھا آپ کی یہ نالیاتی اور ناسعداتی ہے کہ اس گورنمنٹ پر ایسی بدظنی رکھتے ہیں کہ گویا وہ خدا کے مقدسوں کی دشمن ہے یہ گورنمنٹ اس زمانہ میں ادنیٰ ادنیٰ امیر مسلمانوں کی عزت کرتی ہے۔ دیکھو نصر اللہ خاں جو اس جناب کے غلاموں جیسا بھی درجہ نہیں رکھتا ہماری قیصرہ ہند دام اقبالہا نے کیسی اس کی عزت کی ہے پھر وہ عالی جناب مقدس ذات جو اس دنیا میں بھی وہ مرتبہ رکھتا تھا کہ بادشاہ اس کے قدموں پر گرتے تھے اگر وہ اس وقت میں ہوتا تو بے شک یہ گورنمنٹ اس کی جناب سے خادمانہ اور متواضعانہ طور پر پیش آتی۔ الہی گورنمنٹ کے آگے انسانی گورنمنٹوں کو بجز عجز و نیاز کے کچھ بن نہیں پڑتا۔ کیا آپ کو خبر نہیں کہ قیصر روم جو آنجناب کے وقت میں عیسائی بادشاہ



اور اس گورنمنٹ سے اقبال میں کچھ کم نہ تھا وہ کہتا ہے کہ اگر مجھے یہ سعادت حاصل ہو سکتی کہ میں اس عظیم الشان نبی کی صحبت میں رہ سکتا تو میں آپ کے پاؤں دھویا کرتا سو جو قیصر روم نے کہا۔ یقیناً یہ سعادت مند گورنمنٹ بھی وہی بات کہتی۔ بلکہ اس سے بڑھ کر کہتی اگر حضرت مسیح کی نسبت اس وقت کے کسی چھوٹے سے جاگیر دار نے بھی یہ کلمہ کہا ہو جو قیصر روم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہا۔ جو آج تک نہایت صحیح تاریخ اور احادیث صحیحہ میں لکھا ہوا موجود ہے تو ہم آپ کو ابھی ہزار روپیہ نقد بطور انعام کے دیں گے اگر آپ ثابت کر سکیں۔ اور اگر آپ یہ ثبوت نہ دے سکیں تو اس ذلیل زندگی سے آپ کے لئے مرنا بہتر ہے کیونکہ ہم نے ثابت کر دیا کہ قیصر روم اس گورنمنٹ عالیہ کا ہم مرتبہ تھا بلکہ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں اس کی طاقت کے برابر اور کوئی طاقت دنیا میں موجود نہ تھی ہماری گورنمنٹ تو اس درجہ تک نہیں پہنچی پھر جبکہ قیصر باوجود اس شہنشاہی کے آہ کھینچ کر یہ بات کہتا ہے کہ اگر میں اس عالی جناب کی خدمت میں پہنچ سکتا تو آنجناب مقدس کے پاؤں دھویا کرتا۔ تو کیا یہ گورنمنٹ اس سے کم حصہ لیتی۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ ضرور یہ گورنمنٹ بھی ایسے شہنشاہ کے پاؤں میں گرنا اپنا فخر سمجھتی کیونکہ یہ گورنمنٹ اس آسمانی بادشاہ سے منکر نہیں جس کی طاقتوں کے آگے انسان اک مرے ہوئے کیڑے کے برابر نہیں اور ہم نے اک معتبر ذریعہ سے سنا ہے کہ ہماری قیصرہ ہند ادام اللہ اقبالہا درحقیقت اسلام سے محبت رکھتی ہے اور اس کے دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت تعظیم ہے چنانچہ ایک ذی علم مسلمان سے وہ اردو

بھی پڑھتی ہے۔ ان کی ایسی تعریفوں کو سن کر میں نے اسلام کی طرف ایک خاص دعوت سے حضرت ملکہ معظمہ کو مخاطب کیا تھا۔ پس یہ نہایت غلطی ہے کہ آپ لوگ اس مراتب شناس گورنمنٹ کو بھی ایک سفلیہ اور کمینہ پادری کی طرح خیال کرتے ہیں۔ جن کو خدا ملک اور دولت دیتا ہے۔ ان کو زیر کی اور عقل بھی دیتا ہے۔ ہاں اگر یہ سوال پیش ہو کہ اگر کوئی ایسا شخص اس گورنمنٹ کے ملک میں یہ غوغا مچاتا کہ میں خدا ہوں یا خدا کا بیٹا ہوں تو گورنمنٹ اس کا تدارک کیا کرتی؟ تو اس کا جواب یہی ہے کہ یہ مہربان گورنمنٹ اس کو کسی ڈاکٹر کے سپرد کرتی تا اس کے دماغ کی اصلاح ہو یا اس بڑے گھر میں محفوظ رکھتی جس میں بمقام لاہور اس قسم کے بہت لوگ جمع ہیں۔

جب ہم حضرت مسیح اور جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ

وسلم کا اس بات میں بھی مقابلہ کرتے ہیں کہ موجودہ گورنمنٹوں نے ان کے ساتھ کیا برتاؤ کیا اور کس قدر ان کے ربانی رعب یا الہی تائید نے اثر دکھایا تو ہمیں اقرار کرنا پڑتا ہے کہ حضرت مسیح میں بمقابلہ جناب مقدس نبوی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی خدائی تو کیا نبوت کی شان بھی پائی نہیں جاتی۔ جناب مقدس نبوی کے جب پادشاہوں کے نام فرمان جاری ہوئے تو قیصر روم نے آہ کھینچ کر کہا کہ میں تو عیسائیوں کے پنجے میں مبتلا ہوں۔ کاش اگر مجھے اس جگہ سے نکلنے کی گنجائش ہوتی تو میں اپنا فخر

سمجھتا کہ خدمت میں حاضر ہو جاؤں اور غلاموں کی طرح جناب مقدس کے پاؤں دھویا کروں مگر ایک خبیث اور پلید دل پادشاہ کسریٰ ایران کے فرمان روانے غصہ میں آ کر آپ کے پکڑنے کے لئے سپاہی بھیج دیئے وہ شام کے قریب پہنچے اور کہا کہ ہمیں گرفتاری کا حکم ہے آپ نے اس بے ہودہ بات سے اعراض کر کے فرمایا تم اسلام قبول کرو۔ اس وقت آپ صرف دو چار اصحاب کے ساتھ مسجد میں بیٹھے تھے مگر ربانی رعب سے وہ دونوں بید کی طرح کانپ رہے تھے آخر انہوں نے کہا کہ ہمارے خداوند کے حکم یعنی گرفتاری کی نسبت جناب عالی کا کیا جواب ہے کہ ہم جواب ہی لے جائیں حضرت نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا کل تمہیں جواب ملے گا۔ صبح کو جو وہ حاضر ہوئے تو آنجناب نے فرمایا کہ وہ جسے تم خداوند خداوند کہتے ہو۔ وہ خداوند نہیں ہے خداوند وہ ہے جس پر موت اور فنا طاری نہیں ہوتی مگر تمہارا خداوند آج رات کو مارا گیا میرے سچے خداوند نے اسی کے بیٹے شیردہ کو اس پر مسلط کر دیا سو وہ آج رات اس کے ہاتھ سے قتل ہو گیا اور یہی جواب ہے۔ یہ بڑا معجزہ تھا۔ اس کو دیکھ کر اس ملک کے ہزار ہا لوگ ایمان لائے کیونکہ اسی رات درحقیقت خسرو پرویز یعنی کسریٰ مارا گیا تھا اور یاد رکھنا چاہئے کہ یہ بیان انجیلوں کی بے سرو پا اور بے اصل باتوں کی طرح نہیں بلکہ احادیث صحیحہ اور تاریخی ثبوت اور مخالفوں کے اقرار سے ثابت ہے۔

چنانچہ ڈیون پورٹ صاحب بھی اس قصہ کو اپنی کتاب میں لکھتا ہے لیکن اس وقت کے بادشاہوں کے سامنے حضرت مسیح کی جو عزت تھی وہ آپ پر پوشیدہ نہیں۔ وہ اوراق شائد اب تک انجیل میں موجود ہوں گے جن میں لکھا ہے کہ ہیرودیس نے حضرت مسیح کو مجرموں کی طرح پلاطوس کی طرف چالان کیا اور وہ ایک مدت تک شاہی حوالات میں رہے۔ کچھ بھی خدائی پیش نہیں گئی اور کسی پادشاہ نے یہ نہ کہا کہ میرا فخر ہوگا۔ اگر میں اُس کی خدمت میں رہوں اور اس کے پاؤں دھویا کروں بلکہ پلاطوس نے یہودیوں کے حوالہ کر دیا۔ کیا یہی خدائی تھی عجیب مقابلہ ہے دو شخصوں کو ایک ہی قسم کے واقعات پیش آئے اور دونوں نتیجہ میں ایک دوسرے سے بالکل ممتاز ثابت ہوتے ہیں۔ ایک شخص کے گرفتار کرنے کو ایک متکبر جبار کا شیطان کے وسوسہ سے برا بیچتے ہونا اور خود آخر لعنت الہی میں گرفتار ہو کر اپنے بیٹے کے ہاتھ سے بڑی ذلت کے ساتھ قتل کیا جانا اور ایک دوسرا انسان جسے قطع نظر اپنے اصلی دعووں کے غلو کرنے والوں نے آسمان پر چڑھا رکھا ہے۔ سچ مچ گرفتار ہو جانا۔ چالان کیا جانا اور عجیب ہیئت کے ساتھ ظالم پولیس کی حوالت میں ایک شہر سے دوسرے شہر میں منتقل کیا جانا..... افسوس یہ عقل کی ترقی کا زمانہ اور ایسے بے ہودہ عقائد۔ شرم! شرم! شرم!

اگر یہ کہو کہ کس کتاب میں لکھا ہے کہ قیصر روم نے یہ تمنا کی کہ اگر میں جناب مقدس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ سکتا تو میں ایک ادنیٰ خادم بن کر پاؤں دھویا کرتا۔ اس کے جواب میں آپ کے لئے اصح الکتب بعد کتب اللہ صحیح بخاری کی عبارت

لکھتا ہوں ذرا آنکھیں کھول کر پڑھو اور وہ یہ ہے وقد كنت اعلم انه خارج  
ولم اكن اظن انه منكم فلو انى اعلم انى اخلص اليه لتجشمت لقاءه ولو  
كنت عنده لغسلت عن قدميه دیکھو ص ۴ یعنی یہ تو مجھے معلوم تھا کہ نبی  
آخر الزمان آنے والا ہے مگر مجھ کو یہ خبر نہیں تھی کہ وہ تم میں سے ہی (اے اہل عرب)  
پیدا ہوگا پس اگر میں اس کی خدمت میں پہنچ سکتا تو میں بہت ہی کوشش کرتا کہ اس کا  
دیدار مجھے نصیب ہو اور اگر میں اس کی خدمت میں ہوتا تو میں اس کے پاؤں دھویا  
کرتا اب اگر کچھ غیرت اور شرم ہے تو مسیح کے لئے یہ تعظیم کسی بادشاہ کی طرف سے  
جو اس کے زمانہ میں تھا پیش کرو اور نقد ہزار روپیہ ہم سے لو اور کچھ ضرورت  
نہیں کہ انجیل سے ہی بلکہ پیش کرو اگرچہ کوئی نجاست میں پڑا ہو اور ق ہی پیش  
کردو اور اگر کوئی بادشاہ یا امیر نہیں تو کوئی چھوٹا سانواہ ہی پیش کردو اور یاد رکھو  
کہ ہرگز پیش نہ کر سکو گے پس یہ عذاب بھی جہنم کے عذاب سے کچھ کم نہیں کہ  
آپ ہی بات کو اٹھا کر پھر آپ ہی ملزم ہو گئے۔ شاباش! شاباش! شاباش!  
خوب پادری ہو۔

مسیح کا چال چلن آپ کے نزدیک کیا تھا۔ ایک کھاؤ پیو۔ شرابی۔ نہ زاہد  
نہ عابد۔ نہ حق کا پرستار۔ متکبر۔ خود بین۔ خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔ مگر اس سے  
پہلے اور بھی کئی خدائی کا دعوے کرنے والے گذر چکے ہیں ایک مصر میں ہی موجود تھا۔  
دعووں کو الگ کر کے کوئی اخلاقی حالت جو فی الحقیقت ثابت ہو ذرا پیش تو کرو  
تا حقیقت معلوم ہو۔ کسی کی محض باتیں ان کے اخلاق میں داخل نہیں ہو سکتیں۔ آپ  
اعتراض کرتے ہیں کہ وہ مرتد جو خود خونی اور اپنے کام سے سزا کے لائق ٹھہر چکے تھے

بے رحمی سے قتل کئے گئے مگر آپ کو یاد نہ رہا کہ اسرائیلی نبیوں نے تو شیر خوار بچے بھی قتل کئے ایک دو نہیں بلکہ لاکھوں تک نوبت پہنچی کیا ان کی نبوت سے منکر ہو یا وہ خدا تعالیٰ کا حکم نہیں تھا یا موسیٰؑ کے وقت خدا اور تھا اور جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کوئی اور خدا تھا۔

اے ظالم پادری کچھ شرم کر آ خر مرنا ہے۔ مسیح بے چارہ تمہاری جگہ جواب دہ نہیں ہو سکتا اپنے کاموں سے تمہیں پکڑے جاؤ گے اس سے کوئی پوش نہ ہوگی۔ اے نادان تو اپنے بھائی کی آنکھ میں تنکا دیکھتا ہے اور اپنی آنکھ کا شہتیر کیوں تجھے نظر نہیں آتا تیری آنکھیں کیا ہوئیں جو تو اپنی آنکھوں کو دیکھ نہیں سکتا۔

زینبؓ کے نکاح کا قصہ جو آپ نے زنا کے الزام سے ناحق پیش کر دیا بجز اس کے کیا کہیں کہ ع

بد گہر از خطا خطا نہ کند

اے نالائق متنبی کی مطلقہ سے نکاح کرنا زنا نہیں۔ صرف منہ کی بات سے نہ کوئی بیٹا بن سکتا ہے اور نہ کوئی باپ بن سکتا ہے اور نہ ماں بن سکتی ہے مثلاً اگر کوئی عیسائی غصہ میں آ کر اپنی بیوی کو ماں کہہ دے تو کیا وہ اس پر حرام ہو جائے گی اور طلاق واقع ہو جائے گی بلکہ وہ بدستور اسی ماں سے مجامعت کرتا رہے گا پس جس شخص نے یہ کہا کہ طلاق بغیر زنا کے نہیں ہو سکتی اس نے خود قبول کر لیا کہ صرف اپنے منہ سے کسی کو ماں یا باپ یا بیٹا کہہ دینا کچھ چیز نہیں ورنہ وہ ضرور کہہ دیتا کہ ماں کہنے سے طلاق پڑ جاتی ہے مگر شاید کہ مسیح کو وہ عقل نہ تھی جو فتح مسیح کو ہے۔ اب تم پر فرض ہے

کہ اس بات کا ثبوت انجیل میں سے دو کہ اپنی عورت کو ماں کہنے سے طلاق پڑ جاتی ہے یا یہ کہ اپنے مسیح کی تعلیم کو ناقص مان لو یا یہ ثبوت دو کہ بائبل کی رو سے متنبیٰ فی الحقیقت بیٹا ہو جاتا اور بیٹے کی طرح وارث ہو جاتا ہے اور اگر کچھ ثبوت نہ دے سکو تو بجز اس کے اور کیا کہیں کہ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ مسیح بھی تم پر لعنت کرتا ہے کیونکہ مسیح نے انجیل میں کسی جگہ نہیں کہا کہ اپنی عورت کو ماں کہنے سے اس پر طلاق پڑ جاتی ہے اور آپ جانتے ہیں کہ یہ تینوں امر ہم شکل ہیں۔ اگر صرف منہ کے کہنے سے ماں نہیں بن سکتی تو پھر بیٹا بھی نہیں بن سکتا اور نہ باپ بن سکتا ہے اب اگر کچھ حیا ہو تو مسیح کی گواہی قبول کر لو یا اس کا کچھ جواب دو اور یاد رکھو کہ ہرگز نہیں دے سکو گے اگرچہ فکر کرتے کرتے مر ہی جاؤ کیونکہ تم کا ذب ہو اور مسیح تم سے بیزار ہے۔

اور آپ کا یہ شیطانی وسوسہ کہ خندق کھودنے کے وقت چاروں نمازیں قضا کی گئیں اول آپ لوگوں کی علیت تو یہ ہے کہ قضا کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اے نادان قضا نماز ادا کرنے کو کہتے ہیں۔ ترک نماز کا نام قضا ہرگز نہیں ہوتا۔ اگر کسی کی نماز ترک ہو جاوے تو اس کا نام فوت ہے اسی لئے ہم نے پانچ ہزار روپے کا اشتہار دیا تھا کہ ایسے بے وقوف بھی اسلام پر اعتراض کرتے ہیں جن کو ابھی تک قضا کے معنی بھی معلوم نہیں جو شخص لفظوں کو بھی اپنے محل پر استعمال نہیں کر سکتا وہ نادان کب یہ لیاقت رکھتا ہے کہ امور

دقیقہ پر نکتہ چینی کر سکے۔ باقی رہا یہ کہ خندق کھودنے کے وقت چار نمازیں جمع کی گئیں اس احقرانہ وسوسہ کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دین میں حرج نہیں ہے یعنی ایسی سختی نہیں جو انسان کی تباہی کا موجب ہو اس لئے اس نے ضرورتوں کے وقت اور بلاؤں کی حالت میں نمازوں کے جمع کرنے اور قصر کرنے کا حکم دیا ہے مگر اس مقام میں ہماری کسی معتبر حدیث میں چار جمع کرنے کا ذکر نہیں بلکہ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ واقعہ صرف یہ ہوا تھا کہ ایک نماز یعنی صلوٰۃ العصر معمول سے تنگ وقت میں ادا کی گئی۔ اگر آپ اس وقت ہمارے سامنے ہوتے تو ہم آپ کو ذرہ بٹھا کر پوچھتے کہ کیا یہ متفق علیہ روایت ہے کہ چار نمازیں فوت ہو گئی تھیں۔ چار نمازیں تو خود شرع کی رو سے جمع ہو سکتی ہیں یعنی ظہر اور عصر۔ اور مغرب اور عشاء۔ ہاں ایک روایت ضعیف میں ہے کہ ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء کو اکٹھی کر کے پڑھی گئی تھیں لیکن دوسری صحیح حدیثیں اس کو رد کرتی ہیں اور صرف یہی ثابت ہوتا ہے کہ عصر تنگ وقت میں پڑھی گئی تھی۔ آپ عربی علم سے محض بے نصیب اور سخت جاہل ہیں ذرا قادیان کی طرف آؤ اور ہمیں ملو تو پھر آپ کے آگے کتابیں رکھی جائیں گی تا جھوٹے مفتری کو کچھ سزا تو ہوندا مت کی سزا ہی سہی اگرچہ ایسے لوگ شرمندہ بھی نہیں ہوا کرتے۔

مال مسروقہ کو آپ کے مسیح کے روبرو بزرگ حواریوں کا کھانا



یعنی بیگانے کھیتوں کی بالیاں توڑنا کیا یہ درست تھا۔ اگر کسی جنگ میں کفار کے بلوے اور خطرناک حالت کے وقت نماز عصر تنگ وقت پر پڑھی گئی تو اس میں صرف یہ بات تھی کہ دو عبادتوں کے جمع ہونے کے وقت اس عبادت کو مقدم سمجھا گیا جس میں کفار کے خطرناک حملہ کی روک اور اپنے حقوق نفس اور قوم اور ملک کی جائز اور بجا محافظت تھی اور یہ تمام کارروائی اس شخص کی تھی جو شریعت لایا اور یہ بالکل قرآن کریم کے منشاء کے مطابق تھی خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَّحْيٌ يُُّوحَىٰ ۗ۔ یعنی نبی کی ہر ایک بات خدا تعالیٰ کے حکم سے ہوتی ہے نبی کا زمانہ نزول شریعت کا زمانہ ہوتا ہے اور شریعت وہی ٹھہر جاتی ہے جو نبی عمل کرتا ہے ورنہ جو جو کارروائیاں مسیح نے توریت کے برخلاف کی ہیں یہاں تک کہ سبت کی بھی پرواہ نہ رکھی اور کھانے پر ہاتھ نہ دھوئے وہ سب مسیح کو مجرم ٹھہراتے ہیں ذرا توریت سے ان سب کا ثبوت تو دوسمیح پطرس کو شیطان کہہ چکا تھا پھر اپنی بات کیوں بھول گیا۔ اور شیطان کو حواریوں میں کیوں داخل رکھا۔

اور پھر آپ کا اعتراض ہے کہ بہت سی عورتوں اور لونڈیوں کو رکھنا یہ فسق و فجور ہے اے نادان حضرت داؤد نبیؑ کی بیبیاں تجھ کو یاد نہیں جس کی تعریف کتاب مقدس میں ہے کیا وہ اخیر عمر تک حرام کاری کرتا رہا کیا اسی حرام کاری یہ پاک ذریت ہے جس پر تمہیں بھروسہ ہے جس خدا نے اور یا کی بیوی کے بارے میں داؤد پر عتاب کیا۔ کیا وہ داؤد کے اس جرم سے غافل رہا جو مرتے دم تک اس سے سرزد

ہوتا رہا بلکہ خدا نے اس کی چھاتی گرم کرنے کو ایک اور لڑکی بھی اسے دی اور آپ کے خدا کی شہادت موجود ہے کہ داؤد اور یا کے قصہ کے سوا اپنے تمام کاموں میں راستباز ہے کیا کوئی عقلمند قبول کر سکتا ہے کہ اگر کثرت ازدواج خدا کی نظر میں بُری تھی تو خدا اسرائیلی نبیوں کو جو کثرت ازدواج میں سب سے بڑھ کر نمونہ ہیں ایک مرتبہ بھی اس فعل پر سرزنش نہ کرتا پس یہ سخت بے ایمانی ہے کہ جو بات خدا کے پہلے نبیوں میں موجود ہے اور خدا نے اسے قابل اعتراض نہیں ٹھہرایا اب شرارت اور خباثت سے جناب مقدس نبوی کی نسبت قابل اعتراض ٹھہرائی جاوے۔ افسوس یہ لوگ ایسے بے شرم ہیں کہ اتنا بھی نہیں سوچتے کہ اگر ایک سے اوپر بیوی کرنا زنا کاری ہے تو حضرت مسیح جو داؤد کی اولاد کہلاتے ہیں ان کی پاک ولادت کی نسبت سخت شبہ پیدا ہوگا اور کون ثابت کر سکے گا کہ ان کی بڑی نانی حضرت داؤد کی پہلی ہی بیوی تھی۔

پھر آپ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا نام لے کر اعتراض کرتے ہیں کہ جناب مقدس نبویؐ کا بدن سے بدن لگانا اور زبان چوسنا خلاف شرع تھا اب اس ناپاک تعصب پر کہاں تک روویں۔ اے نادان جو حلال اور جائز نکاح ہیں۔ ان میں یہ سب باتیں جائز ہوتی ہیں یہ اعتراض کیسا ہے کیا تمہیں خبر نہیں کہ مردی اور رجولیت انسان کی صفات محمودہ میں سے ہے ہمجرا ہونا کوئی اچھی صفت نہیں جیسے بہرہ اور گونگا ہونا کسی خوبی میں داخل نہیں۔ ہاں یہ اعتراض بہت بڑا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام مردانہ صفات کی اعلیٰ ترین صفت سے بے نصیب محض ہونے کے باعث ازدواج سے سچی اور کامل

حسن معاشرت کا کوئی عملی نمونہ نہ دے سکے۔ اس لئے یورپ کی عورتیں نہایت قابل شرم آزادی سے فائدہ اٹھا کر اعتدال کے دائرہ سے ادھر ادھر نکل گئیں اور آخر ناگفتنی فسق و فجور تک نوبت پہنچی۔

اے نادان! فطرت انسانی اور اس کے سچے پاک جذبات سے اپنی بیویوں سے پیار کرنا اور حسن معاشرت کے ہر قسم جائز اسباب کو برتنا انسان کا طبعی اور اضطراری خاصہ ہے اسلام کے بانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اسے برتا اور اپنی جماعت کو ایک نمونہ دیا مسیح نے اپنے نقص تعلیم کی وجہ سے اپنے ملفوظات اور اعمال میں یہ کمی رکھ دی مگر چونکہ طبعی تقاضا تھا اس لئے یورپ اور عیسویت نے خود اس کے لئے ضوابط نکالے۔

اب تم خود انصاف سے دیکھ لو کہ گندی سیاہ بدکاری اور ملک کا ملک رنڈیوں کا ناپاک چکلہ بن جانا ہائیڈ پارکوں میں ہزاروں ہزار کا روز روشن میں کتوں اور کتوں کی طرح اوپر تلے ہونا اور آخر اس ناجائز آزادی سے تنگ آ کر آہ و فغان کرنا اور برسوں دیوشیوں اور سیاہ رویوں کے مصائب جھیل کر اخیر میں مسودہ طلاق پاس کرانا یہ کس بات کا نتیجہ ہے۔ کیا اس قدوس مطہر۔ مزگی نبی اُمی کی معاشرت کے اس نمونہ کا جس پر خباث باطنی کی تحریک سے آپ معترض ہیں یہ نتیجہ ہے۔ اور ممالک اسلامیہ میں یہ تعفن اور زہریلی ہوا پھیلی ہوئی ہے یا ایک سخت ناقص نالائق کتاب پولوسی انجیل کی مخالف فطرت اور ادھوری تعلیم کا یہ اثر ہے اب دو زانو ہو کر بیٹھو اور یوم الجزا کی تصویر کھینچ کر غور کرو۔

ہاں مسیح کی دادیوں اور نانینوں کی نسبت جو اعتراض ہے اس کا جواب بھی کبھی آپ نے سوچا ہوگا ہم تو سوچ کر تھک گئے اب تک کوئی عمدہ جواب خیال میں نہیں آیا کیا ہی خوب خدا ہے جس کی دادیاں اور نانیاں اس کمال کی ہیں آپ یاد رکھیں کہ ہم بقول آپ کے مرد میدان بن کر ہی رسالہ لکھیں گے اور آپ کو دکھائیں گے کہ وسوس کی بیخ کنی اسے کہتے ہیں اس جاہل گمراہ کا شکست دینا کون سے بڑی بات ہے جو انسان کو خدا بناتا ہے مگر آپ ازراہ مہربانی ان چند باتوں کا جو میں نے دریافت کی ہیں۔ ضرور جواب لکھیں۔ اور ان الفاظ سے ناراض نہ ہوں جو لکھے گئے ہیں کیونکہ الفاظ محل پر چسپاں ہیں۔ اور آپ کی شان کے شایان ہیں۔ جس حالت میں آپ نے باوجود بے علمی اور جہالت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو **سید المطہرین** ہیں زنا کی تہمت لگائی۔ تو اس پلید جھوٹ اور افترا کا یہی جواب تھا۔ جو آپ کو دیا گیا۔ ہم نے بہتیرا چاہا کہ آپ لوگ بھلے مانس بن جاویں۔ اور گالیاں نہ دیا کریں مگر آپ لوگ نہیں مانتے۔ آپ ناحق اہل اسلام کا دل دکھاتے ہیں آپ نہیں جانتے کہ ہمارے نزدیک وہ نادان ہر ایک زنا کار سے بدتر ہے جو انسان کے پیٹ سے نکل کر خدا ہونے کا دعویٰ کرے۔ اگر آپ لوگ مسیح کے خیر خواہ ہوتے تو ہم سے جناب مقدس نبوی کے ذکر میں بہ ادب پیش آتے ایک صحیح حدیث میں ہے کہ تم اپنے باپ کو گالی مت دو لوگوں نے عرض کی کوئی باپ کو بھی گالی دیتا ہے آپ نے فرمایا ہاں جب تو کسی کے باپ کو گالی دے گا تو وہ ضرور تیرے باپ کو بھی گالی دے گا تب وہ گالی اس نے نہیں دی بلکہ تو نے

دی ہے اسی طرح آپ لوگ چاہتے ہیں کہ آپ کے بودے جھوٹے خدا کی بھی اچھی طرح بھگت سنواری جائے۔ اب ہم یہ خط بطور نوٹس کے آپ کو بھیجتے ہیں کہ اگر پھر ایسے ناپاک لفظ آپ نے استعمال کئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں ناپاک تہمت لگائی تو ہم بھی آپ کے فرضی اور جعلی خدا کی وہ خبر لیں گے جس سے اس کی تمام خدائی ذلت کی نجاست میں گرے گی۔

اے نالائق کیا تو اپنے خط میں سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو زنا کی تہمت لگاتا ہے اور فاسق فاجر قرار دیتا ہے اور ہمارا دل دکھاتا ہے۔ ہم کسی عدالت کی طرف رجوع نہیں کرتے اور نہ کریں گے مگر آئندہ کے لئے سمجھاتے ہیں کہ ایسی ناپاک باتوں سے باز آ جاؤ اور خدا سے ڈرو جس کی طرف پھرنا ہے اور حضرت مسیح کو بھی گالیاں مت دو۔ یقیناً جو کچھ تم جناب مقدس نبوی کی نسبت بُرا کہو گے۔ وہی تمہارے فرضی مسیح کو کہا جائے گا مگر ہم اس سچے مسیح کو مقدس اور بزرگ اور پاک جانتے اور مانتے ہیں جس نے نہ خدائی کا دعویٰ کیا نہ بیٹا ہونے کا اور جناب محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی خبر دی اور ان پر ایمان لایا۔ فقط

مولوی صاحبان امرتسر کی اسلامی ہمدردی

حضرات مولوی صاحبان امرتسر جو چھ سات آدمی سے

زیادہ نہیں یعنی مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی اور مولوی ثناء اللہ صاحب امرت سری اور مولوی غلام رسول صاحب امرت سری اور مولوی احمد اللہ صاحب وغیرہ وغیرہ صاحبان نے اس درخواست پر دستخط کرنے سے اعتراض کیا جو گورنمنٹ میں بمراد توسیع دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند اور نیز دو شرطوں کے پاس کرانے کی غرض سے بھیجی جائے گی اور مخالفت بیجا کر کے ثابت کر دیا کہ وہ کیسے اسلام کے پکے دشمن اور اسلامی مصالح کے سخت مخالف ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ عام مسلمانوں کو ان کی اس حرکت بے جا سے بہت ہی رنج ہوا اور اکثر لوگوں نے بہت لعن طعن بھی کی کہ یہ کیسے مولوی اور کیسے مسلمان ہیں جنہوں نے محض اپنی ایک اندرونی نزاع کی وجہ سے اس سیدھی اور صاف اور نہایت مناسب تحریر سے گریز کی جس میں سراسر اسلام کی بھلائی اور جس سے آئندہ کو اس سب و شتم اور بے جا بہتان اور گندی گالیوں کا جو یا وہ گو آریہ اور پادری ہمارے پیغمبر خاتم المرسل صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتے ہیں دروازہ بند ہو جاتا تھا لیکن مولوی صاحبوں کے اشتہار سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پادری صاحبوں اور آریہ صاحبوں کو گالیاں دینے اور توہین مذہب کرنے میں بالکل بے قصور ٹھہراتے ہیں اور یہ تمام الزام اس عاجز پر رکھتے ہیں کہ اول اس عاجز نے ان کے بزرگوں کو گالیاں دیں اور پھر ناچار ان نیک بختوں کو بھی کچھ کہنا پڑا۔ سو یہ افترا اگر کچھ پوشیدہ اور قابل غور ہوتا تو ہم اس کا نہایت بسط اور تفصیل سے جواب دیتے مگر ایسے سفید جھوٹ کا کیا جواب دیں جس میں ایک ذرہ بھی سچائی کی آمیزش نہیں۔ ہم نہایت حیرت میں ہیں کہ اس قدر دروغگوئی کا نام کیا رکھیں آیا بے ایمانی رکھیں یا بد ذاتی کے نام سے موسوم کریں یا متعصبانہ جنون قرار دیں کیا کہیں!!!

اس بات کو کون نہیں جانتا۔ کہ ہندوستان اور پنجاب میں کم سے کم ۴۵ برس سے یہ بے اعتدالیاں شروع ہیں۔ ہمارے سید و مولیٰ حضرت خاتم الانبیاء سید المطہرین افضل الاولین والآخرین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر گالیاں دی گئی ہیں اور اس قدر قرآن کریم کو بے جا ٹھٹھے اور ہنسی کا نشانہ بنایا گیا ہے کہ دنیا میں کسی ذلیل سے ذلیل انسان کے لئے بھی کسی شخص نے یہ لفظ استعمال نہیں کئے یہ کتابیں کچھ ایک دو نہیں بلکہ ہزار ہا تک نوبت پہنچ گئی ہے اور جو شخص ان کتابوں کے مضمون پر علم رکھ کر اللہ جل شانہ اور اس کے رسول پاک کے لئے کچھ بھی غیرت نہیں رکھتا وہ ایک لعنتی آدمی ہے نہ مولوی۔ اور ایک پلید حیوان ہے نہ انسان۔

اور یاد رہے کہ ان میں بہت سی ایسی کتابیں ہیں جو میرے بلوغ کے ایام سے بھی پہلے کی ہیں اور کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ ان کتابوں کی تالیف کا یہ موجب تھا کہ میں یا کسی اور مسلمان نے حضرت مسیح علیہ السلام کو گالیاں دی تھیں جس سے مشتعل ہو کر پادری فنڈل اور صفدر علی اور پادری ٹھا کر داس اور عماد الدین اور پادری لیمس ریواری نے وہ کتابیں تالیف کیں کہ اگر ان کی گالیاں اور بے ادبیاں جمع کی جائیں تو اس سے سوجز کی کتاب بن سکتی ہیں اور ایسا ہی کوئی اس بات کا ثبوت نہیں دے سکتا کہ جس قدر گالیاں اور بے ادبیاں پنڈت دیانند نے اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیں اور دین اسلام کی توہین کی یہ کسی ایسے اشتعال کی وجہ سے تھیں جو ہماری طرف سے ہوا تھا ایسا ہی آریوں میں سے لیکھرام وغیرہ جو اب تک گندی کتابیں چھاپ

رہے ہیں۔ اصل موجب اس کا ہرگز یہ نہیں ہے کہ ہم نے وید کے رشیوں کو گالیاں دی تھیں بلکہ اگر ہم نے کچھ وید کی نسبت براہین میں لکھا تو نہایت تہذیب سے لکھا اور اس وقت لکھا گیا کہ جب دیا نندا اپنے ستیا رتھ پر کاش میں اور کنہیا لعل الکھ دھاری لدھیانوی اپنی کتابوں میں اور اندر من مراد آبادی اپنی پلید تالیفوں میں ہزار ہا گالیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دے چکے تھے اور ان کی کتابیں شائع ہو چکی تھیں اور بعض بد بخت اور آنکھوں کے اندھے مسلمان آریہ بن چکے تھے اور اسلام سے نہایت درجہ ٹھٹھا کیا گیا تھا اور پھر بھی ہم نے براہین میں تہذیب کو ہاتھ سے نہ دیا گو ہمارا دل دکھایا گیا اور بہت ہی دکھایا گیا مگر ہم نے اپنی کتاب میں ہرگز ناراستی اور سختی کو اختیار نہ کیا اور جو واقعات دراصل صحیح اور محل پر چسپاں تھے وہی بیان کئے ہم بمقابل آریوں کی گالیوں کے ویدوں کے رشیوں کو کیونکر گالیاں دیتے۔ ہمیں تو اب تک بھی یہ پتہ نہیں لگا کہ ویدوں کے رشی کچھ وجود بھی رکھتے تھے یا نہیں اور کہاں تھے اور کس شہر میں رہتے تھے اور ان کی زندگی کی سوانح کیا تھی اور ان کی لائف کا سلسلہ کس طور کا تھا۔ پھر ہم کیونکر ان کی نکتہ چینی کر سکتے ہمیں اب تک ان کے وجود میں ہی شک ہے اور ہمارا یہی مذہب کہ انگو اور واپو اور ادت وغیرہ جو وید کے رشی سمجھے جاتے ہیں یہ صرف فرضی اور خیالی نام ہیں اور ہم بالکل اس بات سے ناواقف ہیں کہ یہ لوگ کون تھے اگر ان کا کچھ بھی وجود خارج میں ہوتا تو البتہ ان کی سوانح لکھی جاتی اور وید کے مؤلف وہی معلوم ہوتے ہیں جن کے نام سکتوں کے سر پر موجود ہیں پھر ہم ایسے مستور الحال اور



مفقود الخبر رشیوں کو گالیاں کیونکر دے سکتے تھے اور اسلام کا طریق گالی دینا نہیں ہے مگر ہمارے مخالفوں نے ناحق بے وجہ اس قدر گالیوں سے بھری ہوئی کتابیں لکھی ہیں کہ اگر ان کا ایک جگہ ڈھیر لگایا جائے تو ان کی بلندی ہزار فٹ سے کچھ کم نہ ہو اور ابھی تک بس کب ہے ہر یک مہینہ میں ہزاروں رسالے اور کتابیں اور اخبار توہین اور سب و شتم سے بھرے ہوئے نکلتے ہیں۔ پس ہمیں ان مولویوں کی حالت پر افسوس تو یہی ہے کہ ایسے مولوی جو کہتے ہیں کہ جو کچھ ہوتا ہے ہوتا رہے کچھ مضائقہ نہیں اگر ان کی ماں کو کوئی ایسی گالی دی جاتی جو ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دی جاتی ہے یا اگر ان کے باپ پر وہ بہتان لگایا جاتا۔ جو سید الرسل محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر لگایا جاتا ہے تو کیا یہ ایسے ہی چپ بیٹھے رہتے۔ ہرگز نہیں بلکہ فی الفور عدالت تک پہنچتے اور جہاں تک طاقت ہوتی کوشش کرتے کہ تا ایسا دشنام دہ اپنی سزا کو پہنچے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت ان کے نزدیک کچھ چیز نہیں۔ غضب کی بات ہے کہ مخالفین کی طرف سے تو چھ کروڑ کتاب اب تک اسلام کے رد اور توہین میں تالیف ہو چکیں اور سب و شتم کا کچھ انتہا نہ رہا اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ کچھ مضائقہ نہیں۔ ہونے دو جو کچھ ہوتا ہے۔ عنقریب ہے جو ان گالیوں سے آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں مگر ان مولویوں کو کچھ پرواہ نہیں۔ حیف ہے ایسے اسلام اور مسلمانی پر کہ کہتے ہیں کہ کچھ بھی حرج نہیں

ہزار ہا آدمی ان جھوٹے بہتانوں کو سن کر مرتد ہو گئے مگر ان کے خیال میں ہنوز کسی احسن انتظام کی ضرورت نہیں۔ یا الہی یہ لوگ کیوں اندھے ہو گئے۔ مجھے کچھ سبب معلوم نہیں ہوتا کیوں بہرے ہو گئے۔ مجھے کچھ بھی پتہ نہیں لگتا۔ اے قادر خدا اے حامی دین مصطفیٰ تو ان کے دلوں کے جذام کو دور کر۔ ان کی آنکھوں کو بینائی بخش کہ تو جو چاہتا ہے کرتا ہے تیرے آگے کوئی بات ان ہونی نہیں۔ ہم تیری رحمتوں پر بھروسہ رکھتے ہیں تو کریم اور قادر ہے۔

پیارے ناظرین ایک اور اعجوبہ بھی سنو کہ یہ لوگ اپنے اشتہار میں لکھتے ہیں کہ اس قسم کا قانون پاس کرنا کہ کوئی شخص کسی مذہب پر ایسا اعتراض نہ کرے جو خود اس پر وارد ہوتا ہو یہ صرف ہمارے ماخوذ کرانے کے لئے ہے۔ او ظالم مولویو! تم مطمئن رہو کہ ہم تمہارے جھوٹ اور بہتان کی وجہ سے تم پر ہرگز نالاش نہیں کریں گے یہاں تک کہ اس دنیا سے گذر جائیں گے لیکن برائے خدا اپنی خیانتوں سے اسلام پر ظلم مت کرو۔ یہ بات بالکل سچ ہے کہ اسلام پر جس قدر عیسائی مذہب اور دوسروں کی طرف سے اعتراض ہو رہے ہیں وہ اعتراض ان کی کتابوں پر بھی وارد ہوتے ہیں۔ پس ظاہر ہے کہ اگر قانون کا رعب درمیان ہوگا تو ایسے اعتراض آئیں گے اور جو پہلے کر چکے ان کی قلعی کھل جائے گی اور اس طریق سے اسلام کا چہرہ روشن سب کو نظر آ جائے گا اور تمام دھوکا دینے والوں کی کارستانیاں مٹ جائیں گی سو تم سچ کو مت چھپاؤ بے ایمانی مت اختیار کرو، اس سے ڈرو جس کا غضب ایک کھا جانے والی آگ ہے۔

اور میں نے آپ لوگوں کا یہ قول بھی سنا ہے کہ ہم کیا دستخط کریں عبد اللہ آتھم کے معاملہ میں ہم بہت ہی نادم ہیں اس کا ہم بجز اس کے کیا جواب دیں کہ درحقیقت آپ لوگ آتھم کی پیشگوئی کے بارہ میں بہت ہی شرمندہ ہیں آپ کا کچھ باقی نہیں رہا۔ ہم مانتے ہیں کہ یہ بالکل سچ ہے کہ آپ کی اس پیشگوئی سے ناک کٹ گئی اور بہت ہی شرمندگی آپ کو پہنچی مگر ہمیں اب تک معلوم نہیں کہ اس شرمندگی اور ناک کٹنے کی آپ کے نزدیک وجہ کیا ہے۔ ہاں پیشگوئی کے واقعات اور آپ لوگوں کی ہٹ دھرمی پر نظر ڈال کر معلوم ہوتا ہے کہ یہ شرمندگی ضرور دو وجہ سے ہے اور کوئی تیسری وجہ نہیں۔

(۱) اول تو یہ کہ آپ صاحبوں کے دل پر یہ سخت تازیانہ لگا کہ آتھم نے اپنے افعال اور اقوال اور خود اپنے اقرار سے پیشگوئی کا سچا ہونا ثابت کر دیا اور قسم کھانے سے پہلو تہی کر کے پیشگوئی کی اس شرط کی طرف لوگوں کے دلوں کو توجہ دلائی جس میں صریح صریح لکھا گیا تھا کہ اگر حق کی طرف رجوع کرے گا تو یہ عذاب اس پر نازل نہیں ہوگا پس اگر اس بات کے سوچنے سے شرمندگی ہوئی ہے کہ آپ لوگوں کے خلاف مراد عیسائیوں پر ایسی حجت پوری ہوئی کہ وہ منہ نہیں دکھا سکتے تو بے شک آپ کی حالت قابل رحم ہے بلکہ ہمیں تو تعجب ہے کہ آپ لوگ اس صدمہ سے فوت کیوں نہ ہو گئے کیونکہ یہ صدمہ بھی کچھ تھوڑا صدمہ نہیں کہ آتھم باوجود آپ لوگوں کی تحریک کے قسم کھا کر اپنی صفائی نہ کر سکا اور اب تک میت کی طرح بیٹھا ہے بے شک یہ شرمندگی کی جگہ تھی آپ لوگ معذور ہیں اور پھر رسالہ ضیاء الحق نے شائع ہو کر اور بھی آپ کے سر پر خاک ڈالی۔

(۲) دوسری وجہ آپ کے شرمندہ ہونے کی یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ جن تین

حملوں کا آتھم نے دعویٰ کیا تھا کہ گویا وہ ان کی وجہ سے ڈرتا رہا نہ پیشگوئی کی اسلامی ہیبت سے ان تین حملوں کو نہ آتھم اب تک ثابت کر سکا اور نہ آپ لوگ ثابت کر سکے اس لئے نہایت صفائی سے یہ ثابت ہو گیا کہ آتھم نے اسلامی پیشگوئی سے بہت خوف کھا کر اور حق کا ایک قوی اثر اپنے دل پر ڈال کر رجوع الی الحق کی شرط کو پورا کر دیا پھر کیوں آپ لوگ شرمندہ نہ ہوں بلکہ جس قدر شرمندہ ہوں وہ تھوڑا ہے آپ لوگ تو مر گئے ناک کٹ گئی۔ کیا باقی رہا۔

## بقیہ اعتراضات پادری فتح مسیح صاحب جس کو

انہوں نے دوسرے خط میں ظاہر کیا

ایک یہ اعتراض ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین جگہ جھوٹ بولنے کی اجازت دی ہے اور اپنے دین کو چھپا لینے کے واسطے قرآن میں صاف حکم دے دیا ہے مگر انجیل نے ایمان کو پوشیدہ رکھنے کی اجازت نہیں دی اما الجواب۔ پس واضح ہو کہ جس قدر راستی کے التزام کے لئے قرآن شریف میں تاکید ہے میں ہرگز باور نہیں کر سکتا کہ انجیل میں اس کا عشر عشر بھی تاکید ہو بیس برس کے قریب عرصہ ہو گیا کہ میں نے اسی بارہ میں ایک اشتہار دیا تھا اور قرآنی آیات لکھ کر اور عیسائیوں وغیرہ کو ایک رقم کثیر بطور انعام دینا کر کے اس بات کا وعدہ کیا تھا کہ جیسے ان آیات میں راست گوئی کی تاکید ہے اگر کوئی عیسائی اس زور و شور کی تاکید انجیل میں

سے نکال کر دکھلا دے تو اس قدر انعام اس کو دیا جائے گا مگر پادری صاحبان اب تک ایسے چپ رہے کہ گویا ان میں جان نہیں اب مدت کے بعد فتح مسیح صاحب کفن میں سے بولے شاید بوجہ امتداد زمانہ ہمارا وہ اشتہار ان کو یاد نہیں رہا۔ پادری صاحب آپ خس و خاشاک کو سونا بنانا چاہتے ہیں اور سونے کی کان سے منہ مروڑ کر ادھر ادھر بھاگتے ہیں اگر یہ بد قسمتی نہیں تو اور کیا ہے۔ قرآن شریف نے دروغ گوئی کو بت پرستی کے برابر ٹھہرایا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ۔ یعنی بتوں کی پلیدی اور جھوٹ کی پلیدی سے پرہیز کرو اور پھر ایک جگہ فرماتا ہے۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوِّمِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدِينَ وَالْأَقْرَبِينَ۔<sup>۱</sup> الجزو نمبر ۴۔ یعنی اے ایمان والو انصاف اور راستی پر قائم ہو جاؤ اور سچی گواہیوں کو لہا کر دو اگرچہ تمہاری جانوں پر ان کا ضرر پہنچے یا تمہارے ماں باپ اور تمہارے اقارب ان گواہیوں سے نقصان اٹھائیں۔

﴿۱۸﴾

اب اے ناخدا ترس ذرا انجیل کو کھول اور ہمیں بتلا کہ راست گوئی کے لئے ایسی تاکید انجیل میں کہاں ہے اور اگر ایسی تاکید ہوتی تو پطرس اوّل درجہ کا حواری کیوں جھوٹ بولتا اور کیوں جھوٹی قسم کھا کر اور حضرت مسیح پر لعنت بھیج کر صاف منکر ہو جاتا کہ میں اس کو نہیں جانتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم محض راست گوئی کی وجہ سے شہید ہوتے رہے اور الہی گواہی کو انہوں نے ہرگز مخفی نہ رکھا گوان کے خون سے زمین سرخ ہو گئی مگر انجیل سے ثابت ہے کہ خود آپ کے یسوع صاحب اس شہادت☆ کو مخفی رکھتے رہے ہیں جس کا ظاہر

کرنا ان پر واجب تھا اور وہ ایمان بھی دکھلا نہ سکے جو مکہ میں مصائب کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے دکھلایا تھا۔ امید کہ آپ اس سے منکر نہیں ہوں گے اور اگر خیانت کے طور پر منکر بھی ہو گئے تو وہ تمام مقام ہم دکھلا دیں گے بالفعل صرف نمونہ کے طور پر ثبوت میں لکھا گیا۔

اور پھر آپ لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین جگہ جھوٹ بولنے کی اجازت دی ہے مگر یہ آپ کو اپنی جہالت کی وجہ سے غلطی لگی ہے اور اصل بات یہی ہے کہ کسی حدیث میں جھوٹ بولنے کی ہرگز اجازت نہیں بلکہ حدیث میں تو یہ لفظ ہیں کہ ان قتل و احرقت یعنی سچ کو مت چھوڑا اگرچہ تو قتل کیا جائے اور جلایا جائے۔ پھر جس حالت میں قرآن کہتا ہے کہ تم انصاف اور سچ مت چھوڑو اگرچہ تمہاری جانیں بھی اس سے ضائع ہوں اور حدیث کہتی ہے کہ اگرچہ تم جلانے جاؤ اور قتل کئے جاؤ مگر سچ ہی بولو۔ تو پھر اگر فرض کے طور پر کوئی حدیث قرآن اور احادیث صحیحہ کی مخالف ہو تو وہ قابل سماعت نہیں ہوگی کیونکہ ہم لوگ اسی حدیث کو قبول کرتے ہیں جو احادیث صحیحہ اور قرآن کریم کے مخالف نہ ہو۔ ہاں بعض احادیث میں تو یہ کہ جواز کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ اور اسی کو نفرت دلانے کی غرض سے کذب کے نام سے موسوم کیا گیا ہے اور ایک جاہل اور احمق جب ایسا لفظ کسی حدیث میں بطور تسامح کے لکھا ہوا پاوے تو شاید اس کو حقیقی کذب ہی سمجھ لے کیونکہ وہ اس قطعی فیصلہ سے بے خبر ہے کہ حقیقی کذب اسلام میں پلید اور حرام اور شرک کے برابر ہے مگر تو یہ جو درحقیقت کذب نہیں گو کذب کے رنگ میں ہے اضطرار کے وقت عوام کے واسطے اس کا جواز حدیث سے پایا جاتا ہے مگر پھر بھی لکھا ہے کہ افضل وہی لوگ ہیں جو تو یہ سے بھی پرہیز کریں

اور تور یہ اسلامی اصطلاح میں اس کو کہتے ہیں کہ فتنہ کے خوف سے ایک بات کو چھپانے کے لئے یا کسی اور مصلحت پر ایک راز کی بات مخفی رکھنے کی غرض سے ایسی مثالوں اور پیرایوں میں اس کو بیان کیا جائے کہ عقلمند تو اس بات کو سمجھ جائے اور نادان کی سمجھ میں نہ آئے اور اس کا خیال دوسری طرف چلا جائے جو متکلم کا مقصود نہیں اور غور کرنے کے بعد معلوم ہو کہ جو کچھ متکلم نے کہا ہے وہ جھوٹ نہیں بلکہ حق محض ہے اور کچھ بھی کذب کی اس میں آمیزش نہ ہو اور نہ دل نے ایک ذرہ بھی کذب کی طرف میل کیا ہو جیسا کہ بعض احادیث میں دو مسلمانوں میں صلح کرانے کے لئے یا اپنی بیوی کو کسی فتنہ اور خانگی ناراضگی اور جھگڑے سے بچانے کے لئے یا جنگ میں اپنے مصالح دشمن سے مخفی رکھنے کی غرض سے اور دشمن کو اور طرف جھکا دینے کی نیت سے تور یہ کا جواز پایا جاتا ہے مگر باوصف اس کے بہت سی حدیثیں دوسری بھی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ تور یہ اعلیٰ درجہ کے تقویٰ کے برخلاف ہے اور بہر حال کھلی کھلی سچائی بہتر ہے اگرچہ اس کی وجہ سے قتل کیا جائے اور جلایا جائے مگر افسوس کہ یہ تور یہ آپ کے یسوع صاحب کے کلام میں بہت ہی پایا جاتا ہے تمام انجیلیں اس سے بھری پڑی ہیں اس لئے ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ اگر تور یہ کذب ہے تو یسوع سے زیادہ دنیا میں کوئی بھی کذاب نہیں گذرا۔ یسوع صاحب کا یہ قول کہ میں خدا کی ہیکل کو ڈھا سکتا ہوں اور پھر میں تین دن میں اسے بنا سکتا ہوں یہی وہ قول ہے جس کو تور یہ کہتے ہیں۔ اور ایسا ہی وہ قول کہ ایک گھر کا مالک تھا جس نے انگورستان لگایا یہ سب تور یہ کی قسمیں ہیں اور یسوع صاحب کے کلام میں اس کے بہت سے نمونے ہیں کیونکہ وہ ہمیشہ چبا چبا کر باتیں کرتا تھا اور اس کی

باتوں میں دورنگی پائی جاتی تھی۔

اور ہمارے سید و مولیٰ جناب مقدس نبوی کی تعلیم کا ایک اعلیٰ نمونہ اس جگہ ثابت ہوتا ہے اور وہ یہ کہ جس تواریخ کو آپ کا یسوع شیرمادر کی طرح تمام عمر استعمال کرتا رہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حتی الوسع اس سے مجتنب رہنے کا حکم کیا ہے تا مفہوم کلام کا اپنی ظاہری صورت میں بھی کذب سے مشابہ نہ ہو مگر کیا کہیں اور کیا لکھیں کہ آپ کے یسوع صاحب اس قدر التزام سچائی کا نہ کر سکے جو شخص خدائی کا دعویٰ کرے وہ تو شیرببر کی طرح دنیا میں آنا چاہیے تھا نہ کہ ساری عمر تواریخ اختیار کر کے اور تمام باتیں کذب کے ہم رنگ کہہ کر یہ ثابت کر دیوے کہ وہ ان افراد کاملہ میں سے نہیں ہے جو مرنے سے لاپرواہ ہو کر دشمنوں کے مقابل پر اپنے تئیں ظاہر کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ پر پورا بھروسہ رکھتے ہیں۔ اور کسی مقام میں بزدلی نہیں دکھلاتے مجھے تو ان باتوں کو یاد کر کے رونا آتا ہے کہ اگر کوئی ایسے ضعیف القلب یسوع کی اس ضعف حالت اور تواریخ پر جو ایک قسم کا کذب ہے اعتراض کرے تو ہم کیا جواب دیں۔ جب میں دیکھتا ہوں کہ جناب سید المرسلینؐ جنگ احد میں اکیلے ہونے کی حالت میں برہنہ تلواروں کے سامنے کہہ رہے تھے میں محمدؐ ہوں۔ میں نبی اللہ ہوں۔ میں ابن عبد المطلب ہوں اور پھر دوسری طرف دیکھتا ہوں کہ آپ کا یسوع کانپ کانپ کر اپنے شاگردوں کو یہ خلاف واقعہ تعلیم دیتا ہے کہ کسی سے نہ کہنا کہ



میں یسوع مسیح ہوں حالانکہ اس کلمہ سے کوئی اس کو قتل نہیں کرتا تو میں دریائے حیرت میں غرق ہو جاتا ہوں کہ یا الہی یہ شخص بھی نبی ہی کہلاتا ہے جس کی شجاعت کا خدا کی راہ میں یہ حال ہے۔

الغرض فتح مسیح نے اپنی جہالت کا خوب پردہ کھولا بلکہ اپنے یسوع صاحب پر بھی وار کیا کہ بعض ان احادیث کو پیش کر دیا جن میں تو یہ کہ جواز کا ذکر ہے اگر کسی حدیث میں تو یہ کہ بطور تسامح کذب کے لفظ سے بیان بھی کیا گیا ہو تو یہ سخت جہالت ہے کہ کوئی شخص اس کو حقیقی کذب پر محمول کرے جبکہ قرآن اور احادیث صحیحہ بالاتفاق کذب حقیقی کو سخت حرام اور پلید ٹھہراتے ہیں اور اعلیٰ درجہ کی حدیثیں تو یہ کہ مسئلہ کو کھول کر بیان کر رہی ہیں تو پھر اگر فرض بھی کر لیں کہ کسی حدیث میں بجائے تو یہ کہ کذب کا لفظ آ گیا ہو تو **نعوذ باللہ** اس سے مراد حقیقی کذب کیونکر ہو سکتا ہے بلکہ اس کے قائل کے نہایت باریک تقویٰ کا یہ نشان ہوگا کہ جس نے تو یہ کہ کذب کی صورت میں سمجھ کر بطور تسامح کذب کا لفظ استعمال کیا ہو ہمیں قرآن اور احادیث صحیحہ کی پیروی کرنا ضروری ہے اگر کوئی امر اس کے مخالف ہوگا تو ہم اس کے وہ معنی ہرگز قبول نہیں کریں گے جو مخالف ہوں احادیث پر نظر ڈالنے کے وقت یہ بات ضروری ہوتی ہے کہ ایسی حدیثوں پر بھروسہ نہ کریں جو ان احادیث سے منافی اور مخالف ہوں۔ جن کی صحت اعلیٰ درجہ پر پہنچ چکی ہو اور نہ ایسی حدیثوں پر جو قرآن کی نصوص صریحہ بینہ محکمہ سے صریح مخالف اور مغائر اور مبائن واقع ہوں پھر ایک ایسا مسئلہ جو قرآن اور احادیث صحیحہ نے اس پر اتفاق کر لیا ہے اور کتب دین میں صراحت

سے اس کا ذکر ہے اس کے مخالف کسی بے ہودہ قول یا کسی معشوش اور غیر ثابت حدیث یا مشتبہ اثر سے تمسک کر کے اعتراض کرنا یہ خیانت اور شرارت کا کام ہے۔ درحقیقت عیسائیوں کو ایسی شرارتوں نے ہی ہلاک کیا ہے ان لوگوں کو خود بخود حدیث دیکھنے کا مادہ نہیں۔ غایت کار مشکوٰۃ کا کوئی ترجمہ دیکھ کر جس بات پر اپنے فہم ناقص سے عیب لگا سکتے ہیں وہی بات لے لیتے ہیں حالانکہ کتب احادیث میں رطب و یابس سب کچھ ہوتا ہے اور عامل بالحدیث کو تنقید کی ضرورت پڑتی ہے اور یہ ایک نہایت نازک کام ہے کہ ہر ایک قسم کی احادیث میں سے احادیث صحیحہ تلاش کریں اور پھر اس کے صحیح معنی معلوم کریں اور پھر اس کے لئے صحیح محمل تلاش کریں۔

**قرآن نے جھوٹوں پر لعنت کی ہے۔** اور نیز فرمایا ہے کہ جھوٹے

شیطان کے مصاحب ہوتے ہیں اور جھوٹے بے ایمان ہوتے ہیں اور جھوٹوں پر شیاطین نازل ہوتے ہیں اور صرف یہی نہیں فرمایا کہ تم جھوٹ مت بولو بلکہ یہ بھی فرمایا ہے کہ تم جھوٹوں کی صحبت بھی چھوڑ دو اور ان کو اپنا یار دوست مت بناؤ اور خدا سے ڈرو اور بچوں کے ساتھ رہو۔ اور ایک جگہ فرماتا ہے کہ جب تو کوئی کلام کرے تو تیری کلام محض صدق ہوٹھٹھے کے طور پر بھی اس میں جھوٹ نہ ہو۔ اب بتلاؤ یہ تعلیمیں انجیل میں کہاں ہیں۔ اگر ایسی تعلیمیں ہوتیں تو عیسائیوں میں اپریل فول کی گندی رسمیں اب تک کیوں جاری رہتیں۔ دیکھو اپریل فول کیسی بُری رسم ہے کہ ناحق جھوٹ بولنا اس میں تہذیب کی بات سمجھی جاتی ہے یہ عیسائی تہذیب اور

انجیلی تعلیم ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ عیسائی لوگ جھوٹ سے بہت ہی پیار کرتے ہیں۔ چنانچہ عملی حالت اس پر شاہد ہے۔ مثلاً قرآن تو تمام مسلمانوں کے ہاتھ میں ایک ہی ہے مگر سنا گیا ہے کہ انجیلیوں ساٹھ سے بھی کچھ زیادہ ہیں۔ شاباش اے پادریاں جھوٹ کی مشق بھی اسے کہتے ہیں۔ شاید آپ نے اپنے ایک مقدس بزرگ کا قول سنا ہے کہ جھوٹ بولنا نہ صرف جائز بلکہ ثواب کی بات ہے خدا تعالیٰ نے عدل کے بارے میں جو بغیر سچائی پر پورا قدم مارنے کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ فرمایا ہے لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى یعنی دشمن قوموں کی دشمنی تمہیں انصاف سے مانع نہ ہو۔ انصاف پر قائم رہو کہ تقویٰ اسی میں ہے۔ اب آپ کو معلوم ہے کہ جو تو میں ناحق ستاویں اور دکھ دیویں اور خونریزیاں کریں اور تعاقب کریں اور بچوں اور عورتوں کو قتل کریں جیسا کہ مکہ والے کافروں نے کیا تھا اور پھر لڑائیوں سے باز نہ آویں ایسے لوگوں کے ساتھ معاملات میں انصاف کے ساتھ برتاؤ کرنا کس قدر مشکل ہوتا ہے مگر قرآنی تعلیم نے ایسے جانی دشمنوں کے حقوق کو بھی ضائع نہیں کیا اور انصاف اور راستی کے لئے وصیت کی مگر آپ تو تعصب کے گڑھے میں گرے ہیں ان پاک باتوں کو کیونکر سمجھیں۔ انجیل میں اگرچہ لکھا ہے کہ اپنے دشمنوں سے پیار کرو مگر یہ نہیں لکھا کہ دشمن قوموں کی دشمنی اور ظلم تمہیں انصاف اور سچائی سے مانع نہ ہو۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ دشمن سے مدارات سے پیش آنا آسان ہے مگر دشمن کے حقوق کی حفاظت کرنا اور مقدمات میں عدل اور انصاف کو ہاتھ سے نہ دینا یہ بہت مشکل اور فقط جو ان مردوں کا کام ہے اکثر

لوگ اپنے شریک دشمنوں سے محبت تو کرتے ہیں اور میٹھی میٹھی باتوں سے پیش آتے ہیں مگر ان کے حقوق دبا لیتے ہیں ایک بھائی دوسرے بھائی سے محبت کرتا ہے۔ اور محبت کے پردہ میں دھوکا دے کر اس کے حقوق دبا لیتا ہے مثلاً اگر زمیندار ہے تو چالاکی سے اس کا نام کاغذات بندوبست میں نہیں لکھواتا اور یوں اتنی محبت کہ اس پر قربان ہوا جاتا ہے پس خدا تعالیٰ نے اس آیت میں محبت کا ذکر نہ کیا بلکہ میعار محبت کا ذکر کیا کیونکہ جو شخص اپنے جانی دشمن سے عدل کرے گا۔ اور سچائی اور انصاف سے درگزر نہیں کرے گا وہی ہے جو سچی محبت بھی کرتا ہے مگر آپ کے خدا کو یہ تعلیم یاد نہ رہی کہ ظالم دشمنوں کے ساتھ عدل کرنے پر ایسا زور دیتا جو قرآن نے دیا اور دشمن کے ساتھ سچا معاملہ کرنے کے لئے اور سچائی کو لازم پکڑنے کے لئے وہ تاکید کرتا جو قرآن نے تاکید کی اور تقویٰ کی باریک راہیں سکھاتا مگر افسوس کہ جو بات سکھلائی دھوکے کی سکھلائی اور پرہیزگاری کی سیدھی راہ پر قائم نہ کر سکا یہ آپ کے فرضی یسوع کی نسبت ہم کہتے ہیں جس کے چند پریشان ورق آپ کے ہاتھ میں ہیں اور جو خدائی کا دعویٰ کرتا کرتا آخر مصلوب ہو گیا اور ساری رات رور و کر دعا کی کہ کسی طرح بچ جاؤں مگر بچ نہ سکا۔

ہمارے سید و مولیٰ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم نے تو آپ دنیا سے جانے کے لئے دعا کی کہ الحقنی بالرفیق الاعلیٰ مگر آپ کے خدا صاحب نے دنیا کی چند روزہ زندگی سے ایسا پیار کیا کہ ساری رات زندہ رہنے کے لئے دعائیں کرتا رہا بلکہ سولی پر بھی رضا اور تسلیم کا کلمہ منہ سے نہ نکلا اور اگر نکلا تو یہ نکلا کہ ایلی ایلی لما سبقتنی اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں ترک کر دیا اور خدا نے کچھ جواب

نہ دیا کہ اس نے ترک کر دیا مگر بات تو ظاہر ہے کہ خدائی کا دعویٰ کیا۔ تکبر کیا ترک کیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے آخر وقت میں مخیر کیا کہ اگر چاہو تو دنیا میں رہو اور اگر چاہو تو میری طرف آ جاؤ۔ آپ نے عرض کیا کہ اے میرے رب اب میں یہی چاہتا ہوں کہ تیری طرف آؤں اور آخری کلمہ آپ کا جس پر آپ کی جان مطہر رخصت ہوگی۔ یہی تھا کہ **بِالْفَرِيقِ الْاَعْلٰی** یعنی اب میں اس جگہ رہنا نہیں چاہتا۔ میں اپنے خدا کے پاس جانا چاہتا ہوں۔ اب دونوں کلموں کو وزن کرو۔ آپ کے خدا صاحب نے نہ فقط ساری رات زندہ رہنے کے لئے دعا کی بلکہ صلیب پر بھی چلا چلا کر روئے کہ مجھے موت سے بچالے مگر کون سنتا تھا۔ لیکن ہمارے مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی کے لئے ہرگز دعا نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ مختار کیا کہ اگر زندگی کی خواہش ہے تو یہی ہوگا۔ مگر آپ نے فرمایا کہ اب میں اس دنیا میں رہنا نہیں چاہتا کیا یہ خدا ہے جس پر بھروسہ ہے ڈوب جاؤ!!!

اور آپ کا یہ زعم کہ قرآن اپنے دین کو چھپالینے کے لئے حکم دیتا ہے محض بہتان اور افترا ہے جس کی کچھ بھی اصلیت نہیں۔ **قرآن** تو ان پر لعنت بھیجتا ہے ☆۔ جو دین کی گواہی کو عمداً چھپاتے ہیں اور ان پر لعنت بھیجتا ہے جو جھوٹ بولتے ہیں شاید آپ نے قرآن کی اس آیت سے بوجہ نا فہمی کے دھوکا کھایا ہوگا جو **سورة النحل** میں مذکور ہے۔ اور وہ یہ ہے **اَلَا مَن اٰكْرَهٗ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاٰیْمَانِ** یعنی کافر عذاب میں

☆نوٹ: لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ۔ قرآن شریف میں ہے یا انجیل میں جواب تو دو۔ منہ

ڈالے جائیں گے مگر ایسا شخص جس پر زبردستی کی جائے یعنی ایمانی شعار کے ادا کرنے سے کسی فوق الطاق عذاب کی وجہ سے روکا جائے اور دل اس کا ایمان سے تسکین یافتہ ہے وہ عند اللہ معذور ہے۔ مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ اگر کوئی ظالم کسی مسلمان کو سخت دردناک اور فوق الطاق زخموں سے مجروح کرے اور وہ اس عذاب شدید میں کوئی ایسے کلمات کہہ دے کہ اس کافر کی نظر میں کفر کے کلمات ہوں مگر وہ خود کفر کے کلمات کی نیت نہ کرے بلکہ دل اس کا ایمان سے لبالب ہو اور صرف یہ نیت ہو کہ وہ اس ناقابل برداشت سختی کی وجہ سے اپنے دین کو چھپاتا ہے مگر نہ عمداً بلکہ اس وقت جبکہ فوق الطاق عذاب پہنچنے سے بے حواس اور دیوانہ سا ہو جائے تو خدا اس کی توبہ کے وقت اس کے گناہ کو اس کی شرائط کی پابندی سے جو نیچے کی آیت میں مذکور ہیں معاف کر دے گا کیونکہ وہ غفور رحیم ہے۔ اور وہ شرائط یہ ہیں۔ **ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ هَاجَرُوا مِن بَعْدِ مَا قُتِلُوا أَن جَاهِدُوا وَأَصْبِرُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ** یعنی ایسے لوگ جو فوق الطاق دکھ کی حالت میں اپنے اسلام کا اخفاء کریں ان کا اس شرط سے گناہ بخشا جائے گا کہ دکھ اٹھانے کے بعد پھر ہجرت کریں یعنی ایسی عادت سے یا ایسے ملک سے نکل جائیں جہاں دین پر زبردستی ہوتی ہے پھر خدا کی راہ میں بہت ہی کوشش کریں اور تکلیفوں پر صبر کریں ان سب باتوں کے بعد خدا ان کا گناہ بخش دے گا کیونکہ وہ غفور رحیم ہے۔

اب ان تمام آیات سے معلوم ہوا کہ جو شخص کسی فوق الطاق دکھ کے وقت بھی جو دشمنوں سے اس کو پہنچے دین اسلام کی گواہی کو پوشیدہ کرے وہ بھی خدا تعالیٰ کے نزدیک گناہ گار ہے مگر خدمات شائستہ دکھلانے کے

بعد اور ایسی عادت یا ایسا ملک چھوڑ دینے کے بعد جس میں زبردستی کی جاتی ہے اور صبر اور استقامت کے بعد اس کا گناہ معاف کیا جائے گا اور خدا اس کو ضائع نہیں کرے گا کیونکہ وہ رحمن و رحیم ہے۔

غرض خدا تعالیٰ نے اس اخفا کو محل مدح میں نہیں رکھا بلکہ ایک گناہ قرار دیا ہے اور اس گناہ کا کفارہ پچھلی آیت میں بتلا دیا ہے اور جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں جا بجا ان مومنوں کی تعریف کی ہے جو دین کی گواہی کو نہیں چھپاتے اگرچہ جان جائے۔ ہاں ایسے شخص کو بھی رد کرنا نہیں چاہا جو اپنی ضعف استعداد اور فوق الطاقت عذاب کی وجہ سے معذب ہونے کی حالت میں دین کی گواہی کو پوشیدہ رکھے بلکہ اس کو اس شرط سے قبول کر لیا ہے کہ آئندہ ایسی عادت سے یا ایسے ملک سے جس میں زبردستی ہوتی ہے علیحدہ ہو جائے اور اپنے صدق اور ثبات اور مجاہدات سے اپنے رب کو راضی کرے تب یہ گناہ دین کے اخفاء کا معاف کیا جائے گا کیونکہ وہ خدا جس نے عاجز بندوں کو پیدا کیا ہے نہایت کریم و رحیم خدا ہے۔ وہ کسی کو تھوڑے کئے پر اپنی جناب سے رد نہیں کرتا یہ تو تعلیم قرآنی ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی صفات رحمت اور مغفرت کے بالکل مطابق ہے۔ لیکن آپ کے اقرار سے یہ معلوم ہوا کہ یہ تعلیم انجیل کی نہیں ہے اور انجیل کی رو سے یہ فتویٰ ہے کہ اگر کوئی عیسائی کسی فوق الطاقت دکھ کے وقت عیسائی دین کی گواہی سے زبان سے انکار کرے تو وہ ہمیشہ کے لئے مردود ہو گیا اور اب انجیل اس کو اپنی جماعت میں جگہ نہیں دے گی اور اس کے لئے کوئی توبہ نہیں شاہاش شاہاش آج تم نے اپنے ہاتھ سے مہر لگا دی کہ یہ انجیل جو

تمہارے ہاتھ میں ہے ایک جھوٹی انجیل ہے خیر اب ہمارے وار سے بھی خالی نہ جاؤ اور جو نیچے لکھتا ہوں اس کا جواب دو۔ ورنہ اگر کچھ حیا ہے تو عیسائی مذہب سے توبہ کرو۔

اعتراض یہ ہے کہ جس حالت میں بقول آپ کے وہ تعلیم خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہو سکتی کہ جو ایمان کے چھپانے والے کو اس کی توبہ اور اعمال صالحہ اور صبر اور ثبات کے بعد معافی کا وعدہ دے اور رحمت الہی سے رُذ نہ کرے تو پھر انجیل کی تعلیم کس قدر سچائی سے دور ہوگی جس نے پطرس کو باوجود اس کی نہایت مکروہ بد اعمالی اور دروغ گوئی اور سخت انکار اور جھوٹی قسم اور مسیح پر لعنت بھیجنے اور ایمان کو پوشیدہ کرنے کے پھر قبول کر لیا آپ کا اعتراض تو صرف اتنا تھا کہ قرآن نے ایسے لوگوں کو بھی اسلام سے رد نہیں کیا جو کسی خوف سے اسلام کا زبان سے انکار کر دیں مگر انجیل نے تو اس بارے میں حد کر دی کہ ایسے شخص کو بھی پھر قبول کر لیا جس نے نہ صرف ایمان کو پوشیدہ کیا بلکہ صاف انکار کیا اور اپنے جھوٹ کو سچ ظاہر کرنے کے لئے قسم کھائی۔ بلکہ یسوع صاحب پر لعنت بھی بھیجی اور اگر کہو کہ انجیل کی تعلیم نے اس کو قبول نہیں کیا بلکہ وہ اب تک مردود اور ایمان سے خارج ہے تو اس عقیدہ کا اشتہار دے دو۔ اب کہو قرآن پر اعتراض کرنے سے کچھ سزا پائی یا نہیں۔

☆نوٹ: گواہی کا چھپانا اور دل میں رکھنا تو درکنار عیسائی تو انجیل کے مرتدوں کو بھی ایمان لانے پر پھر واپس لے لیتے ہیں عنہ



آپ اپنے خط میں لکھتے ہیں کہ کسی امر کا جواب دینا اور بات ہے مگر معقول طور پر جواب دینا اور بات ہے۔ اب بتاؤ معقولی طور پر یہ جواب ہیں یا نہیں۔ اور ابھی وقت آیا یا نہیں کہ ہم لعنة الله على الكاذبين کہہ دیں۔

آپ نے یہ بھی خط میں لکھا ہے کہ محمدی لوگ جواب تو دیتے ہیں مگر وہ عقل کے سامنے جواب نہیں سمجھے جاتے اب ہمارے یہ تمام جواب آپ کے سامنے ہیں اس کو چند منصفوں کو دکھلاؤ کہ کیا یہ عقل کے سامنے جواب ہیں یا نہیں۔ کیا آپ امید رکھتے ہیں کہ جو انجیل پر اعتراض ہم نے کئے ہیں آپ ان کا کچھ جواب دے سکیں گے ہرگز ممکن نہیں وہ دن آپ پر کبھی نہیں آئے گا کہ ان اعتراضات کے جواب سے سبکدوش ہو سکیں۔

پھر آپ کا ایک یہ دوسوہ ہے کہ کامل گناہ کا بیان انجیل میں ہی ہے لیکن اگر آپ غور کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ انجیل تقویٰ کی راہوں کو کامل طور پر بیان نہیں کر سکی اور نہ انجیل نے ایسا دعویٰ کیا مگر قرآن شریف نے تو اپنے نزول کی علت غائی ہی یہ قرار دی ہے کہ تقویٰ کی راہوں کو سکھائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ذَلِكِ الْكِتَابُ لَارْتِيْبٍ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۱۔ یعنی یہ کتاب اس غرض سے اتری ہے کہ تا جو لوگ گناہ سے پرہیز کرتے ہیں ان کو باریک سے باریک گناہوں پر بھی اطلاع دی جائے تا وہ ان بُرے کاموں سے بھی پرہیز کریں جو ہر ایک آنکھ کو نظر نہیں آتے بلکہ فقط معرفت کی خور دین سے نظر آسکتے ہیں اور موٹی نگاہیں ان کے دیکھنے سے خطا کر جاتی ہیں مثلاً آپ

کے یسوع صاحب کا قول متی نے یہ لکھا ہے کہ میں تمہیں کہتا ہوں کہ جو کوئی شہوت سے کسی عورت پر نگاہ کرے۔ وہ اپنے دل میں اس کے ساتھ زنا کر چکا لیکن قرآن کی یہ تعلیم ہے کہ نہ تو شہوت سے اور نہ بغیر شہوت کے بیگانہ عورت کے منہ پر ہرگز نظر نہ ڈال اور ان کی باتیں مت سن اور ان کی آواز مت سن اور ان کے حسن کے قصے مت سن کہ ان امور سے پرہیز کرنا تجھے ٹھوکر کھانے سے بچائے گا جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَعْصُوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَلِكَ أَزْكَى لَهُمْ ۗ۔ یعنی مومنوں کو کہہ دے کہ نا محرم کو دیکھنے سے اپنی آنکھوں کو بند رکھیں اور اپنے کانوں اور ستر گاہوں کی حفاظت کریں یعنی کان کو بھی ان کی نرم باتوں اور ان کی خوبصورتی کے قصوں سے بچاویں کہ یہ سب طریق ٹھوکر کھانے کے ہیں۔ اب اگر بے ایمانی کے زہر دل میں نہیں تو ایسی تعلیم سے یسوع کی تعلیم کا مقابلہ کرو اور پھر نتائج پر بھی نظر ڈالو یسوع کی تعلیم نے عام آزادی کی اجازت دے کر اور تمام ضروری شرائط کو نظر انداز کر کے تمام یورپ کو ہلاک کر دیا یہاں تک کہ ان سب میں خنزیروں اور کتوں کی طرح فسق و فجور پھیلا۔ اور بے حیائی اس حد تک پہنچ گئی کہ شیرینیوں پر اور ولایت کی مٹھائیوں پر بھی یہ لفظ لکھے جاتے ہیں کہ اے میری پیاری ذرا مجھے بوسہ دے۔ یہ تمام گناہ کس کی گردن پر ہے۔ بے شک اس یسوع کی گردن پر جس نے ایسی تعلیم دی کہ ایک جوان مرد یا عورت دوسرے پر نظر ڈالے مگر زنا کا قصد نہ کرے۔ اے نادان کیا زنا کا قصد اختیار میں ہے۔ جو شخص آزادی سے نا محرم عورتوں کو دیکھتا رہے گا آخر ایک دن بد نیتی سے بھی دیکھے گا کیونکہ نفس کے جذبات ہر یک طبیعت

کے ساتھ لگے ہوئے ہیں اور تجربہ بلند آواز سے بلکہ چیخیں مار کر ہمیں بتلا رہا ہے کہ بیگانہ عورتوں کو دیکھنے میں ہرگز انجام بخیر نہیں ہوتا یورپ جو زنا کاری سے بھر گیا اس کا کیا سبب ہے۔ یہی تو ہے کہ نامحرم عورتوں کو بے تکلف دیکھنا عادت ہو گیا اول تو نظر کی بدکاریاں ہوئیں اور پھر معانقہ بھی ایک معمولی امر ہو گیا پھر اس سے ترقی ہو کر بوسہ لینے کی بھی عادت پڑی یہاں تک کہ استاد جوان لڑکیوں کو اپنے گھروں میں لے جا کر یورپ میں بوسہ بازی کرتے ہیں اور کوئی منع نہیں کرتا شیرینیوں پر فسق و فجور کی باتیں لکھی جاتی ہیں تصویروں میں نہایت درجہ کی بدکاری کا نقشہ دکھایا جاتا ہے عورتیں خود چھپواتی ہیں کہ میں ایسی خوبصورت ہوں اور میری ناک ایسے اور آنکھ ایسی ہے اور ان کے عاشقوں کے ناول لکھے جاتے ہیں اور بدکاری کا ایسا دریا بہ رہا ہے کہ نہ تو کانوں کو بچا سکتے ہیں نہ آنکھوں کو نہ ہاتھوں کو نہ منہ کو۔ یہ یسوع صاحب کی تعلیم ہے۔ کاش! ایسا شخص دنیا میں نہ آیا ہوتا تا یہ بدکاریاں ظہور میں نہ آتیں اس شخص نے پارسائی اور تقویٰ کا خون کر دیا اور الحاد اور اباحت کو تمام ملک میں پھیلا دیا کوئی عبادت نہیں کوئی مجاہدہ نہیں بجز کھانے پینے اور بدنظریوں کے اور کوئی بھی فکر نہیں پھر زہر پر زہر یہ کہ ایک جھوٹے کفارہ کی امید دے کر گناہوں پر دلیر کر دیا کون عقلمند اس بات کو باور کرے گا کہ زید کو مسہل دیا جائے اور بکر کے زہریلے مواد اس سے نکل جائیں بدی حقیقی طور پر تبھی دور ہوتی ہے کہ جب نیکی اس کی جگہ لے لے۔ یہی قرآنی تعلیم ہے کسی کی خودکشی سے دوسرے کو کیا فائدہ۔ کس قدر یہ نادانی کا خیال اور قانون قدیم کے

مخالف ہے۔ جو آپ کے یسوع صاحب سے ظہور میں آیا۔ کیا اس کے روٹی کھانے سے حواریوں کا پیٹ بھر جاتا تھا پھر کیونکر اس کی خودکشی دوسرے کو مفید ہو سکتی ہے انجیل کی ساری تعلیم ایسی گندی اور ناقص ہے کہ حرف حرف پر سخت اعتراض ہے اور اس کے مؤلف کو خبر ہی نہیں کہ تقویٰ کس کو کہتے ہیں اور گناہ کے باریک مراتب کیا ہیں بے چارہ بچوں کی طرح باتیں کرتا ہے افسوس کہ اس وقت ہمیں فرصت نہیں کہ ان تمام یسوع کی باتوں کی قلعی کھولیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ دوسرے وقت میں دکھائیں گے اور ثابت کریں گے کہ یہ شخص بالکل تقویٰ کے طریق سے ناواقف ہے اور اس کی تعلیم انسانی درخت کے کسی شعبہ کی بھی آب پاشی نہیں کر سکتی۔ جانتا ہی نہیں کہ انسان کن کن قوتوں کے ساتھ اس مسافر خانہ میں بھیجا گیا ہے اور اسے خبر ہی نہیں کہ خدا تعالیٰ کا یہ مقصود نہیں کہ ان تمام قوتوں کو زائل کر دیوے بلکہ یہ مطلب ہے کہ ان کو خط اعتدال پر چلاوے پس ایسی ناقص تعلیم کو قرآن شریف کے سامنے پیش کرنا سخت ہٹ دھرمی اور ناپینائی اور بے شرمی ہے۔

اور آپ کا یہ کہنا کہ حضرت مقدس نبوی کی تعلیم یہ ہے کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ کہنے سے گناہ دور ہو جاتے ہیں یہ بالکل سچ ہے اور یہی واقعی حقیقت ہے کہ جو محض خدا کو واحد لا شریک جانتا ہے اور ایمان لاتا ہے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی قادر یکتا نے بھیجا ہے تو بے شک اگر اس کلمہ پر اس کا خاتمہ ہو تو نجات پا جائے گا آسمانوں کے نیچے کسی کی خودکشی سے نجات نہیں ہرگز نہیں۔ اور اس سے زیادہ کون پاگل ہوگا کہ ایسا خیال بھی کرے مگر خدا کو واحد لا شریک

سمجھنا اور ایسا مہربان خیال کرنا کہ اس نے نہایت رحم کر کے دنیا کو ضلالت سے چھڑانے کے لئے اپنا رسول بھیجا جس کا نام محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے یہ ایک ایسا اعتقاد ہے کہ اس پر یقین کرنے سے روح کی تاریکی دور ہوتی ہے اور نفسانیت دور ہو کر اس کی جگہ تو حید لے لیتی ہے آخر تو حید کا زبردست جوش تمام دل پر محیط ہو کر اسی جہان میں بہشتی زندگی شروع ہو جاتی ہے۔ جیسا تم دیکھتے ہو کہ نور کے آنے سے ظلمت قائم نہیں رہ سکتی ایسا ہی جب لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا نورانی پرتوہ دل پر پڑتا ہے تو نفسانی ظلمت کے جذبات کا معدوم ہو جاتے ہیں گناہ کی حقیقت بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ سرکشی کی ملونی سے نفسانی جذبات کا شور و غوغا ہو جس کی متابعت کی حالت میں ایک شخص کا نام گناہ گار رکھا جاتا ہے اور لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے معنی جو لغت عرب کے موارد استعمال سے معلوم ہوتے ہیں وہ یہ ہیں کہ لَا مَطْلُوبَ لِيْ وَلَا مَحْبُوبَ لِيْ وَلَا مَعْبُودَ لِيْ وَلَا مُطَاعَ لِيْ إِلَّا اللَّهُ یعنی بجز اللہ کے اور کوئی میرا مطلوب نہیں اور محبوب نہیں اور معبود نہیں اور مطاع نہیں۔ اب ظاہر ہے کہ یہ معنی گناہ کی حقیقت اور گناہ کے اصل منبع سے بالکل مخالف پڑے ہیں پس جو شخص ان معنی کو خلوص دل کے ساتھ اپنی جان میں جگہ دے گا تو بالضرورت مفہوم مخالف اس کے دل سے نکل جائے گا کیونکہ ضدین ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں پس جب نفسانی جذبات نکل گئے تو یہی وہ حالت ہے۔ جس کو سچی پاکیزگی اور حقیقی راست بازی کہتے ہیں اور خدا کے بھیجے ہوئے پر ایمان لانا جو دوسرے جز کلمہ کا مفہوم ہے اس کی ضرورت یہ ہے کہ تا خدا کے کلام پر بھی ایمان حاصل ہو جائے کیونکہ جو شخص یہ اقرار کرتا

ہے کہ میں خدا کا فرمانبردار بننا چاہتا ہوں۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کے فرمانوں پر ایمان بھی لاوے اور فرمان پر ایمان لانا بجز اس کے ممکن نہیں کہ اس پر ایمان لاوے جس کے ذریعہ سے دنیا میں فرمان آیا پس یہ حقیقت کلمہ کی ہے۔ اور آپ کے یسوع صاحب نے بھی اسی کی طرف اشارہ کیا ہے اور یہی مدار نجات ٹھہرایا ہے کہ خدا پر اور اس کے بھیجے ہوئے یسوع پر ایمان لایا جائے مگر چونکہ آپ لوگ اندھے ہیں اس لئے جوش تعصب سے انجیل کی باتیں بھی آپ کو نظر نہیں آتیں۔

اور آپ کا یہ کہنا کہ وضو کرنے سے گناہ کیونکر دور ہو سکتے ہیں۔ اے نادان! الہی نوشتوں پر کیوں غور نہیں کرتا کیا انسان ہونے کے بعد پھر حیوان بن گیا وضو کرنا تو صرف ہاتھ پیر اور منہ دھونا ہے اگر شریعت کا یہی مطلب ہوتا کہ ہاتھ پیر دھونے سے گناہ دور ہو جاتے ہیں تو یہ پاک شریعت ان تمام پلید قوموں کو جو اسلام سے سرکش ہیں ہاتھ منہ دھونے کے وقت گناہ سے پاک جانتے کیونکہ وضو سے گناہ دور ہو جاتے ہیں مگر شارع علیہ السلام کا یہ مطلب نہیں بلکہ یہ مطلب ہے کہ خدا تعالیٰ کے چھوٹے چھوٹے حکم بھی ضائع نہیں جاتے اور ان کے بجالانے سے بھی گناہ دور ہوتے ہیں اگر میں اس وقت الزامی جواب دوں تو کئی جز لکھ کر منکر کا منہ کالا کروں مگر وقت تنگ ہے اور ابھی چند سوال باقی ہیں ذرا میری اس تحریر پر کچھ لکھو پھر تمہاری ہی کتابوں سے تمہیں عمدہ انعام دیا جائے گا۔ تسلی رکھو۔ آپ جھوٹ سے کیونکر متنفر ہو گئے کیا انجیل کا جھوٹ یاد نہ رہا۔ کیا یہ سچ ہے کہ یسوع صاحب کو سردھرنے کے لئے جگہ نہیں ملتی تھی۔ کیا یہ واقعی امر ہے کہ اگر یسوع کے تمام کام لکھے جاتے تو

وہ کتابیں دنیا میں سما نہ سکتیں اب کہو کہ دروغ گوئی میں انجیل کو کمال ہے یا کچھ کسر رہ گئی۔ یہ بھی یاد رہے کہ قرآن شریف میں گناہ کو ہلکا نہیں سمجھا گیا بلکہ بار بار بتلایا گیا ہے کہ کسی کو بجز اس کے نجات نہیں کہ گناہ سے سچی نفرت پیدا کرے مگر انجیل نے سچی نفرت کی تعلیم نہیں دی انجیل نے ہرگز اس بات پر زور نہیں دیا کہ گناہ ہلاک کرنے والا زہر ہے اس کے عوض اپنے اندر کوئی تریاق پیدا کرو بلکہ اس محرف انجیل نے نیکیوں کا عوض یسوع کی خودکشی کو کافی سمجھ لیا ہے مگر یہ کیسی بے ہودہ اور بھول کی بات ہے کہ حقیقی نیکی کے حاصل کرنے کی طرف توجہ نہیں بلکہ انجیل کی یہی تعلیم ہے کہ عیسائی بنو اور جو چاہو کرو۔ کفارہ ناقص ذریعہ نہیں ہے تا کسی عمل کی حاجت ہو۔ اب دیکھو اس سے زیادہ بدی پھیلنے کا ذریعہ کوئی اور بھی ہو سکتا ہے قرآن شریف تو فرماتا ہے کہ جب تک تم اپنے تئیں پاک نہ کرو اس پاک گھر میں داخل نہ ہو گے اور انجیل کہتی ہے کہ ہر ایک بدکاری کر تیرے لئے یسوع کی خودکشی کافی ہے۔ اب کس نے گناہ کو ہلکا سمجھا قرآن نے یا انجیل نے۔ قرآن کا خدا ہرگز کسی کو نیک نہیں ٹھہراتا۔ جب تک بدی کی جگہ نیکی نہ آجائے مگر انجیل نے اندھیر مچا دیا ہے۔ کفارہ سے تمام نیکی اور راستبازی کے حکموں کو ہلکا اور ہیچ کر دیا اور اب عیسائی کے لئے ان کی ضرورت نہیں۔ حیف صدحیف۔ افسوس صد افسوس۔

دوسرا سوال آپ کا یہ ہے کہ بہشت کی تعلیم محض نفسانی ہے جس سے ایک خدا رسیدہ شخص کو کچھ تسلی نہیں ہو سکتی۔ اما الجواب پس واضح ہو کہ یہ بات نہایت بدیہی اور عندالعقل مسلم اور قرین انصاف ہے

کہ جیسا کہ انسان دنیا میں ارتکاب جرائم یا کسب خیرات اور اعمال صالحہ کے وقت صرف روح سے ہی کوئی کام نہیں کرتا بلکہ روح اور جسم دونوں سے کرتا ہے ایسا ہی جزا اور سزا کا اثر بھی دونوں پر ہی ہونا چاہیے یعنی جان اور جسم دونوں کو اپنی اپنی حالت کے مناسب پاداش اخروی سے حصہ ملنا چاہیے لیکن عیسائی صاحبوں پر سخت تعجب ہے کہ سزا کی حالت میں تو اس اصول کو انہوں نے قبول کر لیا ہے اور وہ تسلیم کرتے ہیں کہ جن لوگوں نے بدکاریاں اور بے ایمانیاں کر کے خدا کو ناراض کیا ان کو جو سزا دی جائے گی وہ صرف روح تک محدود نہیں بلکہ روح اور جسم دونوں کو جہنم میں ڈالا جائے گا اور گندھک کی آگ سے جسم جلانے جائیں گے اور وہاں رونا اور دانت پیسنا ہوگا اور وہ پیاس سے جلیں گے اور ان کو پانی نہیں ملے گا۔ اور جب حضرات عیسائیوں سے پوچھا جائے کہ جسم کیوں آگ میں جلایا جائے گا تو اس کا جواب دیتے ہیں کہ بھائی روح اور جسم دونوں مزدور کی طرح دنیا میں کام کرتے تھے پس جبکہ دونوں نے اپنے آقا کے کام میں مل کر خیانت کی تو وہ دونوں سزا کے لائق ٹھہرے۔ پس اے اندھو اور خدا کے نوشتوں پر غور کرنے میں غافلوتمہیں تمہاری ہی بات سے ملزم کرتا ہوں کہ وہ خدا جس کا رحم اس کے غضب پر غالب ہے جب اس نے سزا دینے کے وقت جسم کو خالی نہ چھوڑا تو کیا ضرور نہ تھا کہ وہ جزا دینے کے وقت بھی اس اصول کو یاد رکھتا کیا لائق ہے کہ ہم اس رحیم خدا پر یہ بدگمانی کریں کہ وہ سزا دینے کے وقت تو ایسا غضب ناک ہوگا کہ ہمارے جسموں کو بھی جلتے ہوئے تنور میں ڈالے گا لیکن جزا دینے کے وقت اس کا رحم اس درجہ پر نہیں ہوگا جس درجہ پر



سزا کی حالت میں اس کا غضب ہوگا اگر جسم کو سزا سے الگ رکھتا تو بے شک جزا سے بھی اس کو الگ رکھتا مگر جبکہ اس نے سزا کے وقت جسم کو گناہ کا شریک سمجھ کر جلتی ہوئی آگ میں ڈال دیا تو اے اندھو اور کوتاہ اندیشو! کیا وہ ایمان اور عمل صالح کی شراکت کے وقت جسم کو جزا سے حصہ نہیں دے گا۔ کیا جب مردے جی اٹھیں گے تو بہشتیوں کو عبث طور پر ہی جسم ملے گا۔

اور یہ بھی بدیہی بات ہے کہ جب جسم اپنے تمام قوی کے ساتھ روح سے پیوند کیا جائے گا تو وہ جسمانی قوی یا راحت میں ہوں گے یا رنج میں کیونکہ دونوں حالتوں کا مرتفع ہونا محال ہے پس اس صورت میں ماننا پڑا کہ جیسا جسم سزا کی حالت میں دکھ اٹھائے گا ویسا ہی وہ جزا کی حالت میں ایک قسم کی راحت سے بھی ضرور متمتع ہوگا اور اسی راحت کی قرآن کریم میں تفصیل ہے۔ ہاں خدا تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے کہ بہشت کی نعمتیں فوق الفہم ہیں تمہیں ان کا حقیقی علم نہیں دیا گیا اور تم وہ نعمتیں پاؤ گے جو اب تم سے پوشیدہ ہیں۔ جو نہ دنیا میں کسی نے دیکھی اور نہ سین اور نہ دلوں میں گذریں وہ تمام مخفی امور میں اسی وقت سمجھ میں آئیں گی جب وارد ہوں گی جو کچھ قرآن اور حدیث میں وعدے ہیں وہ سب مثال کے طور پر بیان کیا ہے اور ساتھ اس کے یہ بھی کہہ دیا ہے کہ وہ امور مخفی ہیں جن کی کسی کو اطلاع نہیں پس اگر وہ لذات اسی قدر ہوتیں جیسے اس دنیا میں شربت یا شراب پینے کی لذت یا عورت کی جماع کی لذت ہوتی ہے تو خدا تعالیٰ یہ نہ کہتا کہ وہ ایسے امور ہیں کہ جو نہ کسی آنکھ نے دیکھے اور نہ کسی کان نے سنے۔ اور نہ وہ کبھی کسی کے دل میں گذرے پس ہم مسلمان لوگ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ بہشت

جو جسم اور روح کے لئے دارالجزا ہے وہ ایک ادھورا اور ناقص دارالجزا نہیں بلکہ اس میں جسم اور جان دونوں کو اپنی اپنی حالت کے موافق جزا ملے گی جیسا کہ جہنم میں اپنی اپنی حالت کے موافق دونوں کو سزا دی جائے گی اور اس کی اصل تفصیلات ہم خدا کے حوالے کرتے ہیں اور ایمان رکھتے ہیں کہ جزا سزا جسمانی روحانی دونوں طور پر ہوں گی اور یہی وہ عقیدہ ہے جو عقل اور انصاف کے موافق ہے اور یہ نہایت شرارت اور خباثت اور حرام زدگی ہے کہ قرآن پر یہ طعن وارد کیا جائے کہ وہ صرف جسمانی بہشت کا وعدہ کرتا ہے۔ قرآن تو صاف کہتا ہے کہ ہر ایک جو بہشت میں داخل ہوگا وہ جسمانی روحانی دونوں قسم کی جزا پائے گا اور جیسا کہ نعمت جسمانی اس کو ملے گی۔ ایسا ہی وہ دیدار الہی سے لذت اٹھائے گا اور یہی اعلیٰ لذت بہشت میں ہے معارف کی لذت بھی ہوگی اور طرح طرح کے انوار کی لذت بھی ہوگی اور عبادت کی لذت بھی ہوگی مگر اس کے ساتھ جسم بھی اپنی سعادت تامہ کو پہنچے گا۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ جس قدر قرآن نے بہشتیوں کی روحانی جزا کی کیفیت لکھی ہے انجیل میں ہرگز نہیں۔ جس شخص کو شک ہو ہمارے مقابل پر آئے اور ہم سے سنے اور انجیل کی تعلیم سناوے اگر وہ غالب ہوا اور اس نے ثابت کیا کہ انجیل میں بہشتیوں کی روحانی جزا قرآن سے بڑھ کر لکھی ہے تو ہم حلفاً کہتے ہیں کہ اسی وقت ہزار روپیہ نقد اس کو دیا جائے گا۔ جس جگہ چاہے باضابطہ تحریر دے کر جمع کرا لے۔

اے اندھو! قرآن کے مقابل پر انجیل کچھ بھی چیز نہیں۔ کیوں تمہاری شامت آئی ہے۔ گھروں میں آرام کر کے بیٹھو اب تمہاری رسوائی کا وقت آ گیا ہے کیا تم میں کسی کو

حوصلہ ہے کہ آرام سے آدمی بن کر مجھ سے آ کر بحث کر لے کہ بہشت کے بارے میں روحانی جزا کا بیان انجیل میں زیادہ ہے یا قرآن میں۔ اور اگر انجیل میں زیادہ نکلے تو مجھ سے نقد ہزار روپیہ لے لے جہاں چاہے جمع کرالے۔ مجھے امید نہیں کہ کوئی میرے سامنے آوے۔ اللہ اللہ کیسی یہ قوم ظالم اور دغا باز ہے جنہوں نے دنیا کی زندگی کے لئے آخرت کو بھلا دیا ہے مگر ذرہ موت کا پیالہ پی لیں پھر دیکھیں گے کہ کہاں ہے یسوع اور اس کا کفارہ۔ ہائے افسوس ان لوگوں نے ایک عاجز انسان اور عاجزہ کے بیٹے کو خدا بنا دیا اور خدائے قدوس پر تمام نالائق باتیں روارکھیں۔ دنیا میں ایک ہی آیا جو سچی اور کامل توحید کو لایا اس سے انہوں نے دشمنی کی۔

اور یہ بھی سراسر جھوٹ ہے کہ انجیل میں جسمانی جزا کی طرف کوئی اشارہ نہیں۔ دیکھو متی کیسی تفصیل سے یسوع کا قول جسمانی جزا کے بارے میں بیان کرتا ہے اور وہ یہ ہے: ۲۹۔ اور جس نے گھریا بھائی یا بہن یا باپ یا جو رویا بال بچوں یا زمین کو میرے نام پر چھوڑا سو گنا پاوے گا۔ ۱۹ باب آیت ۲۹۔ دیکھو یہ کیسا صریح حکم ہے اس میں تو یہ بھی بشارت ہے کہ اگر عیسائی عورت یسوع کے لئے خاوند چھوڑے تو قیامت کو اسے سو خاوند ملیں گے۔ اور اگر جسمانی نعمتوں کا وعدہ کرنا خدا تعالیٰ کی شان کے مخالف ہوتا تو توریت خروج ۳ باب ۸ آیت۔ استثناء ۶ باب ۳ آیت۔ ۷ باب ۱۳ آیت۔ ۸ باب ۱۷ آیت اور۔ قاضی ۹ باب ۱۲ آیت اور استثناء ۳۲ باب ۱۳ آیت۔ استثناء ۱۶ باب ۲۰ آیت اور احبار ۲۶ باب ۳ آیت۔ احبار ۲۵ باب۔ ایوب ۲۰ باب ۱۵ آیت میں ہرگز

جسمانی نعمتوں کے وعدے نہ دیئے جاتے۔ کیا یسوع نے یہ نہیں کہا کہ میں بہشت میں شیرہ انگور پیوں گا۔ عجیب یسوع ہے۔ جو مسلمانوں کی بہشت میں داخل ہونے کی تمنا رکھتا ہے۔ جس میں جسمانی نعمتیں بھی ہیں۔ اور پھر عجیب تر یہ کہ جسمانی نعمتوں پر ہی گرا۔ دیدار الہی کا ذکر نہیں کیا۔ **لعاذر** سے پانی مانگنا بھی ذرہ یاد کرو۔ جس بہشت میں پانی نہیں۔ اس میں پانی کا ذکر مصداق اس مثل کا ہے کہ دروغ گو را حافظہ نباشد۔ یہ سچ ہے کہ بہشت میں رہنے والے فرشتوں کی طرح ہو جائیں گے مگر یہ کہاں ثابت ہے کہ تبدیل خواص کر کے فی الحقیقت فرشتے ہی ہو جائیں گے☆ اور انسانی خواص چھوڑ دیں گے۔

ہاں یہ درست ہے کہ بہشت میں دنیا کی طرح نکاح نہیں ہوتے مگر بہشتی طور پر جسمانی لذات تو ہوں گے جیسے یسوع کو بھی انکار نہیں تھا۔ شیرہ انگور پینے کی امید کرتا گذر گیا۔ تو ریت سے ثابت ہے کہ جسمانی جزا بھی خدا کی عادت ہے تو پھر کیونکر ممکن ہے کہ وہ غیر متبدل خدا قیامت کو اپنی عادتیں بدل ڈالے۔

**تیسرا اعتراض** آپ کا یہ ہے کہ اسلامی تعلیم میں ہے کہ جب تک کوئی کسی گناہ کا مرتکب نہ ہو جائے تب تک ایسے شخص سے مواخذہ نہ ہوگا اور محض دلی خیالوں پر خدا پُرسش نہیں کرے گا مگر انجیل میں اس کے خلاف ہے یعنی دلی خیالات پر بھی عذاب ہوگا۔ اما الجواب۔ پس واضح ہو کہ اگر انجیل میں ایسا ہی لکھا ہے تو ایسی انجیل ہرگز خدا تعالیٰ

☆نوٹ: درحقیقت فرشتے بن جانا اور بات ہے مگر پاکیزگی میں اُن سے مشابہت پیدا کرنا یہ اور بات ہے۔ منہ

کی طرف سے نہیں ہے اور حق بات یہی ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمائی ہے کہ انسان کے دل کے تخیلات جو بے اختیار اٹھتے رہتے ہیں اس کو گناہ گار نہیں کرتے بلکہ عند اللہ مجرم ٹھہر جانے کی تین ہی قسم ہیں (۱) اول یہ کہ زبان پر ناپاک کلمے جو دین اور راستی اور انصاف کے برخلاف ہوں جاری ہوں (۲) دوسرے یہ کہ جو ارج یعنی ظاہری اعضاء سے نافرمانی کے حرکات صادر ہوں (۳) تیسرے یہ کہ دل نافرمانی پر عزیمت کرے یعنی پختہ ارادہ کرے کہ فلاں فعل بد ضرور کروں گا۔ اسی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَكِنْ يُوْاْخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ۗ لِيَعْنِيَ جَنَاحُكُمْ كَمَا كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ ۗ

اپنی عزیمت سے حاصل کرے ان گناہوں کا مواخذہ ہوگا مگر مجرد خطرات پر مواخذہ نہیں ہوگا کہ وہ انسانی فطرت کے قبضہ میں نہیں ہیں خدائے رحیم ہمیں ان خیالات پر نہیں پکڑتا جو ہمارے اختیار سے باہر ہیں۔ ہاں اس وقت پکڑتا ہے کہ جب ہم ان خیالات کی زبان سے یا ہاتھ سے یا دل کی عزیمت سے پیروی کریں بلکہ بعض وقت ہم ان خیالات سے ثواب حاصل کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے صرف قرآن کریم میں ہاتھ پیر کے گناہوں کا ذکر نہیں کیا بلکہ کان اور آنکھ اور دل کے گناہوں کا بھی ذکر کیا ہے جیسا کہ وہ اپنے پاک کلام میں فرماتا ہے۔

اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ۗ لِيَعْنِيَ جَنَاحُكُمْ كَمَا كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ ۗ

اور آنکھ اور دل جو ہیں ان سب سے باز پرس کی جائے گی۔ اب دیکھو جیسا کہ خدا تعالیٰ نے کان اور آنکھ کے گناہ کا ذکر کیا ایسا ہی دل کے گناہ کا بھی ذکر کیا مگر دل کا گناہ خطرات اور خیالات نہیں ہیں کیونکہ وہ تو دل کے بس میں نہیں ہیں

بلکہ دل کا گناہ پختہ ارادہ کر لینا <sup>☆</sup> ہے۔ صرف ایسے خیالات جو انسان کے اپنے اختیار میں نہیں گناہ میں داخل نہیں۔ ہاں اس وقت داخل ہو جائیں گے جب ان پر عزیمت کرے اور ان کے ارتکاب کا ارادہ کر لے ایسا ہی اللہ جلّ شانہ اندرونی گناہوں کے بارے میں ایک اور جگہ فرماتا ہے۔

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَّنَ ۗ اَلَيْسَ خِدَانِي ظَاهِرِي اَوْرَانْدُرُونِي گناہوں کے بارے میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ یہ عمدہ تعلیم بھی انجیل میں موجود نہیں کہ تمام عضویوں کے گناہ کا ذکر کیا ہو اور عزیمت اور خطرات میں فرق کیا ہو اور ممکن نہ تھا کہ انجیل میں یہ تعلیم ہو سکتی۔ کیونکہ یہ تعلیم نہایت لطیف اور حکیمانہ اصولوں پر مبنی ہے اور انجیل تو ایک موٹے خیالات کا مجموعہ ہے جس سے اب ہر ایک محقق نفرت کرتا جاتا ہے ہاں آپ کے یسوع صاحب نے پردہ پوشی کے لئے یہ خوب تدبیر کی کہ لوگوں کو باتوں باتوں میں سمجھا دیا کہ میری تعلیم کچھ اچھی نہیں۔ آئندہ اس پر مضحکہ ہوگا بہتر ہے کہ تم ایک اور آنے والے کا انتظار کرو جس کی تعلیم معارف کے تمام مراتب کو پورا کرے گی مگر شاباش اے پادری صاحبان آپ نے اس وصیت پر خوب ہی عمل کیا جس تعلیم کو خود آپ کے یسوع صاحب بھی قابل اعتراض ٹھہراتے ہیں اور ایک آئندہ آنے والے نبی مقدس کی خوشخبری دیتے ہیں اسی ادھوری تعلیم پر آپ

☆نوٹ: ثواب اس وقت حاصل کرتے ہیں جب ہم دلی خیالات کا جو معصیت کی رغبت دیتے ہیں۔ اعمال صالحہ کے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں اور ان خیالات کے برعکس عمل میں لاتے ہیں۔ منہ

گرے جاتے ہیں۔ بھلا بتلاؤ تو سہی کہ آپ کے یسوع کی تعلیم خود اس کے اقرار سے ناقص ٹھہری یا ابھی کچھ کسر رہ گئی پھر جبکہ یسوع خود معترف ہے کہ میری تعلیم ادھوری اور نکی ہے تو پھر اپنے گرو کی پیشگوئی کو ذہن میں رکھ کر اسلامی تعلیم کی خوبیاں ہم سے سنو اور اپنے یسوع کو جھوٹا مت ٹھہراؤ کیونکہ جب تک ایسا نبی دنیا میں ظہور نہ کرے جس کی تعلیم انجیل کی تعلیم سے اکمل اور اعلیٰ ہو تب تک یسوع کی پیشگوئی باطل کے رنگ میں ہے مگر وہ مقدس نبی تو آچکا اور تم نے اس کو شناخت نہیں کیا ہماری تحریروں پر غور کرو تا تمہیں معلوم ہو کہ وہ کامل تعلیم جس کی مسیح کو انتظار تھی قرآن ہے اور اگر یہ پیشگوئی نہ ہوتی تب بھی قرآن کا کامل اور انجیل کا ناقص ہونا خدا کی حجت کو پوری کرتا تھا سو جہنم کی آگ سے ڈرو اور اس آنے والے نبی کو مان لو جس کی نسبت مسیح نے بشارت دی اور اس کی کامل تعلیم کی تعریف کی مگر پھر بھی آپ کے یسوع کا اس میں بھی کچھ احسان نہیں کیونکہ خود زور آور نے کمزور کو گرا دیا اب صرف سمجھ کا گھاٹا ہے ورنہ اب انجیل کو قدم رکھنے کی جگہ نہیں۔

(۴) چوتھا اعتراض یہ ہے کہ اسلامی تعلیم میں غیر مذہب والوں سے محبت کرنا کسی جگہ حکم نہیں آیا بلکہ حکم ہے کہ بجز مسلمان کے کسی سے محبت نہ کرو۔ اما الجواب: پس واضح ہو کہ یہ تمام ناقص اور ادھوری انجیل کی نحوستیں ہیں کہ عیسائی لوگ حق اور حقیقت سے دور جا پڑے ورنہ اگر ایک گہری نظر سے دیکھا جائے کہ محبت کیا چیز ہے اور کس کس محل پر اس کو استعمال کرنا چاہیے اور بغض کیا چیز ہے اور

کن کن مقامات میں برتنا چاہئے تو فرقان کریم کا سچا فلسفہ نہ صرف سمجھ میں ہی آتا ہے بلکہ روح کو اس سے معارف حقہ کی ایک کامل روشنی ملتی ہے۔

اب جاننا چاہئے کہ محبت کوئی تضح اور تکلف کا کام نہیں بلکہ انسانی

﴿۳۵﴾

قُوئی میں سے یہ بھی ایک قوت ہے اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ دل کا ایک چیز کو پسند کر کے اس کی طرف کھنچے جانا اور جیسا کہ ہر ایک چیز کے اصل خواص

اس کے کمال کے وقت بد یہی طور پر محسوس ہوتے ہیں یہی محبت کا حال ہے کہ اس کے جوہر بھی اس وقت کھلے کھلے ظاہر ہوتے ہیں کہ جب اتم اور اکمل

درجہ پر پہنچ جائے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَشْرَبُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْعِجْلُ۔ یعنی

انہوں نے گوسالہ سے ایسی محبت کی کہ گویا ان کو گوسالہ شربت کی طرح پلا دیا

گیا۔ درحقیقت جو شخص کسی سے کامل محبت کرتا ہے تو گویا اسے پی لیتا ہے یا کھا

لیتا ہے اور اس کے اخلاق اور اس کے چال چلن کے ساتھ رنگین ہو جاتا ہے

اور جس قدر زیادہ محبت ہوتی ہے اسی قدر انسان بالطبع اپنے محبوب کی

صفات کی طرف کھینچا جاتا ہے یہاں تک کہ اسی کا روپ ہو جاتا ہے جس سے

وہ محبت کرتا ہے۔ یہی بھید ہے کہ جو شخص خدا سے محبت کرتا ہے وہ ظلی طور پر

بقدر اپنی استعداد کے اس نور کو حاصل کر لیتا ہے جو خدا تعالیٰ کی ذات میں

ہے۔ اور شیطان سے محبت کرنے والے وہ تاریکی حاصل کر لیتے ہیں جو

شیطان میں ہے پس جبکہ محبت کی حقیقت یہ ہے تو پھر کیونکر ایک سچی کتاب جو

مجانب اللہ ہے اجازت دے سکتی ہے کہ تم شیطان سے وہ محبت کرو جو خدا سے



کرنی چاہئے اور شیطان کے جانشینوں سے وہ پیار کرو جو رحمن کے جانشینوں سے کرنا چاہئے افسوس کہ پہلے تو انجیل کے باطل ہونے پر ہمارے پاس یہی ایک دلیل تھی کہ وہ ایک عاجز مشمت خاک کو خدا بناتی ہے اب یہ دوسری دلائل بھی پیدا ہو گئیں کہ اس کی دوسری تعلیمیں بھی گندی ہیں کیا یہ پاک تعلیم ہو سکتی ہے کہ شیطان سے ایسی ہی محبت کرو جیسا کہ خدا سے اور اگر یہ عذر کیا جائے کہ یسوع کے منہ سے سہو آئیے باتیں نکل گئیں کیونکہ وہ الہیات کے فلسفہ سے ناواقف تھا تو یہ عذر نکما اور فضول ہوگا کیونکہ اگر وہ ایسا ہی ناواقف تھا تو کیوں اس نے قوم کے مصلح ہونے کا دعویٰ کیا۔ کیا وہ بچہ تھا اسے یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ محبت کی حقیقت بالالتزام اس بات کو چاہتی ہے کہ انسان سچے دل سے اپنے محبوب کے تمام شائل اور اخلاق اور عبادات پسند کرے اور ان میں فنا ہونے کے لئے بدل و جان ساعی ہوتا اپنے محبوب میں ہو کر وہ زندگی پاوے جو محبوب کو حاصل ہے سچی محبت کرنے والا اپنے محبوب میں فنا ہو جاتا ہے۔ اپنے محبوب کے گریبان سے ظاہر ہوتا ہے اور ایسی تصویر اس کی اپنے اندر کھینچتا ہے کہ گویا اسے پی جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ وہ اس میں ہو کر اور اس کے رنگ میں رنگین ہو کر اور اس کے ساتھ ہو کر لوگوں پر ظاہر کر دیتا ہے کہ وہ درحقیقت اس کی محبت میں کھویا گیا ہے۔ مَحَبَّت ایک عربی لفظ ہے اور اصل معنی اس کے پُر ہو جانا ہے چنانچہ عرب میں یہ مثل مشہور ہے کہ نَحَبَبَ الْحِمَارُ یعنی جب عربوں کو یہ کہنا منظور ہو جاتا ہے کہ گدھے کا پیٹ پانی سے بھر گیا تو کہتے ہیں کہ

تَحَبَّبَ الْحَمَارُ اور جب یہ کہنا منظور ہوتا ہے کہ اونٹ نے اتنا پانی پیا کہ وہ پانی سے پُر ہو گیا۔ تو کہتے ہیں شریعت الابل حتیٰ تحببت اور حَبّ جو دانہ کو کہتے ہیں۔ وہ بھی اسی سے نکلا ہے جس سے یہ مطلب ہے کہ وہ پہلے دانہ کی تمام کیفیت سے بھر گیا اور اسی بناء پر اِحْبَاب سونے کو بھی کہتے ہیں کیونکہ جو دوسرے سے بھر جائے گا وہ اپنے وجود کو کھودے گا گویا سو جائے گا اور اپنے وجود کی کچھ جسّ اس کو باقی نہیں رہے گی پھر جبکہ محبّت کی یہ حقیقت ہے تو ایسی انجیل جس کی یہ تعلیم ہے کہ شیطان سے بھی محبت کرو اور شیطانی گروہ سے بھی پیار کرو دوسرے لفظوں میں اس کا حاصل یہی نکلا کہ ان کی بدکاری میں تم بھی شریک ہو جاؤ۔ خوب تعلیم ہے۔ ایسی تعلیم کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو سکتی ہے بلکہ وہ تو انسان کو شیطان بنانا چاہتی ہے خدا انجیل کی اس تعلیم سے ہر ایک کو بچا دے۔

اگر یہ سوال ہو کہ جس حالت میں شیطان اور شیطانی رنگ و روپ والوں سے محبت کرنا حرام ہے تو کس قسم کا خلق ان سے برتنا چاہیے تو اس کا جواب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا پاک کلام قرآن شریف یہ ہدایت کرتا ہے کہ ان پر کمال درجہ کی شفقت چاہئے جیسا کہ ایک رحیم دل آدمی جذامیوں اور اندھوں اور لولوں اور لنگڑوں وغیرہ دکھ والوں پر شفقت کرتا ہے اور شفقت اور محبت میں یہ فرق ہے کہ محب اپنے محبوب کے تمام قول اور فعل کو بنظر استحسان دیکھتا ہے اور رغبت رکھتا ہے کہ ایسے حالات اس میں بھی پیدا ہو جائیں مگر مشفق شخص مشفق علیہ کے حالات بنظر خوف و عبرت دیکھتا ہے اور اندیشہ کرتا ہے کہ شاید وہ شخص اس تباہ حال میں ہلاک نہ ہو جائے اور حقیقی مشفق کی یہ علامت ہے کہ وہ شخص مشفق علیہ سے ہمیشہ نرمی سے

پیش نہیں آتا بلکہ اس کی نسبت محل اور موقعہ کے مناسب حال کارروائی کرتا ہے اور کبھی نرمی اور کبھی درشتی سے پیش آتا ہے بعض وقت اس کو شربت پلاتا ہے اور بعض اوقات ایک حاذق ڈاکٹر کی طرح اس کا ہاتھ یا پیر کاٹنے میں اس کی زندگی دیکھتا ہے اور بعض اوقات اس کے کسی عضو کو چیرتا ہے اور بعض اوقات مرہم لگاتا ہے اگر تم ایک دن ایک بڑے شفاخانہ میں جہاں صد ہا بیمار اور ہر ایک قسم کے مریض آتے ہوں۔ بیٹھ کر ایک حاذق تجربہ کار ڈاکٹر کی کارروائیوں کو مشاہدہ کرو تو امید ہے کہ مشفق کے معنی تمہاری سمجھ میں آجائیں گے۔ سو **تعلیم قرآنی** ہمیں یہی سبق دیتی ہے کہ نیکیوں اور ابرار اختیار سے محبت کرو اور فاسقوں اور کافروں پر شفقت کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ** یعنی اے کافرو یہ نبی ایسا مشفق ہے جو تمہارے رنج کو دیکھ نہیں سکتا اور نہایت درجہ خواہشمند ہے کہ تم ان بلاؤں سے نجات پا جاؤ پھر فرماتا ہے **لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِيْنَ** یعنی کیا تو اس غم سے ہلاک ہو جائے گا کہ یہ لوگ کیوں ایمان نہیں لاتے۔ مطلب یہ ہے کہ تیری شفقت اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ تو ان کے غم میں ہلاک ہونے کے قریب ہے اور پھر ایک مقام میں فرماتا ہے **تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ** یعنی مومن وہی ہیں جو ایک دوسرے کو صبر اور مرحمت کی نصیحت کرتے ہیں یعنی یہ کہتے ہیں کہ شدائد پر صبر کرو اور خدا کے بندوں پر شفقت کرو اس جگہ بھی مرحمت سے مراد شفقت ہے کیونکہ مرحمت کا لفظ زبان عرب میں شفقت کے معنوں پر مستعمل ہوتا ہے پس **قرآنی تعلیم** کا اصل مطلب یہ ہے کہ محبت جس کی حقیقت محبوب کے رنگ سے رنگین ہو جانا ہے بجز خدا تعالیٰ اور صلحاء کے

﴿۳۷﴾

اور کسی سے جائز نہیں بلکہ سخت حرام ہے جیسا کہ فرماتا ہے وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا  
لِللَّهِ ۗ اور فرماتا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ ۗ  
اور پھر دوسرے مقام میں فرماتا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بَطَانَةً  
مِّنْ دُونِكُمْ ۗ یعنی یہود اور نصاریٰ سے محبت مت کرو اور ہر ایک شخص جو صالح نہیں  
اس سے محبت مت کرو۔ ان آیتوں کو پڑھ کر نادان عیسائی دھوکا کھاتے ہیں کہ  
مسلمانوں کو حکم ہے کہ عیسائی وغیرہ بے دین فرقوں سے محبت نہ کریں لیکن نہیں سوچتے کہ  
ہر ایک لفظ اپنے محل پر استعمال ہوتا ہے جس چیز کا نام محبت ہے وہ فاسقوں اور کافروں  
سے اسی صورت میں بجالانا متصور ہے کہ جب ان کے کفر اور فسق سے کچھ حصہ لے  
لیوے نہایت سخت جاہل وہ شخص ہوگا جس نے یہ تعلیم دی کہ اپنے دین کے  
دشمنوں سے پیار کرو ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ پیار اور محبت اسی کا نام ہے کہ اس شخص  
کے قول اور فعل اور عادت اور خلق اور مذہب کو رضا کے رنگ میں دیکھیں۔ اور اس پر  
خوش ہوں اور اس کا اثر اپنے دل پر ڈال لیں اور ایسا ہونا مومن سے کافر کی نسبت ہرگز  
ممکن نہیں۔ ہاں مومن کافر پر شفقت کرے گا اور تمام دقائق ہمدردی بجالائے گا اور اس  
کی جسمانی اور روحانی بیماریوں کا نمگسار ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ بار بار فرماتا ہے کہ بغیر  
لحاظ مذہب ملت کے تم لوگوں سے ہمدردی کرو بھوکوں کو کھلاؤ غلاموں کو آزاد کرو قرض داروں  
کے قرض دو اور زیر باروں کے بار اٹھاؤ اور بنی نوع سے سچی ہمدردی کا حق ادا کرو۔  
اور فرماتا ہے إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ ۗ  
یعنی خدا تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ عدل کرو اور عدل سے بڑھ کر یہ کہ احسان کرو جیسے

بچہ سے اس کی والدہ یا کوئی اور شخص محض قرابت کے جوش سے کسی کی ہمدردی کرتا ہے اور پھر فرماتا ہے لَا يَنْهَكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ<sup>۱</sup> یعنی نصاریٰ وغیرہ سے جو خدا نے محبت کرنے سے ممانعت فرمائی تو اس سے یہ نہ سمجھو کہ وہ نیکی اور احسان اور ہمدردی کرنے سے تمہیں منع کرتا ہے نہیں بلکہ جن لوگوں نے تمہارے قتل کرنے کے لئے لڑائیاں نہیں کیں۔ اور تمہیں تمہارے وطنوں سے نہیں نکالا وہ اگرچہ عیسائی ہوں یا یہودی ہوں بے شک ان پر احسان کرو ان سے ہمدردی کرو انصاف کرو کہ خدا ایسے لوگوں سے پیار کرتا ہے اور پھر فرماتا ہے: - إِنَّمَا يَنْهَكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَأَخْرَجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ وَظَهَرُوا عَلَىٰ إِخْرَاجِكُمْ أَنْ تَوَلَّوهُمْ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ<sup>۲</sup> یعنی خدا نے جو تمہیں ہمدردی اور دوستی سے منع کیا ہے تو صرف ان لوگوں کی نسبت جنہوں نے دینی لڑائیاں تم سے کیں اور تمہیں تمہارے وطنوں سے نکالا اور بس نہ کیا۔ جب تک باہم مل کر تمہیں نکال نہ دیا۔ سوان کی دوستی حرام ہے۔ کیونکہ یہ دین کو مٹانا چاہتے ہیں۔ اس جگہ یاد رکھنے کے لائق ایک نکتہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تَوَلَّى ☆ عربی زبان میں دوستی کو کہتے ہیں جس کا دوسرا نام مودت ہے اور اصل حقیقت دوستی اور مودت کی خیر خواہی اور ہمدردی ہے۔ سو مومن نصاریٰ اور یہود اور ہنود سے دوستی اور ہمدردی اور خیر خواہی

☆نوٹ: تولیٰ کی تا اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ تولیٰ میں ایک تکلف ہے جو مغارت پر دلالت

کرتا ہے مگر محبت میں ایک ذرہ مغارت باقی نہیں رہتی۔ منہ

کر سکتا ہے۔ احسان کر سکتا ہے مگر ان سے محبت نہیں کر سکتا یہ ایک باریک فرق ہے اس کو خوب یاد رکھو۔

پھر آپ نے یہ اعتراض کیا ہے کہ مسلمان لوگ خدا کے ساتھ بھی بلاغرض محبت نہیں کرتے ان کو یہ تعلیم نہیں دی گئی کہ خدا اپنی خوبیوں کی وجہ سے محبت کے لائق ہے۔

اما الجواب۔ پس واضح ہو کہ یہ اعتراض درحقیقت انجیل پر وارد ہوتا ہے نہ قرآن پر

کیونکہ انجیل میں یہ تعلیم ہرگز موجود نہیں کہ خدا سے محبت ذاتی رکھنی چاہئے اور محبت ذاتی

سے اس کی عبادت کرنی چاہئے مگر قرآن تو اس تعلیم سے بھرا پڑا ہے قرآن نے

صاف فرما دیا ہے فَادْكُرُوا لِلّٰهِ كَذِكْرِكُمْ اٰبَاءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ۱۔ ☆

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ ۲ یعنی خدا کو ایسا یاد کرو۔ جیسا کہ اپنے باپوں کو بلکہ

اس سے بہت زیادہ۔ اور مومنوں کی یہی شان ہے کہ وہ سب سے بڑھ کر خدا سے محبت

رکھتے ہیں یعنی ایسی محبت نہ وہ اپنے باپ سے کریں اور نہ اپنی ماں سے اور نہ اپنے دوسرے

﴿۳۹﴾

پیاروں سے اور نہ اپنی جان سے اور پھر فرمایا: حَبَّبَ اِلَيْكُمْ الْاِيْمَانَ

وَزَيَّنَّهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۳ یعنی خدا نے تمہارا محبوب ایمان کو بنا دیا اور اس کو

تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا اور پھر فرمایا اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَ

اِيْتَاىِٕ ذِي الْقُرْبٰى ۴ یہ آیت حق اللہ اور حق العباد پر مشتمل ہے اور اس میں کمال

بلاغت یہ ہے کہ دونوں پہلو پر اللہ تعالیٰ نے اس کو قائم کیا ہے۔ حق العباد کا پہلو تو ہم ذکر

☆ نوٹ: انجیل کی رو سے ہر ایک فاسق فاجر خدا کا بیٹا ہے بلکہ آپ ہی خدا ہے سو انجیل اس

وجہ سے کسی کو خدا کا بیٹا قرار نہیں دیتی کہ وہ خدا سے کامل محبت رکھتا ہے بلکہ بائبل کی رو سے زانی

لوگ بھی خدا کے بیٹے اور بیٹیاں ہیں۔ منہ

کر چکے ہیں اور حق اللہ کے پہلو کی رو سے اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ انصاف کی پابندی سے خدا تعالیٰ کی اطاعت کر کیونکہ جس نے تجھے پیدا کیا اور تیری پرورش کی اور ہر وقت کر رہا ہے اس کا حق ہے کہ تو بھی اس کی اطاعت کرے اور اگر اس سے زیادہ تجھے بصیرت ہو تو نہ صرف رعایت حق سے بلکہ احسان کی پابندی سے اس کی اطاعت کر کیونکہ وہ محسن ہے اور اس کے احسان اس قدر ہیں کہ شمار میں نہیں آسکتے اور ظاہر ہے کہ عدل کے درجہ سے بڑھ کر وہ درجہ ہے جس میں اطاعت کے وقت احسان بھی ملحوظ رہے اور چونکہ ہر وقت مطالعہ اور ملاحظہ احسان کا محسن کی شکل اور شمائل کو ہمیشہ نظر کے سامنے لے آتا ہے اس لئے احسان کی تعریف میں یہ بات داخل ہے کہ ایسے طور سے عبادت کرے کہ گویا خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے اور خدا تعالیٰ کی اطاعت کرنے والے درحقیقت تین قسم پر منقسم ہیں۔ اول وہ لوگ جو باعث محبوبیت اور رویت اسباب کے احسان الہی کا اچھی طرح ملاحظہ نہیں کرتے اور نہ وہ جوش ان میں پیدا ہوتا ہے جو احسان کی عظمتوں پر نظر ڈال کر پیدا ہوا کرتا ہے اور نہ وہ محبت ان میں حرکت کرتی ہے جو محسن کی عنایات عظیمہ کا تصور کر کے جنبش میں آیا کرتی ہے بلکہ صرف ایک اجمالی نظر سے خدا تعالیٰ کے حقوق خالقیت وغیرہ کو تسلیم کر لیتے ہیں اور احسان الہی کی ان تفصیلات کو جن پر ایک بار ایک نظر ڈالنا اس حقیقی محسن کو نظر کے سامنے لے آتا ہے ہرگز مشاہدہ نہیں کرتے کیونکہ اسباب پرستی کا گرد و غبار مسبب حقیقی کا پورا چہرہ دیکھنے سے روک دیتا ہے اس لئے ان کو وہ صاف نظر میسر نہیں آتی جس سے کامل طور پر معطی حقیقی کا جمال مشاہدہ کر سکتے سوان کی ناقص معرفت رعایت اسباب کی کدورت سے ملی ہوئی ہوتی ہے اور بوجہ اس کے جو وہ خدا کے احسانات کو اچھی طرح دیکھ نہیں سکتے خود بھی اس کی

طرف وہ التفات نہیں کرتے جو احسانات کے مشاہدہ کے وقت کرنی پڑتی ہے جس سے محسن کی شکل نظر کے سامنے آ جاتی ہے بلکہ ان کی معرفت ایک دھندلی سی ہوتی ہے۔ وجہ یہ کہ وہ کچھ تو اپنی محنتوں اور اپنے اسباب پر بھروسہ رکھتے ہیں اور کچھ تکلف کے طور پر یہ بھی مانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا حق خالصیت اور رزاقیت ہمارے سر پر واجب ہے اور چونکہ خدا تعالیٰ انسان کو اس کے وسعت فہم سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا اس لئے ان سے جب تک کہ وہ اس حالت میں ہیں یہی چاہتا ہے کہ اس کے حقوق کا شکر ادا کریں اور آیت **إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ** میں عدل سے مراد یہی اطاعت برعایت عدل ہے۔ مگر اس سے بڑھ کر ایک اور مرتبہ انسان کی معرفت کا ہے اور وہ یہ ہے کہ جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں انسان کی نظر رویت اسباب سے بالکل پاک اور منزہ ہو کر خدا تعالیٰ کے فضل اور احسان کے ہاتھ کو دیکھ لیتی ہے اور اس مرتبہ پر انسان اسباب کے حجابوں سے بالکل باہر آ جاتا ہے اور یہ مقولہ کہ مثلاً میری اپنی ہی آپاشی سے میری کھیتی ہوئی اور یا میری اپنی ہی بازو سے یہ کامیابی مجھے ہوئی یا زید کی مہربانی سے فلاں مطلب میرا پورا ہوا اور بکر کی خبر گیری سے میں تباہی سے بچ گیا یہ تمام باتیں ہیچ اور باطل معلوم ہونے لگتی ہیں اور ایک ہی ہستی اور ایک ہی قدرت اور ایک ہی محسن اور ایک ہی ہاتھ نظر آتا ہے تب انسان ایک صاف نظر سے جس کے ساتھ ایک ذرہ شرک فی الاسباب کی گرد و غبار نہیں خدا تعالیٰ کے احسانوں کو دیکھتا ہے اور یہ رویت اس قسم کی صاف اور یقینی ہوتی ہے کہ وہ ایسے محسن کی عبادت کرنے کے وقت اس کو غائب نہیں سمجھتا بلکہ یقیناً اس کو حاضر خیال کر کے اس کی عبادت کرتا ہے اور اس عبادت کا نام قرآن شریف میں **إِحْسَان**



ہے۔ اور صحیح بخاری اور مسلم میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان کے یہی معنی بیان فرمائے ہیں۔

☆ اور اس درجہ کے بعد ایک اور درجہ ہے جس کا نام ایتساء ذی القربیٰ ہے اور تفصیل اس کی یہ ہے کہ جب انسان ایک مدت تک احسانات الہی کو بلا شرکت اسباب دیکھتا رہے اور اس کو حاضر اور بلا واسطہ محسن سمجھ کر اس کی عبادت کرتا رہے تو اس تصور اور تخیل کا آخری نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک ذاتی محبت اس کو جناب الہی کی نسبت پیدا ہو جائے گی کیونکہ متواتر احسانات کا دائمی ملاحظہ بالضرورت شخص ممنون کے دل میں یہ اثر پیدا کرتا ہے کہ وہ رفتہ رفتہ اس شخص کی ذاتی محبت سے بھر جاتا ہے جس کے غیر محدود احسانات اس پر محیط ہو گئے پس اس صورت میں وہ صرف احسانات کے تصور سے اس کی عبادت نہیں کرتا بلکہ اس کی ذاتی محبت اس کے دل میں بیٹھ جاتی ہے جیسا کہ بچہ کو ایک ذاتی محبت اپنی ماں سے ہوتی ہے۔ پس اس مرتبہ پر وہ عبادت کے وقت صرف خدا تعالیٰ کو دیکھتا ہی نہیں بلکہ دیکھ کر سچے عشاق کی طرح لذت بھی اٹھاتا ہے اور تمام اغراض نفسانی

☆ نوٹ: مرتبہ ایتساء ذی القربیٰ متواتر احسانات کے ملاحظہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اور اس مرتبہ میں کامل طور پر عابد کے دل میں محبت ذاتی، باری تعالیٰ کی پیدا ہو جاتی ہے اور اغراض نفسانیہ کا راجحہ اور بقیہ بالکل دور ہو جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ محبت ذاتی کا اصل اور منبع دو ہی چیزیں ہیں (۱) اول کثرت سے مطالعہ کسی کے حسن کا اور اس کے نقوش اور خال و خط اور شکل کو ہر وقت ذہن میں رکھنا اور بار بار اس کا تصور کرنا (۲) دوسرے کثرت سے تصور کسی کے متواتر احسانات کا کرنا اور اس کے انواع و اقسام کے مروتوں اور احسانوں کو ذہن میں لاتے رہنا اور ان احسانوں کی عظمت اپنے دل میں بٹھانا۔

معدوم ہو کر ذاتی محبت اس کی اندر پیدا ہو جاتی ہے اور یہ وہ مرتبہ ہے جس کو خدا تعالیٰ نے لفظ ایتائی ذی القربی سے تعبیر کیا ہے اور اسی کی طرف خدا تعالیٰ نے اس آیت میں اشارہ کیا ہے فَادْكُرُوا لِلّٰهِ كَدِكْرِكُمْ اٰبَاءَكُمْ اَوْ اَشْدَّ ذِكْرًا ۱؎ غرض آیت اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِتْيَانِ ذِي الْقُرْبٰى ۲؎ کی یہ تفسیر ہے اور اس میں خدا تعالیٰ نے تینوں مرتبے انسانی معرفت کے بیان کر دیئے اور تیسرے مرتبہ کو محبت ذاتی کا مرتبہ قرار دیا اور یہ وہ مرتبہ ہے جس میں تمام اغراض نفسانی جل جاتے ہیں اور دل ایسا محبت سے بھر جاتا ہے جیسا کہ ایک شیشہ عطر سے بھرا ہوا ہوتا ہے اسی مرتبہ کی طرف اشارہ اس آیت میں ہے وَمِنَ النَّاسِ مَن يُّشْرِى نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ ۳؎ یعنی بعض مومن لوگوں میں سے وہ بھی ہیں کہ اپنی جانیں رضاء الہی کے عوض میں بیچ دیتے ہیں اور خدا ایسوں ہی پر مہربان ہے ۴؎ اور پھر فرمایا بَلَىٰ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ اَجْرٌ عِنْدَ رَبِّهِ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۵؎ یعنی وہ لوگ نجات یافتہ ہیں جو خدا کو اپنا وجود حوالہ کر دیں اور اس کی نعمتوں کے تصور سے اس طور سے اس کی عبادت کریں کہ گویا اس کو دیکھ رہے ہیں سو ایسے لوگ خدا کے پاس سے اجر پاتے ہیں اور نہ ان کو کچھ خوف ہے اور نہ وہ کچھ غم کرتے ہیں یعنی ان کا مدد عا خدا اور خدا کی محبت ہو جاتی ہے اور خدا کے پاس کی نعمتیں ان کا اجر ہوتا ہے اور پھر ایک جگہ فرمایا يُطْعَمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهِمْ مَسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ۶؎ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ

☆ نوٹ: نفس کے بیچنے میں یہ بات داخل ہے کہ انسان اپنی زندگی اور اپنے آرام کو جلال الہی کے ظاہر کرنے اور دین کی خدمت میں وقف کر دیوے۔ منہ

جَزَاءً وَلَا شُكُورًا یعنی مومن وہ ہیں جو خدا کی محبت سے مسکینوں اور یتیموں اور قیدیوں کو روٹی کھلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس روٹی کھلانے سے تم سے کوئی بدلہ اور شکرگذاری نہیں چاہتے اور نہ ہماری کچھ غرض ہے ان تمام خدمات سے صرف خدا کا چہرہ ہمارا مطلب ہے۔ اب سوچنا چاہئے کہ ان تمام آیات سے کس قدر صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ قرآن شریف نے اعلیٰ طبقہ عبادت الہی اور اعمال صالحہ کا یہی رکھا ہے کہ محبت الہی اور رضاء الہی کی طلب سچے دل سے ظہور میں آوے مگر اس جگہ سوال یہ ہے کہ کیا یہ عمدہ تعلیم جو نہایت صفائی سے بیان کی گئی ہے انجیل میں بھی موجود ہے ہم ہر ایک کو یقین دلاتے ہیں کہ اس صفائی اور تفصیل سے انجیل نے ہرگز بیان نہیں کیا۔ خدا تعالیٰ نے تو اس دین کا نام اسلام اس غرض سے رکھا ہے کہ تا انسان خدا تعالیٰ کی عبادت نفسانی اغراض سے نہیں بلکہ طبعی جوش سے کرے کیونکہ اسلام تمام اغراض کے چھوڑ دینے کے بعد رضا بقضا کا نام ہے دنیا میں بجز اسلام ایسا کوئی مذہب نہیں جس کے یہ مقاصد ہوں بے شک خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت جتلانے کے لئے مومنوں کو انواع اقسام کی نعمتوں کے وعدے دیئے ہیں مگر مومنوں کو جو اعلیٰ مقام کے خواہش مند ہیں یہی تعلیم دی ہے کہ وہ محبت ذاتی سے خدا تعالیٰ کی عبادت کریں لیکن انجیل میں تو صاف شہادتیں موجود ہیں کہ آپ کے یسوع صاحب کے حواری لالچی اور کم عقل تھے پس جیسی ان کی عقلیں اور ہمتیں تھیں ایسی ہی ان کو ہدایت بھی ملی اور ایسا ہی یسوع بھی ان کو مل گیا۔ جس نے اپنی خودکشی کا دھوکا دے کر سادہ لوحوں کو عبادت کرنے سے روک دیا۔

اگر کہو کہ انجیل نے یہ سکھلا کر کہ خدا کو باپ کہو محبت ذاتی کی

طرف اشارہ کیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ خیال سراسر غلط ہے کیونکہ انجیلوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح نے خدا کے بیٹے کا لفظ دو طور سے استعمال کیا ہے (۱) اول تو یہ کہ مسیح کے وقت میں یہ قدیم رسم تھی کہ جو شخص رحم اور نیکی کے کام کرتا اور لوگوں سے مروت اور احسان سے پیش آتا تو وہ واشگاف کہتا کہ میں خدا کا بیٹا ہوں اور اس لفظ سے اس کی یہ نیت ہوتی تھی کہ جیسے خدا نیکیوں اور بدوں دونوں پر رحم کرتا ہے اور اس کے آفتاب اور ماہتاب اور بارش سے تمام بُرے بھلے فائدہ اٹھاتے ہیں ایسا ہی عام طور پر نیکی کرنا میری عادت ہے لیکن فرق اس قدر ہے کہ خدا تو ان کاموں میں بڑا ہے اور میں چھوٹا ہوں۔ سوانجیل نے بھی اس لحاظ سے خدا کو باپ ٹھہرایا کہ وہ بڑا ہے اور دوسروں کو بیٹا ٹھہرایا یہ نیت کر کے کہ وہ چھوٹے ہیں مگر اصل امر میں خدا سے مساوی کیا یعنی کمیت میں کمی بیشی کو مان لیا مگر کیفیت میں باپ بیٹا ایک رہے اور یہ ایک مخفی شرک تھا اس لئے کامل کتاب یعنی قرآن شریف نے اس طرح کی بول چال کو جائز نہیں رکھا یہودیوں میں جو ناقص حالت میں تھے جائز تھا اور انہیں کی تقلید سے یسوع نے اپنی باتوں میں بیان کر دیا چنانچہ انجیل کے اکثر مقامات میں اسی قسم کے اشارے پائے جاتے ہیں کہ خدا کی طرح رحم کرو خدا کی طرح صلح کار بنو خدا کی طرح دشمنوں سے بھی ایسی ہی بھلائی کرو جیسا کہ دوستوں سے تب تم خدا کے فرزند کہلاؤ گے کیونکہ اس کے کام سے تمہارا کام مشابہ ہوگا صرف اتنا فرق رہا کہ وہ بڑا بمنزلہ باپ خدا اور تم چھوٹے بمنزلہ بیٹے کے ٹھہرے سو یہ تعلیم درحقیقت یہودیوں کی کتابوں سے لی گئی تھی اسی لئے یہودیوں کا اب تک یہ اعتراض ہے کہ یہ چوری اور سرقہ ہے بائبل سے چرا کر یہ باتیں انجیل میں لکھ دیں۔ بہر حال یہ تعلیم ایک تو ناقص ہے اور دوسرے اس طرح کا بیٹا محبت ذاتی سے کچھ تعلق نہیں رکھتا۔

(۲) دوسری قسم کے بیٹے کا انجیل میں ایک بے ہودہ بیان ہے جیسا کہ یوحنا باب ۱۰ آیت ۳۴ میں ہے یعنی اس ورس میں بیٹا تو ایک طرف ہر ایک کو خواہ کیسا ہی بد معاش ہو خدا بنا دیا ہے اور دلیل یہ پیش کی ہے کہ نوشتوں کا باطل ہونا ممکن نہیں۔ غرض انجیل نے شخصی تقلید سے اپنی قوم کا ایک مشہور لفظ لے لیا علاوہ اس کے یہ بات خود غلط ہے کہ خدا کو باپ قرار دیا جاوے اور اس سے زیادہ تر نادان اور بے ادب کون ہوگا کہ باپ کا لفظ خدا تعالیٰ پر اطلاق کرے چنانچہ ہم اس بحث کو بفضلہ تعالیٰ کتاب **من الرحمن** میں بتفصیل بیان کر چکے ہیں۔ اس سے آپ پر ثابت ہوگا کہ خدا تعالیٰ پر باپ کا لفظ اطلاق کرنا نہایت گندہ اور ناپاک طریق ہے۔ اسی وجہ سے **قرآن کریم** نے سمجھانے کے لئے یہ تو کہا کہ خدا تعالیٰ کو ایسی محبت سے یاد کرو جیسا کہ باپوں کو یاد کرتے ہو مگر یہ کہیں نہیں کہا کہ حقیقت میں خدا تعالیٰ کو باپ سمجھ لو۔

اور انجیل میں ایک اور **نقص** یہ ہے کہ اس نے یہ تعلیم کسی جگہ نہیں دی کہ عبادت کرنے کے وقت اعلیٰ طریق عبادت یہی ہے کہ اغراض نفسانیہ کو درمیان سے اٹھا دیا جاوے بلکہ اگر کچھ سکھلایا تو صرف روٹی مانگنے کے لئے دعا سکھلائی۔ **قرآن شریف** نے تو ہمیں یہ دعا سکھلائی کہ **إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ. صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ. ا** یعنی ہمیں اس راہ پر قائم کر جو نبیوں اور صدیقوں کی اور عاشقانِ الہی کی راہ ہے۔ مگر انجیل یہ سکھلاتی ہے کہ ہماری روزینہ کی روٹی آج ہمیں بخش۔ ہم نے تمام انجیل پڑھ کر دیکھی اس میں اس اعلیٰ تعلیم کا نام و نشان نہیں ہے۔

## اعتراض پنجم

محمد صاحب کی ایک غیر عورت پر نظر پڑی۔ تو آپ نے گھر میں آ کر اپنی بیوی سودہ سے خلوت کی پس جو شخص غیر عورت کو دیکھ کر اپنے نفس پر غالب نہیں آ سکتا۔ جب تک اپنی عورت سے خلوت نہ کرے اور اپنے نفس کی حرص کو پورا نہ کرے تو وہ فرد اکمل کیونکر ہو سکتا ہے۔

اقول میں کہتا ہوں کہ جس حدیث کے معترض نے اٹے معنے سمجھ لئے ہیں وہ صحیح مسلم میں ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں۔ عن جابر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأى امرأة فاتى امرأته زينب وهى تمعسُ منيةً لها فقضى حاجته۔ اس حدیث میں سودہ کا کہیں ذکر نہیں اور معنے حدیث کے یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کو دیکھا۔ پھر اپنی بیوی زینب کے پاس آئے اور وہ چڑھ کو مالش کر رہی تھی۔ سو آنحضرت نے اپنی حاجت پوری کی۔ اب دیکھو کہ حدیث میں اس بات کا نام و نشان نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس عورت کا حسن و جمال پسند آیا بلکہ یہ بھی ذکر نہیں کہ وہ عورت جو ان تھی یا بڑھی تھی اور یہ بھی ثابت نہیں ہوتا کہ آنحضرت نے اپنی بیوی سے آ کر صحبت کی۔ الفاظ حدیث صرف اس قدر ہیں کہ اس سے اپنی حاجت کو پورا کیا اور لفظ قَضَى حَاجَتَهُ، لغت عرب میں مباشرت سے خاص نہیں ہے۔ قضاء حاجت پاخانہ پھرنے کو بھی کہتے ہیں اور کئی معنوں کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔ یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیوی سے صحبت کی تھی۔ ایک عام لفظ کو کسی خاص معنی میں محدود کرنا صریح شرارت ہے۔ علاوہ اس کے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے یہ بات مروی نہیں کہ میں نے ایک عورت کو دیکھ کر اپنی بیوی سے صحبت کی۔ اصل حقیقت صرف اس قدر ہے کہ مسلم میں جابر سے ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اگر تم میں سے کوئی شخص کسی عورت کو دیکھے۔ اور وہ اس کی نظر میں خوبصورت معلوم ہو۔ تو بہتر ہے کہ فی الفور گھر میں آ کر اپنی عورت سے صحبت کر لے۔ تاکہ کوئی خطرہ بھی دل میں گزرنے نہ پائے اور بطور حفظ ما تقدم علاج ہو جائے۔ پس ممکن ہے کہ کسی صحابی نے اس حدیث کے سننے کے بعد دیکھا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی راہ میں کوئی جوان عورت سامنے آگئی اور پھر اس کو یہ بھی اطلاع ہوگئی ہو کہ اس وقت کے قریب ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اتفاقاً اپنی بیوی سے صحبت کی تو اس نے اس اتفاقی امر پر اپنے اجتہاد سے اپنے گمان میں ایسا ہی سمجھ لیا ہو کہ اس حدیث کے موافق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی عمل کیا۔

پھر اگر فرض بھی کر لیں کہ وہ قول صحابی کا صحیح تھا تو اس سے کوئی بد نتیجہ نکالنا کسی بد اور خبیث آدمی کا کام ہے بلکہ اصل بات تو یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اس بات پر بہت حریص ہوتے ہیں کہ ہر ایک نیکی اور تقویٰ کے کام کو عملی نمونہ کے پیرایہ میں لوگوں کے دلوں میں بٹھادیں۔ پس بسا اوقات وہ تنزل کے طور پر کوئی ایسا نیکی اور تقویٰ کا کام بھی کرتے ہیں جس میں محض عملی نمونہ دکھانا منظور ہوتا ہے اور ان کے نفس کو اس کی کچھ بھی حاجت نہیں ہوتی جیسا کہ ہم قانون قدرت کے آئینہ میں یہ بات حیوانات میں بھی پاتے ہیں۔ مثلاً ایک مرغی صرف مصنوعی طور پر اپنی منقار دانہ پر اس غرض سے مارتی ہے کہ اپنے بچوں کو سکھاوے کہ اس طرح دانہ زمین پر سے اٹھانا چاہیے سو عملی نمونہ دکھانا کامل معلم کے لئے ضروری ہوتا ہے اور ہر ایک فعل معلّم کا اس کے دل کی حالت

کا معیار نہیں ہوتا ماسوا اس کے ایک خوبصورت کو اگر اتفاقاً اس پر نظر پڑ جائے خوبصورت سمجھنا نفس الامر میں کوئی بات عیب کی نہیں۔ ہاں بدخطرات کامل تقدس کے برخلاف ہیں لیکن جو شخص بدخطرات سے پہلے حفظ ماقدم کے طور پر تقویٰ کی دقیق راہوں پر قدم مارے تا خطرات سے دور رہے تو کیا ایسا عمل کمال کے منافی ہوگا۔ یہ تعلیم قرآن شریف کی نہایت اعلیٰ ہے کہ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاهُمْ ۱۔ یعنی جس قدر کوئی تقویٰ کی دقیق راہیں اختیار کرے اسی قدر خدا تعالیٰ کے نزدیک اس کا زیادہ مرتبہ ہوتا ہے پس بلاشبہ یہ نہایت اعلیٰ مرتبہ تقویٰ کا ہے کہ قبل از خطرات خطرات سے محفوظ رہنے کی تدبیر بطور حفظ ماقدم کی جائے۔

اور اگر یہ دعویٰ ہو کہ کالمیلین بہر حال خطرات سے محفوظ رہتے ہیں ان کو تدبیر کی حاجت نہیں تو یہ دعویٰ سراسر حماقت اور قصور معرفت کی وجہ سے ہوگا کیونکہ گوانبیاء علیہم السلام کسی معصیت اور نافرمانی پر ایک سیکنڈ کے لئے بھی دلی عزیمت نہیں کر سکتے اور ایسا کرنا ان کے لئے کبار ذنوب کی طرح ہے لیکن انسانی قویٰ اپنے خواص اُن میں بھی دکھلا سکتے ہیں گو وہ بدخطرات پر قائم ہونے سے بکلی محفوظ رکھے گئے ہیں مثلاً اگر ایک نبی بشدت بھوکا ہو اور راہ میں وہ بعض درخت پھلوں سے لدے ہوئے پائے تو یہ تو ہم تسلیم کرتے ہیں کہ وہ بغیر اجازت مالک پھلوں کی طرف ہاتھ لمبا نہیں کرے گا اور نہ دل میں ان پھلوں کے توڑنے کے لئے عزیمت کرے گا لیکن یہ خیال اس کو آسکتا ہے۔ کہ اگر یہ پھل میری ملک میں سے ہوتے تو میں ان کو کھا سکتا اور یہ خیال کمال کے منافی نہیں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ آپ کے خدا صاحب تھوڑی سی بھوک کے عذاب پر صبر نہ کر کے کیونکر انجیر کے



درخت کی طرف دوڑے گئے کیا آپ ثابت کر سکتے ہیں کہ یہ درخت ان کا یا ان کے والد صاحب کی ملک میں سے تھا۔ پس جو شخص بیگانہ درخت کو دیکھ کر اپنے نفس پر غالب نہ آسکا اور پیٹ کو بھینٹ چڑھانے کے لئے اس کی طرف دوڑا گیا وہ خدا تو کیا بلکہ بقول آپ کے فردا مکمل بھی نہیں۔

الغرض کسی کے دل میں یہ خیال گذرنا کہ یہ چیز خوبصورت ہے یہ ایک علیحدہ امر ہے جس کو خدا نے آنکھیں دی ہیں جیسے وہ کانٹے اور پھول میں فرق کر سکتا ہے۔ ایسا ہی وہ خوبصورت اور بدصورت میں فرق کر سکتا ہے آپ کے خدا صاحب کو شاید یہ قوت ممیزہ فطرت سے نہیں ملی ہوگی مگر پیٹ کی شہوت کے لئے تو انجیر کے درخت کی طرف دوڑے یہ بھی نہ سوچا کہ یہ کس کا انجیر ہے۔

﴿۴۶﴾

تعب کہ ایک شرابی اور کھاؤ پیو کو شہوت پرست نہ کہا جائے اور وہ پاک ذات جس کی زندگی اور جس کا ہریک فعل خدا کے لئے تھا اس کا نام اس زمانہ کے پلید طبع شہوت پرست رکھیں عجب تاریکی کا زمانہ ہے۔ یہ اسلام کی اعلیٰ تعلیم کا ایک نمونہ ہے کہ ہرگز قصداً کسی عورت کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھو کہ یہ بدنظری کا پیش خیمہ ہے اور اگر اتفاقاً کسی خوبصورت عورت پر نظر پڑے اور وہ خوبصورت معلوم ہو تو اپنی عورت سے صحبت کر کے اس خیال کو ٹال دو۔ خوب یاد رکھو کہ یہ تعلیم اور یہ حکم حفظ ماتقدم کے طور پر ہے جو شخص مثلاً ہیضہ کے دنوں میں ہیضہ سے بچنے کے لئے حفظ ماتقدم کے طور پر کوئی دوا استعمال کرتا ہے تو کیا کہہ سکتے ہیں کہ اس کو ہیضہ ہو گیا ہے یا ہیضہ کے آثار اس میں ظاہر ہو گئے ہیں بلکہ یہ بات اس کی دانشمندی میں محسوب ہوگی اور سمجھا جائے گا کہ وہ اس بیماری سے طبعاً نفرت رکھتا ہے اور اس سے

دور رہنا چاہتا ہے۔ اس بات میں آپ کے ساتھ کوئی بھی اتفاق نہیں کرے گا کہ تقویٰ کی راہوں کو اختیار کرنا کمال کے برخلاف ہے۔ اگر انبیاء علیہم السلام تقویٰ کا نمونہ نہ دکھلاویں تو اور کون دکھلاوے جو خدا ترسی میں سب سے بڑھ کر ہوتا ہے وہی سب سے بڑھ کر تقویٰ بھی اختیار کرتا ہے وہ بدی سے اپنے تئیں دور رکھتا ہے وہ ان راہوں کو چھوڑ دیتا ہے جس میں بدی کا احتمال ہوتا ہے مگر آپ کے یسوع صاحب کی نسبت کیا کہیں اور کیا لکھیں اور کب تک ان کے حال پر رویں کیا یہ مناسب تھا کہ وہ ایک زانیہ عورت کو یہ موقعہ دیتا کہ وہ عین جوانی اور حسن کی حالت میں ننگے سر اس سے مل کر بیٹھتی اور نہایت ناز اور نخرہ سے اس کے پاؤں پر اپنے بال ملتی اور حرام کاری کے عطر سے اس کے سر پر مالش کرتی اگر یسوع کا دل بد خیالات سے پاک ہوتا تو وہ ایک کبھی عورت کو نزدیک آنے سے ضرور منع کرتا مگر ایسے لوگ جن کو حرام کار عورتوں کے چھونے سے مزہ آتا ہے۔ وہ ایسے نفسانی موقعہ پر کسی ناصح کی نصیحت بھی نہیں سنا کرتے۔ دیکھو یسوع کو ایک غیرت مند بزرگ نے نصیحت کے ارادہ سے روکنا چاہا کہ ایسی حرکت کرنا مناسب نہیں مگر یسوع نے اس کے چہرہ کی ترش روئی سے سمجھ لیا کہ میری اس حرکت سے یہ شخص بیزار ہے تو رندوں کی طرح اعتراض کو باتوں میں ٹال دیا اور دعویٰ کیا کہ یہ کنجری بڑی اخلاص مند ہے۔ ایسا اخلاص تو تجھ میں بھی نہیں پایا گیا۔ سبحان اللہ یہ کیا عمدہ جواب ہے۔ یسوع صاحب ایک زنا کار عورت کی تعریف کر رہے ہیں کہ بڑی نیک بخت ہے۔ دعویٰ خدائی کا اور کام ایسے۔ بھلا جو شخص ہر وقت شراب سے سرمست رہتا ہے اور کنجریوں سے میل جول رکھتا ہے اور کھانے پینے میں بھی ایسا اول نمبر کا جو لوگوں میں یہ اس کا نام ہی

﴿۴۷﴾

پڑ گیا ہے کہ یہ کھاؤ پیو ہے۔ اس سے کس تقویٰ اور نیک بختی کی امید ہو سکتی ہے ہمارے سید و مولیٰ افضل الانبیاء خیر الاصفیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تقویٰ دیکھئے کہ وہ ان عورتوں کے ہاتھ سے بھی ہاتھ نہیں ملاتے تھے جو پاک دامن اور نیک بخت ہوتی تھیں اور بیعت کرنے کے لئے آتی تھیں بلکہ دور بٹھا کر صرف زبانی تلقین تو بہ کرتے تھے مگر کون عقلمند اور پرہیزگار ایسے شخص کو پاک باطن سمجھے گا جو جوان عورتوں کے چھونے سے پرہیز نہیں کرتا ایک کنجری خوبصورت ایسی قریب بیٹھی ہے گویا بغل میں ہے کبھی ہاتھ لمبا کر کے سر پر عطر مل رہی ہے کبھی پیروں کو پکڑتی ہے اور کبھی اپنے خوشنما اور سیاہ بالوں کو پیروں پر رکھ دیتی ہے اور گود میں تماشہ کر رہی ہے یسوع صاحب اس حالت میں وجد میں بیٹھے ہیں اور کوئی اعتراض کرنے لگے تو اس کو جھڑک دیتے ہیں۔ اور طرفہ یہ کہ عمر جوان اور شراب پینے کی عادت اور پھر مجرد اور ایک خوبصورت کبھی عورت سامنے پڑی ہے۔ جسم کے ساتھ جسم لگا رہی ہے۔ کیا یہ نیک آدمیوں کا کام ہے اور اس پر کیا دلیل ہے کہ اس کبھی کے چھونے سے یسوع کی شہوت نے جنبش نہیں کی تھی۔ افسوس کہ یسوع کو یہ بھی میسر نہیں تھا کہ اس فاسقہ پر نظر ڈالنے کے بعد اپنی کسی بیوی سے صحبت کر لیتا۔ کم بخت زانیہ کے چھونے سے اور ناز و ادا کرنے سے کیا کچھ نفسانی جذبات پیدا ہوئے ہوں گے اور شہوت کے جوش نے پورے طور پر کام کیا ہوگا اسی وجہ سے یسوع کے منہ سے یہ بھی نہ نکلا کہ اے حرام کار عورت مجھ سے دور رہ اور یہ بات انجیل سے ثابت ہوتی ہے کہ وہ عورت طوائف میں سے تھی اور زنا کاری میں سارے شہر میں مشہور تھی۔

## اعتراض ششم

متعہ کا جائز کرنا اور پھر ناجائز کرنا

اما الجواب نادان عیسائیوں کو معلوم نہیں کہ اسلام نے متعہ کو رواج نہیں دیا بلکہ جہان تک ممکن تھا اس کو دنیا میں سے گھٹایا اسلام سے پہلے نہ صرف عرب میں بلکہ دنیا کی اکثر قوموں میں متعہ کی رسم تھی یعنی یہ کہ ایک وقت خاص تک نکاح کرنا پھر طلاق دے دینا اور اس رسم کے پھیلانے والے اسباب میں سے ایک یہ بھی سبب تھا کہ جو لوگ لشکروں میں منسلک ہو کر دوسرے ملکوں میں جاتے تھے یا بطریق تجارت ایک مدت تک دوسرے ملک میں رہتے تھے ان کو موقت نکاح یعنی متعہ کی ضرورت پڑتی تھی اور کبھی یہ بھی باعث ہوتا کہ غیر ملک کی عورتیں پہلے سے بتلا دیتی تھیں کہ وہ ساتھ جانے پر راضی نہیں اس لئے اسی نیت سے نکاح ہوتا تھا کہ فلاں تاریخ طلاق دی جائے گی۔ پس یہ سچ ہے کہ ایک دفعہ یا دو دفعہ اس قدیم رسم پر بعض مسلمانوں نے بھی عمل کیا ☆ مگر وحی اور الہام سے نہیں بلکہ جو قوم میں پرانی رسم تھی معمولی طور پر اس پر عمل ہو گیا لیکن متعہ میں بجز اس کے اور کوئی بات نہیں کہ وہ ایک تاریخ مقررہ تک نکاح ہوتا ہے اور وحی الہی نے آخر اس کو حرام کر دیا چنانچہ ہم رسالہ آریہ دھرم میں اس کی تفصیل لکھ چکے ہیں مگر تعجب کہ عیسائی لوگ کیوں متعہ کا ذکر کرتے ہیں جو صرف ایک نکاح موقت ہے اپنے یسوع کے چال چلن کو کیوں نہیں دیکھتے

☆ نوٹ: یہ عمل سخت اضطراب کے وقت تھا جیسے بھوک سے مرنے والا مردہ کھالے۔

کہ وہ ایسی جوان عورتوں پر نظر ڈالتا ہے جن پر نظر ڈالنا اس کو درست نہ تھا۔ کیا جائز تھا کہ ایک کبھی کے ساتھ وہ ہم نشین ہوتا۔ کاش اگر وہ متعہ کا ہی پابند ہوتا تو ان حرکات سے بچ جاتا۔ کیا یسوع کی بزرگ دادیوں نانیوں نے متعہ کیا تھا یا صریح صریح زنا کاری تھی ہم عیسائی صاحبوں سے پوچھتے ہیں کہ جس مذہب میں نہ متعہ یعنی نکاح موقت درست ہے اور نہ ازدواج ثانی جائز اس مذہب کے لشکری لوگ جو باعث رعایت حفظ قوت کے راہبانہ زندگی بھی بسر نہیں کر سکتے بلکہ شہوت کی جنبش دینے والی شراہیں پیتے ہیں اور عمدہ سے عمدہ خوراکیں کھاتے ہیں تا سپاہیانہ کاموں کے بجالانے میں چست و چالاک رہیں جیسے گوروں کی پلٹنیں وہ کیونکر بدکاریوں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہیں اور ان کی حفظ عفت کے لئے انجیل میں کیا قانون ہے اور اگر کوئی قانون تھا اور انجیل میں ایسے مجردوں کا کچھ علاج لکھا تھا تو پھر کیوں سرکار انگریزی نے ایکٹ چھاؤنی ہائے نمبر ۱۸۸۹ء جاری کر کے یہ انتظام کیا کہ گورہ سپاہی فاحشہ عورتوں کے ساتھ خراب ہوا کریں یہاں تک کہ سر جارج رائٹ صاحب کمانڈر انچیف افواج ہند نے ماتحت حکام کو ترغیب دی کہ ایسی خوبصورت اور جوان عورتیں گوروں کی زنا کاری کے لئے بہم پہنچائی جائیں یہ ظاہر ہے کہ اگر ایسی ضرورتوں کے وقت جنہوں نے حکام کو ان قابل شرم تجویزوں کے لئے مجبور کیا انجیلوں میں کوئی تدبیر ہوتی تو وہ حلال طریق کو چھوڑ کر ناپاک طریقوں کو اپنے بہادر سپاہیوں میں رواج نہ دیتے۔ اسلام میں کثرت ازدواج کی برکتوں نے ہر یک زمانہ میں سلاطین کو ان ناپاک تدبیروں سے بچا لیا اسلامی سپاہی نکاح سے اپنے تئیں حرام کاری سے بچا لیتے ہیں اگر پادری صاحبان کوئی مخفی تدبیر انجیل کی حرام کاری سے بچانے کی یاد رکھتے ہیں تو اس طریق سے

گورنمنٹ کو روک دیں کیونکہ اخبار ٹائمز نے اب پھر زور شور سے اس قانون کو دوبارہ جاری کرنے کے لئے سلسلہ جنابانی کی ہے یہ سب باتیں اس بات پر گواہ ہیں کہ انجیل کی تعلیم ناقص ہے۔ اور اس میں تمدن کے ہر ایک پہلو کا لحاظ نہیں کیا گیا۔ باقی آئندہ۔ انشاء اللہ۔

الراقم : میرزا غلام احمد قادیانی

### خط

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی مَا مَضٰی وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ  
 عَلٰی مَا بَقِيَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ خَيْرِ الْوَرٰی وَاَهْلَ بَيْتِ  
 الْمُصْطَفٰی وَاٰلِ الْاِحْمٰدِ وَسَلَّمَ. مجاہد اہل اسلام کو واضح ہو کہ اس  
 عرصہ میں ایک کتاب **نور الحق** مرسلہ امام الہمام میرزا غلام احمد صاحب قادیانی  
 میرے پاس پہنچی اس کو میں نے دیکھا اور نیز کچھ تحریرات متعلقہ محمد حسین بٹالوی نظر سے  
 گذریں جن کو دیکھ کر سخت افسوس ہوا کہ باوجود اس فہم و ذکا اور شہرہ آفاق ہونے کے اور  
 چند عرصہ تک میرزا صاحب کی قدم بوسی حاصل کرنے کے اور شاگو ہونے کے بھی یکبارگی  
 ایسے لوٹے کہ کفر تک نوبت پہنچادی (بہیں تفاوت راہ از کجاست تا کجا) حالانکہ زمانہ کی بھی  
 کیفیت مثل آئینہ کے کھل رہی ہے اور دیکھ رہے ہیں کہ قوم و جال پوری دجالیت کر رہی  
 ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا صادق ہوتا جاتا ہے اور اس پر بھی مقصد لکھل  
 فرعون موسیٰ کا نہیں سمجھتے اور کیونکر سمجھ سکتے ہیں جبکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ختم اللہ  
 عَلٰی قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰی سَمْعِهِمْ وَعَلٰی اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۗ اِیْ جگہ پر قدرت  
 کبریائی نظر آتی ہے کہ جس کسی کو گمراہ کرانا منظور ہوتا ہے تو ایسے ہی اسباب پیدا کر دیتا ہے۔ جن  
 باتوں کو علماء محققین نکات ٹھہراتے تھے یہ صاحب کفریات جانتے ہیں زمانہ کے حال کو بھولے  
 جاتے ہیں آج جو ہمارے پیغمبر آخر الزمان کے جھنڈے کا پھریرہ اڑا رہا ہے اور اس کے دین

کو زندہ کر رہا ہے۔ ہمارا حامی و مددگار ہو رہا ہے ہمارے دشمنان دین کو زیر قدم کر رہا ہے کرامت کا جو آج کل بے نام و نشان ہے دعویٰ کر رہا ہے۔ جیسا کہ لائق ہے اس پر کفر کے فتوے لگاتے ہیں۔ ویل ان لوگوں پر جو ایسا خیال رکھتے ہیں فی زمانہ فلسفہ طبعی والوں کے نزدیک کرامت کوئی چیز نہیں۔ دیکھئے فرقہ نیچر یہ عجب ڈھب کا نکلا ہے کہ جس وقت ایسی بحث آ کر ہوتی ہے تو فوراً کہہ دیتے ہیں کوئی نہیں کر کے دکھلائے اگر کرامت کا قائل ہے اگر کرامت یا معجزات نعوذ باللہ بے وجود سمجھے جاتے ہیں تو اس کا اثر بد کہاں تک پہنچتا ہے یہ شکر کا مقام تھا کہ ہماری کشتی جو بھنور میں چکر رہی تھی ایک ملاح نے اس کو آ کر نکال لیا اس کو تسلیم کرتے نہ اس پر الزام کذب و فریب لگاتے۔ اس وقت یہ بندہ کہتا ہے کہ جیسا مجھ کو معلوم ہوا ہے اور وہ حق ہے تو بے شک امام ہمام میرزا غلام احمد صاحب **مُجَدِّد** وقت ہیں اور میں بصد اشتیاق ان کے دیدار کا طالب ہوں اور شب و روز اللہ جلّ وعلیٰ سے متدعی ہوں کہ اگر مرزا صاحب کو تو نے حق پر بھیجا ہے تو مجھ کو بھی ان کی زیارت سے مشرف کر اور اسی جماعت مومنین سے شمار کیا جاؤں میں پہلے متذبذب تھا اب یقیناً بعد دریافت ثبوت صحیحہ کہتا ہوں کہ جو میں نے لکھا ہے سب صحیح اور حق ہے اور میں انہیں مجدد صادق سمجھتا ہوں۔ والسلام۔

الراقم: عضد الدین از چٹھرا یوں ضلع مراد آباد

اُن صاحبوں کے نام جو آجکل حضرت امام کامل کی خدمت میں حاضر ہیں

(۱) حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب بھیروی (۲) حکیم فضل الدین صاحب بھیروی

(۳) مولوی قطب الدین صاحب بدولی (۴) صاحبزادہ افتخار احمد صاحب لدھیانہ

(۵) صاحبزادہ منظور محمد صاحب لدھیانہ (۶) مولوی عنایت اللہ صاحب مدرس مانانوالہ

ضلع گوجرانوالہ (۷) قاضی ضیاء الدین صاحب قاضی کوٹی ضلع گوجرانوالہ (۸) خلیفہ

نور الدین صاحب جموں (۹) سیدنا صر نواب صاحب دہلوی (۱۰) شیخ عبدالرحیم صاحب

(۱۱) شیخ عبدالعزیز صاحب (۱۲) حاجی وریام صاحب خوشابی (۱۳) ثناء اللہ صاحب خوشابی

(۱۴) مولوی خدا بخش صاحب جالندھری (۱۵) عبدالکریم صاحب خوشنویس (۱۶) شیخ

غلام محی الدین صاحب کتب فروش جہلمی (۱۷) شیخ حامد علی صاحب (۱۸) میرزا اسماعیل صاحب

قادریانی (۱۹) سید محمد کبیر دہلوی (۲۰) خدا بخش صاحب ماڑوی ضلع جھنگ (۲۱) حاجی حافظ

☆ حاشیہ: شیخ عبدالرحیم صاحب جوان صالح اور متقی شخص ہیں ان کے ایمان اور اسلام پر ہمیں بھی

رشتک پیدا ہوتا ہے ان کو اسلام لانے کے وقت کئی اک سخت ابتلا پیش آئے لیکن انہوں نے ایسے

سخت ابتلاء کے وقت بڑی ثابت قدمی اور استقامت دکھائی محض ابتلاء لمرضات اللہ دفعہ داری چھوڑ

کر قادیان میں امام کامل کے ہاتھ پر اسلام و بیعت سے مشرف ہوئے قرآن شریف سے کامل

اُلفت ہے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سے معہ ترجمہ اور تفسیر قرآن چند ماہ میں پڑھا۔ شیخ

عبداللہ صاحب جوان صالح ہیں۔ رشد کے آثار اور اتقا کے نشان ان کے بشرہ سے ظاہر ہوتے

ہیں۔ جب انہوں نے اسلام کی طرف میلان کیا تو کئی ابتلاء پیش آئے۔ از انجملہ ایک یہ ہے کہ

لیکھرام آریہ سے کئی بار مباحثہ ہوا آخر کار لیکھرام کو انہوں نے شکست فاش دی چونکہ آریہ تھے اس

تعلیم خراب سے دستبردار ہو کر اسلام زور شور سے قبول کیا اور امام وقت سے بیعت کی یہ مجھ سے

کہتے تھے کہ ازالہ اوہام کے دیکھنے سے مجھے اسلام کا شوق پیدا ہوا اور جب پیشگوئی (جو آتھم کے



☆ احمد اللہ خاں صاحب (۲۲) حافظ معین الدین صاحب (۲۳) مولوی غلام احمد صاحب کھیکھی

(۲۴) حافظ قطب الدین صاحب کوٹلہ فقیر جہلم (۲۵) مولوی سید مردان علی صاحب حیدرآبادی (۲۶)

مولوی شیخ احمد صاحب (۲۷) میرزا ایوب بیگ صاحب (۲۸) عاجز سراج الحق۔ شیخ فضل الہی کلانوری۔

نمبر اول نور القرآن جو تین ماہ کا اکٹھا چھپ کر شائع

### قانون خریداری نور القرآن

ہو چکا ہے اس میں جو ایک روپیہ سالانہ قیمت رکھی گئی ہے

سو وہ قانون اب منسوخ کیا جاتا ہے اور اس کی جگہ قیمت کا یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ جو نمبر مطبع سے

جس قدر شائع ہوا۔ اس کی قیمت بدست خریدار روانہ کریں۔ یہ رسالہ ویلیو پے ایبل یا

نقد قیمت بذریعہ منی آرڈر روانہ ہو سکتا ہے اور جو صاحب ٹکٹ روانہ کریں وہ آدھ آنے والے

ٹکٹ بھیجیں یا ایک آنے والے دو دو چار چار آنے والے ٹکٹ روانہ نہ کریں۔ دور دراز بلاد کے

رہنے والے جیسے مدراس یا ملک آسام یا ممالک متوسط پر واجب ہے کہ دو آنہ رجسٹری کے بھی

علاوہ قیمت روانہ کریں تا کہ رسالہ کے گم ہونے کا خطرہ نہ رہے۔ جس صاحب کے پاس یہ

رسالہ پہنچے مناسب ہے کہ دوسروں کو بھی دکھلا دیں۔ اور اس کے خریدار پیدا کرنے کے لئے

جہاں تک ممکن ہو کوشش اور سعی کریں یہ ایک نئی طرز کار رسالہ مخالفین اسلام کے رد میں شائع ہوا

ہے۔ اس رنگ ڈھنگ کا رسالہ کہیں نہ دیکھو گے۔

اس نور القرآن نمبر ۲ کی قیمت ۸ ہے۔

بقیہ حاشیہ: رجوع الی الحق یا موت کی تھی اس کا رجوع الی الحق ہونا اور موت سے بچنا پوری ہو گئی۔ سچے

دل سے اسلام لایا اور امام وقت کی شناخت حاصل ہوئی۔ الحمد للہ۔ سراج الحق

نوٹ: شیخ عبدالعزیز صاحب بھی ابھی تھوڑا عرصہ ہوا قادیان میں مشرف باسلام ہوئے۔ نیک صالح

آدمی ہیں۔ اس جوانی میں صلاحیت حاصل ہونا محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ ان کے سوا اور بھی کئی مسلمان

ہوئے چار شخص عیسائی مسلمان ہوئے جو وہ اب لاہور میں موجود ہیں۔ سراج الحق

## حضرت عبداللہ صاحب مرحوم غزنوی کا ایک کشف شیخ محمد حسین بطالوی کی نسبت

جس کو جناب قاضی ضیاء الدین صاحب ساکن قاضی کوٹ ضلع گوجرانوالہ نے اپنے کانوں سے سنا اور شیخ صاحب کی طرف محض اصلاح روحانی کے لئے لکھ کر روانہ کیا۔ سو وہ ہم اس رسالہ میں درج کرتے ہیں۔ اگرچہ شیخ صاحب کی نسبت ہمارا یقین ہے کہ وہ اس سے متنبہ ہونے والے نہیں لیکن ہم ان کے بعض ہم خیال اور مجبوں پر ایک قسم کا حسن ظن رکھتے ہیں کہ وہ اس سے فائدہ حاصل کریں گے واللہ ولی التوفیق وہ کشف ذیل میں درج ہے۔ خاکسار سراج الحق نعمانی

هُوَ الْهَادِي بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. نحمدہ و نصلیٰ مکرّمی مولوی محمد حسین صاحب بعد شوق ملاقات آنکہ یہ جو آج کل آپ دربارہ تکفیر و تضلیل حضرت مسیح موعود میرزا غلام احمد صاحب قادیانی جن کو آپ پہلے مجدد وقت تسلیم کر چکے ہیں سرگرم ہیں اور یہاں تک سرگرمی ہے کہ آپ نے اپنے لکھے ہوئے مضمون کفر و کافر مندرجہ اشاعہ کی بھی پرواہ نہیں کی جس کی شامت سے اب صریح سوء خاتمہ کے آثار ظاہر ہیں آپ کی اس حالت کو دیکھ کر عاجز کا دل بلحاظ حب بنی نوع پگھل آیا لہذا بجزکم الدین النصیحۃ میں نے چاہا کہ آپ کو اس شیمہ نامرضیہ سے اللہ متنبہ کروں شاید اللہ تعالیٰ جو رحیم و کریم ہے رحم فرماوے اور اس بارے میں یہ ایک الہام عبداللہ غزنوی مرحوم ہے جو آپ کی نسبت ان کو ہوا تھا اور اسی زمانہ میں آپ کو سنا بھی دیا تھا شاید وہ آپ کو یاد ہو یا نہ ہو اب میں آپ کو دوبارہ سناتا ہوں اور مجھے کئی بار تجربہ ہو چکا ہے کہ مولوی لوگ اپنے ہم عصر کی بات سے گو کیسی ہی مفید ہو کم متاثر ہوتے ہیں اب وہ مرحوم تو فوت ہو چکے شاید

آپ ان سے علاقہ بیعت بھی رکھتے تھے۔ تعجب نہیں کہ آپ کو ان کے الہام سے فائدہ پہنچے۔ عاجز کی غرض سوائے خیر خواہی اور اتفاق بین المسلمین اور کچھ نہیں میں حلفاً بیان کرتا ہوں وَ كَفَى بِاللّٰهِ شَهِيدًا کہ یہ الہام میں نے خود حضرت مرحوم سے سنا ہے۔ خدا کے لئے جاگتے دل سے سنو۔ وہو هذا

می پنم کہ محمد حسین پیرا ہننے کلان پوشیدہ است لکن پارہ پارہ شدہ است۔ پھر آپ ہی یہ تعبیر فرمائی کہ آن پیرا ہن علم است کہ پارہ پارہ خواہ شد اور پارہ پارہ زبان سے کہتے تھے اور اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے سینہ سے لے کر پنڈلیوں تک بار بار اشارہ کرتے تھے۔ پھر عاجز کو فرمایا کہ آنرا باید گفت کہ توبہ کردہ باشد۔ چنانچہ حسب الوصیت میں نے آپ کو یہ حال سنایا تھا۔ آپ نے عاجز کو چینیاں والی مسجد لاہور میں تمسخر آمیز الفاظ سے پیغام دیا تھا کہ ولی بننے جاتے ہیں عبد اللہ کو کہنا کہ مجھے بھی بلاوے۔ اس پیغام کے بعد انہوں نے ملا سفر کے روبرو الہام مذکور فرمایا اور میں نے امرتسر میں بمکان حافظ محمد یوسف صاحب جہاں حافظ عبد المنان رہتا تھا حرف بحرف آپ کو سنا دیا تھا۔ مجھے خوب یاد ہے کہ اس وقت آپ متاثر ہو گئے تھے۔ جس سے مطالعہ کتاب بھی چھوٹ گیا تھا۔ میں نے انہی دنوں اپنے گاؤں کے لوگوں کو بھی سنا دیا تھا جو وہ اب گواہی دے سکتے ہیں۔ غرض کہ یہ منذر الہام ان دنوں میں پورا ہوا جس کا اثر اب ظاہر ہوا کہ مرزا صاحب کے مقابل پر آپ کی ساری علمیت ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی اور علم کے لاف و گزاف بھی ہیچ محض ثابت ہوئے۔ لہذا یہ الہام بے شک سچا ہے۔ مولوی صاحب میں نے وقت پر دوبارہ آپ کو یاد دلایا ہے آپ عبرت پکڑیں اور توبہ کریں اور اس مصلح اور مجدد اور امام کامل اور

مسیح موعود ایدہ اللہ کی عداوت سے دست بردار ہو جائیں۔ ورنہ حسرت سے  
دانت پینا اور رونا ہوگا۔ آئندہ اختیار بدست مختار۔ شعر

گر امروز این پند من نشنوی  
یقین دان کہ فردا پشیمان شوی

وما علینا الا البلاغ  
الرائم المسکین ضیاء الدین عفا عنه

۲۰ دسمبر ۱۸۹۵ء

نوٹ: نور القرآن نمبر ۲ کے خاتمہ پر بعض ایڈیشنوں میں حاشیہ متعلقہ صفحہ ۱۶۴ مرہم حواریین جس کا دوسرا نام مرہم عیسیٰ بھی ہے۔ اور آٹھ صفحات کا حاشیہ اور حاشیہ در حاشیہ متعلقہ صفحہ ۱۶۴ دو صفحات کا حاشیہ لکھا گیا ہے۔ یہ حاشیہ در حقیقت ست بچن کتاب سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے ہم نے نور القرآن نمبر ۲ کے آخر میں ان دونوں حاشیوں کو درج نہیں کیا۔ ست بچن کے ساتھ درج کئے جائیں گے۔ شمس

سوال ۸

معیار المذاہب

فطرتی معیار سے مذاہب کا مقابلہ

از تصنیف

حضرت شیخ مودود علیہ السلام

## رسالہ معیار المذاہب

### فطرتی معیار سے مذاہب کا مقابلہ

### اور گورنمنٹ انگریزی کے احسان کا کچھ تذکرہ

میرے خیال میں مذاہب کے پرکھنے اور جانچنے اور کھرے کھوٹے میں تمیز کرنے کے لئے اس سے بہتر کسی ملک کے باشندوں کو موقعہ ملنا ممکن نہیں جو ہمارے ملک پنجاب اور ہندوستان کو ملا ہے اس موقع کے حصول کے لئے پہلا فضل خدا تعالیٰ کا گورنمنٹ برطانیہ کا ہمارے اس ملک پر تسلط ہے۔ ہم نہایت ہی ناسپاس اور منکر نعمت ٹھہریں گے اگر ہم سچے دل سے اس محسن گورنمنٹ کا شکر نہ کریں جس کے بابرکت وجود سے ہمیں دعوت اور تبلیغ اسلام کا وہ موقعہ ملا جو ہم سے پہلے کسی بادشاہ کو بھی نہیں مل سکا کیونکہ اس علم دوست گورنمنٹ نے اظہار رائے میں وہ آزادی دی ہے جس کی نظیر اگر کسی اور موجودہ عملداری میں تلاش کرنا چاہیں تو لا حاصل ہے کیا یہ عجیب بات نہیں کہ ہم لنڈن کے بازاروں میں

دین اسلام کی تائید کے لئے وہ وعظ کر سکتے ہیں جس کا خاص مکہ معظمہ میں میسر آنا ہمارے لئے غیر ممکن ہے اور اس گورنمنٹ نے نہ صرف اشاعت کتب اور اشاعت مذہب میں ہر ایک قوم کو آزادی دی بلکہ خود بھی ہر ایک فرقہ کو بذریعہ اشاعت علوم و فنون کے مدد دی اور تعلیم اور تربیت سے ایک دنیا کی آنکھیں کھول دیں۔ پس اگرچہ اس محسن گورنمنٹ کا یہ احسان بھی کچھ تھوڑا نہیں کہ وہ ہمارے مال اور آبرو اور خون کی جہاں تک طاقت ہے سچے دل سے محافظت کر رہی ہے اور ہمیں اس آزادی سے فائدہ پہنچا رہی ہے جس کے لئے ہم سے پہلے بہتیرے نوع انسان کے سچے ہمدرد ترستے گذر گئے۔ لیکن یہ دوسرا احسان گورنمنٹ کا اس سے بھی بڑھ کر ہے کہ وہ جنگلی وحشیوں اور نام کے انسانوں کو انواع و اقسام کی تعلیم کے ذریعہ سے اہل علم و عقل بنانا چاہتی ہے ہم دیکھتے ہیں کہ اس گورنمنٹ کی متواتر کوششوں سے وہ لوگ جو قریب قریب مویشی اور چارپایوں کے تھے کچھ کچھ حصہ انسانیت اور فہم و فراست کا لے چکے ہیں اور اکثر دلوں اور دماغوں میں ایک ایسی روشنی پیدا ہو گئی ہے جو علوم کے حصول کے بعد پیدا ہوا کرتی ہے۔ معلومات کی وسعت نے گویا ایک دفعہ دنیا کو بدل دیا ہے لیکن جس طرح شیشے میں سے روشنی تو اندر گھر کے آسکتی ہے مگر پانی نہیں آسکتا۔ اسی طرح علمی روشنی تو دلوں اور دماغوں میں آگئی ہے مگر ہنوز وہ مصفا پانی اخلاص اور رواج ہونے کا اندر نہیں آیا جس سے روح کا پودہ نشوونما پاتا اور اچھا پھل لاتا لیکن یہ گورنمنٹ کا قصور نہیں ہے بلکہ ابھی ایسے اسباب مفقود یا قلیل الوجود ہیں جو سچی روحانیت کو جوش میں لاویں۔ یہ عجیب بات ہے کہ علمی ترقی سے مکر اور فریب کی بھی کچھ ترقی معلوم ہوتی ہے اور اہل حق کو

نا قابل برداشت و ساوس کا سامنا ہے ایمانی سادگی بہت گھٹ گئی ہے اور فلسفیانہ خیالات نے جن کے ساتھ دینی معلومات ہمقدم نہیں ہیں۔ ایک زہریلا اثر نو تعلیم یافتہ لوگوں پر ڈال رکھا ہے جو دہریت کی طرف کھینچ رہا ہے اور واقعی نہایت مشکل ہے کہ اس اثر سے بغیر حمایت دینی تعلیم کے لوگ بچ سکیں۔ پس وائے بر حال اس شخص کے جو ایسے مدرسوں اور کالجوں میں اس حالت میں چھوڑا گیا ہے جبکہ اس کو دینی معارف اور حقائق سے کچھ بھی خبر نہیں۔ ہاں ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس عالی ہمت گورنمنٹ نے جو نوع انسان کی ہمدرد ہے۔ اس ملک کے دلوں کی زمین کو جو ایک بنجر پڑا ہوا تھا اپنے ہاتھ کی کوششوں سے جنگلی درختوں اور جھاڑیوں اور مختلف اقسام کے گھاس سے جو بہت اونچے اور فراہم ہو کر زمین کو ڈھک رہے تھے پاک کر دیا ہے اور اب قدرتی طور پر وہ وقت آ گیا ہے جو سچائی کا بیج اس زمین میں بویا جائے اور پھر آسمانی پانی سے آبپاشی ہو۔ پس وہ لوگ بڑے ہی خوش نصیب ہیں جو اس مبارک گورنمنٹ کے ذریعہ سے آسمانی بارش کے قریب پہنچ گئے ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ اس گورنمنٹ کے وجود کو خدا تعالیٰ کا فضل سمجھیں اور اس کی سچی اطاعت کے لئے ایسی کوشش کریں کہ دوسروں کے لئے نمونہ ہو جائیں۔ کیا احسان کا عوض احسان نہیں۔ کیا نیکی کے بدلہ نیکی کرنا لازم نہیں سو چاہیے کہ ہر ایک شخص سوچ لے اور اپنا نیک جوہر دکھلاوے۔ اسلامی شریعت کسی کے حق اور احسان کو ضائع کرنا نہیں چاہتی۔ پس نہ منافقانہ طور پر بلکہ دل کی سچائی سے اس محسن گورنمنٹ سے اطاعت کے ساتھ پیش آنا چاہیے کیونکہ ہمارے دین کی روشنی پھیلانے کے لئے پہلی تقریب



خدا تعالیٰ نے یہی قائم کی ہے۔

پھر دوسرا ذریعہ جو مذہب کے شناخت کرنے کا ہمارے ملک میں پیدا ہو گیا چھاپے خانوں کی کثرت ہے کیونکہ ایسی کتابیں جو گویا زمین میں دفن تھیں ان چھاپے خانوں کے ذریعہ سے گویا پھر زندہ ہو گئیں یہاں تک کہ ہندوؤں کا وید بھی نئے اوراق کا لباس پہن کر نکل آیا گویا نیا جنم لیا اور حتماء اور عوام کی بنائی ہوئی کہانیوں کی پردہ دری ہو گئی۔

تیسرا ذریعہ راہوں کا کھلنا اور ڈاک کا احسن انتظام اور دور دور ملکوں سے کتابوں کا اس ملک میں آ جانا اور اس ملک سے ان ملکوں میں جانا یہ سب وسائل تحقیق حق کے ہیں جو خدا کے فضل نے ہمارے ملک میں موجود کر دیئے جن سے ہم پوری آزادی کے ذریعہ سے فائدہ اٹھا رہے ہیں یہ سب فوائد اس محسن اور نیک نیت گورنمنٹ کے ذریعہ سے ہمیں ملے ہیں جس کے لئے بے اختیار ہمارے دل سے دعا نکلتی ہے لیکن اگر یہ سوال ہو کہ پھر ایسی مہذب اور دانا گورنمنٹ ایسے مذہب سے کیوں تعلق رکھتی ہے جس میں انسان کو خدا بنا کر سچے خدا کے بدیہی اور قدیم اور غیر متغیر جلال کی کسر شان کی جاتی ہے۔ تو افسوس کہ اس سوال کا جواب بجز اس کے کچھ نہیں کہ سلاطین اور ملوک کو جو ملک داری کا خیال واجبی حد سے بڑھ جاتا ہے لہذا تدبیر اور تفکر کی تمام توتیں اسی میں خرچ ہو جاتی ہیں اور قومی حمایت کی مصلحت آخرت کے امور کی طرف سر اٹھانے نہیں دیتی اور اسی طرح ایک مسلسل اور غیر منقطع دنیوی مطالب کے نیچے دہ کر خدا شناسی اور حق جوئی کی روح کم ہو جاتی ہے اور بائیں ہمہ خدا تعالیٰ کے فضل سے نو میدی نہیں کہ وہ اس باہمت گورنمنٹ کو صراط مستقیم

کی طرف توجہ دلاوے۔ ہماری دعا جیسا کہ اس گورنمنٹ کی دنیوی بھلائی کے لئے ہے ایسا ہی آخرت کے لئے بھی ہے پس کیا تعجب ہے کہ دعا کا اثر ہم دیکھ لیں۔

اس زمانہ میں جبکہ حق اور باطل کے معلوم کرنے کے لئے بہت سے وسائل پیدا ہو گئے ہیں ہمارے ملک میں تین بڑے مذہب بالمقابل کھڑے ہو کر ایک دوسرے سے ٹکرا رہے ہیں ان مذاہب ثلاثہ میں سے ہر ایک صاحب مذہب کو دعویٰ ہے کہ میرا ہی مذہب حق اور درست ہے اور تعجب کہ کسی کی زبان بھی اس بات کے انکار کی طرف مائل نہیں ہوتی کہ اس کا مذہب سچائی کے اصولوں پر مبنی نہیں لیکن میں اس امر کو باور نہیں کر سکتا کہ جیسا کہ ہمارے مخالفوں کی زبانوں کا دعویٰ ہے۔ ایسا ہی ایک سیکنڈ کے لئے ان کے دل بھی ان کی زبانوں سے اتفاق کر سکتے ہیں۔ سچے مذہب کی یہ ایک بڑی نشانی ہے کہ قبل اس کے جو ہم اس کی سچائی کے دلائل بیان کریں خود وہ اپنی ذات میں ہی ایسا روشن اور درخشان ہوتا ہے کہ اگر دوسرے مذاہب اس کے مقابل پر رکھے جائیں تو وہ سب تاریکی میں پڑے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اور اس دلیل کو اس وقت ایک دانشمند انسان صفائی سے سمجھ سکتا ہے جبکہ ہر ایک مذہب کو اس کے دلائل مختصر سے علیحدہ کر کے صرف اس کے اصل الاصول پر نظر کرے یعنی ان مذاہب کے طریق خدا شناسی کو فقط ایک دوسرے کے مقابل پر رکھ کر جانچے اور کسی مذہب کے عقیدہ خدا شناسی پر بیرونی دلائل کا حاشیہ نہ چڑھاوے بلکہ مجرد عن الدلائل کر کے اور ایک مذہب کو دوسرے مذہب کے مقابل پر رکھ کر پرکھے اور سوچے کہ کس مذہب میں ذاتی سچائی کی چمک پائی

جاتی ہے اور کس میں یہ خاصیت ہے کہ فقط اس کے طریق خدا شناسی پر ہی نظر ڈالنا دلوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے مثلاً وہ تین مذہب جن کا میں ابھی ذکر کر چکا ہوں۔ یہ ہیں۔ آریہ<sup>۱</sup>۔ عیسائی<sup>۲</sup>۔ اسلام<sup>۳</sup>۔ اگر ہم ان تینوں کی اصل تصویر دکھلانا چاہیں تو بتفصیل ذیل ہے۔

آریہ مذہب کا ایک ایسا خدا ہے جس کی خدائی اپنی ذاتی قوت اور قدرت پر چلنا غیر ممکن ہے اور اس کی تمام امیدیں ایسے وجودوں پر لگی ہوئی ہیں جو اس کے ہاتھ سے پیدا نہیں ہوئے۔ حقیقی خدا کی قدرتوں کا انتہا معلوم کرنا انسان کا کام نہیں مگر آریوں کے پر میشر کی قدرت انگلیوں پر گن سکتے ہیں۔ وہ ایک ایسا کم سرمایہ پر میشر ہے کہ اس کی تمام قدرتوں کی حد معلوم ہو چکی ہے اور اگر اس کی قدرتوں کی بہت ہی تعریف کی جائے تو اس سے بڑھ کر کچھ نہیں کہہ سکتے کہ وہ اپنے جیسی قدیم چیزوں کو معماروں کی طرح جوڑنا جانتا ہے اور اگر یہ سوال ہو کہ اپنے گھر سے کون سی چیز ڈالتا ہے تو نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ کچھ نہیں۔ غرض اس کی طاقت کا انتہائی مرتبہ صرف اس حد تک ہے کہ وہ موجودہ روحوں اور اجسام صغار کو جو قدیم اور اس کے وجود کی طرح انادی اور واجب الوجود ہیں جن کی پیدائش پر اس کے وجود کا کچھ بھی اثر نہیں باہم پیوند کر دیتا ہے لیکن اس بات پر دلیل قائم ہونا مشکل ہے کہ کیوں ان قدیم چیزوں کو ایسے پر میشر کی حاجت ہے جبکہ کل چیزیں خود بخود ہیں ان کے تمام قوی بھی خود بخود ہیں اور ان میں باہم ملنے کی استعداد بھی خود بخود ہے اور ان میں قوت جذب اور کشش بھی قدیم سے ہے اور ان کے تمام خواص جو ترکیب کے بعد بھی ظاہر ہوتے ہیں خود بخود ہیں تو پھر سمجھ نہیں آتا کہ کس دلیل سے اس ناقص اور ناقص طاقت پر میشر کی ضرورت ثابت ہوتی ہے اور اس میں

اور اس کے غیر میں ماہہ الامتیاز بجز زیادہ ہوشیار اور ذہین ہونے کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ اس میں کیا شک ہے کہ آریوں کا پر میشر اُن بے انتہا قدرتوں سے ناکام ہے جو الوہیت کے کمال کے متعلق ہیں اور یہ اس فرضی پر میشر کی بد قسمتی ہے کہ اس کو وہ کمال تام میسر نہ ہو سکا جو الوہیت کا پورا جلال چمکنے کے لئے ضروری ہے۔ اور دوسری بد نصیبی یہ ہے کہ بجز چند ورق وید کے قانون قدرت کی رو سے اس کے شناخت کرنے کی کوئی بھی راہ نہیں کیونکہ اگر یہی بات صحیح ہے کہ ارواح اور ذرات اجسام معاً اپنی تمام قوتوں اور کششوں اور خاصیتوں اور عقولوں اور ادراکوں اور شعوروں کے خود بخود ہیں تو پھر ایک عقل سلیم ان چیزوں کے جوڑنے کے لئے کسی دوسرے شخص کی ضرورت نہیں سمجھتی وجہ یہ کہ اس صورت میں اس سوال کا جواب دینا امکان سے خارج ہے کہ جو چیزیں اپنے وجود کی قدیم سے آپ ہی خدا ہیں اور اپنے اندر وہ تمام قوتیں بھی رکھتی ہیں جو ان کے باہم جوڑنے کے لئے ضروری ہیں تو پھر جس حالت میں ان کو اپنے وجود کے لئے پر میشر کی حاجت نہیں ہوئی اور اپنی قوتوں اور خاصیتوں میں کسی بنانے والے کی محتاج نہیں ٹھہریں تو پھر کیا وجہ ہے کہ ان کو باہم تعلق کے لئے کسی دوسرے جوڑنے والے کی حاجت پڑ گئی حالانکہ روحوں کے ساتھ ان کے قومی کا جوڑنا اور ذرات اجسام کے ساتھ ان کی قوتوں کا جوڑنا یہ بھی ایک جوڑنے کی قسم ہے پس اس سے تو یہ ثابت ہی ہو گیا کہ ان قدیم چیزوں کو جیسا کہ اپنے وجود کے لئے کسی خالق کی ضرورت نہیں اور اپنی قوتوں کے لئے کسی موجد کی حاجت نہیں ایسا ہی باہم جوڑ پیدا ہونے کے لئے کسی صانع کی حاجت نہیں اور یہ نہایت بے وقوفی ہوگی کہ جب اول خود اپنی ہی زبان سے ان چیزوں کی نسبت مان لیں کہ وہ اپنے وجود اور اپنی

قوتوں اور اپنے باہم جوڑ کے لئے دوسرے کے محتاج نہیں تو پھر اسی منہ سے یہ بھی کہیں کہ بعض چیزوں کے جوڑنے کے لئے ضرور کسی دوسرے کی حاجت ہے۔ پس یہ تو ایک دعویٰ ہوگا جس کے ساتھ کوئی دلیل نہیں۔ غرض اس عقیدہ کی رو سے پر میشر کا وجود ہی ثابت کرنا مشکل ہوگا سو اس انسان سے زیادہ کوئی بد قسمت نہیں جو ایسے پر میشر پر بھروسہ رکھتا ہے جس کو اپنا وجود ثابت کرنے کے لئے بھی باعث کمی قدرت کے کوئی عمدہ اسباب میسر نہیں آسکے۔ یہ تو ہندوؤں کے پر میشر میں خدائی کی طاقتیں ہیں اور اخلاقی طاقتوں کا یہ حال ہے کہ وہ انسانوں کی طاقتوں سے بھی کچھ گری ہوئی معلوم ہوتی ہیں چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک نیک دل انسان بارہا ایسے قصور واروں کے قصور بخش دیتا ہے جو عجز اور نیاز کے ساتھ اس سے معافی چاہتے ہیں اور بارہا اپنے کرم نفس کی خاصیت سے ایسے لوگوں پر احسان کرتا ہے جن کا کچھ بھی حق نہیں ہوتا لیکن آریہ لوگ اپنے پر میشر کی نسبت یہ بیان کرتے ہیں کہ وہ ان دونوں قسموں کے خلقتوں سے بھی بے نصیب ہے اور ان کے نزدیک ہر یک گناہ کروڑہا جونوں کا موجب ہے اور جب تک کوئی گنہگار بے انتہا جونوں میں پڑ کر پوری سزا نہ پالے تب تک کوئی صورت مخلصی نہیں اور ان کے عقیدہ کی رو سے یہ امید بالکل بے سود ہے کہ انسان کی توبہ اور پشیمانی اور استغفار اس کے دوسرے جنم میں پڑنے سے روک دے گی یا حق کی طرف رجوع کرنا گذشتہ ناحق کے احوال و اعمال کی سزا سے اسے بچالے گا بلکہ بے شمار جونوں کا بھگتنا ضروری ہے۔ جو کسی طرح ٹل نہیں سکتا اور کرم اور جود کے طور پر کچھ بخشش کرنا تو پر میشر کی عادت ہی نہیں۔ جو کچھ انسان یا حیوان کوئی عمدہ حالت رکھتا ہے یا کوئی نعمت پاتا ہے

وہ کسی پہلی جون کا پھل ہے مگر افسوس کہ باوجودیکہ آریوں کو وید کے اصولوں پر بہت ہی ناز ہے مگر پھر بھی یہ وید کی باطل تعلیم ان کی انسانی کائنات کو مغلوب نہیں کر سکی اور مجھے ان ملاقاتوں کی وجہ سے جو اکثر اس فرقہ کے بعض لوگوں سے ہوتی ہیں یہ بات بارہا تاجرہ میں آچکی ہے کہ جس طرح نیوگ کے ذکر کے وقت ایک ندامت آریوں کو دامن گیر ہو جاتی ہے اسی طرح وہ نہایت ہی ندامت زدہ ہوتے ہیں جبکہ ان سے یہ سوال کیا جاتا ہے کہ پر میشر کی قدرتی اور اخلاقی طاقتیں کیوں ایسی محدود ہو گئیں جن کی شامت سے اس کی خدائی بھی عندالعقل ثابت نہیں ہو سکتی اور جس کی وجہ سے بدنصیب آریہ دائمی نجات پانے سے محروم رہے۔ غرض ہندوؤں کے پر میشر کی حقیقت اور ماہیت یہی ہے کہ وہ اخلاقی اور الوہیت کی طاقتوں میں نہایت کمزور اور قابل رحم ہے اور شاید یہی سبب ہے کہ ویدوں میں پر میشر کی پرستش چھوڑ کر اگنی اور وایو اور چاند اور سورج اور پانی کی پرستش پر زور ڈالا گیا ہے اور ہر ایک عطا اور بخشش کا سوال ان سے کیا گیا ہے کیونکہ جب کہ پر میشر آریوں کو کسی منزل تک نہیں پہنچا سکتا بلکہ خود پوری قدرتوں سے محروم رہ کر نامرادی کی حالت میں زندگی بسر کرتا ہے تو پھر دوسرے کا اس پر بھروسہ کرنا صریح غلطی ہے۔ ہندوؤں کے پر میشر کی کامل تصویر آنکھوں کے سامنے لانے کے لئے اسی قدر کافی ہے جو ہم لکھ چکے۔

اب دوسرا مذہب یعنی عیسائی باقی ہے جس کے حامی نہایت زور و شور سے اپنے خدا کو جس کا نام انہوں نے یسوع مسیح رکھا ہوا ہے بڑے مبالغہ سے سچا خدا سمجھتے ہیں اور عیسائیوں کے خدا کا حلیہ یہ ہے کہ وہ ایک اسرائیلی آدمی مریم بنت یعقوب کا بیٹا ہے جو ۳۲ برس کی عمر پا کر اس دارالفنا سے گذر گیا

جب ہم سوچتے ہیں کہ کیونکر وہ گرفتار ہونے کے وقت ساری رات دعا کر کے پھر بھی اپنے مطلب سے ناامداد رہا اور ذلت کے ساتھ پکڑا گیا۔ اور بقول عیسائیوں کے سولی پر کھینچا گیا اور ایسی ایسی کرتا مر گیا تو ہمیں یک دفعہ بدن پر لرزہ پڑتا ہے کہ کیا ایسے انسان کو جس کی دعا بھی جناب الہی میں قبول نہ ہو سکی اور نہایت ناکامی اور نامرادی سے ماریں کھاتا کھاتا مر گیا تو خدا کہہ سکتے ہیں۔ ذرا اس وقت کے نظارہ کو آنکھوں کے سامنے لاؤ جب کہ یسوع مسیح حوالات میں ہو کر پلاطوس کی عدالت سے ہیرودوس کی طرف بھیجا گیا کیا یہ خدائی کی شان ہے کہ حوالات میں ہو کر ہتکڑی ہاتھ میں زنجیر پیروں میں چند سپاہیوں کی حراست میں چالان ہو کر جھڑکیاں کھاتا ہوا گلیل کی طرف روانہ ہوا اور اس حالت پر ملالت میں ایک حوالات سے دوسری حوالات میں پہنچا۔ پلاطوس نے کرامت دیکھنے پر چھوڑنا چاہا اس وقت کوئی کرامت دکھلا نہ سکا۔ ناچار پھر حراست میں واپس کر کے یہودیوں کے حوالہ کیا گیا اور انہوں نے ایک دم میں اس کی جان کا قصہ تمام کر دیا۔

اب ناظرین خود سوچ لیں کہ کیا اصلی اور حقیقی خدا کی یہی علامتیں ہوا کرتی ہیں۔ کیا کوئی پاک کائنات اس بات کو قبول کر سکتا ہے کہ وہ جو زمین و آسمان کا خالق اور بے انتہا قدرتوں اور طاقتوں کا مالک ہے وہ اخیر پر ایسا بد نصیب اور کمزور اور ذلیل حالت میں ہو جائے کہ شریر انسان اس کو اپنے ہاتھوں میں مل ڈالیں۔ اگر کوئی ایسے خدا کو پوجے اور اس پر بھروسہ کرے تو اسے اختیار ہے لیکن سچ تو یہ ہے کہ اگر آریوں کے پر میشر کے مقابل پر بھی عیسائیوں کے خدا کو کھڑا کر کے اس کی

طاقت اور قدرت کو وزن کیا جائے تب بھی اس کے مقابل پر بھی یہ ہیچ محض ہے کیونکہ آریوں کا فرضی پر میشر اگرچہ پیدا کرنے کی کچھ بھی طاقت نہیں رکھتا لیکن کہتے ہیں کہ پیدا شدہ چیزوں کو کسی قدر جوڑ سکتا ہے مگر عیسائیوں کے یسوع میں تو اتنی بھی طاقت ثابت نہ ہوئی جس وقت یہودیوں نے صلیب پر کھینچ کر کہا تھا کہ اگر تو اب اپنے آپ کو بچائے تو ہم تیرے پر ایمان لاویں گے تو وہ ان کے سامنے اپنے تئیں بچا نہ سکا ورنہ اپنے تئیں بچانا کیا کچھ بڑا کام تھا صرف اپنی روح کو اپنے جسم کے ساتھ جوڑنا تھا۔ سو اس کمزور کو جوڑنے کی بھی طاقت نہ ہوئی۔ پیچھے سے پردہ داروں نے باتیں بنا لیں کہ وہ قبر میں زندہ ہو گیا تھا مگر افسوس کہ انہوں نے نہ سوچا کہ یہودیوں کا تو یہ سوال تھا کہ ہمارے روبرو ہمیں زندہ ہو کر دکھلاوے پھر جبکہ ان کے روبرو زندہ نہ ہو سکا اور نہ قبر میں زندہ ہو کر ان سے آ کر ملاقات کی تو یہودیوں کے نزدیک بلکہ ہر یک محقق کے نزدیک اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ حقیقت میں زندہ ہو گیا تھا اور جب تک ثبوت نہ ہو تب تک اگر فرض بھی کر لیں کہ قبر میں لاش گم ہو گئی تو اس سے زندہ ہونا ثابت نہیں ہو سکتا بلکہ عند العقل یقینی طور پر یہی ثابت ہوگا کہ در پردہ کوئی کرامات دکھلانے والا چڑا کر لے گیا ہوگا۔ دنیا میں بہترے ایسے گزرے ہیں کہ جن کی قوم یا معتقدوں کا یہی اعتقاد تھا کہ ان کی نعش گم ہو کر وہ معہ جسم بہشت میں پہنچ گئی ہے تو کیا عیسائی قبول کر لیں گے کہ فی الحقیقت ایسا ہی ہوا



ہوگا مثلاً دور نہ جاؤ بابا نانک صاحب کے واقعات پر ہی نظر ڈالو کہ ۷۱ لاکھ سکھ صاحبوں کا اسی پر اتفاق ہے کہ درحقیقت وہ مرنے کے بعد معاً اپنے جسم کے بہشت میں پہنچ گئے اور نہ صرف اتفاق بلکہ ان کی معتبر کتابوں میں جو اسی زمانہ میں تالیف ہوئیں یہی لکھا ہوا ہے۔ اب کیا عیسائی صاحبان قبول کر سکتے ہیں کہ حقیقت میں بابا نانک صاحب معاً جسم بہشت میں ہی چلے گئے ہیں۔ افسوس کہ عیسائیوں کو دوسروں کے لئے تو فلسفہ یاد آجاتا ہے مگر اپنے گھر کی نامعقول باتوں سے فلسفہ کو چھونے بھی نہیں دیتے۔ اگر عیسائی صاحبان کچھ انصاف سے کام لینا چاہیں تو جلد سمجھ سکتے ہیں کہ سکھ صاحبوں کے دلائل بابا نانک صاحب کی نعش گم ہونے اور معاً جسم بہشت میں جانے کے بارے میں عیسائیوں کے مزخرفات کی نسبت بہت ہی قوی اور قابل توجہ ہیں اور بلاشبہ انجیل کے وجوہ سے زبردست ہیں کیونکہ اول تو وہ واقعات اسی وقت بالاولیٰ جنم ساکھی میں لکھے گئے مگر انجیلیں یسوع کے زمانہ سے بہت برس بعد لکھی گئیں پھر ایک اور ترجیح بابا نانک صاحب کے واقعہ کو یہ ہے کہ یسوع کی طرف جو یہ کرامت منسوب کی گئی ہے تو یہ درحقیقت اس ندامت کی پردہ پوشی کی غرض سے معلوم ہوتی ہے جو یہودیوں کے سامنے حواریوں کو اٹھانی پڑی کیونکہ جب یہودیوں نے یسوع کو صلیب پر کھینچ کر پھر اس سے یہ معجزہ چاہا کہ اگر وہ اب زندہ ہو کر صلیب پر سے اتر آئے تو ہم اس پر ایمان لائیں گے۔ تو اس وقت یسوع صلیب پر سے اتر نہ سکا۔ پس اس وجہ سے یسوع کے شاگردوں کو بہت ہی ندامت ہوئی اور وہ یہودیوں کے سامنے منہ دکھانے کے قابل نہ رہے۔ لہذا ضرور تھا کہ وہ ندامت کے

چھپانے کے لئے کوئی ایسا حیلہ کرتے۔ جس سے سادہ لوحوں کی نظر میں اس طعن اور ٹھٹھے اور ہنسی سے بچ جاتے۔ سو اس بات کو عقل قبول کرتی ہے کہ انہوں نے فقط ندامت کا کلنگ اپنے منہ پر سے اتارنے کی غرض سے ضرور یہ حیلہ بازی کی ہوگی کہ رات کے وقت جیسا کہ ان پر الزام لگا تھا یسوع کی نعش کو اس کی قبر میں سے نکال کر کسی دوسری قبر میں رکھ دیا ہوگا اور پھر حسب مثل مشہور کہ خواجہ کا گواہ ڈڈو کہہ دیا ہوگا کہ لو جیسا کہ تم درخواست کرتے تھے یسوع زندہ ہو گیا مگر وہ آسمان پر چلا گیا ہے لیکن یہ مشکلیں بابا نانک صاحب کے فوت ہونے پر سکھ صاحبوں کو پیش نہیں آئیں اور نہ کسی دشمن نے ان پر یہ الزام لگایا اور نہ ایسے فریبوں کے لئے ان کو کوئی ضرورت پیش آئی اور نہ جیسا کہ یہودیوں نے شور مچایا تھا کہ نعش چرائی گئی ہے کسی نے شور مچایا سو اگر عیسائی صاحبان بجائے یسوع کے بابا نانک صاحب کی نسبت یہ عقیدہ رکھتے تو کسی قدر معقول بھی تھا مگر یسوع کی نسبت تو ایسا خیال صریح بناوٹ اور جعل سازی کی بدبو سے بھرا ہوا ہے۔

اخیر عذر یسوع کے دکھ اٹھانے اور مصلوب ہونے کا یہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ خدا ہو کر پھر اس لئے سولی پر کھینچا گیا کہ تا اس کی موت گناہگاروں کے لئے کفارہ ٹھہرے لیکن یہ بات بھی عیسائیوں کی ہی ایجاد ہے کہ خدا بھی مرا کرتا ہے گو مرنے کے بعد پھر اس کو زندہ کر کے عرش پر پہنچا دیا اور اس باطل وہم میں آج تک گرفتار ہیں کہ پھر وہ عدالت کرنے کے لئے دنیا میں آئے گا اور جو جسم مرنے کے بعد اس کو دوبارہ ملا وہی جسم خدائی کی حیثیت میں ہمیشہ اس کے ساتھ رہے گا مگر عیسائیوں کا یہ مجسم خدا جس

پر بقول ان کے ایک مرتبہ موت بھی آچکی ہے اور خون گوشت ہڈی اور اوپر نیچے کے سب اعضاء رکھتا ہے۔ یہ ہندوؤں کے ان اوتاروں سے مشابہ ہے جن کو آج کل آریہ لوگ بڑے جوش سے چھوڑتے جاتے ہیں۔ صرف فرق یہ ہے کہ عیسائیوں کے خدا نے تو صرف ایک مرتبہ مریم بنت یعقوب کے پیٹ سے جنم لیا۔ مگر ہندوؤں کے خدا بشن نے نو مرتبہ دنیا کے گناہ دور کرنے کے لئے تولد کا داغ اپنے لئے قبول کر لیا۔ خصوصاً آٹھویں مرتبہ کا جنم لینے کا قصہ نہایت دلچسپ بیان کیا جاتا ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ جب زمین دیہتوں کی طاقت سے مغلوب ہوگئی تو بشن نے آدھی رات کو کِنواری لڑکی کے پیٹ سے پیدا ہو کر اوتار لیا اور جو پاپ دنیا میں پھیلے ہوئے تھے ان سے لوگوں کو چھڑایا۔ یہ قصہ اگرچہ عیسائیوں کے مذاق کے موافق ہے مگر اس بات میں ہندوؤں نے بہت عقلمندی کی کہ عیسائیوں کی طرح اپنے اوتاروں کو سولی نہیں دیا اور نہ ان کے لعنتی ہونے کے قائل ہوئے۔ قرآن شریف کے بعض اشارات سے نہایت صفائی کے ساتھ معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو خدا بنانے کے موجد پہلے آریہ ورت کے برہمن ہی ہیں۔ اور پھر یہی خیالات یونانیوں نے ہندوؤں سے لئے۔ آخر اس مکروہ اعتقاد میں ان دونوں قوموں کے فضلہ خوار عیسائی بنے۔ اور ہندوؤں کو ایک اور بات دور کی سوچھی جو عیسائیوں کو نہیں سوچھی اور وہ یہ کہ ہندو لوگ خدائے ازلی ابدی کے قدیم قانون میں یہ بات داخل رکھتے ہیں کہ جب کبھی دنیا گناہ سے بھرگئی تو آخر ان کے پر میشر کو یہی تدبیر خیال میں آئی کہ خود دنیا میں جنم لے کر لوگوں کو نجات دیوے۔ اور ایسا واقعہ صرف ایک دفعہ نہیں ہوا بلکہ ہمیشہ ضرورت کے وقتوں میں ہوتا رہا۔ لیکن گو عیسائیوں کا یہ تو

عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ قدیم ہے اور گذشتہ زمانہ کی طرف خواہ کیسے ہی اوپر سے اوپر چڑھتے جائیں اس خدا کے وجود کا کہیں ابتدا نہیں اور قدیم سے وہ خالق اور رب العالمین بھی ہے لیکن وہ اس بات کے قائل نہیں ہیں کہ وہ ہمیشہ سے اور غیر متناہی زمانوں سے اپنے پیارے بیٹوں کو لوگوں کے لئے سولی پر چڑھا تا رہا ہے بلکہ کہتے ہیں کہ یہ تدبیر ابھی اس کو کچھ تھوڑے عرصہ سے ہی سوجھی ہے اور ابھی بڑھے باپ کو یہ خیال آیا ہے کہ بیٹے کو سولی دلا کر دوسروں کو عذاب سے بچاؤے یہ تو ظاہر ہے کہ اس بات کے ماننے سے کہ خدا قدیم اور ابد الابد سے چلا آتا ہے۔ یہ دوسری بات بھی ساتھ ہی ماننی پڑتی ہے کہ اس کی مخلوقات بھی بحیثیت قدامت نوعی ہمیشہ سے ہی چلی آئی ہے اور صفات قدیمہ کے تجلیات قدیمہ کی وجہ سے کبھی ایک عالم ممکن عدم میں مختفی ہوتا چلا آیا ہے اور کبھی دوسرا عالم بجائے اس کے ظاہر ہوتا رہا ہے۔ اور اس کا شمار کوئی بھی نہیں کر سکتا کہ کس قدر عالموں کو خدا نے اس دنیا سے اٹھا کر دوسرے عالم بجائے اس کے قائم کئے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ فرما کر کہ ہم نے آدم سے پہلے جان کو پیدا کیا تھا۔ اسی قدامت نوع عالم کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ لیکن عیسائیوں نے باوجود بدیہی ثبوت اس بات کے کہ قدامت نوع عالم ضروری ہے پھر اب تک کوئی ایسی فہرست پیش نہیں کی جس سے معلوم ہو کہ ان غیر محدود عالموں میں جو ایک دوسرے سے بالکل بے تعلق تھے کتنی مرتبہ خدا کا فرزند سولی پر کھینچا گیا کیونکہ یہ تو ظاہر ہے کہ بموجب اصول عیسائی مذہب کے کوئی شخص بجز خدا کے فرزند کے گناہ سے خالی نہیں۔ پس اس صورت میں تو یہ سوال ضروری ہے کہ وہ مخلوق جو ہمارے

اس آدم سے بھی پہلے گذر چکی ہے جن کا ان بنی آدم کے سلسلہ سے کچھ تعلق نہیں ان کے گناہ کی معافی کا کیا بندوبست ہوا تھا اور کیا یہی بیٹا ان کو نجات دینے کے لئے پہلے بھی کئی مرتبہ پھانسی مل چکا ہے یا وہ کوئی دوسرا بیٹا تھا جو پہلے زمانوں میں پہلی مخلوق کے لئے سولی پر چڑھتا رہا جہاں تک ہم خیال کرتے ہیں ہمیں تو یہ سمجھ آتا ہے کہ اگر صلیب کے بغیر گناہوں کی معافی نہیں تو عیسائیوں کے خدا کے بے انتہا اور اُن گنت بیٹے ہوں گے۔ جو وقتاً فوقتاً ان معرکوں میں کام آئے ہوں گے۔ اور ہر ایک اپنے وقت پر پھانسی ملا ہوگا۔ پس ایسے خدا سے کسی بہبودی کی امید رکھنا لا حاصل ہے۔ جس کے خود اپنے ہی نوجوان بچے مرتے رہے۔

امرت سر کے مباحثہ میں بھی ہم نے یہ سوال کیا تھا کہ عیسائی یہ اقرار کرتے ہیں کہ ان کا خدا کسی کو گناہ میں ہلاک کرنا نہیں چاہتا۔ پھر اس صورت میں ان پر یہ اعتراض ہے کہ اس خدا نے ان شیاطین کی پلید روحوں کی نجات کے لئے کیا بندوبست کیا جن پلید روحوں کا ذکر انجیل میں موجود ہے۔ کیا کوئی ایسا بیٹا بھی دنیا میں آیا جس نے شیاطین کے گناہوں کے لئے اپنی

☆نوٹ: اسلامی تعلیم سے ثابت ہے کہ شیاطین بھی ایمان لے آتے ہیں چنانچہ ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا شیطان مسلمان ہو گیا ہے۔ غرض ہر ایک انسان کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے اور مطہر اور مقرب انسان کا شیطان ایمان لے آتا ہے مگر افسوس کہ یسوع کا شیطان ایمان نہیں لاسکا بلکہ الٹا اس کو گمراہ کرنے کی فکر میں ہوا اور ایک پہاڑی پر لے گیا اور دنیا کی دولتیں دکھلائیں اور وعدہ کیا کہ سجدہ کرنے پر یہ تمام دولتیں دے دوں گا اور شیطان کا یہ مقولہ حقیقت میں ایک بڑی پیشگوئی تھی اور اس بات کی طرف اشارہ بھی تھا کہ جب عیسائی قوم اس کو سجدہ کرے گی تو دنیا کی تمام دولتیں ان کو دی جاویں گی۔ سو ایسا

جان دی ہو یا شیاطین کو گناہ سے باز رکھا ہو اگر ایسا کوئی انتظام نہیں ہوا تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عیسائیوں کا خدا اس بات پر ہمیشہ راضی رہا ہے جو شیاطین کو جو عیسائیوں کے اقرار سے بنی آدم سے بھی زیادہ ہیں ہمیشہ کی جہنم میں جلاوے پھر جبکہ ایسے کسی بیٹے کا نشان نہیں دیا گیا تو اس صورت میں تو عیسائیوں کو اقرار کرنا پڑا کہ ان کے خدا نے شیاطین کو جہنم کے لئے ہی پیدا کیا ہے۔ غرض بے چارے عیسائی جب سے ابن مریم کو خدا بنا بیٹھے ہیں بڑی بڑی مصیبتوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ کوئی ایسا دن نہیں ہوگا کہ خود انہیں کی روح ان کے اس اعتقاد کو نفرت سے نہیں دیکھتی ہوگی۔ پھر ایک اور مصیبت ان کو یہ پیش آئی ہے کہ اس مصلوب کی علتِ غائی عندا تحقیق کچھ ثابت نہیں ہوتی اور اس کے صلیب پر کھینچے جانے کا کوئی ثمرہ پایہ ثبوت نہیں پہنچتا۔ کیونکہ صورتیں صرف دو ہیں۔

(۱) اوّل یہ کہ اس مرحوم بیٹے کے مصلوب ہونے کی علتِ غائی یہ قرار دیں کہ تا اپنے ماننے والوں کو گناہ کرنے میں دلیر کرے اور اپنے کفارہ کے سہارے سے خوب زور شور سے فسق و فجور اور ہر یک قسم کی بدکاری پھیلاوے۔ سو یہ صورت تو بہد اہت نامعقول اور شیطانی طریق ہے اور میرے خیال میں دنیا میں کوئی بھی ایسا نہیں ہوگا کہ اس فاسقانہ طریق کو پسند کرے اور ایسے کسی مذہب کے بانی کو نیک قرار دے جس نے اس طرح پر عام آدمیوں

بقیہ نوٹ: ہی ظہور میں آیا جن کے پیشوانے خدا کہلا کر پھر شیطان کی پیروی کی یعنی اس کے پیچھے ہو لیا ان کا شیطان کو سجدہ کرنا کیا بعید تھا۔ غرض عیسائیوں کی دولتیں درحقیقت اسی سجدہ کی وجہ سے ہیں جو انہوں نے شیطان کو کیا اور ظاہر ہے کہ شیطانی وعدہ کے موافق سجدہ کے بعد عیسائیوں کو دنیا کی دولتیں دی گئیں۔ منہ

کو گناہ کرنے کی ترغیب دی ہو۔ بلکہ تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ اس طرح کا فتویٰ وہی لوگ دیتے ہیں جو درحقیقت ایمان اور نیک چلنی سے محروم رہ کر اپنے اغراض نفسانی کی وجہ سے دوسروں کو بھی بدکاریوں کے جنم میں ڈالنا چاہتے تھے۔ اور یہ لوگ درحقیقت ان نجومیوں کے مشابہ ہیں جو ایک شارع عام میں بیٹھ کر راہ چلتے لوگوں کو پھسلاتے اور فریب دیتے ہیں اور ایک ایک پیسہ لے کر بے چارے حتماء کو بڑے تسلی بخش الفاظ میں خوشخبری دیتے ہیں کہ عنقریب ان کی ایسی ایسی نیک قسمت کھلنے والی ہے اور ایک سچے محقق کی صورت بنا کر ان کے ہاتھ کے نقوش اور چہرہ کے خط و خال کو بہت توجہ سے دیکھتے بھالتے ہیں گویا وہ بعض نشانوں کا پتہ لگا رہے ہیں اور پھر ایک نمائشی کتاب کے ورقوں کو جو صرف اسی فریب دہی کے لئے آگے دھری ہوتی ہے الٹ پلٹ کر یقین دلاتے ہیں کہ درحقیقت پوچھنے والے کا ایک بڑا ہی ستارہ قسمت چمکنے والا ہے غالباً کسی ملک کا بادشاہ ہو جائے گا ورنہ وزارت تو کہیں نہیں گئی۔ اور یا یہ لوگ جو کسی کو باوجود اس کی دائمی ناپاکیوں کے خدا کا مورد فضل بنانا چاہتے ہیں ان کیمیا گروں کی مانند ہیں جو ایک سادہ لوح مگر دولت مند کو دیکھ کر طرح طرح کی لاف زنیوں سے شکار کرنا چاہتے ہیں اور ادھر ادھر کی باتیں کرتے کرتے پہلے آنے والے کیمیا گروں کی مذمت کرنا شروع کر دیتے ہیں کہ جھوٹے بدذات ناحق اچکوں کے طور پر لوگوں کا مال فریب سے کھسکا کر لے جاتے ہیں اور پھر آخر بات کو کشاں کشاں اس حد تک پہنچاتے ہیں کہ صاحبو میں نے اپنے پچاس یا ساٹھ برس کی عمر میں جس کو کیمیا گری کا مدعی دیکھا جھوٹا ہی پایا۔ ہاں میرے گورو بیکٹھہ باشی سچے رسائی تھے کروڑہا روپیہ کا دان کر گئے مجھے خوش نصیبی

سے باراں برس تک ان کی خدمت کا شرف حاصل ہوا اور پھل پایا۔ پھل پانے کا نام سن کر ایک جاہل بول اٹھتا ہے کہ بابا جی تب تو آپ نے ضرور رسائن کا نسخہ گورو جی سے سیکھ لیا ہوگا یہ بات سن کر بابا جی کچھ ناراض ہو کر تیوری چڑھا کر بولتے ہیں کہ میاں اس بات کا نام نہ لو ہزاروں لوگ جمع ہو جائیں گے ہم تو لوگوں سے چھپ کر بھاگتے پھرتے ہیں۔ غرض ان چند فقروں سے ہی جاہل دام میں آجاتے ہیں پھر تو شکار دام افتادہ کو ذبح کرنے کیلئے کوئی بھی دقت باقی نہیں رہتی خلوت میں راز کے طور پر سمجھاتے ہیں کہ درحقیقت تمہاری ہی خوش قسمتی ہمیں ہزاروں کوسوں سے کھینچ لائی ہے اور اس بات سے ہمیں خود بھی حیرانی ہے کہ کیونکر یہ سخت دل تمہارے لئے نرم ہو گیا اب جلدی کرو اور گھر سے یا مانگ کر دس ہزار کا طلائی زیور لے آؤ ایک ہی رات میں وہ چند ہو جائے گا مگر خبردار کسی کو میری اطلاع نہ دینا کسی اور بہانہ سے مانگ لینا قصہ کوتاہ یہ کہ آ خر زیور لے کر اپنی راہ لیتے ہیں اور وہ دیوانے دہ چند کی خواہش کرنے والے اپنی جان کو روتے رہ جاتے ہیں یہ اس طمع کی شامت ہوتی ہے جو قانون قدرت سے غفلت کر کے انتہاء تک پہنچائی جاتی ہے مگر میں نے سنا ہے کہ ایسے ٹھگوں کو یہ ضرور ہی کہنا پڑتا ہے کہ جس قدر ہم سے پہلے آئے یا بعد میں آویں گے یقیناً سمجھو کہ وہ سب فریبی اور بٹھار اور ناپاک اور جھوٹے اور اس نسخہ سے بے خبر ہیں۔ ایسا ہی عیسائیوں کی پٹری بھی جم نہیں سکتی جب تک کہ حضرت آدم سے لے کر اخیر تک تمام مقدس نبیوں کو پاپی اور بدکار نہ بنا لیں۔

☆نوٹ: عیسائیوں کی عقل اور سمجھ پر افسوس ہے کہ انہوں نے اپنے یسوع کو خدا بنا کر اس کی ذات کو کچھ فائدہ نہیں



(۲) دوسری صورت اس قابل رحم بیٹے کے مصلوب ہونے کی یہ ہے کہ اس کے سولی ملنے کی یہ علت غائی قرار دی جائے کہ اس کی سولی پر ایمان لانے والے ہر ایک قسم کے گناہ اور بدکاریوں سے بچ جائیں گے اور ان کے نفسانی جذبات ظہور میں نہ آنے پائیں گے مگر افسوس کہ جیسا کہ پہلی صورت خلاف تہذیب اور بدیہی البطلان ثابت ہوئی تھی ایسا ہی یہ صورت بھی کھلے کھلے طور پر باطل ہی ثابت ہوئی ہے کیونکہ اگر فرض کیا جائے کہ یسوع کا کفارہ ماننے میں ایک ایسی خاصیت ہے کہ اس پر سچا ایمان لانے والا فرشتہ سیرت بن جاتا ہے اور پھر بعد ازاں اس کے دل میں گناہ کا خیال ہی نہیں آتا تو تمام گذشتہ نبیوں کی نسبت کہنا پڑے گا کہ وہ یسوع کی سولی اور کفارہ پر سچا ایمان نہیں لائے تھے کیونکہ انہوں نے تو بقول عیسائیاں بدکاریوں میں حد ہی کر دی۔ کسی نے ان میں سے بت پرستی کی اور کسی نے ناحق کا خون کیا اور کسی نے اپنی بیٹیوں سے بدکاری کی اور بالخصوص یسوع کے دادا صاحب داؤد نے تو سارے بڑے کام کئے ایک بے گناہ کو اپنی شہوت رانی کے لئے فریب سے قتل کرایا اور دلالہ عورتوں کو بھیج کر اس کی جو رو کو منگوا یا اور اس کو شراب پلائی اور اس سے زنا کیا اور بہت سا مال حرام کاری میں ضائع کیا اور تمام عمر سوسائیک بیوی رکھی اور یہ حرکت بھی بقول عیسائیاں زنا میں داخل تھی اور عجیب تر یہ کہ روح القدس بھی ہر روز اس پر نازل ہوتا تھا اور زبور بڑی سرگرمی سے اتر رہی تھی مگر

بقیہ نوٹ: پہنچایا بلکہ راستبازوں کے سامنے اس کو شرمندہ کیا بہتر تھا کہ اس کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے صدقہ دیتے اس کے لئے دعائیں کرتے تا اس کی عاقبت کے لئے بھلائی ہوتی۔ مشیت خاک کو خدا بنانے میں کیا حاصل تھا۔ منہ

افسوس کہ نہ تو روح القدس نے اور نہ یسوع کے کفارہ پر ایمان لانے نے بدکاریوں سے اس کو روکا آخر انہیں بد عملیوں میں جان دی اور اس سے عجیب تر یہ کہ یہ کفارہ یسوع کی دادیوں اور نانیوں کو بھی بدکاری سے نہ بچا سکا حالانکہ ان کی بدکاریوں سے یسوع کے گوہر فطرت پر داغ لگتا تھا اور یہ دادیاں نانیاں صرف ایک دو نہیں بلکہ تین ہیں۔ چنانچہ یسوع کی ایک بزرگ نانی جو ایک طور سے دادی بھی تھی یعنی راحاب کسبی یعنی کنجری تھی دیکھو یسوع ۲-۱ اور دوسری نانی جو ایک طور سے دادی بھی تھی۔ اس کا نام تمر ہے۔ یہ خانگی بدکار عورتوں کی طرح حرام کار تھی۔ دیکھو پیدائش ۳۸-۱۶ سے ۳۰۔ اور ایک نانی یسوع صاحب کی جو ایک رشتہ سے دادی بھی تھی بنت سبیع کے نام سے موسوم ہے۔ یہ وہی پاک دامن تھی جس نے داؤد کے ساتھ زنا کیا تھا۔ دیکھو سموئیل ۱۱-۲

اب ظاہر ہے کہ ان دادیوں اور نانیوں کو یسوع کے کفارہ کی ضرور اطلاع دی گئی ہوگی اور اس پر ایمان لائی ہوں گی کیونکہ یہ تو عیسائیوں کا اصول ہے کہ پہلے نبیوں اور ان کی امت کو بھی یہی تعلیم کفارہ کی دی گئی تھی اور اسی پر ایمان لا کر ان کی نجات ہوئی۔ پس اگر یسوع کے مصلوب ہونے کا یہ اثر سمجھا جائے کہ اس کی مصلوبیت پر ایمان لا کر گناہ سے انسان بچ جاتا ہے تو

☆نوٹ:- ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری والدہ سے لے کر حوا تک میری ماؤں کے سلسلہ میں کوئی عورت بدکار اور زانیہ نہیں اور نہ مرد زانی اور بدکار ہے لیکن بقول عیسائیوں کے ان کے خدا صاحب کی پیدائش میں تین زنا کار عورتوں کا خون ملا ہوا ہے۔ حالانکہ توریت میں جو کچھ زانیہ عورتوں کی اولاد کی نسبت لکھا ہے وہ کسی پر پوشیدہ نہیں۔ منہ

چاہئے تھا کہ یسوع کی دادیاں اور نانیاں زنا کاریوں اور حرام کاریوں سے بچائی جاتیں مگر جس حالت میں تمام پیغمبر باوجودیکہ بقول عیسائیاں یسوع کی خودکشی پر ایمان لاتے تھے بدکاریوں سے نہ بچ سکے اور نہ یسوع کی دادیاں نانیاں بچ سکیں تو اس سے صاف طور پر ثابت ہو گیا کہ یہ جھوٹا کفارہ کسی کو نفسانی جذبات سے بچا نہیں سکتا اور خود مسیح کو بھی بچا نہ سکا دیکھو وہ کیسے شیطان کے پیچھے پیچھے چلا گیا۔ حالانکہ اس کو جانا مناسب نہ تھا اور غالباً یہی

﴿۱۷﴾

☆نوٹ: آج کل کے یورپین فلاسفر باوجود عیسائی ہونے کے اس بات کو نہیں مانتے کہ درحقیقت یسوع کو شیطان پھسلا کر ایک پہاڑی پر لے گیا تھا کیونکہ وہ لوگ شیطان کے تجسم کے قائل نہیں بلکہ خود شیطان کے وجود سے ہی منکر ہیں لیکن درحقیقت علاوہ خیالات ان فلاسفروں کے ایک اعتراض تو ضرور ہوتا ہے کہ اگر یہ واقعہ شیطان کی رفاقت کا یہودیوں کے پہاڑوں اور گذرگا ہوں میں ہوتا تو ضرور تھا کہ نہ صرف یسوع بلکہ کئی یہودی بھی اس شیطان کو دیکھتے اور کچھ شک نہیں کہ شیطان معمولی انسانوں کی طرح نہیں ہوگا بلکہ ایک عجیب و غریب صورت کا جاندار ہوگا جو دیکھنے والوں کو تعجب میں ڈالتا ہوگا۔ پس اگر درحقیقت شیطان یسوع کو بیداری میں دکھائی دیا تھا تو چاہئے تھا کہ اس کو دیکھ کر ہزار ہا یہودی وغیرہ اس جگہ جمع ہو جاتے اور ایک مجمع اکٹھا ہو جاتا لیکن ایسا وقوع میں نہیں آیا۔ اس لئے یورپین محقق اس کو کوئی خارجی واقعہ قبول نہیں کر سکتے بلکہ وہ ایسے ہی بے ہودہ تخیلات کی وجہ سے جن میں سے خدائی کا دعویٰ بھی ہے انجیل کو دور سے سلام کرتے ہیں چنانچہ حال میں ایک یورپین عالم نے عیسائیوں کی انجیل مقدس کی نسبت یہ رائے ظاہر کی ہے کہ میری رائے میں کسی دانشمند آدمی کو اس بات کے یقین دلانے کو کہ انجیل انسان کی بناوٹ بلکہ وحشیانہ ایجاد ہے صرف اسی قدر ضرورت ہے کہ وہ انجیل کو پڑھے پھر صاحب بہادر یہ فرماتے ہیں کہ تم انجیل کو اس طرح پڑھو جیسے کہ تم کسی اور کتاب کو پڑھتے ہو۔ اور اس کی نسبت ایسے خیالات کرو جیسے کہ اور کتابوں کی نسبت کرتے ہو اپنی آنکھوں سے تعظیم کی پٹی نکال دو اور اپنے دل سے خوف کے

حرکت تھی۔ جس کی وجہ سے وہ ایسا نادم ہوا کہ جب ایک شخص نے نیک کہا تو

بقیہ نوٹ: بھوت کو بھگا دو اور دماغ اوہام سے خالی کرو تب انجیل مقدس کو پڑھو تو تم کو تعجب ہوگا کہ تم نے ایک لحظہ کے لئے بھی کیونکر اس جہالت اور ظلم کے مصنف کو عقلمند اور نیک اور پاک خیال کیا تھا ایسا ہی اور بہت سے فلاسفر سائنس کے جاننے والے جو انجیل کو نہایت ہی کراہت سے دیکھتے ہیں وہ انہیں ناپاک تعلیموں کی وجہ سے متنفر ہو گئے☆ جن کو ماننا ایک عقلمند کے لئے درحقیقت نہایت درجہ جائے عار ہے۔ مثلاً یہ ایک جھوٹا قصہ کہ ایک باپ ہے جو سخت مغلوب الغضب اور سب کو ہلاک کرنا چاہتا ہے اور ایک بیٹا ہے جو نہایت رحیم ہے جس نے باپ کے جھوٹا غصہ کو اس طرح لوگوں سے ٹال دیا ہے کہ آپ سولی پر چڑھ گیا اب بے چارے محقق یورپین ایسی بے ہودہ باتوں کو کیونکر مان لیں ایسا ہی عیسائیوں کی یہ سادہ لوحی کے خیال کہ خدا کو تین جسم پر منقسم کر دیا۔ ایک وہ جسم جو آدمی کی شکل میں ہمیشہ رہے گا جس کا نام ابن اللہ ہے۔ دوسرے وہ جسم جو کبوتر کی طرح ہمیشہ رہے گا جس کا نام روح القدس ہے۔ تیسرے وہ جسم جس کے دانے ہاتھ بیٹا جا بیٹھا ہے۔ اب کوئی عقلمند ان اجسام ثلاثہ کو کیونکر قبول کرے لیکن شیطان کی ہمراہی کا الزام یورپین فلاسفروں کے نزدیک کچھ کم ہنسی کا باعث نہیں۔ بہت کوششوں کے بعد یہ تاویل پیش ہوتی ہیں کہ یہ حالات یسوع کے دماغی قوی کے اپنے ہی تخیلات تھے اور اس بات کو بھی مانتے ہیں کہ تندرستی اور صحت کی حالت میں ایسے مکروہ تخیلات پیدا نہیں ہو سکتے۔ بہتوں کو اس

☆ نوٹ: عیسائیوں میں جس قدر کوئی فلسفہ کے مینار پر پہنچتا ہے اسی قدر انجیل اور عیسائی مذہب سے بیزار ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ان دنوں میں ایک میم صاحبہ نے بھی عیسائی عقیدہ کے رد میں ایک رسالہ شائع کیا ہے مگر اسلامی فلاسفروں کا اس کے برعکس حال ہے۔ بوعلی سینا جو رئیس فلاسفہ اور بد مذہب اور ملحد کر کے مشہور ہے وہ اپنی کتاب اشارات کے اخیر میں لکھتا ہے کہ اگرچہ حشر جسمانی پر دلائل فلسفیہ قائم نہیں بلکہ اس کے برعکس پر قائم ہوتے ہیں مگر چونکہ مجر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اس لئے ہم اس پر ایمان لاتے ہیں۔ منہ

اس نے روکا کہ مجھے کیوں نیک کہتا ہے۔ حقیقت میں ایسا شخص جو شیطان کے

بقیہ نوٹ: بات کی ذاتی تحقیقات ہے کہ مرگی کی بیماری کے بتلا اکثر شیاطین کو اسی طرح دیکھا کرتے ہیں وہ بعینہ ایسا ہی بیان کیا کرتے ہیں کہ ہمیں شیطان فلاں فلاں جگہ لے گیا اور اور یہ یہ عجائبات دکھلائے اور مجھے یاد ہے کہ شاید چونتیس برس کا عرصہ گزرا ہوگا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک جگہ شیطان سیاہ رنگ اور بد صورت کھڑا ہے۔ اول اس نے میری طرف توجہ کی اور میں نے اس کو منہ پر طمانچہ مار کر کہا کہ دور ہو اے شیطان تیرا مجھ میں حصہ نہیں اور پھر وہ ایک دوسرے کی طرف گیا اور اس کو اپنے ساتھ کر لیا اور جس کو ساتھ کر لیا اس کو میں جانتا تھا اتنے میں آنکھ کھل گئی اسی دن یا اس کے بعد اس شخص کو مرگی پڑی جس کو میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ شیطان نے اس کو ساتھ کر لیا تھا اور صرع کی بیماری میں گرفتار ہو گیا اس سے مجھے یقین ہوا کہ شیطان کی ہمراہی کی تعبیر مرگی ہے پس یہ نہایت لطیف نکتہ اور بہت صاف اور عاقلانہ رائے ہے کہ یسوع دراصل مرگی کی بیماری میں مبتلا تھا اور اسی وجہ سے ایسی خوابیں بھی دیکھا کرتا تھا اور یہودیوں کا یہ الزام کہ تو بعل زبول کی مدد سے ایسے کام کرتا ہے اس رائے کا مؤید اور بہت تسکین بخش ہے کیونکہ بعل زبول بھی شیطان کا نام ہے اور یہودیوں کی بات اس وجہ سے بھی درست اور قرین قیاس معلوم ہوتی ہے کہ جن لوگوں کو شیطان کا سخت آسیب ہو جاتا ہے اور شیطان ان سے محبت کرنے لگتا ہے تو گوان کی اپنی مرگی وغیرہ اچھی نہیں ہوتی مگر دوسروں کو اچھا کر سکتے ہیں کیونکہ شیطان ان سے محبت کرتا ہے اور ان سے جدا ہونا نہیں چاہتا مگر نہایت محبت کی وجہ سے ان کی باتیں مان لیتا ہے اور دوسروں کو ان کی خاطر سے شیطانی مرضوں سے نجات دیتا ہے اور ایسے عامل ہمیشہ شراب اور پلید چیزیں استعمال کرتے رہتے ہیں اور اول درجہ کے شرابی اور کھاؤ پپوتے ہوتے ہیں۔ چنانچہ تھوڑا عرصہ گزرا ہے کہ ایک شخص اسی طرح مرض بے ہوشی میں گرفتار تھا اور کہتے ہیں کہ وہ دوسرے لوگوں کے جنات کو نکال دیا کرتا تھا۔ غرض یسوع کا یہ واقعہ شیطان کے ہمراہ کا مرض صرع پر صاف دلیل ہے اور ہمارے پاس کئی وجوہ ہیں جن کے مفصل لکھنے کی ابھی ضرورت نہیں اور یقین ہے کہ محقق عیسائی

پیچھے پیچھے چلا گیا کیونکہ جرأت کر سکتا ہے کہ اپنے تئیں نیک کہے یہ بات یقینی ہے کہ یسوع نے اپنے خیال سے اور بعض اور باتوں کی وجہ سے سچی اپنے تئیں نیک کہلانے سے کنارہ کشی ظاہر کی مگر افسوس کہ اب عیسائیوں نے نہ صرف نیک قرار دے دیا بلکہ خدا بنا رکھا ہے۔ غرض کفارہ مسیح کی ذات کو بھی کچھ فائدہ نہ پہنچا سکا اور تکبر اور خود بینی جو تمام بدیوں کی جڑ ہے وہ تو یسوع صاحب کے ہی حصہ میں آئی ہوئی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس نے آپ خدا بن کر سب نبیوں کو رہن اور بٹھار اور ناپاک حالت کے آدمی قرار دیا ہے حالانکہ یہ اقرار بھی اس کے کلام سے نکلتا ہے کہ وہ خود بھی نیک نہیں ہے مگر افسوس کہ تکبر کا سیلاب اس کی تمام حالت کو برباد کر گیا ہے کوئی بھلا آدمی

﴿۱۸﴾

﴿۱۹﴾

بقیہ نوٹ: جو پہلے ہی ہماری اس رائے سے اتفاق رکھتے ہیں انکار نہیں کریں گے اور جو نادان پادری انکار کریں تو ان کو اس بات کا ثبوت دینا چاہئے کہ یسوع کا شیطان کے ہمراہ جانا درحقیقت بیداری کا ایک واقعہ ہے ☆ اور صرع وغیرہ کے لحوق کا نتیجہ نہیں مگر ثبوت میں معتبر گواہ پیش کرنے چاہئیں جو رویت کی گواہی دیتے ہوں اور معلوم ہوتا ہے کہ کبوتر کا اترنا اور یہ کہنا کہ تو میرا پیرا بیٹا ہے درحقیقت یہ بھی ایک مرگی کا دورہ تھا جس کے ساتھ ایسے تخیلات پیدا ہوئے بات یہ ہے کہ کبوتر کا رنگ سفید ہوتا ہے اور بلغم کا رنگ بھی سفید ہوتا ہے اور مرگی کا مادہ بلغم ہی ہوتا ہے سو بلغم کبوتر کی شکل پر نظر آگئی اور یہ جو کہا کہ تو میرا بیٹا ہے۔ اس میں بھید یہ ہے کہ درحقیقت مصروع مرگی کا بیٹا ہی ہوتا ہے۔ اسی لئے مرگی کو فن طبابت میں ام الصبیان کہتے ہیں یعنی بچوں کی ماں۔ اور ایک مرتبہ یسوع کے چاروں حقیقی بھائیوں نے اس وقت کی گورنمنٹ میں درخواست بھی دی تھی کہ یہ شخص دیوانہ ہو گیا ہے اس کا کوئی بندوبست کیا جاوے یعنی عدالت کے جیل خانہ میں داخل کیا جاوے تاکہ وہاں کے دستور کے موافق اس کا علاج ہو تو یہ درخواست بھی صریح اس بات پر دلیل ہے کہ یسوع درحقیقت بوجہ بیماری مرگی کے دیوانہ ہو گیا تھا۔ منہ

☆ سوال یہ ہے کہ شیطان کو کس نے یسوع کے ساتھ دیکھا۔

گذشتہ بزرگوں کی مذمت نہیں کرتا لیکن اس نے پاک نبیوں کو رہزنوں اور بٹھاروں کے نام سے موسوم کیا ہے اس کی زبان پر دوسروں کے لئے ہر وقت بے ایمان حرام کار کا لفظ چڑھا ہوا ہے کسی کی نسبت ادب کا لفظ استعمال نہیں کیا کیوں نہ ہو خدا کا فرزند جو ہوا۔ اور پھر جب دیکھتے ہیں کہ یسوع کے کفارہ نے حواریوں کے دلوں پر کیا اثر کیا۔ کیا وہ اس پر ایمان لا کر گناہ سے باز آ گئے تو اس جگہ بھی سچی پاکیزگی کا خانہ خالی ہی معلوم ہوتا ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ وہ لوگ سولی ملنے کی خبر کو سن کر ایمان لا چکے تھے لیکن پھر بھی نتیجہ یہ ہوا کہ یسوع کی گرفتاری پر پطرس نے سامنے کھڑے ہو کر اس پر لعنت بھیجی باقی سب بھاگ گئے اور کسی کے دل میں اعتقاد کا نور باقی نہ رہا۔ پھر بعد اس کے گناہ سے رکنے کا اب تک یہ حال ہے کہ خاص یورپ کے محققین کے اقراروں سے یہ بات ثابت ہے کہ یورپ میں حرام کاری کا اس قدر زور ہے کہ خاص لنڈن میں ہر سال ہزاروں حرامی بچے پیدا ہوتے ہیں اور اس قدر گندے واقعات یورپ کے شائع ہوئے ہیں کہ کہنے اور سننے کے لائق نہیں۔ شراب خواری کا اس قدر زور ہے کہ اگر ان دوکانوں کو ایک خط مستقیم میں باہم رکھ دیا جاوے تو شاید ایک مسافر کی دو منزل طے کرنے تک بھی وہ دوکانیں ختم نہ ہوں۔ عبادات سے فراغت ہے۔ اور دن رات سوا عیاشی اور دنیا پرستی کے کام نہیں پس اس تمام تحقیقات سے ثابت ہوا کہ یسوع کے مصلوب ہونے سے اس پر ایمان لانے والے گناہ سے رک نہیں سکے ☆ بلکہ جیسا کہ بند ٹوٹنے

☆نوٹ: یسوع کا مصلوب ہونا اگر اپنی مرضی سے ہوتا تو خود کشی اور حرام کی موت تھی اور خلاف مرضی کی حالت میں کفارہ نہیں ہو سکتا اور یسوع اس لئے اپنے تئیں نیک نہیں کہہ سکا کہ لوگ جانتے تھے

سے ایک تیز دھاڑ دریا کا پانی ارد گرد کے دیہات کو تباہ کر جاتا ہے۔ ایسا ہی کفارہ پر ایمان لانے والوں کا حال ہو رہا ہے اور میں جانتا ہوں کہ عیسائی لوگ اس پر زیادہ بحث نہیں کریں گے کیونکہ جس حالت میں ان نبیوں کو جن کے پاس خدا کا فرشتہ آتا تھا یسوع کا کفارہ بدکاریوں سے روک نہ سکا تو پھر کیونکر تاجروں اور پیشہ وروں اور خشک پادریوں کو ناپاک کاموں سے روک سکتا ہے غرض عیسائیوں کے خدا کی کیفیت یہ ہے جو ہم بیان کر چکے۔

تیسرا مذہب ان دو مذہبوں کے مقابل پر جن کا ابھی ہم ذکر کر چکے ہیں اسلام ہے اس مذہب کی خدا شناسی نہایت صاف صاف اور انسانی فطرت کے مطابق ہے اگر تمام مذہبوں کی کتابیں نابود ہو کر ان کے سارے تعلیمی خیالات اور تصورات بھی محو ہو جائیں تب بھی وہ خدا جس کی طرف قرآن رہنمائی کرتا ہے آئینہ قانون قدرت میں صاف صاف نظر آئے گا اور اس کی قدرت اور حکمت سے بھری ہوئی صورت ہر یک ذرہ میں چمکتی ہوئی دکھائی دے گی۔ غرض وہ خدا جس کا پتہ قرآن شریف بتلاتا ہے اپنی موجودات پر فقط قہری حکومت نہیں رکھتا بلکہ موافق آیت کریمہ **اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلٰی** کے ہر یک ذرہ اپنی طبیعت اور روحانیت سے اس کا حکم بردار ہے اس کی طرف جھکنے کے لئے ہر یک طبیعت میں ایک کشش پائی جاتی ہے

بقیہ نوٹ: کہ یہ شخص شرابی کبابی ہے اور یہ خراب چال چلن نہ خدائی کے بعد بلکہ ابتدا ہی سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ خدائی کا دعویٰ شراب خواری کا ایک بد نتیجہ ہے۔ منہ



اس کشش سے ایک ذرہ بھی خالی نہیں اور یہ ایک بڑی دلیل اس بات پر ہے کہ وہ ہر ایک چیز کا خالق ہے کیونکہ نور قلب اس بات کو مانتا ہے کہ وہ کشش جو اس کی طرف جھکنے کے لئے تمام چیزوں میں پائی جاتی ہے وہ بلاشبہ اسی کی طرف سے ہے جیسا کہ قرآن شریف نے اس آیت میں اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ

إِنَّ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ ۗ

یعنی ہر ایک چیز اس کی پاکی اور اس کے محامد بیان کر رہی ہے۔ اگر خدا ان چیزوں کا خالق نہیں تھا تو ان چیزوں میں خدا کی طرف کشش کیوں پائی جاتی ہے۔ ایک غور کرنے والا انسان ضرور اس بات کو قبول کر لے گا کہ کسی مخفی تعلق کی وجہ سے یہ کشش ہے پس اگر وہ تعلق خدا کا خالق ہونا نہیں تو کوئی آریہ وغیرہ اس بات کا جواب دیں کہ اس تعلق کی وید وغیرہ میں کیا ماہیت لکھی ہے اور اس کا کیا نام ہے۔ کیا یہی سچ ہے کہ خدا صرف زبردستی ہر ایک چیز پر حکومت کر رہا ہے اور ان چیزوں میں کوئی طبعی قوت اور شوق خدا تعالیٰ کی طرف جھکنے کا نہیں ہے۔ معاذ اللہ ہرگز ایسا نہیں بلکہ ایسا خیال کرنا نہ صرف حماقت بلکہ پرلے درجہ کی خباثت بھی ہے مگر افسوس کہ آریوں کے وید نے خدا تعالیٰ کی خالقیت سے انکار کر کے اس روحانی تعلق کو قبول نہیں کیا جس پر طبعی اطاعت ہر ایک چیز کی موقوف ہے اور چونکہ دقیق معرفت اور دقیق گیان سے وہ ہزاروں کوس دور تھے۔

لہذا یہ سچا فلسفہ ان سے پوشیدہ رہا ہے کہ ضرور تمام اجسام اور ارواح کو ایک فطرتی تعلق اس ذات قدیم سے پڑا ہوا ہے اور خدا کی حکومت صرف بناوٹ اور زبردستی کی حکومت نہیں بلکہ ہر ایک چیز اپنی روح سے اس کو سجدہ کر رہی ہے کیونکہ ذرہ ذرہ اس کے بے انتہا احسانوں میں مستغرق اور اس کے ہاتھ سے نکلا ہوا ہے مگر

افسوس کہ تمام مخالف مذہب والوں نے خدا تعالیٰ کے وسیع دریائے قدرت اور رحمت اور تقدس کو اپنی تنگ دلی کی وجہ سے زبردستی روکنا چاہا ہے اور انہیں وجوہ سے ان کے فرضی خداؤں پر کمزوری اور ناپاکی اور بناوٹ اور بے جا غضب اور بے جا حکومت کے طرح طرح کے داغ لگ گئے ہیں لیکن اسلام نے خدا تعالیٰ کی صفات کاملہ کی تیز رو دھاروں کو کہیں نہیں روکا وہ آریوں کی طرح اس عقیدہ کی تعلیم نہیں دیتا کہ زمین و آسمان کی روحوں اور ذرات اجسام اپنے اپنے وجود کے آپ ہی خدا ہیں اور جس کا پر میشر نام ہے وہ کسی نامعلوم سبب سے محض ایک راجہ کے طور پر ان پر حکمران ہے اور نہ عیسائی مذہب کی طرح یہ سکھلاتا ہے کہ خدا نے انسان کی طرح ایک عورت کے پیٹ سے جنم لیا اور نہ صرف نومہینہ تک خون حیض کھا کر ایک گنہگار جسم سے جو بنت سبع اور تمر اور راحاب جیسی حرام کار عورتوں کے خمیر سے اپنی فطرت میں اہلبیت کا حصہ رکھتا تھا خون اور ہڈی اور گوشت کو حاصل کیا بلکہ بچپن کے زمانہ میں جو جو بیماریوں کی صعوبتیں ہیں جیسے خسرہ چچک دانتوں کی تکالیف وغیرہ تکلیفیں وہ سب اٹھائیں اور بہت سا حصہ عمر کا معمولی انسانوں کی طرح کھو کر آخر موت کے قریب پہنچ کر خدائی یاد آگئی مگر چونکہ صرف دعویٰ ہی دعویٰ تھا اور خدائی طاقتیں ساتھ نہیں تھیں اس لئے دعویٰ کے ساتھ ہی پکڑا گیا بلکہ اسلام ان سب نقصانوں اور ناپاک حالتوں سے خدائے حقیقی ذوالجلال کو منزہ اور پاک سمجھتا ہے اور اس وحشیانہ غضب سے بھی اس کی ذات کو برتر قرار دیتا ہے کہ جب تک کسی کے گلے میں پھانسی کا رسہ نہ ڈالے تب تک اپنے بندوں کے بخشنے کے لئے کوئی سبیل اس کو یاد نہ آوے اور خدا تعالیٰ کے وجود اور

صفات کے بارے میں قرآن کریم یہ سچی اور پاک اور کامل معرفت سکھاتا ہے کہ اس کی قدرت اور رحمت اور عظمت اور تقدس بے انتہا ہے اور یہ کہنا قرآنی تعلیم کے رو سے سخت مکروہ گناہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی قدرتیں اور عظمتیں اور رحمتیں ایک حد پر جا کر ٹھہر جاتی ہیں یا کسی موقعہ پر پہنچ کر اس کا ضعف اسے مانع آ جاتا ہے بلکہ اس کی تمام قدرتیں اس مستحکم قاعدہ پر چل رہی ہیں کہ باسٹنا ان امور کے جو اس کے تقدس اور کمال اور صفات کاملہ کے مخالف ہیں یا اس کے مواعید غیر متبدلہ کے منافی ہیں باقی جو چاہتا ہے کر سکتا ہے مثلاً یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ اپنی قدرت کاملہ سے اپنے تئیں ہلاک کر سکتا ہے کیونکہ یہ بات اس کی صفت قدیم حسی و قیوم ہونے کے مخالف ہے۔ وجہ یہ کہ وہ پہلے ہی اپنے فعل اور قول میں ظاہر کر چکا ہے کہ وہ ازلی ابدی اور غیر فانی ہے اور موت اس پر جائز نہیں۔ ایسا ہی یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ کسی عورت کے رحم میں داخل ہوتا اور خون حیض کھاتا اور قریباً نو ماہ پورے کر کے سیر ڈیڑھ سیر کے وزن پر عورتوں کی پیشاب گاہ سے روتا چلاتا پیدا ہو جاتا ہے۔ اور پھر روٹی کھاتا اور پاخانہ جاتا اور پیشاب کرتا اور تمام دکھ اس فانی زندگی کے اٹھاتا ہے اور آخر چند ساعت جان گندنی کا عذاب اٹھا کر اس جہان فانی سے رخصت ہو جاتا ہے کیونکہ یہ تمام امور نقصان اور منقصت میں داخل ہیں اور اس کے جلال قدیم اور کمال تام کے برخلاف ہیں۔

پھر یہ بھی جاننا چاہیے کہ چونکہ اسلامی عقیدہ میں درحقیقت خدا تعالیٰ تمام مخلوقات کا پیدا کرنے والا ہی ہے۔ اور کیا ارواح اور کیا اجسام سب اسی کے پیدا کردہ ہیں اور اسی کی قدرت سے ظہور پذیر ہوئے ہیں لہذا قرآنی

عقیدہ یہ بھی ہے کہ جیسا کہ خدا تعالیٰ ہر ایک چیز کا خالق اور پیدا کنندہ ہے اسی طرح وہ ہر ایک چیز کا واقعی اور حقیقی طور پر قیوم بھی ہے یعنی ہر ایک چیز کا اسی کے وجود کے ساتھ بقا ہے اور اس کا وجود ہر ایک چیز کے لئے بمنزلہ جان ہے اور اگر اس کا عدم فرض کر لیں تو ساتھ ہی ہر ایک چیز کا عدم ہوگا۔ غرض ہر ایک وجود کے بقا اور قیام کے لئے اس کی معیت لازم ہے لیکن آریوں اور عیسائیوں کا یہ اعتقاد نہیں ہے آریوں کا اس لئے کہ وہ خدا تعالیٰ کو ارواح اور اجسام کا خالق نہیں جانتے اور ہر ایک چیز سے ایسا تعلق اس کا نہیں مانتے جس سے ثابت ہو کہ ہر ایک چیز اسی کی قدرت اور ارادہ کا نتیجہ ہے اور اس کی مشیت کے لئے بطور سایہ کے ہے بلکہ ہر ایک چیز کا وجود ایسے طور سے مستقل خیال کرتے ہیں جس سے سمجھا جاتا ہے کہ ان کے زعم میں تمام چیزیں اپنے وجود میں مستقل طور پر قدیم اور نادیدنی ہیں پس جبکہ یہ تمام موجود چیزیں ان کے خیال میں خدا تعالیٰ کی قدرت سے نکل کر قدرت کے ساتھ قائم نہیں تو بلاشبہ یہ سب چیزیں ہندوؤں کے پر میشر سے ایسی بے تعلق ہیں کہ اگر ان کے پر میشر کا مرنا بھی فرض کر لیں تب بھی روحوں اور جسموں کا کچھ بھی حرج نہیں کیونکہ ان کا پر میشر صرف معمار کی طرح ہے اور جس طرح اینٹ اور گارہ معمار کی ذاتی قدرت کے ساتھ قائم نہیں تا ہر ایک حال میں اس کے وجود کا تابع ہو۔ یہی حال ہندوؤں کے پر میشر کی چیزوں کا ہے سو جیسا کہ معمار کے مرجانے سے ضروری نہیں ہوتا کہ جس قدر اس نے اپنی عمر میں عمارتیں بنائی ہوں وہ ساتھ ہی گر جائیں ایسا ہی یہ بھی ضرور نہیں کہ ہندوؤں کے پر میشر کے مرجانے سے کچھ بھی صدمہ دوسری چیزوں کو پہنچے کیونکہ وہ ان کا قیوم ☆

☆ جو چیز قدرت کے سہارے سے پیدا نہیں ہوئی وہ اپنی بقا میں بھی قدرت کے سہارے کی محتاج نہیں۔

نہیں اگر قیوم ہوتا تو ضرور ان کا خالق بھی ہوتا کیونکہ جو چیزیں پیدا ہونے میں خدا کی قوت کی محتاج نہیں وہ قائم رہنے میں بھی اس کی قوت کے سہارے کی حاجت نہیں رکھتیں اور عیسائیوں کے اعتقاد کی رو سے بھی ان کا مجسم خدا قیوم الاشیاء نہیں ہو سکتا کیونکہ قیوم ہونے کے لئے معیت ضروری ہے اور ظاہر ہے کہ عیسائیوں کا خدا یسوع اب زمین پر نہیں کیونکہ اگر زمین پر ہوتا تو ضرور لوگوں کو نظر آتا جیسا کہ اس زمانہ میں نظر آتا تھا جبکہ پلاطوس کے عہد میں اس کے ملک میں موجود تھا پس جبکہ وہ زمین پر موجود نہیں تو زمین کے لوگوں کا قیوم کیونکر ہو۔ رہا آسمان سو وہ آسمانوں کا بھی قیوم نہیں کیونکہ اس کا جسم تو صرف چھ سات باشت کے قریب ہوگا پھر وہ سارے آسمانوں پر کیونکر موجود ہو سکتا ہے تا ان کا قیوم ہو لیکن ہم لوگ جو خدا تعالیٰ کو رب العرش کہتے ہیں تو اس سے یہ مطلب نہیں کہ وہ جسمانی اور جسم ہے اور عرش کا محتاج ہے بلکہ عرش سے مراد وہ مقدس بلندی کی جگہ ہے جو اس جہان اور آنے والے جہان سے برابر نسبت رکھتی ہے اور خدا تعالیٰ کو عرش پر کہنا درحقیقت ان معنوں سے مترادف ہے کہ وہ مالک الکوین ہے اور جیسا کہ ایک شخص اونچی جگہ بیٹھ کر یا کسی نہایت اونچے محل پر چڑھ کر یمن و یسار نظر رکھتا ہے۔ ایسا ہی استعارہ کے طور پر خدا تعالیٰ بلند سے بلند تخت پر تسلیم کیا گیا ہے جس کی نظر سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں نہ اس عالم کی اور نہ اس دوسرے عالم کی۔ ہاں اس مقام کو عام سمجھوں کے لئے اوپر کی طرف بیان کیا جاتا ہے کیونکہ جبکہ خدا تعالیٰ حقیقت میں سب سے اوپر ہے اور ہر ایک چیز اس کے پیروں پر گری ہوئی ہے تو اوپر کی طرف سے اس کی ذات کو مناسبت ہے مگر اوپر کی طرف وہی ہے جس کے نیچے دونوں عالم واقع ہیں اور وہ ایک

انتہائی نقطہ کی طرح ہے جس کے نیچے سے دو عظیم الشان عالم کی دو شاخیں نکلتی ہیں اور ہریک شاخ ہزار ہا عالم پر مشتمل ہے جن کا علم بجز اس ذات کے کسی کو نہیں جو اس نقطہ انتہائی پر مستوی ہے جس کا نام عرش ہے اس لئے ظاہری طور پر بھی وہ اعلیٰ سے اعلیٰ بلندی جو اوپر کی سمت میں اس انتہائی نقطہ میں متصور ہو جو دونوں عالم کے اوپر ہے وہی عرش کے نام سے عند الشرح موسوم ہے اور یہ بلندی باعتبار جامعیت ذاتی باری کی ہے تا اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ وہ مبداء ہے ہریک فیض کا اور مرجع ہے ہریک چیز کا اور مسجود ہے ہریک مخلوق کا اور سب سے اونچا ہے اپنی ذات میں اور صفات میں اور کمالات میں ورنہ قرآن فرماتا ہے کہ وہ ہریک جگہ ہے جیسا کہ فرمایا

أَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَوَجْهَ اللَّهِ ۗ جَدُّهُ مَنْهُ پھیر و ادھر ہی خدا کا منہ ہے اور فرماتا ہے

هُوَ مَعَكُمْ أَيَّنَمَا كُنْتُمْ ۗ یعنی جہاں تم ہو وہ تمہارے ساتھ ہے اور فرماتا ہے

نَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ ۗ یعنی ہم انسان سے اس کی رگ جان سے بھی زیادہ نزدیک ہیں۔ یہ تینوں تعلیموں کا نمونہ ہے۔

والسلام علی من اتبع الهدی

ت ————— ت

بقلم خاکسار ہچمدان

یکم دسمبر ۱۸۹۵ء بروز یک شنبہ

از مریدان حضرت مسیح موعود

غلام محمد امیر ترغی اللہ عنہ

# ترجمہ فارسی کلام

صفحہ ۱

- محمد عربیؐ جو دونوں جہانوں کی عزت ہے جو شخص اس کے در کی خاک نہیں بنا اس کے سر پر خاک

صفحہ ۲۳

- میں ایسا شخص نہیں ہوں کہ لڑائی کے وقت تو میری پیٹھ دیکھے۔ میں وہ ہوں کہ تجھے خاک اور خون میں پڑا

ایک سر دکھائی دے گا

صفحہ ۲۴

- اب تو اپنی غلطی پر ہزاروں عذر پیش کرے لیکن شادی شدہ عورت کے لئے کنوارپن کا دعویٰ زیب نہیں دیتا

صفحہ ۸۴

- عاشق ہر وقت اپنے محبوب کے لئے تڑپتے رہتے ہیں جسے یہ کیفیت حاصل نہ ہوئی اس نے اس دنیا سے کیا دیکھا

صفحہ ۲۵۱

- اس خدائے کردگار کی حمد اور شکر واجب ہے جس کے وجود سے ہر چیز کا وجود ظاہر ہوا

- یہ جہان اس کے چہرے کے لئے آئینہ کی طرح ہے ذرہ ذرہ اسی کی طرف راستہ دکھاتا ہے

- اُس نے زمین و آسمان کے آئینہ میں اپنا بے مثل چہرہ دکھلادیا

- گھاس کا ہر پتہ اُس کے کون و مکان کی معرفت رکھتا ہے اور درختوں کی ہر شاخ اسی کا راستہ دکھاتی ہے

- چاند اور سورج کی روشنی اُسی کے نور کا فیضان ہے ہر چیز کا ظہور اُسی کے شاہی فرمان کے ماتحت ہوتا ہے

- ہر سر اُس کے اسرارِ خانہ کا ایک بھید ہے اور ہر قدم اُسی کا باعظمت دروازہ تلاش کرتا ہے

- اُسی کے منہ کا جمال ہر ایک دل کا مقصود ہے اور کوئی گمراہ بھی ہے تو وہ بھی اسی کے کوچہ کی تلاش میں ہے

- اس نے چاند اور سورج ستارے اور زمین کو پیدا کیا اور لاکھوں صنعتیں ظاہر کر دیں

- اس کی یہ تمام صنایع اس کی کاریگری کا دفتر ہیں اور ان میں اس کے بے انتہا اسرار ہیں

- یہ نیچر کی کتاب اس نے ہماری آنکھوں کے سامنے رکھ دی تاکہ اس کی وجہ سے ہم ہدایت کا راستہ یاد رکھیں

- تاکہ تو اس خدائے پاک کو پہچانے جو دنیا والوں اور دنیا سے کوئی مشابہت نہیں رکھتا  
- تاکہ خدا کی وحی کے لئے یہ بطور معیار کے ہوتا کہ تو ہزاروں کلاموں میں سے پہچان لے کہ کون سا اس  
کی طرف سے ہے

صفحہ ۲۵۲

- تاکہ خیانت کا کوئی راستہ کھلا نہ رہے اور نور تاریکی سے الگ ہو جائے  
- بس وہی ہو جو اس خدا کا منشا تھا اور اُس کا کام اُس کے کلام کا گواہ قرار پایا  
- مشرک لوگ جو بہانے کرتے ہیں یہ گواہ (قولِ خدا اور فعلِ خدا) ان عذرات کو تیروں سے چھلنی کر دیتے ہیں  
- اگر تو کسی اور کو خدائے رحمان کہہ دے تو تیرے منہ پر زمین و آسمان تھوکیں  
- اور اگر اُس یکتا کے لئے تو کوئی بیٹا تجویز کرے تو نیچے اور اوپر سے تجھ پر لعنتیں برسے لگیں  
- یہ جہانِ زبانِ حال سے یہ کہہ رہا ہے کہ وہ خدا یکتا قیوم اور واحد ہے  
- نہ اُس کا کوئی باپ ہے نہ بیٹا اور نہ بیوی اور نہ ازل سے اس میں کوئی تغیر آیا  
- اگر ایک لحظ کے لئے بھی اس کے فیض کی بارش کم ہو جائے تو یہ سب مخلوقات اور جہانِ درہم برہم ہو جائیں  
- قانونِ قدرت پر ایک نظر ڈال تاکہ تو رب العالمین کی شان کو پہچانے  
- کاخِ دنیا کی پانداری ہی کیا ہے؟ جو اُس کی خاطر تو سچائی کو چھوڑتا ہے  
- عابد وہ ہے جو خدا کے سامنے فانی ہے، عارف وہ ہے جو کہتا ہے کہ وہ لاثانی ہے  
- جھوٹ اور بہانہ بازی چھوڑ دے۔ سچ کی طرف رغبت کرنا تجھے کیوں حرام ہو گیا  
- غلط راستے کو تو نے صحیح سمجھ لیا ہے، تجھے خدا ہدایت دے کیسا غلط سمجھا ہے  
- وہ خدائے واحد اپنا چہرہ خود دکھاتا ہے، تو بچوں کی طرح اس کی تصویر (اپنے دل سے) کھینچتا ہے  
- وہ چہرہ جسے خدا کے فعل نے ظاہر کیا ہے اصل میں وہی خدا کا چہرہ ہے  
- لیکن جو تو نے خود تراشا ہے وہ تیرے راستہ میں ایک بت ہے اور تو صبح و شام بت پرستی کرتا ہے  
- اے وہ جس نے اس کے نور (یعنی اس کے کلام) سے اپنی دونوں آنکھیں بند کر لیں تو اس کے فعل میں اس  
کا چہرہ کیوں نہیں دیکھتا



- اس قدر بڑھ بڑھ کر کیوں افتز ابا نہ تھا ہے شاید تو اُس بے مثل ذات سے منکر ہے
- اس ذلیل دنیا سے کیوں دل لگاتا ہے جہاں سے تو یک دم باہر چلا جائے گا
- دنیا کی خاطر خدا سے تعلق توڑنا یہی بد بختوں کی علامت ہے
- جب کسی پر خدا کی مہربانی ہوتی ہے تو اس کا دل دنیا میں کچھ زیادہ نہیں لگتا

صفحہ ۲۵۳

- لیکن ترکِ نفس بھی آسان نہیں۔ مرنا اور خودی کا چھوڑنا برابر ہے
- اس خدا نے اپنے تئیں اپنے افعال سے ظاہر کیا اور انہیں اپنے کلام کا گواہ قرار دیا
- اس کے علاوہ جو اور حسن اس کی ذات میں تھا اس کا حلیہ بھی اس نے (بذریعہ کلام) ہمارے سامنے کھینچ دیا
- تو اپنی طرف سے اس کی تصویر کھینچتا ہے اور اے بد باطن آپ اُس کا خالق بنتا ہے
- وہ جو اپنے فعل سے اپنا جلوہ دکھا رہا ہے، خدا وہ ہے، نہ کہ وہ جسے ہمارے ہاتھوں نے بنایا ہے
- اے ظالم ہمارا مولا وہی ہے جس کی تعریف قرآن نے بجایا کی ہے
- جو کچھ قرآن نے کہا وہی آسمان بھی کہتا ہے، آنکھ کھول تاکہ تو اس روشنی کو دیکھے
- اسلام کو یہی فخر تو حاصل ہے کہ وہ اُس کامل خدا کو پیش کرتا ہے
- وہ اسی طرح کہتا ہے جو اس کی صنعت سے ظاہر ہے۔ دوسروں کی طرح اپنے پاس سے کوئی خدا نہیں تراشتا
- غیر مسلم اس کے وجود کو خود تراشتا ہے۔ وہ آپ ہی اُس کا قد اور پیر اور سر تجویز کرتا ہے
- یہ خود تراشیدہ وجود خدا نہیں ہو سکتا وہ تو بچوں کا کھلونا ہے اور جھوٹ
- اس خدا تراشی کی وجہ سے ایک جہاں برباد ہو گیا اور کسی کو سچے خدا کا راستہ نہیں ملا
- جب تو اندھا نہیں ہے تو آنکھیں کھول اور دیکھ کہ آسمان وزمین کیا ظاہر کرتے ہیں
- ہر طرف یہی آواز آتی ہے کہ ایک قادر خدا ہے ایک صاحب جلال، صاحب عزت اور روشنی بخش نور موجود ہے
- تو کسی مخلوق کو اپنا خدا نہ بنا۔ ایک کیڑا کیونکر اُس قدر کی طرح ہو سکتا ہے
- اُس کے آگے زمین و آسمان لرزتے ہیں پس تو ایک مُشَبَّہ خاک کو اُس کی طرح نہ سمجھ
- اگر تو کسی کمزور مخلوق کو زبردستی خدا کہہ بھی دے تو خود تیرا دل بول اٹھے گا کہ تو جھوٹا اور اندھا ہے

- دل سوائے اس (اصلی) خدا کے کسی اور کو خدا تسلیم نہیں کرتا۔ شروع سے انسانی فطرت اسی طرح واقع ہوئی ہے  
 - کینہ اور تعصب کی راہ کو چھوڑ دے صدق سے غور کر اور روشن دل ہو جا  
 - کینہ اور تعصب عقل کے باغ کو اجاڑ دیتے ہیں اور عقلمندوں کو گمراہ اور بیوقوف بنا دیتے ہیں  
 - ایک انسان کس طرح غیر فانی خدا بن سکتا ہے اے گمراہی کے شکار جھگڑا نہ کر  
 صفحہ ۲۵۴

- اے عزیز تیرے ہاتھ میں صرف کھاری پانی ہے۔ اگر تجھ میں تمیز ہے تو شیخیاں نہ مار  
 - تو ہلاک ہو جائے گا اگر اس خدا کو تلاش نہ کرے گا جسے زمین و آسمان تجھے دکھا رہے ہیں  
 - تو قرآن سے بھی اُس قادر خدا کا حسن دیکھ خدا کا قول اور خدا کا فعل ایک ہی تالاب کے مصفا پانی ہیں  
 - میں تو اس بات کے غم سے مر گیا کہ خلقت اس چشمہ کو کیوں طلب نہیں کرتی  
 - قرآن دین کے راستہ کار ہنما ہے اور مذہب کی سب ضروریات کو پورا کرنے والا ہے  
 - وہ اہل حق جو فانی ہیں۔ وہ فرقانی چشمے سے پانی پینے والے ہیں  
 - وہ نام نمود اور جاہ اور عزت کی طرف سے بے پروا ہیں، ان کے ہاتھ سے دل اور سر سے ٹوپی گر گئی ہے  
 - خودی سے دور اور یار سے واصل ہو گئے ہیں اور اس کی خاطر اپنی عزت و آبرو سے دستبردار ہیں  
 - ظاہراً اجنبی دکھائی دیتے ہیں مگر دل یار کی محبت سے بھرا ہے، خدا کے سوا اُن کا بھید کوئی نہیں جانتا  
 - اُن کے دیکھنے سے خدا یاد آتا ہے خدا کے لئے انہوں نے صدق و وفا اختیار کیا ہے  
 - ان سب لوگوں کا رہنما قرآن ہی تھا اور اسی دروازہ کی برکت سے ان میں سے ہر ایک موتی کی طرح ہو گیا  
 - ان سب نے اُسی محبوب سے زندگی حاصل کی۔ زندگی کیا خود اُس محبوب کو پالیا  
 - اُن کی نظر شرک اور فساد سے پاک ہو گئی اور اُن کا دل رب العالمین کا گھر بن گیا  
 - اُن لوگوں کا سردار وہ ہے جس کا نام مصطفیٰ ہے تمام اہل صدق و صفا کا وہی رہنما ہے  
 - اُس کے چہرہ میں خدا کا چہرہ چمکتا نظر آتا ہے اُس کے درود پوار سے خدا کی خوشبو آتی ہے  
 - رہبری کے تمام کمالات اُس پر ختم ہیں خود بھی مقدس ہے اور سب مقدسوں کا امام ہے  
 - اے خدا! اے ہماری تکلیفوں کی دو اہمارے معاملہ میں اُس کی شفاعت ہمیں نصیب کر

- جس کے جان و دل میں اُس کی محبت داخل ہو جاتی ہے تو یکدم اُس کے ایمان میں ایک جان پڑ جاتی ہے
- وہ کوا اندھیرے سے کب نکل سکتا ہے جو اس صدق و صواب کے طلوع کے مقام سے بھاگتا ہے
- وہ شخص جسے تاریکی گھیر لے اُس کے لئے احمد کے چہرہ کی طرح اور کوئی چاند سورج نہیں ہے
- اُس کا بیرو معرفت کا ایک سمندر بن جاتا ہے اور زمینی سے آسمانی ہو جاتا ہے

صفحہ ۲۵۵

- جس نے محمدؐ کے طریقہ پر قدم مارا وہ قابل عزت شخص نبیوں کا مثل بن جاتا ہے
- تو اس درجہ کی کامیابی پر تعجب کرتا ہے کیونکہ تو ہر وقت اپنے نفس کا غلام ہے
- اے وہ شخص کہ تجھے عیسیٰؑ پر فخر اور ناز ہے اور خدا کا ایک عاجز بندہ تیری نظر میں خدا ہے
- تجھے خدائے شفیق بھول گیا اور تو عیسیٰؑ کے آگے سجدہ میں گر گیا
- میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ کیسی عقل اور ذہانت ہے کہ ایک بندہ کو خدا بنا لیا جائے
- فانی انسانوں کو خدا سے کیا نسبت اُس کی صفت تو کامل ہونا اور ہمیشہ رہنا ہے
- وہ بندوں کا چارہ گر اور خدائے قادر ہے جس پر کبھی بھی فنا نہیں آ سکتی
- حفاظت کرنے والا، پردہ پوش، نجی اور کریم ہے بے کسوں کا دوست بے حد رحم کرنے والا اور مہربان
- تو اس خدائے پاک کا جلال کیا جان سکتا ہے وہ عزت کا مقام تو تو نے ایک خاکی انسان کو دے رکھا ہے
- تو ہر دم کفارہ کی شیخیان ہی بگھارتا رہتا ہے پس تو مرد نہیں بلکہ عورت سے بھی گیا گزرا ہے
- یہ تو بڑا آسان نسخہ ہے کہ سزا ملے زید کو اور بکرا اپنے گناہ سے پاک ہو جائے
- لیکن اس نسخہ کا تجھے نام و نشان بھی نہیں ملے گا زمین و آسمان (کی کتاب) کے ورقوں میں
- جب سے خدانے اس دنیا کی بنیاد رکھی ہے اُس وقت سے ظالموں کو بھی ایسی شرارت سے عار آتی ہے
- جب ایک فاسق بھی اس بات کو ناپسند کرتا ہے تو خدا تعالیٰ جو پاک ہے وہ اسے کس طرح پسند کر سکتا ہے
- ہم گنہگار بھی ہیں اور (معافی کے لئے) روتے بھی ہیں (اسی طرح) وہ غیرت مند بھی ہے اور رحم کرنے والا بھی
- ہم میں زہر اور تریاق دونوں مخفی ہیں، وہ قتل کرتا ہے اور یہ دوسری زندگی بخشتا ہے
- تو نے زہر کو تو دیکھ لیا مگر اس کا علاج نہ دیکھا جو ہمیشہ سے اس کا کفارہ ہے

- اے بے خبر جب تجھے دو آنکھیں دی گئی ہیں تو دیکھتے وقت تو ایک کو کیوں ڈھانک لیتا ہے
- ذرا اس ذلیل دنیا پر نظر ڈال کہ کس طرح تو اس کے پیچھے سرگرداں پھر رہا ہے
- جو کچھ بھی سامان اور عزت تیرے پاس ہے وہ تجھے بغیر محنت کے حاصل نہیں ہوئی
- ایک لمبے عرصہ کی کوشش درکار ہے تاکہ تو اپنی کھیتی سے روٹی کھائے

صفحہ ۲۵۶

- جب قانون قدرت ایسا ہی واقع ہوا ہے پس آخرت کی کھیتی کے لئے بھی یہی بات یاد رکھ
- رب العالمین قادر خدا نے کیا خوب فرمایا ہے کہ انسان کو اپنی کوشش کا بدلہ ضرور ملتا ہے
- اگر تو سننے تو اسی مطلب کا مضمون وہ بھی ہے جو مثنوی میں مولوی معنوی کی یادگار ہے
- کہ گے ہوں سے گے ہوں پیدا ہوتا ہے اور جو سے جو پس تو عمل کے بدلہ سے غافل نہ ہو
- جس نے کفارہ پر دل جمالیسا اُس نے عقل اور دین دونوں کو برباد کر دیا
- دین اور دنیا محنت اور تلاش کو چاہتے ہیں جا تو بھی اس کی راہ میں کوشش کرو اور نادان نہ بن

صفحہ ۳۰۸

- خدا کی وحی اشاروں سے بھری ہوئی ہوتی ہے اگر کوئی جاہل اور کم فہم نہ سمجھے تو یہ عین ممکن ہے
- خدا کی وحی فیضان کا ایک چشمہ ہے لیکن اسے وہی سمجھ سکتا ہے جو خود ہدایت یافتہ ہو
- قرآنی وحی میں بکثرت اسرار ہیں مناسبت ہونی چاہیے تاکہ کوئی اسے سمجھ سکے
- دین کے لئے پہلے مناسبت ہونی ضروری ہے۔ بغیر مناسبت کے کام ٹھیک نہیں بیٹھتا
- وہ سعید انسان جس کا نام ابوبکر ہے وہ آنحضرت کے ساتھ ایک نسبت (یعنی باطنی تعلق) رکھتا تھا
- اس وجہ سے وہ کسی لمبی تحقیقات کا محتاج نہ ہوا۔ اُس کی جان نے ایک پاکباز کے چہرہ کو پہچان لیا
- اے سعید انسان! نظر نظر میں فرق ہوتا ہے جو ہارون نے دیکھ لیا وہ قارون نہ دیکھ سکا
- ہارون ایک پاک انسان تھا اور قارون ایک گندہ کیڑا۔ بائزیدؒ بید سے کس طرح برابر ہو سکتا ہے

صفحہ ۳۰۹

- اگر کسی کو مقام مقصود کا پتہ نہ ہو تو وہ ہر قدم پر ٹھوکریں کھاتا ہے

- ایک کوچا ند صاف نظر آتا ہے۔ دوسرے کو اُبر نے اندھا اور بہرا کر رکھا ہے
- ایک تو دل رُبا محبوب کے ساتھ بیٹھا ہے اور دوسرا نابینائی کی وجہ سے مخالفت اور انکار میں مبتلا ہے
- چاند ابر کے وقت نظر نہیں آیا کرتا اسی طرح صدیق بھی کافر کی آنکھ کو دکھائی نہیں دیتا
- اے بھائی صبر سے کوشش کر خبردار! سرکشی اختیار مت کر نرم مزاج بن
- اے وہ کہ جس نے ہماری تکفیر پر کمر باندھ رکھی ہے تیرا اپنا گھر تو ایران ہے مگر تو اوروں کی فکر میں پڑا ہوا ہے
- لاکھوں کفر تو تیری اپنی جان کے اندر چھپے ہوئے ہیں بھلا تو اوروں کے کفر پر کیوں روتا ہے
- اُٹھ اور پہلے اپنے تئیں ٹھیک کر۔ معترض کے لئے پہلے چشم بصیرت ہونی چاہیے
- اگر کوئی لعنتی ہم پر لعنت کرتا ہے تو وہ لعنت ہم پر نہیں پڑتی وہ تو خود اپنے تئیں ذلیل کرتا ہے
- ظالموں کی لعنت کا برداشت کرنا آسان ہے اصلی لعنت تو وہ ہے جو رحمان کی طرف سے آئے

صفحہ ۳۱۰

- اگر چوگا دڑ جیسی آنکھوں والے دن کے وقت نہ دیکھ سکیں تو روشنی کے سرچشمہ سورج کا کیا قصور

صفحہ ۳۸۸

- بد ذات آدمی غلط کام کرنے سے نہیں چوکتا

صفحہ ۴۵۲

- دیکھو راستہ کا فرق کہاں سے کہاں تک ہے

صفحہ ۴۵۷

- میں دیکھتا ہوں کہ محمد حسین نے پرانے کپڑے پہنے ہوئے ہیں لیکن وہ پرزہ پرزہ ہیں۔ وہ پیرا بن علم ہے کہ جو کپڑے نکلڑے ہو جائے گا۔ اسے کہنا چاہیے کہ توبہ کرے۔

صفحہ ۴۵۸

- اگر تو آج میری اس نصیحت کو نہیں سنتا تو یقین رکھ کہ کل تجھ کو کچھ تنگواہوگا



# انڈیکس

روحانی خزائن جلد نمبر ۹

زیرنگرانی

سید عبد الحی شاہ صاحب

آیات قرآنیہ ..... ۳

احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم ..... ۶

مضامین ..... ۷

اسماء ..... ۲۷

مقامات ..... ۲۳

کتابیات ..... ۲۵





# آيات قرآنية

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بَطَانَةَ مَنْ دُونَكُمْ (١١٩) ٢٣٢	الفاتحة
النساء	الحمد لله رب العالمين (٢) ح ١٥٢
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَقْوَامِينَ بِالْقِسْطِ (١٣٦) ٢٠٣	اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين
يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ الرَّسُولُ بِالْحَقِّ (١٤١) ٣٣٣	انعمت عليهم (٤-٤) ٢٣٣
يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِنْ رَبِّكُمْ (١٤٥) ٣٣٣	البقرة
المائدة	ذَلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِلْمُتَّقِينَ (٣) ٢١٥
اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم	ختم الله على قلوبهم وعلى سمعهم
نعمتي ورضيت لكم الاسلام ديناً (٢) ٣٢٢	و على ابصارهم غشاوة (٨) ٢٥٢
لا يجر منكم شأن قوم على ألا تعدلوا..... (٩) ٢٠٩	علم آدم الاسماء (٣٢) ٢١١
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى	اشربوا في قلوبهم العجل (٩٢) ٢٣٠
اولياء (٥٢) ٢٣٢	مانسوخ من آية وانسها (١٠٤) ٢٨
فلما توفيتني (١١٨) ٣٠٨	بلى من اسلم وجهه لله وهو محسن (١١٣) ٢٢٠
الانعام	ابنما تولوا فتم وجه الله (١١٦) ٢٩٢
لا مبدل لكلمات الله (٣٥) ٢٨٥	والذين امنوا اشد حبا لله (١٢٦) ٢٣٦، ٢٣٦
الاعراف	فاذكروا الله كذكركم اباة كم (٢٠١) ٢٢٠، ٢٣٦
قل انما حرم ربي الفواحش ما ظهر منها	ومن الناس من يشري نفسه ابتغاء
وما بطن (٣٢) ٢٢٨	مرضات الله (٢٠٨) ٢٢٠
ربنا افتح بيننا وبين قومنا بالحق وانت	ولكن يؤاخذكم بما كسبت قلوبكم (٢٢٦) ٢٢٤
خير الفاتحين (٩٠) ١٢٢	لا اكره في الدين (٢٥٤) ٣٣٢
وواعدنا موسى ثلاثين ليلة (١٢٣) ١١٩	آل عمران
قل يا ايها الناس اني رسول الله اليكم جميعاً (١٥٩) ٣٣٣	الم الله لا اله الا هو الحي القيوم (٢-٢) ٣٣٢
الست بربكم قالوا بلى (١٤٣) ٢٨٦	ان الله لا يخلف الميعاد (١٠) ح ١١٤
الانفال	يا عيسى اني متوفيك (٥٦) ٣٠٨
ماكان الله ليعذبهم وانت فيهم (٣٢) ٢٥، ٣٠	لعنة الله على الكاذبين (٦٢) ٢١١
	ان اول بيت وضع للناس للذي ببكة (٩٤) ٢٣٣
	كنتم على شفا حفرة من النار (١٠٢) ٣٣٤

٢٠٣	قول الزور (٣١)	التوبة	٢٣٦
	النور	قالت اليهود عزيز بن الله..... (٣٠)	ح
٢١٦	قل للمؤمنين بغضوا من ابصارهم (٣١)	عزيز عليه ما عنتم حريص عليكم (١٢٨)	٢٣٣
	الفرقان	يونس	
	تبارك الذي نزل الفرقان على عبده ليكون	واذا مس الانسان الضر دعانا (١٣) ٢٣	
٣٦٠، ٣٣٦	للعالمين نذيراً (٢)	حتى اذا كنتم في الفلك وجرين بهم (٢٣-٢٢) ١١٨، ٢٣	
٨٢	يبينون لربهم سجداً وقياماً (٢٥)	الرعد	
	الشعراء	ولقد استهزئ برس من قبلك (٣٣) ١٥	
	لعلك باخع نفسك الا يكونوا مؤمنين (٣)	ابراهيم	
٢٣٣، ٣٥٥		كلمة طيبة كشجرة طيبة (٢٥) ٣٥٤	
	النمل	النحل	
١٥	ومكروا مكراً ومكرنا مكراً..... (٥١)	يدسه في التراب (٢٠) ٣٣٤	
٢٢٩	اكذبتم باياتي ولم تحيطوا بها علماً (٨٥)	ان الله يامر بالعدل والاحسان وابتائ	
	القصص	ذي القربى (٩١) ٢٢٠، ٢٣٦، ٢٣٢	
١٥	وما كنا مهلكي القرى الا واهلها ظالمون (٢٠) ١٥	عربي مبين (١٠٢) ١٨٨	
	الروم	الا من اكره وقلبه مطمئن بالايمان (١٠٤) ٢١١	
١٢٣	ومن آياته خلق السموات والارض (٢٣) ١٢٣	ثم ان ربك للذين هاجروا من بعد ما فتنوا (١١١) ٢١٢	
٣٣٦	ظهر الفساد في البر والبحر (٢٢) ٣٣٦	بنى اسرائيل	
	الشورى	واذا اردنا ان نهلك قرية..... (١٤) ١٥	
٢٠٤، ١٨٣	قرآناً عربياً لتندram القرى (٨)	ان السمع والبصر والفؤاد كل اولئك كان	
	ولمن انتصر بعد ظلمه فاولئك ما عليهم	عنه مستولاً (٣٤) ٢٢٤	
٣٤٣	من سبيل (٢)	ان من شىء الا يسبح بحمده (٢٥) ٢٨٤	
	الزخرف	وبالحق انزلناه و بالحق نزل (١٠٦) ٣٣٢	
٩٠	فلما كشفنا عنهم العذاب اذا هم ينكتون (٥١) ٩٠	طه	
	الدخان	ربنا الذى اعطى كل شىء خلقه ثم هدى (٥١) ١٥٢	
٨٥، ٢٢	ربنا اكشف عنا العذاب انامؤمنون (١٣) ٨٥، ٢٢	الحج	
٨٥، ٢٢	انا كاشفوا العذاب قليلاً انكم عائدون (١٦) ٨٥، ٢٢	اذبوء لابلابراهيم مكان البيت (٢٤) ٢٣٣	
		فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا	

ولا يكونوا كالأذنين أو تورا الكتاب من قبل (١٤-١٨) ٣٣٠  
 قد بينا لكم الآيات لعكم تعقلون (١٨)  
 ح ٣٦٤٣٢١٣٣٨

### الممتحنة

لا ينهكم الله عن الذين لم يقاتلواكم (٩) ٣٣٥  
 انما ينهكم الله عن الذين قاتلواكم في الدين (١٠) ٣٣٥

### المنافقون

ولن يؤخر الله نفساً اذا جاء اجلها (١٢) ٨٠،٤٩

### الدهر

يطعمون الطعام على حبه مسكيناً ويتيمماً و  
 اسيراً.....(٩-١٠) ٣٣٠

### التكوير

واذا السماء دة سئل باى ذنب قتلت (٩-١٠) ح ٣٣٨

### البلد

تواصوا بالصبر وتواصوا بالمرحمة (١٨) ٣٣٣

### الزلزال

من يعمل مثقال ذرة خيراً يره (٨) ٥٦،٣٠

### النصر

اذا جاء نصر الله و الفتح و رايت الناس  
 يدخلون فى دين الله افواجاً.....(٢-٣) ٣٥٥،٣٥٣

### محمد

والذين امنوا و عملوا الصلحت (٣) ٣٣٣

### الفتح

انا فتحنا لك فتحاً مبيناً (٢) ٩٠

### الحجرات

حبب اليكم الايمان و زينته فى قلوبكم (٨) ٣٣٦

ان اكرمكم عند الله اتقاكم (١٣) ٣٣٦

### ق

نحن اقرب اليه من حبل الوريد (١٤) ٣٩٢

### الذاريات

وما خلقت الجنّ و الانس الا ليعبدون (٥٤)  
 ح ١٣٦، ح ١٥٣

### النجم

وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحي يوحى (٣-٥) ٣٩١

ليس للانسان الا ما سعى (٢٠) ٢٥٦

### الرحمن

الرحمن علم القرآن (٢-٣) ١٨٩

خلق الانسان علمه البيان (٣-٥) ١٨٩، ١٨٨

الشمس و القمر بحسبان (٦) ١٩١

### الحديد

هو معكم اينما كنتم (٥) ٣٩٢



## احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم

آخضورؐ نے خبر دی کہ مہدی کے زمانہ میں عیسائیوں کے ساتھ مباحثہ ہوگا اور آل محمدؐ حق پر ہونگے	۱۳، ۱۲	الحق فی آل محمد	۹۰، ۳۹، ۳۶
آخضورؐ نے عام طور پر اعلان دے دیا کہ سورۃ النصر میری وفات کی طرف اشارہ کرتی ہے	۳۶۵	الدنیا جنة الكافر وسجن المومن	۱۳
اپنے باپ کو گالی نہ دو۔ جب تو کسی کے باپ کو گالی دے گا تو وہ تیرے باپ کو گالی دے گا	۳۹۴	ان ادم لعتة فی الجنة العربیة	۲۱۴
اگر کوئی شخص خوبصورت عورت دیکھے تو بہتر ہے اپنے گھر میں اپنی عورت سے صحبت کر لے	۴۲۵	ان العربیة هی اللسان الاولی من اللہ المولیٰ	۲۱۵
اللہ تعالیٰ کو حاضر خیال کر کے اس کی عبادت کرنا یہ احسان ہے	۴۳۸	ان رسول اللہ رای امراة فأتی امرأته زینب.....	۴۲۴
تو یہ اعلیٰ درجہ کے تقویٰ کے برخلاف ہے	۴۰۵	ان سودة بنت زمعة حین اسنت	۳۸۱
حق آل مہدی میں ہے	۲۹۲	خافت ان یفارقها.....	۳۸۱
حجۃ الوداع پر فرمایا کیا میں نے اللہ کے احکام پہنچا دیئے ہیں؟	۳۶۶	ان قتلت و احرقت	۴۰۴
حجۃ الوداع پر لوگوں کی گواہی اللہ کی طرف اشارہ کر کے کہا ہے اللہ ان باتوں کا گواہ رہ اور فرمایا کہ آئندہ سال شاید میں تمہارے ساتھ نہ ہوں	۳۶۷	ان لمهدینا یتین لم تکونا منذ خلق السموات والارض	۴۹
خسوف و کسوف رمضان میں ہوگا	۲۹۲	انما الاعمال بالنیات	۳۷۵، ۳۵
ستر ہزار یہودی دجال کے ساتھ ہونگے وہ دراصل مسلمان ہونگے (صحیح مسلم)	۵۰، ۳۶	بعث اللہ یونس الی اهل قریة	
ستر ہزار میری امت سے دجال کے ساتھ مل جائیگا	۶۸	فردوا علیہ فامتنعوا منه	۱۲۱
غزوہ خندق میں عصر تک وقت میں پڑھی گئی	۳۹۰	لما دعا یونس علی قومہ اوحی اللہ الیہ	
قندہ کے وقت مہدی کے لوگ کہیں گے الحق فی آل محمد اور عیسائی شیطان گروہ کہے گا الحق فی آل عیسیٰ	ح ۶۹	ان العذاب یصحبهم.....	۱۲۰
میری والدہ سے لیکر جو تک میری ماؤں میں سے کوئی عورت بدکار نہیں ہوئی اور نہ کوئی مرد بدکار تھا	ح ۴۸	مثلت لی امتی فی الماء والطین و علمت	
میں محمد ہوں، میں نبی اللہ ہوں میں ابن عبدالمطلب ہوں	۴۰۶	الاسماء کما علم آدم الاسماء	۲۱۶
		وقد کنت اعلم انه خارج ولم اکن اظن	
		انه منکم فلوانی اعلم انی اخلص الیہ	
		لتجشمت لقاءه ولو کنت عندہ	
		لغسلت عن قدمیہ (قول قیصر الروم)	۳۸۷
		یخشى ان تكون الساعة	۱۱۶

حدیث بالمعنی

آخضورؐ کا فرمانا کہ میرا شیطان مسلمان ہو گیا ہے

# مضامین

۲۳۸	اللہ تعالیٰ کو حاضر خیال کر کے اس کی عبادت کرنا احسان ہے	آ-۱	آزادی اظہار
	استغفار		مذہبی آزادی ملنے پر انگریزی حکومت کا شکریہ
۳۵۸	انسان کی روحانی زندگی استغفار سے ہے	۳۶۰	آریہ دھرم دیکھنے ہندومت
۳۵۵	آ شخصور کو استغفار کے حکم دینے کے معنی		آریہ مذہب کی اصل تصویر
۳۵۸	آ شخصور نے استغفار کی سرسبزی کو سب سے زیادہ مانگا	۳۶۵	انسان کو خدا بنانے کے موجد آریہ ورت کے برہمن ہیں
۳۵۸	کوئی راستباز نبی نہیں جس نے استغفار سے منہ موڑا ہو	۴۷۳	دیانند کا اقرار کہ اس زمانہ میں آریہ ورت مورتی پوجن میں غرق تھا
۳۵۷	روحانی سرسبزی کے محفوظ اور سلامت رہنے کیلئے سلامتی کا پانی مانگنا دوسرے لفظوں میں استغفار ہے	۳۶۵	آریوں کے پریشم کی قدرت انگلیوں پر گن سکتے ہیں
	معفرت اس مضبوط بند کی طرح ہے جو ایک طوفان اور سیلاب کو روکنے کیلئے بنایا جاتا ہے		آریوں کے وید نے خدا کی خالقیت سے انکار کر کے اس روحانی تعلق کو قبول نہیں کیا جس پر طبعی اطاعت ہر ایک چیز کی موقوف ہے
۳۵۶	سیلاب کو روکنے کیلئے بنایا جاتا ہے	۴۸۷	آریہ اپنے ویدوں میں ثابت کریں کہ انہوں نے کلام الہی ہونے کا دعویٰ کیا ہے
۳۵۶	فاسق و بدکار اللہ سے معفرت نہیں مانگتا	۳۳۵	ان کا زعم کہ سنسکرت ام الالسنہ ہے لیکن اس دعویٰ کی کوئی دلیل نہیں دی گئی
۱۱۷، ۱۱۷	توبہ و استغفار سے وعید کا ملنا تحلف وعدہ نہیں	۱۳۰	حضور کی طرف سے آریوں کو سنسکرت میں عربی کے مساوی فضائل خمسہ ثابت کرنے پر پانچ ہزار روپیہ کا انعام دینے کا اعلان
۱۱۸	استغفار سے عذاب ٹلنے کی مثال		ارواح انادی ہیں آریہ نظریہ
۱۲۲	قوم یونس کے توبہ و استغفار کا واقعہ		اپریل فول
	اسلام		اپریل فول کی رسم
	اللہ نے دین کا نام اسلام اس غرض سے رکھا تا انسان اللہ کی عبادت نفسانی اغراض سے نہیں بلکہ طبعی جوش سے کرے	۳۲۲، ۱۳۹	عیسائیوں میں اپریل فول کی گندی رسم
۲۲۱	اللہ تعالیٰ کے بارہ میں اسلام کا کامل نظریہ	۳۶۵	احسان
۲۸۸	مذہب اسلام کی خدا شناسی نہایت صاف صاف اور انسانی فطرت کے مطابق ہے		احسان کی تعریف اور اس کی تعلیم
۲۸۶	حفظ ما تقدم کی اعلیٰ تعلیم	۲۹۹	
۲۴۷	اسلام نے متعہ کو رواج نہیں دیا اسلام سے پہلے اکثر قوموں میں یہ رسم موجود تھی	۳۰۸	
۲۵۰	یہود، نصاریٰ اور کافروں کے ساتھ ہمدردی اور شفقت کی تعلیم	۴۳۷	
۲۳۵، ۲۳۳			

۱۸	امرتسر کے عیسائیوں اور ڈاکٹر مارٹن کلارک کی طرف سے اشتہار جو محمد سعید مرتد کی طرف سے شائع کیا گیا	۳۳۶ ح	اسلام سے پہلے عرب کی حالت
۳۶۶	اصلاح آنحضورؐ کے ذریعہ ہونے والی اصلاح	۳۵۲ ح	اسلام نے عرب میں پانچ وقت شراب کی جگہ پانچ وقت نماز مقرر کی
۳۶۷ ح	آنحضورؐ اور مسیح کے ذریعہ ہونے والی اصلاح میں کوئی نسبت نہیں	۷، ۱، ۲۸، ۳۸	عبداللہ آتھم کے بارہ میں پیشگوئی پوری ہونے سے فتح اسلام ہوئی اور عیسائیوں کو شکست
۳۷۰	مسیح کے ہاتھ پر صرف بارہ حواریوں نے اصلاح اور توبہ کی	۶۵، ۹۵	آتھم قسم نہ کھائے تو اسلام کی فتح ہے اور یہ اسلام اور عیسائیت کے سچے خدا میں طریق فیصلہ ہے
۳۶۸ ح	پادری جیمس کیرن کا کہنا کہ اصلاح کچھ چیز نہیں اور کبھی کسی کی اصلاح ہوئی ہے؟	۲۵	بعض کافر معاہدے کے تحت اسلام کے مؤید تھے مخالفین کی طرف سے اسلام کے رد اور توہین میں چھ کروڑ کتب تالیف ہو چکی ہیں
	اصول حدیث	۳۹۹	مخالفین اسلام نے اسلام کو گالیاں دیں۔ اتنی کتب لکھیں
۲۸	جس حدیث کی پیشگوئی سچی نکلے اس حدیث کا درجہ صحاح سے بڑھ کر ہے	۳۹۹	کدان کی بلندی ہزار فٹ سے کچھ کم نہ ہو
۲۰۴	کوئی حدیث قرآن اور احادیث صحیحہ کی مخالف ہو تو وہ قابل سماعت نہیں	۲۰۲	اسلامی اور قرآنی تعلیمات پر پادری فتح مسیح کے اعتراضات اور ان کے جواب
۲۰۷	ایسی حدیثوں پر بھروسہ نہ کریں جو نصوص قرآن کے مخالف یا مغایر ہوں	۲۰۹، ۲۱۰	عبداللہ آتھم کے بارہ پیشگوئی پوری ہونے سے فتح اسلام ہوئی قرآن نے دشمنوں کے ساتھ بھی عدل وانصاف کی تعلیم دی ہے
۲۰۸	احادیث صحیحہ کی تلاش میں عامل بالحدیث کو تنقید کی ضرورت پڑتی ہے		اشتہارات
	اعتراضات		آتھم کے بارہ میں حضورؐ کا ایک ہزار روپیہ کا انعامی اشتہار ۲۲، ۱۰
۳۸۹	آنحضورؐ پر اعتراضات اور ان کے جوابات	۲۷	ایک فیصلہ کن اشتہار انعامی ہزار روپیہ میاں رشید احمد گنگوہی وغیرہ کی ایمانداری پر کھنے کے لئے
۳۹۱	(۱) غزوہ خندق میں نمازوں کا قضا کرنا	۲۵۵ تا ۶۲	آتھم کے لئے اشتہار ۹ ستمبر ۱۸۹۳ء
۳۸۸	(۲) زیادہ بیویاں اور لونڈیاں رکھنا	۶۳ تا ۷۰	آتھم کے لئے اشتہار انعامی دو ہزار ۲۰ ستمبر ۱۸۹۳ء
۳۹۲	(۳) عتقی کی مطلقہ سے نکاح	۱۷۱ تا ۹۶	آتھم کے لئے اشتہار انعامی تین ہزار روپیہ ۱۵ اکتوبر ۱۸۹۳ء
۴۴۴	(۴) حضرت عائشہ سے بدن وغیرہ لگانے پر اعتراض	۱۰۲	آتھم کے لئے اشتہار ۶ اکتوبر ۱۸۹۳ء
۴۰۲	(۵) آنحضورؐ کا نفس پر قابو نہ تھا	۲۷، ۱۲۵ تا ۲۷	آتھم کے لئے اشتہار انعامی ہزار روپیہ ۲۷ اکتوبر ۱۸۹۳ء
	(۶) آپؐ نے تین جگہ جھوٹ بولنے کی اجازت دی	۲۵۰	کتاب من الرمن کے بارہ میں حضورؐ کا اشتہار
۴۰۲	اس اعتراض کا جواب	۳۳۵	حضورؐ کا اشتہار ۱۵ جون ۱۸۹۵ء بابت کتاب من الرمن
	بہشت کی تعلیم محض نفسانی ہے اور خدا رسیدہ شخص کو کچھ تسلی نہیں ہو سکتی اس کا جواب	۳۸۹	اشتہار انعامی پانچ ہزار روپیہ
۴۲۱		۴۰۳	انعامی اشتہار بابت راست گوئی از قرآنی آیات

۲۹۲	ہر ایک فیض کا مبداء اور مرجع ہر ایک چیز کا موجود ہے اور اپنی ذات و صفات میں اعلیٰ اور کامل ہے	۴۲۹	اس اعتراض کا جواب
۱۹۶	ہر لحاظ سے کامل اور ہر فیض کا مبداء ہے	۴۳۶	اسلامی تعلیم میں صرف گناہ کے مرتکب کی پریش ہے
۴۹۱	ہم مسلمان خدا تعالیٰ کو رب العرش کہتے ہیں یعنی مقدس بلندی والا	۴۳۰	محض دلی خیالات پر خدا پرش نہیں کریگا۔ اس کا جواب وضو کرنے سے گناہ کیونکر دور ہو سکتے ہیں
۴۸۶	ہر ایک ذرہ ذرہ اپنی طبیعت اور روحانیت سے اس کا حکم بردار ہے	۴۵۰	متنعہ کو جائز کرنا اور پھر ناجائز کرنا
۱۹۸	ہمارا خدا ہر چیز کا نور اور زمین و آسمان کو روشن کرنے والا ہے	۱۶۰ ح	میکسملر کے عربی زبان پر اعتراضات اور ان کے جوابات
۳۶۵ ح	سچا خدا وہی خدا ہے جس کی غیر متبدل صفات قدیم سے آئینہ عالم میں نظر آ رہی ہیں	۲۸، ۲۷	سعد اللہ لہیا نومی کا اعتراض کہ عیسائیوں کے ساتھ مباحثہ کے بعد حکیم نور الدین صاحب کا شیرخوار
۴۳۶	اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کے بارہ میں قرآنی تعلیم اعلیٰ طبقہ عبادت الہی اور اعمال صالحہ کا یہی رکھا	۲۸	پچوفوت ہوا۔ اور اس کا جواب
۴۴۱	کہ محبت الہی اور رضا الہی کی طلب سچے دل سے ظہور میں آوے	۲۸	سعد اللہ لہیا نومی کے اعتراض کا جواب کہ عیسائی پادری مباحثہ کے بعد بیمار ہوئے تو مرزا صاحب
۱۶۹	اللہ تعالیٰ کی حمد میں حضور کا عربی قصیدہ	۲۸	بھی بیمار ہوتے ہیں
	<b>صفات الہیہ</b>	۲۲	اگر آتھم نے حق کی طرف رجوع کیا تھا تو اس کے آثار کیوں اس میں ظاہر نہیں
۲۰۳	صفات الہیہ کی ذات سے منفک نہیں ہو سکتیں	۲۲	آتھم ۱۵ ماہ میں نہیں مرا تا تب ہوا کہ مرزا صاحب نے اللہ پر جھوٹ باندھا۔ اس کا جواب
۱۳۷ ح	اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات، افعال اور ارادوں کی چہرہ نمائی کیلئے عربی زبان کو ایک متکفل خادم پیدا کیا ہے	۲۳	پیشگوئی آتھم کے بارہ میں مولویوں اور عیسائیوں کے اعتراضات اور ان کے جوابات
۲۳۰، ۲۲۹، ۲۰۰ تا ۱۹۵	صفات حسنہ الہیہ کا بیان	۷۲	مرزا احمد بیگ کے داماد کے بارے پیشگوئی پوری نہ ہونے کا اعتراض اور جواب
۲۱۴، ۲۱۳	اللہ تعالیٰ کی صفت وحدانیت	۴۰	ایک سال میعاد کی کیا ضرورت ہے خدا ایک دن میں جھوٹے کو مار سکتا ہے اس اعتراض کا جواب
۲۱۸	خدا تعالیٰ کی وحدانیت میں ہی نجات ہے	۷۸	ایک پادری کا اعتراض کہ مسلمان خدا سے بھی بلا غرض محبت نہیں کرتے
۲۱۳	اللہ وتر ہے اور وتر کو دوست رکھتا ہے	۴۳۶	
۲۱۳	اللہ واحد لا شریک ہے		
۲۰۱	صفت ربوبیت		
۷۵۲	اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام رب کے سات معانی		
۴۹۱	اللہ کے رب العرش سے مراد یہ ہے کہ وہ مالک الکوئین ہے		
۱۵۰ تا ۱۴۸ ح	صفت رحمن اور رحیم		
۸۱	صفت رحم کے ذریعہ کا فر کو مہلت ملتی ہے		
۴۲۲	اللہ کا رحم اس کے غضب پر غالب ہے		
			<b>اللہ جلّ جلالہ</b>
			<b>اسلامی نظریہ خدا</b>
			قرآن نے صفات کاملہ کا حامل خدا کا تصور پیش کیا ہے ۴۸۹، ۴۸۸

حقیقی خدا کی قدرتیں بے انتہا ہیں لیکن آریوں کے	۱۴۷ ح	اللہ تعالیٰ کے رحم کی دو قسمیں قبل از عمل و بعد از عمل
۴۶۵ پریشکری قدرت انگلیوں پر گن سکتے ہیں	۴۹۰، ۴۸۹	صفت حسی و قیوم
۴۹۱، ۴۹۰ آریہ اور عیسائی اللہ تعالیٰ کو قیوم نہیں مانتے	۴۹۰	حقیقی طور پر قیوم اللہ تعالیٰ کی ذات ہے یعنی ہر چیز کی
اللہ تعالیٰ کیلئے بائبل میں باپ کے لفظ کا استعمال	۴۹۰	بقا اسی کے ساتھ ہے
۴۴۲ اور اس کی وجہ	۱۱۳	حی و قیوم خدا مقابلہ کیلئے مجھے ضرور زندہ رکھے گا
اب یعنی باپ کا لفظ خدا تعالیٰ کی نسبت استعمال کرنا	۲۴۴، ۲۰۲، ۲۰۱	صفت خالقیت تامہ
سوء ادب ہے	۴۸۷	ہر چیز کا خالق ہے ہر چیز میں خدا کی طرف کشش
۱۵۶ ح	۲۲۷، ۲۲۰، ۲۱۸، ۲۱۷	پائی جاتی ہے
ام الالسنہ تفصیل کیلئے دیکھئے عربی زبان	۲۰۶	صفت احسن الخالقین
عربی کے ام الالسنہ ہونے کے دعویٰ اور ثبوت پر ذی کتاب من الرحمن	۴۸۹	اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو پانی سے پیدا کیا
۱۲۸ صرف قرآن نے عربی کے ام الالسنہ ہونے کا دعویٰ کیا	۲۰۰	اسلامی عقیدہ میں خدا تعالیٰ تمام مخلوقات کیا اور روح
۱۶۶ اللہ تعالیٰ نے مجھے سکھایا کہ عربی ام الالسنہ ہے	۱۵۷، ۱۵۵ ح	اور کیا اجسام سب کا پیدا کرنے والا ہے
عربی کے ام الالسنہ ہونے کی طرف اشارہ کرنے والی آیت	۷۸	خالق السماء والارض نے عربی کے مفردات کو پیدا کیا
۱۸۳ ویدئے سنسکرت کے ام الالسنہ ہونے کا دعویٰ نہیں کیا	۷۸	صفت قادر مطلق
۱۳۰ چینی زبان کی خوبی جو عربی میں موجود ہے	۷۸	صفت قادر اور قانون قدرت
۱۳۴ عربی میں تریف کے بعد پہلی زبان سریانی ظاہر ہوئی	۷۸	اللہ تعالیٰ نے اپنے قانون قدرت میں ہر ایک شے کیلئے اجل
عربی کے سامنے سنسکرت وغیرہ زبانیں مقابلہ نہیں کر سکتیں	۷۸	مقرر کی ہے حالانکہ وہ ہر کام ایک لمحہ میں کر سکتا ہے
اور اس میں عربی والی خوبیاں نہیں ہیں	۱۵۲ ح	صفت مالک کے معانی
۳۲۷، ۳۲۱، ۳۲۰ جن دوستوں نے اشتراک السنہ ثابت کرنے کیلئے حضورؐ	۱۵۴ ح	صفت مدبر
کی مدد کی حضور کی طرف سے ان کے لئے اظہار تشکر	۱۵۴ ح	صفت مربی، قیم، منعم اور متمم
عربی زبان کے مرکبات کی ارفع شان	۱۴۸، ۱۴۷ ح	رحمت الہی کی دو قسمیں قبل از عمل اور بعد از عمل رحمت
<b>انسان</b>	۲۰۱	آدم کا معلم اور بولی سکھانے والا اللہ تعالیٰ ہے
اللہ تعالیٰ نے نفس واحدہ سے انسان کو پیدا کیا	۱۹۸، ۱۹۶	انسان کو بیان بھی اللہ تعالیٰ نے سکھایا ہے
انسان کو عبادت الہی کے لئے پیدا کیا گیا	۴۷۳، ۴۷۲ ح	<b>دیگر مذاہب میں نظریہ خدا</b>
انسان کے وجود کی اصل غرض معرفت باری تعالیٰ ہے	۴۷۳، ۴۷۲ ح	اللہ تعالیٰ کے بارہ میں آریوں اور عیسائیوں کے نظریات
انسان کو بیان بھی اللہ تعالیٰ نے سکھایا ہے	۴۷۳، ۴۷۲ ح	آریوں کے فرضی پر میشر اور عیسائیوں کے خدا
انسان نام میں دونوں رکھے یعنی مخلوق اور خالق کا انس	۴۷۳، ۴۷۲ ح	یسوع مسیح کا موازنہ
کلام انسان کی اصل حقیقت ہے۔ انسان کلام سے	۴۷۳ ح	انسان کو خدا بنانے کے موجد آریہ ورت کے برہمن
دوسرے جانوروں سے تیز کی رکھتا ہے	۴۷۳ ح	ہی ہیں اور یونانیوں نے یہ خیالات ہندوؤں سے لئے



۴۲۶	بہشت میں رہنے والے فرشتوں کی طرح ہو جائیں گے بہشت کے بارہ میں روحانی جزا کا انجیل کے مقابل قرآن میں زیادہ بیان ہے اگر انجیل میں زیادہ نکلے تو ہزار روپیہ نقد لے لیں	انسانی تخلیق کے مختلف مراحل اور ہر مرحلہ کیلئے عربی میں الگ الفاظ	۲۴۳، ۲۴۷
۴۲۵	انجیل و توراہ میں جسمانی جزاؤں کا وعدہ دیا گیا ہے پادری مسیح کا اعتراف کہ بہشت کی تعلیم محض نفسانی ہے جس سے ایک خدا رسیدہ کو کچھ تسلی نہیں ہو سکتی اور اس کا جواب	انگریزی حکومت	
۴۲۱	بابا گرونا نک کے بارہ میں عقیدہ کہ وہ مرنے کے بعد جس جسم کے بہشت میں پہنچ گئے	ان کی دنیوی بھلائی اور آخرت کیلئے حضور علیہ السلام کی دعا مسلمان اس حکومت کو خدا تعالیٰ کا فضل سمجھیں اور اس کی سچی اطاعت کی کوشش کریں	۴۶۴، ۴۶۳
۴۷۱	پیشگوئیوں سے خدا تعالیٰ کی غرض سنت اللہ ہے کہ پیشگوئی میں انخفا ہوتا ہے اور ایک طائفہ کیلئے فائدہ اور دوسرے کیلئے ابتلاء کا باعث ہوتی ہے	ہم انگریزی حکومت کے خیر خواہ ہیں لیکن اسے معصوم عن الخطا نہیں سمجھتے	۴۶۲
۳۱۸	پیشگوئیوں میں اکثر استعارات ہوتے ہیں خدا تعالیٰ پیشگوئیوں میں اپنی شرائط کی رعایت رکھتا ہے اور بندوں کی آزمائش کرتا ہے	مذہبی آزادی کے احسان پر انگریزی حکومت کا شکریہ فروغ تعلیم کے لئے انگریزی حکومت کے احسانات کا ذکر کلام انسان کی اصل حقیقت ہے جو دوسرے جانوروں سے اسے ممتاز کرتا ہے	۳۷۰
۲۰	پیشگوئیوں میں اکثر استعارات ہوتے ہیں خدا تعالیٰ پیشگوئیوں میں اپنی شرائط کی رعایت رکھتا ہے اور بندوں کی آزمائش کرتا ہے	ع	۳۷۱
۳۰۴	پیشگوئیوں میں وقت سے مراد دن، ہفتہ، مہینہ یا ایک تناسب حصہ زمانہ مراد ہوتا ہے	ب- پ- ت	
۱۲	حضرت سید عبدالقادر جیلانی نے توح الغیب اور شاہ ولی اللہ صاحب نے فیوض الحرمین میں پیشگوئیوں کی شرائط اور پورا ہونے کے بارہ میں بحث کی ہے	بلوغت	
۱۲	پیشگوئیوں میں وقت سے مراد دن، ہفتہ، مہینہ یا ایک تناسب حصہ زمانہ مراد ہوتا ہے	یورپ میں تحقیقات سے نو برس بلکہ سات برس کو بھی بعض عورتوں کے بلوغ کا زمانہ قرار دیا گیا ہے	۳۷۹
۴۴	الہامی پیشگوئیاں ہمیشہ شرائط کے ساتھ پوری ہوتی ہیں حضرت یونس کی پیشگوئی کا ثناء	گرم ملکوں میں لڑکیاں بہت جلد بالغ ہو جاتی ہیں ڈاکٹروں کا اتفاق ہے کہ نو برس تک کی لڑکیاں بھی بالغ ہو سکتی ہیں	۳۷۸
۱۱۸	مسیح کی بعض پیشگوئیاں وقت پر پوری نہ ہوئیں اور مسیح نے تاویلات سے کام لیا	بنی اسرائیل	
۱۲۱	مسیح کی بعض پیشگوئیاں وقت پر پوری نہ ہوئیں اور مسیح نے تاویلات سے کام لیا	اسرائیلی نبیوں سے لاکھوں شیر خوار بچے قتل ہوئے	۳۸۸
۳۰۲	آنحضورؐ نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ مہدی موعود کے زمانہ میں عیسائیوں کے ساتھ ایک مباحثہ ہوگا جس سے الحق مع آل محمد ثابت ہوگا	بہشت	
۱۳، ۱۲	سے الحق مع آل محمد ثابت ہوگا	قرآنی نظریہ بہشت بہشت جسم اور روح کیلئے دارالجزا ہے قرآن اور حدیث میں بہشت کے بارہ جو کچھ وعدے ہیں وہ مثال کے طور پر ہیں نعماء بہشت فوق الفہم ہیں یعنی ان کا حقیقی علم نہیں دیا گیا	۴۲۴ ۴۲۴، ۴۲۳ ۴۲۳ ۴۲۳

جس حدیث کی پیشگوئی سچی نکلے اس حدیث میں شک

کرنا سخت بے ایمانی ہے

۳۸

خسوف و کسوف کی پیشگوئی کا پورا ہونا

۳۶

خدا تعالیٰ عیسائیوں کے مکر کو پاش پاش کر دیگا

۱۲

آہتم کے مقابلہ پر جو پیشگوئی کی گئی اس سے

آنحضرتؐ کی پیشگوئی کا پورا ہونا

۳۹۵

توبہ و استغفار سے وعیدی پیشگوئی کا ٹلنا خلف وعدہ نہیں

۱۱۹ تا ۱۱۵

قراردیا گیا ہے

۳۱۵

تقویٰ کا اعلیٰ مرتبہ کہ قبل از خطرات ان سے محفوظ

۱

رہنے کی تدبیر کی جائے

۳۳۶

آنحضرتؐ کا تقویٰ کہ پاکدامن عورتوں سے بھی ہاتھ نہ ملایا

۳۳۹

### متکبر

ہر ایک متکبر شیطان ہے جو شیطان کی طرح ہلاک ہوگا

۳۵۸

توبہ (دیکھئے استغفار)

۵۵

گرایا جائے گا۔ دوم رجوع کی صورت ہادیہ سے بچ جائے گا

آنحضرتؐ تم نہ بھی کھادیں تو خدا تعالیٰ ایسے مجرم کو بے سزا

نہیں چھوڑے گا جس نے حق کا انخفا کیا

۱۱۳

پہر موعود اور مرزا احمد بیگ کے داماد کی پیشگوئی

۳۰

بارے اعتراضات اور جوابات

۱۰۱

احمد بیگ کی بابت پیشگوئی کا صفائی سے پورا ہونا

مسح کی کئی پیشگوئیاں اپنے وقت پر پوری نہ ہوئیں

۳۳

اور مسح نے تا ویلات سے کام لیا

۳۰۲

مسح کی پیشگوئیاں ظاہری معنوں میں پوری نہ ہوئیں

### تعدد ازدواج

آنحضرتؐ کی زیادہ بیویوں اور لونڈیوں پر اعتراض اور اس

۳۹۱

کا جواب

اگر کثرت ازدواج خدا کی نظر میں بری تھی تو اللہ نے

۳۹۲

اسرائیلی نبیوں کی سرزنش نہ کی جو تعدد ازدواج کا نمونہ ہیں

### تقدیر الہی

جب تقدیر میرم آجاتی ہے تو ٹل نہیں سکتی

۸۰

تقدیر معلق مشروط بشرائط ہوتی ہے

۸۰

### تقویٰ

نزول قرآن کی علت غائی تقویٰ کی راہوں کو سکھانا

قراردیا گیا ہے

۳۱۵

تقویٰ کا اعلیٰ مرتبہ کہ قبل از خطرات ان سے محفوظ

۳۳۶

رہنے کی تدبیر کی جائے

۳۳۹

آنحضرتؐ کا تقویٰ کہ پاکدامن عورتوں سے بھی ہاتھ نہ ملایا

### تورہ

تورہ کی اصطلاح کا مفہوم اور اس کا جواز

۳۰۵، ۳۰۴

احادیث میں تورہ کا ذکر اور اس کا مفہوم

۳۰۷

تورہ اعلیٰ درجہ کے تقویٰ کے برخلاف ہے

۳۰۵

اسلام نے انخفا شہادت و ایمان کو کل مدح میں نہیں رکھا

۳۱۳

بلکہ گناہ قرار دیا ہے

یسوع کے کلام میں بہت تورہ پایا جاتا ہے اور

۳۰۵

اس کی مثالیں

### ح-حج-ح-خ

جنت دیکھئے بہشت

### جنگ بدر

۱۱۸

آنحضرتؐ کی بدر میں تضرع اور دعا کی وجہ

۳۰۰	آتھم نے خود بالئدا آنخضور کو دجال کے نام سے موسوم کیا	جنگ خندق
۳۸۹	دعا	چار نمازوں کا قضا کرنا
۸۲	آتھم نے دنیا سے جاتے وقت دعا کی	جنگ مقدس
۱۲۴	الحقنی بالر فبق الاعلیٰ	مباحثہ کا نام خود پادریوں نے جنگ مقدس رکھا تھا
۱۲۳	حضرت مسیح موعودؑ کی دعا کہ اگر آتھم اور احمد بیگ والی	جنگ مقدس کے مباحثہ سے تعلق رکھنے والے تمام
۱۲۳، ۱۲۴	پیشگوئی تیری طرف سے ہے تو ان کو جت علی الخلق بنا دے	عیسائیوں نے ہاویہ کا مزہ چکھا
۲۰۴	حضرت مسیح موعودؑ کی دعائیں	جھوٹ
۲۰۳	سورۃ فاتحہ اور انجیل کی دعاؤں کا موازنہ	کذب اسلام میں پلید اور حرام اور شرک کے برابر ہے
۲۰۳	عیسائیوں کے خدا یسوع مسیح کی دعائیں قبول نہ ہونیں	قرآن نے جھوٹ کو بہت پرستی کے برابر ٹھہرایا ہے
۲۰۸	راست گوئی (سچ کی عادت)	قرآن نے جھوٹوں پر لعنت کی ہے اور فرمایا ہے کہ
۲۰۸	سچ کے بارہ میں قرآنی تعلیمات	جھوٹے شیطان کے مصاحب ہوتے ہیں
۲۰۸	قرآن نے بچوں کے ساتھ رہنے کا حکم دیا	حدیث میں کہیں جھوٹ کی اجازت نہیں
۲۰۲	جس قدر راست گوئی کی تاکید قرآن میں ہے اس کا	پادری مسیح کا اعتراض کہ آنخضور نے تین جگہ جھوٹ
۲۰۳، ۲۰۲	عشر عشر بھی انجیل میں نہیں	بولنے کی اجازت دی ہے اس کا جواب
۲۰۳	صحابہ رسول راست گوئی کی وجہ سے شہید ہوتے رہے	ایک عیسائی مقدس کا قول کہ دین کے لئے جھوٹ بولنا نہ
۲۹۹	روح	صرف جائز بلکہ ذریعہ نجات ہے
۲۲۲	روح اور جسم کی سزا کے بارہ میں عیسائی نظریہ	حواری
۲۶۵	ارواح انا دی ہیں (آریہ نظریہ)	صرف بارہ حواریوں نے مسیح کے ہاتھ پر توبہ کی ایک نے
۱۲۶	زبان ربوبی	تیس روپے لے کر پکڑوا دیا اور ایک نے لعنت ڈالی
۲۰۱	کلام انسان کی اصل حقیقت ہے جو دوسرے جانوروں	مسیح کے حواری یروشلیم کی بولیاں جانتے تھے
۲۱۱	سے اسے ممتاز کرتا ہے	مسیح کے حواریوں نے قسم کھانے کو ناجائز نہیں سمجھا
۱۲۹	آدم کو بولی اللہ نے سکھائی	بلکہ قسمیں کھائیں
۱۲۹	اللہ تعالیٰ نے سمیات کے ذریعہ آدم کو کلمات سکھائے	خسوف دیکھنے کسوف
۱۸۴	عربی زبان الہامی اور الہی ہے	د-ر-ر
۱۲۹	عربی ام الا سنہ ہے اور باقی زبانیں اس کے بچے بچیوں کی	دجال
۲۰۶	طرح ہیں	حدیث میں ہے کہ ستر ہزار یہودی دجال کے
۲۰۵	زبانوں کے اشتراک کا دعویٰ اور دلائل	ساتھ ہونگے
۲۰۲	عربی کے علاوہ دوسری زبانیں مواد کا ذخیرہ اور اشتقاق	یہ پادری ہی دجال ہیں
۲۰۲	کی دولت نہیں رکھتیں	دجال کے ساتھ ہاں میں ہاں ملانے والے نیم عیسائی ملاں

۱۸۵	تمام زبانیں مختلف مفردات میں مشترک ہیں	عربی کے سامنے سنسکرت وغیرہ زبانیں مقابلہ نہیں کر سکتیں
۱۳۶	یہود و نصاریٰ کا عقیدہ ہے کہ شروع میں دنیا کی ایک زبان تھی	اور اس میں عربی والی خوبیاں نہیں ہیں
۲۲۳	بعض عالی عیسائیوں نے سنسکرت کو سب زبانوں سے بہتر سمجھ لیا ہے اس پر افسوس ہے	<b>شراب نوشی</b>
۱۳۹	کوئی سنسکرت دان سنسکرت سے فضائل خمسہ مساوی عربی ثابت کر دے تو پانچ ہزار روپیہ انعام دیں گے	شراب کی ممانعت انجیل میں نہیں بلکہ شراب بنانا
		حضرت عیسیٰ کا معجزہ شمار کیا گیا ہے
		عیسائیت میں شراب جائز ہی نہیں بلکہ مذہب کا بھاری جزو تھی
		شراب، زنا، قمار بازی کی لعنتیں عیسائیت کے ساتھ
۲۶۳	عربی میں سانپ کو حیّۃ کہتے ہیں	لازم ہوگئی ہیں، عیسائی پادری باس ورتھ
۲۶۵، ۲۶۴	خوف میں سانپ وغیرہ تمثلات دکھائی دینا	ملک عرب میں شراب عیسائی لے کر گئے
۲۶۳، ۲۶۲	آہنم کو خوف میں سانپ نظر آنے لگے	عرب میں پانچ وقت شراب پی جاتی تھی
		لندن میں شراب کی دوکانوں کی پیمائش شاید
		دو منزل تک پہنچ جائے
۲۳۱	عبرانی اور سریانی عربی کی تحریف سے پیدا ہوئی ہے	۲۸۵، ج ۳۵۳
۲۱۵	عربی میں تحریف کے بعد پہلی زبان سریانی ظاہر ہوئی	اخطل شاعر کے بارہ لکھا ہے کہ وہ شراب کی بہت
		تعریف کیا کرتا تھا
		۳۳۹ ج
		<b>شُرک</b>
۴۷۱	بابا گردونا تک کے بارہ میں عقیدہ کہ وہ مرنے کے بعد روح جسم کے بہشت میں پہنچ گئے	قرآن نے شرک کو فسق اور بت پرستی سے ملزم کیا جو
۱۳۷، ۱۳۴	<b>سنسکرت زبان</b>	ام النجاشت ہیں
۱۳۰	آریہ دھرم کا دعویٰ کہ یہ پر میشرکی زبان اور ام اللانسہ ہے	شرک وید کے ذریعہ یونان گیا اور وہاں سے عیسائیوں
	لیکن دلیل کوئی نہیں دی گئی	نے چرایا
	مفردات کا ذخیرہ بہت ہی کم رکھتی ہے جو تقریباً	<b>شیطان</b>
۱۴۲	چار سو روٹ ہیں	شیط مرے کو کہتے ہیں۔ شیطان یعنی مرنے والا
	اس کے مفردات اموال مسروقہ یا مستعار کی طرح	ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے۔ شیاطین
۲۳۰	اور کامل اطرا و مواد سے خالی ہیں	بھی ایمان لے آتے ہیں
	بعض عالی عیسائیوں نے سنسکرت کو سب زبانوں سے	آنحضرت کا شیطان مسلمان ہو گیا لیکن یسوع کا شیطان
۲۲۳	بہتر سمجھ لیا ہے اس پر افسوس ہے	ایمان نہ لاسکا
	کوئی سنسکرت دان سنسکرت سے فضائل خمسہ مساوی عربی	شیطان اور شیطانی روپ والوں سے کس قسم کا خلق
۱۳۹	ثابت کر دے تو پانچ ہزار روپیہ انعام دیں گے	برتنا چاہئے؟ قرآن کہتا ہے ان پر شفقت کریں



۲۳۲	عبرانی اور دوسری زبانیں عربی کی میل ہیں	تخلیق انسانی کے مختلف مراحل اور ہر مرحلہ کیلئے	
	عبرانی اور سریانی دونوں زبانیں عربی کی تحریف سے	عربی الگ الفاظ	
۲۳۱	پیدا ہوئی ہیں	متفرق زبانوں کے جس قدر خواص ہیں وہ سب	
۱۳۷	عربی بھی تغیر کے ساتھ عربی زبان ہی ہے	۱۳۳	ایک عربی میں جمع ہیں
	باقی زبانیں عربی کے سچے بچپوں کی مانند ہیں اور	۱۳۱	عربی زبان کو ہر ایک زبان کے ساتھ اشتراک ہے
۱۸۴	اسی کے خون سے کھاری ہیں		عبرانی اور سریانی زبان خالص عربی کی تحریف سے
۲۳۷	لفظ الامّ والامّة یلفظ ہندی، فارسی، انگریزی میں مشترک ہے	۲۳۱	پیدا ہوئی ہیں
۱۳۲	باقی تمام زبانیں عربی کا ایک منسوخ شدہ خاکہ ہیں	۱۳۷	عبرانی تھوڑے تغیر کے ساتھ عربی زبان ہی ہے
۲۱۷	عربی کے مفردات کا کامل نظام اسے ام اللغات ٹھہراتا ہے	۲۳۲	عبرانی اور دوسری زبانیں عربی کی میل ہیں
	<b>مفردات کا کامل نظام</b>	۲۳۷	عربی زبان کے مرکبات کی ارفع شان
	عربی کے مفردات گواہی دیتے ہیں کہ وہ مخلوق کا فعل		<b>عربی کا ام اللسنہ ہونا</b>
۲۰۰	نہیں بلکہ وہ خالق السماء والارض کا فعل ہے	۱۸۴:۱۶۶	اللہ نے مجھ پر ظاہر کیا کہ عربی ام اللسنہ ہے
ح ۱۶۰	عربی کے مفردات حقائق عالیہ اپنے اندر رکھتے ہیں		عربی کے ام اللسنہ اور عظمت کے بارہ میں اللہ نے
	عربی زبان میں مفردات کا کامل نظام اہل فرست	۱۶۷	میرے دل میں ڈالا کہ میں ایک کتاب تالیف کروں
۲۲۶	کیلئے ایک نشان ہے		عربی اور مکہ کی شان ظاہر کرنے والی اور انہیں
۱۴۲	عربی کے مفردات کی تعداد ستائیس لاکھ سے بھی زیادہ ہے	۱۸۳	اُم ظاہر کرنے والی آیت
۲۳۷	عربی زبان کے مرکبات کی ارفع شان	۱۸۸	عربی کو ام اللسنہ ثابت کرنے والی آیات
	<b>متفرق</b>	۲۰۷	اللہ نے کئی مقامات پر اشارہ کیا ہے کہ عربی ام اللسنہ ہے
ح ۱۶۱	عربی اور عجمی کے معنی		صرف قرآن کریم اس زبان یعنی عربی میں نازل ہوا جو
۳۲۶	عربی کے مقابل دوسری زبانیں لنگڑی لولی ہیں	۳۳۵	ام اللسنہ اور الہامی اور تمام یولیوں کا منبع و سرچشمہ ہے
ح ۱۶۱	عربی کے مقابل پر باقی زبانیں گونگے کی طرح ہیں	۱۲۹	تمام زبان کی ماں ہے دعویٰ اور دلائل
	عربی کے مقابلہ پر دوسری زبانوں کو پیش کرنے	۱۳۷	عربی الہامی اور ام اللسنہ ہونے کے پانچ فضائل خاصہ
۳۲۸، ۲۳۹	والوں کا پانچ ہزار روپے کا انعامی چیلنج		عربی زبان کو ام اللسنہ ثابت کرنے کے دلائل عربی زبان
	عربی کے مقابل سنسکرت دان سنسکرت میں فضائل خمسہ	۱۳۸-	میں ہی دیں گے
۱۳۹	کے ثبوت دے دیں تو پانچ ہزار روپے نعام دیں گے	۲۱۵، ۲۱۴	عربی پہلی زبان تھی جو آدم کو جنت میں دی گئی
	<b>عرش</b>	۲۱۰	حقیقی زبان عربی ہی ہے
۴۹۱	عرش سے مراد مقدس بلندی کی جگہ ہے		اللہ واحد ہے انسان کو نفس واحدہ سے پیدا کیا۔ کثرت
	اعلیٰ سے اعلیٰ بلندی جو اوپر کی سمت میں انتہائی نقطہ میں	۲۱۳	زبان اور غیر منتظم زبانیں کیونکر اس کی طرف منسوب کی
۴۹۲	متصور ہو جو دونوں عالم کے اوپر ہے		جائیں
		۲۱۵	عربی میں تحریف و تبدل کے بعد سریانی پہلی زبان ظاہر ہوئی

عیسائی دولتیں اس سجدہ کی وجہ سے تھیں جو انہوں نے

ح ۴۷۶

شیطان کو کیا

مسیح کے ہاتھ پر صرف بارہ خوار یوں نے اصلاح اور توبہ کی

۳۷۰

ایک نے تیس روپے لے کر پکڑوادیا ایک نے لعنت ڈالی  
پطرس کی دروغ گوئی اور مسیح پر لعنت بھیجنے کے باوجود انجیل اور

۴۱۴

عیسائیت نے پطرس کو قبول کر لیا

ایک انگریز عیسائی کا کہنا کہ اسلام پر عیسائی مذہب کو یہ

ح ۱۵۵

فضیلت ہے کہ اس میں خدا تعالیٰ کا نام باپ بھی آیا ہے

عیسائیت میں بگاڑ پولوں نے سیاسی چالوں اور مکروں

۳۷۱

سے پیدا کیا

۴۵

یہ پادری ہی دجال ہیں

پادری باس ورتھ کا کہنا کہ تین لعنتیں شراب، زنا اور

ح ۳۴۳

قمار بازی عیسائیت کے ساتھ لازم ہو گئی ہیں

دولت و بادشاہت نے عیسائیوں کو عیاش اور

ح ۳۴۴، ۳۴۳

بدکار بنا دیا

۱۱۰

دنیا میں عیسائی مذہب جھوٹ بولنے میں اول درجہ پر ہے

عرب میں عیسائیت کی وجہ سے لوگ بد چلن اور

ح ۳۴۱

بد اعمال ہو گئے تھے

قرآن نے مسیح کی نبوت کی راہ کھولی اور قرآن نے یہ

۳۷۱

کھولا کہ ابن مریم پر تمام الزام جھوٹے ہیں

قرآن نے شرک کو ام النجاشت اور عیسائیوں اور یہودیوں

۳۳۸

کو دنیا کی بدکاریوں کی جڑ ٹھہرایا ہے

ایک انگریز عیسائی کا کہنا کہ اسلام پر عیسائی مذہب کو

ح ۱۵۵

یہ فضیلت ہے کہ اس میں خدا تعالیٰ کا نام باپ بھی آیا ہے

حضور نے عیسائیوں کو اپنی کتاب نور الحق بھجوائی اور

اس کے مقابل پر عربی زبان میں کتاب لکھنے کا انعامی

۹۰۸

چیلنج دیا لیکن عماد الدین اور دوسرے عیسائی جواب سے

عاجز رہے اور لعنت کا مورد بنے

جن پلید روحوں کا ذکر انجیل میں ہے ان کی نجات کیلئے

۴۷۵

خدا نے کیا انتظام کیا ہے۔ حضور کا عیسائیوں سے سوال

رب العرش سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مالک الکلونین ہے ۴۹۱

علم اللسان

علم اللسان کے بارہ میکسملر کے بعض شبہات اور ان

ح ۱۶۴ تا ۱۶۰

کے جوابات

تفصیل کیلئے دیکھئے لسانیات

علماء رمولوی

مولویوں کے لئے آنکھوں کی بینائی بخشنے اور دلوں کے

۴۰۰

جذام دور کرنے کیلئے حضور کی دعا

حضرت مسیح موعودؑ کے وقت علماء اسلام کی

۱۷۹، ۱۷۷

ناگفتہ بہ حالت

تو بین رسالت اور تو بین اسلام کی کتب کی اشاعت اور

۳۹۹

مولویوں کی خاموشی پر اظہار افسوس

۲۹۳

یہودی صفت علماء کے بارہ میں حضور کا الہام

۲۹۱

شریر مولویوں پر اظہار افسوس

دنیا پرست مولوی ہماری مخالفت میں عیسائیوں کی

۲۸۵

ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں

حدیث مجدد کی پرواہ نہ کی اور کسوف خسوف کے نشان

۳۱۸

کی بھی پرواہ نہ کی

۳۹۶، ۳۹۵

امر تسر کے مولویوں کی اسلام دشمنی کا ذکر

اگر کوئی مولوی آتھم کے رجوع کو نہیں مانتا تو وہ آتھم کو

حلف پر آمادہ کرے۔ آتھم قسم کھالے تو ہم ہزار کی بجائے

۲۵

دو ہزار روپیہ دے دیں گے

مولویوں کا کہنا کہ ہم عبداللہ آتھم کی پیشگوئی کی وجہ

۴۰۱

سے بہت شرمندہ ہیں

عورت

عورت کی بلوغت سات سے نو برس تک ہو سکتی ہے

۳۷۹، ۳۷۸

گرم ممالک میں لڑکیاں جلد بالغ ہو جاتی ہیں

عیسائیت

عیسائی مذہب کی اصل تصویر

۴۶۸

۴۶۹	عیسائیوں کے خدا یسوع مسیح کی دعا قبول نہ ہوتی مسیح مصلوب ہوا تو رور و کر دعا کرتا رہا کہ بچ جاؤں	عیسائی پادری کا جھوٹ سے کہنا کہ آنحضورؐ نے ایک کبوتر بلایا ہوا تھا تا لوگ اسے روح القدس سمجھیں	۲۹۸
۴۱۰	مگر نہ بچ سکا	مسیح کی داد یوں اور نانیوں کی نسبت اعتراض کا جواب دیں	۳۹۴
ح ۳۳۲	شراب کو حضرت عیسیٰؑ کا معجزہ شمار کیا گیا ہے	عیسائی پادریوں کی مکاری کے نمونے پورٹ صاحب	
ح ۳۵۱	عیسائیت میں شراب جائز ہی نہیں بلکہ مذہب کا بھاری جزوقتی	۲۹۸	نے اپنی کتاب مؤید الاسلام میں لکھے
ح ۳۳۳	شراب، زنا، قمار بازی کی لعنتیں عیسائیت کے ساتھ	۲۹۹	عبدالمنعم اور عبداللہ ہاشمی کا جھوٹا قصہ بنانا
ح ۳۵۱	لازم ہوگئی ہیں، عیسائی پادری باس ورتھ	ح ۳۳۵	ایک فاضل اور معزز عیسائی شاعر اٹھل اور اس کے چال چلن کا ذکر
ح ۳۵۱	ملک عرب میں شراب عیسائی لے کر گئے	ح ۳۳۸	اٹھل شاعر کا گر جاگھروں میں خوبصورت اور جوان عورتوں کے پائے جانے کا ذکر
ح ۳۳۳	عربوں میں شراب خوری اور بدکاریاں عیسائیت سے آئیں	ح ۳۵۰	اٹھل نے اپنے اشعار میں عیسائی چال چلن کا تذکرہ کیا ہے
	<b>عقائد و نظریات</b>	ح ۳۵۱	بنی تغلب قبیلہ عیسائی تھا اور یہ قبیلہ فشق و فجور میں بڑھا ہوا تھا
۳۷۴	عیسائیت کا پیش کردہ یسوع خدائی کا دعویٰ ہے	ح ۱۶۲	بائبل میں عرب کو عرب لفظ سے ہی بیان کیا گیا ہے
	مسیح نے ایلی ایلی لہما سبقتانی کہتے جان دے دی۔ کیا	ح ۳۶۰	ہندو کرشن اور رانچند کے مقابل پر ابن مریم کی خدائی نہیں مان سکتے
ح ۳۵۴	یہ الوہیت مسیح تھی اور ایلیا کو زندہ کر کے نہ دکھا سکا	ح ۳۶۳	ہندوؤں کو عیسائیوں پر فضیلت کہ بندوں کو خدا بنانے میں عیسائیوں کے پیشرو ہیں
	عیسائیوں کے خدا یسوع مسیح کا اصل حلیہ کہ ایلی ایلی لہما	۶۹	عیسائیوں نے شیطانی مکان سے پنجاب اور ہندوستان میں کیا کچھ نہ کیا
۴۶۹، ۴۶۸	سبقتانی کہتا ہوا رخصت ہوا اور اس کی کسمپرسی	ح ۳۳۵	عیسائی مذہب کا پایہ تخت کنعان سے یورپ میں کیسے پہنچا
	مسیح کی کئی پیشگوئیاں اپنے وقت پر پوری نہ ہوئیں	۴۲۵	انجیل میں جسمانی جزا کے بارہ میں اشارہ موجود ہے
۴۴	اور مسیح نے تاویلات سے کام لیا	۴۲۲	روح اور جسم کی سزا کے بارہ عیسائی نظریہ
۳۰۲	مسیح کی پیشگوئیاں ظاہری معنوں میں پوری نہ ہوئیں	۲۹۹	ایک عیسائی مقدس کا قول کہ جھوٹ بولنا نہ صرف جائز بلکہ دین کیلئے ذریعہ نجات ہے
۳۰۳	ظاہری الفاظ پر فیصلہ کریں تو مسیح کی نبوت ثابت نہیں ہوتی	۴۰۹، ۴۰۸	اپریل فول کی گندی رسم عیسائی تہذیب اور انجیلی تعلیم ہے
۴۷۲	یہ عیسائیوں کی ہی ایجاد ہے کہ خدا مرا بھی کرتا ہے	۴۳۳	انجیل نے روزانہ کی روٹی ملنے کی دعا سکھلائی جبکہ قرآن نے سورۃ فاتحہ کی ہدایت پر بنی سکھلائی
۴۷۶	جب سے ابن مریم کو خدا بنا بیٹھے ہیں بڑی بڑی		
۴۷۶	مصیبتوں میں پڑے ہوئے ہیں		
	عیسائیوں کا خداوند یسوع قیوم نہیں کیونکہ وہ اب زمین		
۴۹۱	پر موجود نہیں۔ قیوم کیلئے معیت ہونی ضروری ہے		
	اپنے یسوع کو خدا بنا کر اس کی ذات کو کچھ		
ح ۴۷۸	فائدہ نہیں پہنچایا		
۹۸	عیسائی مسیح ابن مریم کو خدا مان کر بندہ پرست ہو گئے ہیں		



۲۰۵	یہودیوں کے کلام میں تو یہ بہت پایا جاتا ہے اور تمام انجیلیوں میں اس سے بھری پڑی ہیں	۲۷۴	یہودیوں کی سولی پر قربانی سے پہلے نجات دینے کا کیا ذریعہ تھا
۲۰۸، ۲۹۹	عیسائیوں میں اپریل فول کی گندی رسم شراب نہ صرف عیسائیت میں جانتے بلکہ مذہب کی بھاری جزو ہے	۲۷۶	کچھ ثابت نہیں ہوتی
۳۵۱	عیسائیت میں صرف ایک بیوی تک جائز ہے	۳۶۲	الوہیت مسیح کا عقیدہ بعینہ یہی نقشہ راچندر اور کرشن کی الوہیت میں ہے
۳۳۷	دنیا کی ایک ہی بولی تھی عیسائیت و یہودیت کا عقیدہ	۳۶۳	عیسائیوں نے شرک یونان سے لیا اور یونان میں وید کے ذریعہ ہند سے آیا ہے
۱۳۶، ۱۳۵	میکسملر صاحب کا کہنا کہ علم اللسان کا آغاز عیسائیت سے ہوا	۳۶۳	انجیل میں تثلیث کا نام و نشان نہیں
۱۶۲	انجیل اور اس کی تعلیمات	۳۷۱	ہندوؤں کے تری مورتی کے عقیدہ کا عکس تثلیث میں کھینچا معلوم ہوتا ہے
۲۹۸	پادریوں نے کئی جعلی انجیلیں بنائی ہیں	۳۶۲	عقیدہ کفارہ
۲۹۹	تنت سے ایک انجیل کا برآمد ہونا	۱۵۷	کفارہ کے بدنتائج
	پادری جیسے کیرن کا کہنا کہ توراہ اور انجیل کی تعلیم اصلاح کیلئے نہ تھی	۳۵۳، ۳۲۱	مسئلہ کفارہ نے انسان کو گناہ پر دلیر کر دیا ہے
۳۶۸	یہود کا اعتراف کہ انجیلی تعلیم بائبل کا سرفہ ہے	۳۳۳	گناہ سے خود بخوبی نہ بچ سکا وہ شیطان کے پیچھے پیچھے چلا
۴۲۲	بائبل سے ثبوت دیں کہ متنی حقیقی بیٹا اور وارث بن جاتا ہے	۴۸۱، ۴۸۱	اگر مسیح کی مصلوبیت پر ایمان لا کر انسان گناہ سے بچ جاتا ہے تو کم از کم یہودیوں کی دادیاں نانیان تو بچ جاتیں
۳۸۹	انجیل کی تعلیم میں شراب کی کوئی ممانعت نہیں بلکہ شراب بنانے کو حضرت عیسیٰ کا معجزہ شمار کیا گیا ہے	۴۸۰، ۴۸۱	مسیح کے حواریوں پر کفارہ کا کیا اثر ہوا۔ پطرس نے لعنت ڈالی اور آج عیسائی دنیا گناہوں میں مبتلا ہے
۳۳۲	قرآن اور انجیلی تعلیم بابت بہشت کا موازنہ	۴۸۵	کفارہ کے بعد عیسائیوں کی بدکاریوں کا بند ٹوٹ گیا
۴۲۳	بد نظری کے بارہ میں انجیلی تعلیم اور اس کے بدنتائج	۳۶۹	کون سی بدی تھی جس سے کفارہ کے ذریعہ عیسائی رک گئے
۴۱۷، ۴۱۶	یورپی معاشرہ جہاں ملک کا ملک رنڈیوں کا ناپاک چکلہ بن جاتا ہے یہ پولوی انجیل کی ادھوری تعلیم کا نتیجہ ہے	۳۵۳	کفارہ کی زہرناک تحریک کی وجہ سے عیسائی بد چلنیوں میں بڑھ گئے
۳۹۳	عیسائیوں میں جس قدر کوئی فلسفہ میں ترقی کرتا ہے اتنا ہی انجیل اور عیسائیت سے بیزار ہو جاتا ہے	۳۳۲	عیسائیوں کے کفارہ پر گزشتہ انبیاء ایمان نہیں لائے تھے
۴۸۲، ۴۸۲	جنگ مقدس اور آتھم کی بابت پیشگوئی	۴۷۹	مسیح اگر کفارہ کیلئے آئے تھے تو ایلی ایلی لما سبقتانی
	امر ترسے عیسائیوں سے مباحثہ اور عبد اللہ آتھم والی پیشگوئی کا پورا ہونا	۳۶۸	کہہ کر موت سے گریز کیوں کرتے رہے
۱	مباحثہ جنگ مقدس میں عیسائیوں کو شکست اور اسلام کو فتح ہوگی	۴۷۸	عیسائیوں کی پھولی نہیں جم سکتی جب تک آدم سے اخیر تک تمام مقدس نبیوں کو پانی نہ بنا لیں
۳۶	جنگ مقدس کی پیشگوئی صرف آتھم کیلئے نہ تھی بلکہ آتھم کے تمام ساتھیوں کے لئے بھی تھی	۴۲۲	روح اور جسم کی سزا کے بارہ میں عیسائی نظریہ
۶۴			

- ۱۰۷ بائبل میں نبیوں کی قسمیں مذکور ہیں خود مسیح قسم کا پابند ہو  
توراہ میں خدا، فرشتوں اور نبیوں کی قسمیں موجود ہیں
- ۱۰۸ اور انجیل میں مسیح، پطرس اور پولوس کی قسم پائی جاتی ہے  
اگر قسم کھانا منع ہے تو پولوس اور پطرس تمام زندگی قسم
- ۲۵۷ کیوں کھاتے رہے
- ۱۱۵، ۱۰۶، ۱۰۵ قسم کھانے سے مسیح کے حواریوں نے بھی گریز نہ کیا

## ف-ق-ک-گ

### فرشتے / ملائکہ

- ۲۲۶ بہشت میں رہنے والے فرشتوں کی طرح ہو جائیں گے  
قوم پولس کو ملائکہ عذاب کے تمثلات میں دکھائی
- ۲۶۲ دیتے تھے
- ۳۹۰ ضرورت اور بلاؤں کے وقت نمازیں جمع اور قصر کرنے کا حکم  
غزوہ خندق میں چار نمازوں کا قضا کرنا
- ۳۸۹ منتہی کی بیوہ سے نکاح جائز ہے منہ سے کہنے سے  
کوئی حقیقی بیٹا نہیں بن جاتا
- ۳۸۹، ۳۸۸ وحی الہی نے نکاح موقت (متنع) کو حرام کر دیا ہے
- ۳۸۸ عورت کو ماں کہنے سے طلاق واقعہ نہیں ہوتی

### فلسفہ

- عیسائیت میں جس قدر کوئی فلسفہ میں ترقی کرتا ہے اتنا  
ہی انجیل اور عیسائیت سے بیزار ہو جاتا ہے
- ح ۴۸۲ شیطان اور شیطانی روپ والوں سے کس قسم کا خلق  
برتنا چاہئے؟ قرآن کہتا ہے ان پر شفقت کریں
- ۴۳۲ عیسائیوں میں جس قدر کوئی فلسفہ میں ترقی کرتا ہے اتنا  
ہی انجیل اور عیسائیت سے بیزار ہو جاتا ہے
- ح ۴۸۲

### قانون

- ۱۱۵ الہامی کتب کے مسائل گورنمنٹ کے قانون کے پابند نہیں  
۱۰۲ قانون شہادت کے بارہ میں ایک انگریز کی رائے

- ۸۳ جنگ مقدس میں نصرانیوں کی شکست فاش  
آہتم کی پیشگوئی کے بارے میں عیسائیوں کو مابلہ کا چیلنج
- ۶ جنگ مقدس کے مباحثہ سے تعلق رکھنے والے تمام  
عیسائیوں نے ہادیہ کا مزہ چکھا
- ۸ آخضور کی پیشگوئی کہ مہدی موعود کے زمانہ میں  
عیسائیوں کے ساتھ ایک مباحثہ ہو گا جس میں حق
- آل محمد کے ساتھ ہو گا

۱۳، ۱۲

۲۱

۲۲

۱۸

۶۵

۹۵، ۶۸، ۵۹

۶۲

۲۸

۸

۱۷

۵۰

۱۰۰

۱۱۵

۱۰۲

- عیسائیت کے مقابل میں ہمیں فتح نمایاں حاصل ہوئی  
حضور نے مباحثہ میں عیسائیوں کو فریق بنایا صرف  
عبداللہ آہتم نہیں۔ وہ فریق مخالف کے ایک جزو تھے  
آہتم کی پیشگوئی سے عیسائی فریق کے ہر فرد نے ہادیہ  
سے حصہ لیا
- آہتم کا قسم نہ کھانا عیسائیت کی شکست ہے  
اگر آہتم کو ابوہبیت مسیح پر یقین ہے تو وہ قسم کھائیں  
خدا انہیں بچا سکتا ہے؟
- ہم دیکھیں گے کہ عیسائیت کا مصنوعی خدا کس طرح  
آہتم کو موت سے بچاتا ہے
- آہتم کی پیشگوئی سے عیسائیوں کو بھاری شکست اور  
بہت آفات نازل ہوئیں
- پادری رامیت کی ناگہانی موت عیسائیت کیلئے ہادیہ سے کم نہیں  
کیا مارٹن کلارک قسم کھا سکتے ہیں کہ عیسائیوں پر آہتم  
کی وجہ سے ذلت نازل نہیں ہوئی
- یہودی صفت مسلمانوں نے عیسائیوں کو خوش کیا اور  
ان سے مل گئے

### عیسائیت اور قسم کھانا

- آہتم کا کہنا کہ قسم کھانا ہمارے مذہب میں منع ہے  
محمد حسین بٹالوی کا کہنا کہ عیسائیت میں قسم کھانا منع ہے  
حضور کا چیلنج کہ پھر میرے اشتہار کا رد کریں  
حضرت عیسیٰ نے کبھی گواہی دینے کا دروازہ بند نہیں کیا

۳۰۴	امت پر احسان کہ تمام معارف اور سنن اللہ سمجھا دینے	۳۹۶	دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند میں تبدیلی کرانے کا ذکر
۳۷۱، ۳۰۳	قرآن نے مسیح کی نبوت کی تصدیق کی	۴۰۰	احترام مذہب کے لئے قانون سازی اور مولویوں کا اعتراض
	قرآن کریم نے ہمیں گستاخ اور بد زبان بیسوع کی خبر		فاحشہ جورتوں کے ساتھ انگریز سپاہیوں کے خراب ہونے
۳۷۴	نہیں دی جس کو عیسائیت نے پیش کیا ہے	۴۵۱	کا قانون ایکٹ جھاڑنی ہائے نمبر ۱۳۱۸۸۹ء
۱۵۰ ح	قرآن کریم دس قسم کے نظام مفردات پر مشتمل ہے		<b>قرآن کریم فرقانِ حمید</b>
۱۵۹ ح	قرآن فصاحت و بلاغت کا اعجاز لے کر آیا		<b>شان و فضائل قرآن</b>
۱۹۴	اپنے اسرار حکماء اور عقلاء پر کھولتا ہے		قرآن لعلِ تاباں اور مہرِ درخشاں ہے اور اپنی سچائی کی
۱۸۲	حضرت مسیح موعود کا تدبر اور آپ پر اسرار قرآنی کا کھلنا	۱۲۸	کرنیں ہزار ہا پہلوؤں سے ظاہر ہو رہی ہیں
۱۸۴	اللہ نے مجھ پر ظاہر کیا کہ قرآن ام الکتب ہے	۱۹۱	قرآن الشمس یعنی مہر تاباں اور القمر یعنی ماہتاب ہے
	قرآنی حقائق و معارف لوگوں کو بتانے کیلئے رسالہ	۱۳۰	خاتم الکتب اور ام الکتب
۳۳۱، ۳۳۰	نور القرآن کا اجرا		صرف قرآن ہی کو حقیقی وحی اور اکمل اور اتم اور خاتم الکتب
۴۰۹، ۴۰۸	سچ کے بارہ میں قرآنی تعلیمات	۱۴۲	کہنا چاہئے
	جس قدر راست گوئی کی تائید قرآن میں ہے اس کا		قرآن کی خوبی کہ اپنی ہدایات و کمالات کا خود دعویٰ کرنا
۴۰۳، ۴۰۲	عشر عشر بھی انجیل میں نہیں	۱۴۸	اور آپ ہی دعویٰ کا ثبوت دیتا ہے
	شیطان اور شیطانی روپ والوں سے کس قسم کا خلق		قرآن کے منجانب اللہ اور ام الکتب ہونے کیلئے
۴۳۲	برتنا چاہئے؟ قرآن کہتا ہے ان پر شفقت کریں	۱۳۱، ۱۳۰	تین امور تنفیج طلب
۱۲۹	عربی کے الہامی ہونے کا دعویٰ قرآن نے کیا	۱۳۰	من جانب اللہ اور سب کتابوں پر مہمیں ہونا
	قرآن مہر تاباں اور عربی ماہتاب کی مانند ایک		قرآن کی اعجازی خاصیت کہ وہ اپنے دعویٰ اور دلیل کو
۱۹۱	دوسرے کے بعد چل رہے ہیں		خود بیان کرتا ہے یہ اس کے من جانب اللہ ہونے کی اول
۲۲۱	قرآن اور عربی ایک چکی کے دو پاٹ ہیں	۳۳۱	نشانی ہے
۲۰۸	قرآن نے عربی کو بین اور باقی زبانوں کو انجمی کہا ہے	۳۳۴	قرآن نے اپنے من جانب اللہ ہونے کا دعویٰ کیا
	صرف قرآن کریم اس زبان یعنی عربی میں نازل ہوا جو	۳۳۵	خدا کے کلام ہونے کے دعویٰ پر آیات قرآنی
۳۲۵	ام اللانہ اور الہامی اور تمام بولیوں کا منبع و سرچشمہ ہے		قرآن نے اپنے من جانب اللہ ہونے اور آنحضرت کی
	قرآن نے مسیح کی نبوت کی راہ کھولی اور قرآن نے یہ	۳۳۵	سچی رسالت کی مضبوط اور قوی دلیلیں دی ہیں
۳۷۱	کھولا کہ ابن مریم پر تمام الزام جھوٹے ہیں	۳۳۶	قرآن اور رسول کے سچا ہونے کی ایک دلیل ضرورت زمانہ ہے
	قرآن نے دشمنوں کے ساتھ بھی عدل و انصاف کی		قرآن کا دعویٰ ہے کہ آنحضرت اسیے وقت میں تشریف
۴۱۰، ۴۰۹	تعلیم دی ہے	۳۶۱	لائے جب دنیا بگڑ گئی تھی
	<b>قرآنی تعلیمات</b>		نزول قرآن کے وقت تمام دنیا میں فسق و فجور پھیل چکا تھا
۴۰۸	قرآن نے بچوں کے ساتھ رہنے کا حکم دیا	۴۱۵	نزول قرآن کی علت غائی تقویٰ کی راہوں کو سکھانا قرار دیا گیا
۴۳۶	اللہ سے محبت کرنے کے بارہ میں قرآنی تعلیمات	۳۶۶ ح	قرآنی تاثیرات کہ بدکاریوں کا استیصال کر دیا

قسم	۴۳۶	تقویٰ کی اعلیٰ درجہ کی تعلیم قرآن نے دی
۱۰۵	۴۳۳	نیکیوں سے محبت اور فاسقوں کا فروں پر شفقت کی تعلیم
۱۰۴، ۱۰۰	۴۰۹	قرآن نے دی ہے
۱۰۷		دشمنوں سے عدل کی خوبصورت قرآنی تعلیم
۱۰۸	۳۰۵	قرآن کریم نے فیصلہ دیا کہ کسی شخص کا دوبارہ دنیا میں
۱۰۷		آنا سنت اللہ کے خلاف ہے
۲۷۳	۳۳۸	قرآن نے شرک کو ام النجاشت اور عیسائیوں و یہودیوں
۱۱۵	۴۴۳	کو دنیا کی برائیوں کی جڑ ٹھہرایا ہے
۷۱	۴۴۲	قرآن نے فاتحہ کی دعا سکھلائی جبکہ انجیل نے روزانہ
۷۳	۴۲۸	کی روٹی کی سکھلائی
قصیدہ	۱۵۵	قرآن اور انجیلی تعلیم کا موازنہ
حضور کا عربی میں حمد یا اور نعتیہ قصیدہ جو حضور نے ایک	۴۲۲	بہشت کے بارہ میں قرآنی اور انجیلی تعلیم کا موازنہ
ہی دن میں بروز شنبہ ۱۵ جولائی ۱۸۹۵ء کو شاعر پر	۴۲۸	گناہ کے بارہ میں قرآنی اور انجیلی تعلیم کا موازنہ
مشتمل فصیح عربی میں لکھا	۱۵۵	ایک عیسائی کا اعتراض کہ عیسائیت میں اللہ کا نام باپ
سب سے متعلقہ میں چوتھا متعلقہ قصیدہ بنی تغلب کے شاعر اطلح کا	۱۶۰	آیا ہے جبکہ قرآن میں نہیں آیا
تھا جو عیسائی چال چلن پر گواہ ہے	۳۲۵، ۳۲۵	قرآن اور عربی کا تعلق
کافر	۱۹۵	صرف قرآن کریم اس زبان میں نازل ہوا جو
صرف انکار سے کفار پر عذاب نازل نہیں ہوتا اس	۱۶۰	ام اللہ اور الہامی زبان ہے
کے لئے عذاب آخرت رکھا ہے	۲۲۱	قرآن اور عربی کے طبعی تعلقات
بعض کافر معاہدہ صلح کی وجہ سے مسلمانوں کی طرف	۱۲۹	کامل زبان میں نازل ہوا جس میں مفردات کا سارا
سے لڑتے تھے	۱۲۹، ۱۲۸	نظام موجود تھا
کتب سماوی	۱۲۹	قرآن اور عربی ایک چکی کے دو پاٹ ہیں
قرآن کے علاوہ باقی کتب چند روزہ کارروائی تھی	۱۲۹	قرآن نے عربی کے الہامی زبان ہونے کا دعویٰ کیا
اور کامل نہ تھیں	۱۲۹	فضیلت قرآن پر ایک دلیل عربی کا ام اللہ ہونے
الہی کتاب کا حقیقی حلیہ یہی ہے کہ وہ اپنی علمی و عملی طریقوں	۱۲۹	کا دعویٰ اور دلیل ہے
سے حق ایتھین کا رستہ دکھائے	۲۵۰	زبانوں کے اشتراک کا دعویٰ اور دلائل جو کسی دوسری
		کتاب نے پیش نہیں کئے
		بولیوں کی تحقیق کی طرف توجہ قرآن نے دلائی
		قرآن کا احسان کہ اس نے اختلاف لغات کا اصل
		فلسفہ بیان کر دیا



۴۳۶	اللہ سے محبت کرنے کے بارہ میں قرآنی تعلیم		<b>مباحثہ</b>
۴۳۱	سچی محبت کرنے والا اپنے محبوب میں فنا ہو جاتا ہے		جنگ مقدس کے مباحثہ سے تعلق رکھنے والے تمام
۴۳۲	محبت اور شفقت میں فرق	۸	عیسائیوں نے ہاویہ کا مزہ چکھا
	ایتائے ذی القربیٰ میں محبت ذاتی کا جذبہ دل میں بھر	۸۲	مباحثہ کا نام خود پادریوں نے جنگ مقدس رکھا تھا
۴۳۹	جانا ہے		<b>مباہلہ</b>
	ایک پادری کا اعتراض کہ مسلمان خدا سے بھی بلا غرض		صلیٰ کی سنت سے ثابت ہے کہ مباہلہ کی غایت میعاد
۴۳۶	محبت نہیں کرتے	۳۴	ایک سال تک ہوتی ہے
	ایک پادری کا اعتراض کہ اسلامی تعلیم میں غیر مذہب والوں	۶	آہتھم کی پیشگوئی کیلئے عیسائیوں کو مباہلہ کا چیلنج
۴۲۹	سے محبت کرنے کا حکم نہیں ہے	۳۴، ۳۳	عبدالرحمن غزنوی سے مباہلہ اور اس کی ذلت
	<b>مذہب</b>		<b>متنبی</b>
۴۶۴	ہندوستان کے مذاہب ثلاثہ اور سچے مذہب کی نشانی		متنبی کی مطلق سے نکاح جائز ہے۔ منہ سے بیٹا نہیں
	تین مذاہب آریہ، عیسائی، اسلام اور ان تینوں کی اصل تصویر ۴۶۵		بن جاتا
	فطرتی معیار سے مذاہب کا مقابلہ اور گورنمنٹ انگریزی	۳۸۸	عیسائی بائبل سے نبوت دین کہ متنبی حقیقی بیٹا اور وارث
۴۶۰	کے احسان کا کچھ تذکرہ	۳۸۹	بن جاتا ہے
۴۶۳	مذاہب کی شناخت کا دوسرا ذریعہ چھاپے خانوں کی کثرت		<b>متعہ</b>
۴۶۳	مذاہب کی شناخت کا تیسرا ذریعہ ذرائع رسل و رسائل و ڈاک		وحی الہی نے نکاح مؤقت کو حرام کر دیا اور اسلام نے
	<b>مرگی</b>	۴۵۰	متعہ کو روانہ نہیں دیا
ح ۴۸۴	طبابت میں مرگی کو ام الصبیان کہتے ہیں		<b>مجدد</b>
ح ۴۸۳	مرگی کے مریض اکثر شیاطین کو دیکھا کرتے ہیں	۳۱۸	نئی صدی نے مولویوں کو ایک مجدد کی حدیث یاد دلانی
۴۸۳	شیطان کی ہمراہی کی تعبیر مرگی ہے		محمد حسین بناوٹی نے نواب صدیق حسن خان کو چودھویں صدی
	<b>مسلمان</b>		کا مجدد ڈھبھرایا اور بعض ملاؤں نے مولوی عبدالرحمن لکھنوی کو
	مسلمان حکومت انگریزی کو خدا کا فضل سمجھیں	ح ۳۱۸، ۳۱۷	دونوں صدی کے آتے ہی جہاں سے گزر گئے
۴۶۲	اور اس کی سچی اطاعت کریں		<b>مجوسی</b>
	یہودی طبع مسلمان دجال کے تابع ہو جائیں گے اور		دستا تیر مجوس کے فقرات بنام ایزد..... بسم اللہ کے
۴۹، ۴۶	عیسائیت کی ہاں میں ہاں ملائیں گے	ح ۱۴۹	وسیع مضامین کا مقابلہ نہیں کر سکتے
	آہتھم کی پیشگوئی بارے میں مسلمانوں کو چاہئے کہ خدا سے ڈریں		<b>محبت</b>
۱۲	اور تعصب میں دوسری قوموں کی طرح نہ ہو جائیں	۴۳۱	لفظ محبت کے عربی میں معنی
	نیم عیسائی مسلمان جو آہتھم کے نہ مرنے سے بہت خوش		محبت کوئی تصنع اور تکلف کا کام نہیں بلکہ انسانی قوی
	ہوئے اور خوشی کے اشتہار نکالے گویا انہوں نے	۴۳۰	میں سے ایک قوت ہے
۴۴	عیسائیت کی فتح تسلیم کر لی	۴۳۳	محبت کی حقیقت محبوب کے رنگ میں رنگین ہونا ہے

## معجزہ

اگر مسیح احیائے موتی کے معجزہ رکھتے تھے تو ایلیا کو زندہ کر کے یہودیوں کے سامنے رکھ دیتے

۳۰۷

## معرفت الہی

انسان کے وجود کی اصل غرض معرفت باری تعالیٰ ہے کائنات کا تمام سلسلہ مختلف پیرایوں میں اسی کام پر لگا ہوا ہے کہ تا خدا تعالیٰ کو پہچاننے کا ذریعہ ہوں

ح ۱۲۹

ح ۱۳۶

جو چیزیں خدا کے ہاتھ سے پیدا ہوئیں ان کی اول علامت یہی ہے کہ وہ خدا شناسی کی راہوں کی خادم اور معرفت الہی کا ذریعہ ہوں

ح ۱۳۵

ح ۱۳۶

عربی زبان معرفت باری تک پہنچانے کی طاقت رکھتی ہے

ح ۱۳۷

خدا تعالیٰ نے اپنی صفات افعال اور ارادوں کی چہرہ نمائی کیلئے عربی زبان کو ایک مستقل خادم پیدا کیا ہے

۳۳۰

انسانی معرفت کے تین درجے عدل، احسان اور ایتائے ذی القربی

## مفردات

قرآن کریم دس قسم کے نظام مفردات پر مشتمل ہے عربی زبان میں مفردات کا کامل نظام اور ذخیرہ

ح ۱۵۰

۱۳۱، ۱۳۰

۳۱۷

موجود ہے عربی کے مفردات کے نظام سے اُم اللغات ٹھہراتا ہے

۱۳۳

عربی کے مقابل پر مفردات متفرق نہیں بلکہ ضروری مضامین کے رنگ میں پیش کئے جائیں

## مکتوبات

حضور کا خط بصورت اشتہار بنام آتھم محررہ ۱۵ اکتوبر ۱۸۹۳ء ۹۲  
آتھم کا مکتوب مطبوعہ نور افشاں ۲۱ ستمبر ۱۸۹۳ء ۹۲

۹۲

ملائکہ دیکھنے فرشتے

مولوی دیکھتے علماء

## مہدی موعود

مہدی کے چار خاص نشان جن میں اس کا غیر شریک نہیں وہ یہ ہیں:

(۱) علماء تکفیر کریں گے (۲) نشان خسوف کسوف

(۳) نصاریٰ کے ساتھ فتنہ ہوگا (۴) یہودی طبع

۲۹، ۲۸

۲۹۲

مسلمان دجال کے ساتھ ہونگے

مہدی کی علامت خسوف و کسوف کا ہونا

## نجات

اللہ اور اس کے رسول پر ایمان اور یقین ہی نجات کا

۳۱۸

۳۲۱

۳۷۴

۳۷۵

ح ۱۳۵

ح ۱۳۶

ح ۱۳۷

۳۳۰

ح ۱۵۰

۱۳۱، ۱۳۰

۳۱۷

۱۳۳

۹۲

۹۲

## وہی

## وضو

ایک عیسائی پادری کا اعتراض کہ وضو کرنے سے گناہ کیونکر

۳۲۰

دور ہو سکتے ہیں

## وعید

۱۱۶

۱۱۷

توبہ واستغفار سے وعید کا ملنا موجب ترقی اہل کمال ہوتا ہے

توبہ واستغفار سے وعید کا ملنا با تفاق جمیع انبیاء علیہم السلام

۱۲۰، ۱۱۹

۱۱۷

ثابت ہے

توبہ واستغفار سے وعید کا ملنا تکلف وعہ نہیں

## وفات مسیح

ابن عباس، امام مالک، امام بخاری اور ابن قیم اور

۳۳

معترکہ وفات مسیح کے قائل ہیں

## ہمدردی

۴۳۴	یہود مسیح کی آمد سے پہلے ایلیا کا انتظار کرتے تھے لیکن	۴۳۴	بنی نوع انسان سے ہمدردی کی اسلامی تعلیم
۳۰۲	مسیح کی ایلیا کے بارہ میں تاویل کی وجہ سے مسیح کو نہ مانا	۴۳۲	فاسقوں اور شیطانی روپ رکھنے والوں پر قرآن
۳۰۴	یہود کی انکار نبوت مسیح کی دلیل	۴۳۳	نے شفقت کی تعلیم دی ہے
	قرآن کریم نے شرک کو ام النجائث اور عیسائیوں و		مرحمت سے مراد شفقت ہے
۳۳۸	یہودیوں کو دنیا کی تمام بد کاریوں کی جڑ ٹھہرایا ہے		<b>ہندومت</b>
ح ۱۵۹	یہود میں ایک گروہ منکر قیامت کا پیدا ہو گیا	۴۶۸	ہندوؤں کے پر میشر کی حقیقت اور ماہیت
	نبیوں کی اولاد اور تورات کو اپنے اقرار سے ماننے	۴۶۷، ۴۶۸	ہندوؤں کے پر میشر کی خدائی ثابت کرنا مشکل ہے
۳۳۹	اور عمل سے قاصر تھے	ح ۳۶۲	ہندو میں تری مورتی کے عقیدہ کا عکس تثلیث میں
	توریت کی نص صریح سے ثابت ہے کہ ابتدا میں		کھنچا ہوا معلوم ہوتا ہے
۱۳۶، ۱۳۵	ایک ہی بولی تھی	۳۶۲	رام چندر اور کرشن کی الوہیت کا عقیدہ ایسا ہی ہے جیسے
ح ۳۳۲	عرب میں یہود متواتر ذلتوں سے کمزور ہو چکے تھے	ح ۳۶۳	مسیح کی الوہیت ہے
	یہودیوں کا عیسائیوں پر اعتراض کہ بائبل کی تعلیمات	۴۶۷	ہندو ہندوں کو خدا بنانے میں عیسائیوں کے پیشرو ہیں
۴۲۲	چرا کر انجیل میں ڈال لیں	۴۷۳	گناہ کا تصور اور اس کی سزا کا طریق کار
	مسیح نے خود گواہی دی کہ فقید اور فریبی موتی کی		خدا بننے نے نور متبہ دنیا کے گناہ دور کرنے کیلئے
۳۷۰	گدی پر بیٹھے ہیں	۴۶۸	تولد کا داغ اپنے لئے قبول کر لیا
۳۶۹	مسیح یہودی ہدایت کے لئے آئے لیکن کس قدر	۳۳۵	نیوگ کے ذکر کے وقت آریوں کو ایک ندامت دامتگیر
	یہودی ہدایت پر پذیر ہوئے	ح ۳۵۱	ہو جاتی ہے
	مسیح جس شیطان کے پیچھے ہو لیا تھا اس کو یہود نے		چاروں دیدوں نے کلام الہی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا
۴۸۱	نہیں دیکھا تھا	۳۹۸	ہندوؤں کا بام مارگی فرقہ
۵۰، ۴۹، ۴۶	یہودی طبع مسلمان دجال کے تابع ہو جائیں گے		وید کے رشی اگنو، وایو اور ادت وغیرہ ہمارے نزدیک
۲۹۳	یہودی صفت علماء کے بارہ میں حضورؐ کو الہام	ح ۳۶۰	فرضی اور خیالی نام ہیں
۴۶	صحیح مسلم میں ہے کہ ستر ہزار یہودی دجال کے ساتھ ہونگے		ہندو اور چندر اور کرشن کے مقابل میں ابن مریمؑ کی خدائی
۱۳۶	دنیا کی ایک زبان نجی یہود اور نصاریٰ کا عقیدہ	ح ۳۶۳	نہیں مان سکتے
			شرک و وید کے ذریعہ یونان گیا اور وہاں سے عیسائیوں
			نے چرا لیا



## اسماء

ابولہب		آ-۱
۲۹۳	ابولہب سے مراد آگ اور قند بھڑکانے والا	آدم علیہ السلام
۲۵۵	احمد صاحب، مولوی شیخ	۲۷۸
۳۹۶	احمد اللہ مولوی	۲۰۱
۲۵۵	احمد اللہ خان - حاجی حافظ	۲۳۳
۱۲۴، ۱۰۹	احمد بیگ ہوشیار پوری، مرزا	۲۱۵، ۲۱۴
۱۰۳، ۱۰۲، ۱۰۱	اس کے بارہ میں پیشگوئی کا پورا ہونا میعاد کے اندر فوت ہوا اور دوسرے عزیزوں کیلئے ہم و غم کا موجب ہوا	۲۱۵
۱۰۲	احمد بیگ کی نسبت پیشگوئی کا ایک حصہ نوافشاں میں شائع ہو چکا تھا	۱۲۵
۱۰۲	احمد بیگ ہوشیار پوری کے داماد کی نسبت اشتہار پر محمد حسین بنا لوی کے اعتراضات اور اس کے جوابات یہ اعتراض کہ احمد بیگ کے داماد کی میعاد گزر گئی۔	۳۳۸
۲۱، ۲۰	احمد بیگ خود داماد کی میعاد فوت ہوا	۳۰۸
۱۰۲	احمد بیگ کے داماد کی وفات کے بارے میں سنت اللہ کے موافق تاخیر ڈالی گئی	۳۸۱
ح ۳۳۳	انخل معروف عیسائی شاعر	۲۱۴
ح ۳۵۰	آنحضرت کے زمانہ میں پیدا ہوا اور مروانی ملوک کے زمانہ میں فوت ہوا	۲۱۴
ح ۳۳۹	پکا عیسائی تھا اور شراب کی بہت تعریف کرتا تھا	۳۳
ح ۳۳۶	عیسائیوں کا ایک منتخب نمونہ ہے	۱۱۹
ح ۳۳۵	عیسائیوں میں معزز اور فاضل شمار ہوتا ہے اس کے چال چلن کا تذکرہ	ابو بکر صدیقؓ، حضرت
ح ۳۳۸	گر جا گھروں میں خوبصورت عورتوں کو پانے کا ذکر	آپ کے بارہ میں مسیح موعود علیہ السلام کے اشعار آں سعیدے کش ابو بکر است نام

۲۷۳، ۲۵۷، ۱۱۱، ۱۰۵	<b>پطرس حواری</b>	ح ۳۳۹	عورتوں کے معاملہ میں کنیسہ دمشق میں قید بھی کیا گیا
۳۹۱	مسیح نے پطرس کو شیطان کہا	ح ۳۳۴	ایک عیسائی گروہ نے بیروت سے اس کا دیوان اہتمام سے شائع کیا ہے
۲۰۳	جھوٹ بول کر مسیح پر لعنت بھیجی	۱۲۵	اسحاق علیہ السلام
۲۸۵، ۳۷۰	حواریوں کا سردار تھا اس نے مسیح پر لعنت ڈالی	۲۸۰	ایک مسلمان جو عیسائی ہونے سے رک گیا
دروغ گوئی اور مسیح پر لعنت بھیجنے کے باوجود انجیل اور عیسائیت	نے اس کو قبول کر لیا	۲۵۴	اسماعیل قادیانی، مرزا
۲۱۴	پطرس نے قسم کھائی	۲۵۴	افتخار احمد لدھیانہ، صاحبزادہ
۱۰۶	قسم منع ہے تو پطرس نے قسم کیوں کھائی	ح ۳۶۴	افلاطون
۱۱۵	پورٹ (John Davin Port)	۲۹۹	اکبر مسیح
	ستلیٹ کے عقیدہ کے بارہ میں رائے کہ ہندیا یونان سے آیا	۳۹۸	اندر من مراد آبادی
ح ۳۶۴	اپنی کتاب مؤید الاسلام میں پادریوں کی مکاری کے نمونے تحریر کئے	۳۰۲	ایلیا علیہ السلام
۲۹۸	پولوس رسول	۳۰۶	مسیح کا بچپن کو ایلیا قرار دینا
۲۹۷، ۲۹۶، ۲۷۲، ۲۷۱، ۱۱۱، ۱۰۵	عیسائیت میں بگاڑ پیدا کیا	ح ۳۵۴	ایلیا کی آمد کے بارہ میں مسیح نے تاویل سے کام لیا
۳۷۱	بقول عیسائیوں کے وہ موسیٰ سے بڑھ کر ہے	۳۰۵	مسیح ایلیا کو زندہ کر کے نہ دکھاسکا
۱۰۶	پولوس نے قسم کھائی	۳۵۵	ایلیا علیہ السلام کے دوبارہ دنیا میں آنے سے مراد
۲۹۱، ۲۶۹، ۳۸۶	پیلاطوس (فلسطین کا رومی گورنر)		ایوب بیگ، مرزا
۳۸۱	ترمدی، امام		ب- پ- ت- ٹ
۲۸۸، ۲۸۰	تمر (مسیح کی نانی داوی)		باس ورتھ، پادری
۶۰	ٹامس ہاول پادری	ح ۳۳۳	اس کا کہنا کہ تین لعنتیں شراب، زنا اور قمار بازی عیسائیت کے لازم و ملزوم ہو گئی ہیں
۳۹۷، ح ۳۵۳	ٹھا کر داس، پادری	۳۰۸، ۳۴	بخاری، امام
ح ۳۵۲	عدم ضرورت قرآن پر یادہ گوئی کرنا	۲۸۸، ۲۸۰	وفات مسیح کے قائل ہیں
ح ۳۴۳	ٹیلر، فاضل قیس		بنت مسیح
۳۹۶، ۲۶	ثناء اللہ امرتسری		بنی تغلب
۲۵۴	ثناء اللہ صاحب خوشابی	۳۵۱	یہ عیسائی قبیلہ تھا اور فسق و فجور میں بڑھا ہوا تھا

ح ۳۳۲	ڈیون پورٹ (نیز دیکھئے پورٹ)	ج-ح-خ	
۳۸۶	کسری ایران کی ہلاکت کے معجزہ کو اس نے اپنی کتاب میں لکھا ہے	۴۳۵، ۴۳۴	چارٹر
۴۸۸، ۴۸۰	راحاب	۴۵۱	جارج ریمیٹ کمانڈر انچیف افواج ہند
ح ۳۶۳، ح ۳۶۰	راجندر	ح ۳۶۷، ح ۳۶۴	جیمس کیمرن لیس، پادری
۸۲، ۵۹، ۳۲	ریمیٹ پادری		اس کا کہنا کہ اصلاح کچھ نہیں اور نہ کبھی کسی کی اصلاح ہوئی ہے اور منج قربانی کے لئے آیا تھا
۸	اس کی جوانی میں ناگہانی موت ایک نشان ہے جو عیسائیوں کیلئے ہادیہ سے کم نہیں	۳۶۸	حامد علی شیخ
۱۷	اس کی بے وقت موت پیشگوئی آتھم کا ہی حصہ تھا	۴۵۴	حسن (مفسر قرآن)
۸۳	پیشگوئی کے مطابق اس کی جوانی میں موت	۱۱۹	حسن علی بھاگلپوری، مولوی
۲۹۰	رحمت اللہ سوداگر، شیخ	۲۹۰	حوالہ علیہ السلام
	رشید احمد گنگوہی	۴۸۰	خدا بخش صاحب اتالیق، حضرت مرزا
۴۷	ان کی ایمانداری پر کھنے کیلئے حضور کا انعامی اشتہار	۱۴۴	خدا بخش ماڑوی ضلع جھنگ
۳۰۲	زکریا علیہ السلام	۴۵۴	خدا بخش جالندھری، مولوی
۴۴۴	زمینب رضی اللہ عنہا، حضرت ام المومنین	۴۵۴	خسرو پرویز کسری ایران
۳۸۸	منتہی کی مطلقہ تھیں جن سے آنحضورؐ نے نکاح کیا		دعوت اسلام پر غصہ میں آکر آنحضرتؐ کو گرفتار کرنے کیلئے
	س-ش-ص-ض	۳۸۵	سپاہی بھیج دیئے اور پھر اس کا انجام
۴۵۶	سراج الحق نعمانی، حضرت صاحبزادہ		د-ڈ-ر-ز
۳۲۴	آپ کی طرف سے رسالہ نور القرآن کے بارہ میں اعلان کہ یہ سہ ماہی جاری ہوگا	۴۸۰، ۴۷۹، ۱۲۵، ۱۰۷	داؤد علیہ السلام
۸۴، ۲۶	سعد اللہ دھیانوی	۳۹۲، ۳۹۱	آپ کی کثیر بیویوں کا ذکر
۸۶	اس کے بارہ حضور کا الہام ان شانفک هو الایتر		دیانتہ، پنڈت
	حضور نے اس کے بارہ میں لکھا کہ اے عدو اللہ تو مجھ سے نہیں		ستیا رتھ پرکاش میں اقرار کیا کہ آریہ ورت اور اس زمانہ
۸۶	بلکہ خدا تعالیٰ سے لڑ رہا ہے	ح ۳۶۵	میں مورتی پوجن میں غرق تھا
	اگر عیسائیوں کو غالب سمجھتا ہے تو آتھم کو کیوں قسم کھانے	۳۹۸، ۳۹۷	ستیا رتھ پرکاش میں آنحضورؐ کی گستاخی کی
۸۶	پر مستعد نہ کیا	۲۱۵	الدریلمی

۳۸۱	حضرت سودہ نے اپنی باری حضرت عائشہ کو بخش دی	اس کا کہنا کہ عیسائیوں پر مصیبتیں پڑیں تو مرزا صاحب کے
۳۹۶	عبدالجبار غزنوی، مولوی	مرید حکیم نور الدین صاحب کا شیر خوار بچہ بھی فوت ہو گیا
۲۷	آتھم کے نہ مرنے سے خوشی کا اظہار	۱۱۹
ح ۱۸۸، ۳۵	عبدالحق دہلوی، محدث	سلطان محمد، مرزا
۲۷، ۲۶	عبدالحق غزنوی، میاں	مرزا احمد بیگ کا داماد۔ استغفار کے نتیجہ میں موت سے بچ گیا
۲۷	اپنے تعصب کی وجہ سے آتھم کے نہ مرنے پر خوشی کا اظہار کہ بیان کے مبالغہ کا اثر ہے	۳۸۱
۲۷	اس کے ساتھ مبالغہ کا کیا اثر ہوا۔ اس کی اور اس کے	سودہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام المومنین
۳۳، ۳۲	گروہ کی ذلت ہوئی	۳۸۱
۳۹	مبالغہ کے بعد اس پر کئی برکات نازل ہوئیں اس کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا البتہ لعنت کا مورد ٹھہرے	۳۸۱
۲۵	میاں عبدالحق غزنوی پر پڑنے والی لعنتیں	آپ کو اپنی پیرائے سالی کی وجہ سے طلاق کا خوف پیدا ہوا
بھائی کی موت اور اس کی بیوہ سے نکاح کرنا اور اس سے اولاد کا دعویٰ کرنا	۱۲۱، ۱۲۰	سیوطی، امام
۲۰، ۳۹	عبدالحق غزنوی کے مبالغہ کا بقیہ	شریف احمد، حضرت صاحبزادہ مرزا
۳۲۳	کرامات الصادقین کا جواب کیوں نہ لکھا	الہی بشارت کے مطابق ۲۴ مئی ۱۸۹۵ء کو آپ کی پیدائش
۳۹	عیسائیوں کو غالب قرار دینے والے آتھم کو قسم پر آمادہ کریں ورنہ لعنتی ٹھہریں گے	۳۲۳
۳۹، ۳۸	عبداللہ لکھنوی، مولوی	۱۱۹
بعض ملاؤں نے انہیں صدی کا مجدد خیال کیا اور وہ پہلے ہی فوت ہو کر اپنے دوستوں کو شرمندہ کر گئے	۳۸۵	شیر و بیہ کسری ایران
ح ۳۱۸	عبدالرحمن مدرسی، حاجی سیٹھ	صدیق حسن خان نواب بھوپال
۲۹۰	عبدالرحیم نو مسلم، شیخ	محمد حسین بٹالوی نے انہیں چودھویں صدی کا مجدد قرار دیا
۲۵۴	قبول اسلام کے بعد آپ کے اخلاص و ترقی رشد کا ذکر	اور وہ صدی کے آتے ہی دنیا سے گزر گئے
ح ۳۸۱	عبدالرزاق (محدث)	ح ۳۱۷
۲۵۴	عبدالعزیز، شیخ	۳۹۷
ح ۲۵۵	آپ کے قبول اسلام اور اخلاص کا ذکر	صفدر علی، پادری
		ضیاء الدین قاضی کوٹی، حضرت قاضی
		محمد حسین بٹالوی کے بارہ میں عبداللہ غزنوی مرحوم کا
		ایک کشف جس کو قاضی صاحب نے سنا اور نور القرآن
		نمبر ۲ میں شائع ہوا
		۲۵۶
		ع-غ
		عائشہ صدیقہ، ام المومنین رضی اللہ عنہا
		آپ کی نو برس کی عمر میں شادی پر اعتراض اور اس کا جواب
		۳۷۷

۲	۱۱۶، ۴۳	عبدالقادرجیلانی، حضرت سید
۵۰، ۴	۱۲	آپ نے اپنی کتاب فتوح الغیب کے انیسویں مقالہ میں پیشگوئیوں کے پورا ہونے کے بارہ میں بحث کی ہے
۲۹	۱۶	عبدالقادرشاہ، مترجم قرآن
۳۰	۴۵، ۴	عبدالکریم خوشنویس
۱۱	۳۷، ۷	عبدالکریم سیالکوٹی، حضرت مولانا
۱۰۰	۱۴۴	عربی کے اشتراک السنہ ثابت کرنے میں حضور کی معاونت پادری فتح مسیح کا آپ کے نام خط جس کا حضور علیہ السلام نے جواب تحریر فرمایا
۲	۶۲، ۶۱، ۶۰، ۵۹	عبداللہ آتھم، پادری
۲	۴۰	مباحثہ امرتسر میں معاونت کرنے والا اور اس کا بد انجام
۱۹۴، ۱۶	۲	پیشگوئی بابت آتھم
۸۵	۲	حضور کے ساتھ مباحثہ اور اس کے بارہ میں پیشگوئی
۵۶	۵۸، ۵۵، ۲۵	پیشگوئی کے دو حصے تھے ہاویہ میں گرایا جائے گا رجوع کی صورت میں ہاویہ سے بچ جائے گا
۲۶۰	۷	ہاویہ میں گرنے کی پیشگوئی پوری ہوئی اور اسلام کی فتح ہوئی
۳۱۲	۶	ہول، خوف اور بیت جو اس پر طاری تھی یہی اصل ہاویہ تھا
۲۰۱	۲۵۸	پیشگوئی میں رجوع کے الفاظ تھے اس کے اسلام لانے کی پیشگوئی تھی
۱۰	۶	آتھم کی پیشگوئی کے حوالہ سے عیسائیوں کو مہالہ کا چیلنج
۲۶۹، ۱۸، ۱۰	۶	آتھم تین بار مؤکد بعبادہ قسم کھائے
۱۰۳	۷۴	آتھم ہرگز ہرگز قسم نہیں کھائے گا وہ جھوٹ کی موت مر گیا
۸۸، ۸۷	۲۹	پندرہ ماہ معادہ پیشگوئی کے دوران حضور نے دس کے قریب کتب تائید اسلام میں تصنیف فرمائیں
۱۱۱	ح ۶۹	آتھم میرے مقابل نہیں آئیگا کیونکہ میں صادق ہوں اور الہام سچا ہے
	۹	اس کے تمام معین و مددگار بھی ہاویہ میں گرائے گئے
	۲۵۶	آتھم کے بارہ میں چار اشتہار شائع کئے
		آتھم کا رجوع اور بیت
		اس کے رجوع حق کے بارہ میں حضور کے الہامات
		اس کا رجوع اور پیشگوئی کے بعد بیت ناک حالت
		اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا کہ آتھم نے رجوع کیا ہے
		آتھم نے رجوع سے فائدہ اٹھایا جیسا کہ پیشگوئی کے الفاظ تھے
		اپنے مضطربانہ افعال سے ثابت کر دیا کہ اس پر عظمت اسلام اثر کر رہی ہے اور پیشگوئی کی عظمت غالب ہوگئی
		جس کی وجہ سے پیشگوئی ٹل گئی
		پیشگوئی کے ایام میں اسلامی عظمت کا خوف اپنے دل پر ڈال لیا تھا
		پیشگوئی کے بعد اسلام کی عظمت اور رب اس کے دل میں آ گیا جس سے ہاویہ میں گرائے جانے میں تاخیر ہوئی
		آتھم نے ۱۵ ماہ تک تو بین اسلام نہیں کی گویا حق کی طرف جھکا اور عذاب ٹل گیا
		اس کو بہشتی تو قتر انہیں دیا صرف یہ کہا تھا کہ اس نے رجوع کیا
		آتھم نے رجوع سے فائدہ اٹھایا
		آتھم کے رجوع بچ ہونے کے ثبوت اور قرآن
		آتھم کا رجوع الی الحق
		رجوع سے فائدہ اٹھا کر پیشگوئی کو پورا کرنا اور قسم سے پہلو تہی کرنا
		اسلامی بیت کی وجہ سے قطرب کی ذہنی بیماری میں مبتلا ہو گیا
		پیشگوئی کے ڈراور ہول سے امرتسر، لدھیانہ اور فیروز پور کی طرف بھاگتا پھرا
		آتھم کو احمد بیگ کے بارہ میں پیشگوئی کے پورا ہونے کا علم تھا اس لئے اس پر خوف طاری تھا
		آتھم نے اقرار کیا کہ وہ پیشگوئی کے بعد موت سے ڈرتے رہے یہ اقرار نور افشاں میں شائع ہوا
		موت کے خوف کا اقرار اخباروں میں چھپوایا اور جا بجا خطوط میں اقرار کیا

۱۱۴ آتھم قسم نہ بھی کھاوے تو اللہ کی سزا سے بچ نہیں سکے گا  
 اگر عبداللہ آتھم مومت سے ڈر کر قسم کھانے سے گریز کرے  
 ۳۸ توصاف ثابت ہوگا کہ اس کو اپنے مصنوعی خدا پر ایمان نہیں  
 آتھم اگر تین بار قسم کھا کر اقرار کر دے کہ اس نے اسلام  
 کی طرف ذرہ رجوع نہیں کیا تو اس کو دو ہزار روپیہ دے  
 ۳۰ دیں گے

آتھم اگر قسم نہ کھائے یا قسم کھالے اور ایک سال میں دنیا سے  
 ۳۷ گزر جائے تو ہماری کامل فتح ہے  
 قسم کیلئے آمادہ کرنے والے کو سفر خرچ اور غذا کی رقم بھی  
 ۶۱ فراہم کریں گے  
 کیا آتھم کا مصنوعی خدا فوت ہو گیا ہے کہ وہ قسم کھانے  
 ۷۴ سے گریزاں ہیں  
 یہ کہنا کہ قسم کھانا ہمارے مذہب میں منع ہے ۱۱۱، ۱۰۴، ۱۰۰  
 آتھم کا عدالتوں میں قسم کھانا ثابت ہے ۲۷۵  
 دروغ گوئی اور ناحق ہونے والے پر چوتھا قرینہ کہ وہ قسم  
 ۲۷۲ سے بھی گریز کر گئے  
 آتھم اس جرم سے بری نہیں کہ اس نے حق کو اعلانیہ طور  
 ۲۶۹ پر زبان سے ظاہر نہیں کیا  
 نورا فتاش میں لکھا کہ اگر قسم دینا ہے تو عدالت میں طلی کرائیں ۹۹

### پیشگوئی پر اعتراضات

۴۳ اعتراض کہ آتھم پندرہ ماہ میں نہیں مرا  
 پندرہ ماہ میں نہ مرنے پر خوشیاں منانے والے مسلمان  
 ۴۴ نیم عیسائی ہیں  
 اس کی زندگی سے جھوٹی خوشی منانے والے بیوقوف  
 ۴۹ اور متعصب ہیں  
 نورا فتاش میں بھارت سدھار کا مضمون کہ ایک سال اور  
 ۳۱۱ گزر گیا لیکن آتھم زندہ موجود ہے  
 ۷۲ آتھم کے بارہ پیشگوئی پر اعتراضات اور ان کے جوابات  
 حواس پر قائم نہیں اس لئے پادری انہیں قسم کھانے پر آمادہ  
 ۹۱ نہیں کر سکے اس اعتراض کا جواب

امر تر سے تعلیم یافتہ سانپ کے حملہ سے ڈر کر بھاگا اور  
 ۲۶۶ لدھیانہ میں اپنے داماد کے پاس پناہ گزیں ہوا  
 ۲۷۶ پندرہ ماہ تک ایک جلتے تنور میں پڑا رہا  
 ۲۷۵ خوف کی حالت میں آتھم پر ہونے والے تین حملے  
 آتھم پر خوف کی حالت میں تین حملے اس کے جھوٹا  
 ۲۸۲ ہونے پر ثبوت ہیں

### قسم کھانے کا انعامی چیلنج

آتھم قسم کھانے کیلئے تیار ہو اور ہزار روپیہ لے لے  
 ۱۹ حضور کا آتھم کے بارہ میں اشتہار انعامی ہزار روپیہ  
 ۲۲ اگر کوئی مولوی کہے کہ آتھم کا رجوع ثابت نہیں تو وہ آتھم  
 کو حلف پر آمادہ کرے ہم ایک ہزار روپیہ کی بجائے دو ہزار  
 ۲۵ دے دیں گے  
 آتھم قسم کھالے تو دو ہزار انعام دوں گا  
 ۶۵ آتھم قسم اٹھانے کے لئے تیار ہو تو تین ہزار روپیہ تین  
 ہفتہ کے اندر اس کے حوالے کر دیں گے  
 ۷۱ جلسہ عام میں قسم کھاویں اور تین ہزار روپیہ لے لیں  
 ۹۳ قسم کھانے پر چار ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا  
 ۹۷ قسم کھالے اور ایک سال تک زندہ رہا تو چار ہزار کا انعام  
 ۳۱۶، ۵۸ ملے گا

### آتھم کا قسم کھانے سے گریز

حضور کا آتھم کو خط کہ اگر آپ نے رجوع نہیں کیا تھا  
 ۶۴، ۶۳ ح تو قسم اٹھائیں تو اللہ فیصلہ کر دیگا  
 ۷۰ آتھم قسم کھالے تو وہ ضرور سال میں مرے گا  
 ۹۴ اگر حق پر اور سچے ہیں تو جلسہ عام میں موکہ بعد ابی قسم کھاویں  
 ۷۹ آتھم کسی صورت میں میدان میں نہیں آئیں گے  
 آتھم کبھی قسم نہیں کھائیں گے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ہم سچے  
 اور ہمارا الہام سچا ہے  
 ۱۱۲ آتھم قسم کے لئے تیار ہو تو روپیہ قسم سے پہلے ہی ضامنوں  
 کے حوالے کر دیا جائے گا  
 ۱۱۲

نور القرآن نمبر ۲ میں ان کا خط جس میں حضرت مسیح موعود	اگر آتھم نے رجوع کیا تو اس میں ظاہر کیوں نہیں؟
۲۵۳ کی امامت کا اقرار کیا	۲۲ اس اعتراض کا جواب
۱۱۶ علی بن سلیمان مغربی، محقق علامہ	۱۱۵ پیشگوئی آتھم پر محمد حسین بٹالوی کے اعتراضات کے جوابات
۳۹۷، ۸۳، ۵۷ عماد الدین پادری	متفرق
حضور نے اپنی کتاب نور الحق اس کو بھجوائی اور عربی زبان	۱۱۳، ۳۷ آتھم کی عمر ۶۴ تا ۶۸ برس ہے
۲۳۰ میں ایسی کتاب لکھنے کا چیلنج دیا جس کا جواب نہ دے کر	۳۰۰ آتھم کو نعوذ باللہ دجال کے نام سے موسوم کیا
۶۰، ۳۲، ۹، ۸ لعنت کا مورد ہوا	۲۹۶ آتھم کی مکاری اور الزامات
عربی سے بے بہرہ اور جاہل ہے وہ عربی کتابوں کا جواب	۲۷۷ اخبارات و رسائل کذاب آتھم پر نالاش کر کے اس کو سزائیں دلوائیں
۸۳ کیونکر دے سکتا ہے اس اعتراض کا جواب	عبداللہ، پادری
حضور نے عماد الدین کو رجسٹری خطر روانہ کیا جس میں تحریر	۶۰ مباحثہ مترس میں معاونت کرنے والا اور اس کا بد انجام
۶۳ تھا کہ آتھم نے رجوع کیا تھا اگر نہیں تو وہ قسم کھائے	عبداللہ، شیخ
آتھم کو قسم کھانے کیلئے آمادہ کریں ورنہ ان کے دل	۲۵۴ ح آپ کے قبول اسلام اور اخلاص کا ذکر
۹۶ میں مسیح ابن مریم کی تعظیم نہیں	عبداللہ غزنوی مرحوم، حضرت
۳۵۱ ح عمرو بن کلثوم تغلیبی	۲۵۶ آپ کا ایک کشف محمد حسین بٹالوی کے بارہ میں
۲۵۴ عنایت اللہ مدرس مانا نوالہ ضلع گوجرانوالہ، مولوی	۲۵۷ محمد حسین بٹالوی کی علییت نکلنے نکلنے ہو جائے گی
عیسیٰ علیہ السلام	۲۵۷ آپ کا ایک کشف
۳۶۴، ۳۳۷، ۳۰۵، ۲۶۵، ۱۵۶، ۱۲۵، ۶۵، ۳۹، ۳۷	۲۹۹ عبداللہ ہاشمی
۳۷۴ وہ حضرت موسیٰ کی شریعت کے سچے خادم تھے	۲۹۹ عبدالحسین
۳۳۹ مسیح کی مخاطب ایک چھوٹی سی یہودی قوم تھی	۲۱۴ عبدالملک
۲۲۸ یسوع نے آئندہ آنے والے مقدس نبی کو خوشخبری دی	عبدالملک بن مروان، سلطان
۳۰۳ قرآن نے مسیح کی نبوت کی تصدیق کی	۲۳۹ ح انظر کو دعوت اسلام دینا
۳۰۳ ظاہری الفاظ پر فیصلہ کریں تو مسیح کی نبوت ثابت نہیں ہوتی	۲۵۷ عبدالمنان، حافظ
۳۷۱ مسیح کی نبوت کی سچائی کی راہ قرآن نے کھولی ہے	۲۸ عبدالوہاب شعرانی، امام
۳۷۲ ابن مریم کی نبوت کے لئے قرآن نبوت کافی ہے	۳۶۱ ح عزیر علیہ السلام
۳۷۱ مسیح نے کبھی خدائی کا دعویٰ نہیں کیا	۳۷۰ عضد الدین (پچھرا یوں ضلع مراد آباد)
۱۰۴ آپ نے کبھی گواہی کا دروازہ بند نہیں کیا	
مسیح کے ہاتھ پر صرف بارہ حواریوں نے اصلاح اور	
۳۷۰ توبہ کی	

توفی کے معنی آنحضورؐ اور صحابہ سے بجز وفات کے اور کچھ ثابت نہیں	۳۰۸	یہود مسیح کا کلام توریہ سے بھرا ہوا ہے اور ساری عمر توریہ کرتے رہے	۲۰۶، ۲۰۵
امام ابن حزم، امام مالک اور امام بخاری اور دوسرے کا بر وفات عیسیٰ کے قائل ہیں	۳۰۸	مسیح نے تاویلات سے کام لیا	۲۴
امام مالک وفات عیسیٰ کے قائل ہیں	۳۳	مسیح کی بعض پیشگوئیاں ظاہری معنوں میں پوری نہ ہوئیں	۳۰۲، ۲۴۴
اگر نزول کے الفاظ احادیث میں ہیں تو مسیح کی موت اور توفی کے الفاظ بھی قرآن وحدیث میں موجود ہیں	۳۰۷	مسیح کے ہاتھ پر صرف بارہ حواریوں نے اصلاح اور توبہ کی ان میں سے ایک نے تیس روپے لے کر پکڑوا دیا اور	۳۷۰
مسیح کی اصلاح کو آنحضورؐ کے ذریعہ ہونے والی اصلاح سے کوئی نسبت نہیں	۳۶۷ ح	ایک نے لعنت ڈالی	۳۷۰
ہم نے اپنے کلام میں عیسائیوں کا فرضی یسوع مراد لیا ہے۔ خدا کا عاجز بندہ عیسیٰ بن مریم اس سے مراد نہیں	۳۷۵	عیسائیت میں شراب بنانے کو حضرت عیسیٰ کا معجزہ شمار کیا گیا ہے	۳۳۲ ح
ایلی ایلی لہما سقتانی کہتے جان دے دی۔ کیا یہ الوہیت تھی اور ایلیا کوزندہ کر کے نہ دکھاسکا	۳۵۲ ح	مسیح احمیاء موتی کا معجزہ رکھتے تھے تو وہ ایلیا کوزندہ کر کے	۳۰۷
عیسیٰ اگر کفارہ کے لئے آئے تھے تو موت سے	۳۵۲ ح	آپ یہودیوں کے سامنے رکھ دیتے	۳۰۷
ایلی ایلی لہما سقتانی کہہ کر موت سے گریز کیوں کرتے رہے	۳۶۸ ح، ۳۶۸، ۳۶۹	آپ یہودیوں کی اصلاح کیلئے آئے لیکن کس قدر یہودی ہدایت پذیر ہوئے	۳۶۹
عیسیٰ کے بارہ میں عیسائیوں کا اہنیت کا اعتقاد	۹۸ ح	مسیح کالوگوں نے انکار کیا اور طرد ظہر لیا مسیح کی بعض	۱۰۷
کبوتر ایک دفعہ نازل ہوا جسے روح القدس کہا گیا	۲۹۸	بائبل کے مطابق مسیح قسم کا پابند ہوا	۱۰۷
یسوع مسیح نے ایک فاحشہ عورت کی تعریف کی	۲۴۸	آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شیطان مسلمان ہو گیا	۳۷۵ ح
بقول عیسائیوں کے ان کے خدا یسوع کی پیدائش میں تین زنا کار عورتوں کا خون ملا ہوا تھا (نعوذ باللہ)	۲۴۸ ح	لیکن یسوع کا شیطان ایمان نہ لاسکا	۳۷۵ ح
عیسائیوں کے نزدیک مسیح کا چال چلن اور اخلاقی حالت بادشاہوں کے سامنے جو عزت تھی وہ پوشیدہ نہیں مسیح کو گرفتار کیا گیا	۳۸۷ ح	یسوع کی سولی پر تانی دینے سے پہلے نجات دینے کا کیا ذریعہ تھا	۲۷۴
مسیح علیہ السلام ازدواجی معاملات میں اپنی قوم کو نمونہ نہ دے سکے اس لئے وہ حد اعتدال کے آگے نکل گئی اور فحشاء میں مبتلا ہو گئی	۳۸۶	<b>غلام احمد قادیانی، حضرت مرزا مسیح موعود و مہدی معبود علیہ السلام</b>	
حضرت مسیحؐ مردانہ صفات کی اعلیٰ ترین صفت سے بے نصیب تھے	۳۹۳	<b>بعثت۔ دعویٰ۔ عقائد</b>	
مسیحؐ تھوڑی سی بھوک پر صبر نہ کر سکے اور انجیر کے درخت کی طرف دوڑے	۳۹۳	آپ کے عقائد	۳۶، ۳۵، ۳۴
	۳۹۳	ہم مسیح علیہ السلام کو سچا نبی مانتے ہیں	۳۰۳
	۳۹۳	مسیح کے بارے میں ہمارا نہایت نیک عقیدہ ہے کہ وہ خدا کے سچے نبی اور پیارے تھے	۳۷۴
	۳۹۳	ہم نے اپنی تحریرات میں ہر جگہ عیسائیوں کا فرضی یسوع مراد لیا ہے خدا کا عاجز بندہ عیسیٰ بن مریم اس سے مراد نہیں	۳۷۵
	۴۲۶، ۴۲۷	اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام عیسیٰ رکھا	۳۰۸
	۴۲۶، ۴۲۷	اگنو، وابو اور ادت وغیرہ صرف فرضی اور خیالی نام ہیں	۳۹۸



۱۲۵	یحمدک اللہ من عرشہ میں بس نہیں کروں گا جب تک اپنے قوی ہاتھ کو نہ دکھلاؤں	۳۷۸	ہم گورنمنٹ انگریزی کے خیر خواہ ہیں لیکن اسے معصوم عن الخطا نہیں سمجھتے
۱۱۴	اور شکست خوردہ گروہ کی سب پر ذلت ظاہر نہ کروں خواب میں حضرت حکیم نور الدین صاحب کی گود میں	۳۵، ۳۴	آپ کے عقائد اور ان پر اعتراضات کی وضاحت آپ کی بعثت کے وقت زمانہ کے خراب حالات اور
۲۷	ایک خوش رنگ اور توانا بچہ دیکھنا	۱۷۹، ۱۷۳	علماء کی بد عملی و مخالفت آنحضور پر تہمت لگانے والوں کی وجہ سے آپ کا دل
	<b>تائیدات و نصرت الہی</b>	۳۹۸، ۳۹۵	دکھنا اور الزامی جوابات دینا پادری فتح مسیح کی طرف سے توہین رسالت پر مبنی خط
	خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے میں آخر فتح یاب ہوں گا مجھ سے پہلے کون ضائع ہوا جو میں ضائع ہو جاؤں گا	۳۷۶	جس سے آپ کا دل دکھا اور اس خط کا جواب عیسائیوں اور آریوں نے توہین رسالت ہماری کتب کی
۲۳	میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں اللہ نے فرمایا تجھے فتح اور غلبہ دوں گا اور تیری جماعت	۳۹۷	وجہ سے نہیں کی آنحضرت کو قتل کرنے کے الزام کی تردید
	مخالفوں پر غالب رہے گی اور زور آور حملوں سے سچائی ظاہر کروں گا	۲۸۳	
۵۴-۵۲			<b>الہامات</b>
	میری کامیابی میرے رب کی طرف سے ہے۔ بس میں اس کی حمد کرتا اور نبی پر درود بھیجتا ہوں		اطلع اللہ علی ہمہ و غمہ ولن تجد لسنة اللہ تبدیلاً..... و هذه تذکرۃ فمن شاء اتخذ
۱۸۶		۹۱، ۹۰، ۲	الی ربہ سبیلاً
۱۸۲	آپ کا تدبیر قرآن اور آپ پر اسرار قرآنی کھلنا اللہ نے مجھ پر ظاہر کیا کہ قرآن ام الکتب اور عربی زبان	۱۲۵	الیس اللہ بکاف عبده
	ام الالسنہ ہے	۱۲۵	انت وجیہ فی حضرتی اخترتک لنفسی
۱۸۴، ۱۶۶	اللہ تعالیٰ نے زبانوں کی تحقیق کی طرف میرے دل کو پھیرا اور میری مدد کی	۱۲۵	انت معی و انا معک
		۱۶۴	انّ الدین هو الاسلام
۲۴۰، ۲۳۹	عربی کے مقابلہ سے دشمن بھاگ جائیگا عربی کے ام السنہ ہونے کے بارہ میں اللہ نے میرے	۱۶۴	انّ الرسول هو المصطفیٰ السید الامام امی امین
	دل میں ڈالا کہ ایک کتاب تالیف کروں	۸۶	انّ شانک هو الابر
۱۶۷	اللہ نے ہی مجھے سمجھایا اور سکھایا اور مجھ پر کئی اسرار کھولے اور حقائق و معارف کی بارشیں میرے پر کیں	۵۴	جنت من حضرۃ الوتر
۱۶۴، ۱۶۱	آنحضرت کی پیشگوئی کے پندرہ ماہ کے دوران حضور نے دس کے قریب کتب تائید اسلام میں تصنیف فرمائیں	۱۲۵	قل انی امرت و انا اول المؤمنین
۲۹	اللہ نے ہماری پیشگوئی کے مطابق عیسائیوں کے مکر کو پاش پاش کر کے صفائی سے پوری کر دی اور فتح اسلام ہوئی	۱۲۵	وانی مغلوب فانصر ولن ترضی عنک الیہود و النصری حتی تتبع ملتہم..... الا خائفاً و ما اصابک و نمزق الاعداء کل ممزق یومئذ یفرح المؤمنون ثلثہ من الاولین و ثلثہ من الاخرین یا عیسیٰ الذی لا یضاع وقتہ
۱۲		۱۲۵	

## دعا میں

- ۱۸۱ حالت زمانہ اور ضعف اسلام دیکھ کر آپ کی اپنے  
مولیٰ سے تضرعات اور قبولیت  
۱۲۵، ۱۲۴ آپ کی متعدد دعائیں  
انگریزی حکومت کی دینی اور دنیاوی بھلائی کیلئے آپ  
کی دعا ۴۶۴، ۴۶۳  
۳۱۸ آتھم اور احمد بیگ کی پیشگوئی کو لوگوں پر حجت ہونے کیلئے دعا ۱۲۴  
۳۱۷ علماء کی جسے پر مولیٰ کے حضور ان کے لئے دعا ۴۰۰

## مخالفین کو چیلنج

- آپ نے عیسائیوں کو اپنی کتاب نور الحق بھجوائی اور اس  
کے مقابل پر کتاب عربی میں لکھنے کا انعامی چیلنج دیا لیکن  
کسی نے جواب نہ لکھا  
۸ آتھم کی پیشگوئی کی معیاد پندرہ ماہ کے دوران حضورؐ نے  
دس کے قریب کتب تائید اسلام میں تصنیف فرمائیں  
کوئی مولوی مخالف و مکلف بٹالوی وغیرہ پندرہ برسوں میں  
ایسی کتب لکھ کر دکھاوے  
۲۹ محمد حسین بٹالوی تین مرتبہ کہہ دے کہ عبدالحق غزنوی وغیرہ  
کی مباہلہ کے نتیجہ میں ذلت نہیں ہوئی تو پانسو روپیہ دیں گے  
مکلف مولویوں کو عربی کتب کے مقابلہ پر رسالے لکھنے کا چیلنج  
لیکن کوئی مقابل نہ آیا  
۳۳ عربی کے مقابل دوسری زبانوں کی خوبیاں پیش کرنے پر حضورؐ کا  
پانچ ہزار روپیہ کا چیلنج  
۲۳۹، ۲۲۸ سنسکرت دان آریوں کو سنسکرت میں عربی کے مساوی افضائل  
خمسہ ثابت کرنے پر پانچ ہزار روپیہ انعام دینے کا اعلان  
۱۳۹ مخالفین کو قرآن کے مقابلہ کی دعوت کہ اپنی کتاب سے  
دعویٰ اور دلیل نکال کر دکھائیں  
۳۳۲ جس قدر قرآن میں راست گوئی کی تاکید ہے انجیل سے  
نکال کر دکھائیں  
۴۰۳

- وہ دن آنے والے ہیں کہ وہ سب باتیں پوری ہوں  
گی دشمن شرمندہ ہوگا اور مخالف ذلت اٹھائے گا اور ہر  
ایک پہلو سے فتح ظاہر ہوگی  
۱۷ مباہلہ کے نیک اور بابرکت اثرات مخالفین عاجز  
آئے اور فدا یگانہ کی جماعت عطا ہوئی  
۴۰ صدی کے بارہ برس گزرنے پر بھی زندہ ہوں  
۳۱۸ سولہ برس سے حق کی دعوت کر رہا ہوں جبکہ جھوٹے پر خدا  
کی لعنت ہوتی ہے اور وہ نابود ہو جاتا ہے  
۳۱۷ آتھم کے بارہ میں پیشگوئی اور اس کا پورا ہونا  
۱ آتھم آتھم نہ کھائے یا کھالے اور ایک سال میں گزر جائے  
تو ہماری کامل فتح ہے  
۳۷ میری عمر اس وقت ساٹھ سال کے قریب ہے لیکن اللہ کے  
فضل سے جیوں گا جب تک دینی خدمت کا کام پورا نہ کر لوں  
۳۸ آتھم اگر تم کھالے تو وہ ضرور ایک سال میں مرے گا اور  
ہم نہیں مریں گے  
۱۱۳، ۷۰ آتھم قسم نہ بھی کھاوے تو اللہ تعالیٰ اس کو بے سزا نہیں چھوڑے  
گا کیونکہ اس نے حق کا انخفا کیا۔ اللہ ضرور نشان دکھائے گا  
۱۱۲ مہدی کے لئے چار خاص نشانیاں جو آپ کے وجود  
میں پوری ہوں گی  
۵۰ کسوف و خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور صد ہا لوگ جماعت  
میں داخل ہوئے  
۴۶، ۳۳ عبدالحق غزنوی کے ساتھ مباہلہ کے نتیجہ میں ظاہر  
ہونے والے تائیدی نشانات  
۳۳ بڑے بیٹے کی بیماری اور شفا  
۳۳ الہی بشارت کے مطابق ۱۸ اپریل ۱۸۹۴ء کو اطلاع دی تھی کہ  
لڑکا ہونے والا ہے سو پیدا ہو گیا (مرزا شریف احمد)  
۳۲۳، ۴۰ ایک سیاہ رنگ شیطان بدصورت دیکھا تو اس کے منہ پر  
طمانچہ مارا کہ دور ہو جا  
۴۸۳ حضرت حکیم مولانا نور الدین صاحب کی گود میں ایک  
خوش رنگ لڑکا دیکھنا  
۲۷

۱۱۵	بناوئی اگر سمجھتے ہیں کہ عیسائیت میں قسم کھانا منع ہے تو میرے اشتہار کار کا رکھیں ورنہ لعنة الله على الكاذبين	۳۲۵	بہشت کے بارہ میں روحانی جزا کا بیان اگر قرآن کے مقابل انجیل میں زیادہ ہے تو فقہ ایک ہزار روپیہ لے لیں
	مولوی محمد حسن لدھیانوی قسم کھائے کہ چار نشانات جو ظاہر ہوئے وہ بے نظیر نہیں اور ان کا مدعی کافر ہے تو ہزار روپیہ لے لیں	۶	عبداللہ آتھم کی پیشگوئی کیلئے عیسائیوں کو مبالغہ کا چیلنج تمام عیسائی کوشش کر کے مر بھی جائیں تب بھی وہ انعامی چیلنجر کا جواب نہیں دے سکتے
۵۱		۲۹	جو الفاظ قیصر روم نے اپنی سعادت سمجھتے ہوئے کہ میں آپ کے پاؤں دھوتا کہے اگر کسی جاگیر دار نے مسیح کیلئے کہے ہوں تو ایک ہزار روپیہ انعام لے لیں
۲۲:۱۰	<b>اشتہارات</b> آتھم کے بارہ آپ کا انعامی اشتہار مبلغ ہزار روپیہ آپ کا اشتہار انعامی ہزار روپیہ رشید احمد گنگوہی وغیرہ کی ایمانداری پر کھٹے کیلئے	۳۸۷، ۳۸۳	جو اعتراض انجیل پر ہم نے کئے ہیں ان کا جواب پادری فتح مسیح نہیں دے سکتے
۲۷	اشتہار ۹ ستمبر ۱۸۹۴ء	۳۱۵	عیسائیوں کے خلاف مقابلہ کے لئے آتھم صرف ایک جزو تھے
۶۲۵۵۵	اشتہار انعامی دو ہزار روپیہ ۲۰ ستمبر ۱۸۹۴ء	۲۲	کل فریق عیسائی تھے
۷۰۶۲۳	اشتہار انعامی تین ہزار روپیہ ۱۵ اکتوبر ۱۸۹۴ء	۳۸	ہمارا کامل یقین ہے کہ اگر آتھم قسم کھالے تو وہ سال میں مرجائے گا اور میں زندہ رہوں گا
۹۶۷۷۱	اشتہار انعامی چار ہزار روپیہ ۲۷ اکتوبر ۱۸۹۴ء	۳۱۲، ۳۱۱	آتھم کو قسم کھانے کا چیلنج اور موت کی پیشگوئی آتھم تین بار قسم کھالے کہ اس نے ذرہ بھی رجوع نہیں کیا تو ہم دو ہزار روپیہ دیں گے
۱۲۵۶۹۷	آتھم کے بارہ میں چار اشتہار شائع کئے	۳۰	آتھم قسم کے لئے تیار ہو تو تین ہفتہ کے اندر تین ہزار روپیہ اس کے پاس لے کر آنے کو تیار ہوں
۲۵۶	اشتہار انعامی پانچ ہزار روپیہ	۷۱	آتھم قسم کھالے اور پھر ایک سال تک زندہ رہا تو چار ہزار روپیہ انعام دوں گا
۳۸۹	<b>منظومات و مکتوبات</b> حضور کا عربی حمدیہ اور نعتیہ قصیدہ	۳۱۶، ۹۷	آتھم سے طریق فیصلہ وہ قسم کھائے کہ اس نے رجوع نہیں کیا
	یا من احاط الخلق بالالاء	۹۶	کیا ایک سال میں عذاب جھوٹے پرنازل ہو
۱۷۳-۱۶۹	فارسی نظم	ح ۶۹	آتھم میرے مقابلہ پر نہیں آئیگا کیونکہ میں صادق اور الہام سچا ہے
۲۵۶ ۶۲۵۱	حمد و شکر آں خدا کے کردگار	۱۱۲	آتھم کبھی قسم نہیں کھائیں گے کیونکہ وہ اپنے دل میں جانتے ہیں کہ ہم سچے اور ہمارا الہام سچا ہے
	فارسی نظم		اگر کوئی مولوی آتھم کے رجوع کو نہیں مانتا تو وہ آتھم کو حلف پر آمادہ کرے۔ آتھم قسم دے دے تو ہم ایک ہزار کی بجائے دو ہزار روپیہ دیں گے
۳۰۸	وحی حق پر از اشارات خدا است		
	حضور نے تین رجسٹری شدہ خط آتھم، مارٹن کلارک اور پادری عماد الدین کی طرف روانہ کئے		
۶۳	حضور کا آتھم کو خط لکھ کر کہ اگر تم نے رجوع نہیں کیا تھا تو قسم کھاؤ اللہ فیصلہ کر دے گا		
ح ۶۲، ۶۳	حضور کا مکتوب بنام آتھم محررہ ۱۵ اکتوبر ۱۸۹۴ء		
۹۲	<b>متفرق</b> میری عمر بوقت اشتہار ستمبر ۱۸۹۴ء تقریباً ساٹھ برس ہے		
	حضور کا مکتوب بنام آتھم محررہ ۱۵ اکتوبر ۱۸۹۴ء		
۱۱۳، ۶۹	علم اللسان میں آپ کی تحقیق	۲۵	
۳۲۱، ۳۲۰			

۳۸۴	آ نحصورہ کے پاؤں دھونے کی سعادت کے الفاظ صحیح بخاری میں درج ہیں	۳۸۴	قصیرہ ہند کو اسلام کی دعوت دینا ہمارے پاس ایسے پادریوں کی کتابوں کا ذخیرہ موجود ہے جنہوں نے آنحصورہ کی توہین و تحقیر کی ہے
۳۸۷	قصیرہ روم اس گورنمنٹ عالیہ کا ہم مرتبہ تھا بلکہ اس وقت اس کے مقابل کی طاقت دنیا میں نہ تھی	۳۷۵	غلام احمد کھکھی مولوی
۳۸۳	قصیرہ ہند (ملکہ وکٹوریہ)	۴۵۵	غلام رسول امرتسری، مولوی
۳۸۳	قصیرہ ہند اسلام سے محبت رکھتی ہے اور اس کے دل میں آنحصورہ کی بہت تعظیم ہے	۳۹۶	غلام قادر سیالکوٹی، حضرت منشی
ح ۳۶۳، ح ۳۶۰	کرشن علیہ السلام	۲۹۰، ۱۴۴	غلام محمد صاحب سیالکوٹی، حضرت منشی
۱۴۳	کمال الدین بی۔ اے، حضرت خواجہ	۱۴۴	غلام محی الدین کتب فروش جہلمی، شیخ
۳۹۸	کنہیا لعل الکھدھاری لدھیانوی	۴۵۴	
	<b>ل۔ م۔ ن</b>		<b>ف۔ ق۔ ک</b>
	<b>لیکھرام پشاوری</b>		<b>فتح مسیح، پادری</b>
	مباحثہ کے دوران شیخ عبداللہ صاحب کا لیکھرام کو شکست دینا	۳۷۶	پادری فتح مسیح متعین فتح گڑھ ضلع گورداسپور کے توہین رسالت پڑنی خط کا جواب
ح ۴۵۴	آریوں نے اسے اسلام کے مقابل پرکھڑا کیا	۴۰۲	فتح مسیح کے بقیہ اعتراضات جو دوسرے خط میں ظاہر کئے اور ان کے جوابات
۱۴۳	توہین رسالت میں کتب شائع کرنا		<b>فرعون</b>
۳۹۷	مارٹن کلارک، ڈاکٹر		موسیٰ فرعون کی سرکوبی اور اس سے اپنی قوم کو چھڑانے کے لئے آئے تھے
۳۸۰، ۳۱۴، ۲۷۳، ۲۷۱، ۲۶۹، ۹۱، ۶۰، ۵۷، ۱۸	کیا وہ قسم کھا سکتے ہیں کہ عیسائیوں پر ذلت نازل نہیں ہوئی	۳۶۹	فضل الدین بھیروی، حضرت حکیم
۱۷	جبکہ کوئی عیسائی نورالحق کا جواب نہ دے سکا	۴۵۴، ۲۹۰	فنڈل، پادری
	حضور نے مارٹن کلارک کو رجسٹری خط روانہ کیا کہ آتھم نے رجوع کیا تھا اگر نہیں تو وہ قسم کھائے	۳۹۷، ح ۳۶۴، ح ۳۴۲	<b>قطب الدین، بدو ملی</b>
۶۴، ۶۳	آتھم کو قسم کھانے کیلئے آمادہ کریں ورنہ ثابت ہوگا کہ ان کے دل میں مسیح ابن مریم کی تعظیم نہیں	۴۵۴	قطب الدین کوٹلہ فقیر جہلم، حافظ
	اشتبہا رشا لعل کیا کہ ہمارے مذہب میں قسم کھانا سوز کی طرح منع ہے	۴۵۵	قصیرہ روم
۲۵۷		۳۸۲	عیسائی بادشاہ کا کہنا کہ اگر میں آنحصورہ کی صحبت میں رہ سکتا تو میں آپ کے پاؤں دھویا کرتا
		۳۸۳	

حجۃ الوداع پر فرمایا کہ شاید آئندہ سال میں تمہارے ساتھ نہ ہوں چنانچہ اگلے سال مدینہ میں آپ کی وفات ہوئی ۳۶۷	۳۰۸، ۳۳۲	آپ کا قول اِنَّ عیسیٰ ماتَ کہ عیسیٰ وفات پا گئے ہیں
آپؐ ایسے وقت واپس بلائے گئے جب دین کامل ہو گیا ۳۶۴	۲۹۹	مامون الرشید عباسی خلیفہ
آپؐ کی صداقت کی دلیل ضرورت زمانہ ۳۳۰، ۳۳۹	۲۹۰	مردان علی حیدر آبادی، میر
قرآن نے آپؐ کی سچی رسالت کی قوی دلیلیں دی ہیں ۳۳۵	۹۵، ۶۱	مریم علیہا السلام
آپؐ کے سچے نبی ہونے کے بارہ میں قرآنی آیات ۳۳۴	۲۷۳، ۲۹۸	مریم بنت یعقوب
آپؐ کی سچائی کی دلیل کہ آپؐ ایسے وقت میں اپنے مولیٰ کی طرف بلائے گئے جبکہ آپؐ اپنے کام پورے کر چکے تھے ۳۳۳، ۳۳۲		محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ ﷺ
عربی زبان دلائل نبوت رسول اللہؐ کا ذخیرہ ہے ۱۶۶		بعثت - مقام
کلمہ طیبہ یعنی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان اور یقین ہی نجات کا ذریعہ ہے ۲۱۸	۲۰۷	آپؐ تمام عالمین کے لئے نذیر تھے
آپؐ اگر اس گورنمنٹ کے زمانہ میں ہوتے تو یہ گورنمنٹ آپؐ کی کفش برداری اپنا فخر سمجھتی ۳۸۲	۲۱۵	آپؐ نے اسماء سکھائے جانے میں اپنے آپؐ کو آدم کے مشابہ قرار دیا ہے
قبصر روم کا آپؐ کے بارہ میں کہنا کہ اگر آپؐ کی صحبت میں ہوتا تو آپؐ کے پاؤں دھویا کرتا ۳۸۳	۳۲۸	یسوع نے آئندہ آنے والے مقدس نبی کی خوشخبری دی
اللہ تعالیٰ اور آپؐ کی شان اقدس میں حضورؐ کا نعتیہ عربی قصیدہ ۱۷۳ تا ۱۶۹	ح ۳۶۳	آپؐ درحقیقت مصلح اعظم تھے
سیرت طیبہ و اخلاق عالیہ	ح ۳۶۶	آپؐ کی اصلاح نہایت وسیع، عام اور مسلم الطوائف ہے
آنحضورؐ کا شاندار توکل اور محبت الہی ۴۱۱	۳۳۳	قرآن نے اپنے من جانب اللہ ہونے اور آنحضورؐ کی نبوت من اللہ کا دعویٰ کیا
دنیا سے رخصت ہوتے وقت دعا کی الحقیقی بالرفیق الاعلیٰ جبکہ یسوع مسیح نے ایسلی ایلی لما سبقتی کے فقرے کہے ۴۱۰، ۴۱۱	ح ۳۶۷	آپؐ کے ذریعہ ہونے والی اصلاح کومسح کی اصلاح سے کوئی نسبت نہیں
بدر میں آپؐ کا تضرع اور دعا اور اس کی وجہ ۱۱۸	۳۵۹	آپؐ ایسے وقت میں بھیجے گئے جب دنیا زبان حال سے ایک عظیم الشان مصلح کو مانگ رہی تھی
آپؐ کو نہایت درجہ جوش تھا کہ اسلام کو اپنی زندگی میں پھیلانا دیکھ لوں ۳۵۴ ح	۳۶۶	آنحضورؐ کے ذریعہ ہونے والی اصلاح
کسریٰ کو دعوت اسلام دینا ۳۸۵	ح ۳۶۷	آنحضورؐ اور مسیح کے ذریعہ ہونے والی اصلاح میں کوئی نسبت نہیں
آپؐ کو استغفار کا حکم دینے کے معنی ۳۵۵	۳۶۱	قرآن کا بھی دعویٰ ہے کہ آنحضورؐ ایسے وقت تشریف لائے جب دنیا بگڑ چکی تھی
آنحضورؐ نے استغفار کی سرسبزی کو سب سے زیادہ مانگا اور اللہ نے سب سے زیادہ آپؐ کو سرسبز اور معطر کیا ۳۵۸	۳۶۶	حجۃ الوداع پر لوگوں سے گواہی لینا کہ میں نے اللہ کے تمام احکام تم تک پہنچا دیئے ہیں
جنگ کے موقع پر جب آپؐ اکیلے رہ گئے تو برہنہ لوہاروں کے سامنے کہا میں نبی اللہ محمد ابن عبدالمطلب ہوں ۴۰۶		

۴۰۲	آپؐ نے تین جگہ جھوٹ بولنے کی اجازت دی ہے اس اعتراض کا جواب	۳۹۳	بیویوں سے سلوک اور معاشرت کے معاملات میں بھی نمونہ قائم کیا
۴۴۴	ایک پادری کا اعتراض کہ آپؐ کو نفس پر قابو نہ تھا اس لئے اکمل کیونکر ہو سکتے تھے	۳۸۱	حضرت سودہ نے اپنی باری حضرت عائشہ کو بخشنے کی درخواست کی تو آپؐ نے قبول فرمائی
۳۸۰	آپؐ کے مقدس وجود کی نسبت فسق و فجور کی تہمت لگانا یہ افتراء شیطانوں کا کام ہے	۴۴۹	آپؐ کا تقویٰ کہ پاکدامن عورتوں سے بھی ہاتھ نہیں ملاتے تھے
۳۹۷	ہندوستان اور پنجاب میں آپؐ کی توہین پر مبنی کتب کی اشاعت کا ذکر	۳۶۸	جانفشانی کا پسندیدہ طریق آپؐ کی زندگی میں چمک رہا ہے
۳۰۰	آہتھم نے نعوذ باللہ آپؐ کو دجال کے نام سے موسوم کیا آپؐ کی توہین پر مبنی پادری فتح مسیح کا خط اور حضورؐ کی طرف سے جواب	۴۷۵	آپؐ کا فرمانا کہ میرا شیطان مسلمان ہو گیا ہے آپؐ نے فرمایا کہ میری والدہ سے لیکر حواتک کوئی عورت بدکار نہیں اور نہ کوئی مرد بدکار ہے
۳۷۶	متنبی کی مطلقہ سے نکاح	۴۸۰	
۳۸۸	حضرت عائشہ سے بدن وغیرہ لگانے پر اعتراض		<b>پیشگوئیاں</b>
۳۹۲	محمد احسن امر وہی، سید	۲۹۵	آپؐ کی ایک پیشگوئی کا پورا ہونا
۲۹۰	محمد بن عبدالباقی، علامہ	۳۸۵	آپؐ کا حجرہ کہ کسریٰ اپنے بیٹے کے ہاتھوں قتل ہو گیا آپؐ کی پیشگوئی کہ مہدی کے زمانہ میں عیسائیوں سے ایک مباحثہ ہوگا جس میں حق آل محمد کے ساتھ ہوگا
ح ۱۱۶	محمد حسن لدھیانوی، مولوی	۱۳، ۱۲	آپؐ کا فرمانا کہ سورۃ النصر میری وفات کی طرف اشارہ کرتی ہے
۴۷	تین مرتبہ قسم کھائیں کہ چار نشانات کا مدعی کافر ہے تو ہزار روپیہ انعام لے لیں	۳۶۵	
۵۱	محمد حسین بٹالوی، مولوی		<b>مخالفت و اعتراضات</b>
۴۵۲، ۲۸۹، ح، ۱۰۳، ۸۵	آہتھم کی پیشگوئی اور اشتہار بابت داماد مرزا احمد بیگ پر اعتراضات اور اس کے جوابات	۲۹۸	ایک پادری کا جھوٹ سے لکھنا کہ آپؐ نے ایک کبوتر ہلایا ہوا تھا تو لوگ سمجھیں یہ روح القدس ہے
۱۱۵	اگر عیسائیت میں قسم کھانا منع سمجھتے ہیں تو میرے اشتہار کار کا رد لکھیں ورنہ لعنة اللہ علی الکاذبین	۳۸۰	نورس کی لڑکی سے شادی کا اعتراض اپنی بیوی سودہ کو پیرانہ سالی کی وجہ سے طلاق دینے پر تیار ہو گئے تھے کے اعتراض کا جواب
۱۱۵	بٹالوی تین بار کہہ دے کہ عبدالحق کی ذلت نہیں ہوئی تو پانچ سو روپیہ دے دیں گے	۳۸۰	غزوہ خندق میں نمازوں کے قضا کرنے پر عیسائیوں کے اعتراض کا جواب
۳۳	حضرت عبداللہ غزنوی مرحوم کا ایک کشف محمد حسین بٹالوی کے بارہ میں جس کو حضرت قاضی ضیاء الدین نے سنا اور بیان کیا	۳۸۹	
۴۵۶	بٹالوی کی ساری علییت مرزا صاحب کے مقابل پر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی۔ عبداللہ غزنوی صاحب کا الہام	۳۹۱	زیادہ بیویاں رکھنے پر اعتراض اور اس کا جواب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے سے گناہ دور ہو جاتے ہیں کے اعتراض کا جواب
۴۵۷		۴۱۸	

۴۷۲	ٹانک، گرو بابا	مولوی صدیق حسن خان کو چودھویں صدی کا مجدد ٹھہرایا تھا ۳۱۷ ح
	سکھوں کا عقیدہ ہے کہ وہ مرنے کے بعد مع اپنے جسم	ابولہب سے مراد محمد حسین بٹالوی ہے
۴۷۱	کے بہشت میں پہنچ گئے	۴۹۴
۳۸۲	نصر اللہ خان (امیر حبیب اللہ والی افغانستان کا بھائی)	۱۴۴
۴۵۴:۲۹۰	نور الدین، حکیم مولانا	محمد خان کپورتھلہ ریاست، حضرت میاں
	عربی کے اشتراک السنہ ثابت کرنے میں حضور کی	محمد سعید (مرتد)
۱۴۴	معاونت اور انگریزی کتب خرید کر دینا	۱۴۴
۲۸۳	آپ کے اخلاص کا ذکر	محمد صادق بھیروی، مفتی
	آپ کے شیر خوار بچہ کی وفات اور سعد اللہ لدھیانوی	محمد علی خان، نواب مالیر کوئلہ
۲۷	کا اس کو آفت قرار دینا	۱۴۴
۴۵۴	نور الدین جموں، خلیفہ	۴۵۴
	و-۵-ی	
۴۵۴	وریام خوشابی، حاجی	۴۵۷
	و کٹوریہ قیسرہ ہند	۴۱
	اسلام سے محبت رکھتی ہے اور اس کے دل میں آنحضرتؐ	۴۵۵
۳۸۳	کی بہت عزت ہے	۴۵۴
۱۶۶، ۱۱۸، ۴۴	ولی اللہ شاہ دہلوی	۲۰۲، ۱۲۵، ۱۰۶
	اپنی کتاب فیوض الحرمین میں پیشگوئیوں کی شرائط وغیرہ	۳۸۸، ج ۳۶۲، ج ۳۵۵، ج ۳۵۳، ۳۳۷، ۳۰۴
۱۲	کے بارہ میں بحث کی ہے	صرف فرعون کی سرکوبی اور اپنی قوم کو چھڑانے اور
۳۵	تا شیر نجوم کا اقرار کرتے ہیں	راہ راست دکھانے کے لئے آئے تھے
۳۹۷	ولیمس ریواری، پادری	۳۶۹
	وہب بن متبہ	۱۱۷
۱۱۹	ہارون علیہ السلام	عربی زبان کے بارہ میں اس کے بعض شبہات و سوساں
۳۰۴	ہارون الرشید (عباسی خلیفہ)	اور ان کے جوابات
۲۹۹	ہیرودیس	پانچ ہزار روپیہ کا اشتہار جو ہم نے عربی زبان کیلئے دیا
۴۶۹، ۳۸۶		ہے میکسملر صاحب بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں
		میکسملر کا کہنا کہ علم اللسان کا آغاز عیسائیت سے ہوا
		ناصر نواب دہلوی، سید

ح ۹۸	یوسف نجار	یحییٰ علیہ السلام
	یونس علیہ السلام	مسح کا یحییٰ کو ایلیا قرار دینا
۳۰۲، ۳۳	قوم کے استغفار و توبہ کی وجہ سے پیشگوئی کا پورا نہ ہونا	یرمیاہ
۱۳۱	آپ کی پیشگوئی کا ملنا	آپ کی تعلیم کی رو سے قسم کھانا عبادت میں داخل ہے
۱۳۲	یونس کی قوم کی توبہ و استغفار کا واقعہ	یسعیاہ
۱۳۱	آپ کے غضبناک ہونے کا معنی	یعقوب علیہ السلام
۱۳۰، ۱۹۹	آپ کا قوم پر عذاب کو قطعی سمجھنا اور اتناء	یوحنا، ڈاکٹر
۲۶۴	قوم یونس کو ملائکہ عذاب کے تمثلات میں دکھائی دیتے تھے	مباحثہ جنڈیالہ شائع کرنے کا منتظم جو میعاد کے اندر بیت ناک نشان کے طور پر دنیا سے رخصت ہوا
	۲۱	







۲۰۷	مکہ کا نام اللہ نے ام القریٰ رکھا	۴۶۹	گلیل (فلسطین)
۱۸۳	ام الارضین یعنی مکہ تمام زمین کی ماں ہے	۹۶	گورداسپور
۲۳۳	مکہ میں دنیا کی پہلی عمارت خانہ کعبہ ہے		
۴۶۰، ح ۳۶۴، ۲۹۴، ۸۳، ح ۶۹	ہندوستان		ل-م-ہ-ی
	ہندوستان میں علوم و فنون کی ترقی کیلئے انگریزی	ح ۲۵۵، ۳۸۴، ۲۸۸، ح ۶۳	لاہور
۴۶۴، ۴۶۱	حکومت کی کوششیں	۴۵۷	چینیوں والی مسجد لاہور
ح ۱۶۴، ۱۰۸	یروشلم	۲۸۰، ۲۷۵، ۲۷۰، ۲۶۶، ۲۶۴، ۸۴، ۲۷، ۱۰	لدھیانہ
۴۱۷، ۳۷۹، ح ۳۶۹، ح ۳۴۷، ۸۳، ۲۱	یورپ	۳۱۴، ۲۹۶، ۲۸۳، ۲۸۲	
ح ۳۴۵	یورپ میں عیسائیت کنعان سے پہنچی	۴۶۰، ۱۳۵	لندن
۳۹۳	یورپ کی عورتیں آزادی سے فائدہ اٹھا کر	ح ۳۵۳	شراب کی کثیر دکانوں اور فاحش عورتوں کا ذکر
۲۸۵	اعتدال کے دائرہ سے نکل گئیں	۴۸۵	ہر سال ہزاروں حرامی بچے پیدا ہوتے ہیں اور شراب کی کثرت
	بے راہ روی اور گناہ	۱۳۵	مدائن
	یونان	۳۶۷، ۴۵	مدینہ منورہ
ح ۳۶۴	عیسائیوں نے شرک یونان سے لیا اور یونان میں وید	۴۰۴، ۱۸۳، ۴۵	مکہ مکرمہ
	کے ذریعہ ہند سے آیا ہے		

# کتابیات

۱۰۸	انجیل میں مسیح، بطرس اور پولوس کی قسمیں پائی جاتی ہیں	۴۵۰، ۳۱۹	آریہ دھرم (تصنیف مسیح موعود علیہ السلام)
۳۲۳، ۳۱۱، ۹۱، ۸۰، ۱	انوار الاسلام (تصنیف مسیح موعود علیہ السلام)	۱۱۹	ابن کثیر تفسیر
ح ۳۶۱، ۲۷۲	بائبل	۳۳۲	اتمام الحجۃ (تصنیف مسیح موعود علیہ السلام)
۱۰۷	بائبل میں نبیوں کی قسمیں مذکور ہیں	۴۵۴	ازالہ وہام (تصنیف مسیح موعود علیہ السلام)
۳۸۶	بخاری جامع صحیح	۴۵۶	اشاعة السنہ (مولوی محمد حسین ثالوی کا ہفتہ وار رسالہ)
	براہین احمدیہ (تصنیف مسیح موعود علیہ السلام)	ح ۳۶۱، ۲۹۸، ۲۷۳، ۲۰۹، ۱۰۵، ۱۰۴	انجیل
۳۹۸، ۳۰۸، ۲۹۵، ۲۹۴، ۲۹۳، ۵۴		۴۰۲، ۳۹۳، ۳۸۹، ۳۸۷، ۳۸۶، ۳۸۰، ۳۷۹، ۳۷۲، ۳۷۰	
ح ۱۵۲	تاج العروس (عربی لغت)	۷۴۵، ۴۵۱، ۴۲۹، ۴۲۳، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۸، ۴۲۴، ۴۱۵، ۴۱۳	انجیلیں یسوع کے زمانہ کے بہت برس بعد لکھی گئیں
۲۹	تحفہ بغداد (تصنیف مسیح موعود علیہ السلام)	۴۰۹	انجیلیں ساٹھ سے بھی کچھ زیادہ ہیں
۱۰۸	تفسیر انجیل مؤلفہ پادری کلارک و عماد الدین		انجیل کے بارہ میں ایک یورپین عالم کی رائے کہ یہ
۱۲۰، ۱۱۹	تفسیر کبیر (رازی)	۴۸۱	انسانی بناوٹ بلکہ وحشیانہ ایجاد ہے
۲۶۱، ۲۱۲، ۱۵۹، ۱۳۵، ۱۷۷، ۱۰۷	توریت	ح ۳۶۸	پادری جیمس کیرن کا کہنا کہ انجیل کی تعلیم دراصل
۳۹۱، ۳۷۹، ۳۷۰، ۳۵۳، ۳۰۵، ۲۳۰		ح ۳۶۸	اصلاح کیلئے نہیں تھی
ح ۳۶۱	ابناء اللہ کے محاورہ کا استعمال	۳۷۱	انجیل میں تثلیث کا نام و نشان نہیں
ح ۳۶۸	پادری جیمس کیرن کا کہنا کہ توراہ کی تعلیم اصلاح کے لئے	۴۵۲، ۴۱۸	انجیل کی تعلیم ناقص ہے اس میں تمدن کے ہر پہلو کا
۲۲۶	توراہ سے ثابت ہے کہ جسمانی جزا بھی خدا کی عادت ہے	۴۴۲	لحاظ نہیں کیا گیا
	نہیں تھی	۴۲۸	خدا کے بیٹے کے الفاظ کے استعمال کی حقیقت
	توراہ سے ثابت ہے کہ جسمانی جزا بھی خدا کی عادت ہے	۴۱۷	گناہ کے بارہ میں انجیلی تعلیم کا نقص
		۴۱۷	بد نظری کے بارہ میں انجیلی تعلیم اور اس کے بد نتائج
		۴۲۵	انجیل میں جسمانی سزا کے بارہ میں اشارہ موجود ہے
		۴۰۳	جس قدر قرآن میں راست گوئی کی تاکید ہے انجیل
			سے نکال کر دکھائیں
۲۷۱	جنم ساکھی بھائی بالاوالی		
۳۵	حجة اللہ البالغة (ولی اللہ شاہ محدث دہلوی)		

## ل-م-ن-و

ح ۳۳۶، ح ۱۵۲	لسان العرب (عربی لغت)
ح ۱۶۰	لیکچر میکسملر
۳۳	مجمع البحار
۳۳	مدارج السالکین
۳۵	مدارج النبوة
۱۱۹	معالم التنزیل
۲۵۹	معیار المذہب (تصنیف مسیح موعود علیہ السلام)
۲۲۵، ۲۲۴	مسلم جامع صحیح
۲۰۸	مشکوٰۃ
۲۲۳	من الرحمن (تصنیف مسیح موعود علیہ السلام)
	رسالہ جس میں آپ نے عربی کو
۱۲۶	ام اللہ ثابت فرمایا ہے
	اللہ کے انعاموں اور احسانوں کی وجہ سے میں نے
۱۸۷	کتاب کا نام من الرحمن رکھا
۱۶۸، ۱۶۷	کتاب لکھنے کی تحریک الہی ہے
۱۳۹	یہ کتاب تقریباً ڈیڑھ ماہ کی محنت سے تیار کی ہے
۱۷۳	اس کتاب کی تالیف کے اسباب مذکورہ فی المقدمہ
۳۱۰	اس کی اشاعت کے بارہ میں حضور کی خواہش
۳۲۵، ۲۵۰	کتاب من الرحمن کے بارہ میں حضور کے اشتہار
	مؤید الاسلام۔ ڈیون پورٹ کی کتاب Aplogy for
۲۹۸	Muhammad کا اردو ترجمہ
۱۶	موضح القرآن از شاہ عبدالقادر دہلوی
ح ۳۶۴، ح ۳۲۲	میزان الحق از پادری فنڈل
۲۵۲، ۸۲، ۶۰، ۳۳، ۲۹، ۹	نور الحق (تصنیف مسیح موعود علیہ السلام)

۲۸	حجج الکرامہ (نواب صدیق حسن خان)
۱۲۰	در منثور
ح ۱۴۹	دساتیر (زر تفتی مذہب کی کتابیں)
۲۷۹، ۲۷۳، ۱۰۷	زبور (بائبل)

## س-ش-ص-ض

ح ۳۳۶	سبعہ معلقہ
ح ۳۵۱، ۳۵۰	چوتھا معلقہ عمرو بن کلثوم تغلمی عیسائی کا تھا
۳۱۹	سست بچن (تصنیف مسیح موعود علیہ السلام)
۳۹۸، ۳۹۷، ۳۶۵	ستیا رتھ پرکاش (پڈت دیانند)
۳۳، ۲۹	سر الخلافہ (تصنیف مسیح موعود علیہ السلام)
۱۱۸	شرح فتوح الغیب از مولوی عبدالحق دہلوی
۱۱۶	شرح مواہب لدنیہ
۳۳۶	صحاح جوہری
۵۵	ضمیمہ انوار اسلام (تصنیف مسیح موعود علیہ السلام)
۲۰۱، ۲۴۹	ضیاء الحق (تصنیف مسیح موعود علیہ السلام)
۳۱۰	اس کی اشاعت کے بارہ میں حضور کی تحریر

## ف-ق-ک

۳۹۰	فتح الباری شرح صحیح بخاری
۱۱۹	فتح البیان (تفسیر)
۱۱۶، ۴۴، ۱۲	فتوح الغیب از سید عبدالقادر جیلانی
۱۱۶، ۴۴، ۳۵، ۱۲	فیوض الحرمین از شاہ ولی اللہ صاحب
	قرآن مجید (دیکھنے کلید مضامین زیر لفظ قرآن)
۳۹، ۳۳، ۲۹	کرامات الصادقین (تصنیف مسیح موعود علیہ السلام)

۳۷۳	نور القرآن نمبر ۲ (تصنیف مسیح موعود علیہ السلام)	کوئی عیسائی کتاب نور الحق کے جواب پر قادر نہ ہو سکا اور
۲۵۵	رسالہ نور القرآن کی خریداری کے بارہ میں اعلان	ذلت کا رسہ اپنے گلے ڈالا
۳۸۱	نبیل الاوطار	نور افشاں (عیسائیوں کا رسالہ) ۹۴، ۹۲، ۸۸، ۸۷، ۶۶، ۳۷
۱۱۶	وشی الدیمان علی صحیح مسلم بن الحجاج	۲۹۹، ۲۶۳، ۲۶۱، ۲۶۰، ح ۱۵۷، ۱۰۲، ۱۰۱، ۹۹، ۹۵
۲۸۷، ۳۶۸، ۳۶۶، ۳۹۸، ۲۰۸، ۱۲۹	وید	نور القرآن نمبر ۱ (تصنیف مسیح موعود علیہ السلام)
ح ۳۶۳	وید کا شرک یونان گیا اور پھر عیسائیوں نے لیا	قرآنی حقائق و معارف لوگوں کو بتانے کیلئے رسالہ
۱۳۰	وید نے سنسکرت کے ام الالسنہ ہونے کا دعویٰ نہیں کیا	نور القرآن کا اجرا
		۳۳۱، ۳۳۰
		۳۷۴
		۳۲۴
		رسالہ نور القرآن کی غرض اجرا
		حضور کا رسالہ نور القرآن نمبر ۱ جسے تین ماہی جاری
		کرنے کا ارادہ کیا